آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے متعلق

سب سے زیادہ معتبر، سب سے زیادہ مستند اور سب سے زیادہ قدیم تالیف

سیرۃ ابن ہشام

مؤلفہ

حضرت علامہ ابو محمد عبد الملک بن محمد بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ

متوفی 213 ھجری

مرتبہ

شیخ محمد اسماعیل پانی پتی

حضورؐ کے نامۂ مبارک کا فوٹو اور ضروری حواشی کے ساتھ

ناشر

مقبول اکیڈمی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

کشف الدّجیٰ بجمالہٖ

حسنت جمیعُ خصالہٖ

صلّوا علیہ و آلہٖ

عکس مکتوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنام مقوقس مصر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامۂ مبارک

بنام مقوقس والی مصر

شروع کتاب میں جو فوٹو آپ دیکھ رہے ہیں یہ اُس خط کا عکس ہے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ ذی الحجہ سنہ 6 ہجری (مطابق اپریل 628ء میں مقوقس والی مصر کے نام دعوتِ اسلام کی غرض سے بھیجا تھا۔ یہ متبرک تبلیغی خط اپنی اصلی حالت میں اس وقت قسطنطنیہ میں موجود ہے اور یورپ کے بڑے بڑے محققین نے اسے وہاں جا کر دیکھا ہے۔ اس کے فوٹو لئے ہیں اس کے اصلی ہونے کی تصدیق کی ہے اور اسے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ مصر کے علماء اور ہندوستان و پاکستان کے مصنفین نے بھی پورے اعتماد کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے اور اسے اپنی تصنیفات میں شائع کیا ہے جس کی تفصیل ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔ پہلے اس کی مختصر تاریخ اور دستیاب ہونے کی کیفیت سن لیں۔

صلح حدیبیہ کے نتیجہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے آئے دن کے حملوں، سازشوں اور فتنہ پردازیوں سے کچھ امن ملا تو آپ نے فوراً اپنے اصلی کام یعنی وحدانیت کی تبلیغ اور اسلام کی اشاعت کی طرف توجہ فرمائی اور عربی قبائل کے سرداروں، سرحدی ریاستوں کے حاکموں اور مختلف ممالک کے بادشاہوں کے نام تبلیغی خطوط لکھے اور ان کو اسلام کی طرف بلایا۔ پہلا خط قیصر روم کے نام روانہ فرمایا۔ دوسرا شہنشاہ ایران کے نام اور تیسرا والا نامہ مقوقس والی مصر کے نام روانہ فرمایا۔ والی مصر مقوقس عیسائی تھا۔ اور ہرقل قیصر روم کی طرف سے مصر کا موروثی حاکم تھا۔ اس کا ذاتی نام عربی مورخوں نے جریج بن یلنا لکھا ہے قومیت کے لحاظ سے یہ قبطی تھا۔ جو مصر کی قدیمی قوم تھی اور عیسائیت اختیار کر چکی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خط حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ مصر بھیجا۔ حاطب نہایت ہوشیار، حاضر جواب، عقلمند اور جہاں دیدہ صحابی تھے۔ انہوں نے سفارت کے فرائض نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیئے جو خط حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس کو لکھا اور جو کتاب ہذا کی زینت بن رہا ہے۔ چونکہ قدیم عربی رسم الخط میں ہے اس لئے وہ شائقین جو قدیم رسم الخط سے واقف نہیں اس خط کی تحریر کو نہیں پڑھ سکیں گے۔ ایسے حضرات کی آسانی کے لئے ہم اس خط کو موجودہ رسم الخط میں نیچے مع ترجمہ کے لکھ دیتے ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

من محمد بن عبد اللّٰہ و رسولہ الی المقوقس عظیم القبط. سلامٌ علٰی من اتبع الھدیٰ اما بعد. فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام. اسلم تسلم. یؤتک اللّٰہ اجرک

مـرَّتیـن. فـان تـولیـت فـعـلیـک اثم القبط. یا اھل الکتاب تعالوا الٰی کلمۃٍ سواءٍ بینا و بیـنـکـم ان لا نـعبد الّا للّٰہ ولا نشرک بہ شیئًا ولا یتخذ بعضنا بعضًا ارباباً من دون اللّٰہ فان تولّوا فقولوا اشھدوا ابانا مُسلِمُون.

(ترجمہ) میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت رحم والا اور بڑا مہربان ہے۔ یہ خط خدا کے بندے اور رسول محمد کی طرف سے قبطیوں کے بادشاہ مقوقس کے نام ہے۔ اس شخص پر سلام جو ہدایت کو قبول کرے اس کے بعد واضح ہو کہ میں تجھے اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ جو ہدایت کا سرچشمہ ہے اسلام کو اختیار کرتا کہ سلامت رہے۔ اگر تو مسلمان ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے دوہرا ثواب دے گا (تیرے اپنے اسلام کا بھی اور تیری قوم کے اسلام کا بھی) اور اگر تو نے میری دعوت کو قبول نہ کیا تو دوہرے وبال میں گرفتار ہوگا اپنے ایمان نہ لانے کے وبال میں بھی اور اپنی قوم کے مسلمان نہ ہونے کے گناہ میں بھی (اور اے اہل کتاب آؤ اور اس واحد امر میں ہمارے ساتھ اتفاق کرو جسے ہم بھی مانتے ہیں اور تم بھی کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی حالت میں بھی اس کا کوئی شریک نہ بنائیں۔ اور خدا کے سوا ہم میں سے کوئی کسی کو اپنا حاجت روا نہ سمجھے اگر ایسی سیدھی اور صاف بات کے قبول کرنے سے بھی اہل کتاب انکار کریں۔ تو پھر ان سے صاف طور پر کہ دو کہ ہم تو بہر حال خدا کے ماننے والے ہیں''۔

جب حضرت حاطب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر سکندریہ پہنچے تو مقوقس ان سے بہت اچھی طرح پیش آیا مگر نامہ مبارک پڑھ کر ازراہ مذاق کہنے لگا اگر واقعی محمد خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ تو ناحق انہوں نے یہ خط دے کر تمہیں یہاں آنے کی زحمت دی اس کی قطعاً ضرورت نہ تھی۔ وہ اپنے خدا سے دعا کرتے کہ مقوقس کو میرا تابعدار کردے۔ پس میں فوراً ان کا مطیع ہوجاتا اور ان کا دین اختیار کر لیتا۔

حضرت حاطب شاہانہ رعب سے قطعاً متاثر نہیں ہوئے اور انہوں نے بڑی دلیری سے جواب دیا کہ اگر یہ بات درست ہے جو آپ فرما رہے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے مختلف قبائل کے پاس اپنے داعی کیوں بھیجے؟ اور کیوں نہ دعا کی کہ وہ سب میری پیروی کرلیں۔ اے بادشاہ۔ یہ مذاق کا محل نہیں آپ سے پہلے اسی ملک میں ایک مغرور و متکبر بادشاہ گزر چکا ہے جو اپنے آپ کو خدا کہلواتا تھا۔ اور حضرت موسیٰ سے گستاخی سے پیش آتا تھا۔ مگر اس کا ایسا بُرا انجام ہوا کہ وہ آج تک دوسروں کے لئے عبرت کا موجب بنا ہوا ہے۔ پس اے بادشاہ، فرعون کے انجام سے عبرت پکڑیے اور موجودہ نبی کا انکار کرکے اور اس کے متعلق استہزا سے پیش آکر اپنے آپ کو دوسروں کے لیے عبرت کا باعث نہ بنائیے۔

حاطب کے اس طنز کا معقول جواب مقوقس سے بن نہ آیا تو بات بدل کر کہنے لگا کہ ہم نے سنا ہے کہ

تمہارے پیغمبر کو لوگوں نے بڑی تکلیفیں دیں اور آخر ان کو ان کے وطن سے نکال دیا ایسے سخت وقت میں انہوں نے بددعا کر کے اپنے مخالفوں کو کیوں نہ ہلاک کر دیا۔

حاطب نے برجستہ الزامی جواب دیا کہ ہمارے تو نبی کو لوگوں نے وطن سے نکالا۔ آپ کے تو خدا کو لوگوں نے سولی پر چڑھا دیا اس وقت انہوں نے اپنے مخالفوں کو کیوں نہ ہلاک کر دیا؟

ان دونوں معقول جوابوں سے مقوقس دل میں بہت متاثر ہوا۔ اور بے اختیار اس کے منہ سے نکل گیا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا آقا واقعی بہت زیرک اور عقلمند انسان ہے جس نے تم جیسے ہوشیار، باخبر اور چست آدمی کو اپنا سفیر بنا کر ہمارے دربار میں بھیجا''۔

اس کے بعد اس نے ایک ہاتھی دانت کی ڈبیہ منگوائی اور اس میں اس خط کو بند کر کے لونڈی کو دیا کہ حفاظت سے رکھے پھر مقوقس نے اپنے ایک کاتب سے جو عربی زبان کا واقف تھا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حسب ذیل خط لکھ دیا۔

بسم اللّٰہِ الرّحمٰن الرّحیم. لمحمد بن عبداللّٰہ من المقوقس عظیم القبط سلام علیک اما بعد فقد قرأتُ کتابک و فھمت ماذکرت فیہ و ما تدعوا الیہ. و قد علمت ان نبیاً قد بقی و کنت اظن ان یخرج من الشام. و قد اکرمت رسولک و بعثۃُ الیک بجاریتیں لھما مکانٌ من القبط و کسوۃ و اھدیت الیک بغلۃ لترکبھا والسلام

یعنی یہ خط محمد بن عبداللہ کے نام قبائل کے بادشاہ مقوقس کی طرف سے بھیجا جا رہا ہے۔ آپ پر خدا کی رحمت اور سلامتی ہو۔ میں نے آپ کا خط پڑھا اور اس کے مطالب کو سمجھا۔ اور جو تبلیغ اس خط میں آپ نے مجھے کی ہے۔ میں نے اس پر غور کیا۔ مجھے معلوم تھا کہ اس زمانہ میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے مگر میرا خیال ہے کہ وہ ملک شام میں پیدا ہوگا۔ میں آپ کے فرستادہ کے ساتھ بعزت پیش آیا ہوں۔ اور اس کے ہاتھ آپ کے لئے حسب ذیل تحفے بھیج رہا ہوں۔

(1) آپ کے استعمال کے لیے قبطی قوم کی دو نہایت شریف اور معزز دوشیزہ لڑکیاں جن کی اپنی قوم میں بڑی منزلت ہے۔

(2) آپ کی پوشاک کے لیے نفیس کپڑے کا ایک تھان

(3) آپ کی سواری کے لئے عمدہ نسل کا ایک خچر

دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نام ماریہ قبطیہ تھا اور دوسری کا سیرین۔ ان دونوں کو حضرت حاطب نے تبلیغ کر کے راستہ ہی میں مسلمان کر لیا تھا۔ مدینہ پہنچ کر جب انہوں نے ان کو حضور کی خدمت میں پیش کیا تو

ماریہ سے حضور علیہ السلام نے خود عقد کیا اور سیرین کو حضرت حسان بن ثابت کے عقد میں دے دیا۔ خچر کا نام دلدل تھا۔ جس پر حضور اکثر سوار ہوا کرتے تھے۔

یہ خیال کہ یہ دونوں لڑکیاں لونڈیاں تھیں صحیح نہیں۔ جَـــارِیَتَیْــن کے معنی ایسی لڑکیوں کے ہیں جو بالغ ہونے کے قریب ہوں۔ پھر لونڈی کی کوئی قدر و منزلت اور توقیر و عزت نہیں ہوتی مگر مقوقس لکھتا ہے کہ یہ دونوں اپنی قوم کی بہت معزز و محترم ہیں۔ بالفرض محال اگر وہ ابتدا میں لونڈیاں بھی تھیں تو مسلمان ہو جانے کے بعد کس طرح لونڈیاں رہ سکتی تھیں۔ پھر صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت ماریہ کو عقد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ کرایا۔ مگر عرب میں لونڈیاں بالکل پردہ نہیں کرتی تھیں۔ پردہ صرف معزز اور آزاد مستورات کے لیے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم ان ہی ماریہ کے بطن سے تھے اور جب صغر سنی میں فوت ہو گئے تو حضور کو بہت رنج ہوا تھا اور حضور نے فرمایا تھا

(اگر ابراہیم زندہ رہتا تو حضرت ابراہیم کے درجہ کا نبی ہوتا) کیا یہ الفاظ ایک لونڈی زادہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم استعمال فرما سکتے ہیں۔

جب مصر پر حضرت عمر کے زمانہ میں مسلمانوں کا قبضہ ہوا تو اسی وقت یہ خط ایک مقدس یادگار کے طور پر کسی گرجا میں منتقل کر دیا گیا اور مسلمان چونکہ گرجاؤں کلیساؤں اور عیسائیوں یا یہودیوں کی مذہبی عمارتوں کو بالکل ہاتھ نہیں لگاتے تھے اس لیے یہ خط ان کے ہاتھ نہ لگا اور گرجا میں محفوظ رہا۔ صدیاں گذر جانے کے بعد اتفاقاً 1858ء میں یہ خط ایک فرانسیسی مستشرق موسیو اتین بارتیلمی کو مصر میں اخمیم کے کینسے کے قریب ایک مذہبی عمارت کے کھنڈر میں سے دستیاب ہوا۔ اس نے جب یہ خط قدیم عربی زبان کے فاضلوں سے پڑھوایا تو پتہ لگا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک ہے۔ فرانسیسی مستشرق نے سوچا کہ قسطنطنیہ کے بادشاہ سے اس مذہبی یادگار کی بڑی معقول قیمت مل سکے گی۔ پس وہ اسے قسطنطنیہ لے گیا۔ اور بادشاہ روم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ٹرکی کے تخت پر اس وقت سلطان عبدالمجید بن محمود ثانی سلطنت کر رہا تھا۔ اس نے چند فضلاء اور علماء کو بلا کر یہ خط دکھایا۔ اور جب اسے پورا اطمینان ہو گیا کہ یہ اصلی خط ہے جعلی نہیں۔ تو اس نے فرانسیسی مستشرق کو بہت معقول رقم دے کر یہ خط اس سے لے لیا۔ اور بڑی حفاظت کے ساتھ شاہی خزانہ میں رکھ دیا۔ جب دوسرے یورپین مستشرقین کو اس کا پتہ چلا تو وہ قسطنطنیہ پہنچے اور خط کو دیکھ کر اس کے اصلی ہونے کی تصدیق کی۔ اس کے فوٹو لیے۔ ان یورپین مستشرقین میں ڈاکٹر بیجر کا نام خاص طور سے مشہور ہے۔ متعصب عیسائی مورخ جرجی زیدان ایڈیٹر الہلال قاہرہ نے نومبر 1904ء کے شمارہ میں اس خط کا فوٹو شائع کیا۔ جب یہ پرچہ متحدہ ہندوستان میں پہنچا تو سب سے پہلے اسے رسالہ ریویو آف ریلیجنز نے ایک

نہایت مبسوط مضمون کے ساتھ جس کا عنوان تھا ''احادیث کی صداقت پر ایک بینظیر شہادت'' اپنے ماہ اگست 1906ء کے پرچہ میں شائع کیا۔ جب مولوی محمد علی صاحب کا یہ مضمون کتابی شکل میں ''مقام حدیث'' کے نام سے شائع ہوا تو اس میں بھی یہ خط موجود تھا۔ مجلّہ عثمانیہ حیدر آباد دکن بابت 4 جولائی 1936 اور بعد میں رسالہ اسلامک کلچر حیدر آباد دکن بابت اکتوبر میں اس خط پر ڈاکٹر محمد حمید اللہ لیکچرار عثمانیہ یونیورسٹی نے بڑے محققانہ اور مبسوط مضامین لکھے اور جب ان کی عربی کتاب ''الوثائق السیاسیہ'' شائع ہوئی تو اس میں بھی یہ خط موجود تھا۔ اپریل 1949ء میں حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے کی کتاب سیرۃ خاتم النبیین جلد سوئم شائع ہوئی تو اس کے صفحہ 202 پر بھی یہ فوٹو چھپا ہوا ہے۔ اور وہیں سے لے کر میں اسے قارئین کرام کے ملاحظہ کے لیے شائع کر رہا ہوں۔

اس کے علاوہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اور مکتوب ہائے گرامی کا پتہ چلا ہے کہ وہ بھی اپنی اصلی حالت میں اس وقت تک موجود ہیں۔

(1) ایک نجاشی شاہ حبش کے نام جسے انگریز پروفیسر ڈنلوپ نے شائع کیا۔

(2) دوسرا منذر بن سادی کے نام جسے جرمن مستشرق فلایشر نے تلاش کیا۔

لیکن ان دونوں خطوط کے فوٹو مجھے ابھی تک دستیاب نہیں ہوئے۔ اگر خدا کو منظور ہوا تو کتاب کے آیندہ ایڈیشن میں شائع کر دوں گا۔

ایک خاص بات اپنے موقع پر بیان کرنی رہ گئی وہ یہ ہے کہ بادشاہوں کو تبلیغی خطوط بھیجنے کے لئے حضور نے ایک مہر بنوائی تھی۔ یہ ایک چاندی کی انگوٹھی تھی جس پر محمدؐ رسول اللہ کے الفاظ الٹے کندہ تھے تاکہ کاغذ پر سیدھے آ جائیں۔ مہر کی شکل یہ تھی کہ الفاظ تین لائنوں میں تھے۔ سب سے اوپر اللہ اس کے نیچے رسول اور سب سے نیچے محمد یعنی مہر ایسی بنی ہوئی تھی ﷺ یہ انگوٹھی جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات رہے حضور کے ہاتھ میں رہی حضور کے بعد حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ہاتھ میں رہی حضرت عثمان ایک روز ادیس نامی کنوئیں کے کنارے پر بیٹھے تھے۔ بغیر کسی خیال کے آپ نے انگوٹھی انگلی سے نکال کر ہلانی شروع کی معاً انگوٹھی ہاتھ سے چھٹی اور کنوئیں میں جا پڑی۔ حضرت عثمان کو سخت قلق ہوا اور آپ نے بڑی بے چینی کے ساتھ فوراً اس کی تلاش شروع کی۔ کنوئیں کا سارا پانی اور تمام مٹی نکال دی اور تین دن تک تلاش کرتے رہے مگر انگوٹھی نہ ملی۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ نادر متبرک یادگار ضائع ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

خاکسار

محمد اسماعیل پانی پتی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمُدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مقدّمہ

سیرت ابن ہشام

اردو ایڈیشن

حضرت نبی کریم خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ مبارکہ اور حیات مقدسہ کے متعلق اب تک دنیا کی مختلف زبانوں میں جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں بلا مبالغہ ان کی تعداد حدودشمار سے باہر ہے۔ آج تک دنیا کے کسی نبی، کسی رہنما، کسی ہادی اور کسی لیڈر کی کسی زبان میں اس قدر سوانح عمریاں نہیں لکھی گئیں جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی گئی ہیں۔ اور دنیا کے مصنفین، مولفین اور مورخین نے آج تک اپنے کسی ہیرو کی اس قدر تعریف وتوصیف نہیں کی جس قدر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرت نگاروں نے اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یہ بھی حضور علیہ السلام کی صداقت اور سچائی کی زبردست دلیل ہے حضور کی ولادت کے وقت جب حضرت عبدالمطلب نے اپنے مقدس پوتے کا نام ''محمدؐ'' رکھا۔ تو معززین قوم نے پوچھا کہ قریش کی رسم و عادت کے خلاف آپ نے یہ نام کیوں رکھا؟ حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا ''اس لیے کہ میری دلی خواہش ہے کہ میرا یہ یتیم بچہ دنیا بھر کی تعریف و ستائش کا مستحق اور مورد ہو۔ اور بڑے ہو کر اس کے خصائل و عادات ایسے ہوں کہ ہر شخص اس کی ثنا اور تعریف کرے (محمد کے معنی ہیں تعریف کیا گیا) کتنے خوش نصیب تھے حضرت عبدالمطلب کہ ان کی یہ خواہش ایسی شان کے ساتھ پوری ہوئی کہ دنیا میں کسی انسان کی خواہش اس خوبی اور صفائی کے ساتھ پوری نہیں ہوئی ہوگی آج چودہ سو برس ہو گئے کہ لوگ برابر ہر روز اور ہر رات عبدالمطلب کے پوتے کی تعریف کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے چلے جائیں گے۔ پانچوں وقت نماز میں درود ہر مسلمان پر فرض ہے اور درود کیا ہے۔ صرف آنحضور کی تعریف کا مجموعہ صرف زبانوں پر ہی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان کے رگ و ریشے اور دل وجگر میں بیٹھی ہوئی ہے اور جب بھی کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک لیتا ہے تو بے اختیار اس کے منہ سے صلی اللہ علیہ وسلم نکل جاتا ہے۔ پھر تحریری طور پر جو عشق مسلمانوں نے اپنے مقدس نبی کے ساتھ ظاہر کیا۔ اس کی کوئی دوسری نظیر دنیا میں ہرگز ہرگز نہیں مل سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک حرکت کو حضور کی ہر ایک بات کو حضور کے ہر ایک قول کو اور حضور کے ہر

ایک فعل کوانہوں نے راویوں کے لمبے سلسلے کے ساتھ محفوظ کر دیا۔احادیث نبوی کی موٹی موٹی کتابیں اس کی شاہد ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات مدوّن کرنے کے لیے انہوں نے حضور کے ہزار ہا صحابہ کے سوانحی حالات جس عرق ریزی جس محنت اور جس کاوش کے ساتھ فراہم کیے وہ بجائے خود تصنیفی دنیا کا محیر العقول کارنامہ ہے۔کیا دنیا کے کسی اور نبی، رسول یا پیغمبر کے پیرووں نے اپنے راہنما اور ہادی کے حالات حیات جمع کرنے میں اس کی عشر عشیر بھی کوشش اور سعی کی ہے؟ اسماء الرجال کی کتابیں ان نفوس مقدسہ کے حالات سے بھری پڑی ہیں۔جن کی ساری زندگیاں اپنے آقا کی خدمت واطاعت میں بسر ہوگئیں۔ ہمارے محدثین اور ہمارے مصنفین کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ایسی بے پناہ محبت تھی کہ انہوں نے نہ صرف ان اصحاب کرام کے حالات منضبط کئے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا تھا بلکہ ان لوگوں کے حالات بھی فراہم کیے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں کو دیکھا تھا۔اس پر اکتفا نہ کرتے ہوئے انہوں نے ان دیکھنے والوں کے حالات بھی بڑی تلاش اور محنت سے مرتب کیے اس طرح بیشمار لوگوں کے حالات محدثین نے فراہم کیے۔

یورپین مصنفین میں سے مشہور جرمن سکالر ڈاکٹر اسپرنگر نہایت حیرت کے ساتھ لکھتا ہے کہ نہ کوئی قوم دنیا میں ایسی گذری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہوسکتا ہے۔کیا دنیا کی تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی مل سکتی ہے؟ جاؤ ڈھونڈ و اور تم آخر تک ناکام رہو گے۔

اسماء الرجال کے اس تمام عظیم الشان ذخیرہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہمارے سیرۃ نگاروں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر نہایت مبسوط اور مفصل سوانح عمریاں لکھیں۔ان سوانح عمریوں کا سلسلہ دوسری صدی ہجری سے شروع ہوکر آج تک جاری ہے اور یقیناً قیامت تک جاری رہے گا۔

اس سلسلہ میں سیرۃ نبوی کی سب سے پہلی کتاب حضرت امام زہری کی ''کتاب المغازی'' ہے، وہ مدینہ منورہ میں ایک ایک صحابی کے گھر پر جاتے اور جو شخص بھی خواہ جوان ہو یا بوڑھا۔عورت ہو یا مرد ہومل جاتا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و واقعات دریافت فرماتے،غرض انتہائی محنت و تلاش کے بعد انہوں نے یہ کتاب لکھی۔اس سلسلہ میں دوسری تالیف حضرت موسیٰ بن عقبہ اسدی المتوفی 141ھ کی ہے۔مگر اب یہ دنیا سے ناپید ہو چکی ہے۔زاں بعد امام زہری کے لائق اور نامور شاگرد حضرت محمد اسحٰق نے فن سیرت پر ایک نہایت مفصل کتاب لکھی اور ''امام فن مغازی'' کا لقب پایا۔ 151ھ آپ کا سال وفات ہے مگر آج کل نہ امام زہری کی کتاب ملتی ہے نہ ابن اسحٰق کی۔

اس کے بعد اس فن شریف میں جس انسان کے سر پر شہرتِ عام اور بقائے دوام کا تاج رکھا گیا وہ حضرت علامہ ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیر ی المعافری کے نام سے دنیائے اسلام میں شہرت رکھتے ہیں۔ان کی کتاب دراصل ابن اسحٰق کی تالیف کا خلاصہ ہے جہاں جہاں انہوں نے اضافے کیے ہیں وہاں صاف طور پر اس کی تصریح کر دی ہے۔ جہاں اختلاف کیا ہے۔اس کے دلائل بیان کر رہے ہیں۔ جو روایتیں اور بیانات ایسے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے کوئی خاص علاقہ نہیں رکھتے تھے انہیں خارج کر دیا۔ جو مشکل اصطلاحات کتاب میں آئی تھیں ان کی آسان تشریح کر دی۔ جو بیشمار اشعار اس میں آئے تھے ان کی صحت اور عدم صحت کے متعلق اپنی تحقیق بیان کی اور اس طرح ایک نئی کتاب تیار کر دی۔ چونکہ ابن اسحٰق کی کتاب آج کل کہیں نہیں ملتی لہٰذا اس کی قائم مقام سینکڑوں سال سے یہی سیرۃ ابن ہشام ہے اور تمام محدثین، مورخین اور مصنفین برابر اسی سے استفادہ کرتے چلے آئے ہیں۔اور اسی کے حوالے انہوں نے اپنی کتابوں میں دیئے ہیں۔ پس یہ کتاب سیرۃ نبوی میں سب سے زیادہ مستند اور سب سے زیادہ موثر سمجھی جاتی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی سیرت نگار اس کتاب سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔اگر چہ آج کل کے طریقۂ سیرت نگاری کے لحاظ سے اس میں کچھ سقم پائے جاتے ہیں لیکن اس کتاب کی عظمت میں کچھ فرق نہیں آتا اسقام سے تو کوئی کتاب بھی خالی نہیں۔

علامہ ابن ہشام نے 213ھ یا 318ھ میں وفات پائی مگر اپنی یادگار ایک ایسی کتاب چھوڑ گئے جو ابدالآباد تک ان کے نام کو عزت کے ساتھ شہرت دیتی رہے گی۔

متقدمین اور متاخرین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بھی سیرۃ نگار ایسا نہیں جس نے سیرت ابن ہشام سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔سیرت ابن ہشام کے مستقل طور پر متعدد زبانوں میں ترجمے ہوئے اور اس کی شہرت اور قبولیت دن بدن بڑھتی اور ترقی کرتی گئی جرمن زبان میں اس کا ترجمہ ہوا اور انگریزی میں بھی عربی میں تو اس کے کئی ایڈیشن اعلیٰ سے اعلیٰ نکل چکے ہیں۔

جہاں تک ہمیں معلوم ہے اردو میں اب تک اس عظیم اور مہتمم بالشان کتاب کے تین ترجمے ہوئے ہیں۔

پہلا ترجمہ: جو شائع ہوا۔اس کا نام ''سیرت الرسول ہے'' یہ کتاب مولوی محمد انشاءاللہ خاں ایڈیٹر اخبار وطن لاہور نے اپنے اسسٹنٹ مولوی عبدالحلیم صاحب رودلوی کی مدد سے ترجمہ کی کتاب 29x22/8 سائز پر تین جلدوں میں شائع ہوئی۔

1۔ پہلی جلد ابتدا سے ہجرت تک کے واقعات پر مشتمل ہے اور 28 نومبر 1913ء کو شائع ہوئی صفحات 104 تھے۔

2۔ دوسری جلد میں ہجرت سے فتح مکہ تک کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ جلد یکم جولائی 1918ء کو چھپ کر شائع ہوئی اور اس کے صفحات 177 ہیں۔

3۔ تیسری جلد میں فتح مکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک کے حالات درج ہیں کتاب کے دیباچہ میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے کہ یہ کتاب اوّلین مورخ حالات سرورِ دو عالم ابو محمد عبدالملک بن ہشام کی مستند ترین عربی تصنیف سیرۃ ابن ہشام کا دراصل سلیس و دلچسپ ترجمہ ہے۔ اور اس کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ ترجمہ میں طوالت کو اختصار سے بدلنے کے ساتھ ساتھ بموقع بروئے روایت مفید حواشی و تشریحات و اسباب و واقعات ایزاد کیے گئے ہیں مگر کتاب کا طرز تحریر پرانا اور طرز نگارش فرسودہ ہے۔ فہرست مضامین موجود نہیں جس سے کسی مضمون کو نکالنے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ کتاب کو پڑھتے ہوئے قطعاً پتہ نہیں لگتا کہ ابن ہشام کے فقرات کونسے ہیں اور مترجمین نے ان میں کہاں کہاں کمی کی ہے اور کہاں کہاں اضافے کیے ہیں۔ اس کتاب کے متعلق صحیح بات یہ ہے کہ سیرۃ ابن ہشام کو سامنے رکھ کر ایک ''سیرت الرسول'' اپنے الفاظ میں مرتب کی گئی ہے۔ یہ کتاب حمیدیہ پریس لاہور میں باہتمام مولوی ثناء اللہ چھپ کر کارخانہ اخبار وطن وحمیدیہ ایجنسی لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ لیکن آج نہ مولوی انشاء اللہ خاں اور نہ مولوی محمد عبدالحلیم زندہ ہیں۔ نہ اخبار وطن جاری ہے نہ حمیدیہ ایجنسی کا وجود باقی ہے نہ حمیدیہ پریس کا پتہ ہے اور نہ کتاب ملتی ہے۔

دوسرا ترجمہ: ایک صاحب سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی خواہرزادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے دو حصوں میں کیا۔ اور پہلا حصہ 15 ذی قعد 1328ھ (مطابق 25 اپریل 1910ء) کو ختم کیا۔ اس میں غزوہ احد تک کے واقعات بیان کئے گئے ہیں دوسرا حصہ بعد میں تیار کیا جو غزوہ احد سے حضور انور کے وصال تک ہے اس کا نام انہوں نے سیرۃ ابن ہشام ہی رکھا۔ مگر نا معلوم کیا وجہ ہوئی یہ ترجمہ پانچ برس تک شائع نہ ہو سکا۔ آخر 1333ھ (مطابق اپریل 1915ء) میں اس کے دونوں حصے ایک جلد میں عبدالرحیم اینڈ برادرز پسران مولوی رحیم بخش تاجران کتب مسجد چینیاں والی لاہور نے 29x22/8 کی بڑی تقطیع پر رفاہ عام سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیے دونوں حصوں کے مجموعی صفحات 512 تھے مگر یہ کتاب بھی آج کل نایاب ہے اور سوائے بڑی بڑی اور قدیم لائبریریوں کے بالعموم کہیں نہیں ملتی۔

تیسرا ترجمہ۔ سیرۃ ابن ہشام ہی کے نام سے مولوی قطب الدین احمد محمودی سابق لیکچرار چادر گھاٹ کالج حیدر آباد دکن نے کیا۔ یہ کتاب جامعہ عثمانیہ کے سلسلہ نصاب میں شامل تھی۔ اور دار الطبع عثمانیہ حیدر آباد میں چھپی تھی۔ تقطیع 26x20/8 تھی۔ کاغذ عمدہ لگایا گیا تھا۔ مگر لکھائی چھپائی بہت ہی معمولی تھی۔

کاتب کا عربی خط بڑا خراب تھا مگر یہ مکمل کتاب کا ترجمہ نہیں تھا بلکہ صرف اس کی دو جلدیں چھپی تھیں۔

1۔ پہلی جلد شعب ابی طالب کے واقعہ تک ہے اور اس کے صفحات 595 ہیں۔

2۔ دوسری جلد مدینہ میں کعب بن اشرف یہودی کے قتل تک کے واقعات پر مشتمل ہے اس کے 671 صفحے ہیں۔ بس اس کی یہ دو ہی جلدیں شائع ہوئیں اور کتاب نا تمام رہ گئی۔ پہلی جلد 1367ھ مطابق 1948ء میں چھپی اور دوسری 1368ھ مطابق 1949ء میں اگرچہ دونوں جلدوں کے آخر میں دو دو صفحات کے غلط نامے موجود ہیں۔ لیکن پھر بھی کتاب میں بہت سی غلطیاں باقی رہ گئیں ہیں۔

مگر یہ نا تمام ترجمہ بھی اب عام طور سے نہیں ملتا۔ قریباً نایاب ہو چکا ہے۔ موخر الذکر دونوں ترجموں میں نام بیحد غلط لکھے ہیں فقرے مربوط نہیں۔ ترجمہ عمدہ نہیں بلکہ بعض جگہ تو بالکل غلط ہے یا تو مترجم فقرہ کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکا یا اپنے مفہوم کو ادا کرنے کے لیے اسے الفاظ نہیں ملے۔ جس کے نتیجے میں ساری عبارت مہمل ہو کر رہ گئی۔ بعض جگہ حروف اڑ گئے اور عبارت بے معنی ہو گئی۔ پھر ترجمہ بھی سلیس اور بامحاورہ نہیں بلکہ بالعموم لفظی اور غیر مربوط ہے رسم الخط بھی پرانی طرز کا ہے کتابت کی غلطیوں کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ قرآن کریم کی آیات تک غلط لکھی ہیں۔ اشعار کا ترجمہ نہایت بھونڈا ہے۔

اردو کے تینوں ترجمے نہ تو عام طور پر دستیاب ہوتے ہیں۔ نہ ان کی عبارت اور طرز تحریر موجودہ دور میں پسند کے قابل ہے اور نہ ہی وہ اپنی حیثیت اور حالت میں مکمل ہیں اس لیے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ اس قدیم کتاب کا ایک جدید ایڈیشن عوام کے رجحان کو پیش نظر رکھتے ہوئے عمدگی اور نفاست کے ساتھ شائع کیا جائے۔ مکرمی ملک مقبول احمد صاحب مالک مقبول اکیڈمی کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ متعدد موانعات کے باوجود اس کی اشاعت کے لیے تیار ہو گئے اور مجھ سے انہوں نے اسی جدید ایڈیشن کی ترتیب و تدوین کے لیے کہا۔ کام اگرچہ مشکل اور کٹھن تھا اور میں بیمار اور عدیم الفرصت تھا مگر اس خیال سے اسے کرنے کے لیے تیار ہو گیا کہ اپنے مقدس آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حقیر سی خدمت اگر مجھ سے بن آئے تو یہ میری انتہائی خوش نصیبی کا باعث اور میرے لیے توشۂ عقبیٰ کا موجب ہو گی۔

اس کام کو سرانجام دیتے وقت اردو کے تینوں ترجمے میرے پیش نظر رہے ہیں جو خوش قسمتی سے مجھے دستیاب ہو گئے تھے اور میں نے ان سے فائدہ اٹھایا ہے بالخصوص سید یٰسین علی کے ترجمے سے کہ وہی ایک حد تک مکمل کیا جا سکتا ہے اگرچہ اس میں بھی مترجم نے جگہ جگہ اختصار اور انتخاب سے کام لیا ہے اس کے علاوہ اس ترجمہ میں دو بہت بڑے نقص ہیں۔ ایک تو ترجمہ مولویانہ طرز کا ہے دوسرے کاتب نے صحابہ کرام اور مقامات کے نام اس قدر غلط لکھے ہیں جس کی انتہا نہیں۔ شاید ہی کوئی صفحہ ان موٹی موٹی اغلاط سے پاک ہو۔

اس کام کے لیے جو اصل عربی کتاب میرے استعمال میں رہی ہے وہ تین ضخیم جلدوں میں ہے اور مطبع خیریہ مصر میں 1329ھ میں چھپی ہے۔

جن جن باتوں کا اس اردو ایڈیشن کی تدوین اور ترتیب میں مَیں نے خاص طور پر خیال رکھا ہے۔ حسب ذیل ہیں۔

(1) زبان عام طور پر سادہ سلیس اور عام فہم رکھی ہے ادق الفاظ اور مشکل فقرات سے پرہیز کیا ہے۔ اگر کوئی خاص اصطلاح کہیں لکھنی ضروری ہوئی ہے تو حاشیہ میں اس کی تشریح کر دی ہے تا کہ مطلب صاف طور پر سمجھ میں آ جائے۔

(2) تمام کتاب کو چھوٹی چھوٹی اور موزوں بغلی سرخیوں میں تقسیم کر دیا ہے تا کہ پڑھنے سے پہلے ہر پیرے کا مضمون معلوم ہو جائے۔ یہ چیز نہ اصل عربی میں ہے نہ اس کے تینوں متذکرہ متراجم ہیں۔

(3) اصل عربی کتاب میں جہاں جہاں عنوانات لکھے تھے میں نے ان کا تتبع نہیں کیا بلکہ ہر عنوان کی عبارت خود بنا کر لکھی ہے۔ جو نسبتاً مختصر اور موزوں ہے۔

(4) جہاں میں نے دیکھا کہ اصل عربی میں کوئی بیان بہت مشکل، مختصر اور تشنہ ہے۔ وہاں قارئین کرام کے ذہنوں کو الجھن میں ڈالنے کی بجائے اس بیان کو کسی دوسری کتاب سے لے کر درج کر دیا ہے جو آسان سلیس اور عام فہم تھا تا کہ اس طرح آسانی اور سہولت کے ساتھ واقعہ قارئین کرام کے ذہن نشین ہو جائے۔

(5) میرے خیال میں جہاں ابن ہشام نے کوئی غلط بات لکھی ہے۔ میں نے اپنے علم کے مطابق اس کی تصحیح حاشیہ میں کر دی ہے۔ جہاں زیادہ تفصیل اور تشریح کی گنجائش نہیں دیکھی۔ وہاں ان کتابوں کے نام لکھ دیئے ہیں جن میں اس مسئلہ کے متعلق مکمل اور مدلل بحث ہے۔

(6) ابن ہشام کی تحریر میں جہاں کوئی اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑتا تھا۔ اس کو حاشیہ میں دور کر دیا ہے۔

(7) میں نے اس ایڈیشن میں اصل عربی کتاب کا کوئی واقعہ نہیں چھوڑا مگر ہاں جہاں جہاں قرآن کریم کی بے انتہا آیات لکھی تھیں اور ساتھ ہی ان کی تفسیر بھی تفصیل کے ساتھ بیان کی تھی میں نے ان آیات اور ان تفسیر و تفصیل کو سیرۃ سے زائد ایک بات سمجھا اور ایسے سب مقامات کو چھوڑ دیا۔ لیکن جہاں ان کا درج کرنا ضروری سمجھا وہاں تو ایک آدھ آیت لکھ دی یا لکھ دیا کہ تفصیل کے شائقین قرآن کی فلاں سورہ ملاحظہ فرمائیں۔

(8) اصل عربی میں جگہ جگہ ہر واقعہ کے متعلق شعرائے عرب کے بیشمار اشعار درج ہیں۔ یہ بھی میرے

خیال میں سیرۃ سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتے۔اس لیے میں نے ان کو بالعموم نظر انداز کر دیا ہے۔اس سے نفس مضمون میں تو کوئی فرق نہیں پڑا مگر کتاب میں بہت حد تک اختصار پیدا ہو گیا ہے۔البتہ آخر کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر حضرت حسان بن ثابت کے جو مرثیے درج ہیں ان میں سے ایک مرثیہ میں نے یہاں بھی لکھ دیا ہے۔

(9) میں نے کوشش کی ہے کہ کتاب میں کم سے کم عربی عبارتیں لکھوں۔ جو بہت ہی ضروری ہوں۔ جہاں جہاں میں عربی عبارتیں لکھنے پر مجبور ہوا ہوں میں نے ہر جگہ ان کا اردو ترجمہ بھی لکھ دیا ہے۔

(10) صحابہ کرام اور مقایات کے ناموں کی صحت کا میں نے خاص طور پر خیال رکھا ہے اور اصل عربی کتاب بار بار مقابلہ کر کے ان کو تحریر کیا ہے۔

(11) اصل عربی کتاب میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ کتاب کی ترتیب مضامین بہت بُری ہے۔ ابن ہشام ایک واقعہ بیان کرتے کرتے اسے چھوڑ کر فوراً ایک دوسرا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس کو ختم کرنے کے بعد پھر باقی کا واقعہ لکھتا ہے۔اس طرح قاری کے ذہن میں سخت الجھن پیدا ہوتی ہے۔ میں نے بعض جگہ تو مجبوراً اصل عربی کتاب کی ترتیب کو ہی قائم رکھا ہے اور بعض جگہ اسے بدل کر سارا واقعہ ایک ہی جگہ درج کرنے کے بعد دوسرا واقعہ شروع کیا ہے۔مثلاً ابن ہشام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری علالت کا ذکر کرتے ہوئے درمیان میں ازاواج مطہرات کا تذکرہ شروع کر دیا اور اس کو ختم کرنے کے بعد پھر معاً علالت کا بیان شروع کر دیا۔ میں نے قارئین کی سہولت کے لیے ازواج مطہرات کا تذکرہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کیا ہے کہ وہی اس مضمون کا صحیح مقام ہے اس طرح کتاب کے اصل مضامین میں تو کسی قسم کی کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی مگر ترتیب موزوں ہو گئی ہے۔

(12) ایک خاص اور اہم چیز جو میں نے اردو ایڈیشن کے لیے مہیا کی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس نامۂ مبارک کا فوٹو ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ اسلام کی غرض سے مقوقس والیٔ مصر کو بھیجا تھا اور مسلمانوں کی خوش قسمتی سے اس وقت تک محفوظ تھا، یہ خط اگر چہ بجائے خود ایک مقدس اور متبرک چیز ہے کیونکہ ہمارے حضور کا لکھوایا ہوا ہے اور حضرت اقدس کی مہر اس پر ثبت ہے مگر اس کے علاوہ اس لحاظ سے بھی اس خط کی بڑی اہمیت ہے کہ یہ نامۂ مبارک احادیث کی صداقت پر ایک زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ احادیث کی قدیم کتابوں میں اس خط کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ مقوقس کو لکھا تھا جو عبارت درج ہے وہ عبارت اس خط کے الفاظ سے بالکل مطابق ہے جس کا فوٹو یہاں پیش کیا جا رہا ہے اور جس کے ملنے کی تاریخ خط کے ساتھ دی گئی ہے اس مطابقت سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے کہ راویان

احادیث اور محدثین نے کس احتیاط کے ساتھ احادیث کے اصل الفاظ کو محفوظ رکھا اور اسے دوسروں تک پہنچایا۔ یہ خط میں نے صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب ایم اے کی تالیف سیرۃ خاتم النبیین جلد سوم سے لیا ہے۔ اور میں بہت ممنون ہوں آنمحترم کا کہ آپ نے میری درخواست پر فوراً اس کی نقل کی اجازت مرحمت فرمادی۔

غرض کہ جہاں تک مجھ سے ممکن ہوسکا میں نے اس کتاب کو بہتر حالت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے امید ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس کا مطالعہ کر کے اور حضور کے اسوۂ حسنہ پر چل کر اپنی دنیا اور عاقبت سنواریں گے۔ کیونکہ تمام نیکی واتقا اور تمام فضل وکمال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ قدسی صفات پر ختم ہے نہ آپ کے بعد کوئی نبی ہے اور نہ قرآن کے بعد کوئی کتاب۔ اللہ پاک ہمیں اپنے آقا کی تابعداری اور قرآن کریم کی اطاعت کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آخر میں اس امر کا بھی شکر گزاری کے ساتھ اعتراف کرتا ہوں کہ برخوردار محمد احمد مولوی فاضل نے اس کتاب کی تیاری میں ہر موقع پر میرا ہاتھ بٹایا اور جو بھی ضرورت مجھے پیش آئی اس میں میری امداد کی۔ میرے دوسرے لڑکے مبارک محمود نے بھی اس تمام کتاب کی کاپیاں بہت احتیاط اور توجہ کے ساتھ پڑھیں اور یہ بھی میری ایک بڑی مدد ہوئی۔ ورنہ کتاب میں بہت سی غلطیاں رہ جاتیں۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو اس امداد واعانت کی بہترین جزا دے اور اُن پر فضل وعنایت کی نظر رکھے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ کام جو خدا تعالیٰ کی خاص نوازش کے باعث اب انجام کو پہنچا ہے۔ عرصہ دراز سے میرے پیش نظر تھا اور میرا دل بے حد چاہتا تھا کہ دنیا کے اس بہترین انسان کامل کی اس بہترین سوانح عمری کا اردو ایڈیشن بہترین طور پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں۔ مگر اپنی اس تمنا کے پورا کرنے کی کوئی راہ نہ پاتا تھا۔ مختلف اور متعدد ناشرین سے اس کے لیے کئی بار گفتگو کی لیکن ہر شخص نے ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی عذر کر دیا۔ اور میرا ارادہ اب تک عمل کی شکل اختیار نہ کرسکا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور مکرمی ملک مقبول احمد صاحب مالک مقبول اکیڈیمی کے دل میں اس کی اشاعت کی تحریک ڈالی۔ جس وقت انہوں نے اپنے اس ارادہ کا مجھ سے ذکر کیا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ میری مدت دراز کی آرزو پوری ہونے کا وقت آ گیا تھا۔ خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر واحسان ہے کہ اُس نے محض اپنے فضل سے میری یہ دیرینہ خواہش میری زندگی میں بہت عمدگی کے ساتھ پوری کر دی ملک صاحب موصوف نے جس خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس کی کتابت وطباعت کرائی اور جس ذوق اور خلوص کے ساتھ اس اشاعت کی ہے اس کے نتیجے میں مجھے یقین ہے کہ اللہ پاک ان کے کاروبار میں بڑی وسعت دے گا اور ان کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا

فرمائے گا۔اس کتاب کے متعدد ایڈیشن وہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور بہتر سے بہتر شائع کریں گے۔**اللّٰھم آمین**

راقم

حضور علیہ السلام کا ادنیٰ ترین غلام

محمد اسماعیل پانی پتی

علامہ عبدالملک بن ہشام

مختصر سوانح حیات

آپ کا پورا نام ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری المعاصری البصری ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد بصرہ کے رہنے والے تھے اور یہیں آپ پیدا ہوئے۔ بچپنے ہی میں مصر چلے آئے جہاں اُن کا قبیلہ معافر مدت سے آباد تھا۔ یہ قبیلہ مصر میں بہت مشہور اور معزز تھا۔ اس کے افراد معافر بن یعفر کی اولاد سے تھے اور اسی لیے معافری کہلاتے تھے۔

آپ کی زندگی کا بڑا حصہ مصر میں گذرا۔ اور یہیں آپ نے اس وقت کے مروجہ علوم لائق اور فاضل استادوں سے حاصل کیے۔ علم الانساب کے آپ زبردست عالم مانے جاتے تھے۔ علم نحو میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ مگر جس چیز نے آپ کو سارے جہاں میں مشہور کیا وہ یہ تھی کہ آپ نے نہایت ذوق وشوق اور نہایت محنت و کاوش سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پاک اور حضور کے غزوات کے حالات جمع کیے اور پھر حضرت ابن اسحٰق المتوفی 151ھ بمطابق 768ء کی ضخیم کتاب ''المغازی والسیر'' کا بڑی احتیاط سے خلاصہ مرتب کیا۔ جو ضعیف اور کمزور روایتیں تھیں انہیں خارج کر دیا۔ اپنی سالہا سال کی تلاش اور تحقیق سے جو حالات فراہم کیے تھے وہ اس خلاصہ میں اضافہ کیے اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ایسی بے نظیر، بے مثل اور لاثانی کتاب مرتب کی جو صدیاں گذر جانے کے بعد آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر سوانح نگار کے لیے مشعل راہ بنی ہوئی ہے۔ بارہ سال کے طویل عرصہ میں مخالفین اور موافقین میں سے جس شخص نے بھی آنحضرتؐ کے حالات حیات لکھنے کے لیے قلم اٹھایا۔ اس سے پہلے ابن ہشام کی اس قابل قدر تالیف کا مطالعہ ضروری سمجھا ابن اسحٰق کی کتاب نابود ہوگئی۔ مگر ابن ہشام نے آقائے دو جہاں کی یہ خدمت کچھ اس خلوص کے ساتھ کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے قبولیت عزت اور شہرت ہمیشہ کے لئے اس کے حصہ میں لکھی گئی اور کتاب اس قدر زیادہ مشہور ہوئی کہ مؤلف کا نام کتاب کا نام بن گیا اور آج جو شخص بھی اپنی تالیف میں اس کتاب کا حوالہ دیتا ہے وہ یہ نہیں لکھتا کہ ''سیرۃ النبی مولفہ ابن ہشام'' بلکہ صرف ابن ہشام لکھنا کافی سمجھتا ہے، یہ اس کی بڑھی ہوئی مقبولیت کی روشن دلیل ہے۔

اس مقدس کتاب کے علاوہ ابن ہشام نے بعض اور کتابیں بھی لکھی ہیں۔ مگر آج انہیں کوئی جانتا بھی نہیں مثلاً

(1) کتاب فی النساب حمیر وملوکھا

(2) کتاب فی شرح رادقع فی اشعار السیر من الغرب

(3) کتاب التیجان (مجموعہ بائبلی روایات)

ابن ہشام کی وفات مصر کے مشہور شہر فسطاط میں ہوئی سال وفات بعض مورخین 613ھ/ 828ء بتاتے ہیں لیکن کشف الظنون اور ابوسعید عبدالرحمان کی تاریخ مصر میں 13 ربیع الثانی 218ھ/ 832ء لکھی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

فہرست مختصر عنوانات سیرۃ ابن ہشام

اصل عربی کتاب میں بیانات کے عنوانات بہت کم ہیں لمبے لمبے بیانات مسلسل چلے گئے ہیں اور ایک عنوان کے تحت بہت سی متفرق اور غیر متعلق باتیں بھی بیان کر دی گئی ہیں پھر جو عنوانات دیئے گئے ہیں وہ بالعموم بڑے بڑے فقروں میں ہیں یہ طریقہ قدیم طرز کا ہے اور غیر دلچسپ اور ناظرین کتاب کو الجھن میں ڈالنے والا ہے۔اس لیے میں نے اس فرسودہ طریقہ کو بدل دیا۔اور زمانہ حال کے مذاق کے مطابق کتاب کو نفسِ مضمون کے لحاظ سے مختلف حصص میں تقسیم کیا جلی عنوانات کی عبارت کو یکسر بدل کر بہت مختصر کیا جلی عنوانات کے ماتحت بغلی سرخیاں بکثرت لگائیں جن کا اصل عربی میں نام ونشان نہ تھا۔نہ اس وقت بغلی سرخیاں قائم کرنے کا رواج تھا مگر میں نے یہ سرخیاں اس لیے قائم کیں کہ کتاب کا ہر موضوع الگ الگ بیان کر دیا جائے اور اسے پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو لیکن مشکل یہ آ پڑی کہ اگر فہرست مضامین میں ان تمام بغلی سرخیوں کے عنوانات لکھے جائیں جو میں نے بڑی محنت سے کتاب میں لگائے ہیں تو فہرست مضامین تیس چالیس صفحات میں پھیل جائے گی اور یہ طویل فہرست مضامین یقیناً ناظرین کی الجھن کا باعث ہو گی اس لیے میں نے اس فہرست میں بہت اختصار سے کام لے کر صرف بہت اہم اور ضروری عنوانات یہاں درج کیے ہیں اور سینکڑوں بغلی سرخیوں کو چھوڑ دیا ہے۔جو کسی مشہور واقعہ کی ذیل میں مَیں نے کتاب میں لگائی ہیں۔امید ہے کہ ناظرین اس شکل کو مختصر ہونے کے لحاظ سے پسند فرمائیں گے۔

حصہ اوّل

حصہ دوم

حصہ سوم

حصہ چہارم

حصہ اوّل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباواجداد

آنحضرت کا شجرۂ نسب

آپ کا شجرۂ نسب حسب ذیل ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (عبدالمطلب کا نام شیبہ ہے) بن ہاشم (ہاشم کا اصل نام عمرو ہے) بن عبد مناف (عبدمناف کا اصل نام مغیرہ ہے) بن قصّی (قصّی کا اصل نام زید ہے) بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ (ان کا اصل نام عامر ہے) بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن مقّوم بن ناحور بن تیرح بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بن تارح (جن کو آزر کہتے ہیں) بن ناحور بن ساروح بن راعو بن فالخ بن عیبر بن شالخ بن ازفخشد بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اخنوع (یہی ادریس پیغمبر ہیں اور انہی کو پہلے نبوت ملی اور انہی نے قلم سے لکھنا ایجاد کیا) بن برد بن مہلیل بن یاقفین بن یانش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔

حضرت اسمٰعیل کا دوسرا سلسلۂ نسب

ایک دوسری روایت میں حضرت اسمٰعیل کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ بن تارح (جن کو آزر کہتے ہیں) بن ناحور بن اشرغ بن ارغو بن فالخ بن عابر بن شالخ بن الفخشر بن سام بن نوح بن لامک بن متوشلخ بن اہنوخ بن یرو بن مہلائل بن قاین بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔

کتاب کے متعلق بعض ضروری امور

میں اس کتاب میں حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آباواجداد کا ذکر خیر حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم سے شروع کرتا ہوں اور پھر حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے صرف ان لوگوں کا ذکر کروں گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ نسب میں داخل ہیں باقی اولاد کا ذکر نہ کروں گا۔ اور ابن اسحٰق نے جو اپنی کتاب میں بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ تعلق نہیں، نہ قرآن شریف میں ان کی بابت کچھ ذکر ہے۔ میں ان کا بھی ذکر نہ کروں گا اور فضول اشعار کے ذکر کو بھی میں نے ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ میرا مقصد اختصار کے ساتھ سیرت نبویہ کو بیان کرنا ہے اور اس کے متعلق جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ معتبر

روایتوں سے بیان کیا ہے۔

حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے

حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے (1) سب سے بڑا نابت (2) قیدر یا قیدار (3) اذیل یا اذحیل (4) منشا یا مبسام (5) مسمع یا سمعا (6) ماشی یا مشا (7) دم یا ددر (8) اذر (9) ظیما یا ظیم (10) یطور ا یا اطور (11) بنس یا نافیش (12) قیدیا قامہ۔ اوران سب لڑکوں کی والدہ یعنی حضرت اسماعیل کی بیوی مضاض بن عمرو جرہمی کی بیٹی تھیں۔ کہتے ہیں کہ مضاض اور جرہم دونوں قحطان کے فرزند تھے اور قحطان کی اولاد سے تمام ملک یمن ہے اور تمام ملک یمن کے نسب اس پر مجتمع ہوتے ہیں اور قحطان کا نسب اس طرح ہے کہ قحطان بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جرہم بن یقطعن بن عیبر بن شالخ ہے اور قحطان بن عیبر بن شالخ ہے۔

حضرت اسمٰعیل کی عمر

حضرت اسماعیل نے ایک سو بتیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور موضع الحجر میں اپنی والدہ حضرت ہاجرہ کے مزار کے پاس مدفون ہوئے۔ بعض اہل عرب ہاجرہ کو آجرہ بھی کہتے ہیں ہا کو الف سے بدل کر اور اس کی بہت نظیریں ان کے کلام میں موجود ہیں۔

حضرت اسمٰعیل کی والدہ

حضرت اسمٰعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ اہل مصر سے تھیں اور اسی سبب سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مصر کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میرے ان سے دونوں تعلق ہیں۔ نسبی بھی اور سسرال بھی۔ نسبی تعلق تو یہ کہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ حضرت ہاجرہ اہل مصر سے تھیں اور سسرال یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین ماریہ قبطیہ سے شادی فرمائی تھی جن کو مقوقس شاہ مصر نے حضور کی خدمت میں بھیجا تھا اور یہ حضرت ابراہیم حضور کے صاحبزادے کی والدہ تھیں ابن لہیعہ کا قول ہے کہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ جوام العرب یعنی کل عرب کی ماں ہیں مصر کے ایک گاؤں کی رہنے والی تھیں جو قصبہ الغرما کے قریب واقع تھا۔

مصر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ جب تم ملک مصر فتح کرو تو وہاں کے لوگوں سے

نیکی اور بھلائی کرنا۔ کیونکہ وہ لوگ ہماری ذی رحم ہیں۔ ان اسحٰق کہتے ہیں میں نے محمد بن مسلم سے جس نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی تھی دریافت کیا کہ اہل مصر کو ذی رحم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس رشتہ سے فرمایا۔ محمد بن مسلم نے کہا۔ اس رشتہ سے کہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ اہل مصر سے تھیں۔

حضرت اسمٰعیل عرب کے جدّ اعلیٰ ہیں

کل عرب حضرت اسمٰعیل اور قحطان ہی کی اولاد سے ہیں اور بعض اہل یمن کا یہ قول ہے کہ قحطان بھی حضرت اسمٰعیل کی اولاد سے تھا پس اس صورت میں حضرت اسمٰعیل تمام اہل عرب کے جدّ اعلیٰ ہیں اسی لیے وہ ابوالعرب کے نام سے مشہور ہیں۔

عدنان کا نسب

ابن اسحاق کہتا ہے کہ سلسلۂ نسب یوں ہے۔ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام ہے اور ثمود اور جدیس دونوں عابر بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں اور طسم اور عملاق اور امیم تینوں لاذ بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں اور ان کی اولاد عرب ہیں پھر نابت بن اسمٰعیل کا بیٹا یشجب کا یعرب کا اور یعرب کا تیرح اور تیرح کا ناحور اور ناحور کا مقوم اور مقوم کا اددا اور اددکا بیٹا عدنان ہوا۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ عدنان بن اُد ہے۔

عدنان کی اولاد

پس عدنان کے وقت سے اسمٰعیل کی اولاد کے قبائل مختلف جگہوں میں منتشر ہو گئے پھر عدنان کے دو فرزند پیدا ہوئے ایک معد بن عدنان اور دوسرا عک بن عدنان اور عک ملک یمن کو چلا گیا کیوں کہ اس نے یہاں کے قبیلہ بنی اشعر میں شادی کی تھی اسی سبب سے عک کا طرز وطریقہ اور زبان بنی اشعر سے خلط ملط ہو گئی اور بنی اشعر اشعر بن بنت بن ادد بن زید بن مہسع یا ہمیسع بن عمرو بن عریب بن یشجب بن زید بن کہلان بن سبا بن یشحب بن یعرب بن قحطان کی اولاد سے ہیں اور بعض کہتے ہیں اشعر بن بنت بن ادد ہے اور بعض کہتے ہیں اشعر بن مالک (جس کا نام مذحج ہے) ابن ادد بن زید بن مہسع یا ہمیسع اور بعض کے نزدیک اشعر بن سبا بن یشجب ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ کو ابومحرز خلف الاحمر اور ابوعبیدہ نے عباس بن مرداس کے اشعار سنائے ان اشعار میں اس نے عک کے ساتھ فخر ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ اس کے قصیدہ کا ایک شعر یہ ہے

وَ عِكُّ بْنُ عَدْنَانَ الَّذِيْنَ تَلَعَّبُوْا بِغَسَّانَ حَتّٰى طُرِّدُوْا كُلَّ مُطَرَّدٍ

(ترجمہ) اور عک عدنان کے ایسے بیٹے ہیں جنہوں نے چشمۂ غسان پر اپنے مخالفوں کے ساتھ ایک معرکہ کی جنگ کی اور ان کو بھگا دیا۔

غسان پانی کا ایک چشمہ جو ملک یمن میں مقام سدِ مارب پر واقع ہے۔ یہ چشمہ مازن بن اسد بن غوث کی اولاد کی ملکیت تھا۔ اس واسطے اس کا نام لفظ غوث کی مشابہت سے غسان رکھ دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ غسان قصبہ حجفة کے قریب موضع مثلل میں ایک پانی کا چشمہ ہے اور اس کا نام مازن بن اسد بن غوث بن بنت بن مالک بن زید بن کہلان بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان کی اولاد نے غسان رکھا تھا۔

ملک کی بعض اولاد جو یمن اور خراسان میں ہے ان کا بیان ہے کہ عک بن عدنان بن عبداللہ بن اسد بن غوث ہے اور بعض کہتے ہیں عدنان بن ویث بن عبداللہ بن اسد بن غوث ہے۔ یہ تو عک اور ان کی اولاد کا بیان ہوا۔ اب عدنان کے دوسرے بیٹے معد کا بیان اس طرح ہے۔

معد بن عدنان کے چار بیٹے جوئے نزار قضاعہ اور اسی کو بکر بھی کہتے ہیں اور اسی لیے معد کی کنیت ابوبکر تھی قنص۔ایاد۔ قضاعہ حمیر بن سبا یمنی کی طرف منسوب ہونے سے یمنی بن گیا اور سبا کا نام عبدشمس تھا۔ سبا اس کو اس سبب سے کہنے لگے کہ اس نے سب سے پہلے عرب میں لوگوں کو گرفتار کیا یہ یعرب بن یشجب بن قحطان کا بیٹا تھا۔ ابن ہشام لکھتے ہیں کہ اہل یمن اور بنی قضاعہ کہتے ہیں کہ قضاعہ بن مالک بن حمیر ہے۔

نعمان بن منذر

قنص بن معد کی اکثر اولاد ہلاک و برباد ہوگئی جیسا کہ معد کے نسب سے واقف لوگوں کا بیان ہے اور قنص بن معد کی اولاد میں سے نعمان بن منذر بادشاہ شہر حیرہ تھا۔

جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے آپ کے عہد خلافت میں نعمان بن منذر کی تلوار پیش کی گئی تو آپ نے جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی کو جو قریش اور تمام عرب کے انساب سے خوب واقف تھا بلایا۔ جبیر کا بیان ہے کہ میں نے یہ علم نسب حضرت ابوبکر صدیق سے جو اس علم میں بڑے ماہر تھے حاصل کیا۔ سلام مسنون کے بعد حضرت عمر نے جبیر سے فرمایا کہ اے جبیر نعمان بن منذر کس خاندان سے تھا۔ جبیر نے عرض کیا قنص بن معد کی اولاد سے تھا۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں باقی تمام عرب یہی کہتے ہیں کہ نعمان بن منذر لخم کی اولاد سے تھا اور لخم ربیعہ بن نصر کی اولاد سے تھا۔

لخم کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ لخم بن عدی بن حرث بن مرہ بن ادد بن زید بن ہمیسع بن عمرو بن عریب بن

یشجب بن زید بن کہلان بن سبا اور بعض کہتے ہیں لخم بن عدی بن عمرو بن سبا ہے اور بعض کہتے ہیں ربیعہ بن نصر بن ابی حارثہ بن عمرو بن عامر ہے جو عمرو بن عامر کے یمن سے جانے کے بعد یمن ہی میں رہ گیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے۔

عمرو بن عامر کی یمن سے ہجرت اور سد مارب کا قصہ

عمرو بن عامر کے یمن سے ہجرت کرنے کا یہ باعث ہوا کہ جس علاقہ میں یہ رہتا تھا۔ وہاں پانی کا ایک عظیم الشان بند تھا جس کو سد مآرب کہتے تھے (یعنی حاجتوں کی دیوار) اس بند کے سبب سے بہت سا پانی جمع ہو جاتا تھا اور لوگ اپنی ضرورت کے وقت اس کو کام میں لاتے تھے اور کھیتوں اور باغوں میں دیا کرتے تھے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ عمرو بن عامر نے اس بند کی دیوار میں ایک چوہے کو سوراخ کرتے دیکھا سمجھا کہ اس بند کو بقا نہیں ضرور ایک نہ ایک وقت یہ بند ٹوٹ کر ہم سب کے جان و مال کو برباد کر دے گا۔ اس واسطے یہاں سے کسی اور ملک چلے جانا بہتر ہے۔ پھر خیال آیا کہ میری قوم مجھ کو جانے نہ دے گی اور مزاحمت کرے گی اس واسطے یہ بہانہ بنایا کہ اپنے سب سے چھوٹے بیٹے کو بلایا اور سکھا دیا کہ جب میں تم پر خفا ہوں اور طمانچہ ماروں تو تو بھی میرے طمانچہ ماریو۔ بیٹے نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت عمرو بن عامر نے غل مچایا کہ اب میں اس جگہ نہیں رہتا جہاں مجھ کو ایسی ذلت ہوئی کہ سب سے چھوٹے بیٹے نے میرے طمانچہ مارا اور اپنے تمام مال و اسباب کو فروخت کرنا شروع کیا۔ یمن کے لوگوں نے آپس میں کہا کہ عمرو بن عامر کے غصہ کو غنیمت سمجھو اور سستے داموں پر اس کا مال خرید لو۔ چنانچہ انہوں نے سارا مال و اسباب اس کا خرید لیا اور عمرو بن عامر اپنی تمام آل اولاد کو لے کر یمن سے چل کھڑا ہوا۔ ازد کا قبیلہ بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم عمرو بن عامر کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ یہ لوگ چلتے چلتے عک بن عدنان کے شہروں میں پہنچے انہوں نے ان سے جنگ کی اور خوب مار کٹائی ہونے کے بعد وہاں سے بھی یہ لوگ روانہ ہو گئے اور مختلف شہروں میں متفرق ہوئے چنانچہ جفنہ بن عمرو بن عامر کی اولاد ملک شام میں۔ اوس اور خزرج یثرب میں خزاعہ مقام مُر میں۔ قبیلہ ازد اسراۃ مقام سراۃ میں اور ازد عمان شہر عمان میں جا بسے۔

اللہ تعالیٰ نے عمرو بن عامر کے یمن سے نکلنے کے بعد اس سدّ یعنی بند پر پانی کا سیلاب بھیجا جس نے اس بند کو تباہ کر دیا۔ جس کی نسبت قرآن شریف میں آتا ہے۔ **فَقَدْ كَانَ لِسَبَاءٍ فِيْ مَسَكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ. كُلُوْا مِنْ رِزقِ رَبِّكُمْ واشْكُرُوْا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ و رَبٌّ غُفُورٌ. فَاَعْرَضُوْ فَاَرسَلْنَا عَلَيهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ.**

(بیشک قوم سبا کے واسطے ان کے مسکن میں) ایک بڑی نشانی قدرتِ خدا کی تھی، دو باغ تھے دائیں اور بائیں (اس قوم سے رسول کی معرفت کہا گیا) کہ اپنے رب کے رزق کو کھاؤ اور اس کا شکر کرو عمدہ شہر ہے اور بخشنے والا پروردگار ہے۔ پس ان لوگوں نے پروردگار کے شکر سے منہ پھیرا اور اعراض کیا تب ہم نے ان پر عرم کی سیل کو بھیجا، عرم اس بند کا نام ہے پس پانی کی سیل نے اس بند کو توڑ ڈالا۔

ربیعہ بن نصر کا حال اور شق و سیطح کاہنوں کا بیان

ربیعہ بن نصر یمن کا بادشاہ تھا۔ ایک دفعہ اس نے ایک ہولناک خواب دیکھا جس کے دیکھنے سے اس کو از حد خوف و ہراس پیدا ہوا اور اس نے اپنی سلطنت کے تمام کاہنوں اور ساحروں اور نجومیوں اور رمالوں وغیرہ کو بلا کر کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے تم لوگ اس کی تعبیر بیان کرو۔ ان سب لوگوں نے عرض کیا کہ آپ خواب بیان کیجئے ہم اس کی تعبیر بیان کر دیں گے۔ بادشاہ نے کہا میں خواب نہیں بیان کروں گا ہر شخص تعبیر کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کو خواب بھی خود بیان کرنی چاہیے اور میرا اطمینان اس شخص کی تعبیر سے ہوگا جو خواب کا مضمون بھی ادا کر دے گا۔ اس وقت ایک شخص نے کہا ''اے بادشاہ اگر آپ کا یہی ارادہ ہے تو سیطح وشق (دونوں کے نام ہیں) کو بلانا چاہیے کہ ان دونوں سے بڑھ کر دوسرا کوئی آدمی اس فن کا ماہر اس زمانہ میں موجود نہیں۔ وہ آپ کی خواب اور تعبیر دونوں بتلا سکیں گے''۔ سیطح کا دوسرا نام ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن ذیب بن عدی بن مازن بن غسان ہے اور شق بن صعب بن لشکر بن رہم بن افرک بن قیس بن عبقر بن انمار بن نزار ہے اور انمار کی کنیت ابوبجلیۃ وخثعم ہے۔ اہل یمن کے قول کے مطابق انمار بن اراش بن لحیان بن عمرو بن الغوث بن نابت بن مالک بن زید بن کھلان بن سبا ہے اور کہتے ہیں کہ اراش بن عمرو بن لحیان بن الغوث ہے''۔ غرض کہ بادشاہ نے دونوں کو بلا بھیجا مگر سیطح شق سے پہلے آحاضر ہوا۔ بادشاہ نے سیطح سے کہا کہ میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس خواب کو بمعہ اس کی تاویل کے بیان کرو کہ اس کام کے لائق تم ہی بیان کئے جاتے ہو۔ اس نے کہا اے بادشاہ آپ نے ایک آگ دیکھی ہے جو تاریکی سے نکل کر زمین میں پھیل گئی ہے اور ہر حیوان کو کھا گئی ہے۔ بادشاہ نے کہا اے سیطح واقعی تو نے سچ کہا ہے یہی میرا خواب ہے اب اس کی تعبیر و تاویل بیان کر کہا کہ آپ کی سلطنت پر اہل حبش حملہ کریں گے اور لوبین سے لے کر جرش تک فتح کر لیں گے۔ بادشاہ نے کہا یہ تو بہت بڑی دردناک خبر ہے بھلا یہ تو بتلاؤ کہ یہ واقعہ میرے زمانہ میں ہوگا یا میرے بعد۔ کہا آپ کے ساٹھ یا ستر

سال بعد۔ پوچھا کہ اہل حبش کی بادشاہی ہمیشہ رہے گی یا منقطع ہو جائے گی۔ کہا کہ ستر اسّی سال کے درمیان منقطع ہو جاوے گی۔ بعض ان میں سے قتل کئے جائیں گے اور بعض بھاگ جاویں گے۔ پوچھا کہ ان کو کون قتل کرے گا۔ اور کون نکالے گا۔ کہا کہ قوم ارم جو عدن سے نکلے گی ان کو یمن سے نکال دے گی۔ اور ان میں سے کوئی فرد یمن میں نہیں چھوڑے گی۔ پوچھا کہ کیا اس قوم ارم کی بادشاہی ہمیشہ رہے گی یا منقطع ہو جاوے گی۔ کہا کہ وہ بھی جاتی رہے گی۔ پوچھا ان کو کون نکالے گا۔ کہا ایک پاک نبی محمد رسول اللہ جس کو اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہوگی۔ پوچھا وہ نبی کس قبیلہ سے ہوگا۔ کہا کہ غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے ہوگا۔ پھر یہ سلطنت اس کی قوم میں قیامت تک رہے گی۔ پوچھا کہ زمانہ کا خاتمہ بھی ہوگا۔ کہا ہاں اس وقت اول و آخر سب جمع ہوں گے اور نیکوکاروں کو نیک بدلہ ملے گا اور بدکاروں کو برا۔ پوچھا کیا جو کچھ تو نے مجھ کو بتلایا ہے سب سچ ہے۔ کہا خالقِ لیل و نہار کی قسم ہے کہ جو کچھ میں نے بتلایا ہے بالکل صحیح و درست ہے۔ اس کے بعد دوسرا منجم شق حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اس سے بھی ویسا ہی سوال کیا جیسا کہ سطیح سے کیا تھا اور یہ نہ بتلایا کہ میں پہلے اس معاملہ کو سطیح کے سامنے پیش کر چکا ہوں تا کہ معلوم کرے کہ آیا وہ دونوں اتفاق کرتے ہیں یا اختلاف۔ شق نے کہا۔ اے بادشاہ آپ نے ایک آگ دیکھی ہے جو تاریکی سے نکلی ہے اور ہر ایک سرسبز و خشک میدان میں لگی ہے اور ہر ذی حیات کو کھا گئی ہے۔ بادشاہ نے کہا بیشک اے شق یہی بات ہے۔ اب بتلاؤ کہ اس کا نتیجہ کیا ہے۔ کہا کہ بخدا آپ کی زمین پر حبشیوں کا غلبہ ہوگا اور ابیں سے لے کر نجران تک قابض ہو جائیں گے۔ بادشاہ نے کہا یہ تو بڑی ناامید کرنے والی و خوفناک خبر ہے۔ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ یہ واقعہ میرے زمانہ اور میری زندگی میں ہوگا یا میرے بعد کہا کہ آپ کے بعد۔ پھر اہل حبش پر ایک اور عظیم الشان قوم غالب آوے گی۔ پوچھا وہ کون ہوں گے کہا کہ قوم ارم آ کر ان کو ہلاک کرے گی۔ پوچھا کیا ان کی سلطنت ہمیشہ رہے گی یا منقطع ہو جاوے گی۔ کہا کہ ان کی سلطنت ایک رسول خدا کے آنے سے منقطع ہو جاوے گی جس کی قوم کے قبضہ میں یہ ملک ابدالا باد تک رہے گا۔ اور قیامت تک یہی قوم اس پر تسلط رہے گی پوچھا کہ قیامت کا دن کیا ہوگا۔ کہا کہ قیامت کا روز وہ ہے جس میں اولین و آخرین کے مقدمات فیصل ہوں گے اور ہر ایک نیک و بد اپنے کیفر کردار کو پہنچے گا۔ پوچھا کہ جو کچھ تو نے کہا ہے۔ آیا واقعی درست و حق ہے کہا کہ خالق وارض و سما کی قسم کہ یہ واقعات بے کم و کاست برحق ہیں۔

اس تعبیر کے سننے سے ربیعہ بن نضر بادشاہ یمن کے دل میں ایک گہرا اثر ہوا اور اس نے اپنی اولاد و اہل بیت کو حوائج ضروریہ و اسباب کافیہ دے کر عراق کی طرف بھیج دیا اور شاپور بن خرازاذ اس وقت کے بادشاہ

فارس کو اس کے واسطے لکھ بھیجا۔ اس نے ان کو علاقہ حیرہ میں سکونت و رہائش کی اجازت دے دی۔ پس نعمان بن منذر۔ ربیعہ بن نصر کی اولاد میں سے ہے اس لئے یمن کے انساب میں داخل ہے اور اپنے وقت میں یمن کا بادشاہ تھا۔

ابی کرب تبان اسعد کا ملک یمن پر غلبہ اور یثرب تک فتح

جب ربیعۃ بن نصر حاکم یمن ہلاک ہو گیا تو تمام یمن حسان بن تبان اسعد ابی کرب کے قبضہ میں آ گیا۔ یہ تبان اسعد وہ ہے جس کو تبع آخر کہتے ہیں۔ اور تبع آخر بن کلیکرب بن زید ہے اور زید کو تبع اول کہتے ہیں اور یہ تبع اوّل بن عمرو ذی الاذعار بن ابرھہ ذی المنار بن الریش ہے۔ اس کو رائش بھی کہتے ہیں اور ابن اسحاق کے قول کے موافق یہ ابن عدی بن صیفی بن سبا الاصغر بن کعب کہف الظلم بن زید بن سہل بن عمرو بن قیس ابن معاد تیہ بن جشم بن عبد شمس بن وائل بن الغوث بن قطسن بن عریب بن زہیر بن انس بن الہمیسع بن العرنجج سبا الاکبر بن یعرب بن یشجب بن قحطان ہے۔ ابن ہشام کے قول کے مطابق یشجب بن یعرب بن قحطان۔

تبان اسعد ابو کرب وہ ہے جو یثرب میں آیا تھا اور دو یہودی علماء کو اپنے ساتھ یمن میں لے گیا تھا اور خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس پر کپڑا چڑھایا تھا۔ اور ربیعہ بن نصر سے پہلے یمن کا حاکم رہ چکا تھا۔

اس نے یمن سے مدینہ تک ایک سڑک بنوائی تھی جس پر آیا جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مدینہ میں اپنا لڑکا چھوڑ گیا اور وہ کسی دھوکے سے قتل کیا گیا۔ پس تبع آخر (یعنی تبان اسعد ابو کرب) نے مدینہ اور اہل مدینہ کی بیخ کنی کا ارادہ کیا اس پر مدینہ کے ایک قبیلہ انصار نے جن کا رئیس وافسر عمرو بن طلحہ تھا۔ اس کا مقابلہ کیا۔ یہ عمرو بن طلحہ بنی نجار کا بھائی ہے اور بنی عمرو بن مبذول کی اولاد سے ہے۔ مبذول کا دوسرا نام عامر بن مالک بن النجار ہے اور نجار کا دوسرا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر مالک بن النجار ہے اور طلحہ اور اس کی ادلدہ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج ہے بنی عدی بن النجار میں سے ایک شخص نے جس کا نام احمر تھا تبع کے آدمیوں میں سے ایک شخص پر حملہ کیا تھا اور اس کو مار ڈالا تھا وجہ یہ تھی کہ اس شخص نے تبع کے آدمی کو اپنے کھجوروں کے باغ میں کھجوریں توڑتا ہوا پایا اور اپنی درانتی سے وہیں اس کا کام تمام کر دیا اور کہا۔ اِنّما التمر لمن ابرّہ یعنی کھجوریں پیوند لگانے والے کا حق ہے نہ تیرا۔ اس بات سے تبع کا غضب اس قوم پر اور بھی بڑھ گیا اور دونوں طرف (اصحاب تبع و اصحاب عمرو بن طلہ) سے لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ انصار صبح کے وقت ان سے مقابلہ کرتے تھے اور رات کو

ان کی اطاعت کا اقرار کر لیتے تھے۔ انصار کے سردار عمرو بن طلہ کو یہ بات نہایت پسند آتی تھی اور کہا تھا بخدا ہماری قوم غالب آ کر رہے گی۔ اسی اثنا میں جب کہ تبع بن عمرو بن طلہ کے اصحاب کے مابین لڑائی کی آگ لگی ہوئی تھی۔ بن قریظہ کے یہودیوں کے دو عالم جو اپنے علم میں راسخ وجیّد تھے تبع کے پاس آئے (یہ بنی قریظہ اور نضیر والتخام اور عمرو بن الخزرج یہ تمام ابن الصریح بن کتوماں بن السبط بن الیسع ابن سعد بن لادی بن خیز بن التخام بن تخوم بن عاذر بن عزری بن ہارون بن عمران بن یصہر بن قاہت بن ہوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد سے ہیں (اور کہا اے بادشاہ مدینہ اور اہل مدینہ کی ہلاکت کے ارادہ سے باز آ۔ اگر آپ اس سے باز نہ آویں گے اور ہماری اس ناچیز نصیحت وخیر خواہی کو قبولیت کے کانوں سے نہیں سنیں گے تو ہمیں اندیشہ ہے کہ کوئی قہر الٰہی آپ پر نازل نہ ہو جائے۔ تبع نے پوچھا کیوں کر انہوں نے کہا کہ یہ مدینہ ایک نبی کی ہجرت کی جگہ ہوگا۔ جو قوم قریش سے آخر زمان میں پیدا ہوگا۔ پھر یہ جگہ اس کی جائے قرار ہوگی یہ بات سن کر وہ بادشاہ اپنے ارادہ سے باز آیا اور ان علمائے یہود کی علمیت وفضیلت کا قائل ہو کر ان کا دین قبول کر لیا اور مدینہ سے واپس چلا گیا۔

یہ تبع اور اس کی قوم بت پرست تھے اس نے مکہ معظّمہ پر بھی چڑھائی کی تھی۔ کہتے ہیں جب اس ارادے سے مکہ کی طرف آ رہا تھا اور ابھی عفان دامج کی حدود کے درمیان پہنچا تھا تو ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد کے چند آدمیوں نے کہا۔ اے بادشاہ ہم آپ کو ایک ایسے بیت المال کا پتہ دیتے ہیں جس سے پہلے بادشاہ غافل رہے ہیں۔ جس میں موتی زبرجد یاقوت۔ سونا۔ چاندی وغیرہ بے شمار اموال و اسباب ہے وہ مکہ میں ایک گھر ہے وہاں کے لوگ اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس میں نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں کا اس سے یہ مطلب تھا کہ اگر یہ مکہ پر دست درازی کرے گا تو ہلاک ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ جو شخص مکہ معظّمہ کی بے حرمتی کا ارادہ کیا کرتا ہے وہ ہلاک وتباہ ہو جایا کرتا ہے۔ گویا وہ لوگ اس بلا کو اس بہانہ سے ٹالنا چاہتے تھے مگر تبع نے جب ان لوگوں سے یہ تقریر سنی تو اس نے ان دو یہودی علماء کو جن کو وہ اپنے ساتھ مدینہ سے لایا تھا بلایا اور یہ ماجرا ان کے سامنے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے اس بہانہ سے آپ کی اور آپ کی قوم کی ہلاکت کا ارادہ کیا ہے۔ اگر آپ ان کی بات پر عمل کریں گے تو آپ مع اپنے لشکر کے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس پر تبع نے دریافت کیا کہ جب میں مکہ میں پہنچوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔ علماء نے کہا کہ جو کچھ وہاں کے لوگ اس کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ آپ کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔ جب آپ وہاں پہنچیں تو سر کے بال منڈوا کر اس کا طواف کریں اور خشوع وخضوع وفروتنی و

انکساری سے آداب و تعظیم تکریم بجالاویں۔ تبع نے کہا کہ تم اس گھر کی اس طرح تعظیم کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ اس میں شک نہیں کہ وہ گھر ہمارے جدِّ اعلیٰ ابراہیم کا بنایا ہوا ہے اور اس کی عزت وحرمت واجب ہے مگر اس وقت وہاں کے لوگوں نے بت پرستی شروع کر دی ہے اور خانہ کعبہ کے اندر بت رکھ دیئے ہیں۔ اور ان پر قربانیاں چڑھاتے ہیں۔ اس لئے ہم اس مشرکانہ حالت میں ان کی شراکت سے معذور ہیں۔ تبع نے ان کی یہ خیر خواہی محسوس کی اور ان کی بات کی تصدیق کی۔ پھر قبیلہ ہذیل کے ان لوگوں کو جنہوں نے دھوکہ سے مکہ کی بے حرمتی پر آمادہ کیا تھا۔ بلا کر ان کے ہاتھ پاؤں قطع کروادیئے۔ پھر خانہ کعبہ میں پہنچ کر اس کا طواف کیا اور قربانی کی اور سر منڈایا اور چھ روز تک مکہ میں اقامت کی اور ان دنوں میں غربا و مساکین کو کھانا کھلاتا رہا اور قربانیاں کرتا رہا پھر اسے خواب میں کہا گیا کہ خانہ کعبہ پر لباس چڑھادے۔ اس نے پہلے اس پر خصف (ایک قسم کا کپڑا ہوتا تھا) کا کپڑا چڑھایا پھر خواب آیا کہ اس سے اچھا کپڑا چڑھاؤ پھر اس نے معافر کا کپڑا پہنادیا۔ پھر خواب آیا کہ اس سے بھی عمدہ کپڑا اڑالو۔ پھر اس نے ملا دوصایل (کپڑوں کے نام ہیں) کا کپڑا اڑلوادیا۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے خانہ کعبہ پر کپڑا لٹکایا اور قبیلہ جرہم کے متولیوں کو اس امر کی وصیت کی اور اس کے پاک وصاف رکھنے کا حکم دیا وہ تبع ہی تھا۔ اس نے ہی یہ حکم دیا تھا کہ خانہ کعبہ میں خون نہ گرایا جاوے نہ کوئی مردار لایا جاوے۔ اور نہ حیض ونفاس والی عورتیں اس کے نزدیک آیا کریں۔ اُس نے ہی خانہ کعبہ کا دروازہ بنایا اور دروازوں پر قفل لگوائے۔

پھر ملک تبع فراغتِ آدابِ بیت اللہ کے بعد مکہ سے اپنے وطن یمن کی طرف متوجہ ہوا اور ہر دو علماء یہود کو بھی ساتھ لایا۔ یمن پہنچ کر اپنی قوم کو بھی اس مذہب واعتقاد کی طرف دعوت کی۔ جس کا خود گرویدہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مذہب حق و باطل میں فیصلہ کرنے والی آگ ہے جو فریق آگ سے بچ رہے وہ راہِ راست پر ہوگا۔

کہتے ہیں کہ جب ملک تبع یمن میں داخل ہونے کے نزدیک ہوا تو اس کی قوم حمیر نے اس کو داخل ہونے سے روکا اور کہا کہ تو نے ہمارا دین چھوڑ دیا ہے ہم تجھے داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اس نے کہا جس دین کو میں نے قبول کیا ہے وہ تمہارے دین سے اچھا ہے۔ انہوں نے کہا اگر یہ بات ہے تو آؤ ہم اپنے تصفیہ کے واسطے اس آگ کو جو ہمیشہ ہمارے مقدمات فیصل کیا کرتی ہے اپنا حکم بنائیں جو فریق ظالم اور مذہب باطل پر ہوگا اس کی جھپٹ میں آجائے گا اور مظلوم وراست رو بچ رہے گا۔

پس اس کی قوم اپنے بتوں اور قربانیوں کو لے کر اور یہود کے دونوں عالم تورات کو گلے میں ڈالے

ہوئے آگ کے مخرج کے پاس جمع ہو گئے۔ پہلے آگ بت پرستوں کی طرف جھپٹی وہ اس سے خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگے۔ حاضرین نے ان کو دھمکایا اور کہا کہ صبر کرو یہ امتحان کا مقام ہے چارو ناچار ٹھہرے رہے اور بمعہ اپنے بتوں اور قربانیوں کے آگ کا لقمہ بن گئے اور علماء یہود صحیح وسلامت اپنے مصحف کو گلے میں ڈالے ہوئے اور پیشانیوں پر پسینہ لائے ہوئے باہر چلے آئے۔ اس وقت اس کی قوم حمیر نے اپنے بادشاہ کا مذہب قبول کر لیا اور اس وقت سے یمن میں مذہب یہود کی بنیاد رکھی گئی نیز ابن اسحاق کہتا ہے کہ میں نے اس مضمون کو ایک اور راوی سے اس طرح سنا ہے کہ علماء یہود اور قوم حمیر کے مابین قول فیصل کی علامت یہ مقرر ہوئی کہ جو فریق آگ کو اس کے مخرج کی طرف واپس کرے گا وہ برحق سمجھا جاوے گا۔ اس قول کے مطابق بت پرستوں کے چند آدمی قربانیاں لے کر آگ کے نزدیک گئے تا کہ وہ اپنے مخرج کی طرف لوٹ جائے مگر وہ برخلاف ان کے اعتقاد کے ان کو کھانے دوڑی۔ وہ ڈر کر بھاگ گئے اور علماء یہود اس کے پاس جا کر تورات پڑھنے لگے وہ پیچھے ہٹ گئی۔ یہ معاملہ دیکھ کر قوم حمیر نے بھی مذہب یہود قبول کر لیا اور اس کے بادشاہ کے ہم اعتقاد ہو گئے۔ واللہ اعلم کونسی روایت ان دونوں میں صحیح ہے۔

اس بت پرست قوم حمیر کا شرک کی حالت میں ایک بت خانہ تھا۔ جس کی وہ تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے اور قربانیاں چڑھایا کرتے تھے اور وہاں سے کچھ کلام وآواز سنا کرتے تھے جب انہوں نے مذہب یہود قبول کر لیا تو علماء یہود نے بادشاہ تبع سے کہا۔ ان کے اس مکان میں شیطان ہے جو ان کو گمراہ کرتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو ہم اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں اس کی اجازت دیں۔ کہا تمہیں اجازت ہے جو چاہو کرو۔ انہوں نے اس کو گرا دیا۔ اور اس میں سے ایک سیاہ کتا نکلا جو ذبح کیا گیا اور ان کے شرک و جہالت کا خاتمہ ہوا۔

تبان کے بیٹے حسان کی حکومت اور اس کا مارا جانا

اس کے بعد جب اس کا بیٹا حسان یمن کا حاکم ہوا تو اپنی قوم کو لے کر عرب وعجم کی زمین فتح کرنے کے ارادہ سے چل پڑا جب عراق کے اس علاقہ میں پہنچا جو بحرین میں واقع ہے تو قوم حمیر اور قبائل یمن نے آگے جانے سے انکار کیا اور اپنے وطن کی طرف لوٹنا چاہا۔ اس نے ان کی بات نہ مانی تو انہوں نے حسان کے بھائی عمرو کو جو اس سفر میں ان کے ساتھ تھا اپنے ساتھ گانٹھنا چاہا۔ اور کہا کہ اگر تو ہمیں اپنے بلاد میں واپس لے جانے کا وعدہ کرے تو ہم تیرے بھائی کو قتل کر کے تجھے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ اس نے منظور کر لیا اور تمام قوم حمیر نے سوائے ایک شخص کے جس کا نام ذورعین تھا اس کی حکومت پر اور اس کے بھائی

حسان کے قتل پر اتفاق کرلیا اور ذورعین نے عمرو کو بھی اس ارادہ سے منع کیا اور کہا کہ اپنے بھائی کو قتل کروانا مناسب نہیں۔ایسے فعل کا انجام اچھا نہیں ہوتا مگر اس نے نہ مانا۔اس پر ذورعین دو بیت ایک پرچہ کاغذ پر لکھ کر اوران پر اپنی مہر لگا کر عمرو کے پاس لایا اور کہا کہ اس کاغذ کو اپنے پاس رکھ چھوڑیں۔شعر یہ ہیں

اِلّٰا مــن یَشتــرِیَ سَھُـرًا بِـنَـوْمٍ سَـعِیْـدٌ مـن یبیـت قـدیـرَ عَیْن

فَـاَمَّـا حِـمَیـرٌ غَـدَرتٌ و خَانتٌ فَـمـعَـذرۃ اِلا الــهِ لِـذی رَعِیْنِ

(ترجمہ) خبردار وہ کون شخص ہے جو نیند کے بدلے بیداری خریدتا ہے (یعنی جو ایسا کام کرتا ہے وہ احمق کہلاتا ہے) اس میں اشارہ تھا کہ اگر تو اس کو قتل کرے گا تو تجھے سہر (بیداری) کی بیماری لاحق ہو جاوے گی نیک بخت وہ ہے جو ٹھنڈی آنکھ رات گذارتا ہے (اس میں اشارہ تھا کہ اس کو قتل کر کے ناحق تکالیف و مصیبت نہ خریدیں۔اسی حالت میں آرام سے گذارہ کریں) اگر قوم حمیر نے حسان کے ساتھ بیوفائی کی اور دغا کیا تو ذورعین (میں) خدا کے سامنے معذور ٹھہرے گا۔

عمرو بن تبان کا بادشاہ ہونا اور اس کی ہلاکت

جب عمرو بن تبان (تبع) اپنے بھائی حسان کو قتل کر کے یمن میں پہنچا تو اس کو سہیر (بے خوابی) کی بیماری پیدا ہوگئی اور جب اس سے سخت تکلیف ہونے لگی تو کاہنوں، طبیبوں، عقلمندوں سے معالجہ کا خواستگار ہوا مگر کچھ افاقہ نہ ہوا آخر ایک شخص نے کہا کہ جو شخص اپنے بھائی یا کسی قریبی کو بے وجہ بلا گناہ حسد کے مارے یا قتل کروادے اس کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔اس کی نیند سلب ہو جاتی ہے اور بیخوابی و بیداری ستایا کرتی ہے۔

وہ اس بات سے متاثر ہو کر یمن کے ان لوگوں کو جنہوں نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا تھا قتل کروانے لگا۔ یہاں تک کہ ذورعین کی نوبت بھی آ پہنچی۔ذورعین نے کہا میں تو اس گناہ والزام سے بَری ہوں۔عمرو نے پوچھا کیونکر کہا وہ پرچہ نکال کر دیکھو جس میں مَیں نے دو بیت لکھ کر آپ کو دیا ہوا ہے۔اس شہادت سے ذورعین تو بچ گیا مگر عمرو قاتل حسان نے مخلصی نہ پائی اور اسی مرض میں ہلاک ہو گیا۔

ظنیقہ کی بادشاہی

اس کے بعد قوم حمیر کے حالات میں خلل واقع ہو گیا اور ان میں اختلاف راہ پا گیا اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو کر مختلف مقامات میں متفرق ہو گئے اور ان پر قوم حمیر کا ایک شخص جو شاہی خاندان سے نہیں تھا اور جس کا نام ظنیقہ تھا حاکم ہو گیا۔اس نے قوم کے اشراف واخیار کو قتل کروادیا۔شاہی گھرانے کی عورتوں کے ساتھ بدکاری و بدفعلی شروع کر دی یہ ظنیقہ بڑا بدکار، زانی ولوطی تھا۔اور شہزادوں کو باری باری اغلام کے

واسطے منگوایا کرتا تھا۔اس فعل شنیع کے واسطے ایک مکان بنوا رکھا تھا۔ جب اس کام سے فارغ ہوتا تو اپنے باڈی گارڈوں اور سپاہیوں کی طرف منہ میں مسواک لے کر نکلتا۔ جو اس بات کی علامت تھی کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو چکا ہے اور اب سپاہیوں کو اس کے پاس آنے کی اجازت ہے۔

ذونواس کا ظنیقہ کو قتل کرنا

ہوتے ہوتے ایک روز ذونواس بن تبان اور حسان مقتول کے چھوٹے بھائی کی باری بھی آ گئی۔ یہ لڑکا حسان کے قتل کے وقت چھوٹا تھا اور اس وقت نہایت حسین وجمیل نوجوان رعنا صاحب زور وہوش ہو گیا تھا۔ جب ظنیقہ کا چپڑاسی اس کو لینے آیا تو وہ اس کا مقصد سمجھ گیا۔ایک تیز چھری اپنی جوتی میں پاؤں کے تلے دبا لی۔اور اس کے مکانِ معہود پر حاضر ہوا جب وہ بدکاری کے لئے ہاتھ بڑھانے لگا تو ذونواس نے جھٹ اس کو چھری سے زخمی کر دیا پھر قتل کر کے اس کا سر تن سے جدا کر کے اس دریچہ میں رکھ دیا جہاں وہ بیٹھا کرتا تھا اور اس کے منہ میں اس کی مسواک بھی رکھ دی پھر سپاہیوں کی طرف نکلا۔ سپاہیوں نے اس کو طنزاً کہا کہ اے ذونواس تر ہو یا خشک۔مطلب یہ تھا کہ تم پر وہ فاجر قادر ہو سکا یا نہیں کہا اس سر سے پوچھ لو جو دریچہ میں رکھا ہے۔دیکھا تو ظنیقہ کا سر کٹا ہوا دریچہ میں پڑا ہے۔

ذونواس کا بادشاہ ہونا

اس پر سب نے دوڑ کر ذونواس کو پکڑ لیا اور کہا جب تو آپ نے ہم کو اس خبیث سے رہا کرایا ہے تو ہم آپ کے سوا کسی کو بادشاہ نہ بنائیں گے پس ذونواس ان کا بادشاہ ہو گیا اور قوم اور قبائل یمن نے اس کی بیعت کر کے اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا یہ حمیر کے بادشاہوں کا آخری بادشاہ ہے اور یہی وہ بادشاہ ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں اصحاب الاحدود کے الفاظ کے ساتھ آیا ہے۔اور یہ یوسف کے نام سے مشہور تھا۔

نجران میں عیسائیت کی ابتداء

یمن کے پاس ایک نجران علاقہ ہے وہاں کے لوگ کسی زمانہ میں بت پرست تھے پھر انہوں نے دین عیسوی قبول کر لیا تھا اور ان کا ایک سردار تھا جس کو عبداللہ بن سار کہتے تھے۔ اہل نجران کے مذہب عیسوی قبول کر لینے کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ ایک شخص فیمیون عابد وزاہد ان کے پاس آیا۔اس نے ان کو مذہب عیسوی قبول کرنے پر مائل کیا اور انہوں نے اس کی تبلیغ سے متاثر ہو کر عیسائیت کو قبول کر لیا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ مذہب عیسوی کا پابند ایک شخص فیمیون نامی تھا جو بڑا عابد، پرہیزگار، مجتہد، مستجاب الدعوات تھا اور گاؤں بہ گاؤں پھرا کرتا تھا۔ جب گاؤں کے لوگ اس کے زہد وتقویٰ وکرامت سے واقف ہونے لگتے تو

دوسرے گاؤں میں چلا جاتا۔ اور اپنے ہاتھ کی کمائی یعنی معمار کا کام کر کے اپنی معاش پیدا کرتا اور اتوار کے روز کوئی دنیاوی کام نہ کرتا بلکہ کسی جنگل میں نکل جاتا اور سارا دن عبادت و نماز میں گزار دیتا اور شام کو واپس آتا۔ ایک دفعہ وہ ملک شام کے ایک گاؤں میں اپنے معمول کے موافق عبادت و تقویٰ اور ریاضت میں مصروف تھا کہ اس گاؤں کا ایک شخص مسمی صالح اس کے حال پر واقف ہو گیا اور اس کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہو گئی۔ فیمیون جہاں جاتا صالح بھی اس کے پیچھے ہو لیتا۔ مگر فیمیون کو خبر نہ ہوتی۔ ایک دن وہ اپنی عادت کے موافق اتوار کو کسی جنگل میں نکل گیا اور صالح بھی اس کے پیچھے ہو گیا وہ اپنی نماز میں مصروف ہو گیا اور صالح ایک پوشیدہ جگہ بیٹھ کر اس کو دیکھتا رہا۔ جب وہ نماز میں تھا تو ایک سات سر کا سانپ اس کی طرف آیا۔ فیمیون نے اس کو بددعا دی اور وہ مر گیا۔ صالح سانپ دیکھ کر چلّایا کہ اے فیمیون سانپ! سانپ اور اسے یہ خبر نہ تھی کہ سانپ اس کی بددعا سے مر چکا ہے۔ فیمیون اپنی دعا میں مصروف رہا لیکن اس کو معلوم ہو گیا کہ صالح اس کی کرامت پر مطلع ہو گیا ہے جب شام کو واپس ہونے لگے تو صالح نے کہا اے فیمیون آپ جانتے ہیں کہ مجھے آپ سے ازحد محبت ہے اس واسطے میں آپ کی مفارقت گوارا نہ کر سکا۔ آپ یہ اندیشہ نہ کریں کہ آپ کا راز فاش ہو جاوے گا۔ میں اسے افشاء نہ کروں گا۔

مگر شہر کے لوگ بھی اس کے حالات سے واقف ہوتے جاتے تھے کیونکہ اگر کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو اس کے حق میں دعا کرتا اور وہ اچھا ہو جاتا۔ اور اگر کسی کو کسی آفت و مصیبت کے آنے کا اندیشہ ہوتا تو اس کی دعا سے وہ ٹل جاتی۔ اس گاؤں میں ایک شخص تھا اور اس کا بیٹا اندھا تھا۔ اس نے اس کی کرامت کا شہرہ سن کر اس سے استدعا کا ارادہ کیا مگر لوگوں نے اس سے کہا کہ وہ کسی کے گھر پر نہیں آیا کرتا وہ معمار ہے اور تعمیر عمارت کا کام کیا کرتا ہے اس کو تعمیر یا مرمت کے طریقہ سے گھر میں بلا لو اور پھر اس سے دعا کرواؤ اس شخص نے اپنے بیٹے کو ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا اور فیمیون کو آ کر کہا کہ میرے گھر میں تھوڑا سا کام ہے فرصت ہو تو آ کر کر جاؤ۔

اس طرح سے اس کو اپنے گھر لے گیا اور لڑکے کو نکال کر پیش کر دیا اور کہا کہ اس کے حق میں دعا کیجئے۔ اس نے دعا کی اور وہ اچھا ہو گیا۔ فیمیوں نے دل میں کہا کہ اب یہاں سے نکلنا چاہیے پس اس گاؤں سے نکل پڑا۔ مگر صالح نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ جب راستہ میں چلے جاتے تھے تو ایک بڑے درخت سے کسی شخص نے فیمیون کہہ کر پکارا۔ فیمیون نے جواب دیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں تیری ہی انتظار میں تھا اور تیری آواز سننی چاہتا تھا۔ ایلو! اب میں مرتا ہوں اور تجھے میرا جنازہ دفن کر کے جانا ہوگا۔ وہ مر گیا اور فیمیون نے اس پر نماز ادا کر کے دفن کر دیا۔ چلتے چلتے عرب کے کسی زمین میں پہنچ گیا اور صالح بھی اس کے پیچھے تھا۔

اہل عرب نے ان دونوں پر حملہ کیا۔عرب کے ایک قافلہ نے انہیں لے کر نجران میں ہر دو کو فروخت کر دیا۔ ان دنوں میں اہلِ نجران ایک لمبی کھجور کی عبادت کیا کرتے تھے اور ہر سال عید کیا کرتے تھے اور اس کھجور کو عورتوں کے زیور اور کپڑے پہنایا کرتے تھے۔ پس اہل نجران میں سے ایک شخص نے فیمیون کو خرید لیا اور دوسرے نے صالح کو اس آقا کے گھر میں جب فیمیون تہجد کی نماز پڑھتا تو وہ گھر بغیر چراغ کے روشن ہو جاتا اور صبح تک روشن رہتا۔ایک روز اس کے آقا نے یہ کیفیت دیکھ کر بڑا تعجب ظاہر کیا اور اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا دین و مذہب ہے۔فیمیون نے اپنا مذہب عیسوی ظاہر کر کے اس کو خیر خواہی کے طور پر کہا کہ تمہارا مذہب باطل ہے یہ کھجور تمہیں کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتی۔اگر میں اپنے خدا سے جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اس کے لئے بددعا کروں تو اس کو جلا دے۔اس کے آقا نے کہا کہ اگر تو ایسا کر دکھائے تو ہم تیرے دین میں داخل ہو جائیں گے پس فیمیون نے اُٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔اللہ تعالیٰ نے ایک سخت آندھی بھیجی۔جس نے اس کھجور کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔اس وقت اہلِ نجران نے مذہب عیسوی کو قبول کر لیا۔ پس اس روز سے زمین عرب میں نجران کے اندر نصرانیت پیدا ہوگئی۔اہلِ نجران کے عیسائی ہونے کی دوسری روایت یہ ہے کہ اہل نجران مشرک بت پرست تھے اور نجران کے قریب ایک گاؤں میں ایک ساحر رہا کرتا تھا جو اہل نجران کے لڑکوں کو جادو سکھایا کرتا تھا۔ اتفاقاً فیمیون عیسوی راہب نے اس گاؤں کے نزدیک خیمہ لگایا۔ جب نجران کے لڑکے اس جادوگر کے پاس جادو سیکھنے جاتے راستہ میں ایک عیسائی راہب کو نماز و عبادت میں مصروف پاتے اور اس کی حرکت سے متعجب ہوتے ایک روز کا ذکر ہے کہ نجران کے ایک شخص ثامر نامی نے اپنے بیٹے عبداللہ کو دوسرے لڑکوں کے ساتھ جادوگر کے پاس بھیجا راستہ میں جب اس نے راہب فیمیون کو نماز و عبادت میں دیکھا تو عبداللہ کے دل میں راہب کی عبادت کا اثر ہوا۔ وہ اس کے پاس آنے جانے لگا اور اس کے اقوال وخیالات سننے لگا یہاں تک کہ عیسائی ہو گیا اور خدا کی توحید کا قائل ہو گیا۔اور اللہ کی عبادت کرنے لگا۔ پھر اس راہب سے دین کی باتیں سیکھنے لگا۔ جب علم دین میں ماہر ہو گیا تو ایک روز اُس نے فیمیون سے اسم اعظم دریافت کیا۔ اس نے کہا اے عزیز اس کا جاننا تیرے حال کے مناسب نہیں تو کمزور ہے تو اس کی تکلیف نہیں برداشت کر سکے گا۔عبداللہ نے جب دیکھا کہ راہب اسم اعظم سکھلانے سے بخل کرتا ہے تو اس نے تمام اسماء الٰہی کو جو راہب نے اسے سکھائے تھے تیروں پر لکھ کر آگ میں ڈالنا شروع کیا تا کہ جس پر اسم اعظم لکھا ہوگا وہ آگ میں نہیں جلے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ تیر جس پر اسم اعظم لکھا ہوا تھا آگ سے کود کر باہر آ پڑا۔اور اس طرح سے اسم اعظم معلوم کر لیا۔ راہب نے حیران ہو کر پوچھا وہ کیا ہے کہاں کہ فلاں۔کہا تو نے کس طرح معلوم کیا۔اس نے سارا ماجرا کہہ

سنایا۔ راہب نے کہا اے عزیز اس کو پوشیدہ رکھیو اور ضبط سے کام لیجیو۔ اب عبداللہ بن ثامر کا یہ کام ہو گیا کہ جب نجران میں کسی کو مصیبت یا بیماری لاحق ہوتی تو اس کو کہتا اے فلانے اللہ پر ایمان لے آ اور میرے دین میں داخل ہو جا۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں۔ وہ اللہ تجھے اس مصیبت سے نجات دے گا۔ اگر وہ اسے قبول کر لیتا تو عبداللہ اس کے حق میں دعا مانگتا اور وہ اچھا ہو جاتا۔ اس طرح سے نجران کے بہت سے آدمی اس کے تابع ہو گئے اور اس کے دین کو قبول کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی شہرت نجران کے بادشاہ کے کان تک پہنچی۔ بادشاہ نے اس کو بلایا اور کہا کہ تو نے میری رعیت کا مذہب خراب کر دیا ہے۔ اور میرے دین اور اپنے آباؤاجداد کے دین کی مخالفت کی ہے اب میں تجھے اس کا بدلہ دوں گا۔ اور تجھے سخت عذاب میں مبتلا کروں گا۔ عبداللہ بن ثامر نے کہا بادشاہ تو مجھے کوئی تکلیف نہیں دے سکے گا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو اونچے پہاڑ پر لے جا کر سر کے بل گرا دیں۔ گرایا گیا مگر اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا اور صحیح وسلامت زمین پر آ پہنچا۔ پھر اس کو نجران کے گہرے پانیوں میں گرا دیا تا کہ ڈوب جائے مگر وہ بلا ضرر وہاں سے نکل آیا۔ جب بادشاہ اس پر کسی طرح سے غالب نہ آ سکا تو عبداللہ نے کہا کہ اگر تو مجھ کو مارنا چاہتا ہے تو اللہ پر ایمان لے آ۔ اور جس چیز کو میں مانتا ہوں تو بھی مان لے اس کے بعد تو میرے قتل پر قادر ہو سکے گا۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے عبداللہ کے مذہب کو قبول کر لیا پھر اپنے عصا سے ہی عبداللہ کا کام تمام کر دیا پھر آپ بھی اسی مکان میں ہلاک ہو گیا اور نجران کے لوگوں نے عبداللہ بن ثامر کے دین کو قبول کر لیا یعنی حضرت عیسیٰؑ اور ان کی کتاب وحکمت کو ماننے لگ گئے۔ پھر ان میں بھی بدعات کا ظہور ہوا جیسا کہ ہر مذہب میں آخیر پر ہوا کرتا ہے۔ پس اس طرح سے نجران کی نصرانیت کی بنیاد پڑی تھی۔

نجران میں اصحاب الاخدود کا قتل عام ہونا

جب نجران کی یہ حالت تھی تو ذونواس بادشاہ یمن نے لشکر لے کر اہلِ نجران پر چڑھائی کی اور ان کو یہودیت کی دعوت دی اور کہا کہ یا تو یہودی ہو جاؤ یا مرنے کے لئے تیار رہو۔ انہوں نے موت کو پسند کیا پس اس نے ان کے لئے آگ کی ایک خندق کھدوائی اور ان کو آگ میں جلایا۔ جو بچ رہے ان کو تلوار سے قتل کر دیا یہاں تک کہ بیس ہزار آدمی اسی طرح سے ہلاک کئے گئے۔ اسی ذونواس اور اس کے لشکر کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ اِذۡهُمۡ عَلَيۡهَا قُعُوۡدٌ وَّهُمۡ عَلٰى مَا يَفۡعَلُوۡنَ بِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ شُهُوۡدٌ وَمَا نَقَمُوۡا مِنۡهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يُّؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ** (ترجمہ) خندق والوں پر خدا کی مار جنہوں نے خندق میں آگ بھڑکائی اور اس پر بیٹھ کر مومنوں کا عذاب مشاہدہ کر

رہے تھے اور مسلمانوں سے انتقام لینے کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اللہ عزیز حمید پر ایمان لے آئے تھے۔

عبداللہ بن ثامر

وہ مقتول جن کو ذونواس نے قتل کروایا تھا۔ اس میں عبداللہ بن ثامر اُن کا سردار بھی شامل تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ اہلِ نجران میں سے ایک شخص نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں نجران کی خرابہ زمینوں میں سے ایک خرابہ کھودا۔ اس کے نیچے سے عبداللہ بن ثامر دفن کیا ہوا نکلا کہ اس کا ہاتھ اپنے سر کی ضرب پر رکھا ہوا تھا۔ وہ شخص بیان کرتا تھا کہ جب میں اس کا ہاتھ وہاں سے ہٹاتا تھا تو خون جاری ہو جاتا تھا اور جب پھر اس کے ہاتھ کو اسی جگہ رکھ دیتا تھا تو خون بند ہو جاتا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک انگشتری تھی جس پر (ربی اللہ) لکھا ہوا تھا۔ اس شخص نے یہ ماجرا حضرت عمرؓ کی خدمت میں لکھ بھیجا۔ حضرت عمر نے لکھ بھیجا اس کو اس کے حال پر رہنے دو اور اس کو ویسا ہی دفن کر دو۔

دوس ذوثعلبان اور ارياط یمن پر قبضہ حبش

ان مقتولین میں سے جن کو ذونواس نے قتل کروایا تھا۔ ایک شخص سبا کا رہنے والا دوس ذوثعلبان نامی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ذونواس کے آدمیوں نے اس کا تعاقب کیا مگر وہ ان کے ہاتھ نہ آیا وہ بھاگ کر قیصر روم کی خدمت میں گیا اور ذونواس کے برخلاف اس سے مدد کا طالب ہوا۔ قیصر روم نے کہا تمہارا علاقہ میرے ملک سے بہت دور ہے میں تمہارے واسطے حبشہ کے بادشاہ کو لکھتا ہوں وہ تمہارے ہی مذہب (عیسائی) پر ہے اور تمہارے ملک کے قریب ہے۔ پس قیصر روم نے بادشاہ حبش کو ایک رقعہ لکھا اور اس میں دوس ذوثعلبان کی امداد کی تاکید کی۔ دوس قیصر روم کا خط لے کر نجاشی کے پاس آیا۔ نجاشی نے ستر ہزار حبشی اس کے ساتھ کر دیئے اور ارياط نامی ایک شخص کو ان کا سپہ سالار مقرر کیا اور اس کے ساتھ اس کے لشکر میں ایک شخص تھا جس کا نام ابرھہ الاشرم تھا۔ غرضیکہ ارياط لشکر حبش کو ساتھ لے کر دریا کے راستہ سے یمن کے ساحل پر آ پہنچا اور دوس ذوثعلبان بھی اس کے ساتھ تھا اس طرف سے ذونواس بھی قبیلہ حمیر کی فوج اور قبائل یمن کو ساتھ لے کر ارياط کے مقابلہ پر آ موجود ہوا۔ ہر دو طرف ہنگامہ کا بازار گرم ہوا۔ تقدیر نے ارياط کی یاوری کی اور ذونواس بھاگ نکلا اور اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا اور دریا کی گہرائی میں پہنچ کر لقمۂ اجل ہو گیا۔ ارياط نے یمن میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کا خودمختار بادشاہ بن گیا اور چند سال تک بے کھٹکے یمن میں اپنی سلطنت کا ڈنکا بجایا۔

ابرھہ الاشرم اور اریاط

اس کے بعد ابرھہ الاشرم اور اریاط کے مابین منازعت ومخالفت ہوگئی اس وجہ سے کچھ حبشی ابرھہ کی طرف ہوگئے اور کچھ اریاط کے طرفدار بن گئے۔ پھر مقابلہ کے لئے میدانِ جنگ میں آئے۔ ابرھہ نے اریاط کو کہلا بھیجا کہ میں اس طرح سے فوجوں کا مقابلہ کروا کرانہیں ہلاک کرانا نہیں چاہتا۔ آؤ پہلے میں اور تم میدان مقابلہ میں آئیں۔ جو شخص ہم میں سے اپنے مدّ مقابل کو زک دے سکے۔ فریق مغلوب کی فوجیں فریق غالب کے پاس چلی جائیں۔ اریاط نے بھی اس شرط کو منظور کرلیا۔ پس ابرھہ نے (یہ شخص پست قد بدصورت فربہ بدن تھا) اریاط پر (جو خوبصورت دراز قد متوسط البدن تھا) حملہ کرنا چاہا اور اپنے پیچھے اپنے ایک غلام مسمیٰ عتودہ کو کھڑا کرلیا تاکہ وہ پیچھے سے اریاط کے حملے کو روکے۔ مگر اریاط نے ابرھہ پر حربہ کا وار کیا اور چاہتا تھا کہ اس کا سر اڑا دے لیکن حربہ صرف اس کے ابروم، ناک، آنکھ اور لب پر پڑا۔ اور قتل ہونے سے بچ گیا۔ مگر عتودہ نے جو ابرھہ کے پیچھے کھڑا تھا اریاط کو قتل کردیا اور بموجب معاہدہ کے اریاط کا لشکر ابرھہ کے زیر کمان آگیا اور تمام حبشی جو یمن میں رہتے تھے ابرھہ کے ماتحت ہوگئے۔

ابرھہ اور نجاشی

جب اریاط کے قتل ہونے کی خبر نجاشی حاکم حبشہ کو پہنچی تو وہ بہت خفا ہوا اور ابرھہ کی اس حرکت پر بڑا ناراض ہوا کہ اس نے اریاط کو قتل کرایا۔ پھر نجاشی نے قسم کھائی کہ میں اب ابرھہ کے شہروں کو پامال کروں گا اور اس کے سر کے بال کھینچوں گا۔ جب ابرھہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے اپنا سر منڈوا دیا اور یمن کی مٹی سے ایک تھیلی پُر کر کے نجاشی کے پاس بھیج دی اور لکھا کہ اے آقا نامدار اریاط بھی آپ کا غلام تھا اور بندہ بھی آپ کا بندہ ہے ہمارا باہمی اختلاف ہوگیا تھا۔ بندہ اس کی نسبت انتقام وضبط رعایا میں زیادہ قابلیت رکھتا تھا وہ میرے مقابلہ کی تاب نہ لایا اور تقدیرِ الٰہی سے مقتول ہوگیا۔ میں نے آپ کی قسم کا ارادہ سن کر اپنا سر منڈوا لیا ہے اور اپنی زمین ملک یمن کی مٹی آپ کے پاس اس غرض سے بھیجی ہے کہ آپ اس کو اپنے پاؤں سے پامال کریں اور اس ملک کو اپنا ملک سمجھیں اور مجھے ایک وفادار تابعدار غلام تصور کریں۔ نجاشی یہ بات پڑھ کر خوش ہوگیا اور اس کو لکھ دیا کہ جب تک میرا کوئی حکم تمہارے پاس نہ پہنچے اس وقت تک تم یمن میں رہو۔

ابرھہ کا یمن میں گرجا بنوانا

پھر ابرھہ نے صفا میں ایک قلعہ بنوایا اور اس میں ایک ایسا عالیشان کلیسا بنوایا کہ اس زمانے میں روئے زمین پر کوئی اور گرجا اس کا ثانی نہیں تھا۔ پھر نجاشی کو لکھا کہ اے آقائے نامدار میں نے آپ کی خاطر ایک ایسا

گرجا بنوایا ہے کہ آپ سے پہلے کسی بادشاہ نے نہیں بنوایا تھا۔ اور میرا ارادہ ہے کہ لوگوں کو حج مکہ سے باز رکھ کر اس کی طرف متوجہ کیا جائے۔ جب ابرھہ کا یہ خط نجاشی کے پاس پہنچا اور اہلِ عرب جو نجاشی کی رعیّت تھے ان کو یہ حال معلوم ہوا تو ایک شخص جو قبیلہ فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبہ بن حرث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمۃ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کی اولاد میں سے تھا بڑا خفا ہوا (اور یہ اس خاندان میں تھا جو جاہلیت کے زمانہ میں حرام مہینوں کو اپنی مرضی کے مطابق بدل دیا کرتے تھے۔ ایک مہینہ حرام کو حلال سمجھ کر اس میں لڑائیاں لڑتے اور ایک سال اس کو حرام بنا کر دوسرے کو حلال بنا لیتے جس کی نسبت قرآن میں آیت ذیل کے اندر اشارہ ہے۔ اِنَّمَا النَّسِیٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الْکُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِئُوْا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ الخ اور جس شخص نے سب سے پہلے عرب میں یہ طریقہ ایجاد کیا تھا۔ اس کا نام حذیفہ بن عبد بن فقیم بن عدی بن عامر بن ثعلبہ بن حرث بن مالک بن کنانۃ بن خزیمۃ ہے۔ اس کے بعد حذیفہ کا بیٹا عباد اس کام پر قائم ہوا۔ اس کے بعد عباد کا بیٹا قلع۔ اور قلع کے بعد اس کا بیٹا اُمیۃ اور امیۃ کے بعد اس کا بیٹا عوف اور عوف کے بعد اس کا بیٹا ابوثمامہ جنادۃ اس کام پر قائم رہا۔ یہاں تک کہ اسلام کا زمانہ آ گیا اور زمانہ اسلام میں جو لوگ حرام مہینوں میں تاخیر روا رکھتے تھے ان کا سردار یہی ابوثمامہ بن عوف تھا اور غیرت کی تاب نہ لا کر اس گرجے میں جو ابرھہ نے تعمیر کرایا آ کر اس کے اندر پاخانہ کر دیا اور اپنے وطن کو بھاگ آیا۔ ابرھہ کو خبر ہوئی۔ دریافت کیا کہ یہ کس نے کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ کسی ایسے شخص کا کام ہے جو اہلِ عرب میں سے بیت اللہ کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہو۔

ابرھہ کی چڑھائی مکہ

اس سے ابرھہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور کہا بخدا اب میں بیت اللہ کو مسمار و منہدم کئے بغیر نہیں رہوں گا۔ یہ ٹھان کر اہل حبش کو جو اس کا لشکر تھا حکم دیا کہ بیت اللہ کی طرف چلنے کی تیاری کرو۔ چنانچہ فوج روانہ ہوئی اور ان کے ساتھ ایک مست ہاتھی بھی تھا جو معرکہ میں کام آیا کرتا تھا۔

مختلف عرب سرداروں کا ابرھہ کو روکنا اور سخت شکست کھانا

اہل عرب کے کانوں میں بھی یہ آواز پڑی وہ اس خبر کے سننے سے گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ اگرچہ ہم اس کے سامنے تاب مقادمت نہ لا سکیں۔ تاہم اس کو حتی المقدور روکنا اور مدافعت کرنا ہمارا فرض ہے۔ چنانچہ ایک شخص ذونفر نامی اشراف یمن کی اولاد سے تھا ابرھہ کا مقابلہ کیا اور اہل عرب میں سے ان کو بھی جو اس کی امداد کے لئے تیار ہوئے اپنے ساتھ ملا لیا مگر شکست کھائی اور اسیر ہو کر ابرھہ کے سامنے لایا گیا۔ ابرھہ نے

ذونفر کے قتل کا فتویٰ دیا۔ ذونفر نے کہا کہ اے بادشاہ مجھے قتل نہ کر ممکن ہے کہ میری زندگی آپ کے حق میں بہ نسبت میری موت کے مفید ہو۔ یہ بات ابرھہ کو پسند آئی قتل سے آزاد کر کے اپنے پاس محبوس رکھا پھر وہاں سے آگے بڑھا جب ارض خثعم میں پہنچا تو ایک شخص نفیل بن حبیب خثعم کے دو قبیلوں شہران و ناہس کو ساتھ لے کر اس کے مقابلہ کو آیا۔ مگر اس نے بھی شکست فاش کھائی اور اسیر ہو کر ابرھہ کے سامنے لایا گیا۔ جب ابرھہ نے اس کے قتل کا حکم صادر کیا تو کہا اے بادشاہ مجھے قتل نہ کر میں آپ کو عرب کی زمین تک پہنچانے کے واسطے رہبر کا کام دوں گا۔ اور یہ دونوں میرے قبیلے شہران اور ناہس (آپ) کی اطاعت وفرمانبرداری کے لئے ساتھ ہوں گے ابرھہ نے معاف کر دیا اور اس کو ساتھ لے کر طائف تک آ پہنچا۔ یہاں مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف نے اپنے لوگوں کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر لوگوں نے کہا۔ ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہمیں اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ وہ سب ابرھہ کے پاس گئے اور کہا اے بادشاہ ہم آپ کے غلام ہیں اور آپ کے برخلاف نہیں کر سکتے۔ جس گھر کو آپ برباد کرنا چاہتے ہیں وہ یہ گھر نہیں ہے جو طائف میں ہے وہ تو مکہ میں ہے (اہل طائف کا بھی ایک گھر تھا جس میں لات کا بت رکھا ہوا تھا) اور ہم آپ کے ساتھ ایک شخص کر دیتے ہیں جو آپ کو اس کا نشان مکہ میں بتلا دے گا۔ یہ شرط قرار پا گئی اور انہوں نے ابورغال کو اس کام کے واسطے ابرھہ کے ساتھ کر دیا۔ جب مقام مغمس [1] پر پہنچے تو ابورغال مر گیا اور عربوں نے اس کی غداری کے باعث اس کی قبر پر پتھر برسائے۔ عرب لوگ مقام مغمس میں جس قبر کو پتھر مارا کرتے ہیں وہ اسی ابورغال کی قبر ہے۔

ابرھہ کا مکہ پہنچنا

ابرھہ نے مغمس میں ڈیرے ڈال دیئے اور ایک حبشی آدمی کو جس کا نام اسود بن مقصود تھا گھوڑے پر سوار کر کے مکہ میں بھیج دیا۔ وہ مکہ میں جا کر قریش وغیرہ قبائل عرب کے بہت سے اموال واسباب لوٹ لایا۔ اسی لوٹ میں عبدالمطلب بن ہاشم (جد رسول اللہ) کے دوسو اونٹ بھی تھے جو اس وقت قبیلہ قریش کے سردار تھے۔ قریش وکنانہ وہذیل وغیرہ قبائل عرب نے ابرھہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا پھر یہ خیال کر کے کہ ہم اس کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکیں گے اس ارادہ سے باز رہے۔

ابرھہ کا پیغام اہل مکہ کے نام

ابرھہ نے حناطہ حمیری کو مکہ میں بھیجا اور کہا مکہ میں جا کر اس کے سردار سے جا کر کہو کہ بادشاہ کہتا ہے کہ

---

[1] مکہ معظّمہ سے تین فرسخ کے فاصلے پر ایک مقام کا نام ہے۔

میں تمہارے ساتھ لڑائی کرنے کو نہیں آیا میرا ارادہ صرف خانہ کعبہ کو گرانا ہے۔ اگر تم اس کام میں میری مزاحمت نہ کرو تو میں خونریزی نہیں کروں گا۔ ابرھہ نے حناطہ سے کہا کہ اگر سردار مکہ اس بات کو مان جاوے تو اس کو میرے پاس لے آنا۔ بس جب حناطہ مکہ میں داخل ہوا تو کسی سے دریافت کیا کہ اس وقت یہاں کا سردار کون ہے۔ اس نے بتلایا کہ عبدالمطلب بن ہاشم۔ اس کے پاس جا کر ابرھہ کی طرف سے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

سردار مکہ کا جواب

عبدالمطلب نے جواب دیا کہ ہم لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے اور نہ ہمیں اس کے مقابلہ کی طاقت ہے یہ خدا کا گھر ہے اور اس کے خلیل ابراہیم کا بنایا ہوا ہے اگر خدا کو اپنے گھر کی حفاظت منظور ہوگی تو اس کو روک دے گا ورنہ چھوڑ دے گا۔ ہمارا اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں ہے۔ حناطہ نے کہا کہ تم میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو عبدالمطلب اس کے ساتھ ہو لئے اور ان کے ہمراہ ان کے چند لڑکے بھی تھے۔ جب عبدالمطلب لشکر میں آئے تو دریافت کیا کہ ذونفر کہاں ہے (یہ ذونفر جو ابرھہ کے پاس محبوس تھا عبدالمطلب کا دوست تھا) ملاقات ہونے پر عبدالمطلب نے ذونفر سے کہا اے دوست اس مصیبت سے جو مجھ پر نازل ہوئی ہے رہائی پانے کی کیا تدبیر ہوسکتی ہے کیا تم کچھ سفارش کر سکتے ہو۔ اس نے کہا میں قیدی جس کو شام وسحر قتل کئے جانے کا کھٹکا لگا رہتا ہے کیا سفارش کرسکتا ہوں۔ ہاں ہاتھی کا سائیس جس کا نام انیس ہے میرا دوست ہے، اس کے پاس میں آپ کو بھیج دیتا ہوں وہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے جا کر بڑے زور کی سفارش کر دے گا۔ پس وہ عبدالمطلب کو سائیس کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ قریش کا سردار ہے اور مکہ کے چشمہ (زمزم) کا مالک ہے۔ غریبوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ پہاڑوں کے جانوروں کی حفاظت کرتا ہے۔ بادشاہ ابرھہ نے اس کے دوسو اونٹ پکڑ لئے ہیں۔ اس کو بادشاہ کے پاس لے جا اور جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی سفارش کرو۔ انیس نے کہا بہت اچھا۔ پس انیس نے جا کر بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ عبدالمطلب شریف مکہ وسردار قریش آپ کے دروازے پر کھڑا ہے اور آپ سے کچھ التجا کرتا ہے۔

ابرھہ اور عبدالمطلب کی باہمی گفتگو

ابرھہ نے عبدالمطلب کو داخل ہونے کی اجازت دی۔ جب ابرھہ نے اس کو دیکھا تو اس کے دل میں اس کا رُعب طاری ہوا اور اس کی تعظیم وتکریم کے واسطے دل سے مجبور ہوا (کیونکہ عبدالمطلب نہایت خوبصورت اور وجیہ آدمی تھے) اور اس واسطے نیچے بٹھلانا نہ چاہا۔ پس آپ اپنے تخت سے نیچے اتر کر عبدالمطلب کے

ساتھ فرش پر بیٹھ گیا۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب سے اس کی درخواست دریافت کرے۔ ترجمان نے عبدالمطلب سے دریافت کر کے بتلایا کہ یہ اپنے دوسو اونٹ واپس کئے جانے کی التماس کرتا ہے۔ ابرھ نے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب کو کہے بادشاہ کہتا ہے کہ میں تمہاری اس درخواست پر بڑا حیران ہوا ہوں۔ تو اپنے اونٹوں کو دیئے جانے کی خواہش کرتا ہے اور اپنے مذہبی گھر کے بارے میں (جو تیرا اور تیرے آباؤ اجداد کا مقدس مقام ہے) کچھ کلام نہیں کرتا اور اس کے نہ گرائے جانے کی سفارش نہیں کرتا۔ عبدالمطلب نے کہا مجھے اس گھر سے کچھ واسطہ نہیں جو اس کا رب ہے خود اس کی حفاظت کرے گا میں تو اونٹوں کا مالک ہوں اس واسطے ان ہی کے واپس کئے جانے کی التجا کرتا ہوں۔ ابرھ نے یہ معقول جواب سن کر اس کے اونٹ واپس دیدیئے۔ عبدالمطلب نے مکہ میں واپس آ کر لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی اور مشورہ دیا کہ ہم میں ابرھ کے مقابلہ کی طاقت نہیں بہتر ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں اور پہاڑوں و گھاٹیوں کے غاروں میں جا کر چھپ جائیں۔ پھر عبدالمطلب نے جاتے وقت چند قریش کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر ابرھ اور اس کے لشکر کے حق میں بددعا کی پھر قریش کے ساتھ پہاڑوں میں جا کر محفوظ ہو گیا اور انتظار کرنے لگا کہ ابرھ مکہ کے ساتھ کیا کرتا ہے۔

ابرھ کا حملہ کعبہ پر

اُدھر سے ابرھ نے صبح کے وقت مکہ پر چڑھائی کر دی اور اس کے گرانے واسطے اس ہاتھی کو جسے ساتھ لائے تھے تیار کیا۔ اس کا نام محمود تھا۔ جب ہاتھ مکہ کے گرانے کے لئے تیار کیا گیا۔ تو نفیل نے (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) ہاتھی کا کان پکڑ لیا اور کہا اے محمود بیٹھ جا جہاں سے آیا ہے اُسی طرف لوٹ جا۔ کیونکہ تو بلد حرام میں ہے۔ یہ کہہ کر کان چھوڑ دیا اور ہاتھی بیٹھ گیا۔ اور خود نفیل بن حبیب مذکور بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ ہاتھی کے مہادت نے جب یہ معاملہ دیکھا تو اس نے ہاتھی کو مارا تا کہ کھڑا ہو جائے۔ مگر اس نے نہ مانا پھر اس کے اٹھانے کے واسطے اس کے سر پر آنکس مارا مگر وہ نہ اٹھا پھر انہوں نے اس کا منہ یمن کی طرف کر دیا۔ وہ اٹھ کر دوڑنے لگا۔ پھر شام کی طرف متوجہ کیا ادھر بھی چلنے لگا۔ پھر مشرق کی طرف اس کا منہ پھیرا ادھر بھی ایسا ہی کام کیا۔ پھر مکہ کی طرف متوجہ کیا تو بیٹھ گیا۔

لشکر ابرھ کی تباہی

پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف سے ابابیل جیسے جانور بھیجے جن کے پاس تین تین سنگریزے تھے ایک ایک تو ان کی چونچوں میں اور دو دو ان کے پنجوں میں جن کی مقدار چنے یا مسور کی سی تھی جس کو وہ سنگریزہ لگتا

تھا ہلاک ہو جاتا تھا۔ اب لوگ خوف کے مارے بھاگنے لگے اور جس راستے آئے تھے اُسی راستے دوڑنے لگے اور نفیل کو جو انہیں راستے سے لایا تھا تلاش کرنے لگے تاکہ ان کو یمن کا راستہ بتلا دے مگر اب نفیل کہاں تھا۔ نفیل تو پہاڑوں پر ان کی درگت ہوتے ہوئے دیکھ کر کہہ رہا تھا

این المفر والا له الطالب والا شروا لغلو بليس الغالب

(ترجمہ) اے بدکردارو! اب کہاں بھاگتے ہو۔ خدا کی تلاش وقہر سے کہاں جا سکتے ہو ابرہہ مغلوب ہو گیا۔ اور اپنے خیال کے موافق غالب نہ رہا۔

حاصل کلام ابرہہ کا لشکر گرتا پڑتا ذلیل وخوار ہوتا ہوا ہلاک ہو گیا اور ابرہہ کے جسم میں ایک بیماری نمودار ہوئی جس سے اس کی پوریاں تک جھڑ گئیں۔ اس کو اسی حال میں اٹھا کر صنعا تک لے گئے آخر اس کا سینہ پھٹ گیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔

اسی سال عرب میں چیچک کی بیماری نمودار ہوئی اور اسی سال حرمل حنظل اور آگ کے درخت بہت پیدا ہوئے۔

اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قریش پر اپنی نعمت کا اظہار کرتے ہوئے سورۃ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ میں بیان کیا ہے اور اسی نعمت کے اظہار کے واسطے سورۃ لِاِيْلَافِ قُرَيْشٍ اتاری تھی۔ غرض ابن اسحاق کے قول کے مطابق جب ابرہہ ذلیل وخوار ہو کر ہلاک ہو گیا اور اہل حبشہ خائب وخاسر ہو کر مکہ سے واپس چلے گئے تو اہل عرب کے دل میں قبیلہ قریش کی عظمت متمکن ہو گئی اور کہنے لگے کہ قریش اہل اللہ ہیں اللہ نے ان کے دشمن کو ذلیل کیا ہے اور ان کے حق میں اشعار مدحیہ کہنے لگے جن سے وہ حالات معلوم ہوتے ہیں جو ابرہہ اور اس کے لشکر پر وارد ہوئے تھے۔

ابرہہ کے بعد

واقعہ فیل کے بعد جب ابرہہ ہلاک ہو گیا تو اس کا بیٹا یکسوم یمن کا فرمانروا ہوا اور جب وہ بھی مر گیا تو اس کے بعد اس کا بھائی مسروق یمن کا مالک ہوا۔

سیف بن ذی یزن

جب اہلِ یمن پر نہایت تکالیف ومصائب آنے لگیں اور اپنے ظالم حکام کے ہاتھ سے بہت تنگ آ گئے تو ایک شخص جس کا نام سیف بن ذی یزن حمیری تھا۔ اور جس کی کنیت ابوترۃ تھی۔ اپنی قوم کی طرف سے بادشاہِ روم کے پاس شکایت لے کر گیا اور کہا کہ ہم لوگ حبش والوں کے ہاتھ سے جو اس وقت ہمارے ملک

یمن پر حکمران ہیں نہایت تنگ ہیں۔ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کو ہمارے ملک سے نکال دیں اور رومیوں میں سے کسی کو ہمارا بادشاہ مقرر فرمادیں۔مگر بادشاہِ روم نے اس کی شکایت رفع نہ کی اور اسے اس کام میں دست اندازی کی ہمت نہ پڑی۔سیف بن ذی یزن محروم و مایوس ہو کر نعمان بن منذر عامل حیرہ کے پاس (جو کسریٰ) کی طرف سے اس صوبہ کا حاکم تھا) گیا اور سارا ماجرا اس کی خدمت میں پیش کیا۔نعمان نے کہا میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کرسکتا۔میں ہر سال کسریٰ نوشیرواں کے پاس جایا کرتا ہوں تم اس وقت میرے پاس ٹھہرو میں تمہیں ساتھ لے چلوں گا۔جب وہ دن آیا تو نعمان اس کو ساتھ لے کر کسریٰ کے دربار میں داخل ہوا۔سیف مذکور نے اس سے پہلے کبھی نوشیروان کے دربار کی شان وشوکت نہ دیکھی تھی۔تھرا گیا اور بدن پر رُعب طاری ہو گیا کیونکہ نوشیرواں دربار کے روز اس مکان میں بیٹھا تھا جس میں اس کا تاج لٹکا رہتا تھا۔جس کی کیفیت یہ تھی کہ اس کا تاج بڑا بھاری تھا جس کو اس کا سر نہیں اٹھا سکتا تھا۔اور اس میں یاقوت و موتی زبرجد۔سونا چاندی لگے ہوئے تھے اور وہ ایک سونے کی زنجیر سے اس مجلس کے محراب میں لٹکا رہتا تھا اور کپڑوں سے ڈھکا رہتا تھا۔جب کبھی بادشاہ دربار میں بیٹھتا تو اپنا سر اس لٹکے ہوئے تاج میں داخل کر دیتا اور تاج سے کپڑے اتار لئے جاتے تو اس حالت میں جس شخص نے پہلے یہ کیفیت نہیں دیکھی ہوتی وہ مرعوب و مدہوش ہو جاتا۔اسی طرح سیف مذکور پر بھی ہیبت طاری ہوئی اور اس نے دروازے سے داخل ہوتے وقت سر جھکا لیا۔جس پر نوشیروان کی زبان سے نکلا کہ یہ احمق باوجود اتنا اونچا دروازہ ہونے کے داخل ہوتے وقت سر جھکاتا ہے جس کے جواب میں اس نے کہا یہ آپ کی دہشت کی وجہ سے ہے۔پھر عرض کی اے بادشاہ ہمارے ملک پر پردیسیوں نے غلبہ پالیا ہے اور ہم ان کے ظلم کے ہاتھ سے تنگ ہیں۔کسریٰ نے پوچھا کون سے پردیسی۔حبشی یا سندھی۔جواب دیا کہ حبشیوں نے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک آپ کے زیرِ سایہ ہو۔کسریٰ نے کہا میں ایرانی فوجیں اتنی دور عرب کے میدانوں میں بھیج کر انہیں تباہ نہیں کرسکتا اور نہ اس کی مجھے کوئی ضرورت ہے، لہٰذا میں یہ کام نہیں کرسکتا۔یہ کہہ کر حکم دیا کہ اس یمنی کو دس ہزار درہم اور خلعت دے کر رخصت کردو۔سیف نے یہ مال لے کر لوگوں پر نثار کر دیا۔جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو حیران ہوا اور کہا اس میں کوئی راز ہے اس کو میرے پاس بلاؤ۔حاضر ہوا۔بادشاہ نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ بادشاہ کے عطیے کو تُو نے لوگوں پر نثار کر دیا ہے۔سیف نے کہا میں اس کو کیا کروں گا۔جس زمین سے میں آیا ہوں اس کے تمام پہاڑ سونا چاندی ہیں یہ سن کر بادشاہ کے دل میں لالچ پیدا ہو گیا۔ارکان سلطنت داعیان مملکت کو بلا کر مشورہ کیا کہ اس شخص کے معاملے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ان میں سے ایک نے کہا اے بادشاہ آپ

کے قید خانوں میں جو واجب القتل قیدی ہیں ان کو اس شخص کے ساتھ کر دو اگر وہ شکست کھا گئے اور مارے گئے تو اپنی سزا کو پہنچ گئے اور اگر کامیاب و فتح مند ہو گئے تو ملک آپ کا ہو جائے گا۔ یہ بات بادشاہ کو پسند آئی اور ان تمام قیدیوں کو جو تعداد میں آٹھ سو تھے سیف کے ساتھ کر دیا اور انہیں میں سے ایک شخص کو جس کا نام دہرز تھا اور ان میں بلحاظ عمر و حسب نسب و علم و فضیلت کے بڑا تھا) ان کا سردار مقرر کر دیا۔ اور وہ آٹھ کشتیاں قیدیوں سے پُر کر کے سیف بن ذی یزن کے ہمراہ ہو لیا۔ دو کشتیاں ڈوب گئیں اور چھ کشتیاں ساحل عدن تک پہنچ گئیں۔ وہاں پہنچ کر سیف نے بھی اپنے قوم کے آدمیوں کو دہرز کی فوج کے ساتھ شامل کر دیا اور کہا اے دہرز میرا پاؤں تیرے پاؤں کے ساتھ ہے (یعنی ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں) مریں تو دونوں فتح پاویں تو دونوں۔ دہرز نے کہا بیشک انصاف یہی ہے۔ جب دہرز سیف کے آدمی میدان جنگ میں آ گئے تو ان کے مقابلہ کے واسطے مسروق بن ابرہہ یمن کا بادشاہ بھی باہر نکلا۔ اور اپنے لشکر کو مقابلہ کے واسطے تیار کیا۔ پہلے دہرز نے اپنا بیٹا ان کی لڑائی آزمانے کے واسطے بھیجا۔ مگر وہ مارا گیا۔ اس بات سے دہرز کا جوش و خروش و غیظ و غضب زیادہ ہو گیا۔ پوچھا مجھے بتلاؤ کہ حبشیوں کا بادشاہ کونسا ہے تاکہ میں اُس کا کام تمام کر دوں۔ کہا گیا وہ ہے جو ہاتھی پر سوار ہے جس کے سر پر تارج رکھا ہوا ہے اور اس کی دو آنکھوں کے سامنے سرخ یاقوت لگا ہوا ہے۔ کہا تھوڑی دیر ٹھہرو۔ پھر پوچھا کہ اب کس حالت میں ہے۔ کہا گیا کہ اب گھوڑے پر سوار ہے۔ کہا ابھی جانے دو کچھ دیر کے بعد پھر پوچھا کہ اب کس حالت میں ہے۔ کہا گیا کہ اب خچر پر سوار ہو گیا ہے۔ کہا گدھی کا بچہ (خچر) اور اس کا مالک ذلیل ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر اپنے لشکر سے کہا۔ دیکھو میں اس پر تیر برساتا ہوں اگر تم دیکھو کہ اس کا لشکر اپنی جگہ سے نہیں ہلا تو تم بھی اپنی جگہ پر قائم رہنا۔ اور یہ سمجھنا کہ میں ابھی کامیاب نہیں ہوا۔ اور اگر دیکھو کہ اس کے آدمی اپنی جگہ سے اُکھڑ گئے ہیں تو جان لینا کہ میں کامیاب ہو گیا۔ اس حالت میں ان پر یک لخت حملہ کر دینا۔ یہ کہہ کر اپنی کمان کو چلّا چڑھایا اور ایک ایسا تاک کر نشانہ لگایا کہ تیر اس کی آنکھوں سے گزر کر اس کی گدی سے پار ہو گیا اور وہ اپنے خچر پر سرنگوں ہو کر گرا۔ اور اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ اس حالت میں ایرانیوں نے حملہ کر دیا۔ کچھ حبشی بھاگ گئے کچھ قتل کئے گئے۔ اور دہرز فتحیاب ہو کر صنعاء میں آیا۔ جب اس کے دروزے میں داخل ہونے لگا تو حکم دیا کہ میرے جھنڈے کو ٹیڑھا کر کے دروازہ سے نہ گزارنا دروازہ گرا دو اور جھنڈا سیدھا لے جاؤ۔ غرض دہرز سیف مذکور کے ساتھ بڑے جاہ و جلال کے ساتھ صنعا میں داخل ہوا اور ملک یمن پر قابض ہو گیا اور وہ اور اس کے ماتحت جو ایران سے اس کے ساتھ آئے تھے یمن میں اقامت کر کے حکومت کرنے لگے اس وقت جب دہرز نے مسروق بن

ابرھہ کو قتل کر کے ملک یمن پر قبضہ کیا حبشیوں کو ملک یمن پر حکومت کرتے ہوئے بہتر 72 سال ہو گئے تھے۔ اس عرصہ میں حبشیوں کی طرف سے چار شخصوں (ارباط۔ابرھہ) یکسوم۔مسروق نے ملک پر حکومت کی۔

یمن کا ملک ایران کے قبضہ میں

اس کے بعد جب ملک یمن حبشیوں کے ہاتھ سے نکل کر ایرانیوں کے قبضہ میں آیا تو کچھ مدّت تک دہرز حکومت کرتا رہا۔ پھر جب دہرز کا انتقال ہو گیا تو کسریٰ نے دہرز کے بیٹے مرزبان کو یمن کا حاکم مقرر کر دیا۔ اور مرزبان کے بعد اس کے بیٹے تینجان کو وہاں کا امیر بنا دیا۔ تینجان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے کو مقرر کر دیا پھر اس کو معزول کر کے ایک شخص مسمّی باذان کو یمن کا امیر مقرر کر دیا تھا۔ آنحضرتؐ کی بعثت کے وقت یہی باذان یمن کا بادشاہ تھا۔ زہریٰ کا قول ہے کہ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے اور آپ کی شہرت کسریٰ کے کان تک بھی پہنچی تو اس نے یمن کے حاکم باذان کو لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ قبیلۂ قریش کے ایک شخص نے مکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے اس کے پاس جاؤ اور اس سے توبہ کیلئے کہو۔ اگر وہ اپنے دعویٰ سے باز آ جاوے تو فبہا ورنہ اس کا سر میرے پاس بھیج دو۔ جب باذان کے پاس نوشیروان کا یہ خط پہنچا تو اس نے وہی خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ رسول اللہؐ نے اس کے جواب میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ کسریٰ فلانے مہینے فلانے روز قتل کیا جاوے گا۔ جب باذان کے پاس یہ جواب پہنچا تو اس نے وہ جواب کسریٰ کے پاس نہ بھیجا اور انتظار کرنے لگا کہ اگر یہ نبی ہوگا تو اس کا قول صحیح ہوگا ورنہ پھر دیکھا جاوے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو اسی روز قتل کرا دیا جس کا وعدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔ ابن ہشام کہتا ہے کہ نوشیرواں اپنے بیٹے شیریہ کے ہاتھ سے قتل کیا گیا تھا۔ زہریٰ کہتا ہے کہ جب باذان کو کسریٰ کے قتل کی خبر پہنچی تو اسلام لے آیا اور بہت سے ایرانی بھی اس کے ساتھ اسلام لانے میں شریک ہوئے۔ پھر انہوں نے ایک قاصد اپنی طرف سے رسول اللہ کی خدمت میں بھیج کر اسلام لانے کی اطلاع دی اور دریافت کیا کہ اب ہم کس طرف منسوب ہوں گے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ اب تم میری طرف منسوب ہو اور تم میرے اہلِ بیت ہو اسی طرح رسول اللہؐ نے سلمان فارسی کے حق میں کہا ہے (**سلمان مِنّا اھلِ البیت**) سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔

قلعہ حضر کا بادشاہ ساطرون اور اس کی بیٹی

حضر نہایت مضبوط قلعہ دریائے فرات کے کنارے پر تھا۔ یہ وہی قلعہ ہے جس کے متعلق عدی بن زید کہتا ہے اور حضر کے بادشاہ نے اس کی قلعہ کی ایسی شاندار تعمیر کی تھی جس کی انتہا نہیں۔ اس نے سنگِ مرمر سے

اسے سر بفلک بنایا تھا اور اس پر بڑا مضبوط چونے کا پلستر کیا تھا۔ لیکن اب اس عالی شان حضر میں پرندوں نے اپنے گھونسلے بنا رکھے ہیں۔ اس کے بنانے والے کو اس میں رہنا نصیب نہ ہوا اور آج وہ عظیم الشان قلعہ ویران پڑا ہوا ہے۔ ساطرون نامی ایک شخص اس قلعہ کا بادشاہ تھا اس پر کسریٰ شاہ پور ذوالا کناف نے حملہ کیا۔ اور دو برس قلعہ کا محاصرہ کئے پڑا رہا۔ ایک روز ساطرون کی بیٹی نے کسریٰ کو قلعہ کے جھروکے سے دیکھا کہ نہایت مکلّف لباس اور نہایت بیش قیمت تاج پہنے کھڑا ہے اور سورج کی روشنی میں اس کا خوبصورت چہرہ چاند کی طرح چمک رہا ہے وہ اس پر ریجھ گئی اور اسے خفیہ طور پر پیغام بھجوایا کہ اگر تم مجھ سے شادی کا وعدہ کرو تو میں تمہارے لئے قلعہ کا دروازہ کھول دوں گی۔ کسریٰ نے فوراً شرط کو منظور کر لیا۔ جس پر بیٹی نے ساطرون کو رات کے وقت خوب شراب پلائی اور جب وہ پوری طرح مست ہو گیا تو چپکے سے اس کے تکیے کے نیچے سے قلعہ کی کنجی نکال کر اپنے معتمد کے ہاتھ بھیج دی اور اس نے جا کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ شاپور فوراً اندر چلا آیا۔ ساطرون کو قتل کر ڈالا۔ قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی بیٹی سے شادی کر لی۔

تھوڑے دنوں بعد ایک شب بے چینی کے مارے شہزادی کو ساری رات نیند نہ آئی۔ شاہ پور نے شمع منگوا کر دیکھی تو گلِ ریحان کی ایک پتی بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ بادشاہ سے بیوی سے پوچھا کہ کیا اسی پتی کی وجہ سے تمہیں نیند نہیں آئی۔ اس نے کہا ہاں یہی پتی میری بے چینی اور بے خوابی کا باعث ہوئی۔ کسریٰ نے دریافت کیا کہ تیرا باپ تیرے لئے کیا انتظام کرتا تھا؟ اس نے کہا میرا باپ مجھے نہایت ہی ناز و نعمت سے رکھتا تھا۔ میرے لئے اس نے دیبا کا نہایت ہی نرم اور نازک بستر بنوا رکھا تھا۔ اور سونے سے پہلے وہ خود اسے صاف کیا کرتا تھا۔ اور مجھے سوائے ریشم کے اور دوسرا لباس نہیں پہننے دیتا تھا اور میرے آرام و آسائش کا ہر وقت پورا خیال رکھتا تھا اور میری مرضی کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرتا تھا۔

اس پر کسریٰ نے کہا کہ جب ایسے محبت کرنے والے باپ کے ساتھ تُو نے یہ سلوک کیا اور اس کے احسانوں اور مہربانیوں کا تُو نے یہ بدلا دیا۔ تو میرے ساتھ موقع پڑنے پر نہ معلوم کیا سلوک کرے؟ ایسی محسن کش اور ناخلف بیٹی کا وہی انجام ہونا چاہیے جس کی وہ مستحق ہے۔

یہ کہہ کر حکم دیا کہ اس کا شاہانہ لباس اتار لیا جاوے اور اس کے سر کی چوٹی نہایت مضبوط طور پر گھوڑے کی دُم سے باندھی جائے اور اس کے بعد گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا جائے یہاں تک کہ اس کے بدن کے ٹکڑے اُڑ جائیں۔

نعمان بن منذر حضر اسی ساطرون کی نسل سے تھا۔

عرب میں بت پرستی کی ابتداء

اب ہم بیان کرتے ہیں کہ عرب میں بُت پرستی کی بنیاد کس طرح اور کب سے پڑی۔ اس کی کیفیت بیان کرنے سے پہلے نزار بن معد کی اولاد کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

نزار بن معد اور اس کی اولاد

نزار بن معد کے چار بیٹے تھے۔ مضر بن نزار۔ ربیعہ بن نزار۔ انمار بن نزار اور ایاد بن نزار۔ مضر اور ایاد کی والدہ کا نام سودۃ بنت ملک بن عدنان تھا۔ اور ربیعۃ اور انمارک کی ماں کا نام شقیقہ بنت ملک بن عدنان تھا۔ پھر مضر کے دو بیٹے ہوئے۔ الیاس بن مضر و عیلان بن مضر۔ اور ان کی والدہ قبیلہ جرہم سے تھی۔ پھر الیاس کے تین بیٹے ہوئے مدرکہ طانجۃ قمعۃ ان کی والدہ کا نام خندف تھا جو یمن کی رہنے والی تھی اور ابنِ ہشام کے قول کے بموجب خندف بنت عمران بن خلف بن قضاعہ ہے۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ مدرکہ کا اصلی نام عامر تھا اور طانجہ کا اصلی نام عمرو تھا۔ مدرکہ اور طانجہ رکھے جانے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک روز عامر و عمرو اپنے اونٹوں کو چرا رہے تھے اس حالت میں انہوں نے شکار کیا۔ اس کو پکارنے بیٹھ گئے تو کسی دشمن نے اونٹوں پر حملہ کر دیا۔ یہ دیکھ کر عامر نے عمرو سے کہا کیا تُو اُونٹوں کو بچا کر لاتا ہے یا شکار پکاتا ہے۔ عمرو نے کہا۔ میں شکار بھُونتا ہوں پس عامر جا کر اونٹوں کو بچالایا۔ جب شام کے وقت باپ کے پاس آ کر وہ قصہ بیان کیا تو اُس نے عامر کو کہہ دیا تو مدرکہ (پکڑنے والا) اور عمرو کو کہا تو طانجہ (پکانے والا) ہے اس وقت سے ان کا نام مدرکہ اور طانجہ پڑ گیا۔ الیاس کے تیسرے بیٹے قمعہ سے ایک لڑکا لحی پیدا ہوا۔ اور لحی سے عمرو اور عمرو سے خزاعہ پیدا ہوا یہی عمرو وہ شخص ہے جس سے عرب میں بت پرستی کی بنیاد پڑی۔

عُمرو بن لُحیّ عرب کا پہلا بُت پرست

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثم بن جون خزاعی سے کہہ رہے تھے کہ اے اکثم میں نے عمرو بن لُحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا ہے کہ اس کی انتڑیاں آگ میں گھسیٹی جاتی تھیں۔ میں اس میں اور تم میں نہایت مشابہت جسمانی دیکھتا ہوں۔ اکثم نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی مشابہت مجھے نقصان پہنچا دے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا نہیں تُو مومن ہے اور وہ کافر تھا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا اور بتوں کو نصب کیا اور بحیرہ۔ سائبہ۔ وصیلہ اور حامی کی حمایت کی۔ [1]

---

[1] یہ چاروں ان اونٹوں اور اونٹنیوں کے نام ہیں جن کو آزاد چھوڑ دیا نہ ان پر سواری کی جاتی تھی نہ ان سے خدمت لی جاتی تھی (اسمٰعیل)

بعض اہل علم سے روایت ہے کہ عمرو بن لحی مکہ سے کسی ضرورت کے واسطے شام کو گیا۔ جب طبقاء کی زمین میں ایک مقام مآب پر پہنچا تو وہاں کے باشندوں کو جو عمالیق کہلاتے تھے بتوں کی پرستش کرتے پایا (یہ جو عملاق یا عملیق کی اولاد ہیں جولاد ز بن سام بن نوح کی اولاد سے تھا) عمرو نے ان سے پوچھا یہ کیسے بت ہیں جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ (ایسے بُت ہیں کہ جب ہم ان سے بارش کی درخواست کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے اور جب ان سے مدد مانگتے ہیں تو مدد دیتے ہیں۔ عمرو نے کہا کیا آپ ان میں سے ایک بُت مجھے نہیں دے سکتے کہ میں اس کو عرب میں لے جاؤں تاکہ وہاں کے لوگ بھی ان کی عبادت کریں۔ انہوں نے اس کو ایک بت دیا جس کا نام ہبل تھا۔ اس نے اس کو مکہ میں لاکر نصب کر دیا اور لوگوں کو اس کی عبادت اور تعظیم کا حکم دیا۔ جب اوّل ہی اوّل مکہ میں بنی اسماعیل کے درمیان پتھروں کی عبادت شروع ہوئی تو ان کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی شخص سفر میں جاتا تو پتھر کو اپنے ساتھ لے جاتا اور اس کو قضاء حاجات کا وسیلہ خیال کرتا اور جہاں جا کر مقام کرتا وہاں اس کو نصب کرتا اور اس کے گرد طواف کرتا اور اس کی تعظیم و تکریم کرتا۔ لیکن بعد میں جب ان کو پتھروں کے اٹھانے سے تکلیف محسوس ہونے لگی تو ان کو ساتھ لے جانا چھوڑ دیا۔ وہ جہاں جاتے وہاں کسی پتھر کو لے کر اس کے گرد طواف وغیرہ کی رسوم ادا کر لیتے۔ اس حال پر کئی نسلیں گزر گئیں یہاں تک کہ اخیر نسلوں کا اسی بت پرستی پر پورا اعتقاد ہو گیا اور ابراہیم و اسمٰعیل علیہا السلام کے اصلی دین کو بھول گئے۔ ہاں چند باتیں ابراہیمی مناسک کی مثل تعظیم بیت اللہ، طواف خانہ کعب، حج عمرہ عرفہ میں کھڑے ہونا مزدلفہ میں ٹھہرنا قربانی حج وغیرہ کا احرام باندھنا ان میں باقی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت قبیلہ کنانہ و قریش احرام کے وقت کہا کرتے تھے (اللّٰھُمَّ لَبَّیکَ لَبَّیکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِلَّا شَرِیْکٌ ھُوَ لَکَ مَّلِکہٗ وَمَا مَلَکَ)

(ترجمہ) یا الٰہی ہم بدلِ و جان تیری خدمت میں حاضر ہیں۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایک تیرا شریک ہے جس کا تو مالک ہے اور ان چیزوں کا بھی تو ہی مالک ہے جن کا وہ مالک ہے، گویا خدا کی توحید کا اظہار بھی کرتے تھے۔ پھر اپنے بتوں کو بھی اس میں داخل کر دیتے تھے اور اس کی ملکیت بھی خدا کے قبضہ میں سمجھتے تھے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وَ مَا یُؤمِنُ اَکْثَرُھُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَھُمْ مُشْرِکُوْنَ (یعنی اللہ کو مانتے ہیں پھر اس کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔

بعض مشہور بتوں کے نام

قوم نوح بھی بت پرستی کیا کرتی تھی۔ جس کی خبر خداوند تعالیٰ نے قرآن کی آیت ذیل میں دی ہے وَ

قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِيرًا.

(ترجمہ) کہتے ہیں کہ اپنے معبودوں کومت چھوڑ واور نہ وڈ وسواع ویغوث ویعقوق ونسر کوترک کرواور وہ لوگ جو ان پانچ بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے واسماعیل اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے تھے چنانچہ ان میں سے ایک قبیلہ ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر تھا جو مقام رہاط میں سواع کی عبادت کیا کرتا تھا اور کلب بن برۃ بن قضاعۃ مقام ددمۃ الجندل میں وڈ کی پرستش کیا کرتا تھا یہ کلب بن دبرۃ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعۃ ہے اور قبیلہ انعم بن طی اور اہل جوش میں یغوث کی عبادت کیا کرتا بعض کہتے ہیں کہ یہ طی بن ادد بن ملک بن مذحج بن ادد ہے۔ اور قبیلہ خیمان نے جو ہمدان کی اولاد سے ہے۔ ارض ہمدان میں یعوق کو معبود بنایا ہوا تھا۔ ہمدان کا نام اوسلمہ بن مالک بن زید بن ربیعۃ بن ادسلہ بن الخیار بن مالک بن زید بن کھلان بن سبا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ادسلہ بن زید بن الخیار ہے اور ذوالکلاع یا ددالکراع بن حمیر نے ارض حمیر میں نسر کو معبود بنایا ہوا تھا اور قبیلہ خولان کا ایک اور بت تھا جس کا نام غم انس تھا۔ وہ لوگ اس بت کے لیے اپنے مویشیوں اور کھیتوں سے حصہ نکالا کرتے تھے اور ساتھ ہی خدا کا حصہ بھی مقرر کیا کرتے تھے۔ اگر چہ کبھی غم انس کے حصہ میں کمی آجاتی تو خدا کے حصے سے نکال کر اس کو پورا کر دیتے اور اگر خدا کے حصے میں کمی واقع ہو جاتی تو غم انس کے حصے سے کم نہ کرتے۔ انہیں کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ.

ترجمہ:۔ انہوں نے اپنے کھیتوں اور مویشیوں میں جن کو اللہ پیدا کرتا ہے اپنے شرکا (بتوں) کے واسطے حصہ مقرر کر رکھا ہے۔ پس اپنے خیال کے موافق کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کے واسطے ہے اور یہ حصہ ہمارے بتوں کا ہے۔ پس جو حصہ ان کے شرکاء کا ہوتا وہ تو خدا کی طرف نہ پہنچ سکتا۔ اور جو حصہ اللہ کا ہوتا وہ ان کے بتوں کو پہنچ جاتا، یہ حکم اور یہ خیال ان کا نہایت ہی بُرا ہے ملکان بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کی اولاد کا ایک بت تھا جس کا نام سعد تھا وہ ایک لمبا پتھر تھا۔ ایک جنگل میں پڑا رہتا تھا۔ ایک دفعہ ملکان کی اولاد سے ایک شخص اپنے بیمار اونٹ کو اس بت سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس لایا۔ اونٹ نے جب بُت کو دیکھا تو بھاگ گیا۔ اس سے وہ ملکانی بت پر بڑا خفا ہوا اور ایک پتھر اس پر دے مارا۔ اور کہا اے بے برکت بُت تو نے میرا اونٹ بھگا دیا۔ پھر اونٹ کی تلاش میں نکلا جب اس کو پالیا تو اشعار

ذیل بُت کی مذمت میں کہے

اتَیۡنَا الی سَعد لیَجمَعَ ثملَنَا   فَشَتَتَنَا سَعُدٌ فَلا نَحُنُ مِنُ سَعُدِ
وَھَدُ سَعُد الّا صَخُرۃٌ بِتَنُوۡنَۃٍ   مِنَ الارَضِ لا یَدحُوُ لِعَیٍ وَلَا رُشدٍ

(ترجمہ) ہم سعد کے پاس آئے کہ ہمارے بچھڑے ہوئے دوستوں کو جمع کردے گا۔ اس کم بخت نے تو اور بھی تفریق کرادی۔ پس ہمارا سعد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آخر سعد زمین کے جنگل کا ایک پتھر ہی ہے جس میں ہدایت و گمراہی کی طاقت نہیں ہے۔

قبیلۂ دوس میں عمرو بن حممہ الدوسی کا ایک بُت تھا۔ جس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا۔ یہ دوس بن عدنان بن عبداللہ بن زہران بن کعب بن الحرث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن الاسعد بن الغوث ہے اور بعض کہتے ہیں کہ دوس بن عبداللہ بن زہران بن الاسد بن الغوث ہے۔

قریش کا ایک بُت تھا جس کا نام ہُبل تھا جو انہوں نے کعبہ کے درمیان ایک کنوئیں پر نصب کیا ہوا تھا۔ اس کا حال بھی اپنے موقع پر آئے گا۔ نیز چاہ زمزم پر اساف و نائلہ کی عبادت کرتے تھے اور اس کے سامنے قربانیاں کرتے تھے اساف مرد اور نائلہ عورت قبیلہ جُرہم کے ایک مرد اور عورت کا نام ہے اساف کے باپ کا نام بغی ہے اور نائلہ دیک کی بیٹی ہے۔ ان دونوں سے خانہ کعبہ میں بے حیائی صادر ہوئی جس کی پاداش میں اللہ نے ان کو پتھر بنا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ ہم سنتی رہی ہیں اساف اور نائلہ قبیلے جرہم کے ایک مرد اور عورت کا نام تھا۔ جنہوں نے کعبہ میں بدکاری کی تھی اور اللہ نے ان کو پتھر بنا دیا تھا۔ عرب میں ہر ایک قبیلے نے اپنے اپنے گھروں میں بُت رکھے ہوئے تھے۔ جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور جب کوئی شخص ان میں سے سفر کا ارادہ کیا کرتا تھا۔ تو سواری کے وقت اپنے گھر کے بُت کو ہاتھ لگاتا تھا اور یہ کام سب سے اخیر میں کرتا تھا۔ پھر جب اپنے سفر سے واپس آتا تھا تو سب سے پہلے اس کو مسح کرتا تھا۔ یہ حالت اس وقت تک رہی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید کا منادی کرنے والا بنا کر مبعوث کیا اور قریش کہنے لگے (**اَجَعَلَ الۡاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیۡءٌ عُجَابٌ**) یعنی اس پیغمبر نے بہت سے معبودوں کو ایک معبود بنا دیا ہے۔ یہ تو عجیب بات ہے۔

اہل عرب نے خانہ کعبہ کے ساتھ بتوں کے گھر بنائے ہوئے تھے جن کی وہ خانہ کعبہ کی طرح تعظیم کرتے تھے اور ان پر مجاور اور دربان مقرر کئے ہوئے تھے اور ان کے سامنے ہدئے پیش کرتے تھے اور خانہ کعبہ کی طرح ان کا طواف کرتے تھے اور ان کے سامنے قربانیاں کرتے تھے باوجود ان کے کعبے کی فضیلت ان سے

زیادہ سمجھتے تھے کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ یہ خانہ کعبہ ابراہیم خلیل اللہ کا بنایا ہوا ہے اور ان کی مسجد ہے۔

قریش اور بنی کنانہ کا ایک بُت تھا جس کا نام عزا تھا۔ اور اس کے مجاور اور دربان شیبان بن سلیم کی اولاد تھی جو بنی ہاشم کی فریق مخالف تھی اور خاص ابو طالب کی یہ سلیم بن منصور بن عکرمہ بن حضفہ بن قیس بن عیلان ہے اور قبیلے ثقیف کا ایک بت تھا۔ جو طائف میں رکھا ہوا تھا۔ جس کا نام لات تھا اور اس کے مجاور اور دربان مقلب بن ثقیف کی اولاد تھی۔ اور قبیلے اوس اور خراج کا ایک بت تھا جس کو منات کہتے تھے۔ یہ بُت دریا کے کنارے پر مدینہ میں رکھا ہوا تھا یہ وہی بُت ہے۔ جس کے گرانے کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو اور بقولِ بعض علی ابن ابوطالب کو بھیجا تھا۔

قبیلہ دوس وخثعم وبحیلہ کا ایک بُت تھا جس کو ذوالخلصہ کہتے ہیں یہ وہی بت ہے جس کے گرانے کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ البجلی کو بھیجا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بُت کے گرانے کے لیے علی ابن ابوطالب کو بھیجا تھا جنہوں نے اس کو گرایا اور اس میں سے دو تلواریں پائیں۔ جن میں سے ایک کا نام رسوب تھا اور دوسری کا نام محام تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ دونوں تلواریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بخش دیں۔ پس وہی دو تلواریں حضرت علی کرم اللہ وجہ کی تھیں۔

قبیلہ حمیر اور اہل یمن کا ایک بُت تھا جس کا نام رثام تھا اور قبیلہ ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تحیم کی اولاد کا ایک بُت خانہ تھا جس کا نام رضا تھا۔

کہتے ہیں کہ اس مَستوغر کی عمر تین سوتیس سال تھی اور تمام قبیلہ مضر سے طویل العمر تھا۔ طویل العمری سے تنگ آ کر کہتا ہے

وَلَقَدْ سُمِت من الحیاۃِ وَ طُوْلِهَا   وَ عُـمِـرّت مِـنْ عَدَو النَّبِيّنُ مِنِيَا

مِـاَتـهٌ جَـدُتَهَـا بَعْدَ مـأتَـانِ لِیُ   وَازْدُدت مِـنْ عَـدَدِ شُهـوِرسِنُنَا

هَـلْ مَـا بِـقُـی الَّا کَـمَـا قَدْ فَاقِنَا   یَـوُم یُـمـيُ و لَیْـلَۃٌ تَـحُـلُ وُنَـا

(ترجمہ) میں زندگی کی درازی سے تنگ آ گیا ہوں اور میری عمر کئی سو سال کی ہوگئی ہے تین سوتیس سال گذر گئے ہیں۔ اب تو افسوس باقی رہ گیا ہے اور رات دن گذرتے جاتے ہیں، قبیلہ بکر و تغلب اولاد واہل دایاد کے لیے سنداد میں ایک بُت تھا جس کا نام ذوالکعبات تھا۔

بحیرہ،سائبہ،وصیلہ،حامی کی تفصیل

مشرکین کا عدہ تھا کہ جو اونٹنی دس مادہ بچے پے در پے جن لیتی تھی اور ان کے درمیان کوئی نر بچہ نہ پیدا ہوتا تھا تو اس کو آزاد کر دیتے تھے پھر اس پر نہ تو سواری کرتے تھے اور نہ اس کے بال کترتے تھے اور اس کا دودھ بھی سوائے مہمان کے کسی کو نہیں پلاتے تھے۔ایسی اونٹنی کو سائبہ کہا کہتے تھے اگر یہ اونٹنی اس حالت میں کوئی مادہ جنتی تو اس بچہ کا کان چیر کر اس کو بھی ماں کے ساتھ چھوڑ دیتے اور اس پر بھی نہ سواری کرتے نہ اس کے بال کترتے اور نہ اس کا دودھ سوائے مہمان کے کسی کو پلاتے اس کا نام بحیرہ ہوتا تھا۔اور جب کوئی بکری پانچ حمل میں دس مادہ بچے متواتر جنتی تھی تو اس کو وصیلہ کہتے تھے (یعنی اپنے کمال کو پہنچ گئی) اس کے بعد اگر وہ کوئی بچہ جنتی تھی۔تو اس کو صرف ان کے مرد کھا سکتے تھے۔نہ عورتیں۔عورتوں کے واسطے اس کا گوشت حرام خیال کیا جاتا تھا۔مگر مردہ گوشت میں مرد وعورت مساوی خیال کیے جاتے تھے۔نیز ان کا دستور تھا کہ جب کسی بیل سے دس مادہ بچے متواتر جنوائے جاتے تو اس کو آزاد کر دیتے اور اس پر سواری کرنا اور اس کے بالوں کو کاٹنا حرام خیال کرتے اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھاتے۔

ابن اسحاق کہتا ہے کہ اہل عرب بحیرہ اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کا کان چیر ڈالتے تھے اور اس پر سواری نہ کرتے تھے نہ اس کے بال کترتے تھے اور اس کا دودھ یا تو کوئی مہمان پی سکتا تھا یا صدقہ کر دیا جاتا تھا یا اُن کے معبودوں کے واسطے چھوڑا جاتا تھا۔سائبہ کی یہ حقیقت تھی کہ جب کوئی ان میں سے بیمار ہو جاتا یا کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا تو وہ نذر مانتا کہ اگر وہ اس مصیبت سے رہا ہو جاوے تو اونٹنی کو آزاد کر دے گا۔پھر جب اس کی مراد پوری ہو جاتی تو اپنے معبود کے نام پر کوئی اونٹنی یا اونٹ آزاد کر دیتا اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ اٹھاتا۔اور وصیلہ اس کو کہتے تھے کہ اگر کوئی بکری ایک حمل میں دو بچے جنتی اور ان میں ایک مادہ ہوتا اور دوسرا نر تو مادہ کو اپنے معبود کے واسطے رکھ دیتے اور نر کو اپنے واسطے مگر اس کو بھی آزاد کر دیتے اور اس سے کچھ فائدہ نہ اٹھاتے۔پس جب اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہؐ کو مبعوث کیا تو اِن باتوں کو آیات ذیل نازل کرنے سے حلال کر دیا اور فرمایا مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ وَّ لٰكِنَّ الَّـذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (ترجمہ) بحیرہ،سائبہ،وصیلۃ اور حامی سے فائدہ اٹھانا خدا نے تو حرام نہیں کیا۔ہاں کافر لوگ اللہ پر افترا باندھتے ہیں۔اور اکثر ان میں سے عقل نہیں رکھتے نیز فرمایا۔وَ قَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَ اِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ سَيَـجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۔نیز فرمایا۔قُلْ

اَرَءَ يْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلاً قُلْ آللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ۔ نیز فرمایا ہے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓ الذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ ءٰٓ الذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ (ترجمہ) اور کہا مشرکوں نے ان چار پاؤں کے پیٹ میں جو بچہ ہے یہ ہمارے مردوں کے واسطے مخصوص حلال ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے (اگر جیتا پیدا ہو) اور اگر مردہ پیدا ہوتا پس وہ سب مرد وعورت اس میں شریک ہوتے عنقریب ان کے اس بیان کی خدا ان کو سزا دے گا بیشک وہ حکمت والا علم والا ہے۔ اے رسول ان سے کہہ کہ مجھ کو بتلاؤ خدا نے جو رزق تم پر نازل کیا ہے پھر تم نے اس میں سے بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام کر لیا ہے کیا خدا نے تم کو اس حلال وحرام بنانے کا حکم دیا ہے یا تم خدا پر افترا پردازی کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے چار پائیوں میں آٹھ فرد یعنی چار جوڑے کیے ہیں دو بھیڑ سے ایک نر اور ایک مادہ پیدا کیا اور دو بکری سے ایک نر اور ایک مادہ پیدا کیا اے رسول کہہ کہ ان میں سے خدا نے نروں کو حرام کیا ہے یا ماداؤں کو اس بچہ کو جو ماداؤں کے پیٹ میں ہے مجھ کو علم کے ساتھ جواب دو۔ اگر تم سچے ہو۔ اور دو کو اونٹ سے پیدا کیا اور دو کو گائے سے یعنی ایک نر اور ایک مادہ اے رسول کہہ کہ آیا خدا نے ان میں سے نروں کو حرام کیا ہے یا ماداؤں کو یا اس بچہ کو جو ماداؤں کے پیٹ میں ہے آیا تم اس وقت موجود تھے۔ جب خدا نے ان کے حرام کرنے کی بابت تم کو وصیت کی پس اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ افترا پردازی کرے تا کہ لوگوں کو جہالت کے ساتھ راہِ حق سے گمراہ کرے بے شک خدا ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

قبیلہ خزاعہ

قبیلہ خزاع اپنے آپ کو بنو عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن اسد بن غوث کی اولاد سے بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری ماں کا نام خندف تھا اور بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ خزاعہ بنو حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد سے ہیں خزاعہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ لوگ عمرو بن عامر کی اولاد سے جدا ہو گئے جبکہ یہ یمن سے شام کی طرف آ رہے تھے اور مر انظہر ان ہی میں ٹھہر گئے تھے۔ اور عمرو بن عامر کی اولاد کے ساتھ شام میں نہیں گئے تھے۔ ابن اسحاق کہتا ہے کہ مدرکہ بن الیاس کے دو بیٹے

پیدا ہوئے خزیمہ بن مدرکہ و ہذیل بن مدرکہ اور ان کی والدہ قبیلہ قضاعہ کی ایک عورت تھی۔ پھر خزیمہ بن مدرکہ کے چار بیٹے پیدا ہوئے۔ کنان بن خزیمہ اور اسد بن خزیمہ اور اسدۃ بن خزیمہ اور ہون بن خزیمہ اور کنانہ کی ماں عوانہ بن سعد بن قیس بن عیلان بن مضر تھی۔ پھر کنانہ بن خزیمہ کے چار اولادیں ہوئیں نضر بن کنانہ اور مالک بن کنانہ اور عبد مناۃ بن کنانہ اور ملکان بن کنانہ۔ کنانہ بن نضر کی ماں تو برہ بنت مُر بن اد بن طانجہ بن الیاس بن مضر تھی اور باقی فرزند ایک دوسری عورت سے تھے نضر اور مالک اور ملکان کی ماں بُرہ بنت مُر تھی اور عبد مناۃ کی ماں ہالہ بن سوید بن غطریف از دشنوہ سے تھی اور شنوءَ عبداللہ بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر ابن الاسد بن الغوث کا نام ہے ان کا یہ نام اس سبب سے رکھا گیا تھا کہ شنان عداوت کو کہتے ہیں اور ان کی آپس میں عداوت تھی۔

قریش

نضر ہی قریش ہیں اور جو لوگ ان کی اولاد سے ہوئے وہ قریشی کہلاتے ہیں اور جو ان کی اولاد سے نہیں ہیں وہ قریشی نہیں کہلاتے اور بعض کہتے ہیں کہ فہر بن مالک قریش ہیں اور جو ان کی اولاد سے ہیں وہ قریشی ہیں اور جو ان کی اولاد سے نہیں ہیں وہ قریشی نہیں کہلاتے۔ قریش کو قریش اس سبب سے کہتے ہیں کہ قریش تقرش سے ماخوذ ہے اور تقرش کے معنے کسب اور تجارت کے ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں تقرش کے معنے جمع ہونے کے ہیں چونکہ قریش متفرق ہونے کے بعد مجتمع ہوئے تھے اس سبب سے قریش کہلانے لگے پھر نضر بن کنانہ سے دو شخص پیدا ہوئے۔

مالک بن نضر

مالک بن نضر اور یخلد بن نضر مالک کی والدہ عائکہ بن عدوان بن عمرو بن قیس بن عیلان تھی اور یہ میں نہیں جانتا کہ یخلد کی ماں بھی یہی تھی یا اور کوئی تھی۔ مالک بن نضر کے ہاں فہر بن مالک پیدا ہوئے ان کی ماں جندلہ بنت حرث بن مضاض الجرہمی تھی یہ ابن مضاض اکبر نہیں ہے پھر فہر بن مالک کے چار بیٹے ہوئے غالب ابن فہر اور محارب بن فہر اور حرث بن فہر اور اسد بن فہر اور ماں ان کی لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل بن مدرکہ تھی جندلہ بنت فہر یعنی یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تحیم اس کی ماں لیلی بنت سعد تھی۔

غالب بن فہر

پھر غالب بن فہر کے دو بیٹے پیدا ہوئے لوئی بن غالب اور قیم بن غالب اور ان دونوں کی ماں سلمیٰ بنت

عمرو الخزاعی تھی اور تیم بن غالب کی اولاد کو بنوالادرم کہتے ہیں قیس بن غالب کی ماں سلمٰی بنت کعب بن عمر الخزاعی تھی اور یہی سلمٰے لوئی اور تیم غالب کے دونوں بیٹوں کی ماں ہے۔

لوئی بن غالب

پھر لوئی بن غالب کے چار اولادیں ہوئیں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی اور عوف بن لوئی اور سامہ بن لوئی۔ چنانچہ کعب اور عامر اور سامہ کی ماں تو مادیہ بنت کعب بن القین بن جسر قبیلہ قضاعہ میں سے تھی۔ کہا جاتا ہے کہ حوث بھی لوئی کا ایک بیٹا ہے جس کی اولاد کو بنی جشم بن حرث کہتے ہیں اور یہ لوگ قبیلہ ربیعہ کی شاخ ہزان میں مشہور ہیں اور اسعد بھی لوئی کا ایک بیٹا ہے۔ اس کی پرورش کرنے والی عورت کا نام بنانہ تھا اسی کے نام پر اس کی اولاد بنی بنانہ کہلاتی ہے قبیلہ ربیعہ کی شاخ بنی شیبان بن تعلبہ بن عکامہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہیں اور یہ بنانہ قبیلۂ بنی قین بن جسر بن شیع اللہ یا سیع اللہ بن اسد بن دبرہ بن ثعلبہ بن علوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ میں سے تھی۔ بعض کہتے ہیں بنانہ بنت نمر بن قاسط ربیعہ میں سے تھی اور بعض کہتے ہیں بنانہ بنت جرم بن ربان بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تھی اور لوئی بن غالب کا ایک بیٹا خزیمہ بھی تھا۔ جس کی اولاد بنی عائذہ کہلاتی ہے اور عائذہ یمن کی ایک عورت ہے اور یہ بنی عبید بن خزیمہ بن لوئی کی ماں ہے اور لوئی کے سب بیٹوں کی ماں سوائے عامر بن لوئی کے مادیہ بنت کعب بن قین بن جسر ہے اور عامر بن لوئی کی ماں فخشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لیلیٰ بنت شیبان بن محارب بن فہر ہے۔

سامہ بن لوئی کا قصہ

سامہ بن لوئی عمان چلا گیا تھا اور وہیں رہتا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ عامر بن لوئی نے ان کو نکال دیا تھا۔ کیونکہ ان کے آپس میں جنگ ہوئی تھی اور سامہ نے عامر کی آنکھ پھوڑ ڈالی تھی اور پھر عامر کے خوف سے عمان کی طرف چلا گیا تھا ایک روز سامہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر جا رہا تھا کہ یکا یک اونٹنی نے ایک درخت پر چرنے کے واسطے منہ ڈالا اور فوراً ہی ایک سانپ نے اس کے ہونٹ میں کاٹ کھایا سانپ کے کاٹتے ہی اونٹنی گری اور سامہ کے بھی سانپ نے کاٹ کھایا جب اسامہ نے دیکھا کہ اب میں مرتا ہوں تو چند اشعار کہے جن میں سے ایک شعر یہ ہے۔

رُبَّ كَاسٍ هَرَقْتَ يَابْنَ لُؤَيٍّ　　　حَذَرَ الْمَوتِ لَمْ تَكُنْ مُهْرَاقَهْ

(ترجمہ) اے لوئی کے بیٹے تو نے موت کے خوف سے بہت سے پیالے ایسے لنڈھائے جن کا تو

سدّ ہانیوالا نہ تھا

سامہ کی اولاد میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سامہ بن لوئی کی اولاد سے اپنا ہونا بیان کیا۔ حضور نے فرمایا وہی سامہ جو شاعر تھا۔ بعض اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ شاید آپ نے اس کا یہ قول نہیں سنا ہوگا۔

رُبَّ كَاسٍ هَرَقْتَ يَابْنَ لُؤَيٍّ   حَذَرَ الْمَوتِ لَمْ تَكُنْ مُهْراقَهٗ

آپ نے فرمایا ''ہاں''

عوف بن لوئی کا واقعہ

عوف بن لوئی قریش کے چند لوگوں کے ساتھ سفر کو چلا یہاں تک کہ جب عظفان بن سعدان بن قیس بن عیلان کی زمین میں پہنچا تو منزل پر پہنچنے میں اس کو دیر ہوگئی اور اس کے ساتھی اس سے پہلے پہنچ گئے اور پہلے ہی وہاں سے اُسے چھوڑ کر آگے چل دیئے اور اس کو ثعلبہ بن سعد بن ذبیان بن یغیض بن ایث بن عظفان اور عوف بن ذبیان بن یغیض بن ایث بن عظفان نے روک لیا اور اپنا بھائی بنالیا اور وہیں اس کی شادی کردی جس سے اس کی اولاد اس ملک میں پھیلی۔

کعب بن لوئی

پھر کعب بن لوئی کے تین بیٹے ہوئے مُرہ بن کعب اور عدی بن کعب اور ہصیص بن کعب اور ان کی ماں کا نام وحشیہ بنت شیبان بن محارب بن فہر بن مالک بن نضر ہے۔

مرہ بن کعب

پھر مرہ بن کعب کے تین بیٹے ہوئے کلاب بن مرہ اور تیم بن مرہ اور یقظہ بن مُرہ کلاب بن مرہ کی ماں تو ہند بنت سریر بن ثعلبہ بن حارث بن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہے اور یقظ بارقیہ کی ماں ایک عورت تھی یمن کی قبیلہ بنی اسد کی شاخ بارق میں سے اور کہا جاتا ہے کہ یہی عورت تیم کی ماں بھی تھی اور تیم ہند بنت سریر کلاب کی ماں کا نام ہے بارق وہ لوگ کہلاتے ہیں جو عدی بن حارثہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن مازن بن الاسد بن غوث کی اولاد ہیں اور یہ قبیلہ شنوہ میں سے تھے اور بارق ان کو اس سبب سے کہتے ہیں کہ یہ برق کے پیرو تھے۔

کلاب بن مرہ

کلاب بن مرّہ کے دو بیٹے پیدا ہوئے قصیٰ بن کلاب اور زہرہ بن کلاب اور ان دونوں کی ماں فاطمہ

بنت سعد بن سیل یمن کے قبیلہ خثعم سے تھی اور یہ لوگ بنی دیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے حلیف تھے۔
خثعم کو خثعمۃ الاسد اور خثعمۃ الازد بھی کہتے ہیں ور خثعمۃ بن یشکر بن مبشر بن صعب بن دھمان بن نصر بن زہران بن حارث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر بن اسد ابن الغوث ہے۔
بعض کہتے ہیں کہ خثعمہ بن یشکر بن مبشر بن صعب بن نصر بن زہران بن اسد بن غوث ہے اور ان کو بنی جدہ بھی کہتے ہیں کیوں کہ عامر بن عمرو بن خزیمہ بن خثعمہ نے حرث بن مضاض جرہمی کی لڑکی سے شادی کی تھی اور جرہم کے لوگ کعبہ کے خادم تھے پس عامر نے ان کے ساتھ کعبہ کی ایک دیوار بنائی۔ اس دن سے ان کو لوگ جادر یعنی دیوار بنانے والے کہنے لگے اور ان کی اولا د جدرہ کہلاتی ہے۔
کلاب کی بیٹی سعد اور سعید کی ماں ہے جو سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی کے دونوں بیٹے ہیں اور ماں اس کی فاطمہ بنت سعد بن سیل ہے۔

قصےٰ بن کلاب

پھر قصیٰ بن کلاب کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئے عبد مناف بن قصیٰ اور عبدالدار بن قصیٰ اور عبدالعزیٰ بن قصیٰ اور عبد بن قصیٰ اور تخمر دبرۃ بنت قصیٰ اور ماں ان سب کی حیٔ بنت حلیل بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی ہے۔

عبد مناف

پھر عبد مناف کے چار اولادیں ہوئیں۔ ہاشم بن عبد مناف عبدالشمس بن عبد مناف اور مطلب بن عبد مناف اور ان تینوں کی ماں عاتکہ بنت مُرّہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہتہ بن سلیم بن منصور بن عکرمہ ہے اور چوتھا لڑکا نوفل بن مناف ہے اور اس کی ماں واقدہ بنت عمرو مازینہ ہے اور مازن بن منصور بن عکرمہ ہے۔
ابوعمر اور تماضر اور قلابہ اور حیہ اور ربطہ اور اُم الاخثعم اور اُم الضیان یہ سب عبد مناف کی اولاد ہیں چنانچہ ابی عمرو اور ربطہ کی ماں تو ثقیف کی ایک عورت تھی اور باقی تمام لڑکیوں کی ماں عاتکہ بنت مُرہ بن ہلال تھی اور یہی ہاشم بن عبد مناف کی بھی ماں تھی اور اس کی ماں صفیہ بنت خورہ بن سلول بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن تھی اور اس صفیہ کی ماں عائذ اللہ بن سعد العشرہ بن مذحج کی بیٹی تھی۔

ہاشم بن عبد مناف

پھر ہاشم بن عبد مناف کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ عبدالمطلب ابن ہاشم اور اسد بن ہاشم

اور ابا صیفی بن ہاشم اور نضلہ بن ہاشم اور شفا اور خالدہ، ضعیفہ، رقیہ اور حیہ پس عبدالمطلب اور حیہ کی ماں تو سلمٰی بنت عمرو بن زید بن لبید بن خداش بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار ہے اور بخار کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزاج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر ہے اور اس کی ماں عُمیرہ بنت صُخر بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن نجار ہے اور عمیرہ کی ماں کا نام سلمٰی ہے بنت عبدالاشہل بخاریّہ اور اسد بن ہاشم کی ماں فیلہ ہے بنت عامر بن مالک خزاعی اور ابی صیفی اور حیّہ کی ماں ہند ہے۔ بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجیہ اور فضلہ اور شفا کی ماں قضاعہ میں سے ایک عورت تھی اور خالدہ اور ضعیفہ کی ماں واقدہ بنت ابی عدی المازنیہ تھی۔

اولاد عبدالمطلب بن ہاشم

عبدالمطلب بن ہاشم کے دس بیٹے اور چھ لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکے۔ عباس۔ حمزہ۔ عبداللہ۔ ابوطالب جن کا نام عبدمناف تھا۔ زبیر، حرث اور حجل اور مقوم اور ضرار اور ابولہب جس کا نام عبدالعزیٰ تھا اور لڑکیاں صفیہ اور ام حکیم البیضا عاتکہ امیمہ اردی اور بُرہ۔ پس عباس اور ضرار کی ماں نتیلہ بنت جناب بن کلیب بن مالک بن عمرو بن عامر بن زید بن مناۃ بن عامر بن سعد بن خزرج بن تم اللات بن غمر بن قاست بن ہنب بن اقصیٰ بن جدیلہ بن ربیعہ بن نزار اور بعض اس طرح کہتے ہیں۔ اقصیٰ بن عمی بن جدیلہ اور حمزہ اور مقوم اور حجل جن کا کثرت خیر اور تونگری کے سبب سے غیداق لقب تھا اور صفیہ کی ماں ہالہ تھی بنت اہیب بن مناف بن زہیرہ بن کلاب بن مُرہ بن کعب بن لوئی اور عبداللہ اور ابوطالب اور زبیر اور صفیہ کے سوا سب لڑکیوں کی ماں فاطمہ تھی بنت عمرو بن عائذ بن عمران بن فخردم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر اور فاطمہ کی ماں صخرہ ہے بنت عبدعمران بن مخردم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب اور صخرہ کی ماں کا نام کا نام تخمر بن عبد بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب ہے اور حرث بن عبدالمطلب کی ماں سَمرا تھی بنت جندب بن حُجیر بن رئاب بن حبیب بن سوأۃ بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ اور ابولہب کی ماں لبنٰی بنت ہاجر بن عبدمناف بن ضاطر بن حیشہ بن سلول بن کعب بن عمرو خزاعی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب

پھر عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں حضرت فخر دو عالم محمد مصطفیٰ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے والدہ ماجدہ آپ کی حضرت آمنہ خاتون ہیں بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مُرہ بن کعب اور حضرت آمنہ کی والدہ کا نام برّہ تھا۔ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن

کعب اور بُرہ کی ماں ام حبیب تھیں بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب اور ام حبیب کی ماں برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر ہے۔ پس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کل اولاد آدم میں از روئے نسب وحسب کے ماں اور باپ دونوں کی طرف سے نہایت اشرف اور بزرگ تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم وکرم ومجد وعظم۔

چاہِ زمزم کا بیان

ایک روز عبدالمطلب بن ہاشم حجرہ میں سورہے تھے کہ ان کو خواب میں کسی نے چاہِ زمزم کو جسے پہلے قوم جرہم نے مکہ سے سفر کرتے وقت پاٹ دیا تھا اور کھودنے کا حکم دیا یہ کنواں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے برآمد کیا تھا۔ بچپن میں آپ سخت پیاسے ہوئے تھے اور آپ کی والدہ حضرت ہاجرہ ہاتھ میں چھاگل لئے ہوئے صفا پہاڑ پر کھڑی تھیں اور پانی کے واسطے خدا سے دعا کر رہی تھیں پھر کوہِ مردہ پر آئیں اور دعا کی تو جبرائیل علیہ السلام نے حکم الٰہی سے اپنی ایڑی کو زمین پر مارا تھا اور زمین میں سے چشمہ بہ نکلا حضرت ہاجرہ نے بہت سے درندوں کی آوازیں سنیں جن سے ان کے دل میں خوف پیدا ہوا اور وہ اسمٰعیل کے پاس دوڑ کر آئیں دیکھا کہ آپ اسی پانی سے کھیل رہے ہیں۔ پس حضرت ہاجرہ نے چاروں طرف سے مٹی سمیٹ کر اس کو ایک گڑھا سا بنایا تاکہ پانی بہہ کر کہیں نہ جاوے۔

قبیلہ جرہم اور آب زمزم

جب حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم علیہما السلام کی وفات ہوئی ان کے بعد ان کے فرزند نابت بن اسمٰعیل کعبہ کے متولی ہوئے پھر ان کے بعد مضاض بن عمرو جرہمی متولی ہوا۔

نابت بن اسمٰعیل کی اولاد کا نانا مضاض بن عمرو جرہمی تھا۔ اور جرہم اور قطوراء یمن سے آکر مکہ میں آباد ہوئے تھے اور یہ دونوں چچازاد بھائی تھے۔ جرہم کا سردار مضاض بن عمرو تھا اور قطوراء کا سردار سمیدع تھا جب یہ لوگ مکہ میں پہنچے تو ایک سرسبز اور شاداب جگہ دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے جرہم نے تو مقام قعیقعان میں جو مکہ کی اوپر کی جانب ہے نزول کیا اور سمیدع نے مقام قطورا میں جو مکہ کے نشیبی جانب میں ہے منزل کی۔ پھر جو شخص مکہ کی بلند جانب سے مکہ میں آتا اس سے سمیدع عُشر لیتا اور جو نشیبی جانب سے آتا اس سے مضاض عشر لیتا تھا اور آپس میں ان کی اس قدر عداوت تھی کہ ایک دوسرے سے ملاقات نہ کرتا تھا نہ مضاض سمیدع سے اور نہ سمیدع مضاض سے۔ پھر اسی عداوت کے باعث ان میں جنگ واقع ہوئی اور بنو اسمٰعیل بھی اس جنگ میں مضاض ہی کے شریک تھے ادھر سے مضاض اپنے تیراندازوں اور شمشیر بازوں کو لے کر چلا اور

ادھر سے سمیدع اپنی فوج کو لے کر آیا یہاں تک کہ مقام فاضح میں ان کا سخت مقابلہ ہوا سمیدع بیچارہ کام آیا اور مضاض کی فتح ہوئی پھر دونوں قوموں میں صلح ہو کر سب نے مضاض کو اپنا بااختیار بادشاہ تسلیم کیا مضاض نے جس وقت مکہ کی سلطنت ہاتھ میں لی تو ایک عالی شان جلسہ کیا اور اونٹوں کی قربانیاں کر کے تمام اہل مکہ کی دعوت کی۔ یہ جنگ جو مضاض اور سمیدع کے مابین ہوئی مورخین کے نزدیک مکہ میں پہلا فساد تھا پھر اولادِ اسمٰعیل کو اللہ تعالیٰ نے مکہ میں اس قدر پھیلایا اور ان کے ماموؤں بنی جرہم میں جو مکہ کے متولی اور حاکم تھے اور اس بارہ میں بنی اسمٰعیل کچھ ان سے جھگڑا نہ کرتے تھے محض ان کی قرابت داری اور بزرگی اور کعبہ کی عظمت اور حرمت کے خیال سے تاکہ وہاں جنگ وجدل اور قتل وقتال نہ ہو پھر مکہ میں اولاد اسمٰیل کی گنجائش نہ رہی تب یہ اور شہروں میں منتشر ہوئے اور جس قوم سے جا کر لڑے اس پر غالب آئے۔ پھر جرہم نے کعبہ میں ظلم کرنا شروع کیا بہت سی ناجائز باتوں کو جائز کر لیا اور جو مسافر آتا اس پر ظلم کرتے اور خاص خانہ کعبہ کے واسطے جو نذر نیاز آتی خود اس کو اپنے کام میں لے آتے۔ بنو بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ اور غبشان نے جو خزاعہ میں سے تھے جرہم کی یہ کاروائیاں دیکھیں سب ان سے جنگ کے واسطے تیار ہوئے اور ان کو پیغام جنگ دے کر اس قدر ان سے لڑے کہ آخر ان کو بھاگتے ہی بن آئی اور بنو بکر اور غبشان نے اِن پر غالب ہو کر ان کو وہاں سے خارج کر دیا۔ زمانہ جاہلیت میں مکہ کے اندر یہ تاثیر تھی کہ کوئی ظالم وہاں نہ ٹھہر سکتا تھا۔ جو شخص اس میں ظلم شروع کرتا اسی کو مکہ اپنے اندر سے نکال دیتا۔ چنانچہ اسی سبب سے اس کا نام ناسہ ہو گیا تھا اور جو بادشاہ اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا فوراً ہلاک ہو جاتا۔ کہتے ہیں کہ مکہ اس کو اس واسطے مکہ کہتے ہیں کہ جب ظالم اس میں ظلم کرتے ہیں ان کی گردنیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ بکہ مکہ کے میدان کا نام ہے اور بکہ اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ لوگوں کا اس میں زبردست مجمع ہوتا ہے۔ عمرو بن حرب بن مضاض جرہمی اور اس کے ساتھیوں نے چلتے وقت حجر اسود اور کعبہ کے پردے چاہ زمزم میں ڈال کر اس کو بند کر دیا اور یمن کی طرف اور مکہ شریف کی مفارقت اور جدائی کا بہت بڑا داغ اپنے سینے پر لے گئے چنانچہ عمرو بن حرث بن مضاض نے اس واقعہ کا نہایت دردناک مرثیہ کہا ہے۔

بنی خزاعہ کا مکہ پر قبضہ

جرہم کے جلاوطن کرنے کے بعد بنی غبشان جو قبیلہ خزعہ میں سے تھے کعبہ کے متولی ہوئے عمرو بن حرث غبشانی ان کا سردار تھا۔ اور قریش ان دنوں میں بنی کنانہ وغیرہ اپنی قوموں کے اندر متفرق رہتے تھے۔ کعبہ کی تولیت خزاعہ کے اندر یکے بعد دیگرے چلی آتی تھی یہانتک کہ ان کا آخری جانشین حلیل بن حبشہ بن سلول

بن کعب بن عمرو الخزاعی ہوا۔ قصیٰ بن کلاب نے اس کی بیٹی حی سے اپنا پیغام دیا۔ اس نے بخوشی خاطر ان سے شادی کر دی چنانچہ قصیٰ کے ہاں اس بیوی سے چار فرزند پیدا ہوئے عبدالدار اور عبد مناف اور عبدالعزیٰ اور عبد۔ پھر جب قصیٰ کے مال و اولاد نے ترقی کی اور قوم کے اندر بھی ان کو عزت اور شرف حاصل ہوا اور حلیل ان کے خسر نے وفات پائی تب انہوں نے دیکھا کہ مجھ سے زیادہ کعبہ کی تولیت کا اور کوئی مستحق نہیں ہے نہ بنی بکر نہ خزاعہ کیوں کہ قریش خاص حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں تب قصیٰ نے بنی کنانہ اور قریش سے اس بارہ میں گفتگو کی کہ بنی خزاعہ اور بنی بکر کو مکہ سے خارج کیا جائے بنی کنانہ اور قریش اس بات میں متفق ہو گئے اور ایک روایت یہ ہے کہ بنی عذرہ میں سے ایک شخص ربیعہ بن حرام نام مکہ میں آیا اور اس نے فاطمہ بنت سعد بن سیل سے نکاح کیا اور فاطمہ کے اس وقت دو بیٹے ایک زہرہ ہوشیا اور دوسرا قصےٰ شیر خوار موجود تھے۔ اور ان دونوں کو بھی ربیعہ بن حرام اپنے ساتھ اپنے ملک لے گیا پھر فاطمہ بن قصےٰ کی ماں کے ہاں اس نئے خاوند یعنی ربیعہ بن حرام سے رزاح پیدا ہوا اس کے بعد جب قصےٰ سنِ تمیز کو پہنچا تب مکہ میں آ کر اس نے بود و باش اختیار کی اور اپنی قوم یعنی بنی کنانہ اور قریش کو اپنی اُس دلی آرزو یعنی تولیت خانہ کعبہ کی طرف بلایا سب نے قبول کیا پھر اس نے اپنی ماں شریک بھائی رزاح کو اپنی مدد کے واسطے بلایا وہ اپنے کل بھائیوں یعنی حسن بن ربیعہ اور محمود بن ربیعہ اور جلہمہ بن ربیعہ کو جو فاطمہ کے سوا دوسری ماں سے تھے لے کر مکہ میں آ موجود ہوا اور بنی قضاعہ میں سے جو لوگ حج کرنے آئے تھے وہ سب بھی قصیٰ کی امداد کے لئے تیار ہو گئے اور قبیلہ خزاعہ کے لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ شاید حلیل بن حبشیہ نے تولیت کعبہ کی اپنے داماد قصیٰ کو وصیت کر دی ہے اور کہا ہے کہ تم اس کے مستحق ہو۔ تم ہی متولی رہو۔ یہ روایت ہم نے ان لوگوں کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنی۔ واللہ اعلم کونسی روایت درست ہے۔

غوث بن مُر کا لوگوں کو حج کی اجازت دینے پر مقرر ہونا

غوث بن مُر بن اُد بن طانجہ بن الیاس بن مضر عرفہ کے بعد لوگوں کو حج کی اجازت دیتے تھے پھر اس کے بعد اس کا لڑکا اس کام پر متعین ہوا اور اس کو اور اس کے بیٹے کو صوفہ کہتے تھے اور غوث بن مُر کی اس کام پر متعین ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی والدہ قبیلہ جرہم میں سے تھی اس کے اولاد نہ ہوتی تھی اللہ تعالیٰ سے اس نے یہ نذر مانی کہ اگر میرے بیٹا ہوگا تو میں کعبہ پر چڑھا دوں گی تا کہ وہ کعبہ ہی کی خدمت کیا کرے چنانچہ غوث اس کے ہاں پیدا ہوا اور اپنے ماموؤں کے ساتھ کعبہ کی خدمت کرنے لگا پھر اس کے بعد اس کی اولاد اس کام پر متعین رہی یہاں تک کہ ان کی تولیت کا اختتام ہوا۔ قبیلہ صوفہ کے لوگ منیٰ سے لوگوں کو

جمروں پر کنکریاں مارنے لے جایا کرتے تھے اور جب تک صوفہ میں سے ایک شخص کنکری مارنی شروع نہ کرتا تھا کوئی آدمی کنکریاں نہ مارتا تھا اور اہل ضرورت جن کو جلدی ہوتی تھی اس شخص کے پاس آ کر کہا کرتے تھے کہ چلئے آپ کنکریاں ماریئے تاکہ ہم بھی فارغ ہو جائیں۔ وہ شخص جواب دیتا تھا میں تمہاری درخواست آفتاب ڈھلنے سے پہلے منظور نہیں کر سکتا وہ اصرار کرتے مگر یہ شخص ان کے اصرار کو کچھ سماعت نہ کرتا تھا یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھلتا تو کنکریاں مارتا اور سب لوگ بھی اس کے ساتھ فارغ ہوتے۔

جب لوگ رمی جمار سے فراغ حاصل کر چکتے اور منٰی سے رخصت ہوتے تو صوفہ کے لوگ مقام عقبہ پر آن کر سب کو روک لیتے تھے اور کہتے تھے کہ سب سے پہلے قبیلہ صوفہ کو گذر جانے دو چنانچہ جب وہ قبیلہ تمام وکمال سب سے پہلے آگے گذر جاتا اس وقت سب کو گذرنے کی اجازت ہوتی تھی۔ جب تک قبیلہ صوفہ میں یہ خدمت رہی ان کا یہی طریقہ رہا۔ پھر ان کے بعد بنی زید بن منات بن تیم اس خدمت کے وارث ہوئے اور بنی سعد میں سے بھی یہ خدمت خاص آلِ صفوان بن حرث بن شجنہ کے حصہ میں آئی۔

صفوان کا سلسلہ نسب اس طرح ہے صفوان بن جناب بن شجنہ بن عطارد بن عوف بن کعب بن سعد بن زید منات بن تیم۔ صفوان وہی شخص ہے جو حجاج کو عرفہ سے لے کر حج کے واسطے جایا کرتا تھا ان میں سے وہ آخری شخص جس کے سامنے اسلام کا ظہور ہوا ابو سیارہ عملہ بن اعزل تھا یہ اپنی مادۂ خر پر سوار ہو کر لوگوں کو مزدلفہ سے لے کر چلتا تھا۔

بنی عدوان ہی میں سے ایک شخص عامر بن ظرب بن عمرو بن عباد بن یشکر بن عدوان العدوانی تھا۔ اہل عرب اس کو نہایت منصف اور ذی عقل و عادل سمجھتے تھے۔ جو مقدمہ مشکل اور لاینحل ہوتا تھا اس کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور اس کا فیصلہ ان میں مسلمہ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک مخنث کے حصہ میراث کے متعلق جھگڑا واقع ہوا کہ اس کو مرد سمجھا جائے یا عورتوں میں شمار کیا جائے۔ عامر بن ظرب اس مقدمہ میں بہت متفکر ہوا اور اس نے کہا اے اہل عرب عجیب مقدمہ تم ایسا لائے ہو کہ جتنا فکر و تردد مجھے اس میں واقع ہوا ہے کسی مقدمہ میں نہیں ہوا۔ مجھ کو مہلت دو میں سوچ سمجھ کر تمہارا فیصلہ کروں گا۔ عرب اس کے پاس سے چلے آئے اور یہ رات کو اس مقدمہ کے تردد میں اس قدر مصروف تھا کہ کسی پہلو اس کو نیند نہ آتی تھی۔ راوی کہتا ہے اس کی ایک لونڈی بکریاں چرایا کرتی اور اس کی یہ عادت تھی کہ چرنے کے واسطے جب بکریوں کو لے جاتی تو چرواہوں سے پیچھے لے جاتی تھی اور جب چرا کر لاتی تھی تو سب سے پیچھے لایا کرتی تھی چنانچہ اس کی اسی عادت سے عامر ہمیشہ اس کو سخت سست کہا کرتا تھا۔ اس شب میں جو اس لونڈی نے عامر کو ایسا

مضطرب الحال دیکھا کہ اس کو نیند نہیں آتی تھی تو وہ اس کے پاس آئی اور عرض کی کیا وجہ ہے کہ آج جناب کو نیند نہیں آتی ایسا کیا تردد ہے۔ مجھ کو بھی اس سے مطلع فرمایئے۔ عامر نے کہا تجھ کو کیا بتلاؤں۔ تیرے بتلانے کی بات نہیں ہے۔ اس نے پھر عرض کیا اور نہایت مصر ہوئی۔ عامر نے اپنے دل میں کہا اگر میں اس کو بتلا دوں تو کیا حرج ہے شاید اس سے کوئی بات ایسی سننے میں آئے جو میرے مفید مطلب ہو یہی سوچ کر کہا تجھ سے کیا کہوں عرب کے چند لوگ میرے پاس مخنث کی میراث کا مقدمہ لائے ہیں کہ اس مخنث کو مرد قرار دیا جائے یا عورت۔ پس اسی حیرانی میں ہوں کہ کیا کروں کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ لونڈی نے کہا سُبْحَانَ اللّٰہ یہ فیصلہ ایسا کیا مشکل ہے جس میں آپ اس قدر متردد ہیں۔ صبح کو آپ اس مخنث کو اپنے دارالقضاء میں حاضر کرایئے اور اس سے پیشاب کرا کر ملاحظہ کیجئے کہ وہ مرد کے مقام سے پیشاب کرتا ہے یا عورت کے مقام سے۔ اگر اس نے مرد کے مقام سے پیشاب کیا تو اس کے مرد ہونے کا حکم دیجئے اور اگر عورت کے مقام سے پیشاب کیا تب اس کو عورت تصور فرمایئے۔ عامر لونڈی کے اس کلام سے نہایت خوشنود ہوا اور اس کو بہت شاباش کہی اور صبح اسی کے ساتھ فیصلہ کیا۔

قصیٰ بن کلاب کی تولیت کعبہ

جب یہ سال آیا یعنی جس میں کہ واقعہ ہونے والا تھا تو بنی صوفہ اپنے دستور کے موافق اپنی خدمت میں مصروف تھے کہ قصیٰ بن کلاب نے معہ اپنے ہمراہیاں کے ان کے پاس آ کر ان کی مزاحمت کی اور کہا ان امور تولیت کے ہم تم سے زیادہ مستحق ہیں بنی صوفہ ان سے جنگ و مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے اور فریقین کے بہت سے آدمی مقتول ہوئے۔ اس جنگ میں بنی صوفہ کو شکست ہوئی اور قصیٰ بن کلاب کو غلبہ نصیب ہوا۔ بنی صوفہ کا تمام مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا۔ پھر اس کے بعد بنی بکر اور بنی خزاعہ کو یہ خیال ہوا کہ قصیٰ بن کلاب ہم سے بھی ہماری خدمتیں چھین لے گا۔ جیسے کہ بنی صوفہ سے ان کی خدمت چھین لی چنانچہ اسی اندیشہ سے وہ بھی ان سے برسر جنگ ہوئے اور بے حد جنگ و جدال اور قتل و قتال کے بعد وہ صلح پر مجبور ہو کر اس بات کے متلاشی ہوئے کہ عرب کا کوئی معزز آدمی ان کی قصیٰ بن کلاب سے صلح کرا دے۔ چنانچہ بعد تلاش بسیار یعمر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ کو انہوں نے حاکم یعنی پنچ مقرر کیا۔ مگر اس پنچ نے یہ فیصلہ کیا کہ قصیٰ بن کلاب کعبہ کی تولیت کا بنی خزاعہ سے زیادہ مستحق ہے اور جس قدر لوگ بنی خزاعہ اور بنی بکر کے قصیٰ بن کلاب نے اور اس کے لشکر نے قتل کئے ہیں ان کے خوب بہا کے یہ دیندار نہیں ہیں اور نہ ان کے قتل کی ان سے باز پرس ہے اور جس قدر لوگ قریش اور بنی کنانہ اور قضاعہ میں

سے بنی بکر اور خزاعہ نے قتل کئے ہیں ان کا خون بہا ان کے ذمہ میں واجب الادا ہے اور قصیٰ بن کلاب کے واسطے خانہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت خالی کر دی جائے۔ اس کی بابت کسی کو ان سے پرخاش نہ کرنی چاہیے۔

جب قصیٰ بن کلاب بیت اللہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت پر مسلط ہوا تو اس نے تمام اطراف سے اپنی قوم کو بلا کر مکہ میں آباد کیا اور اہل مکہ کو جن چیزوں کے وہ مالک تھے ان کا مالک رکھا اور جو خدمتیں ان کے سپرد تھیں ان پر ان کو قائم رہنے دیا۔ چنانچہ بنی صفوان وعدوان ونساۃ ومرہ بن عوف جس خدمت پر متعین تھے اسی پر قائم رہے اور ان کا سبب یہ تھا کہ قصیٰ بن کلاب اِن لوگوں کی خدمتوں پر قائم رہنے کو دین ہی میں شامل سمجھتا تھا اور اس کے نزدیک ان لوگوں کا ان کی خدمت سے معزول کرنا جائز نہ تھا۔ یہاں تک کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب امور کو باطل اور نیست و نابود کر دیا۔ قصیٰ بن کلاب بنی کعب بن لوئی میں سے پہلا شخص ہے جس کو حکومت نصیب ہوئی اور اس کی تمام قوم نے اس کی اطاعت اختیار کی اور خانہ کعبہ کی کل خدمات مثل سقیات وحجابت اور فادت وندوت اور لواوغیرہ اس کے تصرف میں آئیں اور اس نے مکہ کی بلند جانب میں اپنی سکونت اختیار کی اور اپنی قوم کے واسطے مکہ کے چار حصے کر دیئے اور ہر قبیلہ کے واسطے اس میں سکونت اختیار کرنے کی اجازت دی پھر لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ قریش اپنے گھروں میں حرم کے درخت قطع کرنے سے ڈرتے ہیں۔ قصیٰ نے جب یہ سنا تو خود اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کا درخت کاٹ ڈالا اور قریش نے بھی اس کی اس بات کو سن کر مبارک سمجھا اور اس کی تقلید کرنے لگے۔ پھر تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ قریش کے اندر ہر ایک شادی و بیاہ کی تقریب اور کوئی قصہ قضیہ یا لڑائی جھگڑا اپنے یا بیگانوں سے ایسا نہ ہوتا تھا جو قصیٰ بن کلاب کے بغیر مشورہ ہوتا ہو اور جب کسی جنگ کا موقع ہوتا تو قصیٰ بن کلاب اپنے ہاتھ سے ان کو جھنڈا بنا کر دیتا تھا اور یہ بھی ایک قاعدہ تھا کہ قریش کی جب کوئی لڑکی بالغ ہوتی تو اس کو قصیٰ بن کلاب کے مکان میں لا کر اس کی پہلی اوڑھنی پھاڑ ڈالتے تھے اور نئی اوڑھنی پہنا کر اس کے گھر لے جاتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ قصیٰ بن کلاب کے اقوال وافعال ان کی حیات میں اور ممات کے بعد ان کی قوم کے اندر مثل قوانین مذہب کے جاری تھے اور نہایت خوشی کے ساتھ ان کی پیروی کی جاتی تھی۔ قصیٰ بن کلاب نے ایک عالیشان مکان بنایا تھا اور اس کا نام دارالندوہ رکھا تھا اور اس کا دروازہ خانہ کعبہ کی طرف رکھا تھا۔ اسی مکان میں تمام قریش کے امور کا فیصلہ ہوتا تھا۔

جب قصیٰ بن کلاب ان کل امور سے فارغ ہو گیا تب اس کی ماں کا شریک بھائی رزاح بن ربیعہ اپنی قوم کے ساتھ اپنے ملک کی طرف رخصت ہو گیا اور وہاں بہ فراغت زندگانی بسر کرنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی

اولاد میں برکت عنایت فرمائی۔ چنانچہ قبیلہ بنی غدرہ اب انہیں کی اولاد میں سے موجود ہے اور جب زراح بن ربیعہ اپنے وطن مالوف میں آکر سکونت پذیر ہوا تو اس کے اور بنی فہد بن زید اور بنی موتکہ بن اسلم کے درمیان میں جو بنی قضاعہ میں سے دو قبیلے تھے کچھ تقیض ہوگئی۔ زراح بن ربیعہ نے ان دونوں قبیلوں کو ایسا خوفزدہ کیا اور دھمکایا کہ یہ دونوں قبیلے وہاں سے شہر بدر ہوکر یمن میں جا بسے چنانچہ اب بھی وہ یمن میں موجود ہیں۔

جب قصیٰ بن کلاب کا زمانہ پیرانہ سالی کا آیا اوران کے اعضاء رقیق اور کمزور ہو گئے تب اہوں نے اپنے فرزند عبدالدار سے کہا۔ اے میرے فرزند میں تجھ کوقوم کا سردار کرتا ہوں بغیر تیرے دروازہ کھولے کوئی شخص کعبہ میں نہ داخل ہو سکے گا۔ اور تو ہی قریش کے واسطے ہر ایک جنگ کے لئے جھنڈا تیار کرے گا اور مکہ کا ہر ایک شخص تیرے ہی پانی پلانے سے زمزم کا پانی پئے گا اور حاجیوں میں سے ہر ایک شخص تیرا ہی کھانا کھائے گا۔ اور قریش کوئی کام بغیر تیرے مشورہ کے نہ کریں گے۔ ہر ایک فیصلہ تیرے ہی مکان میں ہوا کرے گا۔ اور پھر قصےٰ بن کلاب نے بیت اللہ کی کل خدمتیں یعنی حجابت اور لواء اور سقایت اور رفادت سب اپنے اس فرزند عبداللہ کے سپرد کر دیں۔ رفادت کا یہ دستور تھا کہ قصیٰ بن کلاب نے کلی قریش پر ایک رقم بطور رسالانہ خراج کے مقرر کی تھی اور ایام حج میں اس رقم کو وصول کر کے اس سے کھانا پکا کر حاجیوں کو کھلایا جاتا تھا اور جب اس رسم کی قصیٰ بن کلاب نے کلاب نے ابتدا کی ہے اس وقت تمام قریش کو جمع کر کے کہا اے معشر قریش تم خدا کے پڑوسی اور اہل بیت اور اہل حرم ہو اور حاجی لوگ خدا کے مہمان ہیں اور اس کے مکان کی زیارت کرنے والے ہیں اور یہ مہمان اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ تم ان سے بخاطر و مدارات پیش آؤ تم کو لازم ہے کہ ان کی ایام حج میں دعوت و مہمانی کرو۔ جب تک وہ تمہارے پاس سے رخصت نہ ہو جائیں۔ قریش نے اس حکم کو بسر وچشم قبول کیا اور ہر شخص اپنے اپنے گھر سے اس کار خیر کے واسطے اپنی حیثیت کے موافق لا کر جمع کرتا تھا۔ یہاںتک کہ ایک رقم کثیر اکٹھی ہو جاتی تھی پھر قصٰی بن کلاب کے انتظام سے اس کا کھانا پک کر اُن ایام میں جبکہ حاجی منٰی میں مقیم ہوتے ہیں اُن کو تقسیم کیا جاتا تھا پھر یہی رسم قصٰے بن کلاب کے بعد ظہور اسلام تک جاری رہی اور اسلام میں بھی یہ طریقہ قائم رہا۔ چنانچہ آج تک موجود ہے اور سلطان کی طرف سے جو ہر سال کھانا مساکین کو تقسیم کیا جاتا ہے یہ اسی قدیمی رسم کے موافق ہے۔

قصٰے بن کلاب نے اپنی حیات ہی میں اپنی قوم کے کل اختیارات جو ان کے ہاتھ میں تھے اپنے فرزند عبدالدار کے سپرد کر دیئے تھے۔ اور قصٰے بن کلاب وہ شخص تھے کہ جو کام یہ کرتے تھے ان کی کوئی مخالفت نہ کرتا تھا اور نہ ان کا کوئی حکم رَد کیا جاتا تھا۔

قصّی بن کلاب کی وفات اور قریش کا اختلاف

قصّی بن کلاب کی وفات کے بعد ایک عرصہ تک ان کی اولاد میں بلانزاع خانہ کعبہ کی کل خدمتیں زمین اور مکہ کی جو زمینیں انہوں نے اپنی قوم میں تقسیم کی تھیں اس پر وہ قابض و متصرف رہے اور ان کی خرید و فروخت بھی کرتے تھے پھر بنی عبد مناف میں سے ہاشم اور مطلب اور نوفل نے اس بات پر اتفاق کیا کہ بنی عبدالدار سے کل خدمتیں چھین لینی چاہئیں جو کہ قصّی بن کلاب نے اپنے فرزند عبدالدار کے سپرد کی تھیں اور انہوں نے یہ خیال کیا کہ ہم اپنے چچا زادوں یعنی بنی عبدالدار سے افضل اور اشرف ہیں چنانچہ اسی وقت سے قریش میں تفرقہ پڑا کچھ لوگ بنی عبد مناف کے ساتھ ہو کر ان کو اشرف اور بزرگ اور مستحق خدمات کہتے تھے اور کچھ لوگ بنی عبدالدار کو اس کے واسطے مناسب سمجھتے تھے۔ کیونکہ قصیٰ بن کلاب نے خود عبدالدار کو اس کام کے واسطے منتخب کیا تھا۔ بنی عبد مناف میں اس وقت سرکردہ عبد شمس بن عبد مناف تھا کیونکہ یہی شخص ان میں زیادہ عمر رسیدہ تھا اور بنی عبدالدار کا سرکردہ عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار تھا اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ اور بنی زہرہ بن کلاب اور بنی تیم بن مرہ بن کعب اور بنی حرث بن فہر بن مالک بن نصر بن عبد مناف کے ساتھ تھے اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب اور بنی عدی بن کعب بن عبدالدار کے ساتھ تھے اور عامر بن لوئی اور محارب بن فہر فریقین میں سے کسی کے ساتھ نہ تھے یہ دونوں سے جدا ہو گئے تھے۔ بنی عبدالدار کے جس قدر ساتھی تھے۔ انہوں نے ان کی امداد اور اعانت پر قسم کھائی اور بنی عبد مناف کے جس قدر ساتھی تھے انہوں نے ان کی یاری پر قسم کھائی اور عہد کیا کہ اپنے ساتھیوں کی مدد ترک نہ کریں گے۔ بنی عبد مناف نے ایک ظرف کلاں عطر سے بھر کر اپنے یاروں کے سامنے پیش کیا اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عبد مناف کی کسی عورت نے وہ ظرف بھیجا تھا بہر حال وہ ظرف سب یاروں اور مددگاروں کے سامنے لا کر مسجد الحرام میں کعبہ شریف کے پاس رکھا گیا اور سب نے اس میں اپنے ہاتھ تر کر کے وہ خوشبو لگائی اور عہد کیا اور پھر اس عہد کی پختگی کے واسطے خانہ کعبہ پر ہاتھ رکھے اور اس دن سے عداوت کی بنیاد ان قبائل میں قائم ہو گئی اور ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو برا کہنے لگا چنانچہ بنی عبد مناف بنی سہم کی عیب جوئی کرتے تھے اور بنی اسد بنی عبدالدار کو بُرا بھلا کہتے تھے وغیرہ ذالک۔ پھر جب یہ سب قبائل جنگ و جدال کے واسطے تیار ہو گئے تو یکا یک ان میں صلح کی گفتگو ہونے لگی اور یہ بات قرار پائی کہ سقایت اور رفادت بنی عبدالدار بنی عبد مناف کو سپرد کر دیں اور رحجابت اور لواء اور ندوہ بنی عبدالدار ہی میں بدستور قدیم قائم رہے۔ بنی عبدالدار نے اس بات کو تسلیم کر لیا اور فریقین

راضی ہو گئے اور جن لوگوں نے امداد پر قسمیں کھائی تھیں وہ اپنی قسموں پر ثابت قدم رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہوا۔ **مَا كَانَ مِنْ حَلْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّ الْإِسْلَامَ لَمْ يَزِدْهُ شِدَّةً** یعنی زمانہ جاہلیت کی (اتفاق اور امداد پر) جو قسمیں تھیں اسلام نے ان کو اور پختہ اور مضبوط کر دیا ہے۔

حلف الفضول

ایک مرتبہ قریش نے سب قبائل عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ بن کعب بن لوئی کے مکان میں جمع ہوئے۔ کیوں کہ ان کو وہ اپنے میں شریف اور بزرگ عمر رسیدہ سمجھتے تھے اور سب نے بالاتفاق اس بات پر قسم کھائی کہ شہر مکہ میں ہم جس مظلوم کو دیکھیں گے خواہ وہ مکہ کا باشندہ ہو یا مسافر ہو اس کے ساتھ ہو کر ظالم سے اس کا معاوضہ لیں گے اور اس قسم کا انہوں نے حلف فضول نام رکھا۔

بعد کے زمانہ میں ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس (حلف الفضول) کے وقت عبداللہ بن جدعان کے مکان میں موجود تھا اور یہ عہد مجھ کو سرخ اونٹوں سے زیادہ پیارا تھا اور اگر اسلام میں بھی کوئی (ایسے عہد کی طرف) بلائے تو میں قبول کرنے کو موجود ہوں۔

سیدنا امام حسین علیہ السلام اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کے درمیان میں ذی المروہ کے اندر کچھ مالی تنازعہ تھا اور ولید ان ایام میں اپنے چچا معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا اور اس نے حضرت امام علیہ السلام کے حصہ میں سے کچھ کم کر لیا تھا۔ پس امام علیہ السلام نے فرمایا۔ یا تو تُو مجھ کو میرا حصہ پورا پورا دیدے ورنہ میں اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں لوں گا۔ اور مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر حلف فضول کو پکاروں گا۔ عبداللہ بن زبیر بھی ولید کے پاس اس وقت موجود تھے۔ جب حضرت امام علیہ السلام نے یہ کلام فرمایا وہ کہنے لگے کہ اگر اُنہوں نے حلف فضول کو پکارا تو میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑوں گا۔ یہاں تک کہ یا تو امام علیہ السلام کا حصہ پورا مل گیا اور یا ہم دونوں شہید ہوئے۔ جب یہ خبر مسور بن مخرمہ کو پہنچی انہوں نے بھی یہی کہا جو عبداللہ بن زبیر نے کہا تھا اور عبدالرحمان بن عثمان بن عبیداللہ تیمی نے بھی اس واقعہ کو سن کر یہی کہا۔ جب یہ سب خبریں ولید عتبہ نے سنیں اور عام افروختگی کا اندیشہ کیا۔ اسی وقت اس نے حضرت امام علیہ السلام کا پورا حصہ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ کو اپنے سے خوشنود اور راضی کر لیا۔

ایک دفعہ محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل مناف آئے اور عبدالملک بن مروان کے پاس تشریف لے گئے۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ جبکہ عبداللہ بن زبیر شہید ہو چکے تھے اور لوگوں نے عبدالملک پر اجماع کیا

تھا۔ پس جب محمد بن جبیر عبدالملک کے پاس گئے تو عبدالملک نے ان سے کہا کہ اے ابا سعید (محمد بن جُبیر کی کنیت ہے) کیا ہم اور تم یعنی عبد شمس اور بنی عبد مناف اور بنی نوفل بن عبد مناف حلفِ فضول میں شریک نہ تھے۔ محمد بن جبیر نے کہا تم ہی زیادہ واقف ہو بیان کرو کہ تھے یا نہ تھے۔ عبدالملک نے کہا تم ہی بتلاؤ اے ابا سعید اور سچ سچ کہو۔ انہوں نے کہا حق تو یہ ہے کہ اے عبدالملک ہم دونوں اس قسم یعنی حلف فضول سے باہر نکل گئے۔ عبدالملک نے کہا بیشک سچ کہتے ہو حق یونہی ہے۔

رفادہ اور سقایہ ہاشم کے پاس

رفادت اور سقایت ہاشم بن عبد مناف کی تولیت میں آنے کا سبب یہ واقعہ ہوا کہ عبدالشمّس اکثر سفر میں رہتے تھے اور مکہ میں ان کا قیام بہت کم ہوتا تھا اور زیادہ سفر کی ضرورت ان کو اس سبب سے تھی کہ تنگ دست اور کثیر العیال تھے اور ان کے بھائی ہاشم ذی مقدرت تھے ان کو چنداں ضرورت سفر کی نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ ان کا یہ دستور تھا کہ جب حج کا موسم آتا تو یہ قریش میں اس طرح وعظ کہتے کہ اے معشر قریش تم خدا کے پڑوسی اور اس کے اہل بیت ہو اور تمہارے پاس ان ایام میں کعبہ کی زیارت کرنے والے اور اس کے حاجی آتے ہیں وہ خدا کے مہمان ہیں اور اسی سبب سے وہ اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان کا اکرام کیا جائے۔ پس تم کو لازم ہے کہ جو کچھ تم ان کی مہمانی کے واسطے ان ایام میں کھانا وغیرہ مہیا کر سکتے ہو وہ کرو۔ قسم ہے خدا کی اگر میرے پاس اس قدر مال ہوتا جو ان کی دعوت مہمانی کو کفایت کرتا تو میں ہرگز تم لوگوں کو اس کی تکلیف نہ دیتا۔ اس وعظ سے متاثر ہو کر قریش میں سے ہر شخص اپنی مقدرت کے موافق لاکر ان کے پاس جمع کرتا اور یہ اس مال کو حاجیوں کی مہمانی میں خرچ کرتے۔

ہاشم کی شخصیت

ہاشم ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قریش کے واسطے دو سفر مقرر کئے۔ ایک رحلۃ الشتاء اور ایک رحلۃ الصیف۔ اس کی طرف سورۃ لایلٰف میں اشارہ ہے اور ہاشم نے ہی سب سے پہلے حاجیوں کو ثرید کھانا کھلایا ہے۔ ان کا اصل نام عمر تھا ہاشم ان کو اس سبب سے کہنے لگے کہ یہ مکہ میں اپنی قوم کو خوب روٹیاں کھلایا کرتے تھے۔

ہاشم کا انتقال شام کے مقام غزہ میں ہوا جہاں وہ تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے۔

مطلب بن عبد مناف

ہاشم کے بعد سقایت اور رفادت مطلب بن عبد مناف کو تفویض ہوئی جو عبدالشمّس کے چھوٹے بھائی

تھے۔ قریش ہاشم کے جود و کرم کے سبب سے ان کو فیض کہتے تھے اور یہ ساری قوم میں شریف اور بزرگ مانے جاتے تھے۔

ہاشم نے مدینہ میں آ کر سلمٰی بن عمرو سے شادی کی تھی اور یہ عورت قبیلہ بنی النجار میں سے تھی اور ہاشم سے پہلے اس کا خاوند احیحۃ بن الجلاح بن الحریش [1] تھا۔ الحریش کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا جاتا ہے حریش بن حجبی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن ادس اور سلمٰی کے ہاں احیحہ سے لڑکا عمرو نام بھی پیدا ہوا تھا اور یہ عورت ایسی تھی کہ اپنے شرف اور بزرگی کے گھمنڈ پر کسی مرد کو خاطر میں نہ لاتی تھی اور جب کسی سے شادی کرتی تھی تو اس شرط پر کہ جب اس کو منظور ہوگا اس مرد سے علیحدگی اختیار کرے گی اور ہر کام میں خود مختار رہے گی۔

شیبہ یا عبدالمطلب

پھر ہاشم سے بھی اس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس نے شیبہ [2] رکھا اور ہاشم ایک عرصہ وہاں رہ کر بیوی اور بیٹے کو چھوڑ کر مکہ چلے آئے۔ پھر مقام کا انتقال ہوا شیبہ جب اپنی ماں سلمٰی کے پاس رہتے ہوئے جو اُن کے چچا مطلب ان کے لینے کو مدینہ آئے سلمٰی نے اپنے فرزند کے بھیجنے سے انکار کر دیا۔ مطلب نے کہا کہ جب تک تم میرے بھتیجے کو میرے ساتھ روانہ نہ کرو گی میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا۔ ہم لوگ اپنی قوم میں نہایت عزت دار اور معزز ہیں اور اپنی قوم اور شہر کے کل انتظامات ہم ہی کو کرنے پڑتے ہیں یہ ہمارا فرزند یہاں غیر قوم میں مسافرانہ رہتا ہے اس کا اپنی قوم میں رہنا اس کے واسطے زیادہ مناسب ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں اس قبیل سے کہیں اور پھر شیبہ سے کہا کہ تجھ کو میرے ساتھ چلنے میں کیا انکار ہے۔ شیبہ نے عرض کیا میں ہر طرح سے آپ کا مطیع اور فرمانبردار ہوں مگر والدہ صاحبہ کی اجازت بھی ہر امر میں مقدم سمجھتا ہوں۔ آخر سلمٰی نے اپنے فرزند شیبہ کو مطلب کے ساتھ جانے کی اجازت دیدی اور مطلب اپنے ساتھ اونٹ پر شیبہ کو سوار کر کے مکہ کی طرف روانہ ہوئے جس وقت یہ مکہ میں داخل ہوئے اور لوگوں نے شیبہ کو ان کے پس پشت سوار دیکھا تو کہنے لگے کہ مطلب نے غلام خریدا ہے اس کو اپنے ساتھ لائے ہیں۔ جب مطلب نے یہ گفتگو سنی تو فرمایا تم کو خرابی ہو تم نہیں جانتے کہ یہ میرا بھتیجا شیبہ ہے اس کو

---

[1] یعنی شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگوئے ہوئے۔

[2] شیبہ ان کا نام اس سبب سے رکھا تھا کہ ان کے سر میں پیدائشی چند سفید بال تھے اور بالوں کی سفیدی کو عربی میں شیب کہتے ہیں۔ شیبہ کی کنیت ان کے بڑے بیٹے کے نام پر ابوالحرث تھی۔

میں اس کی ماں کے پاس سے لایا ہوں یہ میرا غلام نہیں ہے مگر اس روز سے عام طور پر شیبہ کا نام عبدالمطلب ہی مشہور ہو گیا۔

عبد مناف کا اصل نام مغیرہ تھا اور ان کی اولاد میں سے پہلا وہ شخص جو سفر میں فوت ہوا ہاشم ہے جس نے مقام غزہ ملک شام میں انتقال کیا پھر عبدالشمس مکہ میں راہی ملک بقا ہوا اور پھر مطلب نے مقام رومان زمین یمن میں وصال پایا پھر نوفل موضع سلمان زمین عراق میں عالم جاودانی کو رخصت ہوا۔

عبدالمطلب بن ہاشم

مطلب کے بعد عبدالمطلب بن ہاشم سقایت اور رفادت کے متولی ہوئے اور مثل اپنے بزرگان کے کل خدمات کو بوجہ احسن انجام کو پہنچایا اور ساری قوم میں وہ عزت وشرف حاصل کیا جو ان کے بزرگان میں سے کسی کو حاصل نہ ہوا تھا۔ کل قوم ان کی مطیع اور محبّ تھی اور ان کی تعظیم وتکریم اپنی سعادت سمجھتی تھی۔

عبدالمطلب کا چاہِ زمزم کو برآمد کرنا

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ قبیلہ جرہم کے لوگ مکہ سے جاتے وقت چاہ زمزم کو مٹی سے پُر کر کے زمین کے برابر کر گئے تھے۔ عبدالمطلب نے اپنے زمانہ میں اسے کھود کر نکالا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رات کو سو رہا تھا کہ خواب میں مجھ سے ایک شخص نے کہا طیبہ کو کھودو۔ میں نے کہا طیبہ کیا چیز ہے۔ وہ شخص بغیر جواب دیئے چلا گیا۔ پھر دوسرے روز جب میں سویا پھر وہ شخص خواب میں آیا اور کہا مضنونہ کو کھودو۔ میں نے کہا مضنونہ کیا ہے وہ شخص پھر غائب ہو گیا۔ تیسرے روز میرے خواب میں آیا اور کہا زمزم کو کھودو میں نے کہا زمزم کیا ہے۔ اس نے کہا زمزم ایک چشمہ ہے جس کا پانی کبھی کم نہیں ہوگا اور تم کو زیادہ مشقت اس کے کھودنے میں نہ ہوگی وہ اس جگہ ہے جہاں لوگ قربانیاں کرتے ہیں اور وہیں چیونٹیوں کے بل بھی ہیں اور تم صبح کو ایک کوا وہاں چونچ سے زمین کریدتا ہوا دیکھو گے۔

جب اس غیبی شخص نے ان کو زمزم کا پورا پتہ اور نشان بتا دیا تو صبح ہوتے ہی یہ کدال اور پھاوڑہ لے کر وہاں پہنچے اور اپنے فرزند حارث کو بھی ساتھ لیا اس وقت سوا حارث کے اور کوئی لڑکا ان کے ہاں نہ ہوا تھا اور دونوں باپ بیٹوں نے کھودنا شروع کیا یہاں تک کہ قلیل عرصہ میں یہ تہ تک پہنچ گئے اور پانی کی آمد نمودار ہوئی۔ عبدالمطلب نے اس کو دیکھ کر بڑے زور سے تکبیر کہی۔ جس پر قریش نے جان لیا کہ عبدالمطلب اپنے مطلب پر کامیاب ہوئے اس پر وہ آئے اور کہنے لگے اے عبدالمطلب یہ ہمارے باپ اسمٰعیل کا کنواں ہے اور اس میں ہمارا بھی حق ہے تم ہم کو اپنے ساتھ شریک کرو۔ عبدالمطلب نے کہا یہ نہیں ہوسکتا یہ خاص میرے

واسطے ہے تمہارا اس میں کچھ حصہ نہیں ہے۔ قریش نے کہا جب تک تم ہم کو حصہ نہ دو گے ہم تم کو نہ چھوڑیں گے بلکہ تم سے جھگڑیں گے۔ عبدالمطلب نے کہا اچھا تم کوئی پنچ مقرر کرو جو ہمارا اور تمہارا فیصلہ کر دے۔ انہوں نے کہا ہم بنی سعد بن ہذیل کی کاہنہ کو جو سرحد ملک شام میں رہتی ہے پنچ مقرر کرتے ہیں۔ عبدالمطلب نے کہا مجھ کو منظور ہے اس کے پاس چلو چنانچہ عبدالمطلب اور قریش کے ہر قبیلہ میں سے ایک ایک دو دو آدمی سوار ہو کر کاہنہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں جنگل اور پہاڑ اور غار بہت تھے اور راستہ نہایت مخدوش تھا۔ جب یہ قافلہ اس جنگل میں پہنچا پانی ان کے پاس ختم ہو گیا اور پیار کے مارے ان کی جان پر بن گئی۔ جن لوگوں کے پاس پانی تھا ان سے مانگا۔ انہوں نے دینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا ہم تم کو پانی پلا کر پیاسے مریں یہ کونسی عقلمندی ہے۔ عبدالمطلب نے جب قوم کی یہ حالت دیکھی تو کہا اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا ہم تمہاری رائے کے مطیع ہیں جو تم حکم کرو۔ عبدالمطلب نے فرمایا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم سب کے سب اپنے اپنے واسطے ایک گڑھا کھودو۔ پھر جو شخص پیاس کے مارے مر جائے اس کو اس کے گڑھے میں دبا دو یہاں تک کہ آخر میں ایک شخص رہ جائے گا جس کا کوئی دبانے والا نہ ہوگا۔ پس ایک شخص کی لاش کا ضائع ہونا سارے قافلہ کی لاشوں کے ضائع ہونے سے بہتر ہے۔ سب نے کہا ٹھیک ہے اور ہر ایک شخص اپنے واسطے قبر کھودنے میں مصروف ہوا یہاں تک کہ جب اس کام سے فارغ ہو گئے تب بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگے۔ عبدالمطلب نے فرمایا اس طرح بیٹھا رہنا تو خود اپنے ہاتھوں سے اپنی جان کو گنوانا ہے اِدھر اُدھر پھر کر دیکھو شاید کہیں سے اللہ تعالیٰ پانی پہنچا دے۔ اس پر سب لوگ کھڑے ہوئے اور جو قریش ان کے ساتھ تھے وہ دیکھ رہے تھے کہ اب یہ کیا کرتے ہیں کہ اتنے میں عبدالمطلب اپنی اونٹنی آ کر سوار ہوئے اونٹنی جس وقت کھڑی ہوئی اس کے پاؤں کے نیچے سے ایک چشمہ نہایت شیریں اور عمدہ پانی کا ظاہر ہوا۔ عبدالمطلب نے اس کو دیکھ کر تکبیر کہی۔ سب ساتھی بھی ان کے ساتھ تکبیر کہنے لگے اور اتر کر ان سب نے پانی پیا اور اپنی ساری مشکیں بھر لیں اور جو قریش کے قبائل ان کے ساتھ تھے جنہوں نے ان کو پانی نہ پلایا تھا۔ ان کو بھی بلا کر پانی پلایا اور ان کی مشکیں بھروا دیں۔ قریش کہنے لگے اے عبدالمطلب بس ہمارا تمہارا فیصلہ ہو گیا۔ قسم ہے خدا کی اب ہم تم سے زمزم سے متعلق ہرگز مخاصمت نہ کریں گے بیشک جس خدا نے تم کو اس ویران جنگل میں یہ چشمہ عنایت کیا اسی نے تم کو زمزم بھی عنایت کیا ہے پس وہ تم ہی کو مبارک رہے اور پھر سب کے سب وہیں سے واپس چلے آئے۔ اس کاہنہ کے پاس نہ گئے۔ (یہ حضرت علی کی روایت ہے جو حضرت عبدالمطلب کے پوتے تھے)

ایک اور شخص کی روایت اس بات میں اس طرح ہے کہ جب عبدالمطلب کو خواب میں زمزم کے کھودنے

کا حکم ہوا تو انہوں نے قریش پر یہ حکم ظاہر کیا قریش نے کہا کیا تم کو وہ مقام بتلایا گیا ہے۔ جہاں زمزم ہے عبدالمطلب نے کہا یہ تو انہیں بتلایا گیا۔ انہوں نے کہا پس تم پھر خواب میں انتظار کرو۔ یہ خواب تمہارا رحمانی ہے تو ضرور پھر تم کو اس کا حکم ہوگا۔ اور وہ مقام بھی بتلایا جائے گا۔ اور اگر شیطانی ہے تو اب نہ دکھائی دے گا۔ چنانچہ جب عبدالمطلب سوئے تو پھر ان کو بشارت ہوئی کہ اے عبدالمطلب تم زمزم کو کھودو اس کے کھودنے میں تم شرمندہ نہ ہوگے۔ وہ تمہارے بزرگ باپ کی میراث ہے اور تم وہ پانی حاجیوں کو پلاؤ گے۔ عبدالمطلب نے اس ہاتفِ غیبی سے کہا زمزم کا کونسا مقام ہے جہاں میں کھودوں۔ اس نے کہا دونوں بتوں کے درمیان جس جگہ چیونٹیوں کے بل ہیں اور کل اس جگہ ایک کوا ٹھونگیں مارتا ہوگا۔ عبدالمطلب اس بشارت کے سنتے ہی صبح کو کدال لے کر اپنے فرزند حارث کے ساتھ اس مقام پر آئے۔ دیکھا تو واقعی وہاں ایک کوا ٹھونگیں مار رہا تھا اور چیونٹیوں کے بل بھی وہاں تھے اور یہ جگہ اساف اور نائلہ دو بتوں کے درمیان میں تھی۔ جن کی قریش پرستش کیا کرتے تھے۔ عبدالمطلب کے فرزند حارث نے کھدائی شروع کی قریش مزاحم ہوئے اور کہا ہم تم کو اپنے دونوں بتوں کے درمیان میں کھودنے نہ دیں گے یہاں ہم قربانیاں کرتے ہیں۔ عبدالمطلب نے اپنے فرزند سے کہا تم کدال مجھ کو دو میں کھودتا ہوں اور میں ہرگز ان کی تہدید وتخویف سے اپنے کام کو نہ روکوں گا۔ جس کا مجھ کو عالمِ بالا سے حکم ہو چکا ہے۔ قریش نے جب عبدالمطلب کی یہ سرگرمی دیکھی تو خاموش ہوگئے اور جان لیا کہ یہ اپنے ارادہ سے باز نہ آویں گے۔ عبدالمطلب کو کھودتے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ پانی نمودار ہوا اور عبدالمطلب نے تکبیر کہی اور جان لیا کہ بے شک یہ بشارت میری سچی تھی اور سونے کے دو بت اور بہت سی تلواریں اور زرہیں جو قبیلہ جرہم کے لوگ اس کنویں میں ڈال کر اس کو بند کر گئے تھے عبدالمطلب کو دستیاب ہوئیں۔ اب ان چیزوں کو دیکھ کر قریش کہنے لگے کہ اے عبدالمطلب اس میں ہمارا بھی حصہ ہے۔ عبدالمطلب نے کہا ہرگز نہیں تمہارا کچھ نہیں ہے مگر میں ایک انصاف کی بات کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ دو پیالے میں کعبہ کی طرف سے رکھتا ہوں اور دو اپنی طرف سے اور دو تمہاری طرف سے پھر ہم ان پر قرعہ ڈالتے ہیں جس کا قرعہ نکل آیا یہ مال اسی کا ہے۔ سب قریش اس بات پر راضی ہوگئے اور عبدالمطلب نے کعبہ کی طرف سے دو زرد پیالے اور اپنی طرف سے دو سیاہ پیالے اور قریش کی طرف سے دو سفید پیالے ہبل بت کے سامنے رکھے۔ یہ بت زمانہ جاہلیت میں سب سے بڑا بُت سمجھا جاتا ہے اور خاص خانہ کعبہ کے اندر رکھا ہوا تھا اور اسی بت کو ابوسفیان بن حرب نے جنگ اُحد میں اس طرح پکارا تھا۔ اَعْـــلِ هُبُـــلُ یعنی اے ہبل اپنا دین غالب کر۔ غرضیکہ قرعہ ڈالنے والا قرعہ اندازی میں مصروف ہوا اور عبدالمطلب ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ پس سونے کی دونو غزالوں پر تو کعبہ کا قرعہ نکلا اور تلواروں اور زرہوں پر

عبدالمطلب کا قرعہ برآمد ہوا۔ اور قریش کے واسطے کسی چیز پر قرعہ نہ نکلا اور عبدالمطلب نے وہ سونا کعبہ کے دروازہ پر لگوا دیا۔ کہتے ہیں کعبہ پر سب سے پہلے یہی سونا لگا ہے اور عبدالمطلب زمزم کا پانی تمام حاجیوں کو پلانے لگے۔

مکے کے دوسرے کنوئیں

قریش نے زم زم کے نکلنے سے پہلے مکہ میں بہت سے کنوئیں کھود لئے تھے چنانچہ عبدشمس بن عبدمناف نے بیضا کے قریب جہاں محمد بن یوسف کا مکان ہے ایک کنواں طویٰ نام کھودا تھا۔ اور ہاشم بن عبدمناف نے بھی مقام مستند کے پاس شعب ابی طالب کے منہ پر ایک کنواں کھودا تھا اور کہتے ہیں کہ اس کنوئیں کو انہوں نے لوگوں کے واسطے عام کر دیا تھا۔ اس کا نام بذر تھا اور یہ کوہ خندمہ کے کنارے پر تھا۔

مطعم بن عدی بن نوفل بن عبدمناف نے بھی ایک کنواں سجلہ نام کھودا تھا جس میں سے لوگ اب بھی پانی بھرتے ہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کنواں مطعم بن عدی نے اسد بن ہاشم سے خریدا تھا اور بنی ہاشم یہ کہتے ہیں کہ اسد نے یہ کنواں مطعم کو بخش دیا تھا۔ کیونکہ جب زمزم نکل آیا تو پھر ان کو اور کنوؤں کی ضرورت نہ رہی۔

ایک کنواں امیہ بن عبدشمس نے اپنے واسطے خضر نام کھودا تھا اور بنی اسد نے بھی ایک کنواں کھودا تھا جو بیر بنی اسد کہلاتا ہے اور بنی عبدالدار نے جو کنواں کھودا اور کا نام اُم حراد ہے اور بنو جمح کے کنوئیں کو سنبلہ کہتے ہیں اور یہی خلف بن دہب کا کنواں ہے اور بنی سہم نے اپنے کنوئیں کا غمر نام رکھا جس کو بیر بنی سہم کہتے ہیں۔

اور بہت سے پرانے کنوئیں ٹوٹے پھوٹے مکہ کے باہر بھی تھے مرہ بن کعب اور کلاب بن مرہ سے پہلے زمانہ کے جن میں سے قریش کے پہلے بزرگان پانی پیا کرتے تھے۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک کنواں زمزم تھا اس کو مرہ بن کعب بن لوئی نے بنایا تھا اور ایک کنواں بنی کلاب بن مرہ کا خم خم نام تھا۔

جب سے زمزم برآمد ہوا سب کنوئیں اس کے آگے گرد ہو گئے اور سب اسی کی طرف رجوع ہوئے کیونکہ یہ مسجد الحرام کے اندر واقع ہے اور سب کنوؤں پر اس کی فضیلت ظاہر ہے کیونکہ یہ حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام کا کنوں ہے اور اس کنوئیں کے دستیاب ہونے سے بنی عبدمناف تمام قریش پر فخر کرنے لگے۔

عبدالمطلب کا لڑکے کو ذبح کرنے کی مَنت ماننا اور اس کا پورا کرنا

عبدالمطلب سے جب قریش نے زمزم کے متعلق جھگڑا کیا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر میرے ہاں دس

لڑکے ہوئے اور وہ جوان بھی ہوئے تو میں ان میں سے ایک کو خاص اللہ کے واسطے کعبہ کے پاس ذبح کروں گا۔ چنانچہ جب ان کے ہاں دس بیٹے پیدا ہو کر جوان ہوئے تو انہوں نے اپنی نذر کا اپنے لڑکوں سے ذکر کیا اور خیال کیا کہ یہ لڑکے ان کو منع کریں گے مگر ان سب نے اطاعت ظاہر کی اور کہا ہم موجود ہیں جس طرح آپ چاہیں کریں۔ عبدالمطلب نے کہا تم سب کو لازم ہے کہ ایک ایک تیر قرعہ کا لے لو اور اس پر اپنا نام لکھ دو پھر میرے پاس لے آؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ عبدالمطلب ان کو لے کر کعبہ کے اندر ہبل کے پاس آئے۔ ہبل کعبہ کے اندر اُس تہ خانہ پر رکھا ہوا تھا جس میں کعبہ کی نذر نیاز ڈالی جاتی تھی۔ اور ہبل کے پاس سات تیر رکھے تھے جن میں سے ایک خونبہا کے متعلق تھا کہ اس کو کون اپنے ذمے میں لے جب اس قسم کا تنازعہ ہوتا تو اِن قرعوں کو ڈال کر دیکھتے جس کے نام پر وہ خونبہا والا قرعہ نکلتا اسی کے ذمہ میں خونبہا کیا جاتا اور ایک تیر پر نَعَمْ لکھا تھا یعنی یہ کام اچھا ہے۔ اس کو کر دا اور ایک پر لا لکھا تھا یعنی اس کو نہ کرو۔ جب کسی کام میں متردد ہوتے اور قرعہ ڈالتے۔ پس اگر نَعَمْ کا قرعہ نکلتا اس کو کرتے اور اگر لا کا قرعہ نکلتا اس کو نہ کرتے۔ اور ایک تیر پر مِنْکُمْ اور ایک پر مُلْصق اور ایک پر مِنْ غیر کُمْ لکھا تھا یعنی جب کسی شخص کے نسب میں شک ہوتا اور اس بات کے معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی کہ یہ شخص ہمارے قبیلہ سے ہے یا نہیں پس ان قرعوں سے معلوم کرتے۔ اگر مِنْکُمْ کا قرعہ نکلتا تو سمجھتے کہ یہ ہمارے قبیلہ کا ہے اور اگر مِنْ غَیر کُم کا قرعہ نکلتا تو سمجھتے کہ ہم میں سے نہیں ہے اور اگر مُلْصَقٌ کا قرعہ نکلتا تو اس کو اسی حالت پر رہنے دیتے اور اپنے نسب میں شریک نہ کرتے اور نکاح یا منگنی وغیرہ کے واسطے بھی قرعہ ڈالتے تھے جیسا قرعہ نکلتا اس کے موافق عمل کرتے اور اس قرعہ اندازی کا یہ طریقہ تھا کہ جو شخص حاجت مند ہوتا وہ سو (100) درم اور اونٹ لا کر اُس قرعہ انداز کو جو ہبل کا خادم خاص تھا نذر کرتا اور اس شخص کو جس کے متعلق دریافت کرنا ہوتا تھا بت کے آگے کر کے سب بعجز و نیازمندی عرض کرتے تھے کہ اے ہمارے معبود یہ فلاں بن فلاں حاضر ہے اور ہم نے اس کے ساتھ ایسا اور ایسا ارادہ کیا ہے تو حق کو ظاہر کر دے پھر قرعہ انداز سے کہتے کہ قرعہ ڈال۔ وہ قرعہ ڈالتا اور جیسا کہ قرعہ نکلتا اس کے موافق عمل کرتے چنانچہ عبدالمطلب بھی اپنے سب فرزندوں کو لے کر ہبل کے سامنے حاضر ہوئے اور قرعہ انداز سے کہا۔ میرے اِن فرزندوں میں قرعہ ڈالو اور اپنی نذر کا حال بھی اس سے بیان کیا اور عبدالمطلب کے فرزندوں میں حضرت عبداللہ سب سے چھوٹے تھے اور یہ عبداللہ اور زبیر اور ابو طالب فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم بن یقظہ بن مُرہ بن کعب بن لوئی غالب بن فہر کے بطن سے تھے۔

قرعہ اندازی میں حضرت عبداللہ کا نام نکلنا

عبداللہ سے عبدالمطلب کو اپنے سب فرزندوں سے زیادہ محبت تھی۔ جس وقت قرعہ انداز قرعہ اندازی میں مشغول ہوا تو عبدالمطلب ہبل کے پاس کھڑے ہو کر خدا سے دعا میں مصروف ہوئے۔ پس قدرت خدا سے قرعہ حضرت عبداللہ ہی کے نام پر نکلا۔ عبدالمطلب اپنے ہاتھ میں چھری لے کر عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے اساف اور نائلہ دونوں بتوں کے پاس ذبح کرنے کے واسطے لائے۔ قریش چاروں طرف سے ان کے پاس جمع ہوئے اور کہا اے عبدالمطلب تمہارا کیا ارادہ ہے۔ کہا میں اس کو ذبح کرتا ہوں۔ قریش نے کہا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر تم ایسا فعل ایجاد کرو گے تو اور لوگ بھی اپنے بیٹوں کو لا کر ذبح کیا کریں گے۔ پھر نوع انسان کی بقاء دشوار ہوگی۔ اور مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ نے کہا اور عبداللہ ان کے بھانجے تھے قسم ہے خدا کی اے عبدالمطلب تم اس کو ہرگز ذبح نہیں کر سکتے۔ اگر اس کا فدیہ ہمارے مالوں سے لینا ممکن ہو تو ہم دینے کو موجود ہیں۔ اور قریش اور عبدالمطلب کے فرزندوں نے کہا تم ہرگز عبداللہ کو ذبح نہ کرو بلکہ تم یثرب میں جا کر فلاں کاہنہ عورت سے اس مسئلہ کو دریافت کرو اور جو کچھ وہ جواب دے اس کے موافق عمل کرو۔ اگر وہ کہے کہ اپنے فرزند کو ذبح کر دو تو باشوق ذبح کرو اور اگر وہ کہے کہ ذبح نہ کرو تو مت ذبح کرو چنانچہ عبدالمطلب اور چند لوگ ان کے ساتھ سوار ہو کر یثرب آئے یہاں معلوم ہوا کہ وہ عورت خیبر میں ہے تب یہ لوگ خیبر میں اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا مجھ کو آج تو مہلت دو۔ کل میرا موکل میرے پاس آئے گا میں اس سے دریافت کر کے تم کو جواب دوں گی چنانچہ دوسرے روز اس نے ان لوگوں سے کہا کہ مجھ کو ایسا معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ دس اونٹ اور عبداللہ کو لے کر ہبل کے پاس جاؤ اور ان دونوں چیزوں پر قرعہ ڈالو اگر قرعہ اونٹوں پر نکلے تو ذبح کرو اور عبداللہ کی جان بخشی کرو اور اگر عبداللہ پر نکلے تو دس اونٹ اور بڑھا دو اور اسی طرح کرتے جاؤ۔ یہاں تک کہ قرعہ اونٹوں کے نام نکلے۔ بس جان لینا کہ اب ہمارا پروردگار اس فدیہ سے راضی ہو گیا۔ یہ لوگ کاہنہ کے اس فتوے کو سن کر مکہ میں آئے اور دس اونٹ معہ عبداللہ کے لے کر ہبل کے پاس پہنچے اور قرعہ ڈالا وہ قرعہ عبداللہ کے نام نکلا۔ دس اونٹ انہوں نے اور بڑھائے اب بیس اونٹ ہو گئے۔ پھر قرعہ ڈالا وہ قرعہ بھی عبداللہ کے نام نکلا دس اونٹ اور بڑھائے یہاں تک کہ اسی طرح سے سو اونٹوں پر نوبت پہنچی پھر جو انہوں نے قرعہ ڈالا تو وہ اونٹوں کے نام نکلا سب خوش ہوئے اور کہا اب ہمارا پروردگار اس مقدار فدیہ سے راضی ہو گیا۔ عبدالمطلب نے کہا میں ہنوز متردد ہوں میری ابھی تشفی نہیں ہوئی ہے پھر قرعہ ڈالو۔ پھر قرعہ ڈالو۔ پھر قرعہ ڈالا تب بھی اونٹوں کے نام نکلا غرض کہ تین بار ایسا ہی کیا گیا اور ہر

بار قرعہ میں اونٹ برآمد ہوئے تب ان کو ذبح کر کے چھوڑ دیا گیا۔ جس کا جی چاہے ان کا گوشت لے جائے یا درندہ کسی کو ان کے گوشت کھانے سے ممانعت نہیں تھی۔

ایک عورت جو حضرت عبداللہ سے نکاح کی خواہشمند تھی

پھر عبدالمطلب عبداللہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا رہے تھے کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصے بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر میں سے ایک عورت جو واقد بن نوافل کی بہن تھی کعبہ کے پاس بیٹھی تھی۔ اس نے حضرت عبداللہ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر ان سے کہا کہ اے عبداللہ کہاں جاتے ہو۔ فرمایا اپنے والد کے ساتھ جا رہا ہوں۔ اس نے کہا جس قدر اونٹ تمہاری طرف سے ذبح کئے گئے ہیں اسی قدر میں تمہاری نذر کرتی ہوں مجھ سے شادی کرو۔ عبداللہ نے فرمایا میں اپنے والد کا مطیع فرمان ہوں ان کے منشا کے خلاف نہیں کر سکتا۔

حضرت عبداللہ کی شادی حضرت آمنہ سے

عبدالمطلب عبداللہ کو لے کر وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر کے پاس آئے اور یہ وہب ان دنوں بنی زہرہ کے سردار اور نسب وشرف میں بڑے بزرگ مانے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنی بیٹی حضرت آمنہ خاتون کی شادی حضرت عبداللہ سے کر دی اور قریش کی سب عورتوں میں حضرت آمنہ خاتون نسب اور فضیلت میں افضل تھیں والدہ ان کی برہ بنت عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار بن قصے بن کلاب تھیں اور برہ کی والدہ یعنی حضرت آمنہ خاتون کی نانی ام حبیب بنت اسد بن عبدالعزیٰ بن قصے بن کلاب تھیں۔ اور ام حبیب کی والدہ برہ بنت عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایام حمل میں

جب حضرت عبداللہ حضرت آمنہ خاتون سے منعقد ہوئے اور ان کو اپنے گھر میں لا کر ان سے ہم خلوت ہوئے تو حضرت آمنہ خاتون کو حضور پُرنور سرور دو عالم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل مبارک ہوا اور حضرت عبداللہ پھر اس عورت کے پاس تشریف لائے جس نے آپ سے شادی کرنے کو کہا تھا وہ عورت خاموش بیٹھی رہی اور آج اس نے کچھ نہ کہا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ آج مجھ سے وہ باتیں نہیں کہتی جو کل کہتی تھی۔ اس نے کہا کل جو نور کرامتِ ظہور تمہاری پیشانی میں جلوہ گر تھا آج نہیں ہے لہٰذا اب میری تم سے کوئی حاجت نہیں ہے۔ اس عورت نے اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو نصرانی ہو گئے تھے

اور آسمانی کتابوں کی تلاوت کیا کرتے تھے سنا تھا کہ اس اُمت میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے اور اسی لئے اس نے خواہش کی تھی کہ وہ نبی میرے بطن سے پیدا ہو۔

حضرت عبداللہ کی ایک اور بیوی بھی حضرت آمنہ کے ساتھ تھیں ایک روز حضرت عبداللہ مٹی کا کچھ کام کر کے آئے تھے اور کچھ مٹی آپ کے جسم پر لگی ہوئی تھی۔ پس آپ نے اس بیوی کو اپنے پاس بلایا۔ اس نے مٹی کو دیکھ کر آنے میں دیر کی۔ حضرت عبداللہ وہاں سے نکل کر غسل کرنے چلے گئے اور نہا دھو کر جب آئے تو اس عورت نے آپ کو بلایا۔ آپ نے اس کے پاس جانے سے انکار کیا اور حضرت آمنہ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت آمنہ کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل ہوا پھر حضرت عبداللہ اس عورت کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے قربت کو کہا۔ اس نے انکار کیا اور کہا اس وقت جو تم میرے پاس آئے تھے تو میں نے تمہاری پیشانی میں ایک نورانی ٹیکا دیکھا تھا مگر اس وقت تم میرے پاس نہ آئے اور آمنہ کے پاس چلے گئے اور وہ نعمت آمنہ خاتون کو حاصل ہوئی۔

لوگوں کا بیان ہے کہ وہ عورت بیان کرتی تھی کہ جب عبداللہ میرے پاس آئے ہیں تو ان کی پیشانی میں ایک نورانی ٹیکا میں نے ایسا دیکھا تھا جیسے گھوڑے کی پیشانی میں سفید بالوں کا ہوتا ہے اسی کی امید سے میں نے عبداللہ کو بلایا تھا کہ شاید وہ نور مجھ کو حاصل ہو جائے مگر آمنہ اس کو لے گئی۔

جب حضرت آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں تو آپ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس خواب میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے آمنہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جو سردار عالم ہیں جب وہ زمین پر قدم رنجہ فرمائیں پس تم یہ الفاظ کہنا اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ یعنی میں اس مولود مسعود کو ذاتِ واحد کی پناہ میں دیتی ہوں تاکہ ہر حاسد کے شر سے محفوظ رہے اور ان کا نام محمد رکھنا اور حضرت آمنہ خاتون نے ایام حمل میں دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک نور نکلا جس کی روشنی میں ان کو شام اور بصرہ کے محل دکھائی دیئے پھر حضرت آمنہ کی حمل کی حالت میں حضرت عبداللہ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ ماجد کو سفر شام کا اتفاق ہوا اور اسی سفر میں حضور کی ولادت باسعادت سے پہلے وفات پائی۔

حصہ دوم

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور رضاعت

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز بارہویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے جس سال کہ اصحاب فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی۔

حسان بن ثابت کہتے ہیں کہ سات یا آٹھ سال کا بچہ تھا۔ میں نے سنا کہ ایک یہودی مدینہ کے ایک بلند ٹیلے پر چڑھا ہوا غُل مچا رہا ہے یا معشرِ یہود! یا معشرِ یہود! یہاں تک کہ جب یہودی اس کے پاس جمع ہو گئے اور انہوں نے کہا۔ خرابی ہو تجھ کو۔ کیا ہوا کیوں چیختا ہے؟ اس نے کہا آج رات وہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس کے طلوع کے ساتھ احمد کی ولادت واقع ہونے والی تھی۔

جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپ کی والدہ شریفہ نے عبدالمطلب کے پاس خبر بھیجی کہ تمہارے ہاں پوتا ہوا ہے آ کر اس کے دیدار سے اپنی آنکھیں روشن کرو چنانچہ عبدالمطلب آئے اور انہوں نے دیکھا بہت خوش ہوئے اور حضرت آمنہ نے ایامِ حمل میں جو واقعات دیکھے تھے اور نام رکھنے کے متعلق جو حکم ان کو ہوا تھا وہ بیان کیا۔ عبدالمطلب حضور سرور عالم کو اپنی گود میں لے کر خانہ کعبہ میں آئے اور جناب باری میں دعا کی۔ اور اس نعمت کا شکریہ ادا کیا پھر حضور کو واپس لا کر آپ کی والدہ شریفہ کی گود میں دے دیا اور حضورؐ کے واسطے دودھ پلانے والیوں کی جستجو کی۔

حلیمہ اور اس کا خاندان

پس بنی سعد بن بکر میں ایک عورت حلیمہ سعدیہ نام اس مبارک خدمت پر مقرر ہوئی۔ حلیمہ کا نسب یہ ہے۔ حلیمہ بنت ابی ذویب عبداللہ بن الحرث بن شجنہ بن جابر بن رزام بن ناصرہ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان۔ حلیمہ کے خاوند جو حضورؐ کے رضاعی باپ ہیں ان کا نام حرث ہے اور سلسلہ ان کا اس طرح ہے حرث بن عبدالعزیٰ بن رفاعہ بن ملان بن ناصرہ بن فصیہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن۔

حضورؐ کے رضاعی بہن بھائی یہ ہیں عبداللہ بن حرث اور انیسہ بنت حرث حذیقہ اور خدامہ بنت حرث اس کا نام شیمہ بھی ہے اور اسی نام سے یہ اپنی قوم میں پکاری جاتی تھی۔ یہ سب اولادیں حضرت حلیمہ حضور کی والدۂ رضاعی کی تھیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیما بھی اپنی والدہ کے ساتھ حضور کی پرورش کرتی تھی۔

حلیمہ کا آنحضرتؐ کی پرورش کیلئے لے جانا

روایت ہے کہ حلیمہ سعدیہ اپنے شہر سے ایک چھوٹا سا بچہ لے کر جس کو دودھ پلاتی تھیں اپنے خاوند کے

ساتھ چند زنان بنی سعد کے ہمراہ اس تلاش میں نکلی تھیں کہ کہیں سے کوئی بچہ دودھ پلانے کے واسطے حاصل ہو اور وہ سال خشک سالی کا تھا سب لوگ باران رحمت کے منتظر تھے۔ حلیمہ کہتی ہیں میں اپنی مادہ خر پر سوار ہوئی وہ بھی بھوک پیاس سے اس قدر کمزور تھی کہ ایک قدم راہ طے نہ کر سکتی تھی۔ اور میرے پستانوں میں دودھ بھی بالکل خشک ہو گیا تھا میرا بچہ بھوک کے مارے سونے نہ دیتا تھا اور ہمارے ساتھ جو دودھ کا جانور تھا اس کے بھی دودھ نہ رہا تھا۔ کہ اس کا دودھ بچہ کو پلاتی غرضیکہ بہزار خرابی مکہ میں پہنچی اور میرے ساتھ کی جس قدر عورتیں تھیں وہ سب مجھ سے پہلے ہی جا کر بچوں کو لے آئیں مگر حضور رسولِ خداؐ کو کسی عورت نے قبول نہ کیا۔ کیونکہ ان کو معلوم ہوا تھا کہ آپ یتیم ہیں اور یتیم کے سبب سے کچھ یافت کی امید نہیں ہوتی اس لئے کہ بچہ کا باپ مرضع کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ ماں یا دادا چندا سلوک نہیں کرتے اسی سبب سے کسی عورت نے حضور کو اپنی رضاعت میں نہیں لیا تھا۔ حلیمہ کہتی ہیں میں بھی اسی خیال سے حضورؐ کو چھوڑ آئی تھی مگر رات کو میں نے اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے صبح کو ہمارا قافلہ جانے والا ہے اور میرے ہاتھ کوئی بچہ نہیں آیا صرف ایک وہ یتیم بچہ باقی ہے تم کہو تو میں اُسی کو لے آؤں تا کہ بغیر بچہ کے نہ رہوں جس کے سبب سے مجھ کو اپنے ہمراہیوں میں ایک قسم کی شرمندگی ہے۔ میرے خاوند نے کہا ضرور جاؤ اور اس دُرِّ یتیم کو لے آؤ مجھ کو امید ہے کہ ضرور اس کے قدوم میمنت لزوم سے ہمارے کلمۂ تاریک کو روشنی اور برکت ہو گی۔ حلیمہ کہتی ہیں اسی وقت میں گئی اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لے کر آئی جس وقت میں نے آپ کو اپنی گود میں لٹایا ہے اسی وقت میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں اور حضور نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور آپ کا بھائی بھی آپ کی برکت سے شکم سَیر ہوا اور دونوں نے بعافیت تمام آرام فرمایا اور ہمارا جو دودھ کا جانور تھا اس نے بھی اس قدر دودھ دیا کہ ہم دونوں میاں بیوی نے خوب پیٹ بھر کے دودھ پیا اور خیر و عافیت کے ساتھ ہم نے رات گذاری۔ صبح کو جب میں چلنے کے واسطے اپنی مادۂ خر پر سوار ہوئی اور حضور میں نے اپنی گود میں لیا تو اس مادۂ خر کو اس قدر تیز رو پایا کہ تمام قافلہ سے آگے جاتی تھی۔ میری ہمراہی عورتیں یہ حالت دیکھ کر کہنے لگیں اے حلیمہ کیا یہ تیری وہ مادۂ خر نہیں ہے جو پہلے تھی۔ میں نے کہا وہی ہے۔ وہ کہنے لگیں اب تو یہ بہت تیز ہو گئی۔ حلیمہ کہتی ہیں غرضیکہ اسی برکت اور فرحت کے ساتھ ہم اپنے وطن پہنچے اور باوجود خشک سالی کے جنگل میں ایک گھاس کا پتا نہ تھا حضورؐ کے قدم کی برکت سے ہماری بکریاں جنگل سے پیٹ بھر کے آتیں اور خوب دودھ دیتی تھیں حالانکہ اور ہماری ساری قوم کی بکریاں بھوکی جنگل سے آتیں اور ایک قطرہ دودھ کا نہ دیتی تھیں۔ میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ تم بھی اپنی بکریاں وہیں کیوں نہیں چراتے جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں۔ مگر پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی اور میری پیٹ بھری آتیں

غرضیکہ ہم نے اسی طرح کی برکتیں خدا کی طرف سے بہت مشاہدہ کیں۔ یہاں تک کہ دو سال پورے ہوئے اور حضورؐ کا دودھ بڑھایا۔ حضورؐ کا نشو ونما ایسا تھا کہ کوئی بچہ آپ کی برابری نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ جب آپ دو سال کے ہوئے تو مثل ایک ہوشیار لڑکے کے تھے۔ حلیمہ کہتی ہیں کہ میں حضورؐ کو لے کر آپ کی والدہ شریفہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضورؐ کی برکتوں کو دیکھ کر مجھ کو یہی حرص تھی کہ آپؐ میرے ہی پاس رہیں۔ چنانچہ اسی واسطے میں نے آپ کی والدہ سے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے فرزند کو میرے ہی پاس رہنے کی اجازت دیدیں تو بہتر ہے کیونکہ مجھ کو مکہ کی آب وہوا سے ان کے واسطے اندیشہ ہے جب یہ ذرا بڑے ہو جائیں گے اس وقت اندیشہ نہ رہے گا اور میں نے اس قدر اصرار کے ساتھ ان سے یہ التجا کی کہ آخر انہوں نے اجازت دے دی اور میں حضورؐ کو ساتھ لے آئی۔

واقعہ شق صدر

پس قسم ہے خدا کی مجھے حضورؐ کو لائے ہوئے چند ہی ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ ایک روز آپؐ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے گھر کے پیچھے بکریوں کے چرانے میں مشغول تھے کہ آپؐ کا بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے بھائی یعنی حضور کو دو آدمی سفید کپڑے والے لے گئے ہیں اور ان کو لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا ہے۔ یہ خبر سن کر ہم دونوں دوڑے ہوئے گئے اور وہاں جا کر دیکھا تو حضورؐ کو کھڑے ہوئے پایا اور چہرہ پر آپ کے آثارِ خوف پائے جاتے تھے۔ میں نے پوچھا اے فرزند کیا ہوا اور میں نے آپ کو اپنے سینہ سے لگالیا اور آپ کے باپ نے بھی آپ کو اپنے سینہ سے لگایا۔ آپ نے فرمایا دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آئے اور مجھے لٹا کر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اس میں کچھ ڈھونڈھنے لگے، مجھ کو نہیں معلوم کہ میرے سینے میں وہ کیا ڈھونڈھتے تھے پس میں آپ کو مکان میں لائی اور میرے خاوند نے مجھ سے کہا اے حلیمہ اس بچہ کو اس کے گھر پہنچا دینا مناسب ہے کیونکہ اس کے یہاں رہنے سے ہم کو اندیشہ ہے کہ کسی قسم کی برائی اس کو نہ پہنچے ورنہ ہم کو جواب دہی کرنی ہوگی۔ حلیمہ کہتی ہے۔ پس میں حضورؐ کو لے کر آپ کی والدہ شریفہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہوں نے فرمایا اے حلیمہ تم کیسے آئیں حالانکہ تم اس بچہ کو اپنے پاس رکھنے پر اصرار کرتی تھیں؟ میں نے کہا ہاں یہ تو سچ ہے مگر میں اب اپنا حق ادا کر چکی ہوں اور زمانہ کے حوادث سے اندیشناک ہو کر اس فرزند کو یہاں لائی ہوں چنانچہ بصحت وسلامت آپ کی امانت آپ کو پہنچا دی جیسا کہ آپ چاہتی تھیں۔ انہوں نے فرمایا سچ سچ کہو کیا معاملہ ہے کہ تم اس بچے کو واپس لے آئیں۔ اس پر مجھ کو سارا واقعہ بیان کرنا پڑا۔ جب میں بیان کر چکی تو انہوں نے فرمایا کہ تم کو اس

بچہ پر شیطان کا خوف ہوا۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا یہ خوف تمہارا لا حاصل ہے قسم ہے خدا کی اس بچہ پر شیطان کا کچھ اختیار نہیں ہے اور یہ میرا فرزند شان والا ہے میں تم سے وہ حالات بیان کرتی ہوں جو اس کے حمل میں مجھ کو درپیش ہوئے۔ میں نے عرض کیا فرمائیے۔ فرمانے لگیں کہ جب مجھ کو اس فرزند کا حمل ہوا ہے تو میرے اندر سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں مجھ کو شہر بصریٰ کے محل دکھائی دیئے اور حمل نہایت خفیف اور ہلکا تھا اور کوئی مشقت مجھ کو نہ معلوم ہوتی تھی اور جس وقت یہ فرزند پیدا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اُس نے اپنے ہاتھ زمین پر رکھے اور آسمان کی طرف سر بلند کیا۔ اے حلیمہ اس کو یہاں چھوڑ دو اور تم بخوشی و خورمی اپنے وطن کو جاؤ۔

آنحضورؐ کا اپنے متعلق ارشاد

چند صحابہ نے حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ کچھ اپنا حال آپ ہم سے بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اچھا میں بیان کرتا ہوں (سنو) میں اپنے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم کی دعوت اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔ اور جب میری والدہ کو میرا حمل ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے اندر سے ایک ایسا نور نکلا جس کی روشنی میں ان کو ملک شام کے محل نظر آئے اور قبیلہ بنی سعد بن بکر کی ایک عورت کو مجھے دودھ پلانے کے واسطے سپرد کیا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ اپنے گھروں کے پشت پر بکریاں چرا رہا تھا کہ یکا یک دو آدمی سفید کپڑے پہنے ہوئے ایک سونے کا طشت برف سے بھرا ہوا لے کر آئے اور مجھ کو پکڑ کر انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور میرے دل کو نکال کر شگاف دیا اور اس میں سے ایک سیاہ ٹکڑا نکال کر پھینک دیا۔ پھر میرے سینہ اور دل کو اس برف سے دھویا یہاں تک کہ خوب پاک کر دیا۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اُن کی اُمت کے دس آدمیوں کے ساتھ ان کو وزن کرو چنانچہ ان کے ساتھ مجھ کو وزن کیا میں ان پر غالب ہوا پھر کہا کہ سو آدمیوں کے ساتھ ان کو وزن کرو پس میں ان پر بھی غالب ہوا پھر کہا ہزار آدمیوں کے ساتھ اِن کو وزن کرو پس ان پر بھی میں غالب ہوا۔ اس شخص نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ساری اُمت کے ساتھ ان کو وزن کرو گے جب بھی یہ ان پر غالب ہوں گے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس نے بکریاں نہ چَرائی ہوں۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ آپ نے بھی چَرائی ہیں فرمایا ہاں میں نے بھی چَرائی ہیں۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سب میں زیادہ فصیح اور قرشی ہوں

اور بنی سعد بن بکر میں مَیں نے دودھ پیا ہے۔

واپسی کے وقت آنحضرتؐ کا کھویا جانا

لوگوں کا بیان ہے کہ جب حلیمہ سعدیہ حضورؐ کو لے کر مکہ میں آئیں تو مکہ کے اندر انہوں نے حضورؐ کو گم کر دیا ہر چند تلاش کیا مگر حضور نہ ملے تب وہ عبدالمطلب کے پاس آئیں اور کہا کہ میں محمدؐ کو لے کر آئی تھی۔ جب میں مکہ کے اوپر کے محلّہ میں پہنچی تو وہاں محمدؐ گم ہو گئے۔ حضرت عبدالمطلب کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنے لگے۔ کہتے ہیں کہ حضور کو ورقہ بن نوفل اور قریش کے ایک اور شخص نے پایا اور یہ دونوں حضورؐ کو لے کر عبدالمطلب کے پاس آئے اور کہا یہ تمہارا فرزند ہے۔ عبدالمطلب نے حضورؐ کو اپنے کندھے پر بٹھایا اور کعبہ کا طواف کرنے لگے اور حضورؐ کے واسطے دعا کی پھر آپؐ کو آپ کی والدہ کے پاس روانہ کر دیا۔

حضورؐ کی واپسی کے متعلق ایک دوسرا بیان

بعض اہل علم نے بیان کیا کہ حلیمہ کے حضورؐ کو واپس کرنے کا یہ سبب تھا کہ حبشہ کے چند نصاریٰ نے حضورؐ کو حلیمہ کے ساتھ دیکھ کر کہا کہ اس لڑکے کو ہم اپنے شہر میں لے جاتے ہیں کیونکہ یہ لڑکا صاحبِ ظہور معلوم ہوتا ہے۔ پس اس شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ اسی اندیشہ سے حلیمہ حضور کو آپ کی والدہ کے پاس پہنچا گئیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ اور دادا کے ساتھ حفظ وحمایت خداوندی میں پرورش پاتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کا نہایت عمدہ نشو ونما فرماتا تھا بسبب اس بزرگی کے جس کے ساتھ حضورؐ کو مخصوص کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ پس جب حضور چھ سال کے ہوئے تو آپ کی والدہ شریفہ حضرت آمنہ خاتون نے رحلت فرمائی۔

حضرت آمنہ کی وفات

جب حضورؐ کی والدہ شریفہ حضرت آمنہ خاتون نے وفات پائی۔ حضورؐ چھ سال کے تھے۔ اور حضورؐ کی والدہ مقام ابوا میں جو مکہ و مدینہ کے درمیان میں ہے اپنے کنبہ میں بنی نجار کے پاس تشریف لے گئی تھیں۔ جب وہاں سے مکہ واپس ہوئیں تو راستہ میں انتقال فرمایا۔

عبدالمطلب کی والدہ سلمٰی بنت عمرو نجاریہ تھیں۔ پس اس کنبہ کا جو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے جن سے حضرت آمنہ ملنے گئی تھیں وہ حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کنبہ تھا۔

حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے پاس رہتے تھے اور حضرت

عبدالمطلب کے واسطے خانہ کعبہ میں مسند بچھائی جاتی تھی۔ جس پر سوا حضرت عبدالمطلب کے اور کوئی بہ سبب بے ادبی کے نہ بیٹھ سکتا تھا اور فرزند آپ کے اس کے گرد بیٹھا کرتے تھے۔ مگر جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو اسی مسند پر جلوہ افروز ہوتے آپ کے چچا آپ کو اس پر بیٹھنے سے مانع ہوتے۔ حضرت عبدالمطلب ان سے فرماتے کہ میرے اس فرزند کو منع نہ کیا کرو۔ کیونکہ یہ فرزند ہونہار اور صاحب شان ہے پھر حضورؐ خود اپنے پاس بٹھاتے اور آپ کی پشت مبارک پر اپنا دستِ شفقت پھیرا کرتے اور حضورؐ کی حرکات کو دیکھ کر خوش و خرم ہوتے تھے۔

حضرت عبدالمطلب کی وفات اور حضرت عباس کی سقایت

جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ سال کے ہوئے تو حضرت عبدالمطلب آپ کے دادا نے وفات پائی اور یہ واقعہ عام الفیل کے آٹھویں سال کا ہے جب عبدالمطلب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی تمام لڑکیوں کو جو تعداد میں چھ تھیں جمع کیا جن کے نام یہ ہیں صفیہ، برہ، عاتکہ، اُم حکیم، البیضا، امیمہ اور اردی۔ اور ان سب سے کہا کہ تم مجھ کو روؤ تا کہ میں سنوں کہ تم کیا کہہ کر روتی ہو۔ پس صفیہ بنت عبدالمطلب نے ایک مرثیہ کہا اور اس کو پڑھ کر رونے لگیں اسی طرح سب بیٹیوں نے ان کے مرثیے کہے اور خوب روئیں۔ عبدالمطلب نے اِن مرثیوں کو سن کر سر کے اشارہ سے ان کو خاموش کیا اور کہا کہ ہاں اسی طرح مجھ کو رونا۔

جب حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔ آبِ زمزم پلانے کی خدمت ان کے بعد ان کے فرزند حضرت عباس کو تفویض ہوئی اور ظہور اسلام تک یہ خدمت ان ہی کے پاس رہی پھر ظہورِ اسلام کے بعد حضور نے بھی حضرت عباس ہی کو اس خدمت پر مامور رکھا۔

حضرت ابوطالب کی کفالت

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا کی وفات کے بعد اپنے حقیقی چچا حضرت ابوطالب کے پاس رہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے ابوطالب کو حضور کی پرورش کے متعلق وصیت کی تھی کیونکہ حضور کے والد ماجد حضرت عبداللہ ابوطالب ایک ماں سے تھے جن کا نام بی بی فاطمہ بنت عمرو عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم تھا۔

ایک قیافہ شناس اور آنحضرتؐ

بنی لہب میں سے ایک شخص مکہ میں آیا (بنی لہب از دشنوءَ کے قبیلہ سے ہیں) یہ شخص علم قیافہ خوب جانتا

تھا۔قریش کے لوگ اپنے اپنے بچوں کو لے کراس شخص کے پاس آئے تا کہ ان بچوں کے آئندہ حالات اس سے دریافت کریں۔ابوطالب بھی حضورؐ کو لے کراس کے پاس گئے۔اس قیافہ شناس نے حضور کوایک نظر دیکھا پھر کسی کام میں مصروف ہو گیا۔جب اس سے فارغ ہوا تو کہا وہ لڑکا کہاں ہے جس کو میں نے ابھی دیکھا ہے۔اس کو مجھے جلد دکھاؤ وہ لڑکا بڑا ہونہار ہے اور ضرور اس کی شان ظاہر ہو گی۔ابوطالب نے جب اس کا اس قدر اشتیاق دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پوشیدہ کر دیا۔اس قیافہ شناس نے ہر چند اصرار کیا مگر ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے نہ دکھلایا اور اپنے ساتھ لے کر وہاں سے چلے آئے۔

حضور علیہ السلام کا سفرِ شام اور بحیرا راہب

پھر ابوطالب کو سفرِ شام کا اتفاق ہوا اور اس کی تیاری کر کے چلنے کو تیار ہوئے۔حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے ساتھ جانے کا اشتیاق ظاہر فرمایا۔حضرت ابوطالب چونکہ حضورؐ سے اپنے فرزندوں سے بھی زیادہ محبت رکھتے تھے۔وہ آپ کے اشتیاق سے نرم دل ہو گئے اور کہنے لگے قسم ہے خدا کی میں اس کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔نہ یہ میرے فراق کی طاقت رکھتا ہے نہ اس کو کبھی چھوڑ کر جا سکتا ہوں۔پس ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں شام کی طرف راہی ہوئے۔جب ان کا قافلہ شہر بصریٰ میں (جو سرحد شام پر واقعہ ہے) پہنچا تو وہاں ایک راہب بحیرا نام اپنے صومعہ میں رہا کرتا تھا۔یہ راہب اسرائیلیات کا پورا واقف تھا اور اس صومعہ میں سات راہب پشت بہ پشت گزر چکے تھے جن کا علم یکے بعد دیگرے اس راہب کو پہنچا تھا۔جب یہ قافلہ اس سال اس راہب کے صومعہ کے قریب جا کر اترا تو اگر چہ پہلے بھی قافلے اس کے قریب اترتے تھے مگر یہ راہب کسی سے مخاطب نہ ہوتا تھا۔اب جو یہ قافلہ وہاں جا کر ٹھہرا تو اس نے پُرتکلف کھانے سے قافلہ کی مہمانی کی۔لوگ کہتے ہیں اس مہمانی کا باعث یہ تھا کہ بُحیرا راہب نے جب اپنے صومعہ میں سے اس قافلہ کو دیکھا تو اس کی نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی اور اس نے دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا آپ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔پھر جب یہ لوگ اترے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز ہوئے تو اس نے دیکھا کہ وہ ابر سایہ افگن آپ کے سر مبارک پر مثل چھتری کے قائم ہو گیا اور درخت کی سب ٹہنیاں آپ پر سایہ کرنے کے واسطے مائل ہوئیں۔راہب یہ ماجرا دیکھتے ہی اپنے صومعہ سے باہر نکلا اور کھانا پکا کر اہلِ قافلہ کی دعوت کی اور کہلا بھیجا کہ اے قریش میں چاہتا ہوں کہ تمہارے سب چھوٹے بڑے آزاد اور غلام میری دعوت میں شریک ہوں کوئی باقی نہ رہے۔قافلہ کے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا اے راہب آج تم ایسا کام کرتے ہو جو تم کو کبھی کرتے نہیں دیکھا حالانکہ ہم تمہارے پاس سے بار ہا

گزرے ہیں مگر کبھی تم نے دعوت تو کیسی ہم سے بات تک بھی نہیں کی۔ بُحَیرا نے کہا تیرا کہنا سچ ہے۔ میری ایسی ہی عادت ہے مگر تم لوگ مہمان ہو میرا جی چاہا کہ میں آج تمہاری اپنے ماحضر سے کچھ مدارات کروں اور قدرے نانِ جَو تیار کر کے تمہارے سامنے پیش کروں مگر تم سب قدم رنجہ فرما کر میرے کلبۂ تاریک کو اپنے نورِ درود سے روشن و منور کرو۔ سب نے قبول کیا اور راہب کے صومعہ میں اکٹھے ہوئے مگر حضور سرور دو عالم بہ سبب کم عمری کے قافلہ میں اپنے اسباب کے پاس ہی رہ گئے تھے۔ راہب نے جب سب لوگوں میں بغور نظر کی اور اس نورِ نظر یعنی سیّد البشر کو نہ دیکھا کہا تو اے قریش میں نے پہلے ہی تم سے کہہ دیا تھا کہ دیکھو تم میں سے کوئی باقی نہ رہے۔ چھوٹے بڑے سب تکلیف کرنا۔ قریش نے کہا اے راہب ہم تمہارے حسب الارشاد سب کے سب موجود ہیں کوئی باقی نہیں رہا صرف ایک بچہ جو بہت نو عمر ہے اس کو قافلہ میں چھوڑ آئے ہیں۔ راہب نے کہا یہ تم نے غلطی کی ایسا نہ چاہیے تھا۔ اس کو بھی بلاؤ تا کہ وہ بھی شریک طعام ہو۔ پس قریش میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا بہت بُری بات ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کا فرزند ہمارے ساتھ شریک دعوت نہ ہو۔ پس وہ شخص جا کر حضورؐ کو اپنے ساتھ لے آیا اور کھانے میں شریک کیا۔ بحیرا حضور کو بار بار دیکھتا تھا اور آپ کے بعض اعضاء جسم کو بغور ملاحظہ کرتا تھا اور اُن علامات کے مطابق پاتا تھا جو اس کے پاس لکھی ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ جب لوگ آب و طعام سے فارغ ہوئے اور چلنے لگے تو بحیرا نے حضورؐ سے عرض کیا کہ اے صاحبزادے تم میں سے بواسطہ لات وعزیٰ ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں تم مجھ کو اس کا جواب دو اور یہ واسطہ بحیرا نے اس واسطے دیا تھا کہ وہ قریش سے اسی طرح کی گفتگو کیا کرتا تھا اور لات وعزیٰ کا واسطہ دیتا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گفتگو سن کر فرمایا مجھ کو لات اور عزیٰ کا واسطہ نہ دے کیونکہ اس سے زیادہ دشمنی کی چیز میرے لئے اور کوئی نہیں۔ راہب نے عرض کیا پس میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم میرے سوال کا جواب دو۔ حضورؐ نے ارشاد کیا دریافت کر کیا دریافت کرتا ہے؟ اس نے آپ کی عادات کے متعلق آپ سے سوال کرنے شروع کئے اور آپ اس کو جواب دیتے تھے اور راہب اس کو اُن صفات سے جو اس کے پاس لکھی ہوئی تھیں مطابق کرتا تھا۔ یہاں تک کہ پھر اُس نے خاتم نبوت کی زیارت کی جو حضورؐ کے دونوں شانوں کے درمیان میں مثل ایک گھنڈی کے تھی۔

جب وہ راہب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار فرحت آثار سے اپنی تشفی خاطر کر چکا تو آپ کے چچا ابوطالب کی طرف متوجہ ہوا اور کہا یہ صاحبزادے آپ کے کون ہیں۔ ابوطالب نے فرمایا میرا فرزند ہے۔ راہب نے کہ اس لڑکے کے والد زندہ نہیں ہو سکتے۔ ابوطالب نے کہا دراصل یہ میرے بھائی کے فرزند

ہیں۔ راہب نے کہا ان کے والد کیا ہوئے۔ ابوطالب نے جواب دیا جب یہ فرزند حمل میں ہی تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ راہب نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ پس اب تمہیں لازم ہے کہ ان صاحبزادہ کو لے کر گھر واپس جاؤ اور یہودیوں سے ان کی حفاظت رکھو تا کہ وہ کوئی برائی ان کے ساتھ نہ کر سکیں۔ کیونکہ اگر وہ بھی اسی طرح ان کو پہچان لیں گے جیسے میں نے پہچان لیا تو ان کی عداوت پر مستعد ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ تمہارے ان بھتیجے کا ظہور ہونے والا ہے۔ پس تم جلد ان کو گھر واپس لے جاؤ۔ پس ابوطالب حضورؐ کو بہت جلد مکہ پہنچا گئے۔

سفرِ شام میں حضورؐ کے تین دشمن

لوگ کہتے ہیں کہ زریرا اور تماما اور دُرَیسا کہ یہ بھی اہل کتاب میں سے تھے۔ انہوں نے بھی اسی سفر میں ابوطالب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پہچان لیا تھا اور آپ کے ساتھ بدی کے ارادہ پر مستعد ہو گئے تھے۔ مگر بحیرا نے ان کو وعظ و نصیحت کے ساتھ سمجھایا اور ان کی کتاب میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و صفت لکھی تھی اور کہا کہ اگر تم بدی کرو گے تو تمہاری بدی کچھ کارگر نہ ہو گی۔ اس پر تینوں ایسے بُرے ارادہ سے باز آئے اور خاموش ہو گئے۔

حضور علیہ السلام کی پاکیزہ جوانی

پس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہوئے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک شر و فساد سے آپ کی حفاظت کرتا تھا اور جاہلیت کی ہر ایک ناپاکی سے آپ کو پاک اور مطہر رکھتا تھا کیونکہ اسے آپ کو سیدالرسل اور جواب دہندہ عالم بنانا تھا۔ چنانچہ جب آپ بالغ ہوئے تو نہایت بامروت صاحب اخلاق رحیم و کریم راست گو امین باحلم تھے۔ ان تمام اخلاق ذمیمہ سے جو شرافتِ انسانی کے واسطے ضرر رساں ہیں بہت دور تھے اور کل اوصافِ حمیدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر جمع فرما دیئے تھے۔ اکثر حضورؐ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان واقعات کا ذکر فرمایا کرتے تھے جو بچپن کے زمانہ میں آپ کو پیش آئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر فرمایا کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اور سب بچے کھیل کے واسطے پتھر اٹھا رہے تھے جیسا کہ بچوں کا قاعدہ ہے اور انہوں نے اپنے تہبند کھول کر کندھوں پر رکھ لئے تھے تا کہ ان پر پتھر ڈھو ڈھو کر لائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے چاہا کہ میں بھی اپنا تہبند اپنے کندھے پر رکھ پتھر اُٹھاؤں کہ غیب سے ایک ایسا طمانچہ میرے لگا جس سے مجھ کو نہایت صدمہ پہنچا اور غیب سے آواز آئی کہ اپنے تہبند کو مضبوط باندھو۔ پس میں نے اس کو مضبوط باندھ لیا اور گردن پر پتھر اٹھانے لگا حالانکہ میرے سب ساتھی اسی

طرح پتھر اٹھا رہے تھے اور ان سب میں فقط ایک میں ہی تہبند باندھے ہوئے تھا۔

جنگ فجار

جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چودہ یا پندرہ سال کی ہوئی تو حرب فجار کا واقعہ پیش آیا۔ یہ جنگ قریش اور بنی کنانہ کی بنی قیس عیلان سے ہوئی تھی اور وجہ اس جنگ کی یہ ہوئی کہ عروۃ الرحال بن عتبہ بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصفہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن نے نعمان بن منذر کے سامان تجارت سے لدے ہوئے اونٹوں کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔ جس پر بنی کنانہ کے ایک شخص براض بن قیس بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ نے بُرا منایا اور موقع پا کر عروہ کو قتل کر ڈالا۔ اس پر بنی کنانہ اور بنی قیس میں جنگ چھڑ گئی۔ قریش نے بنی کنانہ کا ساتھ دیا۔ قریش اور کنانہ میں ہر قبیلہ کا ایک ایک سردار تھا۔ ایسا ہی بنی قیس میں بھی ہر قبیلہ کا ایک سردار تھا۔ حضور رسولِ خدا بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ چنانچہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچاؤں کو وہ تیر اٹھا کر دیتا رہتا تھا جو اُن کے دشمنوں کی طرف سے آتے تھے۔۔

ایک روایت ہے کہ جب یہ جنگ ہوئی تو حضور کی عمر شریف بیس برس کی تھی اور اس جنگ کا نام حرب فجار اسی سبب سے ہوا کہ دونوں فریقوں نے حرمت والے مہینہ میں جنگ کی اور اس جنگ میں قریش اور کنانہ کا سردار حرب بن اُمیہ بن عبد شمس (حضرت امیر معاویہ کا دادا) تھا۔ (حرب فجار زمانہ جاہلیت کی جنگوں میں سب سے زیادہ مشہور اور عظیم الشان لڑائی سمجھی جاتی ہے پھر اس لحاظ سے بھی خاص شہرت حاصل ہے یہی وہ سب سے پہلی جنگ ہے جس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمولیت سے جو خصوصیت اس لڑائی کو حاصل ہوگئی ہے اس کا تقاضہ ہے کہ اس کی تفصیلی کیفیت یہاں بیان کی جائے جو دلچسپ بھی ہے اور زمانۂ جاہلیت کے حالات کی آئینہ دار بھی۔ ابن ہشام نے بہت ہی اختصار کے ساتھ اس جنگ کی طرف اشارہ کیا ہے جس کے پڑھنے سے نہ ناظر کی تشفی ہوتی ہے اور نہ حقیقت حال واضح ہوتی ہے۔ اس لئے ہم التاریخ الکامل سلامہ ابی الحسن علی المعروف بہ ابن الاثیر الجزری سے لے کر ذیل میں اس جنگ کی مفصل کیفیت درج کرتے ہیں):۔

یہ جنگ حضرت عبدالمطلب کی وفات سے بارہ سال بعد اور مکہ پر اصحاب فیل کے حملہ سے بیس سال بعد ہوئی۔ اس جنگ کا سبب یہ بہت معمولی واقعہ ہوا کہ بنی کنانہ کا ایک شخص براض بن قیس بڑا عیار، چالاک، قاتل اور خونی واقع ہوا تھا۔ اس کی دغا بازیوں اور بدکرداریوں سے تنگ آ کر اس کی قوم یعنی بنی کنانہ نے اسے اپنے ہاں سے نکال دیا تھا۔ اور اس سے کوئی علاقہ نہ رکھا تھا۔

اپنی قوم میں سے نکل کر یہ شخص نعمان بن المنذر کے پاس پہنچا جو شہنشاہ ایران کی طرف سے حیرہ اور عراق کا والی تھا۔

نعمان ہر سال عکاظ کے مشہور میلے میں فروخت کرنے کے لئے اونٹوں پر لاد کر بہت سا تجارتی سامان بھیجا کرتا تھا۔ اسے ''یطمہ'' کہتے تھے۔

عکاظ۔ ذی المجاز اور مجنہ عرب کے نہایت مشہور ومعروف میلے تھے جو سالانہ منعقد ہوا کرتے تھے۔ عرب ان میلوں میں نہایت کثرت کے ساتھ جمع ہوتے تھے اور خرید وفروخت کرتے تھے۔ چونکہ عرب میں لوٹ مار اور قتل وغارت کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا اس لئے یہ میلے ماہ حرام میں حج کے موقع پر لگا کرتے تھے۔ جب قتل وغارت ممنوع ہوتی تھی اور کوئی کسی سے مخاصمت نہ کرتا تھا۔ ہر شخص پوری آزادی اور امن کے ساتھ ان میلوں میں شامل ہوتا تھا۔ جو کچھ لڑائی جھگڑا ہوتا تھا وہ ان میلوں کے بعد ہوا کرتا تھا۔

بد قسمتی سے ایک مرتبہ مشہور مفسد براض اور عروۃ الرحال نعمان کے دربار میں حاضر تھے کہ نعمان نے کہا تم میں سے کون شخص ایسا ہے جو بہادری کے ساتھ میرے یطمہ کو عکاظ میں لے جائے اور اس کی حفاظت کا پورے طور پر ذمہ دار ہو؟ میں اسے اس خدمت کا معقول معاوضہ دوں گا۔

اس پر براض کھڑا ہو گا اور کہنے لگا کہ حضور! میں اپنی قوم بنی کنانہ کی طرف سے مالِ تجارت کے ان اونٹوں کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں کہ وہ لوگ نہ اس قافلہ کو لوٹیں گے اور نہ مال تجارت کو نقصان پہنچائیں گے۔

اس پر نعمان بن منذر نے کہا ''مگر میں تو ایسے شخص کو چاہتا ہوں جو بنی کنانہ اور بنی قیس دونوں کا ذمہ لے۔ عروۃ الرحال دربار میں موجود تھا۔ اس نے بہت بگڑ کر کہا کہ ایک کتا جسے اس کی قوم نے ذلیل کر کے نکال دیا ہو آپ کے مال (کی) حفاظت کا ذمہ دار ہو سکتا ہے؟ میرے پیارے آقا! میں آپ کے اونٹوں کی حفاظت کی پوری ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہوں۔ سارا مال میرے حوالے کیجئے اور اس کی حفاظت کی طرف سے بالکل مطمئن رہیے!

عروۃ الرحال کی زبان سے یہ سن کر براض کے غصہ کی انتہا نہ رہی۔ اس نے شاہی آداب کا خیال نہ کرتے ہوئے نہایت طیش میں آ کر کہا ''عروہ! کیا تو اس مال تجارت کی حفاظت کا بنی کنانہ کے مقابلہ میں بھی زیادہ ذمہ دار بنتا ہے؟

عروۃ الرحال نے اسی غیظ وغضب کے ساتھ جواب دیا ''بنی کنانہ ہی پر منحصر نہیں۔ میں اسود واحمر اور عرب وعجم کے مقابلہ میں بادشاہ کے اونٹوں کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔ میری ذمہ داری میں کسی شخص کی

مجال نہیں ہوگی کہ اونٹوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔

چونکہ عروہ نے عرب کے ہر قبیلہ کے مقابلے میں اونٹوں کی حفاظت کا ذمہ لیا تھا۔ اس لئے نعمان بن منذر نے سارا مال تجارت اونٹوں پر لدوا کر عروہ کے حوالے کر دیا اور یہ اسے لے کر عکاظ روانہ ہوگیا۔

بھرے دربار میں اپنی اس ذلت اور ناکامی پر براض کو نہایت طیش آیا اور اس نے اسی وقت سے اس امر کا پختہ ارادہ کر لیا کہ میں اپنی شکست کا انتقام عروہ کے خون سے لوں گا۔ اس ارادہ سے وہ نعمان کے اونٹوں کے ساتھ چل پڑا۔ عروہ الرحال نے اسے دیکھ لیا مگر کچھ پروانہ کی۔ اور اپنا سفر جاری رکھا۔

حیرہ سے چل کر جب وہ قافلہ وادی تیمن میں پہنچ کر مقیم ہوا جو حوالی فدک میں واقع ہے تو وہاں براض نے اپنے تیر نکالے تا کہ ان سے عروہ کے قتل کی فال لے۔ اتفاق سے عروہ بھی اُدھر سے گزرا۔ اس نے پوچھا کہ ''براض تو یہ فال کس لئے اور کس کے لئے نکال رہا ہے۔

براض نے جواب دیا کہ تیرے قتل کا ارادہ ہے اور اسی لئے ان تیروں سے فال دیکھ رہا ہوں۔ بول۔ کیا تو مجھے اس کی اجازت دیتا ہے کہ میں یہ فال دیکھ لوں۔

عروہ نے بے پروائی سے جواب دیا ''چاہے فال دیکھ یا نہ دیکھ۔ مگر تیری یہ مجال کبھی نہیں ہوسکتی کہ تو میرے قتل کے لئے ہاتھ اٹھا سکے''۔ یہ سنتے ہی براض نے تلوار اٹھائی اور عروہ کی گردن اڑا دی۔

عروہ کو قتل ہوتے دیکھ کر اونٹوں کے محافظ ایسے گھبرائے کہ اونٹوں کو چھوڑ کر فوراً بھاگ گئے اور براض اونٹوں کو لے کر خیبر چلا آیا۔

جب عروہ کے قتل کی خبر اس کی قوم یعنی بنی قیس میں پہنچی تو عروہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے دو شخص اسد بن جوین اور مسادر بن مالک خیبر پہنچے تا کہ جہاں براض انہیں ملے وہ اسے قتل کر ڈالیں۔ مگر بدقسمتی سے دونوں براض کو پہچانتے نہیں تھے۔

خیبر پہنچ کر جو شخص سب سے پہلے ان سے ملا وہ اتفاق سے براض ہی تھا۔ انہوں نے اس سے براض کا پتہ پوچھا کہ وہ کہاں ملے گا۔

براض نے ان دونوں سے پوچھا کہ آپ کو براض سے کیا کام ہے۔ انہوں نے کہا کہ ''وہ ہمارے آدمی عروۃ الرحال کو مار آیا ہے ہم اسے قتل کرنے آئے ہیں''

براض ان سے بڑے اخلاق سے پیش آیا۔ ان کو اپنے پاس ٹھہرایا اور ان کی دعوت کا عمدہ انتظام کیا اور ان کے اونٹوں کو اچھی طرح باندھ دیا اور کہا ''مجھے براض کا پتہ ہے جہاں وہ رہتا ہے۔ تم میں سے جو زیادہ بہادر ہو وہ میرے ساتھ چلے اور براض کا کام تمام کر دے۔

چنانچہ ان میں سے ایک شخص اپنی تلوار لے کر براض کے ساتھ ہولیا۔ براض اسے خیبر کے باہر ایک ویرانے میں لے گیا اور ایک ٹوٹے پھوٹے مکان کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا یہ ہے براض کا مکان تم ذرا یہاں کھڑے رہو میں اندر جا کر دیکھ آؤں کہ براض ہے یا نہیں؟ مکان میں سے نکل کر اس نے کہا کہ براض موجود ہے اور سو رہا ہے۔ پس تم اندر جا کر اسے مار ڈالو۔ اپنی تلوار مجھے دکھاؤ کہ تیز ہے یا نہیں؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ موقع پر دھوکہ دے جائے۔

اس بہانہ سے اس نے اس سے تلوار لے کر اس تلوار سے اس کا خاتمہ کر دیا اور اس کی لاش کو پتھروں سے چھپا کر گھر چلا آیا اور اس کے دوسرے ساتھی سے کہنے لگا۔ تیرا ساتھی تو بہت ہی بزدل ثابت ہوا۔ میں اسے براض کے مکان پر لے گیا اور وہ سو رہا تھا۔ میں نے کہا ''بڑا عمدہ موقع ہے اسے سوتے میں مار ڈال''۔ مگر اس پر براض کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ اسے قتل نہ کر سکا اور اس کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے۔ میں نے ایسا بزدل آدمی آج تک نہیں دیکھا۔ اب صرف یہی شکل ہے کہ تم چلو اور براض کو سوتے میں قتل کر ڈالو۔

ویرانہ میں پہنچ کر اس کا بھی یہی حشر ہوا اور براض نے اسے بھی اپنے ساتھی کے پاس پہنچا دیا۔ جس کے بعد وہ اونٹوں کو لے کر مکہ چلا آیا۔ قریش اس وقت عکاظ میں گئے تھے۔ براض نے ایک شخص کو دس اونٹ دے کر کہا کہ تو عکاظ میں سردار قریش حرب بن امیہ اور میری قوم بنی کنانہ کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ براض نے عروۃ الرحال کو مار ڈالا ہے اور تم لوگ بنی قیس سے ہوشیار رہنا۔

جب حرب بن امیہ کے پاس یہ پیغام پہنچا تو اس نے بڑے بڑے سردارانِ قریش کو ایک جگہ جمع کیا اور کہا کہ اس قتل کا بدلہ بنی قیس ہم سے ضرور لینا چاہیں گے۔ پس مناسب یہی ہے کہ قریش اور بنی کنانہ کے جتنے آدمی یہاں عکاظ میں موجود ہیں سب فوراً مکہ واپس چلے جائیں تاکہ بنی قیس کے قتل و غارت سے بچ جائیں۔ پس قریش کے ان تمام آدمیوں نے جو عکاظ کے میلے میں آئے ہوئے تھے مصلحت اور خیریت اسی میں سمجھی کہ جلد سے جلد عکاظ سے روانہ ہو جائیں۔

یہ فیصلہ ہونے کے بعد بنی قیس کے سردار ابو براء عامر بن مالک کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تہامہ اور نجد میں قریش کے خلاف ایک سخت فتنہ برپا ہو گیا ہے اس لئے اس کے قرار واقعی تدارک کے لئے ہمیں فوراً واپس جانے کی ضرورت ہے۔ آپ ہمیں اس کی اجازت دے دیجئے۔

ابو براء کو ابھی تک اپنے آدمی کے قتل کی خبر نہیں ملی تھی۔ اس لئے اسے کچھ شبہ نہ ہوا اور اس نے بخوشی اجازت دے دی اس کارروائی کے بعد قریش کے چند بااثر آدمی بازار عکاظ میں پہنچے اور پکار کر انہوں نے اس بات کا اعلان کیا کہ مکہ میں ہمارے پیچھے ایک سخت حادثہ ہو گیا ہے جس کے لئے ہمیں فوری طور پر مکہ

پہنچنا چاہیے اگر ہم یہاں رہے تو ممکن ہے فساد بڑھ جائے اور پھر اس کا تدارک مشکل ہو۔ اس لئے ہم مجبوراً جا رہے ہیں۔ آپ لوگ کچھ خیال نہ کریں۔ اس کے بعد بہت پریشانی اور سراسیمگی کے ساتھ کنانہ اور قریش مکہ کی طرف بھاگے۔

سارا دن تو خیریت سے گزر گیا مگر سورج غروب ہونے کے وقت ابو براء کو عروۃ الرحال کے قتل کی خبر معلوم ہوئی وہ فوراً سمجھ گیا کہ قریش نے یہاں سے بھاگنے کی یہ چال کی ہے۔ وہ فوراً اپنی قوم کو ساتھ لے کر قریش اور کنانہ کے تعاقب میں نہایت تیزی سے روانہ ہوا۔ مقام نخلہ میں پہنچ کر قریش ان کو مل گئے انہوں نے فوراً ان پر حملہ کر دیا اور قریش کے بہت سے آدمی مار ڈالے۔ کیونکہ بنی قیس بڑے جوش اور غضب میں بھرے ہوئے تھے۔

اس مصیبت سے بچنے کے لئے قریش کو اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔ سوائے اس کے کہ وہ بھاگ کر حدود حرم میں داخل ہو جائیں۔ جہاں عرب جاہلیت کے معاہدہ کے مطابق اور حرم کے تقدس کی خاطر کوئی شخص کسی کو قتل نہیں کر سکتا تھا۔

جب قریش حرم میں داخل ہو گئے تو مجبوراً بنی قیس کو واپس جانا پڑا۔ مگر یہ کہہ گئے کہ عروۃ الرحال کا خون ہرگز ضائع نہیں جا سکتا۔ اس کا بدلہ ضرور لیا جائے گا۔ لہٰذا آئندہ سال ہمارے مقابلہ کے لئے تیار ہو کر عکاظ میں آئیں۔

واپس جا کر سارے سال بنی قیس عروۃ الرحال کا ماتم کرتے رہے اور لوگوں کو اس خون کے انتقام کیلئے برانگیختہ کرتے رہے۔ یہ تمام زمانہ انہوں نے زور وشور کے ساتھ جنگ کی تیاریوں میں گزارا۔ قریش بھی اپنے حریف کی جنگی تیاریوں سے غافل نہ تھے انہوں نے بکثرت ہتھیار لوگوں میں تقسیم کئے چنانچہ ان کے ایک مشہور سردار عبداللہ بن جدعان نے ایک سو آدمیوں کو پورے ہتھیار دیئے اور قریش کے دوسرے سرداروں نے بھی ایسا ہی کیا۔

وقت مقررہ پر دونوں فریق میدانِ عکاظ میں پہنچ گئے۔ ہر ایک فریق کے مختلف گروہوں کا الگ الگ سردار تھا۔ (ابن الاثیر نے تمام قبائل کے سرداروں کی علیحدہ علیحدہ فہرست دی ہے مگر اختصار کے خیال سے ہم اسے نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ ہمارا مقصد صرف لڑائی کی کیفیت بیان کرنا ہے) الگ الگ سرداروں کے علاوہ دونوں فریق کا متفقہ سردار علیحدہ تھا۔ بنی قیس کا ابو براء عامر بن مالک اور قریش کا حرب بن امیہ (حضرت امیر معاویہ کا دادا) کیونکہ بنی عبد مناف میں وہ اس وقت سب سے بڑے مرتبہ کا شخص تھا اور عمر میں بھی سب سے بڑا تھا۔

میدانِ جنگ میں پہنچ کر حرب بن امیہ اور قریش کے بعض بڑے بڑے سرداروں نے اپنے آپ کو رسیوں سے باندھ لیا اور کہا کہ ہم میں سے کوئی شخص میدان سے نہیں ہٹے گا۔ یہاں تک کہ یا مارا جائے یا فتح پائے۔

لڑائی شروع ہونے پر بنی قیس نے اس زور وشدت سے حملہ کیا کہ قریش اور کنانہ کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ بہت سے بھاگ گئے۔ مثلاً بنی زہرہ اور بنی عدی فراس وغیرہ فرار ہو گئے مگر سردار لشکر حرب بن امیہ نہایت پامردی کے ساتھ میدان میں ڈٹا رہا اور بہادری کے ساتھ لڑتا رہا۔ بنی عبد مناف اور قریش کے تمام قبائل بھی اپنی اپنی جگہ پر قائم ہے۔ صبح سے دوپہر تک برابر بنی قیس کا پلہ بھاری رہا اور بظاہر یہی نظر آرہا تھا کہ فتح بنی قیس کی ہو گی مگر دوپہر کے بعد حالت نے پلٹا کھایا۔ کنانہ اور قریش نے غیر معمولی جوش سے لڑنا شروع کیا اور لڑائی کا ہنگامہ بڑے زور وشور سے گرم ہو گیا۔ قریش نے بڑی پھرتی اور تیزی کے ساتھ بنی قیس کے آدمیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ اس حملہ کی تاب بنی قیس نہ لا سکے اور جس کا جدھر منہ آیا بھاگ کھڑا ہوا۔ اس بھاگڑ میں بھی بہت سے آدمی مارے گئے۔ یہ دیکھ کر مالک بن عوف کے چچا ابو السید کو بڑا رحم آیا اور اُس نے بآواز بلند کہا کہ اے آلِ کنانہ اور اے قریش! تم نے آج اپنی حد سے بہت زیادہ آدمیوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے اس پر عبداللہ بن جدعان نے جواب دیا کہ ''جی ہاں آپ نے ٹھیک کہا ہم لوگ آدمیوں کو قتل کرنے میں نہایت چالاک اور لوگوں کے سر تن سے جدا کرنے میں نہایت بیباک ہیں''۔

جب بیع بن ربیع نے دیکھا کہ قبائل قیس کو شکست ہو گئی تو اس نے اپنے آپ کو رسیوں سے جکڑ لیا اور زمین پر لیٹ کر کہنے لگا یا معشر بن نصر! یا تو میرے ساتھ دشمن پر حملہ کرو ورنہ مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ میں تو اب میدان جنگ سے کسی صورت میں ہٹ نہیں سکتا۔ یہ عزت اور آن کا سوال ہے۔ جس کے آگے جان کوئی چیز نہیں۔ پس آؤ اور عزت کے میدان میں مر جاؤ۔

بیع کی یہ ولولہ انگیز تقریر سن کر بنی نصر جشم۔ سعد بن بکر۔ فہم اور عدوان کے قبائل بھاگتے ہوئے رک گئے اور پلٹ کر ایسی شدت کے ساتھ حملہ کیا کہ قریش حیران رہ گئے۔

چونکہ اب صبح سے لڑتے لڑتے قریش اور کنانہ میں بھی اب مزید سکت لڑنے کی باقی نہ رہی تھی اس لئے لڑائی روک کر دونوں فریق میں صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ آخر اس شرط پر دونوں فریق متفق ہو گئے کہ دونوں فریق کے مقتولین کا شمار کیا جائے۔ جس فریق کے مقتول زیادہ ہوں وہ قبیلہ مخالف قبیلہ سے اُن زائد آدمیوں کا خون بہا وصول کرے۔

اس فیصلے کی تعمیل میں جب دونوں طرف کے مقتولین کا شمار کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بنی قیس کے بیس آدمی

قریش اور کنانہ نے زیادہ مارے ہیں مگر قریش کے پاس اس وقت اتنا روپیہ نہ تھا کہ بیس زائد آدمیوں کی دیت ادا کر سکتے اس لئے سردار لشکر قریش حرب بن امیہ نے اپنے لڑکے ابوسفیان کو بنی قیس کے پاس رہن رکھ دیا اور کہا کہ جب ہم تمہارا تاوان ادا کر دیں گے اس وقت اپنے لڑکے کو چھڑا لیں گے۔ بعض قبائل کے دیگر رئیسوں نے بھی ایسا ہی کیا اور اپنے بیٹوں کو بنی قیس کے پاس رہن رکھ دیا۔

اس فیصلہ کے بعد باہم ایک معاہدہ یہ ہوا کہ آئندہ کبھی براض اور عروۃ الرحال کے معاملہ کے متعلق فریقین میں سے کوئی شخص ایک دوسرے کو تکلیف نہیں پہنچائے گا۔ ازاں بعد دونوں فریق اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور جو عداوت، بغض اور کینہ اس واقعہ کی وجہ سے فریقین کے دلوں میں پیدا ہو گیا تھا اسے دونوں نے اپنے دل سے دور کر دیا۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

حضرت خدیجہؓ سے آنحضورؐ کی شادی اور اولاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 25 برس کی ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ طاہرہ بنت خویلد سے شادی کی۔ حضرت خدیجہ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصٰی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب۔

خدیجہ بنت خویلد ایک تاجر خاتون تھیں۔ صاحب شرف اور مالدار۔ اپنا مال لوگوں کو دے کر ان سے تجارت کراتی تھیں۔ اور ان کا حصہ اس کے منافع میں مقرر کر دیتی تھیں۔ قریش کے سب لوگوں کا پیشہ تجارت تھا۔

جب خدیجہ کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صدق گفتار اور حسن کردار اور امانت داری اور حسنِ اخلاق کا حال معلوم ہوا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آپ ان کا مال لے کر شام میں تجارت کے واسطے جائیں اور ان کے غلام میسرہ کو بھی اپنے ہمراہ رکھیں اور آپ کے واسطے دو حصہ مقرر کیا جو اور لوگوں کے حصوں سے بہت زیادہ تھا۔ حضورؐ نے اس بات کو قبول کیا اور ملکِ شام کی طرف مع میسرہ غلام کے روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب آپ سرحدِ شام میں داخل ہوئے تو ایک روز آپ ایک درخت کے سایہ میں ایک راہب کے صومعہ کے قریب جلوہ افروز تھے کہ اس راہب نے میسرہ غلام سے پوچھا یہ کون شخص ہیں جو اس درخت کے نیچے تشریف رکھتے ہیں۔ میسرہ نے کہا یہ قبیلہ قریش کے ایک شخص ہیں۔ اور اہل حرم میں سے ہیں۔ راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے سوا نبی کے اور کوئی نہیں بیٹھ سکتا۔ پس حضورؐ جو اسباب تجارت مکہ سے لائے تھے اس کو آپ نے فروخت کیا اور جس قسم کا مال خریدنا تھا اس کو خرید کر واپس مکہ

تشریف لائے۔ اس کو خدیجہ نے یہاں فروخت کیا۔ اور مال میں دوگنا فائدہ ہوا۔ کہتے ہیں اس سفر میں میسرہ نے دیکھا کہ جس وقت سخت گرمی ہوتی تھی دوفرشتے اپنے پروں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرتے تھے اور میسرہ نے یہ سب حال اور راہب کی گفتگو خدیجہ سے نقل کی۔ خدیجہ چونکہ ایک نہایت ذی عقل پاک نفس اور پاک طینت خاتون تھیں اُن واقعات کوسن کر اس بات کی متمنی ہوئیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنی زوجیت میں قبول کریں اور انہوں نے اس پیرایہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ اے میرے چچازاد چونکہ تم مجھ سے قرابت قریبی رکھتے ہو اور امانت وصدق اور اخلاق حسنہ کے ساتھ موصوف ہو لہٰذا تمہاری جانب میرا میلانِ خاطر ہے۔ اور حضرت خدیجہ قریش کی سب عورتوں میں شریف اور بزرگ اور ساری قوم سے زیادہ مالدار تھیں۔ اور ہر شخص ان سے شادی کرنے کا خواہشمند تھا۔

حضرت خدیجہ کی والدہ فاطمہ بنت زائد بن الاصم بن رواحہ بن بشر بن عبد بن ہصیص بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر تھیں۔ اور ہالہ کی ماں قلابہ بنت ہالہ بنت سعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر تھیں۔ جب یہ پیغام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا آپ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا۔ پس حضرت حمزہ بن عبدالمطلب آپ کو ساتھ لے کر حضرت خدیجہ کے والد خویلد کے پاس آئے اور آپ کی طرف سے پیغام دیا۔ انہوں نے قبول کر کے شادی کر دی

ان کا مہر بیس اونٹ تھا۔ اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ تھیں۔ جب تک یہ زندہ رہیں حضورؐ نے اور شادی نہیں کی اور سوا صاحبزادہ ابراہیم کے حضورؐ کی کل اولادیں ان سے ہوئیں۔ چنانچہ ان سے تین لڑکے پیدا ہوئے ایک قاسم جن کے نام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ دوسرے طیب، تیسرے طاہر اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم اور فاطمہ علیہم السلام۔

حضورؐ کے بڑے لڑکے قاسم تھے۔ ان سے چھوٹے طاہر اور صاحبزادیوں میں سب سے بڑی رقیہ ان سے چھوٹی زینب ان سے چھوٹی اُم کلثوم۔ ان سے چھوٹی فاطمہ تھیں۔ حضورؐ کے تینوں صاحبزادے زمانہ جاہلیت ہی میں انتقال فرما گئے تھے۔ مگر صاحبزادیاں سب زندہ تھیں۔ اور اسلام کا زمانہ انہوں نے پایا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی۔

حضورؐ کے صاحبزادہ ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ تھیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم تھیں۔ مقوقس بادشاہ مصر نے ان کو بطور ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تھا۔

حضرت خدیجہؓ نے وہ واقعات جو اپنے غلام میسرہ سے سنے تھے۔ اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے

بیان کئے جو عیسائی ہو گئے تھے اور آسمانی کتابوں کا بخوبی علم رکھتے تھے۔ انہوں نے خدیجہ کو جواب دیا۔ اگر یہ باتیں حق ہیں تو اے خدیجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ضرور اس امت کے نبی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ضرور اس امت میں نبی ہونے والا ہے اور یہی زمانہ اس کے ظہور کا ہے۔ مگر دیکھئے کس وقت ظہور ہوتا ہے۔ میں اس نبی کا اشد انتظار رکھتا ہوں اور اس شوق کی حالت میں اس نے ایک قصیدہ بھی کہا۔

کعبہ کی تعمیرِ نو اور حجرِ اسود کے متعلق آنحضرتؐ کا فیصلہ

جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پینتیس سال کی ہوئی قریش نے خانہ کعبہ نئے سرے سے بنانے کا ارادہ کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ اس کو مسقّف کر دیں مگر اس کے منہدم کرنے سے خائف تھے اور کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی تھی کہ اس کے گرانے میں پہل کرے۔ کعبہ کی قدیمی دیواریں قدِ آدم سے کچھ زیادہ تھیں۔ اب قریش کا یہ ارادہ ہوا کہ ان کو بلند کر کے مسقّف کر دیں۔ اور باعث اس کا یہ تھا کہ کچھ لوگ خانہ کعبہ کا خزانہ جو اس کے اندر ایک تہ خانہ میں رہتا تھا چرا کر لے گئے تھے اور اس کی چیزیں ایک شخص ڈدیک نام کے پاس دیکھی گئی تھیں۔ یہ شخص بنی ملیح بن عمرو خزعی کا غلام تھا۔ جرم ثابت ہونے پر اس غلام کا اس چوری کی علت میں ہاتھ کاٹ ڈالا گیا۔

انہیں دنوں میں ساحل جدہ پر ایک کشتی سمندر میں سے برآمد ہوئی تھی جو کسی روم کے سوداگر کی ڈوب گئی تھی۔ اس کشتی کی لکڑیوں کو قریش نے خانہ کعبہ کی چھت پر پاٹنے کے واسطے مول لے لیا تھا اور ایک قبطی شخص مکہ میں رہتا تھا۔ جو نجاری کے کام سے خوب واقف تھا اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ کعبہ کی چھت میں تیار کر دوں گا۔

اب ایک عجیب واقعہ یہ سنئے کہ خانہ کعبہ کے اس تہ خانہ میں جو نذر و نیاز کے واسطے بنایا گیا تھا۔ ایک سانپ رہتا تھا۔ اور اکثر اوقات وہ سانپ تہ خانہ سے نکل کر کعبہ کی دیواروں پر پھرا کرتا تھا۔ سب لوگ اس سے خوف کھاتے تھے اور کوئی اس کے قریب نہ جاتا تھا۔ ایک روز یہ سانپ نکلا اور حسب دستور دیواروں پر پھرنے لگا اللہ تعالیٰ نے ایک پرندہ کو بھیجا اور وہ اس سانپ کو پکڑ کر اڑ گیا۔ قریش یہ واقعہ دیکھ کر کہنے لگے۔ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس ارادہ سے راضی ہے اور جو اس نے اس موذی کے دفعہ ہونے کا یہ غیبی سبب پیدا کیا اور ہمارے پاس سامان تعمیر بھی سب موجود ہے اور ایک عمدہ کاریگر چھت پانے کے واسطے تیار ہے۔ پس سب کے سب کعبہ بنانے پر مستعد ہوئے اور ابو وہب بن عمرو بن عایذ بن عمران بن مخزوم کھڑا ہوا۔

ایک روایت یہ ہے کہ عائذ بن عمران بن مخزوم اس کام کے لئے مستعد ہوا تھا۔عبداللہ بن صفوان نے ایک دفعہ جعدہ بن سبیرہ بن ابی وہب کے ایک لڑکے کو کعبے کا طواف کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون شخص ہے۔کسی نے کہا کہ یہ جعدہ کا فرزند ہے۔عبداللہ بن صفوان نے کہا اس کا دادا یعنی ابووہب وہ شخص تھا جس نے کعبہ کو منہدم کرنے کے وقت ایک پتھر اٹھایا تھا۔اور وہ پتھر اس کے ہاتھ سے اچھل کر پھر اپنی جگہ پر نصب ہو گیا۔تب اس وقت ابووہب نے کہا اے قریش تم کو لازم ہے کہ کعبہ کے بنانے میں پاک مال جو تمہاری حلال کمائی کا ہو خرچ کرو۔حرامکاری یا سود یا ظلم اور غضب کا مال خرچ نہ کرنا۔بعض لوگ اس کلام کو ولید بن مغیرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ابووہب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے ماموں تھے اور نہایت شریف بزرگ تھے شعراء عرب نے ان کی تعریف وتوصیف میں قصائد لکھے ہیں۔

نئی تعمیر کے وقت قریش نے آپس میں کعبہ کے حصہ بانٹ لئے تھے۔چنانچہ دروازہ کی جانب بنی عبد مناف اور بنی زہرہ کے حصے میں آئی تھی اور رکن اسود سے رکن یمانی تک بنی مخزوم اور چند قبائل کے حصہ میں تھی۔اور کعبہ کی پشت بنی جمح اور بنی سہم کے حصہ میں تھی۔اور یہ دونوں عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی کے بیٹے تھے اور حجر کی طرف بنی عبدالدار بن قصیٰ اور بن اسد بن عزیٰ اور بنی عدی بن کعب بن لوئی کے حصہ میں تھی یہی سمت حطیم کی ہے۔

مگر باوجود ان سب تیاریوں کے کعبہ کے منہدم کرنے سے یہ لوگ نہایت خائف تھے اور کسی کو پیش قدمی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔آخر ولید بن مغیرہ نے کہا کہ میں منہدم کرنے میں پیش دستی کرتا ہوں۔پس وہ کدال لے کر آگے بڑھا اور پہلے اس نے کعبہ کے اوپر جا کر دعا کی کہ اے اللہ ہمارا ارادہ بہتر ہے اور خیر کا ہے۔پھر دونوں رکنوں کی طرف سے کعبہ کو منہدم کرنا شروع کیا۔اور سب لوگ بیٹھے تماشا دیکھتے رہے۔کسی نے اس دن اس کے ساتھ شرکت نہ کی اور رات بھی ان لوگوں نے اسی انتظار میں گذار دی کہ دیکھیں ولید بن مغیرہ کا کیا حال ہوتا ہے۔اگر وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوا تو ہم کعبہ کو اس کی قدیمی حالت پر رہنے دیں گے۔اور اگر وہ صحیح وسالم رہا تو پھر ہم اپنی حسب منشاء اس کو تیار کریں گے۔چنانچہ جب صبح ہوئی اور ولید بن مغیرہ کو بصحت وسلامت پایا۔سب نے سمجھ لیا کہ خدا ہمارے اس فعل سے راضی ہے۔پھر سب نے بالاتفاق کعبہ کو منہدم کرنا شروع کیا۔یہاں تک کہ جب یہ انہدام اساس ابراہیم تک پہنچا تو وہاں ان کو چند پتھر سبز رنگ کے دستیاب ہوئے جو باہم جڑے ہوئے تھے اور اونٹ کی کوہان کی مانند تھے۔

قریش میں سے ایک شخص نے جب اپنی کدال سے اساس ابراہیم کے دو پتھروں کو اڑا کر ان کو نکالنا چاہا

تو اس کے صدمہ سے تمام شہر مکہ متزلزل ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر قریش نے اسی حد تک انہدام کو موقوف کر دیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ قریش کو رکن کے پاس کعبہ کی دیوار میں سے ایک کتاب ملی تھی۔ جس میں بخط سریانی کچھ لکھا تھا۔ ان سے پڑھا نہ گیا کہ کیا لکھا تھا۔ آخر ایک یہودی سے پڑھوایا تو معلوم ہوا کہ اس میں یہ عبارت مکتوب تھی میں خدا ہوں۔ مکہ میرا ہے۔ میں نے اس کو اس روز پیدا کیا تھا جس روز آسمان و زمین پیدا کئے اور چاند و سورج بنائے اور ہمیشہ کے واسطے سات فرشتوں کو متعین کیا جو اس پر سایہ فگن رہتے ہیں اور یہ زائل نہ ہو گا۔ جب تک کہ اس کے دونوں پہاڑ قائم ہیں برکت والا ہے۔ یہ اپنے اہل کے واسطے پانی اور دودھ ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور مجھ سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ مقام ابراہیم میں بھی ان کو ایک مکتوب ملا تھا جس میں لکھا تھا کہ یہ اللہ کی رحمت والی جگہ ہے۔ تین راستوں سے اس کا رزق اس کے پاس آئے گا۔

لیث بن ابی سلیم کا قول ہے کہ بعثت نبوی سے چالیس سال پہلے لوگوں کو کعبہ میں ایک پتھر ملا تھا۔ جس پر کنندہ تھا کہ جو نیکی کرے گا۔ اس پر لوگ رشک کریں گے۔ اور جو برائی کرے گا۔ اس کو شرمندگی حاصل ہو گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم برائیوں کے مرتکب ہو کر اچھا بدلہ پاؤ۔ کیونکہ کیکر کے درخت سے انگور حاصل نہیں ہوتے۔

جب قریش کعبہ کے انہدام سے فارغ ہوئے تو تعمیر کے واسطے ہر ایک قبیلہ نے جدا جدا پتھر جمع کرنے شروع کئے اور بنانے میں مشغول ہوئے۔ جب یہ تعمیر رکن یعنی حجر اسود تک پہنچی تو ہر قبیلہ نے یہ چاہا کہ اس کو ہم پورا کریں۔ اور یہاں تک کہ اس معاملہ نے طول کھینچا کہ سب باہم قتل و قتال پر آمادہ ہو گئے۔ اور بنو عبدالدار نے خون سے ایک پیالہ بھر کر رکھا اور ان کے سارے ساتھیوں نے اس خون میں ہاتھ ڈبوئے اور جنگ پر عہد کیا۔ یعنی ہم جان دے دیں گے مگر پیچھے نہ ہٹیں گے۔ غرضیکہ اس قضیہ میں چار یا پانچ راتیں گذر گئیں اور کسی طرح مقدمہ فیصل نہ ہوا۔ آخر سب قریش مسجد حرام میں جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے۔ ان ایام میں قریش کے اندر سب سے زیادہ عمر رسیدہ ابو اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اس نے کہا اے قریش تم یہ کام کرو کل صبح جو شخص دروازہ میں سے مسجد میں آئے اس کو حاکم بناؤ۔ اور جو وہ فیصلہ کرے اس کو قبول کر لو۔ قریش کو یہ بات پسند آئی اور دروازہ کی طرف ہو کر بیٹھے کہ جو شخص آئے ہم اس کو حاکم بنائیں۔ پس اس وقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ سب لوگ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے بیشک یہ شخص آمین ہیں۔ ان کا فیصلہ جو کچھ یہ کریں گے۔ ہم بخوشی منظور

کرتے ہیں۔ جب حضورؐ ان کے پاس پہنچے انہوں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو حاکم بنایا ہے آپ ہمارا فیصلہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس ایک کپڑا لاؤ لوگ فوراً کپڑا لائے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کپڑے میں رکن یعنی حجر اسود کو رکھا اور فرمایا تم سب لوگ ہر قبیلے کے اس کپڑے کو پکڑ لو اور اس کو اٹھا کر دیوار کے پاس لاؤ۔ جب وہ لے آئے تو آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں اٹھا کر دیوار پر رکھ دیا۔ پھر اس کے اوپر سے تعمیر جاری ہوگئی۔ نزول وحی سے پہلے قریش رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کہا کرتے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خانہ کعبہ اٹھارہ ہاتھ تھا۔ اور سفید سوتی کپڑے کا غلاف اس پر چڑھتا تھا۔ پھر دھاری دار کپڑے کا غلاف چڑھنے لگا۔ سب سے پہلے جس شخص نے خانہ کعبہ پر دیباج (ریشمی کپڑے) کا غلاف چڑھایا۔ وہ حجاج بن یوسف تھا۔

حمس کی رسم کا اجراء

قریش نے عام الفیل سے پہلے یا اس کے بعد ایک رسم جاری کی اور اس کا نام حمس[1] رکھا۔ اور اس کا باعث یہ تھا کہ ان کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم لوگ اولاد ابراہیم اور اہل حرمت اور بیت اللہ کے متولی اور مکہ کے رہنے والے ہیں۔ ہمارے برابر عرب میں کسی کو فضیلت نہیں ہے اور جو مرتبہ ہم کو حاصل ہے اس میں کوئی ہماری برابری نہیں کر سکتا۔ پس آپس میں انہوں نے صلاح کی اور کہا کہ تم کو لازم ہے کہ جیسی تم تعظیم مقامات حرم کی کرتے ہو۔ ایسی تعظیم کسی اور مقام کی نہ کیا کرو۔ اگر تم باہر کے مقامات کی تعظیم کرو گے تو عرب کہیں گے کہ جب اور جگہوں کی تعظیم کی جاتی ہے تو پھر حرم کی کیا خصوصیت ہے۔ پس اسی قسم کے خیالات پیدا کر کے قریش نے عرفات کا وقوف اور وہاں سے افاضہ ترک کر دیا حالانکہ یہ لوگ اس بات کو جانتے اور اقرار کرتے تھے کہ عرفات کا وقوف بھی مشاعر حج میں داخل ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے مگر پھر بھی اس کو ترک کر دیا اور دوسرے عربوں سے کہتے تھے کہ تم جا کر عرفات میں وقوف کرو۔ مگر ہم لوگ چونکہ اہل حرم ہیں۔ ہم کو وہاں جانا زیبا نہیں ہے۔ ہم حمس ہیں اور حمس اہل حرم کو کہتے ہیں۔

---

[1] حمس کے معنی بہادر دلیر شریف اور معزز انسان کے ہیں۔ نیز ایسے آدمی کے جو دینی امور کی نہایت پابندی کرنے والا ہو۔ قریش بنی کنانہ اور بنی خزاعہ اور ان کے تابعین نے از راہ فخر دوسرے عربوں سے اپنے آپ کو نمایاں اور ممتاز کرنے کے لئے یہ نسب اختیار کیا تھا (اسماعیل)۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ اس کے بعد قریش نے اور بہت سی بدعتیں ایجاد کیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہانت حرم میں کوئی شخص پنیر اور گھی نہ کھائے اور نہ کمبل کے خیمہ میں رہے اور نہ سایہ میں بیٹھے۔ بلکہ چمڑے کے خیمہ میں قیام کرے۔ جب تک حالتِ احرام میں رہے اور جو کھانا کہ باہر سے اپنے ساتھ حرم میں لائے اس کو نہ کھائے اور نہ باہر کے کپڑے کے ساتھ کعبہ کا طواف کرے۔ جب تک کہ حرام میں کپڑا خرید کر نہ پہنے۔ اور اگر کسی کو میسر نہ ہو تو وہ برہنہ ہو کر طواف کرے اور کوئی مرد یا عورت باہر کے کپڑوں میں طواف کر بھی لے تو اس کو لازم ہے کہ طواف کے بعد ہی فوراً وہ کپڑے اتار ڈالے اور پھر کوئی شخص ان کو نہ پہنے۔ غرضیکہ یہ سب قوانین قریش نے تمام عرب میں جاری کر دیے۔ اور عرب نے ان پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ مرد تو برہنہ طواف کرتے تھے اور عورتیں ایک کپڑا اوڑھے رہتی تھیں۔ اس طرح حج ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور جب آپ کا دین محکم ہوا اور حج کے قاعدے مقرر ہوئے۔ یہ حکم الٰہی نازل ہوا۔ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنی اے قریش تم بھی جب عرفات سے چلو ادھر ہی سے چلو۔ جدھر سے کہ اور لوگ چلتے ہیں۔ اور خدا سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے یعنی عرفات میں جا کر وقوف کرو اور وہاں سے لوگوں کے ساتھ روانہ ہو۔ اور باقی بدعتوں کے متعلق جو قریش نے ایجاد کی تھیں مثلاً باہر کا کھانا حرم میں نہ کھائے اور برہنہ ہو کر طواف کرے وغیرہ۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّ کُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ. قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ.

(ترجمہ) اے بنی آدم ہر ایک عبادت کرتے وقت لباس ٹھیک طرح سے پہنو۔ بے شک کھاؤ پیو۔ مگر فضول خرچی نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ فضول خرچ کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔ (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دو کہ کس نے اس زینت کو اور کھانے پینے کی چیزوں کو حرام کیا ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہیں۔ کہہ دو کہ نعمتیں اس دنیا میں مومنوں کے واسطے ہیں اور قیامت کے روز صرف انہی کے لئے ہوں گی اور اسی طرح ہم اپنی آیات کو ان لوگوں کے واسطے کھول کر بیان کرتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے حُمس اور قریش کی ساری بدعتوں کو نیست و نابود کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کر کے اسلام کے ساتھ اصلی قوانین جاری فرمائے۔

جبیر بن مطعم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث ہونے سے پہلے لوگوں کے

ساتھ عرفات میں اونٹ پر وقوف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس کی توفیق اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔

رجم شیاطین اور عرب کے کاہن

حضورؐ کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود و نصاریٰ کے علماء اور عرب کے کاہن آنحضرت کی بعثت کی خبریں بیان کرتے تھے۔ کیونکہ آنحضورؐ کا زمانہ ظہور قریب تھا۔ یہود و نصاریٰ کے علماء تو اپنی کتابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور زمانہ ظہور اور انبیاء کا عہد جو انہوں نے اپنی امتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اسلام لانے کی بابت کیا تھا بیان کرتے تھے۔ اور عرب کے کاہن اپنے شیاطین سے خبریں سنتے تھے اور شیاطین آسمان کے قریب جا کر ملائکہ کی گفتگو سن کر اس میں سے کچھ اڑا لاتے تھے۔ اور اپنے دوست کاہنوں کو مطلع کرتے تھے اور وہ عام لوگوں کو اس سے خبردار کرتے تھے اور اس زمانہ میں شیاطین کے واسطے آسمان سے خبریں لانے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ نہ عرب کے لوگ علم کہانت میں کوئی برائی سمجھتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اور شیاطین آسمانی خبریں سننے سے روکے گئے۔ جب کوئی جن آسمان کی طرف جاتا۔ فوراً شہابہ سے اس کی خبر لی جاتی یہاں تک کہ پھر جنات میں یہ طاقت نہ رہی کہ کسی بات کو عالم بالا سے معلوم کر سکیں۔ تب انہوں نے سوچا کہ ضرور کوئی ایسا واقعہ رونما ہونے والا ہے جس کے سبب ہم روکے گئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ہمارے حضورؐ کو اس بات کی خبر دیتا ہے کہ جب قرآن شریف نازل ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پڑھا اور جناتوں نے سنا اور وہ سمجھ گئے کہ یہ اسی کا سبب ہے جو عالم بالا کی خبروں سے ہماری بندش ہوئی۔ اس ذیل قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ یہ ہے۔

کہہ دو اے محمدؐ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں میں سے کچھ افراد نے قرآن سنا اور پھر انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے۔ پس ہم اس پر ایمان لے آئے اور اب ہرگز ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ اور بے شک ہمارا رب بہت بلند شان والا ہے۔ اس کے نہ کوئی بیوی ہے نہ کوئی بیٹا اور نہ بیٹی۔ بے شک ہمارے بعض احمق اور جاہل اشخاص خدا کی نسبت ناواجب باتیں کہتے تھے۔ اور ہم سمجھتے تھے کہ جن یا انسان کوئی خدا پر جھوٹ نہیں بول سکتا اور بعض انسان جنات سے پناہ مانگتے تھے۔ جن سے انہوں نے جناتوں کو اور بھی مغرور کر دیا تھا۔ اور بے شک ہم آسمانوں کے پاس سننے کے واسطے بیٹھ جاتے تھے۔ لیکن اب جو کوئی جن کوئی آسمانی خبر سننا چاہتا ہے۔ تو اپنے واسطے ایک شہابہ منتظر پاتا ہے کہ ادھر یہ جن خبر سنتے وہاں پہنچا اور اُدھر وہ شہابہ اس کو آ کر لگا۔ (سورۃ جن آیت 1 تا 10)

پس جب جنوں نے قرآن شریف سنا اور سمجھا کہ اسی سبب سے آسمانی خبریں بند ہوئی ہیں کہ وحی سے مشابہ ہوکر لوگوں کو شبہ میں نہ ڈال دیں۔ پس جن ایمان لے آئے اور قرآن شریف کی انہوں نے تصدیق کی۔ پھر اپنی قوم کے پاس گئے اور کہا یَا قَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ یَھْدِیْۤ اِلَی الْحَقِّ وَ اِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

یعنی اے ہماری قوم ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی اور دین حق دکھاتی ہے۔ اور سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

اور جناتوں کا قول جو پچھلی آیت میں ہے کہ بعض انسان جنوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اس کی کیفیت یہ ہے کہ عرب میں سے جب کوئی شخص سفر کو جاتا اور رات کو اس کا جنگل میں رہنا ہوتا تو وہ یہ الفاظ کہہ لیتا تھا کہ میں اس جنگل میں جنات سے اس رات میں پناہ مانگتا ہوں تاکہ ہر ایک شر سے وہ مجھ کو محفوظ رکھیں۔

سب سے پہلے جو لوگ شہابہ کو دیکھ کر گھبرائے وہ بنی ثقیف میں سے تھے یہ لوگ عمرو بن اُمیہ کے پاس جو انہیں میں سے ایک ہوشیار و چالاک شخص تھا جمع ہوئے اور اس سے پوچھا کہ تم نے بھی ستارہ کا ٹوٹنا دیکھا اس نے کہا ہاں میں نے دیکھا ہے۔ مگر اب تم یہ دیکھو کہ آیا یہ ستارے ٹوٹتے ہیں جو ثوابت ہیں جن سے مسافر خشکی و تری میں راستہ چلتے ہیں یا اور ستارے ہیں۔ اگر یہ ٹوٹنے والے ثوابت ہیں۔ تب تو جان لو کہ قیامت اور عالم کی تباہی کا وقت آ گیا اور اگر ستارے ہیں تب یہ کوئی نئی بات اللہ نے اس مخلوق کے واسطے پیدا کی۔

عبداللہ بن عباس انصار کے چند لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ تم شہابہ کی نسبت کیا کہتے تھے انہوں نے کہا ہم یہ کہتے تھے کہ یا تو کوئی بادشاہ پیدا ہوا ہے یا کوئی بادشاہ مرا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں کوئی کام کرتا ہے پس حاملانِ عرش اس کو سنتے ہیں اور تسبیح پڑھتے ہیں ان کی تسبیح کو سن کر ساتویں آسمان کے فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں غرضیکہ اسی طرح سے تسبیح خوانی کا سلسلہ آسمان دنیا تک پہنچتا ہے۔ پھر اس کے بعد فرشتے باہم پوچھتے ہیں کہ تم نے کس بات پر تسبیح پڑھی وہ کہتے ہیں ہم نے اوپر کے فرشتوں کی تسبیح سن کر تسبیح پڑھی ہے پس وہ ان سے تسبیح خوانی کا سبب دریافت کرتے ہیں یہاں تک کہ یہ سلسلہ حاملانِ عرش تک پہنچتا ہے۔ وہ کہتے ہیں خداوند تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں فلاں حکم جاری کیا ہے۔ اس سبب سے ہم نے تسبیح پڑھی ہے پھر یہ سلسلہ آسمانِ دنیا تک منتہی ہوتا ہے اور آسمانِ دنیا کے نیچے شیاطین یعنی جنات لگے رہتے ہیں یہ فرشتوں کی ان باتوں کو جو کچھ اُن کو سنائی دیتی ہیں اڑا لاتے ہیں اور اپنے یاروں سے بیان کرتے ہیں وہ اس کو بڑھا بڑھو کر اور ایک کی سو بنا کر لوگوں میں مشتہر کرتے ہیں اسی سبب سے کوئی حکم ان کا صحیح اور کوئی

غلط ہوتا ہے مگر اب اللہ تعالیٰ نے شیاطین کو اس خبر رسانی سے روک دیا ہے اور یہ شہابہ ان کے واسطے مقرر کئے ہیں۔لہٰذا کہانت منقطع ہوگئی۔

روایت ہے کہ قبیلہ بنی سہم میں ایک عورت تھی جو علم کہانت سے خوب واقف تھی اور اس کا نام غیطلہ تھا۔ اس کے شیطان نے اس سے آ کر کہا **ادرما ادریوم عقرو نحرا** (میں ایک ایسے حادثہ سے واقف ہوں جو زخمی کرنے اور گلے کاٹنے کا دن ہوگا)۔قریش نے جب یہ جملہ سنا حیران ہوئے کہ اس کا مطلب کیا ہے۔پھر دوسری رات اس کے شیطان نے آ کر کہا۔**شعوب ما شعوب تصرع فیه کعب لجنوب** (یہ درے کیا چیز ہیں یہ وہ ہیں جن میں کعب اپنے پہلوؤں کے بل پچھڑ جائیں گے) جب یہ جملہ بھی قریش نے سنا تو اور زیادہ حیران ہوئے کہ آیا اس کا کیا مطلب ہے،اب دیکھنا چاہیے کہ ان کا کیا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بدر اور اُحد کے واقعات ہوئے۔تب قریش سمجھے کہ ان جملوں کا یہ مطلب تھا اور یہ خبر اس شیطان نے کاہنہ کو پہنچائی تھی۔

غیطلہ کاہنہ بنی مرہ بن عبد مناف بن کنانہ میں سے تھی اور بھائی اس کا مَدلج بن مُرہ تھا اور غیطلہ کو ام الغیاطل بھی کہتے ہیں۔

یمن میں ایک قبیلہ بنی جنب نام تھا زمانہ جاہلیت میں اس کے اندر ایک زبردست کاہن رہتا تھا۔جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ کی خبریں تمام عرب میں پھیل گئیں تو اس قبیلہ کے لوگ اس کاہن کے پاس گئے اور جس پہاڑ پر اس کی اقامت تھی اس کے نیچے مجتمع ہوئے اور اس کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہم کو اس نبی سے خبر دیجئے کہ یہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں یا نہیں۔وہ کاہن اپنے پہاڑ سے نیچے اترا اور اپنی کمان سے سہارا لگا کر کھڑا ہوا اور بہت دیر تک آسمان کی طرف سکوت کی حالت میں نگران رہا پھر اُن کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے قوم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بزرگی دی ہے اور برگزیدہ کیا ہے اور ان کے قلب کو نور سے بھر دیا ہے اور تمہارے اندر ان کا رہنا تھوڑے دنوں تک ہے یہ کہہ کر وہ کاہن جہاں سے آیا تھا چلا گیا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک روز مسجد نبوی میں لوگوں کے درمیان تشریف رکھتے تھے کہ ایک عرب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے اس کی صورت دیکھتے ہی فرمایا۔یہ شخص زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔اس شخص نے آپ کو سلام کیا۔پھر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے اسلام قبول کیا ہے۔اس نے عرض کیا ہاں اے امیر المومنین سبحان اللہ آپ نے میرے آتے ہی ایسی بات کہی کہ میں خیال کرتا ہوں ایسی بات آپ نے جب سے خلیفہ ہوئے ہیں اپنی رعایا میں سے کسی سے نہ

فرمائی ہوگی۔ آپ نے فرمایا اے شخص ہم زمانہ جاہلیت میں نہایت ذلیل حالت میں تھے بتوں کی پرستش کرتے تھے اوران کے آگے سر جھکاتے تھے یہاں تک کہ اللہ نے اسلام اور اپنے رسول کے ساتھ ہم کو بزرگی دی اور سرفراز فرمایا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ ہاں اے امیرالمومنین بیشک میں جاہلیت کے زمانہ میں کاہن تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا پس مجھ کو بتلاؤ کہ تمہارے جن نے اسلام اور حضور کی نسبت کیا خبر دی۔ اس نے عرض کیا اسلام کے ظاہر ہونے سے قریباً ایک ماہ پیشتر میرا جن میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا اے شخص اَلَمْ تَرَ اِلَی الْجِنّ وَ اِبْلَاسِهَا وَ اَیَاسِهَا مِنْ دِیْنِهَا وَ لُحُوْقِهَا بِالْقَلَاصِ وَ اَحْلَاسِهَا (کیا تو نے جنوں کے حزن وملال اوران کی ناامیدی ومایوسی پر غور نہیں کیا؟)

علمائے یہود کا بعثتِ نبوی کی خبریں دینا

ایک انصاری عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ ہماری قوم کے لوگ کہتے تھے ہمارے اسلام لانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ایک تو اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی رحمت اور ہدایت کی جو ہم کو اسلام کی توفیق عنایت فرمائی اور دوسری بات یہ کہ ہمارے پڑوس میں یہود رہتے تھے وہ اہل کتاب تھے اور ہم مشرک لوگ بت پرست تھے جو علم ان کے پاس تھا وہ ہمارے پاس نہ تھا اور ہمارے ان کے درمیان ہمیشہ لڑائی جھگڑا رہتا تھا۔ لڑائی کے دوران میں وہ اکثر ہم سے کہا کرتے تھے کہ اب ایک نبی کے مبعوث ہونے کا زمانہ قریب ہے ان کے مبعوث ہوتے ہی ہم اُن کے ساتھ ہوکر تم کو مثل عاد وارم قتل کریں گے۔ پس ہم یہودیوں کی یہ باتیں اکثر سنا کرتے تھے یہاں تک کہ خدا نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ پس جب آپ نے ہم کو خدا کی طرف بلایا تو ہم نے آپؐ کی دعوت قبول کرلی اور ان باتوں کو پہچان گئے جن کا یہودی ہم سے وعدہ کرتے تھے۔ پس اسلام کے اختیار کرنے میں یہودیوں سے ہم نے سبقت کی اور ایمان لے آئے۔ اورانہوں نے کفر کیا۔ چنانچہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ وَ لَمَّا جَآءَ هُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ . جب ان (یہودیوں) کے پاس خدا کی طرف سے کتاب آئی جو اس کتاب کی صدیق کرنے والی ہے جو ان کے پاس ہے تو باوجود اس کے پہلے کافروں پر فتح پانے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ لیکن جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انہوں نے پہچان لیا تو اس کا انکار کر دیا۔ پس ایسے منکرین پر خدا کی لعنت ہے''۔

ایک بدری صحابی حضرت سلمہ بن سلامہ بن وقش سے روایت ہے کہ ہمارے پڑوس میں ایک یہودی رہتا

تھا میں اُن ایام میں اپنی قوم کے اندر سب سے زیادہ نوعمر تھا اور ایک چادر اوڑھے ہوئے اپنے لوگوں کے درمیان بیٹھا تھا۔ پس اس یہودی نے آن کر قیامت اور بعث اور حساب اور میزان جنت دوزخ کا ذکر شروع کیا اور کہا کہ دوزخ ان لوگوں کے واسطے ہے جو مشرک ہیں اور بت پرستی کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ مرنے کے بعد زندہ ہوتا ہے قوم نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا تو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ لوگ مر کر پھر زندہ ہوں گے اور اپنے اعمال کا بدلہ پائیں گے۔اس یہودی نے کہا ہاں میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں اور خدا کی قسم ایسا ہی ہوگا۔ قوم نے کہا تجھ کو خرابی ہو اس کی دلیل کیا ہے۔اس نے کہا ان شہروں کی طرف ایک نبی مبعوث ہونگے اور اپنے ہاتھ سے یمن اور مکہ کی طرف اشارہ کیا۔قوم نے کہا وہ نبی کب مبعوث ہونگے اس یہودی نے میری طرف دیکھ کر کہا اگر اس بچہ کی عمر نے وفا کی تو یہ اُس نبی کو پالے گا۔سلمہ کہتے ہیں پس قسم ہے خدا کی تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور اس وقت تک وہ یہودی زندہ تھا۔ پس ہم لوگ تو ایمان لے آئے اور وہ یہودی بغض وحسد سرکشی کے سبب سے ایمان (نہ) لایا۔ ہم نے اس سے کہا تجھ کو خرابی ہو تو ایمان کیوں نہیں لاتا۔ حالانکہ تو ہی تو ہم سے آپ کا ذکر کرتا تھا۔ پھر اب کیا آفت تیرے سر پر نازل ہوئی کہ ایمان نہیں لاتا۔اس نے کہا یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا میں ذکر کیا کرتا تھا۔

عاصم بن عمر ابن قتادہ بنی قریظہ کے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تم کو معلوم ہے کہ ثعلبہ بن سَعید اور اُسید بن سعید اور اَسد بن عُبید اور بنی قریظہ والے بنی ہدل کی ایک جماعت کے اسلام لانے کی وجہ کیا ہوئی۔ عاصم کہتے ہیں اس نے ان سے کہا مجھ کو نہیں معلوم۔ شیخ نے کہا شام کے یہودیوں میں سے ایک شخص جس کا نام ابن ہیبان تھا۔اسلام کے ظہور سے چند سال پیشتر ہمارے پاس آیا اور ہمارا مہمان رہا۔ پس قسم ہے خدا کی ہم نے کوئی شخص غیر مسلموں میں سے اس سے بہتر کبھی نہیں دیکھا۔ وہ یہودی ہمارے ہاں ٹھہرا رہا۔ چنانچہ ایک دفعہ جب مینہ نہ برسا اور قحط پڑ گیا۔ ہم نے اس سے کہا اے ابن ہیبان تم چل کر ہمارے واسطے دعا کرو تا کہ بارش ہو۔اس نے کہا میں ہرگز نہ جاؤں گا جب تک کہ تم کچھ صدقہ نہ نکالو گے۔ ہم نے کہا کس قدر صدقہ چاہیے۔اس نے کہا ایک صاع کھجوریں۔ پس ہم نے وہ صدقہ دے دیا۔اس کے بعد وہ ہمیں ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ وہ شہر کے باہر ایک میدان میں آیا وہاں اُس نے دعا کی اور ہنوز وہ اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پایا تھا کہ ابر نمودار ہوا اور بارش شروع۔اسی طرح کئی بار موقعہ آیا۔ آخر جب وہ بیمار ہوا اور اس نے سمجھا کہ اب زندگی ختم ہے تو اس نے ہمارے لوگوں کو جمع کیا اور کہا اے گروہ یہود بتاؤ کس چیز نے مجھ کو نعمتوں اور اچھی پیداوار کے ملک سے اس خشک زمین میں پہنچایا۔ کہتے ہیں ہم نے کہا تم ہی جانو

ہمیں کیا خبر ہے۔اس نے کہا میں اس جگہ ایک نبی کے مبعوث ہونے کی خاطر آیا تھا۔جس کا زمانہ قریب آ چکا ہے اور یہ شہر اس کی ہجرت گاہ ہے۔ میں امید کرتا تھا کہ وہ مبعوث ہوں تو میں ان کی پیروی کروں۔ پس اے یہود یو تم کو لازم ہے کہ تم سب سے پہلے ان کی اطاعت کرنا کیونکہ ان کو حکم ہوگا کہ جو ان کی اطاعت نہ کرے گا اس کو قتل کر کے وہ اس کی اولاد کو لونڈی اور غلام بنالیں گے۔ پس تم بلا عذر اُن پر ایمان لے آنا۔ شیخ کہتے ہیں پس جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور مدینہ میں آنے کے بعد آپ نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا انہیں نو جوانوں نے جنہوں نے اس یہودی کی نصیحت سن کر یاد رکھی تھی اپنی قوم سے کہا اے بنی قریظہ بیشک یہ وہی نبی ہیں جن پر ایمان لانے کے واسطے ابن ہیبان نے عہد لیا تھا لوگوں نے کہا یہ وہ نہیں ہیں۔نو جوانوں نے کہا یہ وہی نبی ہیں اور ان میں وہ سب صفتیں موجود ہیں جو اس نے بیان کی تھیں۔ وہ اتر آئے اور ایمان لے آئے۔

تلاش دین حق میں سلمان فارسی کی سرگشتی اور بالآخر قبول اسلام

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان نے اپنا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ میں ملک فارس کے شہر اصفہان میں سے ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں جس کا نام جی ہے میرا باپ اس گاؤں کا چودھری تھا اور سب چیزوں سے زیادہ مجھ کو محبوب رکھتا تھا یہاں تک اُس کو مجھ سے محبت تھی کہ کبھی مجھ کو گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا تھا۔ مثل لڑکیوں کے بند رکھتا تھا اور مجھ کو اپنے مذہب آتش پرستی سے اس قدر محبت تھی کہ میں کبھی آگ کو بجھنے نہ دیتا تھا ہمیشہ روشن رکھتا تھا۔ میرے باپ کی بہت بڑی جاگیر تھی اور وہاں وہ ایک مکان بنانے میں مصروف تھے مجھ سے ایک روز کہنے لگے کہ اے فرزند میں تو آج اس تعمیر کے کام میں مشغول ہوں تم فلاں کام کو ہو آؤ مگر جلد آنا ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے تو میں پریشان ہو جاؤں گا۔ اور کاروبار سے معطل رہوں گا۔ میں والد کے حسب الحکم اس کام کو روانہ ہوا۔ راستہ میں نصرانیوں کا ایک گرجا تھا اور اُس میں وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں ان کی آواز سن کر گرجا میں گیا اور نماز کا تماشہ دیکھنے لگا۔ مگر چوں کہ ہمیشہ گھر میں بند رہتا تھا اس لئے ایسی باتوں سے بالکل ناواقف تھا اور اُن کی نماز کا طریقہ مجھ کو بہت پسند آیا۔ اور خیال کیا کہ یہی طریقہ اختیار کرنا چاہیے اور دل میں کہا کہ بیشک یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے اور سارا دن اسی گرجا میں میرا گزر گیا اور جس کام کو میرے والد نے بھیجا تھا وہ کام بھی رہ گیا۔ پھر میں نے اُس گرجا کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ مذہب میں کہاں حاصل کروں۔ انہوں نے کہا ملک شام میں۔ پس میں یہ دریافت کر کے اپنے والد کے پاس آیا۔ انہوں نے میری تلاش میں بہت سے آدمی بھیج دیئے تھے اور نہایت

حیران و پریشان تھے۔ جب میں آیا تو مجھ سے پوچھا کہ کہاں رہ گیا تھا۔ میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ جلد آئیو۔ میں نے عرض کیا اے والد بزرگوار میں ایک گرجا کے پاس سے گذرا۔ وہاں میں نے لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا۔ ان کی نماز مجھ کو بہت پسند آئی۔ اور غروب آفتاب تک میں اُن کی سیر دیکھتا رہا۔ والد نے فرمایا اے فرزند ہمارا دین اس دین سے بہتر ہے میں نے کہا ہرگز نہیں، وہ دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ میرے والد کو اُس دن سے میرے اوپر اندیشہ بڑھ گیا اور انہوں نے میرے پیر میں ایک زنجیر باندھ کر گھر میں قید کر دیا۔ موقع دیکھ کر میں نے اس گرجا کے پادری کے پاس خفیہ طور پر پیغام بھیجا کہ جب تمہارے ملک شام سے سوداگروں کا قافلہ آئے تو مجھ کو خبر کر دینا۔ پس جب قافلہ آیا۔ اس نے مجھ کو خبر کی۔ میں نے کہلا بھیجا کہ جب یہ قافلہ واپس شام کو جانے لگے تو مجھ کو کہلا بھیجنا میں اس کے ساتھ ہولوں گا۔ چنانچہ جس روز وہ قافلہ روانہ ہونے والا تھا۔ اس نے مجھ کو اطلاع بھیجی۔ میں زنجیر کو پاؤں سے نکال کر اُن میں جاملا اور قافلہ کے ساتھ ملک شام میں روانہ ہوگیا۔ یہاں تک کہ جب ہم ملک شام میں پہنچے لوگوں سے دریافت کیا کہ سب سے بڑا عالم تمہارے مذہب کا کون ہے۔ انہوں نے کہا فلاں اسقف اُس کنیسہ یعنی گرجا میں رہتا ہے۔ میں اس اسقف کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت میں رہ کر دین کی تعلیم حاصل کروں۔ اس نے قبول کیا اور میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ یہ اسقف نیک شخص نہ تھا لوگوں کو صدقہ دینے کا حکم کرتا تھا اور جب اس کے پاس صدقہ کا مال آتا تو اس کو مساکین پر خرچ نہ کرتا سب اپنے پاس رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس سات مٹکے روپوں اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے جمع تھے اس کی اس بات سے مجھ کو سخت نفرت تھی یہاں تک کہ جب وہ مر گیا اور سب نصاریٰ اس کے دفن کے واسطے جمع ہوئے تو میں نے وہاں کے لوگوں سے کہا یہ تمہارا اسقف نہایت بدباطن تھا تم کو صدقہ کا حکم کرتا تھا اور جب تم اس کو صدقہ دیتے تھے تو مساکین پر خرچ نہ کرتا تھا۔ انہوں نے کہا تجھ کو کیونکر معلوم ہوا۔ میں نے کہا میں تم کو اس کا خزانہ بتاتا ہوں۔ انہوں نے کہا بتلا۔ میں نے ان کو وہ جگہ بتلائی۔ انہوں نے کھود کر وہ ساتوں مٹکے نکالے جو سراسر روپوں اور اشرفیوں سے بھرے ہوئے تھے۔ جب نصاریٰ نے یہ واقعہ دیکھا کہنے لگے ہم ایسے ناپاک شخص کو ہرگز نہ دفن کریں گے۔ اور پھر انہوں نے اس کی لاش کو دار پر لٹکایا اور خوب اس پر پتھر مارے بعد ازاں ایک اور شخص کو لا کر اس کا جانشین بنایا۔ یہ شخص نہایت عابد و زاہد اور متقی تھا۔ رات دن عبادت اور نماز میں مصروف رہتا تھا مجھ کو اس شخص سے بہت محبت ہوگئی اور اس کے ساتھ میں نے رہنا شروع کیا یہاں تک کہ اُس شخص کا بھی وقت آخر ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اب تمہارا تو آخری وقت ہے میرے واسطے کیا وصیت کرتے ہو کہ میں اب کس کے پاس رہوں۔ اس نے کہا اے فرزند جو لوگ حقیقی طور سے

دیندار تھے وہ انتقال فرما گئے اور اب جو لوگ ہیں انہوں نے دین کو پلٹ دیا ہے اور پہلے طریقے ترک کر دیئے ہیں۔قدیم بزرگوں میں سے میرا دوست صرف ایک شخص موصل میں ہے کہ وہ بھی وہی طریقہ رکھتا ہے جو میرا ہے تم اُس کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ جب یہ مر گیا تو میں موصل میں اُس شخص کے پاس گیا اور وہ سارا قصہ بیان کیا کہ فلاں شخص کے حسبِ وصیت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔اس نے کہا بشوق تم میرے پاس رہو۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا اس کو بھی میں نے نہایت نیک شخص پایا مگر تھوڑے ہی دنوں میں اس کا وقت بھی آخر ہوا۔ میں نے اس سے کہا۔ میں فلاں شخص کی حسبِ وصیت تمہارے پاس آیا تھا اور اب تم بھی رخصت ہو رہے ہو۔ پس میرے واسطے تم نے کیا تجویز کیا ہے کہ اب میں کہاں جاؤں۔اس نے کہا اے سلمان خدا کی قسم ہے میں اس حالت کے موافق کہ جس پر میں قائم ہوں سوا ایک شخص کے اور کسی کو نہیں پاتا اور وہ شہر نصیبین میں ہے تم اس کے پاس چلے جانا چنانچہ میں اس کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ بیان کر کے وہاں رہنے لگا اور اس کو بھی میں نے نیک شخص پایا مگر چند ہی روز کے بعد اس کی عمر نے بھی وفا نہ کی اور مرنے کو تیار ہوا۔ میں نے اس سے عرض کیا کہ جناب آپ تو تشریف لے جاتے ہیں مگر مجھ کو کس کے پاس چھوڑتے ہیں۔اس نے کہا اے سلمان بجز ایک شخص کے جو روم کے شہر عموریہ میں رہتا ہے اور کسی کو میں لائق نہیں جانتا۔ پس تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ اسی طریقہ کا آدمی ہے جس کے ہم لوگ تھے۔سلمان کہتے ہیں پس میں اس کے مرنے کے بعد عموریہ میں پہنچا اور اس سے مل کر سارا واقعہ بیان کیا۔اس نے کہا تم باشوق میرے پاس رہو۔ میں رہنے لگا۔اوران ایام میں مَیں نے کچھ کما کر گائیں اور بکریاں بھی جمع کر لی تھیں مگر تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ یہ شخص بھی سفر آخرت کے لئے تیار ہوا۔ میں نے کہا جناب میرے واسطے کیا حکم ہے۔ میں فلاں فلاں لوگوں کے پاس رہا یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اب آپ کس کے پاس روانہ کرتے ہیں۔اس نے کہا اے فرزند قسم ہے خدا کی اب میں کوئی شخص اس طریقہ کا نہیں جانتا جس پر کہ ہم لوگ تھے جس کے پاس جانے کا میں تجھ کو حکم کروں مگر اب ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے، دین ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وہ مبعوث ہوں گے زمین عرب سے ان کا خروج ہوگا اور ایک ایسے شہر کی طرف ہجرت کریں گے جو دو حُروں یعنی گرم میدانوں کے درمیان ہوگا اور وہاں کھجور کے درخت ہوں گے اور وہ نبی علامات رکھتے ہونگے ہدیہ کو قبول کر کے نوش فرماتے ہوں گے اور صدقہ کو نہ کھاتے ہوں گے۔ اور ان کے دونوں شانوں کے درمیان میں مہر نبوت ہوگی۔ پس اے سلمان اگر تجھ سے ہو سکے تو وہاں چلا جا۔ پھر وہ شخص مر گیا۔اور اس کے بعد ایک عرصہ تک میں عموریہ میں رہا۔ پھر اہل عرب میں سے بنی کلب کا ایک قافلہ وہاں سے گذرا۔ میں نے ان سے کہا کہ اپنی یہ گائیں اور بکریاں تم کو دیتا ہوں بشرطیکہ تم مجھ کو

یہاں سے عرب لے چلو۔ انہوں نے قبول کرلیا اور میں ان کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ جب یہ قافلہ وادیٔ القریٰ میں پہنچا اُن لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا اور ایک یہودی کے ہاتھ مجھ کو غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ میں اس کے پاس رہنے لگا۔ اور وہاں کھجوروں کو دیکھ کر مجھ کو خیال ہوا کہ ضرور وہ شہر یہی ہے جس کا مجھ سے میرے اس دوست نے ذکر کیا تھا۔ مگر یہ بات دل میں پختہ نہ ہوئی تھی۔ پھر اس یہودی کے پاس مدینہ سے بنی قریظہ کا ایک شخص یہودی جو اس کا چچا زاد بھائی تھا آیا اور مجھ کو اس سے خرید کر مدینہ میں لے آیا۔ مدینہ کو دیکھتے ہی مجھ کو یقین ہو گیا کہ بیشک یہ وہی شہر ہے جس کا میرے دوست نے ذکر کیا تھا۔ پس میں مدینہ میں رہنے لگا اس دوران میں حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مبعوث ہوئے اور جب تک خدا کو منظور ہوا وہاں رہے مجھ کو اس کی مطلق خبر نہ تھی۔ ایک روز میں اپنے یہودی آقا کے کام میں مصروف تھا یعنی کھجور پر چڑھ کر کھجوریں توڑ رہا تھا اور میرا آقا بھی وہاں موجود تھا کہ اُس کے ایک چچا زاد بھائی نے آ کر کہا کہ خدا بنی قیلہ کو غارت کرے۔ وہ قبا میں اس ایک شخص کے پاس جمع ہو رہے ہیں جو مکہ سے ان کے ہاں آیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ نبی ہے۔ (قیلہ بنت کاہل بن عذرہ بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ اوس اور خزرج کی ماں تھی)

جب میں نے یہ خبر سنی میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور سردی لگ کر بدن کانپنے لگا۔ یہاں تک کہ مجھ کو خیال ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا۔ یہ حالت اپنی دیکھ کر میں بہ ہزار دقت کھجور پر سے نیچے اترا اور اُس آنے والے سے پوچھا کہ تم نے کیا واقعہ بیان کیا۔ میرے اس دریافت کرنے سے میرے آقا کو سخت غصہ آیا اور زور سے میرے طمانچہ مار کر کہا تجھے ان باتوں سے کیا کام جا اپنا کام کر۔ میں نے اس سے کہا کہ مجھے اور تو کچھ غرض نہیں صرف ایک بات پوچھتا تھا خیر نہ سہی۔ میں نے اپنے پاس کچھ جمع کر رکھا تھا اور اس میں سے کچھ کھانے کی چیزیں لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اب اس وقت قبا میں تشریف رکھتے تھے اور عرض کیا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آپ نیک آدمی ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے غریب اصحاب ہیں اس واسطے میں یہ صدقہ لایا ہوں کیونکہ میں نے آپ لوگوں کو اس کا بمقابلہ اوروں کے زیادہ مستحق خیال کیا۔ اس پر حضورؐ نے اس کو اپنے صحابہ کے آگے کر دیا اور فرمایا تم کھاؤ اور اپنا ہاتھ روک لیا اور نوش نہ فرمایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ نشانی تو صحیح ہوئی۔ پھر میں وہاں سے چلا آیا اور پھر کچھ جمع کرنا شروع کیا اور پھر کچھ جمع کرنا شروع کیا اور پھر اس کی کچھ چیزیں خرید کر حضور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپ صدقہ کی چیز نوش نہیں فرماتے ہیں۔ لہٰذا میں آپ کے واسطے بطورِ ہدیہ لایا ہوں۔ اس پر آپ نے اُس میں سے نوش فرمایا اور اپنے اصحاب کو بھی شریک کیا۔

پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب یہ دونشانیاں ہوئیں پھر میں نے ایک روز مقام بقیع غرقد میں دیکھا کہ آپ ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہیں۔ مَیں نے آپ کو سلام کیا اور پھر آپ کی پشت کی طرف آیا تا کہ مہر نبوت کو دیکھوں۔ آپؐ مجھ کو پیچھے آتے دیکھ کر سمجھ گئے کہ میں کچھ دیکھنا چاہتا ہوں جس کا مجھ سے بیان کیا گیا ہے۔ پس آپ نے اپنی پشت سے چادر ہٹا دی جس پر میں نے مہر نبوت کو دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ یہ وہی ہے۔ پس میں اس پر جھک پڑا اور بوسہ دے کر رونے لگا۔ حضورؐ نے مجھ کو فرمایا سامنے آ۔ میں سامنے حاضر ہوا اور بیٹھ گیا۔ پھر اپنا سارا قصہ اوّل سے آخر تک بیان کیا۔ حضور اس قصہ کو سن کر بہت خوش ہوئے پھر اس غلامی کے سبب سے میں غزوہ بدر اور اُحد میں شریک نہ ہو سکا۔ پھر حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان تم اپنے آقا سے مکاتبہ[1] کرلو۔ چنانچہ میں نے اس سے کھجور کے تین سو درخت لگانے اور چالیس اوقیہ سونے پر کتابت کر لی۔ اور حضورؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے بھائی کی مدد کرو۔ پس لوگ کھجوروں کی پود لانے لگے۔ کوئی تیس پودے لایا کوئی بیس پودے لایا۔ کوئی دس لایا کوئی پانچ لایا یہانتک کہ تین سو پودے پورے ہو گئے پھر حضور نے مجھ سے فرمایا کہ اے سلمان تم جا کر ان کے واسطے گڑھے کھودو اور جب تیار ہو جائیں تو مجھ کو خبر کرنا میں اپنے ہاتھ سے ان کو لگا دوں گا۔ سلمان کہتے ہیں میں نے جا کر گڑھے کھودنے شروع کئے اور لوگ بھی میری امداد میں شریک ہو گئے۔ تھوڑے عرصہ میں گڑھے تیار کر کے ہم نے حضورؐ کو خبر کی۔ حضورؐ اس جگہ تشریف لائے اور ہم نے آپ کو پودے دینے شروع کئے اور آپ لگانے لگے یہاں تک کہ سب پودے حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے لگائے اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے ان میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا۔ پس اب میں کھجوروں کو تو ادا کر چکا۔ صرف چالیس اوقیہ میرے ذمہ میں رہ گیا۔ چنانچہ حضورؐ کی خدمت میں مرغ کے بیضہ کے برابر سونا ہدیہ میں آیا۔ حضورؐ نے فرمایا فارسی غلام کہاں ہے۔ میں بلایا گیا۔ جب حاضر ہوا تو فرمایا یہ سونا لے جا اور اپنی آزادی کی قیمت اس سے ادا کر دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس میں تو وہ پورا ہوتا معلوم نہیں ہوتا۔ فرمایا تو جا کر اس کو وزن تو کر خدا پورا کر دے گا۔ سلمان کہتے ہیں میں اس کو لے کر گیا اور وزن جو کیا تو قسم ہے خدا کی پورے چالیس اوقیہ میں نے اس یہودی کو اس میں سے دے دیئے

---

[1] یعنی اُسے کچھ دے کر اس کے معاوضہ میں آزادی حاصل کرلو۔ چنانچہ آقا نے آزادی کی قیمت سلمان سے یہ مانگی کہ تین سو پودے کھجور کے میرے باغ میں لگا دے مگر ان میں سے کوئی پودا ضائع نہ ہو سب کے سب پھل دیں اس کے علاوہ چالیس اوقیہ سونا مجھے دو جب تمہیں آزادی مل سکے گی۔

اور پھر میں حضورؐ کے ساتھ خندق کی جنگ میں بحالت آزادی شریک ہوا اور کوئی جہاد میرا حضور کے ساتھ فوت نہیں ہوا۔

حضرت سلمان یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب میں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ سونا اس قدر کہاں ہے جوادا کیا جائے تو حضور نے اس ڈلی کو لے کر اپنی زبان مبارک سے لگایا اور پھر فرمایا کہ اے سلمان اس کو لے اور اس کے چالیس اوقیہ پورے کردے۔ چنانچہ میں نے لے کر اس یہودی کے چالیس اوقیہ پورے دے دیئے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ جب حضرت سلمان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا واقعہ نقل کیا تو یہ بھی کہا کہ عموریہ کے راہب نے ان سے یہ بھی کہا تھا کہ تم ملک شام میں فلاں جگہ جاؤ وہاں ایک راہب ہے اور وہ سال بھر ایک جنگل میں رہتا ہے۔ سال گزرنے کے بعد دوسرے جنگل میں چلا جاتا ہے۔ تمام لوگ اپنے بیماروں کو لے کر اس کے منتظر رہتے ہیں۔ جس کے واسطے وہ دعا کرتا ہے فوراً وہ بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ اس سے تم اس دین کی بابت سوال کرو جس کی تم کو تلاش ہے۔ وہ بتلا دے گا۔ سلمان کہتے ہیں میں وہاں سے چلا اور حسب نشان دہی اس راہب کے اُس شہر میں آیا۔ پس میں نے دیکھا کہ لوگ بیماروں کو لئے ہوئے جمع تھے یہاں تک کہ رات کے وقت وہ راہب ایک جنگل سے نکل کر دوسرے میں جانے لگا۔ لوگوں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مجھ کو اس تک پہنچنے بھی نہ دیا جس مریض کے واسطے اس نے دعا کی فوراً وہ اچھا ہو گیا یہاں تک کہ وہ راہب دوسرے جنگل کے سرے پر پہنچا اور چاہتا تھا کہ اندر داخل ہو جو میں نے جا کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ میں نے کہا اے شخص خدا تم پر رحم کرے مجھ کو دین ابراہیم اور ملتِ حنیف سے خبر دیجئے۔ اس نے کہا تُو نے آج مجھ سے ایسی بات دریافت کی ہے جو کسی نے اب تک نہ دریافت کی تھی۔ مگر یہ تو سن لے کہ اب ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب ہے وہ نبی اہلِ حرم میں سے ہوں گے اور تجھ کو اپنا دین تعلیم کریں گے۔ پھر وہ راہب اپنے جنگل میں داخل ہو گیا۔ سلمان سے حضور نے یہ واقعہ سن کر فرمایا اے سلمان اگر تُو نے یہ واقعہ سچ بیان کیا ہے تو بے شک تُو نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے ملاقات کی۔

وہ چار شخص جنہوں نے دین حق کی تلاش میں بت پرستی چھوڑ دی تھی

قریش سال بھر میں ایک روز ایک بت کے پاس جمع ہو کر قربانیاں اور طواف کیا کرتے تھے اور بے حد تعظیم و تکریم اور اعتکاف بجالاتے تھے پس اس مجمع میں ان چار آدمیوں نے باہم مشورہ کیا اور کہا ہم چاروں کو لازم ہے کہ سلسلہ دوستی آپس میں مستحکم کریں اور اپنے راز کو ظاہر نہ ہونے دیں سب نے اسی رائے پر عہد

کیا اور وہ چاروں آدمی یہ تھے ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی اور عبیداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مُرہ بن کبیر بن غنم بن دادووان بن اسد بن خزیمہ اور ماں عبیداللہ کی امیمہ بنت عبدالمطلب تھی اور عثمان بن حویرث بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ اور زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن رباح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی اِن چاروں شخصوں نے باہم عہد کیا کہ ہم اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ قوم بالکل گمراہ ہے اور دین ابراہیم کو بھول کر خطا میں پڑ گئی ہے ایسے پتھروں کی پرستش کرتی ہے جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ کچھ نفع یا ضرر پہنچاتے ہیں۔ پس ہم کو لازم ہے کہ ملک در ملک پھر کر مذہب اسلام اور دین حنیف کی تلاش کریں۔ یہ رائے ان میں قرار پا گئی اور اس پر انہوں نے عمل درآمد شروع کر دیا۔ چنانچہ ورقہ بن نوفل نے نصرانیت اختیار کی اور اہل کتاب سے آسمانی کتابوں کا علم حاصل کیا اور عبیداللہ بن جحش اسی شک کی حالت میں رہا۔ یہاں تک کہ اسلام ظاہر ہوا اور وہ مسلمانوں کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مع اپنی بیوی اُم حبیبہ بنت ابی سفیان کے حبشہ گیا وہاں جا کر مرتد ہو گیا اور نصرانیت اختیار کی اور اسی حالت میں مر گیا۔ مگر اس کی بیوی بدستور مسلمان رہی۔

حبشہ میں جب عبیداللہ بن جحش نصرانی ہونے کے بعد صحابۂ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا وہ اس سے کہتے کہ ہم تو بینا ہو گئے اور تم ہنوز بینائی کی تلاش ہی میں ہو۔ عبیداللہ بن جحش کے مرنے کے بعد حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے شادی کی۔

حضرت محمد بن علی بن حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شادی کے سرانجام دینے کے واسطے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا تھا۔ نجاشی نے اُم حبیبہ کا حضور سے نکاح کر کے چار سو دینار مقرر کئے اور یہ رقم خود ہی ادا کر دی۔ حضرت محمد بن علی فرماتے ہیں کہ تم جو عبدالملک بن مروان کو دیکھتے ہو کہ چار سو دینار کا مہر مقرر کرتا ہے اس کی یہی وجہ ہے اور اس نکاح میں اُم حبیبہ کے وکیل خالد بن سعید بن عاص تھے جنہوں نے ان کو حضور کے نکاح میں دیا۔

ان چاروں میں تیسرا شخص عثمان بن حُویرث قیصر روم کے پاس جا کر نصرانی ہو گیا اور اس کے مقربوں میں داخل ہوا۔

چوتھا شخص یعنی زید بن عمرو بن نفیل یہودی یا نصرانی کچھ نہیں ہوا اور اپنی قوم کے مذہب سے بھی جدا ہو گیا۔ بتوں اور ان کی قربانیوں اور خون اور مردار کے قریب نہ جاتا تھا اور مووٗدہ[1] کرنے سے بھی منع کرتا

---

[1] عرب میں ایک ظالمانہ رسم بعض خاندانوں میں یہ جاری تھی کہ لڑکی پیدا ہونے پر اسے زندہ ہی زمین میں گاڑ دیتے تھے۔ ایسی بدقسمت بچی کو مووٗدہ کہتے تھے۔

تھا۔ اور کہتا تھا میں اپنے باپ ابراہیم کے مذہب پر ہوں اور اپنی قوم کی بدعات کے عیب بیان کرتا تھا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو بڑھاپے کی حالت میں دیکھا ہے کعبہ سے پشت لگائے بیٹھے رہتے تھے اور قریش سے کہتے تھے اے قریش کے گروہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں زید بن عمرو کی جان ہے۔ سوا میرے تم میں سے کوئی ابراہیمؑ کے دین پر نہیں ہے پھر کہتے اے اللہ اگر مجھ کو معلوم ہو کہ میں کس طرح سے تیری عبادت کروں تو میں اس کو بجالاؤں مگر افسوس کہ میں تیری عبادت کا طریقہ نہیں جانتا پھر اپنے ہاتھ آگے رکھ کر ہتھیلیوں پر سجدہ کرتے۔

اسی زید بن عمرو بن نفیل کے فرزند سعید بن زید اور عمر بن خطاب نے (جو ان کے چچازاد بھائی تھے) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضورؐ آپ زید بن عمرو بن نفیل کے واسطے دعا مغفرت کیجئے۔ فرمایا۔ **نعم فانه يبعث امة واحدةً** (یعنی اس کے لئے دعا کی جائے گی۔ وہ اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اکیلا ایک امت کے برابر ہوگا)

زید بن عمرو بن نفیل نے مکہ سے دین ابراہیمؑ کی تلاش اور جستجو کے واسطے سفر کرنے کا قصد کیا اور اس کے سامان میں مصروف ہوئے مگر ان کی بیوی صفیہ بنت حضرمی نے خطاب بن نفیل سے جو اُن کے چچا تھے اس کا ذکر کر دیا۔ انہوں نے ان کو سفر سے روک دیا۔ چنانچہ جب یہ سفر کا ارادہ کرتے ان کی بیوی خطاب سے کہہ دیتی کیونکہ خطاب نے اس کو کہہ دیا تھا کہ جب تیرا خاوند سفر کا قصد کرے مجھ کو خبر کر دیجیو میں اس کو جانے نہ دوں گا۔ چنانچہ اسی سبب سے زید بن عمرو بن نفیل سفر سے معذور رہے۔

صفیہ حضرمی کی بیٹی ہے اور حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد بن اکبر تھا جو بنی صدف کا ایک شخص تھا صدف کا نام عمرو بن مالک تھا جو بنی سکون بن اشرس بن کندی بن اود بن زید بن کہلان بن سبا کا ایک شخص تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو زید بن عمرو بن نفیل کے بعض گھر والوں سے خبر پہنچی کہ جب زید خانہ کعبہ میں جاتے تھے تو کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے کہتے تھے **لبيك حَقًّا تعبّدًا ورقا عُذْتُ بِمَا عَاذَا بِهٖ اِبرَاهيم** ۔ ترجمہ (اے پروردگار تیرا بندہ اور غلام بن کر حاضر ہوا ہوں بیشک تو حق حق ہے اُن کلمات کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں جن کے ساتھ ابراہیمؑ نے پناہ مانگی)

خطاب نے زید کو بہت تکلیفیں دی تھیں مکہ سے ان کو نکال دیا تھا اور یہ مکہ کے مقابل مقام حرا میں جا رہے تھے وہاں بھی خطاب نے چند نوجوانانِ قریش کو ان پر متعین کر دیا تھا تاکہ شہر کے اندر نہ آنے پائیں اور کوئی شخص ان کی باتیں سن کر ان کی پیروی نہ کرے پس زید کبھی موقعہ پا کر ان سے پوشیدہ مکہ میں چلے آتے تھے اور خطاب کو خبر ہوتے ہی وہ ان کو نکلوا دیتا تھا پھر آخر کار زید بن عمرو بن نفیل نے دین ابراہیم کی تلاش

میں سفر کیا اور راہبوں اور احبار سے دریافت کرتے ہوئے موصل اور جزیرہ کی سیر کی پھر وہاں سے تمام ملک شام کا گشت لگایا۔ یہاں تک کہ ملک بلقا کے شہر میفعہ میں ایک راہب سے ملاقات کی یہ راہب ان کے مذہب کا ایک زبردست عالم تھا زید نے اس سے دین ابراہیم کا سوال کیا اس نے کہا اے زید اس زمانہ میں تجھ کو اس دین کا بتلانے والا کوئی فرد بشر نہ ملے گا۔ مگر تو یہ بات جان لے کہ اب ایک نبی کے ظہور کا زمانہ قریب پہنچا ہے اور وہ نبی اس شہر میں ہوں گے جہاں سے تو آیا ہے۔ وہ نبی دین ابراہیم اور ملت حنیف کے ساتھ مبعوث ہوں گے یہی زمانہ ان کے ظہور کا ہے۔ اس راہب سے اس خبر فرحتِ اثر کے سنتے ہی یہ وہاں سے مکہ کو واپس روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب یہ بنی لخم کی بستیوں میں پہنچے تو انہوں نے ان کو قتل کر دیا۔

انجیل میں آنحضرتؐ کی بشارت

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے انجیل میں حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ صفت بیان فرمائی ہے جو خدا کی طرف سے آپ پر نازل ہوئی اور جسے یحنس حواری نے عیسیٰ علیہ السلام کے عہد سے انجیل میں لکھی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ جس نے مجھ سے بغض کیا اس نے خدا سے بغض کیا اور اگر میں ان لوگوں کے سامنے ایسے کام نہ کرتا جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کئے پس ان کی خطا نہ ہوتی مگر آج سے یہ اتراتے لگے ہیں اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ یہ مجھ پر اور خدا پر غالب ہو گئے ہیں۔ یہ بات ضرور ہے کہ وہ کلمہ پورا ہوگا جو ناموس میں ہے کہ انہوں نے مجھ سے ناحق بغض کیا۔ پس بیشک منحمنا آویں گے یہ وہ شخص ہیں جن کو خدا تمہارے پاس اپنی پاک روح کے ساتھ بھیجے گا۔ پس وہ میرے اوپر گواہ ہیں اور تم بھی میرے گواہ ہو کیونکہ تم قدیم سے اس بات میں میرے شریک ہو اور میں نے یہ بات تم سے اس واسطے کہہ دی ہے کہ تم ان میں شک نہ کرو۔ منحمنا سریانی زبان میں محمد کے ہم معنے اور رومی زبان برقلیطس کا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْماً کَثِیْرًا۔

آنحضرتؐ کی بعثت

جب حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس سال کی ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام دنیا کو ہدایت دینے کے لئے مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے ہر نبی سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی تصدیق کرنے اور مخالفوں کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرنے کا عہد لیا تھا[1] اور نیز یہ بھی اُن رسولوں سے عہد لیا تھا کہ اپنی اُمتوں سے ان باتوں پر عہد لے لیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کی خبر حضور کو دیتا ہے۔ وَ اِذْ

---

[1] ابن ہشام کا یہ بیان صحیح نہیں نہ یہ عہد نبیوں سے لیا گیا۔ نہ خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق

اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ . اور جب کہ خدا نے نبیوں سے عہد لیا کہ ہم جو تم کو کتاب اور حکمت دیتے ہیں پھر جب تمہارے پاس رسول آئے تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی ضرور مدد کرنا (پھر ان سے) فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور اس میرے عہد کو قبول کرلیا۔ سب پیغمبروں نے عرض کیا۔ فرمایا پس تم اپنے عہد پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔[1]

پس اللہ تعالیٰ نے سب رسولوں سے ہمارے حضورؐ کی تصدیق کرنے اور مخالفوں کے مقابلہ میں آپ کی امداد کرنے پر عہد کرلیا اور اُن سب رسولوں نے یہی عہد اپنی امتوں سے بھی لیا اور یہ دونوں اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ ہیں۔

نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ سب سے پہلے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سچے خواب دکھائی دینے شروع ہوئے تھے اور جو خواب آپ دیکھتے تھے وہ مثل صبح کی سپیدی کے ظاہر ہو جاتا تھا۔ اس وقت آپ تنہائی کو پسند فرماتے تھے اور آپ کو اس سے بہتر کچھ نہ معلوم ہوتا تھا کہ تنہا بیٹھے رہیں۔

غارِ حراء میں نزولِ وحی

حضورؐ کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کرامت اور اظہارِ نبوت کا ارادہ کیا تو آپ کی یہ حالت تھی کہ

لیا گیا۔ صحیح یہ ہے کہ یہ عہد اہل کتاب سے لیا گیا کہ جب بھی کوئی رسول تم میں مبعوث ہو اور تمہاری کتاب کی تصدیق کرے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا اگر آنحضرت سے مراد ہو تو آیت بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام اپنی وفات کے بعد آنحضرتؐ کی کیا مدد کر سکتے ہیں اور کس طرح بطور خود ان کی تصدیق کر سکتے ہیں لہٰذا یہ سارا بیان ہی غلط ہے اور ابن ہشام کا اپنا ذاتی خیال ہے جس کی کوئی دلیل قرآن مجید سے پیش نہیں کی جا سکتی (اسماعیل عفی عنہٗ)

[1] بڑا زبردست ثبوت اس بات کا کہ یہ عہد نبیوں سے نہیں بلکہ اہل کتاب سے لیا گیا تھا اس آیت کا اگلا ٹکڑا ہے یعنی فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ، یعنی اس کے بعد جو اپنے اقرار سے پھر جائے وہ فاسق ہے۔ پس کیا نعوذ باللہ نبی بھی اپنے قول سے پھر سکتا ہے۔ (اسماعیل)

جس وقت آپ قضاء حاجت کے واسطے شہر مکہ کے باہر جنگل اور پہاڑ کی گھاٹیوں میں آبادی سے دور تشریف لے جاتے تو جس شجر و حجر کے پاس سے آپ کا گذر ہوتا وہ آپ سے کہتا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ آپ اِدھر اُدھر دیکھتے بجز شجر و حجر کچھ معلوم نہ ہوتا۔ چنانچہ اسی طرح آپ سنتے اور دیکھتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام کو وحی کے ساتھ نازل فرمایا اور آپ اس وقت غارِ حرا میں تھے اور رمضان کا مہینہ تھا۔

وحی کے نزول کی کیفیت

حضرت عبداللہ بن زبیر نے عبید بن عمیر بن قتادہ لیثی سے کہا اے عبید ہم سے بیان فرمایئے کہ حضور کے پاس وحی کی ابتداء کیونکر ہوئی۔ عبید نے کہا کہ حضورؐ ہر سال میں ایک مہینہ غارِ حراء کے اندر خلوت کے واسطے تشریف لے جاتے تھے اور جو مسکین آپ کے پاس آتا اس کو کھانا کھلاتے تھے اور جب مہینہ پورا کر کے شہر میں آتے تو پہلے خانہ کعبہ کے سات بار یا جس قدر اللہ چاہتا طواف کرتے، پھر اپنے گھر میں تشریف لے جاتے۔ یہاں تک کہ وہ مہینہ آ گیا جس میں خدا تعالیٰ نے آپ کو نبوت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

یہ مہینہ رمضان کا تھا حضور معہ اپنی اہلیہ کے غارِ حرا میں تشریف لے گئے جیسے کہ ہمیشہ تشریف لے جاتے تھے یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس میں آپ رسول ہوئے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں سوتا تھا جو میرے پاس جبرائیل آئے اور دیباج کے کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک کتاب ان کے پاس تھی مجھ سے کہا پڑھو۔ میں نے کہا کیا پڑھوں۔ جبرائیل نے مجھ کو بھینچا۔ یہاں تک کہ میں سمجھا کہ دم نکل جائے گا۔ پھر چھوڑ دیا اور کہا پڑھ۔ میں نے کہا کیا پڑھوں۔ اور میں اس واسطے کہتا تھا تا کہ پھر یہ میرے ساتھ وہی کریں جو پہلی بار کیا ہے تب انہوں نے کہا پڑھ۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ. خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ. اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ. الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ. عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۔یعنی پڑھ اپنے اُس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا ہے انسان کو خونِ منجمد سے پڑھ اور تیرا وہ بزرگ ہے جس نے قلم کے ساتھ سکھلایا۔ سکھلائیں انسان کو وہ باتیں جو وہ نہ جانتا تھا۔

حضورؐ فرماتے ہیں۔ میں نے اس کو پڑھا اور جبرائیل میرے پاس سے چلے گئے اور میری آنکھ کھل گئی پس گویا کہ یہ آیت میرے دل پر لکھی ہوئی تھی۔ فرماتے تھے پس میں اٹھ کر چلا گیا یہاں تک کہ جب بیچ پہاڑ کے پہنچا تو آسمان سے مجھ کو ایک آواز آئی کہ اے محمدؐ تم خدا کے رسول ہو اور میں جبرائیل ہوں۔ فرماتے ہیں۔ میں نے اوپر سر کیا تو دیکھا کہ جبرائیل ایک انسان کی صورت میں آسمان و زمین کے درمیان معلق

کھڑے ہوئے ہیں اور مجھ سے کہا اے محمد آپ خدا کے رسول ہیں اور میں جبرائیل ہوں۔فرماتے ہیں جب میں اپنی نگاہ اِدھر اُدھر پھراتا تھا ان کو اپنے پیش نظر دیکھتا تھا اور اسی حالت میں مَیں کھڑا تھا نہ آگے بڑھتا تھا نہ پیچھے ہٹتا تھا یہاں تک کہ خدیجہ نے میری تلاش میں آدمی بھیجے اور وہ مکہ کی بلندی پر مجھ کو ڈھونڈھ کر واپس بھی آگئے اور میں وہیں کھڑا تھا۔آخر جبرائیل میرے سامنے سے چلے گئے اور میں خدیجہ کے پاس آیا اور ان کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھا انہوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ کہاں تھے قسم ہے خدا کی مَیں نے آپ کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ یہاں تک کہ وہ مکہ سے ہو کر واپس بھی آگئے۔حضورؐ فرماتے ہیں۔میں نے سارا حال ان سے بیان کیا۔انہوں نے کہا اے میرے چچا کے فرزند تم کو خوشخبری ہو قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں خدیجہ کی جان ہے بیشک مجھ کو یقین ہے کہ تم اس اُمت کے رسول ہو۔پھر وہ چادر اوڑھ کر ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس گئیں یہ ورقہ نصرانی ہو گئے تھے اور آسمانی کتابوں کے عالم تھے۔خدیجہ نے ان سے حضور کے سننے اور دیکھنے کا سارا واقعہ بیان کیا۔ورقہ نے ان کو سُن کر کہا قدوس قدوس اے خدیجہ اگر تو یہ مجھ سے سچ کہتی ہے تو بیشک یہ وہی ناموس اکبر ہے جو موسیٰ کے پاس آیا تھا اور بیشک وہ اس امت کے نبی ہیں تو جا کر ان سے کہہ کر ثابت قدم رہیں۔خدیجہ نے یہی آ کر حضورؐ سے کہہ دیا۔جب حضورؐ غار میں اپنے ایام پورے کر چکے تو حسب دستور خانہ کعبہ میں آپ نے جا کر طواف کیا وہیں آپ سے ورقہ بن نوفل بھی ملے اور عرض کیا کہ اے میرے بھائی کے فرزند سنائیے کہ آپ نے کیا دیکھا اور کیا سنا آپ نے سارا واقعہ اپنا اُن سے نقل فرمایا۔انہوں نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک تم اِس اُمت کے نبی ہو اور تمہارے پاس وہی ناموس اکبر آیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تھا اور بیشک تم کو لوگ جھٹلائیں گے اور تکلیف پہنچائیں گے اور تم سے لڑیں گے اور تم کو اس شہر سے نکال دیں گے اور اگر میں اس روز تک زندہ رہا تو ضرور تمہاری مدد کروں گا پھر ورقہ نے حضورؐ کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور حضورؐ وہاں سے اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔

جبرائیل اور حضرت خدیجہؓ

حضرت خدیجہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ جبرائیل کے آنے کی مجھ کو بھی خبر کر سکتے ہیں۔آپ نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا پس اب جو آویں تو مجھ سے فرمائیے گا۔چنانچہ جب جبرائیل آئے تو حضورؐ سے فرمایا اے خدیجہؓ یہ جبرائیلؑ میرے پاس آئے ہیں۔خدیجہ نے کہا آپ کھڑے ہو کر میری بائیں ران پر بیٹھ جائیے۔چنانچہ آپ ان کی ران پر بیٹھ گئے انہوں نے کہا اب بھی جبرائیل دکھائی دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایاہاں۔انہوں نے کہا اچھا میری دائیں ران پر بیٹھ جایئے۔چنانچہ حضورؐان کی دائیں ران پر بیٹھ گئے۔انہوں نے کہا اب بھی دکھائی دیتے ہیں آپ نے فرمایاہاں۔انہوں نے پھر اپنی اوڑھنی سر پر سے اتار لی اور برہنہ سر ہوگئیں اور کہا اب بھی جبرائیل دکھائی دیتے ہیں۔فرمایا نہیں اب نہیں دکھائی دیتے۔ خدیجہ نے عرض کیا آپ کو خوشخبری ہو کہ بیشک یہ فرشتہ ہے شیطان نہیں ہے۔

قرآن کے نزول کی ابتداء رمضان میں ہوئی

قرآن شریف کے نازل ہونے کی ابتداء رمضان شریف میں ہوئی چنانچہ خداوندتعالیٰ فرماتا ہے۔شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ. (یعنی رمضان کا وہ (مبارک) مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہدایت کرنے والا لوگوں کے واسطے اور ظاہر آئتیں ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کی۔

نیز فرماتا ہے۔اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ. لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (ترجمہ) بے شک ہم نے نازل کیا ہے قرآن کو شب قدر میں اور تم کو کیا معلوم شب قدر کیا ہے۔ شب قدر ہزار راتوں سے بہتر ہے فرشتے اور جبرائیل اس میں اپنے رب کی اجازت سے زمین پر اترتے ہیں۔وہ سلامتی کی رات ہے اور وہ طلوع فجر تک ہے۔

اور فرمایا۔اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ. فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ. اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ. (ترجمہ) قسم ہے کتاب مبین کی بیشک ہم نے نازل کیا ہے اس کو مبارک رات میں (جو شب قدر ہے) بیشک ہم گمراہوں کو ہمیشہ ہوشیار کرتے آئے ہیں۔اس رات میں ہر حکمت والا امر بیان کیا جاتا ہے۔ہر وہ امر جس کا ہم نے حکم دیا ہے۔ہم ایسے موقعوں پر ہمیشہ رسول بھیجا کرتے ہیں۔

راہِ تبلیغ میں مشکلات اور حضرت خدیجہؓ کی تسلی

اس کے بعد تو حضورؐ کے پاس وحی آنی شروع ہوگئی اور آپ نے ایمان اور تصدق کے ساتھ اس کے بوجھ کو اٹھایا بندوں کے راضی یا ناراض ہونے کی کچھ پرواہ نہ کی۔درحقیقت نبوت کا بوجھ ایسا ہے جس کے ماسوا اہلِ قوت کے اور اولوالعزم رسولوں کے دوسرا شخص اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔کیونکہ احکاماتِ الٰہی کے پہنچانے میں رسولوں کو بندوں کی طرف سے بہت سی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔پس حضورؐ حکم الٰہی لوگوں کو پہنچانے لگے۔مگر انہوں نے تکذیب کی اور آپ کو تکلیفیں پہنچائیں جن کو آپ نے برداشت کیا مگر

خدیجہ حضورؐ پر صدق دل سے ایمان لے آئی تھیں۔ جب حضورؐ ان کے پاس تشریف لے جاتے تھے وہ ایسی باتیں کرتی تھیں جن سے حضورؐ کے دل سے حزن وملال رفع ہو جاتا تھا اور سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ ہی تھیں۔ رضی اللہ عنہا۔

حضرت خدیجہؓ کے لئے جنت میں محل

عبیداللہ بن جعفر بن ابی طالب سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں خدیجہؓ کو جنت میں ایک موتی کے محل کی بشارت دوں جس میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔

خدا کی طرف سے حضرت خدیجہؓ کو سلام

ایک روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ خدیجہ کو ان کے پروردگار کی طرف سے سلام فرمائیے۔ چنانچہ حضورؐ نے فرمایا کہ اے خدیجہؓ جبرائیل خدا کی طرف سے تم کو سلام کہتے ہیں۔ خدیجہؓ نے کہا اللہ خود سلام ہے اور اسی سے ہر ایک کو سلامتی ملتی ہے اور جبرائیل پر بھی سلام ہو۔

وحی کا چندروز موقوف ہو کر پھر جاری ہونا

پھر حضورؐ سے وحی چندروز تک موقوف رہی اور وحی کا یہ موقوف ہونا حضور کو بہت گراں گزرا۔ تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الضحیٰ نازل فرمائی جس میں قسم کھا کر ارشاد کیا ہے کہ تمہارے رب نے تم کو چھوڑا نہیں ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَ الضُّحٰی. وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی. مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی. وَ لَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی. وَ لَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی. اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی. وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی. وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی. فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡهَرۡ. وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ. وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ. (ترجمہ) قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جبکہ وہ سب چیزوں پر چھا جائے نہ تمہارے پروردگار نے تم کو چھوڑا نہ وہ تم سے ناراض ہوا اور البتہ آخرت تمہارے واسطے دنیا سے بہتر ہے اور عنقریب تمہارا پروردگار تم کو ایسی چیز عنایت کرے گا جس سے تم خوش ہو جاؤ گے کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا کہ پھر تم کو رہنے کا ٹھکانا دیا اور کیا تم کو تلاش حق میں سرگرداں نہیں پایا۔ اس نے تمہیں ہدایت دی اور کیا تم کو اس نے محتاج نہیں پایا کہ پھر اپنے فضل سے غنی کیا۔ پس تم کو لازم ہے کہ یتیم پر غصہ نہ کرو اور سائل کو سخت جواب نہ دو اور تم اپنے رب کی نعمتیں جو اس نے تم پر کی ہیں بیان کیا کرو۔

پس حضور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جو اس نے حضور پر اور اپنے بندوں پر کی ہیں ذکر فرمانے لگے اور جس پر

آپ کو اطمینان ہوتا پوشیدہ طور سے ان کو کلماتِ حق سمجھاتے پھر آپ پر نماز فرض ہوئی اور آپ نے اُس کا پڑھنا شروع کیا۔

نماز کا فرض ہونا اور اس کے اوقات

جب حضورؐ پر نماز فرض ہوئی تو آپ نے نماز پڑھی اور اسے ختم کر کے سلام پھیرا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی ہیں پہلے پہلے حضورؐ پر نماز کی دو رکعتیں فرض ہوئی تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے حضر میں چار رکعتیں کر دیں اور سفر میں وہی دو قائم رکھیں۔

جب پہلے پہل حضورؐ پر نماز فرض ہوئی ہے تو اس طرح ہوا کہ حضورؐ اس وقت مکہ کی بلند جانب میں تھے وہاں آپ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور وادی کے کنارے کو اپنی ایڑی سے ٹھکرایا۔ اسی وقت وہاں ایک چشمہ بہہ نکلا۔ اس چشمہ سے پہلے جبرائیل نے وضو کر کے حضور کو دکھایا پھر حضورؐ نے وضو کیا پھر جبرائیل نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، حضورؐ بھی انکے ساتھ شریک ہوئے پھر نماز پڑھ کر جبرائیل چلے گئے اور حضور حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور اُن کو وضو کر کے بتایا۔ چنانچہ انہوں نے بھی اُسی طرح وضو کیا۔ پھر حضور نے ان کو اس طرح نماز پڑھائی جس طرح کہ جبرائیل نے حضور کو پڑھائی تھی اور انہوں نے اسی طرح حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی ہے جبرائیل آپ کے پاس آئے اور زوال آفتاب کے بعد آپ کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا عصر کی نماز پڑھائی اور زوال آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھائی پھر شفق غائب ہونے کے بعد عشاء کی نماز پڑھائی اور طلوع فجر کے بعد ہی صبح کی نماز پڑھائی پھر دوسرے روز ظہر کی نماز آپ کو اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو گیا۔ اور عصر کی نماز اُس وقت پڑھائی جب دو مثل ہوا۔ اور مغرب کی نماز اُسی وقت پڑھائی جس وقت روز گذشتہ پڑھائی تھی اور عشاء کی نماز اُس وقت پڑھائی جب رات کی ایک تہائی گزر چکی تھی اور صبح کی نماز اُس وقت پڑھائی جب خوب روشنی ظاہر ہو گئی تھی۔ اور کہا اے محمدؐ نماز کا وقت ان اوقات کے درمیان ہے جن میں تم نے آج اور کل نماز پڑھی ہے۔

مَردوں میں حضورؐ پر ایمان لانے والا پہلا انسان

پہلا مرد جو حضورؐ پر ایمان لایا اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے اور عمر شریف آپ کی اس وقت دس سال کی تھی اور حضرت علیؓ پر اللہ کی سب سے بڑی یہ نعمت تھی کہ آپ نے خاص

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائی تھی۔

حضرت علیؓ پر خدا کی رحمت اور برکت اس طرح ہوئی کہ ایک دفعہ قریش سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور ابوطالب کثیر العیال شخص تھے۔ پس حضور نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا (عباس بنی ہاشم بہت خوشحال شخص تھے) کہ تمہارے بھائی ابی طالب عیالدار آدمی ہیں اور تم اس تنگی کے وقت کو دیکھ رہے ہو۔ چلو ہم تم چلیں اور ان کے عیال کا بار اُن پر سے ہلکا کریں اُن کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا تم اپنی پرورش میں لے لو اور ایک میں لے لیتا ہوں عباس نے قبول کیا اور حضور اور وہ دونوں مل کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا ہم تمہارے پاس اس واسطے آئے ہیں تا کہ تمہارے عیال کا بار تم پر سے ہلکا کریں۔ یہاں تک کہ یہ تنگی کا زمانہ جاتا رہے۔ ابوطالب نے کہا عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو باقی جس کو تمہارا جی چاہے لے جاؤ۔ پس حضورؐ نے حضرت علیؓ کو اور حضرت عباس نے جعفر کو لے لیا۔ حضرت علی اس روز سے حضورؐ کے پاس رہتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا اور حضرت علی آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور حضرت جعفر حضرت عباس ہی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اسلام لائے اور اُن سے جدا ہوئے۔

جب نماز کا وقت آتا حضورؐ اور علی بن ابوطالب مکہ کے پہاڑ کی کسی گھاٹی میں جا کر لوگوں سے پوشیدہ نماز پڑھتے اور ایک عرصہ تک اسی طرح کرتے رہے پھر ابوطالب کو اس حال کی اطلاع ہوگئی اور انہوں نے دونوں کو نماز پڑھتے دیکھ لیا پس حضورؐ سے کہا کہ اے میرے بھتیجے یہ کیا دین ہے جو تُو نے اختیار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے چچا یہ دین خدا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور فرمایا خدا نے مجھ کو اس دین کے ساتھ رسول بنا کر بندوں کی طرف بھیجا ہے اور اے چچا تم اس بات کے زیادہ مستحق ہو کہ میں تم کو نصیحت کروں اور تم کو ہدایت کی طرف بلاؤں اور تم اس کے قبول کرنے اور میری امداد میں شریک ہونے کے حقدار ہو۔ ابوطالب نے کہا اے بھتیجے میں اپنے باپ دادا کے دین کو ترک نہیں کر سکتا مگر جب تک میں زندہ ہوں تم کو کوئی برائی دشمنوں سے نہیں پہنچ سکتی۔

کہتے ہیں کہ ابوطالب نے اپنے فرزند حضرت علیؓ سے سوال کیا تھا کہ تو نے یہ کیا دین اختیار کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ والد صاحب مَیں خدا اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہوں اور رسول کے ساتھ جو خدا کی کتاب آئی ہے اس کی میں نے تصدیق کی ہے اور میں ان کے ساتھ خدا کی نماز پڑھتا ہوں اور ان کا مطیع ہو گیا ہوں۔ اس پر ابوطالب نے کہا کہ بیشک وہ تجھ کو بھلائی کی طرف بلاتے ہیں پس تُو اُن کے ساتھ رہ۔

حضرت زید کا مسلمان ہونا

اس کے بعد زید بن حارثہ بن شرحبیل بن کعب بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس کلبی حضورؐ کے آزاد غلام

اسلام لائے اور وہ پہلے شخص ہیں جو حضرت علیؓ کے بعد مشرف باسلام ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ ایک دوسری روایت میں حضرت زید کا سلسلہ نسب یہ بیان کیا گیا ہے زید بن حارثہ بن شرحبیل بن کعب بن عبدالعزیٰ بن امرئ القیس بن عامر بن نعمان بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن دبرہ۔

زید آنحضرتؐ کے پاس کس طرح پہنچے

حکیم بن حزام حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے جب ملک شام سے آئے تو بہت سے غلام خرید کر لائے۔ جن میں زید بن حارثہ بھی تھے حضرت خدیجہؓ اُن سے ملنے گئیں۔ تو انہوں نے کہا کہ پھوپی آپ کو جو غلام ان میں سے پسند ہو وہ آپ کی نذر ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے زید کو پسند کیا اور اپنے ساتھ لے آئیں۔ جب حضورؐ سے ان کی شادی ہوئی تو آپ نے حضرت خدیجہؓ سے زید کو لے لیا اور آزاد کر دیا مگر وہ حضور ہی پاس رہے یہ واقعہ نزولِ وحی سے پہلے کا ہے اور زید کے گم ہو جانے سے ان کے باپ حارثہ سخت غمگین ہوئے پھر جب زید حضورؐ کی خدمت میں تھے تو ان کے باپ ان کے پاس آئے اور ان کو لے جانا چاہا حضورؐ نے ان سے فرمایا اگر تمہارا جی چاہے تو میرے پاس رہو اور اگر تمہارا جی چاہے اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ۔ زید نے کہا میں تو حضورؐ ہی کی خدمت میں رہوں گا۔ پس زید حضورؐ کی خدمت میں رہے یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو مبعوث کیا اور زید اسلام لائے اور نماز میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے اور جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ (یعنی لوگوں کو ان کے اصلی باپوں کے نام کے ساتھ خطاب کیا کرو) تو زید نے کہا کہ میں زید بن حارثہ ہوں۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کا اسلام لانا

پھر ابوبکر بن ابی قحافہ اسلام لائے نام آپ کا عتیق ہے اور آپ کے والد ابوقحافہ کا نام عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن وسعد بن تیم بن مُرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر ہے۔

ایک قول ہے کہ ابوبکرؓ کا نام عبداللہ ہے اور عتیق آپ کی آزادی اور خوبصورتی کے سبب سے آپ کا لقب ہے۔

---

[1] زید کو یہ کہنے کی ضرورت پیش آئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنا متبنّٰی بنا لیا تھا اور حضورؐ ان سے اس درجہ محبت کرتے تھے کہ ان کو لوگ عام طور پر زید بن محمد کہنے لگے (اسماعیل)۔

حضرت ابوبکرؓ کی شان

جب حضرت ابوبکرؓ اسلام لائے۔ انہوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور لوگوں کو خدا اور رسول کی طرف بلانا شروع کیا۔ حضرت ابوبکر ایسے شخص تھے کہ آپ کی نرمی اور خوش کلامی اور حسن اخلاق کے سبب تمام قوم آپ سے محبت رکھتی تھی۔ اور قریش کے نسب سے آپ سارے قریش کی نسبت زیادہ واقف تھے۔ سارے قریش کی مانند آپ کا پیشہ بھی تجارت تھا۔ آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ آپ کے علم اور خوش اخلاقی کے سبب آپ کی قوم کے بہت سے لوگوں کی آپ کے پاس نشست و برخاست رہتی تھی۔ اور جن ہم نشینوں پر آپ کو اعتماد تھا۔ ان کو آپ نے راہِ راست کی طرف لانا شروع کیا۔ چنانچہ آپ کی دعوت کے نتیجہ میں۔

وہ صحابہ جو حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے

[1]حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ عبد شمس بن عبد مناف بن قطے بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب اسلام لائے اور زبیر[2] بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی اور عبدالرحمان[3] بن عوف بن عبد عوف بن حرث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی اور سعد[4] بن ابی وقاص (ابی وقاص کا نام مالک ہے) بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ یہ سب لوگ حضرت صدیقِ اکبر کی رہنمائی سے اسلام لائے اور نماز پڑھی اور حضرت صدیق کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو میں نے اسلام کی طرف بلایا اس کو ابتداء میں تردّد لاحق ہوا۔ سوا ابوبکر بن ابی قحافہ کے کہ جس وقت میں نے ان سے اسلام کا ذکر کیا۔ ان کو کچھ تردد نہ ہوا اور فوراً قبول کیا۔

سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کا اسلام

یہ آٹھوں شخص جو سب سے پہلے اسلام لائے تھے اور حضور اور احکام الٰہی کی انہوں نے تصدیق کی نماز پڑھنے لگے۔ پھر ان کے بعد ابوعبیدہ اسلام لائے ان کا نام یہ ہے ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث بن فہر اور ابوسلمہ بھی اسلام لائے ان کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی ہے اور ارقم بن ابی ارقم بھی اسلام لائے۔ ابوارقم کا نام عبد مناف بن اسد ہے اور اسد کی کنیت ابوجذب ہے ابن عبداللہ بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن

لوئی اورعثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حدافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی اوران کے دونوں بھائی قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون بھی اسلام لائے اور عبیدہ بن حرث بن مطلب بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بھی مشرف باسلام ہوئے۔اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی۔یہ بہن ہیں حضرت عمر بن خطاب کی یہ دونوں میاں بیوی یعنی سعید بن زید اوران کی بیوی فاطمہ بنت خطاب اسلام لائے اور اسماء بنت ابی بکر اور عائشہ بنت ابوبکر جو بہت چھوٹی تھیں اسلام لائیں اور خباب بن ارت جو بنی زہرہ کے حلیف تھے یہ بھی اسلام لائے۔خباب بن ارث بن تمیم میں سے تھےاور بعض کہتے ہیں خزاعہ میں سے تھے۔

سعد بن ابی وقاص کے بھائی عمیر بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود بن حرث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کامل بن حرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بنی زہرہ کے حلیف بھی شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔مسعود بن قاری یعنی مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن حمالہ بن غالب بن محلم بن عائذہ بن سمیع بن الہون بن خزیمہ قارہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔قارہ لقب ہے تیراندازی کا اور یہ لوگ تیرانداز تھے۔

اور سلیط بن عمرو بن عبدالشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہراور عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی اوران کی بیوی اسماء بنت سلامہ بن مخربہ تمیمیہ بھی ان کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئیں۔اور خنیس بن حذاقہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی اور عامر بن ربیعہ بن عنز بن وایل آل خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ کے حلیف بھی اسلام لائے۔عنسر بن وائل بن بکر بن وائل کے بھائی ہیں قبیلہ ربیعہ بن نزاء سے۔

اور عبداللہ بن جحش بن ایاب بن نعمیر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن ددوان بن اسد بن خزیمہ ادران کے بھائی ابواحمد بن جحش دونوں اسلام لائے اور یہ دونوں بنی امیہ بن عبدشمس کے حلیف تھے اور جعفر بن ابوطالب اوران کی بیوی اسماء بنت عمیس بن نعمان بن کعب بن مالک بن قحافہ قبیلہ خشم سے اسلام لائے اور حاطب بن الحرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حدافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی۔اور ان کی بیوی فاطمہ بنت مجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہراوران کے بھائی خطاب بن حرث اوران کی بیوی فکیھہ بن یسار یہ چاروں شخص مردوعورت مشرف بہ اسلام ہوئے اور معمر بن حرث بن معمر بن حبیب بن دہب بن حذافہ بن جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی اور سائب بن عثمان بن مظعون بن حبیب بن دہب اور مطلب بن ازہر بن عبدعوف بن عبد

بن سعید حرث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اوران کی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی۔ اورنحام جن کا نام نعیم بن عبداللہ بن اصید ہے بنی عدی بن کعب بن لوئی کے بھائی یہ بھی مشرف با اسلام ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ نعیم بن عبداللہ بن اُسید بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی ہے اورنحام ان کا نام اس سبب سے ہو گیا کہ حضورؐ نے فرمایا تھا۔ میں نے اس کی نحم جنت میں سنی ہے۔ نحم کے معنے اواز اور خوبی کے ہیں۔

اور عامر بن فہیرہ حضرت صدیق اکبر کے آزاد غلام بھی اسلام لائے عامر بن فہیرہ کو حضرت ابوبکر نے بنی اسد سے خریدا تھا۔

اور خالد بن سعید بن عاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیؔ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوئی اوران کی بیوی امینہ بنت خلف بن اسعد بن عامر بن بیافہ بن سبیع بن خشعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو بنی خزاعہ میں سے اسلام لائے۔ بعض کے نزدیک ان کی بیوی کا نام ہمینہ بنت حلف ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور حاطب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ جن کا نام مہشم ہے ایک قول کے مطابق ان کا نسب اس طرح ہے۔ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یَربوح بن حنطلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تیم بنی عدی بن کعب کے حلیف قبیلہ باہلہ کے لوگ ان کو لاکر خطاب بن نفیل کے ہاتھ فروخت کر گئے تھے اور انہوں نے ان کو اپنا متبنیٰ بنالیا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ اُس وقت سے یہ واقد بن عبداللہ کہلانے لگے۔ یہ قول ابو عمرو مدنی کا ہے۔

اور خالد اور عامر اور عاقل اور ایاس چاروں بھائی بکر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ کے فرزند بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ سے جو بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے اسلام لائے اور عمار بن یاسر بنی مخزوم بن یقظہ کے حلیف بھی اسلام لائے۔ عمار بن یاسر عنسی قبیلہ مذحج سے تھے اور صہیب بن سنان نمر قاسط میں سے ایک شخص بنی تمیم بن مرہ کے حلف بھی مشرف بہ اسلام ہوئے ایک قول کے مطابق ان کا نسب یہ ہے نمر بن قاسط بن نہب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار اور کہا جاتا ہے کہ افصی بن وعمی بن جدیلہ بن اسد اور اس طرح بھی کہا جاتا ہے صہیب عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے آزاد غلام تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ رومی تھے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ نمر بن قاسط سے ہیں ان کا بیان ہے کہ یہ زمین روم میں قیدی تھے وہاں سے خریدے گئے اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے

کہ صہیب رومی ہیں۔

علانیہ دعوت نبوت اور مشرکین مکہ

اس کے بعد کثرت کے ساتھ مرد اور عورتیں اسلام میں داخل ہوئے اور تمام شہر مکہ میں اسلام کا ذکر منتشر ہوا اور ہر جگہ اس کے چرچے ہونے لگے اب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم فرمایا کہ علانیہ نبوت کی دعوت کریں اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلائیں۔ اسلام کے اخفاء کا یہ زمانہ حضورؐ کی شروع بعثت سے تین سال تک رہا۔

اس کے بعد حضورؐ کو اعلان کا حکم ہوا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ **فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ** اور فرمایا **وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ. وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَ قُلْ اِنِّيْٓ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ** یعنی اے رسول تم کو جو حکم کیا گیا ہے اس کے ساتھ تم حق اور باطل کا فرق بیان کرو اور مشرکوں کی تکذیب کی کچھ پرواہ نہ کرو۔ اور اپنے اقربا کو (خصوصاً) عذاب الٰہی سے ڈراؤ اور تمہارے جو مومن پیرو ہو گئے ہیں ان کے ساتھ نرمی کرو اور (سب سے) کہہ دو کہ میں نہایت صاف طور پر ڈرانے والا ہوں۔

ابتداء میں اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قاعدہ تھا کہ اپنی قوم اور قبیلہ سے پوشیدہ ہو کر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص چند صحابہ کے ساتھ مکہ کی ایک گھاٹی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اتفاقاً چند مشرکوں نے ان کو دیکھ لیا اور اُن کو ان کی نماز پڑھنی نہایت ناگوار گزری اور ان کو بہت بُرا بھلا کہا۔ اور لڑنے کو تیار ہو گئے اور حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک مشرک کا سر پھوڑ ڈالا۔ یہ پہلا خون تھا جو اسلام میں بہایا گیا۔

جب حضور نے اپنی دعوت کا اعلان کیا تو مشرک آپ کے کچھ مزاحم نہیں ہوئے جب تک کہ آپ نے ان کے معبودوں کو بُرا بھلا نہیں کہا اور جب آپ نے بُرا کہنا شروع کیا تو وہ نہایت خفا ہوئے اور حضورؐ کی دشمنی پر اتفاق کیا اور مسلمان اس وقت نہایت قلیل اور پوشیدہ تھے اور ابوطالب نے بھی حضور کی مدد و حمایت پر کمر باندھی اور حضور باستقلال تمام اپنے کام پر قائم ہوئے۔

جب قریش نے یہ دیکھا کہ حضور اِن کے بتوں کی عیب جوئی اور ان کے لاشے محض ٹھہرانے سے باز نہیں آتے اور ابوطالب حضور کو منع نہیں کرتے تو انہوں نے چند لوگ اشراف قریش میں سے ابوطالب کے پاس بھیجے جن کے نام یہ ہیں۔ عتبہ اور شیبہ دونوں بیٹے ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب

(ابوسفیان کا نام صخر ہے) ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابوالبختری عاص بن ہشام ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں اور اسعد بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن کلاب اور ابوجہل بن ہشام جس کا نام عمرو ہے اور پہلے اس کی کنیت ابوالحکم تھی بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی۔ اور ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی اور نبیہ اور مُنبہ دونوں بیٹے حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی کے اور عاص بن وائل بن ہشام بن سعد بن سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی۔

ان کے علاوہ اور بہت لوگ تھے اور یہ سب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوطالب یا تو تم اپنے بھتیجے یعنی حضورؐ کو منع کرو کہ وہ ہمارے بتوں کو بُرا نہ کہے اور ہمارے باپ دادا کو جاہل اور گمراہ نہ بتائے ورنہ ہم کو اجازت دو کہ ہم خود اس سے سمجھ لیں کیونکہ اس کی مخالفت میں تم بھی ہمارے شریک ہو یعنی تم بھی مثل ہمارے مسلمان نہیں ہوئے۔ پس تم ہمارے اور اس کے درمیان دخل نہ دینا۔ ابوطالب نے ان لوگوں کو نہایت شائستگی کے ساتھ جوابات دے کر اور خوش کر کے رخصت کر دیا اور حضورؐ اسی طرح سے اپنے دین کا اعلان کرتے رہے اور قریش کی حضورؐ سے آتش عداوت ساعت بساعت بڑھتی گئی یہاں تک کہ پھر وہ دوبارہ ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اے ابوطالب تم ایک شریف اور عمر رسیدہ شخص ہو اور ہم تم کو ذی عزت خیال کرتے ہیں ہم نے تم سے درخواست کی تم اپنے بھتیجے کو منع کرو۔ تم نے منع نہ کیا قسم ہے خدا کی ہم ان باتوں پر صبر نہیں کر سکتے کہ ہمارے بتوں اور بزرگوں کو سخت باتیں کہی جائیں۔ یا تو تم اس بات کو دور کرو ورنہ ہم تم سے کہہ دیتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک ضرور ہلاک ہوگا یہ کہہ کر وہ لوگ چلے آئے۔

ابوطالب کو اپنی قوم کی عداوت اور علیحدگی نہایت شاق گذری اور انہیں وجوہ سے نہ وہ بخوشی خاطر حضورؐ پر ایمان لا سکے اور نہ انہوں نے کبھی آپ کی مدد سے ہاتھ اُٹھایا۔

جب قریش نے ابوطالب سے یہ شکایت کی تو ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ اے میرے بھتیجے تمہاری قوم نے میرے پاس آن کر تمہاری شکائتوں کا دفتر کھولا۔ پس میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اپنی اور میری جان کے ہلاک کرنے کی بات نہ کرو اور ایسے کام کی مجھ کو تکلیف نہ دو جس کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ جس پر حضورؐ نے یہ خیال کیا کہ اب میرا چچا میری مدد نہیں کر سکتا۔ آپ نے ان کو جواب دیا کہ اے میرے چچا! اگر یہ لوگ میری دائیں طرف سورج اور بائیں طرف چاند بھی رکھ دیں تب بھی اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا یہاں تک کہ خدا اس کو پورا کر دے یا میں خود اس کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو نکل آئے اور رونے لگے اور اٹھ کر چلے۔ ابوطالب نے آپؐ کو آواز دی کہ اے بھتیجے

ادھر آؤ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے۔کہا دیکھو جو تمہارا جی چاہے کہو میں ہرگز تم کو نہ چھوڑوں گا اور سب سے سمجھ لوں گا۔

جب قریش کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق نہیں چھوڑتے اور ان کی حمایت پر آمادہ ہیں تب وہ عمارہ بن ولید بن مغیرہ کو اپنے ساتھ لے کر ابوطالب کے پاس گئے اور کہا اے ابوطالب یہ عمارہ بن مغیرہ نوجوان صاحبِ جمال لڑکا ہے اس کو تم اپنا فرزند بنالو اور اس کے مالک ومختار تم ہی ہو اور اپنے بھتیجے کو ہمیں دے دو تا کہ ہم اس کو قتل کر کے اپنے دین کی مخالفت کا بدلہ لیں۔ابوطالب نے کہا یہ تم مجھ کو بُرا مشورہ دیتے ہو کہ میں اپنے فرزند کو تمہارے ہاتھوں سے ہلاک کرا دوں اور تمہارے لڑکے کو تمہارے واسطے پرورش کروں۔مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف جو قریش میں سے ایک شخص تھا کہنے لگا اے ابوطالب قوم تو یہ چاہتی ہے کہ تم سے انصاف کرے اور اس بات سے قوم باز نہ رہے گی جس کو تم بُرا سمجھتے ہو۔پس میں خیال کرتا ہوں کہ تم قوم کی کوئی بات قبول نہ کرو گے۔ابوطالب نے کہا قوم یہ نہیں چاہتی ہے کہ میرے ساتھ انصاف کرے اور قسم ہے خدا کی اے مطعم تو میرے مقابلہ میں قوم کی امداد اور میری ترکِ یاری پر تیار ہوا ہے پس جو کچھ تجھ سے ہو سکے اس میں کمی نہ کر اور اسی قسم کی باتیں کیں۔

پھر قریش حضورؐ کی عداوت پر نہایت سخت ہو گئے اور جس گروہ میں سے جو چند لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کو سخت تکلیفیں پہنچانے لگے مگر حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا ابوطالب کے سبب سے ان کی گستاخیوں سے محفوظ رکھا پھر جب ابوطالب نے قریش کی یہ حرکتیں دیکھیں تو ان کو اس بات کی طرف بلایا کہ گویا یہ ان سے متفق ہیں اور حضورؐ کو تبلیغ سے منع کریں گے۔سب قریش اس بات پر متفق ہو گئے اور ان کی رائے کے شریک ہوئے سوا ایک ابولہب کے وہ ان سے متفق نہ ہوا اور اپنی شرارت باطنی اور قساوت قلبی کے آگے کسی کی اس نے پرواہ نہ کی۔پس جب ابوطالب نے دیکھ لیا کہ قوم مجھ سے متفق ہو گئی تو چند اشعار ان کی تعریف میں پڑھ کر ان کو سنائے اور اسی کے ضمن میں حضورؐ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور تعریف وتوصیف بھی بیان کی تا کہ قوم کی رائے پورے طور سے ظاہر ہو جائے اور جس کو شریک ہونا ہو وہ ان کے ساتھ شریک ہو جائے۔

ایک سخت دشمنِ اسلام ولید بن مغیرہ

قریش میں ایک شخص ولید بن مغیرہ نہایت عمر رسیدہ تھا اور بہت لوگ اس کے پاس آتے تھے۔جب حج کے دن قریب آئے تو چند لوگ اس کے پاس جمع ہوئے۔اس نے اُن سے کہا کہ اے قریش اب حج کے دن

آ رہے ہیں ہر چہار جانب سے عرب لوگ تمہارے ہاں آئیں گے اور تمہارے صاحب یعنی حضورؐ کا حال وہ سن چکے ہیں۔ پس اب تم رائے دو کہ اس کا کیا بندوبست کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا جناب آپ بزرگ ہیں جو آپ کی رائے سو ہماری رائے اپنی رائے آپ فرمائیے۔ اس پر ہم بھی عمل کریں گے۔ اس نے کہا نہیں تم ہی اپنی رائے ظاہر کرو اور ایک ہی بات کہنا ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ کہے پس اپنے اختلاف بیان کے سبب سے تم جھوٹے ٹھہرائے جاؤ۔ اس واسطے لازم ہے کہ ایک ہی قول پر قائم ہو جاؤ۔ سب نے کہا ہم حج کے دنوں میں لوگوں سے یہ کہتے پھریں گے کہ محمدؐ کاہن ہیں۔ ولید نے کہا کاہن کہنا ٹھیک نہیں کیونکہ کاہن کی گن گناہٹ محمد میں نہیں ہے اور نہ اس کے کلام کاہنوں کے سے مسجع ہیں اس بات میں تم جھوٹے ہو جاؤ گے۔ سب نے کہا اچھا ہم مجنوں کہیں گے۔ ولید نے کہا وہ مجنوں بھی نہیں ہیں اور مجنوں (دیوانہ) کو ہم نے دیکھا ہے۔ اس کی علامات بھی ان میں نہیں ہیں۔ سب نے کہا۔ اچھا ہم شاعر کہیں گے۔ اس نے کہا شعر اور اس کی کل اقسام سے بھی ہم واقف ہیں رجز اور ہجز اور قریض اور مقبوض اور مبسوط سب کو ہم جانتے ہیں۔ ان کا کلام شعر بھی نہیں ہے۔ سب نے کہا اچھا ہم ساحر کہیں گے۔ اس نے کہا یہ ساحر بھی نہیں ہیں ہم نے ساحروں کو بخوبی دیکھا ہے اور ان کے منتر جنتر سے واقف ہیں آخر وہ لوگ عاجز ہو گئے اور انہوں نے کہا اے ابوعبدشمس (ولید کی کنیت ہے) پھر تم ہم کو بتلاؤ کہ ہم کیا کہیں۔ اس نے کہا قسم ہے خدا کی سچ بات تو یوں ہے کہ محمد کے کلام یعنی قرآن میں کھجور کی سی مٹھاس ہے اور اے قریش جس قدر باتیں تم نے بیان کیں ان میں سے جو بات تم کہو گے فوراً معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹ اور باطل ہے مگر یہی بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ تم ساحر کہو کہ اس سحر ہی کے سبب سے محمد نے لوگوں میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور اس کا قول ایسا ہے کہ اس سے میاں بیوی اور باپ بیٹے اور بھائی بھائی اور کنبے اور برادری میں جدائی ہو جاتی ہے۔

ولید کا یہ کلام سن کر لوگ اس کے گھر سے رخصت ہوئے اور ہر گلی کوچہ گذرگاہ پر بیٹھ کر لوگوں کو حضور کی طرف سے بہکاتے اور بدگمان کرنے لگے۔ چنانچہ اسی ولید بن مغیرہ کی شان نحس میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی ہیں۔ ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا. وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا. وَّ بَنِیْنَ شُهُوْدًا. وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا. ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ. كَلَّا اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا. سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا. اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ. فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ. ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ. ثُمَّ نَظَرَ. ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ. ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ. فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ. اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (مدثر 23-74/11) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول تم مجھ کو اس شخص کی سزا دہی کے واسطے چھوڑ دو جس کو میں نے یکہ و تنہا پیدا کیا پھر میں نے اس

کو مال کثیر دیا اور بیٹے بھی دیئے۔ جو اس کے ساتھ رہتے ہیں اور اس کے سب دنیوی کام درست کر دیئے ہیں مگر وہ طمع کرتا ہے کہ اور زیادہ مال دار ہو ہرگز نہیں بیشک وہ ہماری آیتوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ عنقریب میں اس کو ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جو برابر بڑھتا رہے گا۔ میری آیتوں کو سنا اور ان پر غور کیا اور اندازہ کیا۔ پس لعنت ہو اس پر کیسا بُرا اندازہ کیا پھر لعنت ہو اس پر کیسا بُرا اندازہ کیا پھر اس نے طعنہ زنی کے واسطے دوبارہ قرآن کو دیکھا پھر جب کوئی موقعہ نہ ملا تب تیوری چڑھائی اور انصاف سے منہ پھیرا اور تکبر کیا اور کہا نہیں ہے یہ قرآن سراسر جھوٹ اور قرآن کا مجموعہ ہے اور انسان کا بنایا ہوا کلام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی شان میں بھی آیت نازل فرمائی جو قرآن کے متعلق طرح طرح کی باتیں کرتے تھے۔ فرماتا ہے۔ **الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ. فَوَ رَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ. عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ** . یعنی جن لوگوں نے قرآن کے ٹکڑے کر دیئے ہیں پس قسم ہے تیرے رب کی ہم ان سب سے ضرور ان کی کارروائیوں کا سوال کریں گے۔

حضرت ابوطالب کا قصیدہ

قریش جس شخص سے ملتے حضور کی نسبت ایسی باتیں کرتے چنانچہ حضور کا ذکر تمام بلادِ عرب میں منتشر ہوا تب ابوطالب کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں تمام عرب کے لوگ یک بارگی میری قوم کے ساتھ ہو کر مجھ پر حملہ آور نہ ہوں۔ اس اندیشہ سے انہوں نے ایک قصیدہ کہا جس میں حرم محترم سے اپنے تعلق اور اس کے ساتھ پناہ اختیار کرنے اور اپنی قوم کے اشراف سے دوستی اور محبت قائم رکھنے کا بیان کیا۔ اور اپنے غیر مسلم ہونے کی بھی خبر دی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ میں محمد کی امداد اور حمایت کرنے سے کسی حالت میں بھی باز نہیں رہ سکتا۔

ابوطالب نے اپنے اس طویل قصیدہ میں اشرافِ قریش سے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے ابوسفیان بن حرب بن امیہ اور مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف اور زبیر بن ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن قصی اور عثمان بن عبید اللہ طلحہ بن عبداللہ کا بھائی۔ اور قنفذ بن عمیر بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مُرہ اور ابولید عتبہ بن ربیعہ اور ابوالاخنس بن شریق ثقفی حلیف بنی زہرہ بن کلاب (اخنس اس کا اس سبب سے نام ہوا کہ قریش کو لے کر یہ بدر کی جنگ میں پیچھے رہ گیا تھا۔ ورنہ اس کا اصلی نام ابی تھا اور یہ بنی علاج میں سے ہے اور علاج بن ابی سلمہ بن عوف بن عقدہ ہے) اور اسود بن عبد یغوث بن دسب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب اور سبیع بن خالد بلحرث بن فہر کا بھائی۔ اور نوفل بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ

بن قصی اور یہی ابن عدو یہ کہلاتا ہے۔ یہ شخص شیاطین قریش میں سے تھا اور اسی نے حضرت ابوبکر صدیق اور عبید اللہ کو ایک رسی سے اسلام قبول کرنے کے الزام میں باندھا تھا۔ اس سبب سے یہ دونوں بزرگوار قرینین کہلاتے تھے اس موذی کو حضرت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب نے جنگ بدر میں قتل کیا اور ابوعمر و قریظہ بن عبد عمرو بن نوفل بن عبد مناف اور بنو بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ۔ پس یہ لوگ ہیں جن کا ابوطالب نے اس قصیدہ میں ذکر کیا ہے۔

حضرت ابوطالب کی یاد

ایک دفعہ مدینہ میں قحط ہوا۔ پس لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امساک باراں کی شکایت کی حضور منبر پر تشریف لے گئے اور دعا کی۔ تھوڑا عرصہ گزرا تھا جو مینہ برسنا شروع ہوا۔ اور اس کثرت سے برسا کہ لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں غرق نہ ہو جائیں۔ اس پر پھر حضورؐ سے عرض کی حضور نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے اوپر نہ برسا بلکہ شہر کے باہر جنگل میں برسا۔ چنانچہ بادل مدینہ پر سے ہٹ کر شہر سے باہر برسنے لگے۔ اس وقت حضور نے فرمایا کہ اگر ابوطالب آج زندہ ہوتے تو اس دن کو دیکھ کر خوش ہوتے۔

جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر تمام عرب میں پھیل گیا تو مدینہ میں بھی آپ کے چرچے ہونے لگے۔ مدینہ کے دو قبیلوں کو سب قبائل کی نسبت حضورؐ کے حالات سے زیادہ واقفیت تھی یعنی اوس اور خزرج کو کیونکہ علماء یہود سے اکثر پیشگوئیاں حضورؐ کے متعلق سنا کرتے تھے اور یہودیوں سے ان کا بڑا میل جول تھا پھر جب قریش کا حضور سے دشمنی کرنے کا حال مدینہ کے لوگوں کو معلوم ہوا تو ابوقیس بن اسلت نے جو قبیلہ اوس میں سے ایک شخص اور بنی واقف کا بھائی تھا۔ ایک قصیدہ کہا۔ جس میں وہ قریش کو جنگ و جدال اور تنوع باہمی سے منع کرتا ہے اور ان کے فضائل و مناقب ان کو جتا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور آپ کے درپے آزاد ہونے سے باز رکھتا تھا۔

ابن اسحٰق نے ابوقیس کو اس جگہ بنی واقف کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ حدیث فعل میں اس کو بنی خطمہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض دفعہ وہ کسی شخص کو اس کے دادا کے بھائی کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اگر وہ زیادہ مشہور ہوتا ہے۔

پس ابوقیس بن اسلت بنی وائل میں سے ہے اور وائل اور واقف اور خطمہ تینوں بھائی اوس میں سے تھے۔

ابوقیس بن اسلت کو قریش سے بہت محبت تھی کیونکہ اُس کی سسرال قریش ہی میں تھی اور اس نے ارنب

بنت عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب سے شادی کی تھی اور اس کے سبب سے برسوں قریش میں جا کر رہا کرتا تھا اور اس نے اپنے قصیدہ میں ایک لڑائی کو یاد دلایا ہے جو بنی عبس اور بنی فزارہ میں واقع ہوئی تھی۔

حرب واحس

ابوعبیدہ نحوی نے اس جنگ کا واقعہ اس طرح نقل کیا ہے کہ بنی عبس میں سے ایک شخص قیس نام تھا اور اس کے گھوڑے کا نام واحس تھا اور بنی فزارہ میں سے ایک شخص حذیفہ نام تھا اور اس کے گھوڑے کا نام غبراء تھا۔ قیس کا نسب اس طرح ہے قیس بن زہیر بن حذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن حرث بن مازن بن قطیعہ بن عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان۔ اور حذیفہ کا نسب یہ ہے حذیفہ بن بدر بن عمرو بن زید بن جویہ بن لوذان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ بن دیبان بن بغیض بن ریث بن غطفان۔ ان دونوں میں گھوڑ دوڑ ہوئی اور حذیفہ نے اپنے لوگوں سے خفیہ کہہ دیا کہ اگر تم قیس کے گھوڑے کو واجس کو آتا دیکھو تو اس کے منہ پر مارنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ واجس دوڑ میں آگے نکل آیا تو حذیفہ کے لوگوں نے اس کو مارا قیس کے بھائی نے یہ دیکھ کر غبرا کو مارا حذیفہ کی طرف سے حمل بن بدر کھڑا ہوا اور اس نے مالک کے طمانچہ رسید کیا پھر ابوالجنیدب بن العبسی عوف بن حذیفہ سے ملا اور اس کو قتل کر دیا۔ اسی طرح بنی فزارہ میں سے ایک شخص نے مالک کو قتل کر دیا۔ پھر دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی جس میں حذیفہ بن بدر اور اس کا بھائی حمل بن بدر بھی قتل ہوئے۔

حرب حاطب

اسی قصیدہ میں حرب حاطب کا بھی ذکر آیا ہے جو اوس وخزرج میں واقع ہوئی تھی اس کا قصہ یہ ہے کہ قبیلہ اوس میں ایک شخص تھا حاطب بن حارث بن قیس بن ہیشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس نے قبیلہ خزرج کے ایک یہودی پڑوسی کو قتل کر دیا۔ یہ خبر خزرج کو ہوئی تو ان میں سے ایک شخص یزید بن حارث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج جس کو ابن فسحم بھی کہتے ہیں اور فسحم اس کی ماں کا نام ہے یہ شخص بنی حارث کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر رات کے وقت آیا اور حاطب کو اس نے قتل کر دیا۔ پھر دونوں قبیلوں یعنی اوس اور خزرج میں خوب قتل وقتال ہوا۔ اور اسی جنگ میں سُوید بن صامت بن خالد بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کو مجذر بن زیاد بلوی نے قتل کیا۔ مجذر کا نام عبداللہ تھا اور یہ بنی عوف بن الخورج کا حلیف تھا پھر اُحد کی جنگ میں مجذر بن زیاد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا اور حارث بن سوید بن

صامت بھی ساتھ تھا۔ اس نے موقع پا کر اپنے باپ کے عوض مجذر کو قتل کیا۔ یہ واقعہ اپنے موقعہ پر بالتفصیل بیان کیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد ان دونوں قبیلوں میں خوب لڑائیاں ہوتی رہیں۔

قریش کی عداوتیں اور شرارتیں آنحضرت کے خلاف

پھر قریش دن بدن حضورؐ کی عداوت اور اپنی شرارت میں سخت ہوتے گئے اور طرح طرح سے آپ کو تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ کوئی آپ کو کاہن کہتا تھا کوئی ساحر کہتا تھا کوئی مجنوں اور شاعر بتلاتا تھا مگر حضورؐ ان باتوں کی طرف مطلق توجہ نہ فرماتے تھے اور ہمہ تن اپنے کام اعلاء کلمۃ الحق میں مصروف تھے۔

ایک روز حضرت عروہ بن زبیر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے پوچھا کہ تم نے قریش کی سب سے بڑی عداوت اور زیادتی کا حضورؐ کے ساتھ کونسا واقعہ دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ایک روز میں موجود تھا کہ قریش کے بڑے بڑے معززین حجرِ اسود کے پاس خانہ کعبہ میں اکٹھے ہوئے اور حضورؐ کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ جیسا ہم نے اس شخص پر صبر کیا ہے ایسا کسی پر نہیں کیا۔ یہ ہمارے دین کو بُرا کہتا ہے اور ہمارے بزرگوں کو گمراہ بتلاتا ہے ہم اب کہاں تک اس کو برداشت کریں یہ لوگ ایسی ہی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں حضورؐ تشریف لائے حجرِ اسود کے طواف میں مشغول ہوئے۔ جب آپ طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرتے تو یہ آپ پر آوازہ کستے چنانچہ تین بار ایسا ہی ہوا اور اس کا ملال حضورؐ کے چہرہ میں مجھ کو معلوم ہوا اور تیسرے آوازہ پر آپ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اے گروہ قریش تم سنتے ہو۔ خبردار ہو جاؤ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہیں ذبح کرنے کے لئے آیا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلام کا ایسا اثر ہوا کہ قریش سکتہ کی حالت میں ہو گئے اور جو شخص کہ ان میں زیادہ گفتگو کر رہا تھا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نرمی سے باتیں کرنے لگا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لے جائیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے پھر دوسرے روز لوگ اکٹھے ہوئے اور ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ تم ہی ہمارے بتوں میں عیب نکالتے ہو اور ہمارے دین کو بُرا کہتے ہو۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں میں ہی کہتا ہوں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے حضورؐ کی چادر مبارک پکڑ لی۔ ابوبکر یہ حالت دیکھ کر روتے ہوئے کھڑے ہوئے اور قریش سے کہنے لگے کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ تب قریش آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ یہ سخت واقعہ ہے جو قریش کا میں نے حضورؐ کے ساتھ دیکھا ایسا میں نے کوئی اور واقعہ نہیں دیکھا۔

جب حضرت ابوبکرؓ اس واقعہ سے واپس آئے تو ان کے سر میں سخت چوٹ لگی ہوئی تھی کیونکہ قریش نے

ان کے بال پکڑ کر کھینچے تھے اور سخت اذیت پہنچائی تھی اور حضرت ابوبکر کے بال بہت تھے۔

قریش کا ایک سخت واقعہ حضورؐ کی ایذ ارسانی کا مجھ کو یہ پہنچا ہے کہ ایک روز جو آپ اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے تو ہر فرد بشر آزاد اور غلام چھوٹے اور بڑے سب نے آپ کو جھوٹا اور کذّ اب کہا۔ اور آپ کو اذیت پہنچائی۔ پس آپ واپس چلے آئے اور سخت رنجیدگی کی حالت میں منہ لپیٹ کر لیٹ رہے۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَآاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ. قُمْ فَاَنْذِرْ ۔یعنی اے کملی اوڑھنے والے اُٹھ اور لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرا۔

حضرت حمزہ کا اسلام لانا

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ کے پاس تشریف رکھتے تھے ابوجہل بھی وہاں آ گیا اور اُس نے آپ کو بہت (بُرا) بھلا کہنا شروع کیا۔ جس سے آپ کو سخت اذیت پہنچی مگر آپ خاموش سنتے رہے اور کچھ نہ فرمایا۔ وہیں عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب کی آزاد لونڈی کا گھر تھا۔ وہ اپنے گھر میں ابوجہل کی ساری باتیں سن رہی تھی پھر ابوجہل خانہ کعبہ کے پاس قریش کی مجلس میں جا بیٹھا اور حضورؐ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اپنی کمان لئے ہوئے صفا پر آئے کیونکہ آپ روز تیر اندازی کی مشق کے واسطے تشریف لے جاتے تھے اور وہاں سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کر کے پھر گھر جاتے تھے اور راستہ میں جس جگہ گزرتے وہاں لوگوں سے سلام علیک کر کے ان سے بات چیت بھی کرتے اور قریش میں آپ نہایت بہادر اور شجاع جوان تھے غرضیکہ جس وقت آپ صفا پر تشریف لائے اس عورت نے ابوجہل کے سلوک کا سارا قصہ آپ سے بیان کیا جسے سنتے ہی حمزہ کے سراپا میں آتش غضب مشتعل ہوئی کیونکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی محبت تھی۔ پس آپ وہاں سے فوراً مسجد حرام میں ابوجہل کی تلاش کے واسطے تشریف لائے دیکھا تو وہ لوگوں میں بیٹھا تھا۔ پس حضرت حمزہ اس کے قریب آئے اور اِس زور سے اپنی کمان اُس کے سر پر ماری کہ اُس کا سر پھٹ گیا اور فرمایا کہ تو میرے بھتیجے کو سخت سست کہتا ہے میں بھی اسی کے دین پر ہوں اور جو وہ کہتا ہے وہی میں بھی کہتا ہوں۔ اگر تجھ میں کچھ طاقت ہے تو سامنے آ اس پر بنی مخزوم کے چند آدمیوں نے چاہا کہ ابوجہل کی حمایت پر کھڑے ہوں مگر خود اس نے اُن کو منع کر دیا اور کہا ابو عمارہ (حضرت حمزہ کی کنیت ہے) سے کچھ نہ کہو واقعی میں نے ان کے بھتیجے کو آج بہت سخت سست کہا ہے۔ اس کے بعد حضرت حمزہ بہت مضبوطی کے ساتھ اسلام پر قائم ہو گئے۔ قریش نے جب حضرت حمزہ کا اسلام دیکھا تو ان کی ہمتیں پست ہو گئیں اور سمجھ گئے کہ حمزہ اپنے بھتیجے کی حمایت پر ہیں اس لئے وہ بہت سی

ایذا رسانی سے باز آ گئے۔

آنحضرت اور عتبہ بن ربیعہ

ایک روز عتبہ بن ربیعہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور بھی ان لوگوں سے علیٰحدہ ایک مقام پر تشریف رکھتے تھے۔ پس عتبہ نے قریش سے کہا کہ اے قریش تم کہو تو میں محمد سے گفتگو کروں اور چند امور ان کے سامنے پیش کروں شاید ان میں سے کسی امر پر وہ راضی ہو جائیں تو ہم ان کو وہ دے دیں گے اور وہ ہمارا پیچھا چھوڑ دیں گے اور (یہ واقعہ حضرت حمزہ کے مسلمان ہونے کے بعد کا ہے اور قریش نے دیکھا لیا تھا کہ دن بدن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بڑھتے جاتے تھے) سب نے عتبہ سے کہا اے ابوالولید ہاں تم جاؤ اور گفتگو کرو پس عتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر بیٹھا اور کہا اے میرے بھتیجے تم جانتے ہو کہ جو ہمارا تمہارا قومی واسطہ ہے اور تم یہ بھی دیکھتے ہو کہ تم اپنی قوم کے پاس ایک ایسی چیز لائے ہو جس سے تم نے اس کو متفرق کر دیا تم نے ان کے باپ دادا کو جاہل اور کافر بتلایا۔ اور ان کے دین میں عیب نکالے۔ پس میں چند امور تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں ان کو تم غور سے سنو شاید کوئی بات ان میں تمہیں پسند آ جائے۔ حضور نے فرمایا اے ابوالولید تم کہو میں سُن رہا ہوں۔ اس نے کہا یہ جو دعویٰ نبوت کا تم نے کیا ہے۔ اس سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ تم ساری قوم میں سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ یا یہ مطلب ہے کہ سب کے سردار بنو کہ تمہاری بغیر اجازت کوئی کام نہ ہو یا تمہارا سلطنت کرنے کا ارادہ ہے تو یہ سب باتیں ہم کر سکتے ہیں مال بھی تم کو اتنا دے سکتے ہیں کہ تم امیر ہو جاؤ اور سردار بھی تم کو بنا سکتے ہیں اور سلطنت بھی تم کو دلوا سکتے ہیں اور اگر یہ بات ہے کہ کوئی جن یا آسیب تمہارے سر پر آتا ہے اور تم اس کو دفع نہیں کر سکتے تو ہم سے کہو ہم حکیم کو بلا کر اپنے خرچ سے تمہارا اس قدر علاج کریں گے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے۔ غرضیکہ جب عتبہ اس قسم کی فضول باتیں کر کے فارغ ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا اے ابوالولید کہہ چکے۔ اس نے کہا ہاں کہہ چکا۔ فرمایا اب میری بات سنو۔ اس نے کہا فرمایئے۔ آپ نے یہ سورت پڑھنی شروع کی۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. حٰمٓ. تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ. بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا فَاَعْرَضَ اَکْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ. وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ . حم سجدہ 41/ 5-15 پھر پڑھتے پڑھتے جب آپ سجدہ کے مقام پر پہنچے تو سجدہ کیا اور عتبہ سکوت کی حالت میں پشت کے پیچھے زمین پر ہاتھ ٹکائے بیٹھا ہوا سن رہا تھا حضورؐ نے سجدہ سے فارغ ہو کر فرمایا اے ابوالولید تم نے اپنی بات کا جواب سن لیا۔ پس اب تم جانو تمہارا کام جانے۔ عتبہ وہاں سے اٹھ کر اپنے یاروں میں آیا۔ اس کی

صورت دیکھ کر جلسہ کے لوگ آپس میں کہنے لگے کہ یہ اس منہ کے ساتھ نہیں آ رہا ہے جس منہ کے ساتھ گیا تھا۔ پھر جب یہ ان کے پاس پہنچا اور بیٹھا تو انہوں نے پوچھا کہ ابوالولید کیا خبر لائے۔ اس نے کہا میں نے ایسی بات سنی ہے کہ قسم کھا کر کہتا ہوں ایسی بات کبھی نہیں سنی۔ نہ تو وہ شعر ہے نہ جادو ہے نہ کہانت ہے اے قریش میری بات مانو تو اس شخص (یعنی حضورؐ) کو اسی حالت پر چھوڑ دو اور اس کے مزاحم نہ ہو میں قسم کھاتا ہوں کہ یہ جو بات میں نے اس شخص سے سنی ہے یہ تمام عالم میں پھیلے گی پس اگر عرب ان کے مخالف ہو گئے تب تم کو ان کی مخالفت کی زحمت نہ اٹھانی پڑے گی۔ عرب ان سے سمجھ لیں گے اور اگر یہ عرب پر غالب ہوئے تو ان کا ملک تمہارا ملک ہوگا۔ اور ان کی عزت تمہاری عزت ہوگی تم کو ان سے بر سر فساد نہ رہنا چاہیے۔ اس تدبیر سے تم بہت اچھے رہو گے۔ قریش کہنے لگے اے ابوالولید قسم ہے خدا کی تم پر بھی اس نے جادو کر دیا ہے۔ اس نے کہا میری جو رائے تھی میں نے کہہ دی اب جو تمہارا جی چاہے کرو۔

سردارانِ قریش اور آنحضرتؐ

پھر تو روز بروز مکہ کے اندر قریش میں اسلام ترقی کرنے لگا۔ حالانکہ قریش سے جہاں تک ممکن تھا لوگوں کو اسلام سے باز رکھتے تھے اور طرح طرح سے ان کو ایذا اور تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ بعض کو گھروں میں قید کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ سردارانِ قریش ہر قبیلہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے کے واسطے جمع ہوئے جن کے نام یہ ہیں عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ یہ ابوسفیان بن حرب نضر بن حارث بنی عبدالدار کا بھائی ابوالبختری بن ہشام۔ اسود بن مطلب بن اسد۔ زمعہ بن اسود۔ ولید بن مغیرہ۔ ابوجہل بن ہشام ملعون۔ عبداللہ بن ابی اُمیہ۔ عاص بن وائل۔ بنیہ ومنبہ حجاج کے بیٹے۔ امیہ بن خلف وغیرہم یہ سب لوگ غروب آفتاب کے بعد کعبہ کے پیچھے اکٹھے ہوئے اور ایک نے دوسرے کو کہا کہ کسی کو بھیج کر محمد کو گفتگو کے واسطے بلواؤ اور اسے اس قدر قائل کرو کہ وہ عاجز ہو جائے۔ یہ صلاح ہونے کے بعد انہوں نے ایک شخص کو حضور کے پاس بھیجا اس نے جا کر عرض کیا کہ بزرگانِ قوم آپ کو بلاتے ہیں آپ نے خیال کیا کہ شاید ان کا راہِ راست پر آنے کا ارادہ ہے کیونکہ آپ کو ان کے ہدایت قبول کرنے کی نہایت حرص تھی۔ پس آپ جلدی سے اس مجلس میں تشریف لائے سب نے متفق اللفظ آپ سے کہا کہ اے محمدؐ ہم نے تم کو گفتگو کرنے کے واسطے بلایا ہے۔ کیونکہ قسم ہے خدا کی ہم عرب میں کسی شخص کو ایسا نہیں جانتے کہ جس نے اپنی قوم کو ایسی آفت میں مبتلا کیا ہو جیسا کہ تم نے ہم کو آفت میں مبتلا کیا ہے۔ ہمارے باپ دادا کو بُرا کہتے ہو اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیتے ہو۔ ہماری جماعت کے تم نے ٹکڑے کر دیئے ہیں اور کوئی ایسی خرابی نہیں ہے جو تم

نے ہم سے اٹھا رکھی ہو۔ پس اگر تمہارا مقصد مال کا جمع کرنا ہے تو ہم اپنے مال اس قدر تمہاری نذر کرتے ہیں کہ ساری قوم میں تم بڑے امیر ہو جاؤ گے۔ اور اگر تم سردار بننا چاہتے ہو تو ہم تم کو سردار بناتے ہیں اور اگر بادشاہ بننا چاہتے ہو پس ہم تم کو بادشاہ بنا دیں گے اور اگر یہ جو تمہارے پاس آتا ہے کوئی جن یا آسیب ہے تو ہم تمہارے معالجہ میں اپنے تمام مال خرچ کرنے کو تیار ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جس قدر باتیں تم نے کہیں ان میں سے ایک بھی مجھ میں نہیں ہے نہ میں مال چاہتا ہوں نہ شرف چاہتا ہوں نہ سلطنت چاہتا ہوں۔ مجھ کو تو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اپنی کتاب مجھ پر نازل فرمائی ہے اور حکم فرمایا ہے کہ میں تمہارے واسطے بشیر و نذیر ہوں پس میں نے تم کو اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دیئے۔ اگر تم ان کو قبول کرو دنیا اور آخرت میں تمہاری بھلائی ہے اور اگر قبول نہ کرو تو میں اُس وقت تک صبر کیئے ہوئے ہوں جب تک کہ خدا مجھ میں اور تم میں فیصلہ فرمائے۔ قریش نے کہا اے محمد اگر تم باتوں کو قبول نہیں کرتے تو پھر یہ کام کرو کہ تم جانتے ہو کہ کوئی شہر ہمارے شہر سے تنگ نہ ہوگا اور نہ کہیں ایسی پانی کی قلت ہوگی اور کسی جگہ اس طرح گزارہ مشکل ہوگا جیسا کہ ہمارے اس شہر میں ہے پس تم اپنے اس خدا سے جس نے تم کو نبی بنایا ہے دعا کرو کہ ان پہاڑوں کو دور کر دے جنہوں نے ہمارے شہر کو تنگ کر رکھا ہے اور یہاں ایسے چشمے بہائے جیسے ملک شام میں اور عراق میں ہیں اور ہمارے باپ دادا جو مر گئے ہیں ان کو زندہ کر دے تاکہ اُن سے تمہارے قول کی تصدیق کریں۔ اور ان میں قصی بن کلاب بھی زندہ ہو کر آئے کیونکہ وہ بہت سچا شخص تھا اس کی گواہی سے ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم جو کہتے ہو یہ حق ہے یا باطل ہے اور اگر ان لوگوں نے تمہاری تصدیق کی تو ہم جان لیں گے کہ بیشک تم کو خدا نے بھیجا ہے اور تمہاری عزت اور منزلت ہم پر ثابت ہو جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو اس واسطے خدا نے نہیں بھیجا ہے مجھ کو جس واسطے خدا نے بھیجا ہے وہ کام میں کر رہا ہوں اور اس کی رسالت میں نے تم کو پہنچا دی ہے اگر تم اس کو قبول کرو تو دنیا و آخرت میں نفع ہوگا اور اگر تم رد کرو گے تو میں صبر کروں گا یہاں تک کہ خدا مجھ میں اور تم میں فیصلہ فرمائے۔ قریش نے کہا اگر تم ہمارے واسطے یہ کام نہیں کر سکتے ہو تو اپنے واسطے یہ کام کرو کہ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ تمہارے ساتھ کوئی فرشتہ تمہاری تصدیق کے واسطے بھیجے اور تمہارے واسطے تمہارا پروردگار نہریں اور باغ اور محل پیدا کرے اور سونے اور چاندی کے خزانے عنایت کرے تاکہ تم کو وہ مشقت نہ کرنی پڑے جواب کرتے ہو کہ بازار میں پھرتے ہو اور معاش تلاش کرتے ہو جیسے ہم کرتے ہیں اگر یہ باتیں ہو جائیں گی ہم جان لیں گے کہ بیشک تم رسول ہو اور تمہارے واسطے عزت اور منزلت ہے جیسا کہ تم کہتے ہو۔ حضورؐ نے فرمایا میں پروردگار سے ایسی دعا نہیں کرتا اور نہ ایسی باتوں کے واسطے بھیجا گیا ہوں مجھ کو تو خدا نے بشیر و نذیر بھیجا ہے اگر تم قبول کرو تو

تمہارے واسطے بہتر ہے ورنہ میں حکم الٰہی کا انتظار کروں گا کہ وہ میرے اور تمہارے اندر کیا فیصلہ فرماتا ہے۔ قریش نے کہا پس تم آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرادو کیونکہ تم کہتے ہو کہ میرا خدا اگر چاہے تو ایسا کر سکتا ہے پس ایسا کرو ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تم ایسا نہ کرو گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب خدا کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے تو کر دے۔ انہوں نے کہا اے محمد کیا تمہارا خدا یہ بات نہ جانتا تھا کہ ہم تم سے اس قسم کے سوال کریں گے۔ پس اس نے تم کو کیوں نہ بتلا دیا کہ وہ فلاں وقت ہمارے ساتھ یہ کام کرے گا پس اے محمد! اب ہم ہرگز تم پر ایمان نہ لائیں گے ہم کو معلوم ہو گیا ہے کہ ایمامہ میں جو ایک شخص رحمٰن نام ہے وہ تم کو یہ باتیں تعلیم کرتا ہے اور ہم قسم ہے خدا کی رحمٰن پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اے محمد ہم نے تم پر حجت پوری کر دی اور اب قسم ہے ہم تم کو نہ چھوڑیں گے یا ہم تمہیں ہلاک کریں گے یا تم ہم کو ہلاک کر دو گے۔ اور کسی نے ان میں سے کہا کہ ہم فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں اور فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں اور کسی نے کہا ہم تم پر جب ایمان لائیں گے جب تم خدا اور فرشتوں سب کو ہمارے سامنے لاؤ گے۔ جب وہ اس قسم کی باتیں کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ابواُمیہ بن مغیرہ بھی کھڑا ہوا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا تھا۔ اس نے کہا اے محمدؐ تمہاری قوم نے اتنی باتیں تمہارے سامنے پیش کیں تم نے ان میں سے ایک بھی قبول نہ کی۔ پہلے انہوں نے اپنے فوائد کی باتوں کا تم سے سوال کیا تم نے اس کو قبول نہ کیا۔ پھر انہوں نے تمہارے فوائد کا تم سے سوال کیا اس کو بھی تم نے قبول نہ کیا جس سے تمہارا خدا کے ہاں مرتبہ معلوم ہوتا اور وہ تمہاری تصدیق اور اتباع کرتے پھر انہوں نے سوال کیا کہ جن باتوں سے تم اُن کو دھمکاتے ڈراتے ہو انہیں کو تم لے آؤ اس کو بھی تم نے نہ کیا۔ پس قسم ہے خدا کی میں تم پر ایمان نہ لاؤں گا یہاں تک کہ تم ایک سیڑھی لگا کر آسمان پر چڑھو اور میں تم کو دیکھتا ہوں پھر تم وہاں سے چار فرشتے اپنی تصدیق کے واسطے لاؤ اور وہ تمہاری گواہی دیں جیسا کہ تم بیان کرتے ہو اور قسم ہے خدا کی اگر تم نے ایسا بھی کیا تب بھی میں خیال کرتا ہوں کہ شاید میں تمہاری تصدیق نہ کروں۔ حضورؐ وہاں سے نہایت افسردگی کی حالت میں تشریف لے آئے کیونکہ آپ کو اپنی قوم کی ہدایت اور بہبودی کا از حد خیال تھا اور یہاں معاملہ برعکس ہوا تھا۔

ابوجہل کا ارادۂ قتل

حضورؐ کے تشریف لانے کے بعد ابوجہل نے کہا اے قریش تم نے دیکھا کہ محمد نے تمہاری کوئی بات نہیں مانی اور تمہارے بزرگوں کے اور مذہب کے بُرا کہنے سے باز نہ آیا۔ پس میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ میں کل

ایک بہت بڑا بھاری پتھر لے کر بیٹھوں گا اور جس وقت محمد سجدہ کرے گا میں اُس کے سر پر دے ماروں گا تم مجھ کو اپنی پناہ میں لے لینا۔ پھر بنی عبد مناف (یعنی حضورؐ کے کنبہ داروں) سے جو کچھ ہو سکے وہ کریں۔ قریش نے کہا۔قسم ہے خدا کی ہم تم کو پناہ میں لے لیں گے۔ جو کچھ تجھ سے ہو سکے وہ کریں۔ پھر جب صبح ہوئی تو ابوجہل ایک پتھر لے کر حضورؐ کی نماز کا منتظر بیٹھا۔حضور بھی صبح کو اپنے دستور کے موافق مسجد حرام میں رونق افروز ہوئے اور چونکہ ان دنوں میں قبلہ بیت المقدس تھا اس سبب سے آپ حجر اسود اور رُکن یمانی کے درمیان نماز میں مشغول ہوئے۔قریش اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے ابوجہل کی کارستانی کے منتظر تھے۔ چنانچہ جس وقت آپ نے سجدہ کیا۔ابوجہل وہ پتھر لے کر حضورؐ کے سر مبارک پر مارنے کے واسطے چلا یہاں تک کہ جب آپ سے نزدیک ہوا تو پھر وہاں سے پیچھے کو ہٹا یہاں تک کہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر گیا اور وہ نہایت بدحواس اور خوف کی حالت میں اپنی قوم کے پاس آیا۔لوگ بھی اس کی طرف دوڑے اور کہا اے ابوالحکم کیا ہوا۔ کہنے لگا جب میں پتھر لے کر ان کی طرف چلا تا کہ اس کام کو پورا کروں جو رات کو تم سے کہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت قوی ہیکل اور خوفناک اونٹ منہ پھاڑ کر میری طرف دوڑا آ رہا ہے اور چاہتا ہے کہ میرا نوالہ کر جائے میں فوراً ہی پیچھے ہٹ گیا۔ورنہ جان بچنی مشکل تھی۔

نضر بن حارث کے خیالات آنحضرتؐ اور قرآن کے متعلق

جب ابوجہل نے یہ واقعہ اپنی قوم سے بیان کیا تو نضر بن حارث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے گروہِ قریش تم میں ایسا حادثہ پیدا ہوا ہے کہ تم اس کے دفعہ کرنے کے واسطے کوئی حیلہ نہیں کر سکتے۔محمد تمہارے اندر جب ایک نوعمر لڑکا تھا تو بہت پسندیدہ، راست گفتار اور امانتدار تھا پھر جب وہ سنِ تمیز کو پہنچا اور اُس کے چہرہ پر تم نے خط وخال کی نمود دیکھی اور وہ تمہارے پاس وہ چیز لایا جو لایا تم کہنے لگے کہ یہ جادوگر ہے قسم ہے خدا کی وہ جادوگر نہیں ہے ہم نے جادوگروں کو دیکھا اور ان کی پڑھنت اور ان کے گرہیں لگانے اور جنتر منتر سے ہم واقف ہیں اور تم نے کہا کہ یہ کاہن ہے پس قسم ہے خدا کی وہ کاہن بھی نہیں ہے کاہنوں کو بھی ہم نے دیکھا اور اُن کی حالت اور ان کے قافیوں کو ہم خوب جانتے ہیں اور تم نے کہا کہ یہ شاعر ہے قسم ہے خدا کی شعر کی کل اقسام سے بھی ہم واقف ہیں ہزج اور رجز وغیرہ سب کو جانتے ہیں اور تم نے کہا کہ یہ مجنوں ہے قسم ہے خدا کی وہ مجنوں بھی نہیں ہے کیونکہ آسیب زدہ کے وسوسہ اور تخلیط اور کل علامات سے ہم آگاہ ہیں اے گروہِ قریش پس تم اپنی حالت میں غور کرو کیونکہ قسم ہے خدا کی ایک امر عظیم تم پر نازل ہوا ہے۔ یہ نضر بن حارث شیاطین قریش میں سے تھا اور حضورؐ کی ایذا دہی اور

عداوت میں نہایت کوشش کیا کرتا تھا۔شہر حیرہ میں جا کر اس نے رستم اور اسفندیار کے قصے سیکھے تھے اور جب حضورؐ کسی جگہ وعظ فرماتے اور لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈراتے تھے اور پہلی اُمتوں پر نزولِ عذاب کا ذکر کرتے۔ پھر آپ کے تشریف لانے کے بعد یہ اُن لوگوں میں بیٹھ کر کہتا کہ اے قریش میں تم کو اُن قصوں سے زیادہ عجیب وغریب اور لطف انگیز قصے سناتا ہوں جو محمد نے تم کو سنائے ہیں اور شاہانِ فارس کی حکائیتیں نقل کرتا اور کہا کہ محمد کی گفتگو کس بات میں مجھ سے اچھی ہے ابن ہشام کہتے ہیں اسی نضر بن حارث (نے) کہا تھا کہ میں بھی اس کی مثل نازل کرسکتا ہوں جو خدا نے محمد پر نازل کیا ہے (یعنی قرآن شریف کی مثل میں بھی کہہ سکتا ہوں) اس نضر بن حارث کی نسبت قرآن شریف میں آٹھ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے **اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيَاتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ**۔یعنی جب ہماری آیتیں اُس پر پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں اور اسی نضر بن حارث کا قول تھا اور قرآن شریف کی جس آیت میں لفظ اساطیر وارد ہے وہ اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

قریش کا دو آدمیوں کو علمائے یہود کے پاس بھیجنا

پھر قریش نے عتبہ بن ابی معیط کے ساتھ اس نضر بن حارث کو مدینہ میں علماء یہود کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ تم ان میں سے محمد کے حالات اور صفات بیان کر کے دریافت کرو کہ یہ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں یا نہیں کیونکہ یہود اہل کتاب ہیں اور ان کے پاس وہ علم ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے۔ چنانچہ یہ دونوں شخص مدینہ میں آئے اور علمائے یہود سے حضور کا حال بیان کیا اور کہا کہ تم لوگ اہل کتاب ہو ہم تمہارے پاس دریافت کرنے آئے ہیں تاکہ تم ہم کو بتلاؤ کہ یہ شخص سچے ہیں یا نہیں؟ یہود نے کہا ہم تم کو تین سوال بتلاتے ہیں۔ وہ سوال تم ان سے جا کر کرو۔ اگر ان کے جواب باصواب دیئے تب تو جان لو کہ وہ نبی مرسل ہیں ورنہ سمجھ لو کہ ایک فریبی شخص ہے۔ جو اپنی باتوں سے لوگوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ وہ سوال یہ ہیں کہ اُن جوانوں کا حال دریافت کرو جنہوں نے سفر کیا اور ان کے سفر کا عجیب واقعہ ہوا اور ایک اس شخص کا حال پوچھو جس نے مشارق ومغارب زمین کی سیر کی اور ایک روح کا سوال کرو کہ یہ کیا چیز ہے پس اگر ان سب حالات کو وہ بیان کردیں تو اس کا اتباع کرو ورنہ جو کچھ تمہاری رائے ہو اس کے موافق کرنا۔

دونوں قاصدوں کی واپسی اور قریش کا آنحضرت سے سوال کرنا

نضر بن حارث اور عتبہ بن ابی معیط علماء یہود سے یہ سوالات حاصل کر کے مکہ میں واپس آئے اور قریش سے کہا کہ ہم ایسے فیصلہ کی بات لے کر آئے ہیں جس سے تمہارے اور محمدؐ کے درمیان میں کوئی قضیہ نہ رہے

گا۔علماء یہود نے چند سوال ہم کو بتائے ہیں اگر ان کا جواب محمدؐ نے درست دیا تو بیشک یہ نبی ہیں ورنہ تم کو اپنی رائے کا اختیار ہے۔ پھر یہ سب حضورؐ کے پاس آئے اور کہا اے محمدؐ ہم کو ان جوانوں کا حال بتاؤ جنہوں نے پہلے زمانہ میں سفر کیا تھا۔ اور ان کے سفر کا عجیب قصہ ہے اور دوسرے اس شخص کا حال بتلاؤ۔ جس نے مشارق و مغارب زمین کی سیر کی اور تیسرے روح کا حال بتلاؤ کہ یہ کیا چیز ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں کل ان تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا پھر حضورؐ کو پندرہ روز کا عرصہ ہو گیا اور وحی آپؐ کے پاس نہ آئی۔ آخر آپ بہت پریشان اور رنجیدہ ہوئے اور اہل مکہ بہت خوش ہوئے کہ ہم نے ایسے سوالات کئے ہیں جن سے محمدؐ عاجز ہو گئے اور جواب نہ دے سکے آخر پندرہ روز کے بعد جبرائیل سورۂ کہف کو لے کر آئے جس میں ان تینوں سوالوں کے جواب ہیں۔

جب جبرائیل آئے آپؐ نے فرمایا کہ تم نے بہت دیر کی یہاں تک کہ تمہاری طرف سے بدگمانی ہونے لگی۔ جبرائیل نے اس آیت سے آپ کو جواب دیا۔ وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَيْنَ ذٰلِکَ وَ مَا کَانَ رَبُّکَ نَسِيًّا یعنی ہم نہیں نازل ہوتے ہیں مگر تمہارے رب کے حکم سے اس کے واسطے وہ جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو اس کے درمیان ہے وہ سب کا مالک ہے اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ کہف کو اپنی حمد و ثناء اور اپنے رسول کی نبوت کے ذکر کے ساتھ شروع فرمایا جس کے وہ لوگ منکر تھے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْکِتٰبَ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا قَيِّمًا یعنی حمد ہے اُس خدا کو جس نے اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل کی بیشک تم اے محمدؐ میرے رسول ہو اور تمہاری نبوت جس کا انہوں نے سوال کیا ہے تحقیقی بات ہے۔ اور اس کتاب کو اس نے کجی کے ساتھ نہیں نازل کیا ہے بلکہ یہ معقول ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

لِيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِنْ لَّدُنْهُ (ترجمہ) تا کہ اپنے سخت عذاب سے لوگوں کو خوف دلائے یہ عذاب تمہارے رب ہی کی طرف سے ہے جس نے تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

وَ يُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا مَاکِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا یعنی اور ان مومنوں کو بشارت دے جنہوں نے تمہاری رسالت کی تصدیق کی ہے اور نیک کام کئے ہیں ان کے لئے اچھا اجر مقدر ہے وہ اجر کے مقام میں ہمیشہ رہیں گے یعنی جنتِ خُلد میں۔

وَ يُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا. مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّ لَا لِاٰبَآئِهِمْ کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ

مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا. اور اُن لوگوں کو خوف دلائے جو یہ کہتے ہیں کہ خدا کی اولاد ہے۔ نہ ان کو کچھ علم ہے نہ ان کے باپ دادا کو تھا۔ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنا بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے نکلتی ہے اور یہ لوگ محض افترا پردازی کر رہے ہیں۔

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا.

پس اے محمدؐ شاید کہ تم ان لوگوں کے پیچھے اگر یہ اس قرآن پر ایمان نہ لائے تو تاسف اور رنج و غم سے اپنی جان ہلاک کرنے والے ہو۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا.

زمین پر جو چیزیں ہیں ہم نے ان کو زمین کی زینت بنایا ہے تا کہ ہم لوگوں کو آزمائیں کہ ان میں سے کون ہمارے احکام کا اتباع اور ہماری اطاعت کے عمل کرتا ہے۔

وَ اِنَّا لَجَاعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا اور بیشک ہم زمین پر جو کچھ ہے اس کو فانی اور زائل کرنے والے ہیں۔

اس بیان کے بعد اُس سورہ میں اصحاف کہف کا قصہ شروع ہے جن کی نسبت ان کا پہلا سوال تھا

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا.

اے رسول کیا تم ایسا خیال کرتے ہو کہ اصحاف کہف ورقیم (یعنی غار اور کتبہ والے) ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا. فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا. ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا. جبکہ جوانوں نے غار میں جگہ پکڑی اور خدا سے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار۔ ہم کو اپنی رحمت عنایت کر اور ہمارے معاملہ میں رشد و ہدایت کا سامان ہمارے واسطے مہیا کر دے۔ پس ہم نے گنتی کے سال اُن کو غار میں سلائے رکھا پھر ان کو اُٹھایا تا کہ ہم جانیں کہ دونوں گروہوں میں سے کون سا ان کے سونے کی مدت کو یاد رکھتا ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ یعنی ہم ان کا واقعہ اے رسول تم سے نہایت صحیح بیان کرتے ہیں۔

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًى. وَّ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاْ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا . وہ ایسے جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کو ہدایت میں اور بڑھایا تھا اور ہم نے ان کے دلوں کو مستقل کر دیا

تھا۔ جب کہ وہ کھڑے ہوئے۔ پس انہوں نے کہا رب ہمارا وہی ہے جو رب ہے آسمان اور زمین کا اس کے سوا ہم کسی کو معبود نہیں پکاریں گے اگر ہم نے اس کے سوا کسی کو معبود کہا تو بہت بُری بات کہی۔

هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَوْ لَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اس ہماری قوم نے اُس کے سوا اور معبود بنائے ہیں۔ ان پر یہ کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے پس اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے۔

وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا (ترجمہ) اور جبکہ تم نے ان لوگوں کو اور ان کے معبودوں کو جن کی یہ خدا کے سوا پرستش کرتے ہیں سب کو بجز خدا کے چھوڑ دیا پس غار میں پناہ گزین ہو جاؤ۔ تمہارے واسطے تمہارا پروردگار اپنی رحمت کی راہ کھول دے گا اور تمہارے لئے تمہارے اس معاملہ میں سہولت کا سامان مہیا کر دے گا۔

وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ. یعنی تم دیکھتے ہو سورج کو کہ جب طلوع ہوتا ہے تو ان کے غار سے دائیں طرف کو مائل ہو جاتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو ان سے بائیں طرف ہٹ کر گذرتا ہے اور وہ اس غار کے اندر فراخ جگہ میں رہتے تھے۔

ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا . یہ واقعہ خدا کی نشانیوں میں سے ہے۔ جس کو خدا ہدایت کرتا ہے پس وہی ہدایت والا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کے واسطے تم کوئی دوست راہ راست بتلانے والا نہ پاؤ گے۔

وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ اور (جب تم ان کو دیکھو تو) سمجھو کہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم دائیں بائیں کروٹیں ان کی بدل دیتے ہیں اور ان کا کتا غار کے دہانہ پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے۔

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا . اگر تو اُن کی طرف جانا چاہے تو اُن سے بھاگے اور ان کا رعب تجھ پر غالب ہو۔

وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا . اور اسی طرح لوگوں کو ہم نے اصحاف کہف کا حال معلوم کرایا تا کہ

لوگ جانیں کہ خدا کا وعدہ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا سچا ہے۔ اور یقیناً قیامت میں شک نہیں ہے جبکہ لوگ جھگڑا کرتے تھے آپس میں دین کی بات میں اُن کا رب ان کے حال سے خوب واقف ہے لوگوں نے کہا یہاں ایک مکان بطورِ یادگار بناؤ اُن لوگوں نے کہا جو اپنی بات پر غالب تھے کہ ہم یہاں عبادت گاہ بناتے ہیں۔

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَ يَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا وَّ لَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ۔ (ترجمہ) عنقریب کہیں گے کہ اصحابِ کہف تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے اور کبھی کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا ہے یہ قول اُن کا بغیر جانے بوجھے اَٹکل پچو ہے اور بعض کہیں گے کہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہے کہہ دو میرا پروردگار ہی ان کی تعداد کو جانتا ہے اور بہت ہی تھوڑے لوگ ان کی تعداد سے واقف ہیں۔ پس اے رسول تم ان کے متعلق اِن لوگوں سے فضول بحث مباحثہ نہ کرو۔ اور نہ ان میں سے کسی سے ان کا حال دریافت کرو۔

وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۔ اور کسی بات کو اے رسول اس طرح سے نہ کہا کرو کہ کل میں اس کام کو کروں گا۔ مگر انشاء اللہ کے ساتھ کہا کرو اور اگر اس وقت کہنا بھول جاؤ تو جس وقت یاد آ جائے اس وقت کہہ لیا کرو اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا پروردگار اس سے زیادہ ہدایت کی بات مجھ کو بتائے۔

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اپنے غار میں تین سو سال تک رہے اور اس عرصہ پر نو سال انہوں نے اور بڑھائے۔

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا کہہ دو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ کس قدر عرصہ تک وہ سوئے اُسی کے پاس آسمان و زمین کے غیب کا علم ہے وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے مخلوق کے سوا کوئی کارساز نہیں ہے اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے۔

دوسرا سوال ان لوگوں کا اس شخص کے متعلق تھا جس نے چار اطراف زمین کو طواف کیا اس کا جواب اس طرح فرماتا ہے۔

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا. اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ۔ اے رسول یہ لوگ تم سے ذی القرنین کی نسبت سوال کرتے ہیں کہہ دو میں

اس کا حال تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ ہم نے اسے زمین پر قدرت دی تھی اور ہر طرح کے سامان اس کو عنایت کئے تھے تب وہ ایک رستہ پر چل پڑا۔ پھر آگے آیات میں ذی القرنین کے سیر وسفر کا ذکر ہے کہ مشرق سے مغرب تک اس نے ملک گیری کی اور اُس حد تک پہنچا کہ پھر آگے آبادی نہ تھی۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ ذی القرنین اہل مصر سے تھا اس کا نام مرزبان بن مرزبہ یونانی تھا اور یونان بن یافث بن نوح کی اولاد سے تھا مگر میرا خیال ہے ذی القرنین کا نام اسکندر تھا اور یہی وہ شخص ہے جس نے مصر میں شہر اسکندریہ بنایا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے ذی القرنین کی بابت دریافت کیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس نے تمام زمین کی پیمائش کی تھی۔ مگر میں نہیں جانتا کہ یہ قول رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہیں؟ ایک اور روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ایک شخص کو پکارتے ہوئے سنا کہ کسی کو کہہ رہا تھا۔ یا ذوالقرنین پس آپ نے فرمایا اے اللہ مغفرت کر۔ اے لوگو! کیا تم انبیاء کے نام پر نام رکھنے سے خوش نہیں ہو جو تم نے فرشتوں کے نام پر نام رکھے؟

روح کے سوال کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وَ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ. قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا** یعنی تم سے روح کی بابت سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم کو علم نہیں دیا گیا ہے مگر نہایت قلیل۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضورؐ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو علماء یہود نے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ تم نے اپنے اس قول **وَ مَا اُوْتِیْتُمْ** سے ہم کو مراد لیا ہے یا اپنی قوم کو۔ حضورؐ نے فرمایا دونوں کو۔ یہود نے کہا پھر یہ کیا بات ہے حالانکہ تمہارے اوپر دوسری آیت اس طرح نازل ہوئی ہے جس میں خدا نے فرمایا ہے کہ توراۃ میں ہم نے ہر چیز کو بیان کیا ہے۔ حضور نے فرمایا توراۃ کا بیان علم الٰہی کے مقابلے میں نہایت قلیل ہے توراۃ میں وہی باتیں بیان کی گئی ہیں جو تمہارے واسطے کافی ہیں۔ اگر تم اُن کو ان کی اصلیت پر قائم رکھو۔

کفار قریش نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سوالات کئے تھے جو مذکور ہو چکے ہیں کہ پہاڑوں کو ہٹا کر شہر مکہ کو وسیع کر دو اور ہمارے مُردوں کو زندہ کر دو وغیرہ۔ ان کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ کُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰی بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا.** یعنی اگر کوئی قرآن ایسا نازل ہوا ہوتا جس کی برکت سے پہاڑ چلنے لگتے یا زمین کی مسافت بآسانی طے کی جاسکتی تو بھی یہ لوگ راہِ راست اختیار نہ کرتے۔ ہر معاملہ کا سارا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جوانہوں نے سوال کیا تھا کہ خدا سے اپنے واسطے باغ اور نہریں بنوالو وغیرہ وغیرہ اس کا ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے۔ وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْ لَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا. اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا. اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا. یعنی کفار نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے۔ کیوں نہ اس پر کوئی فرشتہ اتارا گیا جو اس کے ساتھ لوگوں کو ڈرایا کرے یا اس کے پاس کوئی خزانہ کیوں نہیں آجاتا یا کوئی باغ ایسا ہوتا جس کے پھل وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے (مومنوں سے) کہا کہ تم تو ایک سحر زدہ شخص کے پیرو ہو گئے ہو (اے رسول) دیکھو تمہارے متعلق کیسی کیسی باتیں بناتے ہیں۔ پس یہ گمراہ ہیں ان کو راہ راست نہیں ملتی۔

کفار کے اعتراضات کا اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا۔ وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ یعنی اے محمدؐ! تم سے پہلے جس قدر رسول ہم نے بھیجے وہ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔

عبداللہ بن ابی اُمیہ کے سوال اور اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا. اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا. اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا. اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا. یعنی اور کفاروں نے کہا کہ اے محمدؐ ہم تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک کہ تم ہمارے واسطے زمین سے چشمہ نہ نکالو گے یا تمہارے واسطے کھجوروں اور انگوروں کا باغ نہ ہو گا جس کے نیچے نہریں تم بہاؤ گے یا جیسا کہ تم کہتے ہو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو یا اللہ اور فرشتوں کو سب کو ہمارے سامنے لے آؤ یا کوئی سونے کا محل تمہارے واسطے ہو یا تم آسمان پر زینہ لگا کر چڑھو اور صرف تمہارے چڑھنے ہی سے ہم ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ تم وہاں سے ہم پر ایک کتاب نہ نازل کرو گے جس کو ہم پڑھ لیں (اس کے جواب میں) اے رسول کہہ دو کہ میرا رب ایسی فضول باتوں سے پاک ہے اور میں تو صرف بشر رسول ہوں۔

کافروں نے حضورؐ سے کہا کہ ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ تم کو یمامہ کا کوئی شخص رحمٰن نام ہے وہ تعلیم دیتا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاْ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ یعنی اے محمدؐ اسی طرح ہم نے تم کو اس امت میں بھیجا ہے جس طرح پہلے بہت سی اُمتیں گزر چکی ہیں تا کہ تم ان پر اُن آیات کو پڑھو جو تم پر وحی کی جاتی ہیں حالانکہ یہ لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں کہہ دو رحمٰن میرا رب ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع ہے۔

اور ابوجہل ملعون کی کارروائی کے متعلق کہ جو اُس نے حضورؐ کے پتھر مارنے کا ارادہ کیا تھا یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى آخر سورہ تک۔

اور قریش نے جو حضورؐ کو اپنے مال دینے کے واسطے کہا تھا اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ یعنی اے رسول کہہ دو کہ جو کچھ اجر میں نے تم سے طلب کیا۔ یہ تمہارے ہی لئے ہے میری مزدوری تو خدا پر ہے اور وہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیاتِ قرآنی کفاروں کو سنائیں اور غیب کی خبریں اُن کو دیں اور ان کے سوالات کے جواب دیئے تب حضورؐ کے اتباع سے ان کا حسد اُن کو مانع ہوا اور حضورؐ کی تصدیق سے باز رہ کر خدا سے سرکشی پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ کسی نے کہا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ یعنی اس قرآن کو نہ سنو اور اس کو لغو اور مذاق ٹھہرادو امید ہے کہ اس ترکیب سے تم غالب ہو جاؤ گے کیونکہ تم بحث مباحثہ کرو گے تو مغلوب ہو گے۔ چنانچہ ایک روز ابوجہل نے حضورؐ کے ساتھ تمسخر کرتے ہوئے کہا اے معشرِ قریش محمدؐ کہتے ہیں کہ خدا کے وہ لشکر جو دوزخ میں ہیں اور جو تم کو اس میں قید کر کے عذاب دیں گے وہ کُل انیس فرشتے ہیں اور تم اس قدر کثرت کے ساتھ ہو پھر کیا تمہارے سو آدمی بھی ان میں سے ایک فرشتے کو عاجز نہ کر دیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا وَ مَا جَعَلْنَا اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا یعنی دوزخ کے اندر ہم نے فرشتوں کو مقرر کیا ہے اور ان کی تعداد کو کفاروں کے واسطے فتنہ گردانا ہے۔

پھر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب حضورؐ نماز میں پکار کر قرآن شریف پڑھتے تو وہ وہاں سے اُٹھ جاتے اور قرآن شریف نہ سنتے اور اگر کوئی شخص حضورؐ سے قرآن شریف سننا بھی چاہتا تو ان موذیوں سے

چھپ کر سنتا تھا۔ اور اگر جان لیتا کہ یہ مجھ کو سنتے دیکھ رہے ہیں تو ان کے خوف اور ایذا رسانی کے ڈر سے اُٹھ جاتا تھا اور اگر حضورؐ آہستہ پڑھتے تھے تو وہ شخص بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر حضورؐ کی طرف کان جھکا کر کچھ سن لیتا تھا تاکہ ان کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ قرآن سننے کے واسطے بیٹھا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن عباس سے روایت پہنچی ہے کہ یہ آیت وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۔ انہیں لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے جو چھپ کر قرآن شریف سنتے تھے۔ معنے یہ ہیں کہ اے رسول تم نماز میں نہ پکار کر پڑھو نہ آہستہ پڑھو بلکہ درمیانی آواز اختیار کرو تا کہ کفار اس کو سن کر نہ بھاگیں اور سننے والے سن لیں اور شاید سننے سے ان کو نفع ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر کفار کی یورش

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ میں جس نے سب سے پہلے پکار کر قرآن شریف پڑھا ہے وہ عبداللہ بن مسعود تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز حضورؐ کے اصحاب نے صلاح کی کہ آج تک قریش نے باآواز بلند قرآن شریف نہیں سنا کوئی ایسا شخص ہو جو ان کو باآواز بلند قرآن شریف سنائے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں سناؤں گا۔ اصحاب نے کہا یہ کام تمہارا نہیں ہے۔ کیونکہ تم ایک تن تنہا شخص ہو ایسا کوئی آدمی ہونا چاہیئے جو کنبہ اور قبیلہ رکھتا ہو تا کہ اسی قبیلہ کے خوف سے قریش اس کو اذیت نہ پہنچا سکیں۔ البتہ تمہاری نسبت ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ تمہیں اذیت پہنچائیں گے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا میرا خدا مجھ کو محفوظ رکھے گا۔ پھر صبح کو عبداللہ بن مسعود حجر اسود کے پاس آئے اور قریش اس وقت اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے۔ پس انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر باآواز بلند سورۂ الرحمٰن شروع کی۔ قریش متامل ہوئے اور کہنے لگے کہ اے ابن مسعود آج کیا پڑھ رہا ہے۔ پھر ایک نے کہا یہ وہی کتاب پڑھ رہا ہے جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہے یہ سنتے ہی قریش دوڑے اور ابن مسعود کے طمانچے مارنے لگے یہاں تک کہ خوب مارا مگر یہ پڑھتے گئے۔ جب فارغ ہوئے تو اصحاب کے پاس آئے اصحاب نے ان کے چہرہ پر طمانچوں کا نشان دیکھا کہنے لگے کہ اے ابن مسعود ہمیں یہی اندیشہ تھا جو تمہارے ساتھ ظہور میں آیا۔ ابن مسعود نے کہا میں دُشمنانِ خدا سے خوف نہیں کرتا۔ کل پھر جا کر اُن کو سناؤں گا۔ اصحاب نے فرمایا بس یہی کافی ہے جو تم آج سُنا آئے۔

معززین قریش کا چھپ کر قرآن سننا اور اس پر ان کی رائے

روایت ہے کہ ابوسفیان بن حرب اور ابوجہل بن ہشام اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی حلیف

بنی زہرہ یہ تینوں شخص ایک دفعہ رات کو اس واسطے چلے کہ حضورؐ سے پوشیدہ ہوکر قرآن شریف سُنیں اور آپ کے مکان کے باہر کسی جگہ چھپ کر بیٹھ رہے۔ حضورؐ کے قرآن شریف پڑھنے کی آواز ان کو آ رہی تھی اور یہ تینوں جُدا جُدا بیٹھے تھے اور ایک دوسرے کی خبر نہ تھی جب فجر طلوع ہوئی۔ تینوں اُٹھ کر چلے راستے میں ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ پس ایک نے دوسرے کو ملامت کی اور کہا کہ اب نہ آنا ورنہ بعض لوگ جو تم میں جاہل اور بے عقل ہیں تمہارے یہاں آنے سے نہ جانے کیا سمجھیں گے۔ مگر پھر جب دوسری رات ہوئی پھر یہ لوگ سُننے کو آئے اور طلوع فجر کے بعد راستہ میں ایک کی دوسرے سے ملاقات ہوئی اور وہی گفتگو واقعہ ہوئی جو پہلی رات ہوئی تھی۔ پھر تیسری رات یہ تینوں آئے اور صبح کو راستہ میں پھر ان کی باہم ملاقات ہوئی۔ اب انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ اب ہم ہرگز نہ آئیں گے۔ پھر صبح ہونے کے بعد اخنس بن شریق اپنی لکڑی ہاتھ میں لے کر ابوسفیان کے گھر پر آیا اور کہا اے اباحنظلہ (ابوسفیان کی کنیت ہے) یہ جو تم نے محمد سے سُنا اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے ابا ثعلبہ (اخنس کی کنیت ہے) میں نے چند باتیں ایسی سُنیں جن کو میں سمجھا اور ان کے مطلب سے آگاہ ہوا اور چند باتیں ایسی سُنیں جن کو میں نہیں سمجھا اور نہ ان کے مطلب سے آگاہ ہوا۔ اخنس نے کہا واقعی میری بھی یہی حالت ہے۔ پھر اخنس ابوسفیان کے پاس سے ہوکر ابوجہل ملعون کے پاس آیا اور کہا اے ابوالحکم (ابوجہل کی پہلی کنیت) یہ جو تم نے محمدؐ سے سنا اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ ابوجہل نے کہا میں نے کہا سنا بات یہ ہے کہ بنی عبد مناف ہمیشہ ہم سے شرف اور عزت کی بابت جھگڑتے ہیں۔ وہ حاجیوں کو کھانا کھلاتے ہیں ہم بھی کھلاتے ہیں۔ وہ نادار مسافر کو خرچ دیتے ہیں ہم بھی دیتے ہیں۔ وہ مسکین کی خدمت کرتے ہیں ہم بھی کرتے ہیں یہاں تک کہ ہر بات میں ہم اور وہ برابر ہیں کسی بات میں ہم سے فوقیت نہیں رکھتے۔ اب وہ کہنے لگے کہ ہم میں نبی ہے اور اس کے پاس آسمانی وحی آتی ہے تو پھر ہم اس بات کو کیسے پاسکتے ہیں اور اس میں ان کی کیونکر برابری کرسکتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی ہم تو کبھی اس پر ایمان نہ لائیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے۔ اخنس یہ جواب ابوجہل سے سُن کر چلا گیا۔

قرآن سُن کر کفّار کا تمسخر

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کفّار کو قرآن شریف سُنا کر خدا کی طرف بلاتے تھے تو یہ کفار بطور تمسخر کہا کرتے تھے کہ ہمارے دل پردوں میں ہیں تمہارا کہنا سمجھ میں نہیں آتا اور ہمارے تمہارے درمیان میں ایک حجاب حائل ہے۔ پس تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام کررہے ہیں۔ تمہاری بات ہم نہیں سمجھتے۔ چنانچہ اسی ضمن میں

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

بیکس مسلمانوں پر کافروں کے مظالم

پھر مشرکوں نے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچانی شروع کیں۔ جس قبیلہ میں جو کوئی مسلمان ہوتا تھا۔ اس قبیلہ کے لوگ اس مسلمان کو بھوک پیاس مار پیٹ اور قید کی تکلیفیں پہنچاتے اور ہاتھ پاؤں باندھ کر گرم زمین ڈال دیتے۔

حضرت بلالؓ کے مصائب

چنانچہ امیہ بن خلف ملعون جو ایک شیطان مجسم تھا۔ اپنے غلام حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس قسم کی بے حد تکالیف پہنچاتا تھا۔ حَرّہ کی زمین جو مکہ میں گرمی کے سبب سے مشہور ہے اور مثل توے کے دھوپ سے گرم ہو جاتی ہے۔ اس پر بلال کو چت لٹا کے آپ کے سینہ پر ایک بہت وزنی پتھر رکھ دیتا تھا۔ چونکہ حضرت بلال صدق دل اور کمال یقین کے ساتھ ایمان لے آئے تھے اور آپ کا قلب اسلام اور توحید کے نور سے معمور ہو گیا تھا۔ پس امیہ ملعون آپ سے کہتا تھا کہ جب تک تو محمدؐ کے ساتھ کفر کر کے لات اور عُزّیٰ پر ایمان نہ لائے گا میں تجھ کو اسی عذاب سے ہلاک کروں گا۔ حضرت بلالؓ اس کے جواب میں فرماتے تھے اَحَد اَحَد یعنی خدا تو ایک ہی ہے۔

حضرت صدیقؓ کا بلال کو خرید کر آزاد کرنا

ایک روز اُمیہ مردود حضرت بلالؓ کو تکلیف پہنچا رہا تھا اور آپ فرماتے تھے احد احد ورقہ بن نوفل کا ادھر سے گذر ہوا اور انہوں نے کہا اے بلال قسم ہے خدا کی اَحَدٌ ہی اَحَدٌ ہے پھر اُمیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اگر تم لوگ اس کو قتل کرو گے تو قسم ہے خدا کی میں اس کی قبر کو زیارت گاہ بنا دوں گا جس سے لوگ برکت حاصل کریں گے پھر اس کے بعد ایک روز حضرت ابوبکرؓ صدیق کا ادھر سے گذر ہوا اور آپ نے اُس تکلیف میں بلال کو دیکھ کر اُمیّہ خبیث سے فرمایا کہ تو اس مسکین کے تکلیف دینے میں خدا سے کیوں خوف نہیں کرتا۔ اُمیہ نے حضرت صدیقؓ سے کہا کہ تم نے ہی تو اس کو خراب کیا ہے۔ حضرت صدیق نے فرمایا اگر یہی بات ہے تو اِس کو تُو مجھے دیدے اور اس کے بدلہ میں فلاں حبشی غلام جو میرا ہے اور نہایت قوی ہیکل اور مضبوط بدن کا تیرا ہم مشرب ہے اس کو لے لے۔ اُمیہ اس بات پر راضی ہو گیا اور حضرت صدیقؓ نے وہ غلام اس کو دے کر حضرت بلال کو آزاد کر دیا۔

حضرت بلالؓ کے علاوہ دوسرے لونڈی غلام جن کو حضرت صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا

اور علاوہ بلالؓ کے چھ غلام اور حضرت صدیقؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے اسلام قبول کرنے کی شرط پر آزاد کئے۔ بلال[1] ساتویں تھے۔ جن کی تفصیل یہ ہے عامر[2] بن فہیرہ یہ بدر کی جنگ میں فقط شامل ہوئے اور بیر معونہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ اور اُم عبیس[3] [1] اور زبیرہ[4] جب یہ اسلام لائی اور آزاد ہوئی تو اس کی بینائی جاتی رہی۔ قریش نے کہا۔ لات وعزیٰ نے اس کو اندھا کر دیا۔ اس نے یہ بات سن کر کہا قسم ہے خدا کی جھوٹے لات وعزیٰ۔ وہ کچھ نفع یا ضرر نہیں پہنچا سکتے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو بینائی عنایت کی اور حضرت صدیق نے نہدیہ اور اس کی بیٹی اِن دونوں کو آزاد کیا۔ یہ دونوں بنی عبدالدار میں سے ایک عورت کی لونڈیاں تھیں اوران کی آقا نے ان کو آٹا پیسنے کے واسطے بھیجا تھا اور کہہ رہی تھی کہ قسم ہے میں تم کو کبھی آزاد نہ کروں گا۔ حضرت صدیقؓ اُدھر سے جا رہے تھے آپ نے اس کی یہ بات سن کر کہا اے فلاں کی ماں۔ اس نے کہا جاؤ تم ہی نے تو ان کو خراب کیا ہے۔ حضرت صدیق نے کہا تم ان کو آزاد کرا دو۔ آپ نے فرمایا کیا دام لوگی۔ اس نے کہا اتنے لوں گی۔ آپ نے فرمایا لو اور یہ آزاد ہیں پھر اُن لونڈیوں سے فرمایا جاؤ اور یہ اس کے گیہوں واپس دے آؤ۔ انہوں نے کہا حضرت ہم پیس کر دے آئیں فرمایا تمہارے دل کی خوشی ہے اور ایک لونڈی بنی مومل میں سے جو بنی عدی بن کعب میں سے ایک قبیلہ ہے مسلمان تھی اور عمر بن خطاب اس کو سخت ایذا پہنچاتے تھے تاکہ اسلام کو چھوڑ دے۔ یہ واقعہ حضرت عمر کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے حضرت ابوبکر نے اس کو بھی خرید کر آزاد کیا۔

غلام خرید کر آزاد کرنے کے متعلق ابوقحافہ کی نصیحت

روایت ہے کہ حضرت صدیقؓ کے والد ابوقحافہ نے آپ سے کہا کہ تم جو ایسے ضعیف اور کمزور غلام خرید کر آزاد کرتے ہو۔ اگر تم پُرزور اور قوی ہیکل آزاد کرو تو بہتر ہے جن سے وقت بے وقت امید ہو سکتی ہے کہ تمہارا ساتھ دیں اور دشمنوں سے تم کو بچائیں۔ حضرت صدیقؓ نے کہا میں یہ کام خدا کے واسطے کرتا ہوں نہ کسی نفع کے خیال سے۔ کہتے ہیں کہ یہ آیات حضرت صدیقؓ کی ہی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ **فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی** سے آخر سورہ تک۔

حضرت عمارؓ اور ان کے والدین کے مصائب

بنی مخزوم کے لوگ حضرت عمارؓ بن یاسر صحابی اور ان کے والدین کو جو سب مسلمان ہو گئے تھے دو پہر کے

---

[1] سیرت ابن ہشام کے بعض نسخوں میں ام عبیس اور بعض میں ام غیس لکھا ہے۔ اسماعیل۔

وقت گرم میدان میں لا کر طرح طرح تکلیف پہنچاتے تھے اور حضورؐ ان کے پاس تشریف فرماتے تھے کہ اے آلِ یاسر صبر کرو تمہارے واسطے جنت ہے چنانچہ حضرت یاسر کی والدہ کو ان ملعونوں نے شہید کر دیا اور وہ اسلام سے باز نہ آئیں۔

مسلمانوں کو تکلیفیں دینے میں ابوجہل کا پارٹ

یہ سارا فساد ابوجہل بد بخت کا تھا جو رات دن قریش کو مسلمانوں کے خلاف بھڑ کایا کرتا تھا۔ اور جس وقت اس کو کسی شخص کے مسلمان ہونے کی خبر لگتی فوراً اس کو جا کر دھمکاتا اور کہتا کہ تُو نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہم تجھ کو ذلیل کر دیں گے اور اگر وہ شخص سوداگر ہوتا تو اس کی تجارت برباد کر دینے کا خوف دلاتا اور اگر غریب ہوتا تو اس کو مارتا ستاتا اور ایذا پہنچاتا۔

غریب مسلمانوں کی انتہائی تکالیف

ایک دفعہ سعید بن جبیر نے (حضرت ابن عباس سے) پوچھا کہ کیا مشرک صحابہ کرام کو اس قدر ایذا دیتے تھے جس سے وہ اسلام کے ترک کرنے پر مجبور ہوتے۔ ابن عباس نے کہا ہاں ان کو بے حد مارتے تھے۔ اور ان کا پانی بند کر دیتے تھے یہاں تک کہ مسلمانوں میں بیٹھنے کی طاقت بھی نہ رہتی تھی اور ان سے کہلواتے تھے کہ لات اور عزیٰ تمہارے معبود ہیں سوا خدا کے وہ کہتے تھے ہاں یہاں تک کہ اُدھر سے کوئی جانور گزرنا ہوتا تو مشرک کہتے کہ یہ تمہارا معبود ہے سوا خدا کے وہ مجبوراً کہتے ہاں۔

ولید بن ولید کا کافروں کے پنجے سے بچ نکلنا

بنی مخزوم میں سے چند لوگ ہشام بن ولید کے پاس گئے۔ جبکہ ہشام کے بھائی ولید بن ولید نے اسلام قبول کیا اور ان لوگوں نے یہ مشورہ کیا تھا کہ اس قبیلہ کے جس قدر لوگ مسلمان ہوئے ہیں ان کو گرفتار کر لیں گے۔ جن میں سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ربیعہ بھی تھے۔ پس ان مخزومیوں نے ہشام بن ولید سے کہا کہ یہ چند لوگ اپنے دین سے پھر گئے ہیں اور ایک نیا مذہب انہوں نے اختیار کیا ہے۔ ہم ان کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ ہشام نے کہا اس بات کی مجھ سے کہنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن تم اس کو خوب سمجھ لو کہ اگر تم نے میرے بھائی کو قتل کیا۔ تو میں اس کے عوض تمہارے سردار کو قتل کروں گا۔ مخزومی اس بات سے بہت خفا ہوئے اور ہشام کو بُرا بھلا کہتے واپس چلے آئے اور اللہ تعالیٰ نے اِس ذریعہ سے اُن مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھا۔

حبشہ کی طرف مسلمانوں کی پہلی ہجرت

جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شدت اور بلا کو ملاحظہ فرمایا جو اُن کے اصحاب پر کفار کی طرف سے ہوتی تھی تو اگر چہ خود آں حضرت بباعث حفاظت الٰہی اور اپنے چچا ابو طالب کے سبب مشرکوں کی ایذا رسانی سے محفوظ تھے۔ مگر یہ ممکن نہ تھا کہ اپنے اصحاب کو بھی محفوظ رکھ سکتے اس واسطے آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم لوگ ملکِ حبش میں چلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ وہاں کا بادشاہ کسی پر ظلم نہیں کرتا اور وہ صدق و راستی کی سرزمین ہے یہاں تک کہ خدا تمہارے واسطے کشادگی فرمائے اور جس سختی میں تم ہو اس کو دور کر دے۔ چنانچہ حضور کے اِس حکم کو سُن کر بہت سے مسلمان اپنا دین محفوظ رکھنے کی خاطر حبشہ کی طرف روانہ ہوئے پس یہ اسلام میں پہلی ہجرت تھی۔

مہاجرین حبشہ کے نام

پہلے جس شخص نے ہجرت اختیار کی وہ بنی اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر میں سے حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ تھے انہوں نے اپنی بیوی حضرت رقیہ حضور کی صاحبزادی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن ربیعہ بن عبد شمس نے اپنی بیوی سہلہ بنت سہل بن عمرو کے ساتھ ہجرت کی اور حبش میں ان کے ہاں محمد بن ابی حذیفہ پیدا ہوئے

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ میں سے زبیر[۵] بن خویلد بن اسد نے ہجرت کی۔

اور بنی عبد الدار بن قصیٰ میں سے مصعب[۶] بن عمیر بن عاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے ہجرت کی۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبد الرحمٰن[۷] بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ نے ہجرت کی۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مُرہ میں سے ابو سلمہ[۸] بن عبد الاسد ابن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم نے اپنی بیوی ام سلمہ بنت ابی اُمیّہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کے ساتھ ہجرت کی۔

اور بنی جمیح بن عمر بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان[۱۰] ابن مظعون بن حبیب بن وہب بن خذافہ بن جمع نے ہجرت کی۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے عامر[۱۱] ابن ربیعہ نے اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم بن عبد اللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب کے ساتھ ہجرت کی۔

اور بنی عامر بن لوئی میں سے ابوسبرہ[۱۲] ابن ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر نے ہجرت کی اور بعض کہتے ہیں کہ ابوسبرہ نہیں بلکہ ابوحاطب بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر نے ہجرت کی اور کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے یہی حبش گئے تھے۔

اور بنی حرث بن فہر میں سے سہیل بن بیضا یا سہیل بن دہب بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث یہ وہ دس مرد اور چار عورتیں ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان سب کے امیر عثمان بن مظعون تھے۔

حبشہ کی طرف دوسری ہجرت

پھر حضرت جعفر بن ابی طالب نے ہجرت کی اور پھر ان کے بعد بہت سے مسلمان حبش میں جانے لگے اور وہاں ان کی ایک کثیر تعداد جمع ہوگئی۔ بعض ان میں ایسے لوگ تھے جو اپنے گھر بار سمیت گئے تھے اور بعض تنہا تھے۔ بنی ہاشم بن عبدمناف میں سے حضرت جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب نے مع اپنی بیوی اسمار بنت عمیس بن نعمان بن کعب بن مالک بن قحافہ بن خثعم کے ساتھ ہجرت کی اور حبشہ میں ان سے عبداللہ بن جعفر پیدا ہوئے۔ اور بنی امیہ بن عبدشمس میں سے عثمان بن عفان نے اپنی زوجہ حضرت رقیہ حضورؐ کی صاحبزادی کے ساتھ ہجرت کی اور عمرو بن سعید بن عاص بن اُمیہ نے بھی اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ بن محرق بن شق بن رقیہ بن مخدج الکنانی کے ساتھ ہجرت کی اور ان کے بھائی خالد بن سعید بن عاص بن اُمیہ نے بھی اپنی بیوی کے ساتھ جس کا نام امینہ بنت خلف بن اسعد بن مار بن بیاضہ بن سبیع بن خثمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو جو خزاعہ میں سے تھا ہجرت کی امینہ کی بجائے بعض نے یہ نام ہمینہ لکھا ہے۔

حبشہ میں خالد سے امینہ کے ہاں سعید بن خالد پیدا ہوا اور ایک لڑکی امتہ بنت خالد پیدا ہوئی امتہ کی شادی زبیر بن عوام سے ہوئی اور ان کے ہاں اس سے عمرو بن زبیر اور خالد بن زبیر پیدا ہوئے اور ان کے خلفاء بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبداللہ بن جحش بن رباب بن یعمر بن ضبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد نے ہجرت کی اور ان کے بھائی عبیداللہ بن جحش نے بھی اپنی بیوی اُم حبیبہ بنت ابی سفیان کے ساتھ ہجرت کی اور اسی قبیلہ میں سے قیس بن عبداللہ نے اپنی بیوی برکہ بنت یسار ابوسفیان کی آزاد کردہ لونڈی کے ساتھ ہجرت کی اور معیقیب بن ابی فاطمہ نے ہجرت کی یہ لوگ سعید بن عاص کے قبیلہ میں تھے سے سات شخص تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں معیقیب قبیلہ دوس میں سے تھے۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس نے اور ابو موسیٰ اشعری نے جن کا نام عبد اللہ بن قیس تھا ہجرت کی۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے عتبہ بن غزوان بن جابر بن دہب بن نسیب بن مالک بن حرث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان نے ہجرت کی۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ میں سے زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد نے اور اسود بن نوفل بن خویلد بن اسد نے اور یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد نے اور عمرو بن امیہ بن حرث بن اسد۔

اور بنی عبد بن قصیٰ میں سے طلیب بن عمیر بن وہب بن ابی کثیر بن عبد نے ہجرت کی۔

اور بنی عبد الدار بن قصیٰ میں سے مصعب بن عمیر بن عاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے ہجرت کی۔

اور سویبط بن سعد بن حریملہ بن مالک بن عمیلہ بن سباق بن عبد الدار نے ہجرت کی۔

اور جہم بن قیس بن عبد شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے اپنی بیوی اُم حرملہ بنت عبد الاسود بن جذیمہ بن اقیش بن عامر بن بیاضہ بن سبیع بن خثعمہ بن سعد بن ملیح بن عمرو کے ساتھ ہجرت کی یہ قبیلہ خزاعہ میں سے تھی اور ان کے لڑکے عمرو بن جہم اور لڑکی خزیمہ بنت جہم نے بھی ہجرت کی۔

اور ابو الروم بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار نے بھی ہجرت کی۔

اور فراس بن نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار نے بھی ہجرت کی۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص تھے۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبد الرحمٰن بن عبد عوف بن عبد بن حرث بن زہرہ نے۔

اور عامر بن ابی وقاص (ابی وقاص کا نام مالک ہے) بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ نے۔

اور مطلب بن ازہر بن عبد عوف بن عبد الحرث بن زہرہ نے اپنی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سہم کے ساتھ ہجرت کی اور حبش میں ان کے ہاں عبد اللہ بن مطلب پیدا ہوئے۔

اور بنی ہذیل میں سے عبد اللہ بن مسعود بن حرث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن تمیم بن سعد بن ہذیل اور ان کے بھائی عتبہ بن مسعود نے ہجرت کی۔

اور بنی بہراء میں سے مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زبیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن ہزل بن فائش بن دریم بن قین بن اہوذ بن بہراء بن عمرو بن حاف بن قضاعہ نے ہجرت کی۔

ابن اسحٰق مقداد کا سلسلہ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں مقداد بن عبد یغوث بن عبد مناف بن زہرہ اور

اس کا سبب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اسود نے اِن کو متبنّٰی کر کے حلیف بنالیا تھا۔ یہ سب چھ نفر سے ہے۔

بنی تیم بن مُرہ میں سے حرث بن خالد بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم نے اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن جنبیلہ بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم کے ساتھ ہجرت کی اور حبش میں ان کے ہاں موسیٰ بن حرث اور زینت بنت حرث، عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث پیدا ہوئیں۔

اور عمرو بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم نے ہجرت کی اور اس قبیلہ کے یہ دو نفر تھے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے اپنی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے ساتھ ہجرت کی اور حبشہ میں ان سے زینب بنت ابی سلمہ پیدا ہوئی۔ ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا اور ام سلمہ کا نام ہند تھا۔

اور شماس عثمان بن عبد بن شرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم نے ہجرت کی شماس عثمان کا نام اس سبب سے ہو گیا کہ شماسہ[1] میں سے ایک شخص مکہ میں زمانہ جاہلیت میں آیا یہ شخص نہایت صاحبِ جمال تھا۔ اس کے حسن و جمال سے اہل مکہ متعجب ہوئے۔ عتبہ بن ربیعہ جو عثمان کا ماموں تھا اہل مکہ سے کہنے لگا کہ تم اس کے حسن سے کیا تعجب کرتے ہو میں اس سے زیادہ حسین شخص تم کو دکھاتا ہوں اور پھر اپنے بھانجے عثمان کو جو واقعی بہت خوبصورت تھا لے جا کر اہل مکہ کو دکھایا۔ اس دن سے لوگ اِن کو شماس کہنے لگے۔

اور ہبار بن سفیان بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم نے ہجرت کی اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان نے بھی۔

اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن مخزوم نے بھی ہجرت کی۔

اور عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم نے بھی ہجرت کی۔

اور ان کے خلفاء میں سے معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حیشہ بن سلول بن کعب بن عمرو نے قبیلہ خزاعہ میں سے ہجرت کی۔ یہ سب آٹھ نفر تھے اور یہ معتب وہی شخص ہیں جن کو معتب بن حمرار کہتے ہیں۔

اور بنی جمع بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن دہب بن حذافہ بن جمح اور ان کے بیٹے سائب بن عثمان نے ہجرت کی اور ان کے دونوں بھائیوں قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون نے بھی ہجرت کی۔

---

[1] شماسہ اُن راہبوں کو کہتے ہیں جو اپنے سر کے بال منڈواتے ہیں۔

اور حاطب بن حرث بن معمر بن حبیب بن دہب بن حذافہ بن جمح نے اپنی بیوی فاطمہ بنت مجلل بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر کے ساتھ ہجرت کی اور ان کے دونوں بیٹوں محمد بن حاطب اور حرث بن حاطب نے جو فاطمہ ہی سے پیدا ہوئے تھے ان کے ساتھ ہجرت کی اور ان کے بھائی خطاب بن حرث نے بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسارہ کے ساتھ ہجرت کی۔

اور سفیان بن معمر بن حبیب بن دہب حذافہ بن جمح نے اپنے دونوں بیٹوں جابر بن سفیان اور جنادہ بن سفیان اور اپنی بیوی حسنہ کے ساتھ جو اِن بیٹوں کی ماں تھی ہجرت کی اور اس عورت کا دوسرے خاوند سے ایک لڑکا شرحبیل بن حسنہ بنی غوث میں سے ہے شرحبیل کے باپ کا نام عبداللہ ہے اور قبیلہ غوث بن مراخی تمیم بن مرہ سے تھا۔

اور عثمان بن ربیعہ بن اہبان بن دہب بن حذافہ بن جمح نے ہجرت کی اس قبیلہ کے گیارہ آدمی تھے۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے ہجرت کی۔

اور عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے اور ہشام بن عاص بن وائل بن سعید بن سہم نے ہجرت کی۔بعض کہتے ہیں کہ عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم ہے۔

اور قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے ہجرت کی اور ابوقیس بن حرث بن قیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے ہجرت کی اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے ہجرت کی اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور معمر بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم نے اور بشر بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ان کے ان شریک بھائی جو بنی تمیم میں سے تھے اور ان کا نام سعید بن عمرو تھا ہجرت کی۔اور سعید بن حرث بن قیس بن عدی بن سہم اور سائب بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔اور عمیر بن...... بن حذیفہ بن مہشم بن سعید بن سہم اور ان کے حلیف محمیہ بن جزء نے جو بنی زُبید میں سے تھا اِن چودہ شخصوں نے ہجرت کی۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے معمر بن عبداللہ بن نضلہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبیدہ بن عویج بن عدی نے اور عروۃ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی نے اور عدی بن نضلہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی نے اور ان کے فرزند نعمان بن عدی نے اور عامر بن ربیعہ نے جو بنی عنز بن وائل میں سے آل خطاب کا حلیف تھا اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن خانم کے ساتھ ان سب پانچ شخصوں نے ہجرت کی۔

اور بنی عامر بن لوئی میں سے ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر نے اپنی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر کے ساتھ ہجرت کی۔

اور عبداللہ بن مخرمہ بن عبد العزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور سلیط بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور ان کے بھائی سکران بن عمرو نے اپنی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر کے ساتھ ہجرت کی۔

اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر نے اپنی بیوی عمرہ بنت سعدی بن وقدان بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر کے ساتھ ہجرت کی۔

اور ابو طالب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور سعد بن خولہ ان کے حلیف نے ان سب آٹھ نفر نے ہجرت کی۔

سعد بن حولہ یمن کے تھے۔

اور بنی حرث بن فہر میں سے ابو عبیدہ بن جراح جن کا نام عامر بن عبداللہ بن حراح بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث ہے انہوں نے اور سہیل بن بیضاء جو سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث ہیں انہوں نے ہجرت کی ان کی ماں کا نام وعد بنت جحدم بن اُمیہ بن ظرب بن حرث بن فہر ہے اور ان کو بیضا کہتے تھے انہی کی نسبت سے سہیل بن بیضاء کہلاتے ہیں۔ اور عمر بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث اور عیاص بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبہ بن حرث اور بعض کہتے ہیں ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حرث ہے۔ اور عمرو بن حرث بن زبیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حرث اور عمرو بن غنم بن زہیر بن عبد شداد بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حرث اور سعد بن عبد قیس بن بقیط بن عامر بن اُمیہ بن ظرب بن حرث اور حرث بن عبد قیس بن فہر بن یقیظ بن عامر بن اُمیہ بن ظرب بن حرث بن فہر ان آٹھ نفر نے ہجرت کی۔

پس یہ سب لوگ جنہوں نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی ہے علاوہ چھوٹے چھوٹے بچوں کے جوان کے ساتھ یا جو حبشہ میں پیدا ہوئے عمار بن یاسر سمیت تراسی 83 آدمی ہیں۔ عمار بن یاسر میں شک ہے کہ انہوں نے ہجرت کی یا نہیں۔

مسلمانوں کو واپس لانے کیلئے قریش اپنے نمائندے نجاشی کے پاس بھیجتے ہیں

جب کہ صحابہ کرام نے ملک حبش میں جا کر اطمینان حاصل کیا اور فراغت اور بے فکری کے ساتھ اپنے دین کے احکام ادا کرنے لگے اور نجاشی نے ان کے ساتھ نہایت مراعات اور سلوک کا برتاؤ کیا تو کفار قریش کو اِس بات سے سخت صدمہ ہوا اور انہوں نے باہم مشورہ کر کے دو آدمیوں کو نجاشی شاہ حبش کے پاس مع تحف و ہدایا کے اس غرض سے روانہ کیا کہ نجاشی اپنے ملک سے ان مسلمانوں کو نکال دے اور ان دونوں شخصوں کے نام جو قریش کی طرف سے نجاشی کے پاس گئے تھے یہ ہیں عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص بن وائل۔

حضرت ابوطالب کا قصیدہ نجاشی کی تعریف میں

ابوطالب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو جب قریش کی یہ کارروائی معلوم ہوئی تب آپ نے نجاشی کی تعریف میں چند اشعار کہے۔ جن میں اس کو اپنے نومسلم مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے دشمنوں کے شر کو ان سے دفع کرنے پر اور زیادہ ترغیب دی۔

حضرت ام سلمہ کی زبانی قریش کی سفارت کی مفصل کیفیت

حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب ہم لوگ حبشہ میں نجاشی بادشاہ حبش کے پاس تھے تو ہم بڑے امن سے تھے کوئی تکلیف ہمیں وہاں نہ تھی۔ ہم اپنے دین کے کام بخوبی انجام دیتے تھے۔ کچھ دن بعد قریش نے اپنے میں سے دو قابل شخصوں کو جو عبداللہ بن ربیعہ اور عمرو بن عاص تھے۔ نجاشی کے پاس مکہ کی عمدہ عمدہ چیزیں تحفہ کے طور پر دے کر روانہ کیا تا کہ نجاشی اور اس کے تمام افسروں اور ارکانِ سلطنت کو وہ تحفے تقسیم کریں اور یہ کہہ دیا کہ نجاشی اور اس کے لوگوں کو یہ تحفے دے کر ان سے درخواست کرنا مسلمانوں کو تمہارے ساتھ رخصت کر دے اور یہ کارروائی اس طرح کرنا کہ مسلمانوں سے وہ دریافت کرنے نہ پائے۔ پس یہ دونوں شخص نجاشی کے پاس آئے اور پہلے اس کے ارکان سلطنت سے مل کر ان کو تحفے اور ہدیے دیئے اور ان سے کہا کہ ہمارے شہر سے چند جاہل نوعمر لوگ اپنا قدیمی دین و مذہب ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں۔ اور تمہارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور ایک ایسا مذہب اختیار کیا ہے کہ جس کو نہ ہم جانتے ہیں نہ تم جانتے ہو۔ اب ہم بادشاہ کے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ ان لوگوں کو بادشاہ ہمارے ساتھ روانہ کرے اور آپ سے یہ بات چاہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی ہماری بادشاہ کے حضور میں تائید کریں ان سب نے قبول کیا۔ پھر ان دونوں نے وہ ہدیے جو بادشاہ کے واسطے لائے تھے اس

کے حضور میں پیش کئے۔اس نے قبول کئے پھر ان سے گفتگو کی۔انہوں نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہماری قوم میں سے چند نوعمر جہلاء اپنے قومی مذہب کو ترک کر کے یہاں چلے آئے ہیں اور آپ کا مذہب بھی اختیار نہیں کیا ہے بلکہ ایک ایسے نئے مذہب کے پیرو ہو گئے ہیں جس کو نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ جانتے ہیں ان کے والدین اور کنبہ والوں اور ان کی قوم نے ہم دونوں شخصوں کو اس واسطے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ ان کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں۔نجاشی کے افسرانِ سلطنت اور علماء مذہب نے بھی ان دونوں کے قول کی تائید کی اور کہا کہ بیشک ان لوگوں کو ان کے ساتھ کر دینا چاہیے۔

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ نجاشی بادشاہ حبش کو اس کلام سے بہت غصہ آیا اور کہا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ان مہمانوں کو جو میرے ہاں وارد ہوئے ہیں ان کے سپرد نہ کروں گا۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ میری حمایت میں میری سلطنت کے اندر آ کر رہیں اور دیگر ممالک کو چھوڑ کر میرے ملک کو اور مجھ کو اختیار کریں اور میں ان کے ساتھ ایسا سلوک کروں۔میں ان سے ان دونوں شخصوں کے قول کی نسبت دریافت کرتا ہوں کہ وہ کیا کہتے ہیں اگر واقعی یہی بات ہے جو یہ دونوں کہتے ہیں تو میں ان کو ان کے حوالے کروں گا اور ان کی قوم کے پاس بھیج دوں گا اور اگر اور کوئی بات ہے تو نہ بھیجوں گا اور ان کو بہت عزت سے اپنے پاس رکھوں گا۔

ام سلمہ فرماتی ہیں پھر نجاشی نے اصحاب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا۔ جب بلانے والا ان کے پاس آیا یہ سب لوگ جمع ہوئے اور صلاح کی کہ بادشاہ کے سامنے کیا کہنا چاہیے۔آخر سب کی یہی رائے ہوئی کہ جو کچھ ہم جانتے ہیں وہی کہیں جو ہمارے نبی نے ہم کو حکم فرمایا ہے وہی بیان کریں اس کے سوا کچھ نہ کہیں۔جو کچھ ہوگی دیکھی جائے گی۔پھر یہ سب مسلمان نجاشی کے پاس حاضر ہوئے۔نجاشی نے اپنے علماء مذہب کو بھی بلوا رکھا تھا۔انہوں نے نجاشی کے گرد اپنی کتابیں کھول رکھی تھیں جب یہ مسلمان پہنچے۔نجاشی نے کہا وہ کون سا دین ہے جو تم نے اختیار کیا ہے۔کیا وجہ ہے کہ تم نے اپنی قوم کا مذہب بھی چھوڑ دیا اور کسی مذہب میں بھی داخل نہ ہوئے۔

اُم سلمہ فرماتی ہیں صحابہ میں سے حضرت جعفر بن ابی طالب نے گفتگو شروع کی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم لوگ پہلے سخت جاہل تھے۔بتوں کی پرستش ہمارا مذہب تھا۔مردار خواری ہم کرتے تھے۔فواحش اور گناہ کا ارتکاب ہمارا وتیرہ تھا قطع رحم اور پڑوس کی حق تلفی اور ظلم وستم کو ہم نے جائز رکھا تھا۔جو زبردست ہوتا وہ کمزور کو کھا جاتا۔پس ہم ایسی ہی ذلیل حالت میں تھے کہ اللہ نے ہم پر کرم کیا اور اپنا رسول ہمارے پاس بھیجا۔جس کے نسب اور شرف اور صدق وامانت اور عفاف سے ہم بخوبی واقف ہیں اس رسول نے ہم کو توحید الٰہی اور معرفت کی طرف بلایا اور بت پرستی جو ہمارے باپ دادا سے چلی آتی تھی اس سے ہم کو منع کیا

اور صدقِ مقال اور ادائے امانت اور صلہ رحم اور ہمسائے کے حقوق اور گناہوں سے بچنے اور فواحش کے ترک کرنے کا حکم دیا اور یتیم کا حق تلف کرنے اور عورتوں پر تہمت لگانے سے منع فرمایا اور واحد خدا کی عبادت اور نماز اور روزہ اور زکوٰۃ کو ہم پر فرض کیا۔ غرضیکہ جعفر نے کُل امورِ اسلام نجاشی کو بتلائے اور کہا کہ ہم نے اس رسول کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے اور ہم نے شرک و کفر کو چھوڑ دیا۔ اور جس چیز کو رسول نے حلال بتلایا ہم نے حلال سمجھا۔ اور جس کو حرام بتایا ہم نے حرام سمجھا۔ ہماری قوم نے اس دین حق کے اختیار کرنے پر ہم کو تکلیفیں پہنچائیں اور ہم کو بہت ستایا تا کہ ہم اس دین کو ترک کر دیں اور دوبارہ بتوں کی پرستش اختیار کریں اور جس طرح کہ وہ افعال خبیثہ کو حلال سمجھتے ہیں ہم بھی حلال سمجھیں۔ پس جب ان کا ظلم ہم پر حد سے زائد ہوا اور انہوں نے ہمارا وہاں رہنا دشوار کر دیا تو ہم وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور آپ کے ملک کو ہم نے پسند کیا اور آپ کے پڑوس کی ہم نے رغبت کی اور اے بادشاہ ہم کو امید ہوئی کہ یہاں ہم ظلم سے محفوظ رہیں گے۔ نجاشی نے جعفر سے پوچھا کہ جو کچھ تمہارے نبی پر نازل ہوتا ہے اس میں سے کچھ تم کو یاد ہے۔ جعفر نے کہا ہاں یاد ہے۔ نجاشی نے کہا پڑھو۔ پس جعفر نے سورۂ مریم شروع کی اور نجاشی نے اس کو سن کر رونا شروع کیا یہاں تک کہ نجاشی کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اور جس قدر نصرانی علماء اس کے گرد بیٹھے تھے سب پر گریہ طاری ہوا۔ اور اس قدر روئے کہ جو کتابیں ان کے آگے کھُلی تھیں وہ سب تر ہو گئیں۔ جب جعفر سورۂ مریم پڑھ چکے تو نجاشی نے کہا بیشک یہ وہی کلام ہے جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔ یہ اور وہ ایک ہی مبداء نور سے نکلے ہیں۔ پھر عمرو بن عاص سے کہا کہ تم دونوں چلے جاؤ میں ان لوگوں کو تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا۔

ام سلمہ فرماتی ہیں عمرو بن عاص جب نجاشی کے پاس سے باہر نکلا تو اس نے کہا قسم ہے خدا کی میں ایسی ترکیب کروں گا جس سے ان لوگوں کا پورا استیصال ہو جائے گا۔ عبداللہ بن ربیعہ جو ایک نیک شخص تھا اس نے کہا ایسا نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ پھر آخر یہ لوگ ہمارے رشتہ دار ہیں۔ اگر چہ دین میں ہمارے مخالف ہو گئے ہیں تو ہو جائیں مگر ایسا نہ کرنا چاہیے۔ عمرو بن عاص نے کہا ہر گز نہیں میں کل نجاشی سے ضرور کہوں گا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت ایک سخت بات کہتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے روز نجاشی سے یہ بات کہی۔ نجاشی نے صحابہ کو پھر طلب کیا تا کہ ان سے دریافت کرے۔

ام سلمہ فرماتی ہیں جیسا کہ اس روز ہم کو فکر و تردد لاحق ہوا ایسا کبھی ہوا تھا۔ سب صحابہ جمع ہوئے اور یہی رائے قرار پائی کہ جو کچھ بات ہو صاف کہہ دو جو کچھ خدا کو منظور ہو گا وہی ہو گا۔

جب صحابہ نجاشی کے دربار میں حاضر ہوئے تو نجاشی نے ان سے سوال کیا کہ عیسیٰ بن مریم کی نسبت تم

لوگ کیا کہتے ہو۔ جعفر بن ابی طالب نے فرمایا کہ ہمارے نبی پر ان کے متعلق یہی نازل ہوا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اُس نے حضرت مریم کی طرف ڈالا جو کنوری اور بزرگ و پارسا تھیں۔

اُم سلمہ فرماتی ہیں یہ بات سن کر نجاشی نے زمین پر سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ قسم ہے خدا کی تم نے جو کچھ بیان کیا ہے اُس سے اِس تنکے کے برابر بھی عیسیٰ علیہ السلام زیادہ نہیں۔

جو علمائے نصاریٰ اور سردارانِ سلطنت اس وقت نجاشی کے پاس بیٹھے تھے وہ نجاشی کی اس بات سے بہت ناراض ہوئے مگر نجاشی نے کہا میں تم لوگوں سے نہیں ڈرتا کیونکہ میں نے کوئی غلط بات نہیں کہی پھر مسلمانوں سے کہا کہ تم کو میرے ملک میں کوئی شخص کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔ اور جو ایسا کرے گا اسے سخت سزا دی جائے گی تمہیں امن دینے کے مقابلے میں مجھے سونے کا پہاڑ بھی ملے تو میں اسے قبول نہیں کروں گا اس کے بعد نجاشی نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ قریش مکہ کے یہ دونوں شخص جو کچھ ہدیہ اور تحفہ لائے تھے فوراً اس کو واپس کر دو قسم ہے خدا کی خدا نے جو یہ سلطنت مجھ کو عنایت کی ہے تو مجھ سے رشوت لے کر عنایت نہیں کی پس میں بھی کوئی رشوت کسی سے نہیں لوں گا۔

نجاشی پر دشمن کا حملہ اور مسلمانوں کی بے چینی

اُم سلمہ فرماتی ہیں۔ پس یہ دونوں شخص نہایت ذلیل و خوار ہو کر نجاشی کے دربار سے نکالے گئے اور ہم نے وہاں نہایت اطمینان سے زندگانی بسر کی پھر تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ نجاشی کی سلطنت میں کوئی دعویدار پیدا ہوا اور اس نے نجاشی پر لشکر کشی کی۔ فرماتی ہیں کہ اس خبر کو سن کر ہم لوگ بہت رنجیدہ ہوئے اور یہ خیال کیا کہ اگر خدانخواستہ وہ مدعی غالب ہوا تو نہ معلوم ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے۔ فرماتی ہیں نجاشی بھی اپنا لشکر لے کر اس کے مقابلہ کو گیا اور دریائے نیل کے اُس پار جنگ واقع ہوئی۔ فرماتی ہیں صحابہ نے آپس میں کہا کوئی ایسا شخص ہو جو دریا کے پار جا کر جنگ کی خبر لائے کہ کیا معاملہ پیدا ہوا۔ زبیر بن عوام نے کہا میں جاتا ہوں۔ صحابہ نے ایک مشک میں ہوا بھر کے ان کے حوالہ کی اور وہ اس کو سینے کے تلے دبا کر تیرتے ہوئے دریا کے پار گئے اور وہاں سے سب حال تحقیق کر کے واپس آئے۔ فرماتی ہیں ہم یہاں نجاشی کی فتح کے واسطے نہایت تضرع وزاری کے ساتھ خدا سے دعا مانگ رہے تھے کہ اتنے میں زبیر بن عوام واپس آئے اور کہا اے صحابہ تم کو خوشخبری ہو کہ نجاشی کی فتح ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمن کو ہلاک کیا اور ام سلمہ فرماتی ہیں پھر تو نجاشی کی سلطنت خوب مستحکم ہوگئی اور جب تک ہم وہاں رہے نہایت چین اور آرام سے رہے

یہاں تک کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مکہ حاضر ہوئے۔

نجاشی کے بادشاہ ہونے کے متعلق حضرت عائشہ کی روایت

زہری کا قول ہے کہ میں نے یہ واقعہ حضرت ام المومنین ام سلمہ کا عروہ بن زبیر سے بیان کیا انہوں نے کہا تم جانتے ہو کہ نجاشی کے اس قول کے کیا معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھ کو سلطنت دی تو مجھ سے رشوت نہیں لی۔ پس میں بھی کسی سے رشوت نہیں لیتا۔

زہری کہتے ہیں میں نے کہا میں اس کے معنے نہیں جانتا۔ عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ نجاشی کا باپ بادشاہ تھا اور سوا نجاشی کے اور کوئی فرزند اس کے نہ تھا۔ اور نجاشی کا ایک چچا تھا۔ جس کے دس بیٹے تھے۔ حبشیوں نے باہم صلاح کی کہ اگر ہم نجاشی کے باپ کو قتل کر کے چچا کو بادشاہ کر دیں تو بہتر ہے کیونکہ اس کے دس بیٹے ہیں۔ اس کی نسل میں ایک مدت تک سلطنت رہے گی۔ چنانچہ اسی قسم کے خیالوں سے انہوں نے نجاشی کے باپ کو قتل کر کے اس کے چچا کو بادشاہ کر دیا۔ نجاشی نہایت ہوشیار اور عقلمند تھا۔ سلطنت کے تمام نظم ونسق کا اس نے بڑے غور سے مطالعہ کیا اور اپنے چچا کے ساتھ رہ کر بہت جلد ہر بات سے واقف ہو گیا۔ جب اہلِ حبش نے اس کی ہشیاری دیکھی تو ان کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ بادشاہ ہو جائے اور ہم سے اپنے باپ کا بدلہ لے۔ یہ خیال کر کے وہ سب اس کے چچا کے پاس جمع ہوئے اور کہا ہم کو تمہارے بھتیجے سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ بادشاہ ہو کر ہم کو قتل نہ کرے اس واسطے یا تم اس کو قتل کر دو یا کہیں نکال دو۔

نجاشی کے چچا نے ان سے کہا کہ کم بختو! کل تو تم نے اس کے باپ کو مجھ سے قتل کرا دیا اور آج خود اس کو قتل کرنے کو کہہ رہے ہو۔ یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا ہاں تم اس کو کہیں جا کر نکال آؤ۔ چنانچہ حبشیوں نے اسے لے جا کر ایک سوداگر کے ہاتھ چھ سو درہم میں فروخت کر ڈالا۔ اور وہ سوداگر نجاشی کو لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اور اسی روز شام کے وقت ابر آیا اور مینہ برسنا شروع ہوا نجاشی کا چچا بھی مینہ کی سیر دیکھ رہا تھا کہ یکا یک اس پر بجلی گری اور ہلاک ہو گیا۔ حبشیوں نے اس کے بیٹوں کو تخت پر بٹھایا وہ سب کے سب احمق اور کندہ ناتراش تھے سلطنت کے کاروبار کو نہ سنبھال سکے آخر حبشی نہایت پریشان ہوئے اور سب نے صلاح کی کہ نجاشی کو تلاش کر کے لاؤ۔ یہ سلطنت اسی کا حق ہے اور اسی کو مبارک ہو گی۔ ورنہ جس کسی کو تم تخت نشین کرو گے پریشان اور نادم ہو گے۔ چنانچہ حبشیوں نے نجاشی کو تلاش کرنا شروع کیا۔ آخر نجاشی ان کو ملا اور اس سوداگر سے جس کے ہاتھ اس کو فروخت کیا تھا جبراً نجاشی کو لے آئے اور وہ چھ سو درہم جو اس کی قیمت

کے اس سوداگر سے لئے تھے وہ بھی واپس نہ دیئے۔ وہ سوداگر بھی اپنے روپے کے واسطے ان کے ساتھ آیا۔ جب نجاشی کو یہ بادشاہ بنا چکے اور تخت و تاج اس کے حوالہ کر دیا تو سوداگر نجاشی کے پاس آیا اور کہا اے بادشاہ ان حبشیوں نے میرے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا اور قیمت مجھ سے وصول کر لی۔ اور پھر اس غلام کو بھی مجھ سے واپس لے لیا اور قیمت جو لی تھی واپس نہ دی اس کا انصاف کرو۔ نجاشی نے حکم دیا کہ یا تو فروخت کرنے والے وہ غلام تیرے حوالہ کریں جو انہوں نے واپس لیا ہے یا تیرا روپیہ واپس دیں اور حبشیوں سے مخاطب ہو کر حکم دیا کہ یا تو اس شخص کا غلام اس کے حوالہ کرو۔ اس کا جہاں جی چاہے اس غلام کو لے جائے ورنہ جو روپیہ اس سے لیا ہے وہ اس کو واپس کرو۔ حبشیوں نے عرض کیا ہم اس کا روپیہ دے دیتے ہیں۔ اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ نجاشی کے اس قول کا کہ جب خدا نے میرا ملک مجھ کو واپس دیا مجھ سے رشوت نہیں لی یہی مطلب ہے اور فرماتی ہیں یہ نجاشی کا پہلا فیصلہ تھا جو اس کی صلابت اور دینداری اور عدل و انصاف پر دلالت کرتا ہے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت عائشہ سے سند کے ساتھ یہ روایت ثابت ہے کہ جب نجاشی کا انتقال ہو گیا۔ ہمیشہ ان کی قبر پر نور الٰہی نازل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔

اہلِ حبشہ کی بغاوت نجاشی کے خلاف

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ تمام اہلِ حبش نے نجاشی سے بغاوت کی اور کہا کہ چونکہ تم ہمارے دین سے علیحدہ ہو گئے ہو اس لئے ہم تمہاری اطاعت نہیں کریں گے۔ نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالب سے کہلا بھیجا اور کشتیاں ان کے واسطے تیار کروا دیں کہ ان میں سوار ہو جاؤ۔ اور میری خبر کے منتظر رہو۔ اگر میری شکست ہوئی۔ پس تم لوگ جہاں تم سے جایا جائے چلے جانا اور اگر میرا غلبہ ہو تو یہیں رہنا پھر نجاشی نے ایک کاغذ میں لکھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شک محمد اس کے بندہ اور رسول ہیں اور عیسیٰ بن مریم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور اس کی روح اور اس کلمہ ہیں۔ جو اس نے مریم کی طرف ڈالا پھر اس کاغذ کو نجاشی نے اپنے کُرتے کے اندر دائیں شانہ کے پاس رکھ لیا اور حبشیوں کے مقابلہ میں صف جنگ آراستہ کی پھر ان سے مخاطب ہو کر کہا اے گروہ حبشہ کیا میں تم میں زیادہ حقدار سلطنت کا نہیں ہوں۔ سب نے کہا بیشک ہو۔ نجاشی نے کہا پھر تم نے میری سیرت اور عادات کیسی دیکھیں۔ سب نے کہا بہت اچھی۔ نجاشی نے کہا پھر کیا وجہ ہوئی جو تم نے سرکشی اور بغاوت اختیار کی۔ سب نے کہا کہ چونکہ تم نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا۔ اور تم کہتے ہو کہ عیسیٰ بن مریم بندہ تھے اِس سبب سے ہم تمہارے مخالف ہیں۔ نجاشی نے کہا کہ پھر تم عیسیٰ کے متعلق کیا کہتے ہو۔ حبشیوں نے کہا ہم ان

کو خدا کا فرزند کہتے ہیں۔ نجاشی نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ عیسیٰ نے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا میں اس پر گواہی دیتا ہوں نجاشی نے تو اپنے دل میں اس کاغذ کی طرف اشارہ کیا جو لکھ کر کُرتہ کے اندر رکھا تھا اور حبشیوں نے یہ سمجھا کہ اس نے ہمارے قول کی تصدیق کی سب خوش ہو گئے اور وہ مخالفت ان کی ختم ہوئی۔ پھر یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچی زاں بعد جب نجاشی شاہِ حبش کا انتقال ہوا تو حضورؐ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اس کے واسطے دعاء مغفرت کی۔

حضرت عمر کا مسلمان ہونا

جب عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ نہایت ناکامی اور ذلت کے ساتھ مکہ میں واپس آئے اور جس مطلب کے واسطے یہ گئے تھے یعنی مہاجرین کے حبش سے نکلوا دینے کے واسطے وہ حاصل نہ ہوا اور اسی اثنا میں حضرت عمر بن خطاب نے اسلام قبول کر لیا جو ایک بے مثل بہادر تھے۔ ان کے اور حضرت حمزہ کے اسلام کے سبب صحابہ کرام کو بڑی تقویت پہنچی۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ عمر کے اسلام لانے سے پہلے ہم کعبہ میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔ جب حضرت عمر مسلمان ہوئے تو آپ قریش سے اس بات پر لڑے اور آپ کے ساتھ ہم نے کعبہ میں نماز پڑھی اور حضرت عمر اس وقت اسلام لائے ہیں جب حبشہ کو ہجرت کرنے والے صحابہ ہجرت کر چکے تھے۔

ابن مسعود کہتے ہیں حضرت عمر کا اسلام لانا اسلام کے واسطے فتح تھا اور ان کی ہجرت نصرت اور مدد تھی اور ان کی امارت اور خلافت رحمت تھی اور ہم جب تک عمر اسلام نہیں لائے کعبہ کے پاس نماز نہ پڑھ سکتے تھے۔ جب یہ اسلام لائے تو قریش سے لڑے یہاں تک کہ ہم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔

ام عبداللہ بنت ابی حثمہ سے روایت ہے کہ جس وقت ہم حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا سامان کر رہے تھے اور عامر اس وقت کسی کام کو گئے ہوئے تھے پس اتفاقاً عمر بن خطاب میری طرف آ نکلے یہ اس وقت کفر کی حالت میں تھے اور ہم کو سخت ایذائیں دیتے اور تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ کہتی ہیں پس وہ مجھ سے کہنے لگے کہ ام عبداللہ کیا اب تمہارا کوچ ہے۔ کہتی ہیں میں نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی ہم کیا کریں جب تم ہم کو بے حد تکلیفیں اور ایذائیں پہنچاتے ہو اس لئے ہم خدا کے ملک میں سفر کرتے ہیں یہاں تک کہ خدا ہمارے واسطے کشادگی پیدا کرے۔ کہتی ہیں عمر بن خطاب نے کہا کہ خدا تمہارا حافظ ہو اور میں نے دیکھا کہ عمر کے دل پر ہمارے سے رنج ہوا۔ پھر عمر وہاں سے چلے آئے۔ کہتی ہیں جب عامر آئے تو میں نے ان سے کہا اے ابو عبداللہ (عامر کی کنیت ہے) تم نے دیکھا اس وقت عمر آئے تھے اور ہمارے جانے سے وہ غمگین ہوئے۔

عامر نے کہا کیا تم کو امید ہوسکتی ہے کہ عمر اسلام قبول کرے گا۔ میں نے کہا ہاں۔ عامر نے کہا ہرگز نہیں۔ اگر خطاب کا گدھا اسلام لے آئے تو میں جانوں کہ عمر بھی مسلمان ہو جائے گا۔ اُم عبداللہ کہتی ہیں عامر کا یہ کلام اس وجہ سے تھا کہ وہ عمر کی سختی اور اہلِ اسلام کی دشمنی کو دیکھ کر ناامید ہو گئے تھے۔

حضرت عمر کے اسلام لانے کے متعلق ابن اسحٰق کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو حضرت عمر بن خطاب کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح پہنچا ہے کہ ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی بیوی تھیں اور دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے مگر حضرت عمر سے انہوں نے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا تھا اور حضرت ہی کی قوم بنی عدی بن کعب میں سے مکہ میں ایک شخص نعیم بن عبداللہ نحام تھے یہ بھی مسلمان ہو گئے تھے مگر اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے تھے اور خباب بن ارث صحابی اکثر حضرت عمر کی بہن فاطمہ کو قرآن شریف پڑھانے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ پس ایک روز عمر بن خطاب اپنی تلوار حمائل کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کے لئے چلے کیونکہ ان کو خبر پہنچی تھی کہ حضور صفاء کے نزدیک ایک مکان میں تشریف فرما ہیں اور قریباً چالیس اَور مرد اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور آپ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب، ابوبکر صدیق اور علی بن ابی طالب بھی موجود ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت نہیں کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنا پسند کیا تھا۔ پس حضرت عمر سے راستہ میں نعیم بن عبداللہ مذکور کی ملاقات ہوئی۔ نعیم نے کہا اے عمر اس ہئیت سے کہاں جاتے ہو۔ عمر نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں جس نے نیا دین پیدا کیا ہے اور قریش کے لوگوں کو پریشان کر دیا ہے ان کے طریقہ اور مذہب کو بُرا کہتا ہے اور ان کے معبودوں اور بتوں کے عیب بیان کرتا ہے میں اس کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ نعیم نے کہا اے عمر قسم ہے خدا کی تیرے نفس نے تجھ کو فریب دیا ہے کیا تو یہ خیال کر سکتا ہے کہ محمدؐ کو قتل کر کے بنی عبد مناف تجھ کو زمین پر پھرنے دیں گے۔ تو ہرگز زندہ نہیں رہ سکتا اور تو پہلے اپنے گھر کی تو خبر لے تیرا بہنوئی جو تیرا چچا زاد بھائی بھی ہے (سعید بن عمرو بن نفیل) اور تیری بہن (فاطمہ بنت خطاب) دونوں مسلمان ہو گئے اور محمدؐ کے دائرہ اطاعت میں داخل ہیں۔ عمر بن خطاب یہ جملہ سنتے ہی اُلٹے پاؤں پھرے اور بہن کے گھر پہنچے اس وقت خباب بن ارث ان دونوں میاں بیوی کو سورۂ طٰہٰ جو ایک کاغذ پر لکھی ہوئی تھی پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے عمر کی آہٹ سنی تو خباب تو ایک کوٹھڑی میں چھپ گئے اور فاطمہ نے اس کاغذ کو جس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی اپنی ران کے نیچے چھپا لیا اور عمر گھر کے باہر سے خباب کے پڑھانے کی آواز سن چکے تھے۔ جب گھر کے اندر آئے تو

پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی جو میں نے سنی۔ بہن اور بہنوئی نے کہا کہ یہاں تو کوئی ایسی بات نہیں نہ معلوم تم نے کس کی آواز سنی۔ عمر نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم دونوں نے محمدؐ کی اطاعت اختیار کر لی ہے اور اس کے دین میں داخل ہو گئے ہو یہ کہہ کر اپنے بہنوئی کو چمٹ گئے فاطمہ کھڑی ہوئیں تا کہ اپنے خاوند کو چھڑائیں انہوں نے اپنی بہن کے بھی ایسی ضرب لگائی کہ ان کا سر پھوڑ ڈالا۔ تب ان کی بہن اور بہنوئی نے کہا ہاں بیشک ہم اسلام لے آئے ہیں جو تم چاہو کرو۔

جب عمر نے اپنی بہن کے سر میں سے خون بہتا ہوا دیکھا تو شرمندہ ہوئے اور اپنی بہن سے کہا لاؤ یہ کاغذ مجھ کو دو میں دیکھوں کہ اس میں کیا لکھا ہے اور محمدؐ پر کیا نازل ہوا ہے اور حضرت عمر لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ان کی بہن کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو پھر یہ کاغذ ہم کو نہ دیں۔ اس سبب سے انہوں نے انکار کیا۔ عمر نے اپنے معبودوں کی قسم کھائی کہ میں دیکھ کر ابھی تم کو دے دوں گا۔ ان کی بہن نے کہا بھائی تم شرک کے سبب سے نجس ہو اور اس کلام کے واسطے حکم ہے کہ ناپاک اس کو ہاتھ نہ لگائے۔ پس عمر نے اسی وقت غسل کیا اور ان کی بہن کو خیال ہوا کہ شاید اسلام لے آئیں۔ اس لئے وہ کاغذ اپنے بھائی کو دے دیا۔ اس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔

اس کو دیکھتے ہی حضرت عمر نے کہا یہ کلام کیا ہی اچھا اور کیسا بزرگ ہے۔

خباب نے جب یہ کلام حضرت عمر کا سنا تو کوٹھڑی میں سے باہر نکلے اور کہا اے عمر قسم ہے خدا کی میں امید کرتا ہوں کہ تم کو خدا نے اپنے رسول کی دعا کے ساتھ مخصوص کیا ہو کیونکہ کل میں نے حضورؐ سے سنا تھا کہ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ ابوالحکم بن ہشام (یعنی ابوجہل) یا عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کی تائید فرما۔ پس اے عمر خدا نے تم کو اس دعا کے ساتھ مخصوص کیا۔ عمر نے کہا اے خباب مجھ کو بتلا کہ محمدؐ اس وقت کہاں ہیں تا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آؤں۔ خباب نے کہا صفا کے پاس ایک مکان میں چند صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ پس عمر نے اپنی تلوار کو حمائل کیا اور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کو چلے جب دروازہ پر پہنچے تو کنڈی ہلائی۔ صحابہ میں سے ایک شخص دروازہ پر آئے اور دروازہ میں سے حضرت عمر کو دیکھا کہ تلوار حمائل کئے ہوئے کھڑے ہیں۔ پس صحابہ گھبرائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ عمر بن خطاب تلوار حمائل کر کے آیا ہے۔ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے فرمایا کہ جاؤ اس کو آنے کی اجازت دو اگر خیر کے ارادہ سے آیا ہے تو بہتر ہے اور اگر شر کے ارادہ سے آیا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کو ہم قتل کریں گے۔ حضورؐ نے بھی فرمایا کہ اس کو اجازت دو اور خود

کھڑے ہو کر آگے بڑھے اور عمر سے ملاقات کی اور ان کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا اور کہا اے ابنِ خطاب کس ارادہ سے آیا ہے قسم ہے خدا کی تُو باز نہ رہے گا جب تک کہ خدا تیرے اوپر کوئی آفت سخت نہ نازل فرمائے۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس واسطے آیا ہوں کہ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤں اور اُس پر ایمان لاؤں جو خدا کے پاس سے نازل ہوا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے تکبیر کہی اس طرح کہ سب گھر کے آدمیوں نے سنی اور سمجھ گئے کہ عمر نے اسلام قبول کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جگہ بہ جگہ پھیل گئے اور ان کو حضرت عمر کے اسلام سے بہت بڑی تقویت حاصل ہوئی جیسا کہ حضرت حمزہ کے اسلام سے حاصل ہوئی تھی اور سب صحابہؓ نے سمجھ لیا کہ اب یہ دونوں شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو پسپا کر دیں گے۔

ابن اسحاق کی زبانی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی دوسری روایت

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضرت عمر کے اسلام لانے کی روایت اس طرح ہے کہ حضرت عمرؓ خود فرماتے تھے کہ میں جاہلیت میں اسلام کا سخت دشمن تھا اور شراب کا شغل بھی کثرت کے ساتھ رکھتا۔ میرے ہم مشرب لوگوں نے ایک مکان میں اپنی بیٹھک بنائی ہوئی تھی جہاں جمع ہو کر شراب کا شغل کیا کرتے تھے اور یہ مکان مقام حزدرہ میں آل عمر بن عبد بن عمران مخزومی کے مکانات کے پاس تھا۔ پس ایک شب میں حسب دستور اس مکان میں گیا وہاں یارانِ جلسہ میں سے کسی کو نہ دیکھا۔ پس میں نے خیال کیا کہ فلاں کلال کے پاس چلنا چاہیے وہاں چل کر شراب نوشی کریں گے۔ پس میں اس کی دکان پر آیا تو اس کو بھی نہ پایا تب خیال ہوا کہ کعبہ میں طواف کرو۔ پس میں کعبہ میں آیا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ شام کی طرف منہ کر کے رکن اسود اور رکن یمانی کے درمیان میں کعبہ کو سامنے کر کے نماز پڑھتے تھے پس میں نے سوچا کہ آج سنو کہ محمدؐ کیا پڑھ رہے ہیں۔ پھر سوچا کہ ان کے پاس جانا تو مناسب نہیں چھپ کر سنوں۔ پس میں کعبہ کے پردہ کے اندر داخل ہو گیا اور تھوڑا تھوڑا کھسکتا ہوا آپ کے سامنے آ گیا یعنی میں آپ کے اور کعبہ کے درمیان میں تھا۔ اور میرے اور آپ کے درمیان میں صرف کعبہ کا غلاف تھا پھر میں نے خوب اچھی طرح سے قرآن شریف سنا اور میرے دل میں اسلام داخل ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو کر چلے میں بھی آپ کے پیچھے چلا آپ کا راستہ دار ابن ابی الحسین کی طرف سے تھا پھر وہاں سے آپ حضرت عباس کے گھر کی طرف آئے پھر اخنس بن شریق کے گھر کے پاس سے نکل کر اپنے دولت خانہ میں داخل ہوئے اور آپ کا دولت خانہ دار الرقطاء کے محلّہ میں معاویہ بن ابی سفیان

کے پاس تھا۔ عمر کہتے ہیں جب حضورؐ حضرت عباس اور ابن از ہر کے گھروں کے درمیان میں پہنچے تو میں آپ کے قریب ہوا۔ آپ نے میری آہٹ کو سن کر مجھ کو پہچانا اور خیال فرمایا کہ میں آپ کی ایذا رسانی کے خیال سے آیا ہوں۔ پس مجھ سے آپ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب اس وقت کیوں آیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں خدا اور رسول پر اور اس کی کتاب پر جو آپ خدا کے پاس سے لائے ہیں ایمان لانے آیا ہوں۔ عمر کہتے ہیں حضورؐ نے یہ سن کر فرمایا الحمدللہ! اے عمر تجھ کو خدا نے ہدایت فرمائی۔ پھر آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور ثابت قدمی کی دعا کی۔ پھر میں واپس چلا آیا اور حضورؐ اپنی محلسرا میں داخل ہوئے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں خدا جانے کہ یہ واقعہ اس طرح ہے یا جس طرح کہ پہلے مذکور ہوا (مگر مشہور پہلا ہی واقعہ ہے)

حضرت عمر کا اپنے اسلام کو شہرت دینا

عبداللہ بن عمر بن خطاب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد حضرت عمر اسلام لائے تو پوچھا کہ قریش میں ایسا کون سا شخص ہے جس کے پیٹ میں بات نہ کھپتی ہو اور جو ہر بات کو جو سنے سب سے کہتا پھرتا ہو۔ لوگوں نے بتایا کہ جمیل بن معمر جمحی ہے۔ اس پر میرے والد اس کے پاس گئے۔ عبداللہ کہتے ہیں میں بھی ان کے پیچھے ہولیا اور میں دیکھتا تھا کہ یہ کیا کرتے ہیں۔ پس انہوں نے جمیل کے پاس جا کر کہا کہ اے جمیل تجھ کو کچھ معلوم ہوا۔ اُس نے کہا کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام لے آیا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو گیا ہوں۔ عبداللہ کہتے ہیں پس قسم ہے خدا کی جمیل یہ سنتے ہی اپنے چادر گھسیٹتے ہوئے دوڑا اور حضرت عمر بھی اس کے پیچھے ہوئے اور میں بھی ان کے پیچھے تھا یہاں تک کہ جمیل خانہ کعبہ کے دروازہ پر آیا اور غُل مچا کر کہا اے گروہِ قریش عمر بن خطاب نے دین چھوڑ دیا۔ حضرت عمر نے اس کے پیچھے سے فرمایا یہ جھوٹا ہے میں نے دین نہیں چھوڑا بلکہ میں نے اسلام قبول کیا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ عبداللہ کہتے ہیں قریش اس وقت اپنی اپنی جگہوں میں بیٹھے تھے اس بات کے سنتے ہی سب حضرت عمر پر دوڑے حضرت عمر نے بھی ان کا بمردی و مردانگی خوب مقابلہ کیا مگر کہاں تک لڑتے آخر تک کر بیٹھ گئے اور قریش سے فرمایا کہ میں تو مسلمان ہوں تمہارا جو جی چاہے سو کرو اور وہ سب کے سب سر پر کھڑے ہوئے تھے کہ اتنے میں عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک بڈھا قلہ جُبّہ پہنے ہوئے قریش میں آیا اور کہا کیا بات ہے۔ قریش نے کہا یہ بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے کہا پھر تمہارا کیا حرج ہے۔ ایک شخص نے اپنے واسطے ایک بات اختیار کی ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ عمر کی قوم عمر کے قتل ہونے سے تم سے کچھ باز پُرس نہ کرے گی۔ قسم ہے خدا کی وہ تمہیں ہرگز نہ

چھوڑے گی۔ عبداللہ کہتے ہیں اس بڈھے کے کہتے ہی وہ سب لوگ حضرت عمر کے پاس سے بادلوں کی طرح پھٹ گئے۔ عبداللہ کہتے ہیں جب حضرت عمر نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے تو میں نے آپ سے پوچھا کہ جس روز آپ اسلام لائے ہیں اور کعبہ میں قریش سے آپ کی جنگ ہوئی ہے اور ایک بڈھے نے قریش کو آن کر جھڑکا تھا وہ بڈھا کون تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے فرزند وہ بڈھا عاص بن وائل سہمی تھا۔

ایک اور روایت میں اس طرح ہے کہ عبداللہ نے پوچھا۔ جس روز آپ مسلمان ہوئے ہیں اور قریش سے آپ لڑے تھے پھر ایک بڈھے نے خدا اُس کو جزائے خیر دے قریش کو سرزنش کی تھی وہ کون تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا اے فرزند وہ عاص بن وائل سہمی تھا خدا اس کو جزائے خیر دے۔

حضرت عمر کا ابوجہل سے اپنے اسلام کا تعارف

حضرت عمر کے گھر والوں میں سے ایک سے روایت ہے کہ حضرت عمر فرماتے تھے جب میں اسلام لایا تو اسی رات کو میں نے خیال کیا کہ قریش میں سے جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عداوت رکھتا ہو پہلے اس سے جا کر میں اپنے اسلام لانے کی خبر بیان کروں پس دل میں کہا کہ ابوجہل سے بڑھ کر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن نہیں ہے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی میں ابوجہل کے گھر گیا (اور ابوجہل حضرت عمر کا ماموں[1] تھا) اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابوجہل نے آ کر دروازہ کھولا اور مجھ کو دیکھ کر کہا آؤ میرے بھانجے اندر آؤ۔ کہو کیسے آنا ہوا۔ حضرت عمر کہتے ہیں میں نے کہا میں اس واسطے آیا ہوں تاکہ تم کو بھی اپنے اسلام لانے کی خبر کر دوں، میں خدا اور اس کے رسول محمدؐ پر ایمان لے آیا ہوں اور میں نے اس کی تصدیق کی ہے۔ فرماتے ہیں میرے یہ کہتے ہی ابوجہل نے دروازہ میرے منہ پر مارا اور کہا خدا تجھ کو خراب کرے اور اس کو بھی جو تو لایا ہے۔

قوم کی طرف سے آپ کا بائیکاٹ اور آپ پر بے انتہا مظالم

جب قریش نے یہ دیکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بعیش و آرام ملک حبش میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور نجاشی شاہِ حبش اُن کا حامی ہے اور حضرت عمر نے بھی اسلام قبول کر لیا اور یہ دو شخص یعنی حضرت عمر اور حضرت حمزہ اسلام کے بہت بڑے مددگار ہو گئے اور اسلام روز بروز ہر ایک قبیلہ میں ترقی کرتا جاتا ہے تو قریش نے باہم اتفاق کر کے ایک عہد نامہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے

---

[1] حضرت عمر کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن المغیرہ تھا۔

شادی نہ کریں نہ اپنی بیٹی ان کو دیں اور نہ ان کی بیٹی آپ لیں اور نہ ان کی کوئی چیز خریدیں اور نہ ان کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کریں اس عہد نامہ کو لکھ کر انہوں نے زیادہ پختگی کے واسطے کعبہ شریف کے اندر لٹکایا اور کاتب اس عہد نامہ کا منصور بن عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی تھا۔ مگر ابن ہشام کہتا ہے کہ اس عہد نامہ کا لکھنے والا نضر بن حارث تھا۔ جس کے متعلق حضورؐ نے بددعا کی اور اس کی بعض اُنگلیاں شل ہو گئیں۔

جب قریش نے یہ عہد نامہ لکھا کل بنی ہاشم اور بنی مطلب ابو طالب بن عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے پاس جمع ہوئے سوائے ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب کے کہ یہ قریش سے متفق ہوا اپنے قبیلہ یعنی بنی عبدالمطلب کا اس نے ساتھ نہ دیا۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ابولہب اکثر اوقات کہا کرتا تھا کہ محمدؐ مجھ سے بہت سی چیزوں کا وعدہ کرتا ہے مگر میں اُن میں سے ایک بھی نہیں دیکھتا۔ محمدؐ کہتا ہے کہ وہ موت کے بعد ہوں گی۔ پھر اپنے ہاتھوں پر پھونک مار کر کہتا۔ خرابی ہو تم کو میں تمہارے اندر ان باتوں میں سے ایک بھی نہیں دیکھتا جو محمدؐ کہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سورۃ لہب نازل فرمائی تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَھَبٍ وَ تَبَّ. تَبَّتْ کے معنے ہیں تباہ ہوئے اور نقصان ہوئے ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود بھی برباد ہو گیا۔

جب قریش نے یہ عہد نامہ مکمل کیا تب ابو طالب نے ایک قصیدہ کہا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا بیان ہے اور قریش کو آپ کی عداوت سے باز رہنے کی ترغیب دی ہے اور بنی ہاشم کی مردی و مردانگی کا ذکر کیا ہے۔

ابوجہل کی دُرگت

بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب نے اسی طرح دو یا تین سال گذران کیا کہ کوئی چیز علانیہ ان کو نہیں پہنچ سکتی تھی جو چیز ان کو پہنچتی تھی وہ پوشیدہ پہنچتی تھی۔ قریش میں سے جو اُن کے رشتہ دار تھے وہ اِن کے پاس بھیج دیتے تھے چنانچہ ابوجہل بن ہشام ایک روز اتفاقاً حکیم بن حزام بن خویلد سے ملا اور ان کے ساتھ ان کا غلام تھا۔ جس کے سر پر گیہوں لدے ہوئے وہ اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کے پاس جا رہے تھے جو آنحضرت کے ساتھ شعیب ابی طالب میں محصور تھیں۔ پس ابوجہل نے اُس غلام کو روکا اور کہا میں تجھ کو بنی ہاشم کے ہاں گیہوں لے جانے نہ دوں گا اور سارے مکہ میں تجھ کو رسوا کروں گا۔ اتنے میں ابوالبختری بن ہشام بن حرث بن اسد وہاں آیا اور اس نے ابوجہل سے پوچھا کیا بات ہے۔ ابوجہل نے کہا یہ حکیم بن حزام بنی ہاشم کے

واسطے گیہوں لے جارہا ہے۔ میں اس کو لے جانے نہیں دیتا۔ ابوالبختری نے کہا اس کی پھوپھی کے گیہوں اس کے پاس رکھے تھے۔ اس نے اپنے گیہوں منگائے ہیں یہ لئے جاتا ہے تیرا کیا حرج ہے تو اس کو جانے دے۔ ابوجہل نے انکار کیا۔ یہاں تک کہ ابوالبختری اور ابوجہل میں سخت کلامی کے بعد زدوکوب کی نوبت پہنچی۔ پس ابوالبختری نے ابوجہل کے اونٹ کی جس پر وہ سوار تھا گردن پکڑ کر مروڑ ڈالی اور ایسا جھٹکا دیا کہ اونٹ بیٹھ گیا پھر ابوجہل کی گدی پکڑ کے کھینچ لیا اور اس کے سر پر ایسی ضرب لگائی جس سے اس کا سر پھٹ گیا پھر اس کو اپنے پیروں اور لاتوں سے خوب روندا اور حمزہ بن عبدالمطلب حضور کے چچا پاس کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ ابوجہل ان کے دیکھنے سے اور بھی اندوہناک ہوا کیونکہ یہ سمجھا کہ یہ خبر حضور اور صحابہ کو پہنچے گی اور وہ میری ذلت کو سن کر خوش ہوں گے۔

ابولہب اور اس کی بیوی کی اسلام دشمنی

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں کہ قریش نے آپ کو اس قدر تنگ کر رکھا تھا لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتے تھے اور آپ قطعاً ہراساں اور ملول نہیں تھے۔ قریش کی جب حضورؐ سے کچھ پیش نہ چلی اور آزار جسمانی وہ حضور کو کچھ نہ پہنچا سکے تب انہوں نے یہ وتیرہ اختیار کیا کہ جب حضورؐ کو دیکھتے تو آپ کی طرف اشارہ کنایہ کرتے اور ہنسی اور تمسخر سے پیش آتے اور قرآن شریف بھی ان کی دشمنی کے متعلق نازل ہونے لگا۔ چنانچہ بعض دشمنوں کے نام بھی قرآن شریف میں وارد ہوئے ہیں اور بعض کا منجملہ اور کافروں کے مجمل ذکر ہوا۔ جن دشمنان دین کے نام ظاہر کئے گئے ہیں ان میں سے ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ابولہب بن عبدالمطلب اور اس کی بیوی اُم جمیل بنت حرب بن اُمیہ ہے اور اس کا نام قرآن شریف میں حمالۃ الحطب یعنی لکڑیاں اٹھانے والی اس واسطے رکھا گیا ہے کہ یہ حضور کے راستہ میں کانٹے جنگل سے لا کر ڈالا کرتی تھی۔ پس ان دونوں کی عداوت ظاہر کرنے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ. مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَا لُهٗ وَ مَا كَسَبَ. سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ. وَّ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ. فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ. یعنی دونوں ہاتھ ابولہب کے ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا۔ نہ اس کے مال نہ اس کو کچھ فائدہ پہنچایا نہ اس کی کمائی نے عنقریب دہکتی اور شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا اور جورو اس کی لکڑیاں (کانٹے) اٹھانے والی ہے اس کی گردن میں مضبوط رسی کا پھندا ہے۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ جب ابولہب کی جورو اُم جمیل نے سنا کہ اس کے خاوند کی مذمت قرآن شریف میں نازل ہے تو وہ حضور کی تلاش میں خانہ کعبہ میں آئی اور اس کے ہاتھ میں کنکر تھے اور حضورؐ اُس

وقت کعبہ کے پاس تشریف رکھتے تھے اور ابوبکر صدیق ؓ بھی حاضر تھے۔ پس وہ ابوبکرؓ کے پاس آ کر کھڑی ہوئی اور حضورؐ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اندھا کر دیا۔ کہ سوا ابوبکر کے حضور کو اس نے مطلق نہ دیکھا ابوبکر سے پوچھنے لگی تمہارے صاحب یعنی آنحضرتؐ کہاں ہیں مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ وہ میری ہجو کرتے ہیں اگر مجھ کو مل جائیں تو میں یہ کنکر ان کے منہ پر ماروں قسم ہے خدا کی میں بھی شاعرہ ہوں اور اس کی ہجو میں یہ شعر کہتی ہوں

مُذَمَّماً عَصَیْنَا ۔ وَاَمْرَهٗ اَبَیْنَا ۔ وَ دِیْنَهٗ قَلَیْنَا

یعنی مذمم[1] کی ہم نے نافرمانی کی اور اس کے حکم سے انکار کیا اور اس کے دین کو قبول نہ کیا۔

یہ کہہ کر وہ عورت چلی گئی۔ ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے آپ کو دیکھا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا مجھ کو نہیں دیکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا تھا۔

ابن ہشام کہتے ہیں وَ دِیْنَهٗ قَلَیْنَا ابن اسحاق کی روایت میں نہیں ہے۔

روایت ہے کہ قریش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بجائے محمد کے مذمم کہتے تھے اور نہایت گستاخ الفاظ آپ کی شان پاک میں استعمال کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ دیکھو تعجب کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی بیہودہ گوئیوں سے مجھ کو محفوظ رکھا ہے یعنی یہ لوگ تو مذمّم کو بُرا کہتے ہیں اور میں تو محمدؐ ہوں۔

امیہ بن خلف کے متعلق قرآنی آیات

اور امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح نے اپنا یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آنکھ سے اشارے کرتا اور سخت وسُست کہتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی عداوت کے بیان میں یہ سورۃ نازل فرمائی وَیْلٌ لِکُلِّ هُمَزَةٍ الَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَ عَدَّدَهٗ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ...... الخ

عاص بن وائل کی مذمت قرآن میں

خباب بن ارت حضورؐ کے صحابی مکہ میں تلواریں بنایا کرتے تھے اور چند تلواریں انہوں نے عاص بن وائل کے ہاتھ فروخت کی تھیں جن کے دام اس کے ذمہ واجب تھے۔ جب ایک عرصہ ہو گیا تو اُنہوں نے تقاضا کیا۔ تو عاص نے کہا کہ اے خباب کیا محمدؐ یہ نہیں کہتے ہیں جن کے دین پر تم ہو کہ جنت میں جنتی لوگوں

---

[1] کفارِ مکہ آنحضرت کو بجائے محمدؐ (قابلِ تعریف انسان) کے مذمّم کہہ کر پکارا کرتے تھے جس کے معنے ہیں قابلِ نفرت انسان (اسمٰعیل)۔

کے واسطے سونا چاندی اور کپڑے اور خادم وغلام غرضیکہ سب چیزیں ہوں گی خباب نے کہا ہاں بیشک وہ فرماتے ہیں۔ عاص بن وائل نے کہا پس اے خباب قیامت تک کی مجھے مہلت دے میں جنت میں جا کر تیرے سارے دام ادا کر دوں گا کیونکہ اے خباب تیری اور تیرے ساتھیوں کی قدر و منزلت خدا کے ہاں مجھ سے زیادہ نہ ہوگی اور نہ ان کو مجھ سے زیادہ حصہ ملے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی یاوہ گوئی کی نسبت یہ آیت نازل فرمائی۔ اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوۡتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا .... فَرۡدًا تک (سورہ مریم)

ابوجہل کا حضورؐ سے خطاب

ایک روز ابوجہل ملعون حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور کہنے لگا کہ اے محمد قسم ہے خدا کی یا تو تم ہمارے بتوں کو ناسزا کہنا چھوڑ دو۔ ورنہ ہم تمہارے اس خدا کو بُرا کہیں گے۔ جس کی تم پرستش کرتے ہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدۡوًۢا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ اے اہل اسلام تم کفار کے بتوں کو سخت وسُست نہ کہو جن کی وہ سوا خدا کے پرستش کرتے ہیں ورنہ وہ جہالت سے خدا برحق کو سخت وسست کہیں گے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضورؐ نے بتوں کے عیوب بیان کرنے ترک کر دیئے اور صرف دعوتِ حق پر اکتفاء کیا۔

نضر بن الحرث کا ذکر قرآن پاک میں

اور قریش میں نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی بھی ایک نہایت بدذات اور شریر شخص تھا۔ اس نے یہ قاعدہ مقرر کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں تشریف لا کر وعظ و نصیحت فرماتے اور پچھلی اُمتوں کا ذکر فرماتے کہ خدا اور رسول کی نافرمانی سے کیسے کیسے عذاب ان پر نازل ہوئے ہیں۔ تو جب حضور تشریف لے جاتے تو یہ نضر بن حرث قریش میں بیٹھ کر رستم اور اسفندیار اور شاہانِ فارس کے قصے بیان کرتا اور کہتا کہ محمدؐ کی باتیں میری باتوں سے بہتر نہیں ہیں جیسے قصے اس نے لکھ رکھے ہیں ایسے ہی میں نے بھی لکھ رکھے ہیں پس اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَ قَالُوۡۤا اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ اکۡتَتَبَہَا فَہِیَ تُمۡلٰی عَلَیۡہِ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا. قُلۡ اَنۡزَلَہُ الَّذِیۡ یَعۡلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ اِنَّہٗ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا. یعنی کفار کہتے ہیں کہ محمدؐ نے پہلے لوگوں کے قصے لکھوا لئے ہیں۔ پس وہ اس کو رات دن پڑھ کر سنائے جاتے ہیں کہہ دو (کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم کہتے ہو بلکہ یہ وہ کلام ہے جس

کو) نازل کیا ہے اس ذات پاک نے جو آسمان و زمین کی ہر ایک پوشیدہ بات کو جانتا ہے بے شک وہ مغفرت اور رحم والا ہے اور یہ آیت بھی اسی کی نسبت نازل ہوئی ہے۔اِذا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ یعنی جب اس کے سامنے ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ اور یہ آیت بھی اسی کے متعلق نازل ہے۔وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ. یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ. یعنی خرابی ہے ہر ایک جھوٹے گنہگار کے واسطے جس کے سامنے خدا کی آیات پڑھی جاتی ہیں اور وہ ان کو سن کر تکبر سے ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے ان کو سنا ہی نہیں اور گویا کہ اس کے کانوں میں ٹٹیاں اڑی ہوئی ہیں پس اس شخص کو دردناک عذاب کی خوشخبری دو۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ ایک روز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد الحرام میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں نضر بن حرث بھی آیا اور مجلس میں بیٹھ گیا اور اس کے علاوہ اور بہت سے لوگ بھی قریش میں سے وہاں بیٹھے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو شروع فرمائی۔نضر نے اس میں خلل اندازی کرنی چاہی حضورؐ نے اس کو سخت تنبیہہ فرمائی اور یہ آیت پڑھی اِنَّکُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ. لَوْ کَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا وَ کُلٌّ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ. لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ هُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ . اے کفار تم اور جن کی تم علاوہ خدا حق کے پرستش کرتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو اور اس میں جھونکے جانے والے ہو۔اگر یہ تمہارے معبود واقعی معبود ہوتے تو پھر جہنم میں کیوں جاتے۔حالانکہ تم اور وہ سب جہنم میں جائیں گے۔دوزخ میں ان کا شور ہوگا اور اس میں ایک دوسرے کی بات نہ سنیں گے۔

حسبِ بیان ابن اسحاق پھر حضورؐ اس مجلس سے تشریف لے آئے آپ کے آتے ہی عبداللہ بن الزبعریٰ السہمی اُس مجلس میں آ کر بیٹھا ولید بن مغیرہ نے اس سے کہا کہ قسم ہے خدا کی اس وقت نضر بن حرث محمدؐ کے سامنے نہیں ٹھہر سکا اور محمدؐ کہہ کر گئے ہیں کہ تم اور تمہارے معبود سوا خدا کے سب جہنم کا ایندھن ہو۔عبداللہ بن زبعری نے کہا قسم ہے خدا کی۔اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملیں تو میں ان کو قائل کروں اور کہوں کہ اگر یہی بات ہے کہ خدا کے سوا جس کی پرستش کی جاتی ہے وہ جہنم کا ایندھن ہے تو ہم تو فرشتوں کی پرستش کرتے ہیں اور یہودی حضرت عزیز کی پرستش کرتے ہیں اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا مانتے ہیں۔پس یہ سب معبود بھی جہنمی ہوئے۔عبداللہ کی یہ بات سن کر ولید اور کل قریش نہایت خوش ہوئے اور سمجھے کہ عبداللہ نے یہ ایک معقول حجت نکالی ہے۔پھر کسی نے یہ ذکر حضور سے بیان کیا۔حضور نے فرمایا جو خدا کے سوا معبود بننا چاہتا

ہے وہ جہنم کا ایندھن ہے اوراس کے معبود ماننے والے بھی اس کے ساتھ ہیں۔ اور یہ لوگ تو شیاطین کی عبادت کرتے ہیں کہ شیاطین ہی ان کو غیر اللہ کی پرستش کا حکم کرتے ہیں اور یہ اُن کا حکم مانتے ہیں اور جن لوگوں نے اس بات کو پسند کیا ہے ان کو معبود بنایا جائے۔ ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰى اولٰئِکَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا وَ هُمْ فِيْمَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خَالِدُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جن لوگوں کے واسطے ہمارے ہاں سے نیکی مقدر کر دی گئی ہے وہ جہنم سے دور ہوں گے اوراس کی آواز تک ان کو نہ سنائی دے گی۔ بلکہ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے جہاں ان کے حسب خواہش ہر ایک چیز موجود ہوگی۔ ان لوگوں سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم اور عزیز علیہما السلام ہیں اور وہ علماء اور بزرگان بھی جن کے انتقال کے بعد لوگ ان کی پرستش کرنے لگے۔

اور کفار کے فرشتوں کی پرستش کرنے اور ان کو خدا کی بیٹیاں کہنے کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی ہے وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ. لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ یعنی کفار کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اپنی اولاد بنائی ہے پاک ہے وہ ان کفار کی اس لغویت سے بلکہ جن کو یہ اس کی اولاد بتاتے ہیں وہ اس کے برگزیدہ بندے ہیں اس کے فرمان سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم پر کاربند ہیں۔

اور حضرت عیسیٰ کے معبود ٹھہرانے کی اور ولید وغیرہ کفار کے اس حجت نامعقول پر خوش ہونے کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُکَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ. وَ قَالُوْٓا ءَ اٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَکَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ. اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ. وَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِى الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ. وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ. اور اے رسول جب عیسیٰ بن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اُس سے تمہاری قوم کے لوگوں نے شور مچایا۔ حالانکہ نہیں ہے وہ مگر ایک بندہ جس پر ہم نے اپنا انعام کیا اور ان کو بنی اسرائیل کے واسطے اپنی قدرت کی ایک نشانی بنایا اور اگر ہم چاہتے تو تم لوگوں میں فرشتے پیدا کر دیتے جو تمہاری جگہ زمین پر آباد ہوتے اور بے شک عیسیٰ بھی قیامت کی ایک نشانی ہیں۔ پس اے پیمبر ان سے کہہ دو کہ تم قیامت میں شک نہ کرو اور میرا اتباع کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔

اخنس بن شریق ثقفی کا ذکر

اور اخنس بن شریق بن عمرو بن دہب ثقفی حلیف بنی زہرہ اشرافِ قوم اور ان لوگوں میں سے تھا جن کی

باتیں سنی جاتی تھیں اور وہ حضور کی نسبت زبان داری اور بدگوئی کیا کرتا تھا۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوتی ہے۔ وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ. هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ (الٰی قوله زَنِيْمٍ تک۔

ولید بن مغیرہ

اور ولید بن مغیرہ جو ایک نہایت شریر شخص تھا۔ کہا کرتا تھا کہ قرآن اگر حق ہوتا تو میرے اوپر نازل ہوتا کیونکہ میں قریش کا بڑا بوڑھا اور سردار ہوں یا ابومسعود عمرو بن عمیر ثقفی پر نازل ہوتا کیونکہ وہ بنی ثقیف کا سردار ہے اور ہم دونوں دوشہروں کے بڑے شخص ہیں ہم کو چھوڑ کر محمدؐ پر کیوں نازل ہوا۔ اِس کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ یعنی کفاروں نے کہا کہ یہ قرآن دونوں شخصوں میں سے کسی بڑے شخص پر کیوں نہ نازل ہوا۔ آخر تک۔

ابی بن خلف کا ذکر قرآن میں

اور ابی بن خلف بن دہب بن حذافہ بن جمح اور عقبہ بن ابی معیط ان دونوں کی آپس میں بڑی دوستی تھی پھر عقبہ ایک روز حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا کلام فیض انجام سنا یہ خبر ابی کو پہنچی تو وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ تُو محمدؐ کے پاس بیٹھا تھا۔ اوران کی باتیں تُو نے سنیں تیرا چہرہ مجھ کو دیکھنا حرام ہے اور میں تجھ سے ہرگز بات نہ کروں گا۔ اگر تو محمدؐ کے پاس گیا یا اُس کی باتیں تو نے سنیں۔ پس عقبہ بن ابی معیط ملعون نے ایسا ہی کیا کہ پھر حضورؐ کے پاس نہ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی نسبت یہ آیت نازل فرمائی۔ وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يَا لَيْتَنِىْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا. یعنی قیامت کے روز حسرت اور افسوس سے ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہے گا ہائے میری خرابی کاش رسول کے ساتھ میں صحیح راستہ اختیار کرتا۔

اور یہی ابی بن خلف ملعون ایک کہنہ اور بوسیدہ ہڈی لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس ہڈی کو ریزہ ریزہ ہونے کے بعد زندہ کرے گا اور پھر اس نے اس ہڈی کو اپنے ہاتھ سے مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوا میں اڑا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کرے گا اور تجھ کو بھی اسی طرح نیست و نابود ہونے کے بعد زندہ کرے گا پھر دوزخ میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس کی نسبت نازل فرمائی وَ ضَرَبَ لَنَا

---

[1] یعنی اے رسول تم ایسے شخص کی پرواہ نہ کرنا جو بے آبرو ہے اور آوازے کستا ہے اور چغل خوری کرتا پھرتا ہے۔

مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ. قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُ. الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ یعنی ہمارے واسطے اس نے مثال بیان کی اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہنے لگا کہ بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔اے رسول کہہ دو وہی ان کو زندہ کرے گا جس نے پہلی مرتبہ ان کو پیدا کیا ہے اور تمام مخلوق کے حال سے وہ علم رکھتا ہے اور وہ پروردگار ہے جس نے ہرے[1] درخت سے تمہارے واسطے آگ پیدا کیا۔ پھر وہاں تم اس سے آگ سلگاتے ہو۔

سورہ کافرون کا نزول

اور ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے جو اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزیٰ اور ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف اور عاص بن وائل سہمی کہ یہ سب قوم کے عمر رسیدہ لوگ تھے حضور کے سامنے آئے اور کہا اے محمدؐ آؤ ہم تمہارے خدا کی پرستش کریں جس کی تم پرستش کرتے ہو اور تم ہمارے بتوں کی پرستش کرو جن کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ اگر تم حق پر ہو تو تمہارے خدا کی پرستش سے ہم کو فائدہ ہوگا اور اگر ہم حق پر ہیں تو ہمارے بتوں کی پرستش سے تم کو فائدہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی نسبت یہ سورت نازل فرمائی قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ یعنی اے رسول کہہ دو کہ اے کافرو! میں ان چیزوں کی پرستش نہ کروں گا جن کی تم پرستش کرتے ہو نہ تم اس کی پرستش کرنے والے ہو جس کی میں پرستش کرتا ہوں پس تمہارے واسطے تمہارا دین ہے میرے واسطے میرا دین ہے۔

ابوجہل کا تمسخر

اور جبکہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ منجملہ عذاب دوزخ کے درخت زقوم کا ذکر فرمایا تو ابوجہل بن ہشام نے کہا اے گروہ قریش تم جانتے ہو کہ زقوم کیا چیز ہے۔ جس سے محمدؐ تم کو خوف دلاتے ہیں۔ قریش نے کہا ہم کو خبر نہیں کہ وہ کونسا درخت ہے ابوجہل نے کہا وہ مدینہ کی کھجوریں مسکہ کے ساتھ ہیں قسم ہے خدا کی اگر ہم وہاں (یعنی دوزخ میں) گئے تو اسی کو زقوم بنا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیہودہ گوئی کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ. طَعَامُ الْاَثِیْمِ. كَالْمُهْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ كَغَلْیِ الْحَمِیْمِ یعنی بے شک زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا ہے مثل سیسئہ گداختہ کے پیٹ میں جوش کھائے گا۔ جیسے گرم پانی

---

[1] عرب کے ملک میں بہت جگہ دو درخت پیدا ہوتے ہیں ایک کا نام مرخ اور دوسرے کا نام عقار ہے جب مرخ کی ٹہنی عقار پر زور سے رگڑتے ہیں تو آگ پیدا ہوتی ہے۔

جوش کھاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ابوجہل مردود کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ وَ نُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا یعنی اور درخت ملعونہ جس کا ذکر قرآن میں ہے (یعنی درخت زقوم) ہم اس سے کافروں کو ڈراتے ہیں۔ پس نہیں زیادہ کرتا ہے وہ ان کو مگر سرکشی میں۔

ولید بن مغیرہ اور ابن اُم کلثوم کا واقعہ

اور ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ولید بن مغیرہ سے گفتگو فرما رہے تھے اور اس کے اسلام قبول کرنے کی آپ کو خواہش تھی کہ اتنے میں ابن ام کلثوم نابینا آئے اور حضورؐ سے قرآن شریف کی آیات پوچھنے لگے۔ حضورؐ کو اس وقت ان کا دخل دینا شاق گزرا یہاں تک کہ حضورؐ نے ان کو دریافت کرنے سے منع کیا اور وہ آشفتہ خاطر ہو کر چلے گئے۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ عَبَسَ وَ تَوَلّٰى اَنْ جَاءَهُ الْاَعْمٰى. اِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ. ابن اُم کلثوم بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص تھا نام ان کا عبداللہ ہے اور بعض عمرو بھی کہتے ہیں۔

حبش کے مہاجرین کی واپسی

جن صحابہ نے کہ ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی ان کو خبر پہنچی کہ اہل مکہ نے اسلام قبول کر لیا۔ پس وہ حبش سے مکہ میں واپس آئے جب مکہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی تب یہ لوگ پوشیدہ مکہ میں داخل ہوئے ان میں سے بعض تو ایسے تھے کہ جنہوں نے حضورؐ کے ساتھ مدینہ ہجرت کی اور بدر کی جنگ میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے اور بعض ایسے تھے جن کو مکہ میں کفار نے روک دیا اور وہ جنگِ بدر وغیرہ میں شریک نہ ہو سکے اور بعض کا انتقال ہو گیا۔ ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ میں سے حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن شمس مع اپنی زوجہ حضرت بی بی رقیہ بنت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس مع اپنی بیوی سہلہ بنت سہیل کے اور ان کے حلیفوں میں سے عبداللہ بن جحش بن رباب مکہ میں آئے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے عتبہ بن غزوان ان کے حلیف بنی قیس عیلان میں سے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ میں سے زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد۔

اور بنی عبد الدار بن قصیٰ میں سے مصعب بن عمیر بن ہاشم عبد مناف اور سویبط بن سعد بن حرملہ۔

اور بنی عبد بن قصیٰ میں سے طلیب بن عمیر بن ہاشم بن وہب بن کثیر بن عبد۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے عبدالرحمٰن بن عوف اور مقداد بن عمرو بن ان کے حلیف اور عبداللہ بن مسعود ان کے حلیف۔

اور بنی مخزوم بن یقظ میں سے ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم مع اپنی بیوی ام سلمہ بنت ابی اُمیہ بن المغیر ہ کے اور شماس بن عثمان بن الشر ید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم اور سلمہ بن ہشام بن مغیرہ ان کے چچانے ان کو مکہ میں روک لیا تھا اور مدینہ کی طرف ہجرت نہ کرنے دی تھی اس سبب سے یہ بدر اور اُحد اور خندق کے واقعوں میں شریک نہ ہو سکے ان کے بعد انہوں نے ہجرت کی اور عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ اُنہوں نے حضورؐ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی مگر پھر ان کے دونوں ماں شریک بھائی ابوجہل بن ہشام اور حرث بن ہشام ان کو مدینہ سے لے آئے اور مکہ میں ان کو قید کر دیا یہاں تک کہ یہ بدر اور اُحد اور خندق میں شریک نہ ہو سکے۔ اور ان کے حلیفوں میں سے عمار بن یاسر بھی مکہ میں آئے۔ ان کے متعلق مورخین کو شک ہے کہ یہ حبشہ میں گئے تھے یا نہیں۔ اور متعب بن عوف بن عامر جو خزاعہ میں سے تھے اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ان کے فرزند سائب بن عثمان اور ان کے بھائی قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے خنیس بن حذافہ اور ہشام بن عاص بن وائل ان کو بھی حضورؐ کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد مکہ میں قید کر دیا تھا۔ چنانچہ یہ بھی بدر اور اُحد اور خندق کے بعد مدینہ پہنچے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی میں سے عامر بن ربیعہ ان کے حلیف مع اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ کے مکہ آئے اور بنی عامر بن لوئی میں سے عبداللہ بن مخرمہ۔ اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو ان کو بھی مکہ میں قید کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب جنگ بدر کا زور ہوا تو یہ مشرکین میں سے نکل کر حضورؐ سے جا ملے اور حضورؐ کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئے اور ابو سبرہ بن ابی رُہم مع اپنی بیوی اُم کلثوم بنت سہیل بن عمرو کے اور سکران بن عمرو بن عبد شمس مع اپنی بیوی سودہ بنت زمعہ بن قیس کے مکہ آئے اور حضورؐ کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ اور حضور نے ان کی بیوی سودہ بنت زمعہ سے شادی فرمائی اور ان کے حلفا میں سے سعد بن خولہ مکہ آئے اور بنی حرث بن فہر میں سے ابوعبیدہ بن جراح جن کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے اور عمرو بن حرث اور سہیل بن بیضا جو سہیل بن دہب بن ربیعہ بن ہلال ہیں۔ اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال۔

مہاجرین حبشہ میں سے عثمان بن مظعون کا واقعہ

یہ سب تین اوپر تیس آدمی حبشہ سے مکہ میں آئے تھے اور ان میں سے وہ لوگ جو مشرکین کی پناہ میں داخل ہوئے تھے یہ ہیں۔عثمان بن مظعون بن حبیب جمحی یہ ولید بن مغیرہ کی پناہ میں داخل ہوئے تھے اور ابوسلمہ بن عبدالاسد ابوطالب بن عبدالمطلب کی پناہ میں داخل ہوئے تھے کیونکہ ابوطالب ان کے ماموں تھے اور ابوطالب کی بہن بَرَہ بنت عبدالمطلب ان کی ماں تھیں۔

جب عثمان بن مظعون ولید بن مغیرہ کی پناہ میں داخل ہوکر امن سے رہنے لگے تب انہوں نے دیگر صحابہ کی حالت پر غور کیا اور ان کی تکلیف کو دیکھ کر ان کو غیرت آئی اور دل میں کہا کہ میرا ایک مشرک کی پناہ میں رہنا نہایت نامناسب ہے۔جبکہ میرے اَور بھائی اس سختی اور تکلیف میں مبتلا ہیں۔تو پھر میں بھی ان کے شریک رہوں تو بہتر ہے چنانچہ یہ خیال کر کے یہ ولید بن مغیرہ کے پاس گئے اور کہا اے ابوعبد شمس تمہاری پناہ کو میں تمہاری طرف واپس کرتا ہوں۔ولید نے کہا کیوں اے بھتیجے کیا سبب ہے۔اگر تو ایسا کرے گا تو ضرور میری قوم کے لوگ تجھ کو ایذا دیں گے۔عثمان نے کہا مجھ کو فقط خدا کی پناہ کافی ہے اس کے سوا اور کسی کی پناہ میں نہیں چاہتا۔تو ولید نے کہا تو پھر مسجد میں چل کر علانیہ طور سے میری پناہ کو واپس کر دو جیسے کہ میں نے اعلان کے ساتھ تم کو پناہ دی تھی۔اس پر عثمان اور ولید دونوں مسجد حرام میں آئے اور ولید نے پکار کر کہا کہ اے لوگو! یہ عثمان میری پناہ کو واپس کرنے آیا ہے۔عثمان نے کہا یہ سچ کہتا ہے۔میں نے اس کو وفادار اور وفا کا نبھانے والا پایا مگر میں خود اس کی پناہ کو واپس کرتا ہوں کیونکہ سوا خدا کے کسی کی پناہ مجھ کو درکار نہیں ہے۔یہ کہہ عثمان وہاں سے چلے آئے اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب شاعر مشہور قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا اپنے شعر سنا رہا تھا۔چنانچہ ایک شعر اس نے یہ کہا ع

وَ کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلٌ

یعنی خبردار ہر ایک چیز سوا خدا کے باطل ہے عثمان بن مظعون نے فرمایا تُو نے سچ کہا پھر لبید نے مصرعہ ثانی کہا ع

وَ کُلُّ نَعِیْمٍ لَا مُحَالَۃَ زَائِلٌ

اور ہر ایک نعمت لامحالہ زوال پذیر ہے۔عثمان نے کہا یہ تُو نے غلط کہا کیونکہ جنت کی نعمتیں زوال پذیر نہیں ہیں۔لبید نے کہا اے قریش یہ تمہارے درمیان بیٹھنے والوں کو پہلے کبھی تکلیف نہیں دی جایا کرتی تھی۔یہ تم میں نئی بات کب سے پیدا ہوگئی ہے۔قریش میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ ایک جاہل شخص ہے۔چند

جاہل بھی اس کے ساتھ ہیں یہ ہمارے قومی مذہب سے جدا ہو گئے ہیں۔اس کے کہنے کا تم بُرا نہ مانو۔عثمان نے اس شخص کو جس نے اس کو جاہل کہا تھا جواب دیا۔ یہاں تک کہ ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی۔اس شخص نے عثمان کے ایک ایسا طمانچہ مارا جس سے ان کی آنکھ کو سخت تکلیف پہنچی۔ولید بن مغیرہ بھی پاس ہی کھڑا دیکھ رہا تھا کہنے لگا اے بھتیجے اگر تو میری پناہ میں رہتا تو تیری آنکھ کو یہ صدمہ نہ پہنچتا۔عثمان نے کہا قسم ہے خدا کی یہ آنکھ جو میری صحیح وسالم ہے یہ بھی اس دکھ کی آرزومند ہے جو اس آنکھ کو پہنچا ہے خدا کی راہ میں اور بیشک میں اب اس ذاتِ پاک کی پناہ میں ہوں جو تجھ سے بدرجہا باعزت اور بااختیار ہے۔ولید نے کہا اے بھتیجے میں پھر تجھ سے کہتا ہوں کہ میری پناہ میں آجاؤ۔عثمان نے کہا ہرگز نہیں۔

ابوسلمہ پر کفار کی یورش اور ابولہب کی حمایت

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ ابوسلمہ جب ابوطالب کی پناہ میں داخل ہوئے تو بنی مخزوم میں سے چند اشخاص ابوطالب کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم نے اپنے بھتیجے محمدؐ کو تو اپنی پناہ میں جائز طور پر رکھا ہے مگر ہمارے بھائی ابوسلمہ کو تم نے پناہ کیوں دی ہے۔ابوطالب نے کہا وہ میرا بھانجہ ہے۔اگر بھتیجے کو پناہ نہ دیتا تو بھانجے کو بھی پناہ نہ دیتا اور ابولہب نے ان مخزومیوں سے کہا کہ تم ہمیشہ ہمارے بزرگ ابوطالب کو اگر ستاتے ہو اور طرح طرح کی باتیں کہتے ہو اگر تم باز نہ رہو گے تو یاد رکھنا کہ میں بھی ہر ایک کام میں ان کے شریک ہوں گا۔ابولہب چونکہ حضور کی عداوت میں ان لوگوں کا ساتھ دیتا تھا۔اس سبب سے ابولہب کے کہنے سے یہ لوگ متنبہ ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم کچھ نہیں کہتے ہم جاتے ہیں اور ابوطالب کو ابولہب سے ایسی موافقت کی بات سن کر خواہش ہوئی کہ یہ بھی اسلام لے آئے تو بہتر ہے چنانچہ انہوں نے چند شعر کہے۔جس میں ابولہب کی تعریف کی ہے اور حضورؐ کی امداد پر اس کو آمادہ کیا ہے۔

حضرت صدیقؓ کی ہجرت کے لئے روانگی

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت صدیقؓ اکبر کو مکہ میں کفاروں نے سخت تکلیفیں پہنچائیں تب آپ نے حضورؐ سے ہجرت کی اجازت چاہی حضور نے ان کو اجازت دے دی اور ابوبکرؓ ہجرت کے ارادہ سے جب مکہ سے ایک منزل باہر نکلے راستہ میں ابن الدغنہ جو بنی حرث بن بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ میں سے تھا اور قوم احابیش کا سردار تھا ان کو ملا۔

احابیش بنی حرث بن عبدمناۃ ابن کنانہ والھون بن خزیمہ بن بدرکہ اور بنومطلق کا جو خزاعہ میں سے ہیں نام ہے ان سب نے آپس میں قسم کھائی تھی۔اس سبب سے ان کو احابیش کہتے ہیں اور ابن دغنہ کو بعض ابن

دغینہ بھی کہتے ہیں۔

ابن دغنہ کا حضرت صدیق ؓ کو واپس لانا

پس ابن دغنہ نے حضرت صدیق سے کہا کہ اے ابوبکرؓ کہاں جاتے ہو۔ فرمایا میری قوم نے مجھ کو نکال دیا ہے اور مجھ کو سخت تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ ابن دغنہ نے کہا کیوں اس کی کیا وجہ۔ قسم ہے خدا کی تم تو قوم کی زینت ہو اور ہر ایک کے درد دکھ میں شریک ہوتے ہو غریب اور مسافر کے ساتھ سلوک کرتے ہو۔ تم چلو میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ پس حضرت ابوبکرؓ ابن دغنہ کے ساتھ مکہ واپس آ گئے اور ابن دغنہ نے مکہ میں اعلان کر دیا کہ ابوبکر کو میں نے پناہ دی ہے۔ کوئی شخص ان کے ساتھ سوا بھلائی کے دوسرا سلوک نہ کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کے دروازے پر ایک مسجد بنا رکھی تھی اور اس میں قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے اور بسبب رقیق القلب ہونے کے اکثر رویا بھی کرتے تھے اور قریش کے لڑکے اور عورتیں اور غلام اس حالت میں ان کو دیکھ کر تعجب کرتے تھے۔ فرماتی ہیں اس بات کو دیکھ کر قریش کے چند لوگ ابن دغنہ کے پاس گئے اور کہا تم نے اس شخص کو ہمیں تکلیف پہنچانے کے واسطے پناہ دی ہے یہ شخص نماز میں قرآن پڑھتا ہے اور روتا ہے اور اس کی ہیئت کو دیکھ کر ہمارے بال بچے اور عورتیں اور غلام وہاں کھڑے ہو جاتے ہیں ہم کو خوف ہے کہ کہیں یہ شخص ان میں فتنہ نہ برپا کرے۔ تم اس سے کہہ دو کہ یہ اپنے گھر کے اندر جو چاہے سو کیا کرے باہر نہ کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں پس ابن دغنہ حضرت صدیق کے پاس آیا اور کہا میں نے تم کو اس واسطے پناہ نہیں دی ہے کہ تم لوگوں اور اپنی قوم کو اذیت پہنچاؤ۔ ان کو تمہارا باہر نماز پڑھنا بُرا معلوم ہوتا ہے اس واسطے تم اپنے گھر کے اندر جو چاہو کیا کرو۔ مگر باہر نکل کر نہ نماز پڑھو نہ قرآن پڑھو۔

حضرت صدیق ابن الدغنہ کی پناہ واپس کرتے ہیں

حضرت صدیق ؓ نے فرمایا تم کہو تو تمہاری پناہ میں واپس کر دوں اس نے کہا کر دو۔ آپ نے فرمایا پس میں نے تیری پناہ واپس کی اور میں خدا کی پناہ میں ہوں۔ ابن دغنہ نے اسی وقت کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اے گروہ قریش ابوبکرؓ نے میری پناہ واپس کر دی اب مت جانو اور وہ جانے۔

راہ حق میں حضرت صدیق ؓ کی تکالیف

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبر خانہ کعبہ کو جا رہے تھے راستہ میں ایک بدذات نے آ کر آپ کے سر پر خاک ڈال دی اور اس وقت ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل آ رہا تھا۔ حضرت صدیق

نے اس سے کہا کہ دیکھو اس بدذات نے میرے ساتھ کیا کیا۔اس نے کہا یہ جو کچھ کیا ہے تم نے خود اپنے ساتھ کیا ہے (یعنی اگر تم مسلمان نہ ہوتے تو یہ سلوک تمہارے ساتھ نہ ہوتا) اس پر حضرت صدیق نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے پروردگار تو بڑے حلم والا ہے اے پروردگار تو نہایت بردبار ہے اے پروردگار تو بڑا حلیم ہے''۔

بائیکاٹ کاختم ہونا اور عہدنامہ کا پھٹنا

جب قریش نے یہ عہد کیا کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب سے کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کریں گے۔تو کُل قریش نے اس عہد پر دستخط کئے تھے اور اس عہد سے بنی ہاشم کو بہت نقصان پہنچا تھا اور بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے تھے اب اس کی شکستگی کا بیڑا ہشام بن عمرو بن ربیعہ بن حرث بن حبیب[1] بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی نے اٹھایا اور ہمیشہ کے لئے بہت بڑی نیک نامی کا مستحق ہوا۔اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ یہ ہشام نصلہ بن ہاشم بن عبدمناف کے ماں زاد بھائی کا بیٹا تھا۔یعنی ہشام کا باپ عمرو اور نصلہ بن ہاشم دونوں ایک ماں سے تھے اس سبب سے اس کو بنی ہاشم سے بہت محبت تھی اور اپنی قوم میں ہشام بہت بڑی عزت رکھتا تھا۔بنی ہاشم کے مقاطعہ کے دوران میں اس نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ رات کے وقت اونٹ پر گیہوں بار کر کے بنی ہاشم کو پہنچا دیا کرتا تھا اور بنی ہاشم اونٹ پر سے گیہوں اتار کر اونٹ واپس کر دیتے تھے پھر اس پر لاد کر پہنچا دیتا۔غرضیکہ اسی طریقہ سے ان کا گذارہ ہوتا تھا۔

ایک روز یہ ہشام زہیر بن ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس گیا اور اس زہیر کی ماں عاتکہ بنت عبدالمطلب تھی ہشام نے اس سے کہا کہ اے زہیر کیا تو اس بات سے خوش ہے کہ تُو تو ہر قسم کے کھانے کھائے اور کپڑے پہنے اور عورتوں سے شادیاں کرے اور تیرے ماموں بنی مطلب کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کرسکیں اور شادی بیاہ بھی ان سے نہ ہو۔میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر وہ ابوالحکم یعنی ابوجہل کے ماموں ہوتے اور ہم اس سے کہتے کہ تو اپنے ماموؤں کو اس طرح ترک کردے تو ہرگز ترک نہ کرتا۔زہیر نے کہا پھر میں کیا کرسکتا ہوں میں ایک تن تنہا شخص ہوں کوئی دوسرا میرے ساتھ ہو تو کچھ کروں۔ہشام نے کہا میں تیرے ساتھ ہوں۔زہیر نے کہا تو پھر کسی تیسرے کو بھی تلاش کرو۔ہشام نے کہا میں جاتا ہوں۔پس ہشام زہیر کے پاس سے مطعم بن عدی کے پاس آیا اور کہا کہ اے مطعم کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ بنی عبدمناف کے دو قبیلے ہلاک ہو جائیں اور تو اُن کی ہلاکی میں قریش کا ساتھ دے۔قسم ہے خدا کی اگر قریش

---

[1] بعض نسخوں میں یہ نام خبیب بن نضر ہے۔(محمد اسمٰعیل)

سے تم ایسی بات چاہتے تو ہرگز تمہارے شریک نہ ہوتے اور اگر ہوتے بھی تو فوراً اُس عہد کو توڑ دیتے۔ مطعم نے کہا پھر میں کیا کروں میں ایک اکیلا شخص ہوں ہشام نے کہا دوسرا بھی تیرے پاس موجود ہے۔ مطعم نے کہا کون ہے۔ ہشام نے کہا میں ہوں اور کون ہے۔ مطعم نے کہا پھر تیسرے کو بھی تلاش کرو۔ ہشام نے کہا وہ بھی موجود ہے۔ مطعم نے کہا وہ کون ہے۔ ہشام نے کہا زہیر بن ابی اُمیہ ہے۔ مطعم نے کہا تو پھر چوتھے کو بھی تلاش کرو تا کہ کام پختہ ہو جائے۔ ہشام نے کہا جاتا ہوں پھر ہشام وہاں سے ابوالبختر ی ابن ہشام کے پاس آیا اور اس سے بھی وہی گفتگو کی جو مطعم بن عدی سے کی تھی۔ ابوالبختر ی نے بھی یہی کہا کہ اور کون ہمارا شریک ہے؟ ہشام نے سب کے نام بتائے۔ ابوالبختر ی نے کہا پھر ایک پانچواں شخص بھی تلاش کرو۔ ہشام نے کہا جاتا ہوں اور وہاں سے زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد کے پاس آیا اور وہی ذکر کیا زمعہ نے بھی وہی جواب دیئے۔ ہشام نے چاروں شخصوں کے اتفاق کا ذکر کیا زمعہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوا اور پھر ان پانچوں نے رات کو جمع ہو کر پختہ عہد کیا کہ ہم ضرور اس عہد نامہ کو کل چاک کر دیں گے۔ زہیر نے کہا کل صبح کو سب سے پہلے میں گفتگو شروع کروں گا تم میری ہاں میں ہاں ملانا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی اور قریش خانہ کعبہ میں آ کر اپنی اپنی جگہ بیٹھے تو زہیر بھی ایک حُلہ پہن آیا۔ اور سب یارانِ جلسہ بھی اس کے شریک تھے۔ آتے ہی اس نے پہلے خانہ کعبہ کے سات طواف کئے بعد ازاں کہا کہ اے گروہِ قریش بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم لوگ تو سب کھاتے پیتے اور پہنتے ہیں مگر بنی ہاشم ہلاک ہوئے جاتے ہیں نہ ان سے کوئی خریدتا ہے نہ ان کے ہاں فروخت کرتا ہے۔ قسم خدا کی میں ہرگز بیٹھوں گا جب تک کہ یہ ظلم اور قطع رحمی کا عہد نامہ پارہ پارہ نہ ہوگا۔ ابوجہل جو کعبہ کے ایک گوشہ میں بیٹھا تھا بولا تو جھوٹا ہے یہ عہد نامہ ہرگز شکست نہ ہو گا۔ زمعہ بن اسود نے ابوجہل سے کہا۔ قسم ہے خدا کی تو نہایت نالائق اور از حد جھوٹا ہے جب تُو نے یہ ظلم نامہ لکھا ہے ہم جب ہی اس کے لکھنے سے راضی نہ تھے۔ ابوالبختر ی نے کہا زمعہ کا قول درست ہے ہم بھی اس ظلم نامہ سے خوش نہیں۔ بے شک اور بے تامل اس کو پارہ کرو مطعم بن عدی نے بھی کہا کہ تم دونوں سچ کہتے ہو اور یہ ابوالحکم مجھ کو مارتا ہے ہم خدا کے حضور میں ایسے ظلم سے توبہ کرتے ہیں جس کے واسطے یہ عہد نامہ لکھا گیا ہے۔ جب ابوجہل پر چاروں طرف سے لتاڑ پڑی تو کہنے لگا معلوم ہوا ہے کہ اس کام کے واسطے پہلے ہی کسی اور جگہ مشورہ ہو گیا ہے۔ اور حضرت ابو طالب بھی اس وقت کعبہ کے ایک گوشہ میں تشریف رکھتے تھے اور یہ تماشا دیکھ رہے تھے پھر مطعم بن عدی کھڑا ہوا تا کہ عہد نامہ کو پارہ پارہ کرے۔ چنانچہ جب کعبہ کے اندر اس کو لینے گیا تو دیکھا کہ اس کو دیمک کھا گئی ہے اور صرف خدا کا نام جو اس کی پیشانی پر تھا باقی رہ گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ منصور بن عکرمہ جو اس عہد نامہ کا کاتب تھا۔ اس کا ہاتھ بھی شل ہو گیا

تھا۔

عہد نامہ کے ٹوٹنے کے متعلق ایک دوسری روایت

اس واقعہ کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے فرمایا کہ اے چچا قریش نے جو عہد نامہ لکھا تھا خدا تعالیٰ نے اس پر زمین کو مسلط کیا اور زمین اس کو کھا گئی صرف خدا کا نام باقی چھوڑا ہے۔ ابو طالب نے کہا کیا تمہارے خدا نے تم کو اس بات کی خبر دی ہے۔ فرمایا ہاں۔ پس ابو طالب یہ سن کر قریش کے پاس آئے اور کہا اے گروہِ قریش میرے بھتیجے نے ایسا ایسا کہا ہے پس تم اپنے عہد کو دیکھو اگر واقعی اس کی یہی صورت ہو تو لازم ہے کہ تم اپنے ظلم وستم سے جو ہم پر تم نے کر رکھا ہے باز آ جانا اور اگر بھتیجے کا کہنا غلط ہوا تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالہ کر دوں گا۔ قریش اس بات پر راضی ہو گئے۔ پھر جب عہد نامہ کو دیکھا تو اس کو حضور کے فرمان کے مطابق مٹی کھا گئی تھی صرف خدا کا نام باقی تھا۔ قریش کو اس کے ملاحظہ سے اور زیادہ عداوت ہوئی۔ اور اس وقت اُن پانچوں شخصوں نے جس طرح کہ مذکور ہوا اس عہد نامہ کو پھاڑ دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب یہ عہد نامہ ٹوٹ گیا اور سب کارروائی ظلم کی باطل ہو گئی تو ابو طالب نے ایک قصیدہ کہا۔ جس میں ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اس عہد نامہ کو توڑنے میں پیش پیش تھے (اصلی عربی کتاب میں یہ قصیدہ پورا پورا موجود ہے مگر ہم نے یہاں اختصار کے لحاظ سے اُسے قلمزن کر دیا ہے) (محمد اسمٰعیل)

مطعم بن عدی اور آنحضرتؐ

جب معاہدہ پھاڑنے والوں میں سے ایک شخص مطعم بن عدی کا انتقال ہوا تو حسان بن ثابت نے ان کا مرثیہ کہا جس میں ان کی شرافت اور بزرگی اور سرداری اور ظلم نامہ کے شکستہ کرنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دینے کا ذکر کیا ہے جس کا واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضورؐ مکہ سے طائف تشریف لے گئے ہیں اور وہاں لوگوں کو دعوت اسلام کی اور اُن لوگوں نے حضورؐ کے فرمان کو قبول نہ کیا بلکہ گستاخی اور بے ادبی سے پیش آئے تب حضورؐ وہاں سے مکہ تشریف لائے اور غارِ حرا میں ٹھہرے پھر اخنس بن شریق کے پاس آپ نے کہلا بھیجا اور پناہ کی درخواست کی۔ اس نے جواب دیا کہ میں حلیف ہوں۔ اور حلیف پناہ نہیں دے سکتا پھر آپ نے سہیل بن عمرو کو کہلا کر بھیجا۔ اس نے کہا کہ بنی عامر بنی کعب کے مقابلہ پر کبھی پناہ نہیں دیا کرتے۔ پھر آپ نے مطعم بن عدی کو کہلا کر بھیجا۔ اس نے قبول کیا اور مطعم اور اُس کے گھر کے سب لوگ

ہتھیار باندھ کر کعبہ میں آئے اور حضور کے پاس آدمی بھیجا کہ آپ تشریف لے آیئے۔ چنانچہ حضورؐ کعبہ میں تشریف لائے اور طواف کر کے آپ نے نماز پڑھی پھر اپنے مکان میں تشریف لے آئے۔

طفیل بن عمرو دوسی کا مسلمان ہونا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی قوم سے ایسی تکلیفیں اٹھانے کے ان کو نصیحت کرنے سے باز نہ آتے تھے۔ اور ان کی نجات کے خواستگار تھے۔ قریش کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ ہر اس شخص کو جو کہ مکہ میں آیا حضورؐ کی طرف سے اس قدر بہکاتے تھے کہ وہ حضورؐ کے پاس نہ آتا اور نہ آپ کا کلام سنتا۔ چنانچہ ایک شخص طفیل بن عمرو دوسی نام اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں کہ جب میں مکہ میں آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں تشریف رکھتے تھے تو قریش کے بہت سے لوگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے اے طفیل تم ہمارے شہر میں آئے ہو۔ اور یہاں حال میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جس نے ہم کو پریشان کر دیا ہے۔ ہماری جماعت متفرق کر دی ہے۔ اس کی باتیں مثل جادو کے ہیں جن کے ذریعے یہ شخص باپ بیٹے، بہن بھائی اور میاں بیوی میں تفرقہ ڈال دیتا ہے۔ ہم کو تمہاری اور تمہاری قوم کی نسبت اندیشہ ہے کہ کہیں تم میں تفرقہ نہ ڈال دے اس سبب سے تم کو فہمائش کرتے ہیں کہ تم اس کی باتیں نہ سننا ورنہ اس کے جال میں پھنس جاؤ گے۔ طفیل کہتے ہیں اُن لوگوں نے مجھ کو اس قدر حضورؐ سے ڈرایا کہ میں نے اپنے کانوں میں روئی رکھ لی۔ اس خوف سے کہ شاید کہیں حضور مل جائیں۔ تو میں آپ کی کوئی بات نہ سنوں۔ پھر صبح کو میں مسجد الحرام میں آیا تو حضور کو میں نے کعبہ کے قریب نماز میں مشغول دیکھا۔ پس میں بھی آپ کے قریب کھڑا ہو کر سننے لگا تو میں نے ایسا اچھا کلام سنا۔ جس سے روح کو تر و تازگی ہوتی تھی اور خود بخود قلب کو اپنی طرف کشش کرتا تھا۔ پس اُس کے سنتے ہی میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں بھی ایک صاحبِ عقل و تمیز اور شاعر ہوں۔ اچھی بُری مجھ پر چھپی نہیں رہتی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ میں بخوبی ان شخص کا کلام نہ سنوں۔ اگر واقعی اِن شخص کا کلام بہتر اور عمدہ ہوگا۔ میں اس کو قبول کروں گا۔ ورنہ اپنا راستہ لوں گا۔ یہ سمجھ کر میں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ جب حضورؐ نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر جانے لگے تو میں بھی حضور کے ساتھ آیا اور میں نے کہا اے محمدؐ آپ کی قوم نے مجھ سے ایسا ایسا کہا تھا اور یہاں تک مجھ کو خوفزدہ کیا تھا کہ میں نے تمہارے کلام سننے کے ڈر سے اپنے کانوں میں روئی رکھ لی تھی۔ پھر خدا نے مجھ کو تمہارا کلام سنوا دیا۔ چنانچہ جب میں نے اس کو سنا تو مجھ کو بہت خوب معلوم ہوا۔ اور میری روح کو قوت اور فرحت نصیب ہوئی۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنے احکام کچھ مجھ کو سنائیں۔ پس حضورؐ نے احکام اسلام میرے سامنے پیش کئے اور قرآن شریف بھی مجھ کر پڑھ کر سنایا۔ اس

سے بہتر کلام مَیں نے کبھی نہیں سنا تھا۔ اور نہ اس سے زیادہ عدل وانصاف کی بات کبھی معلوم ہوئی تھی پس میں (نے) اسلام قبول کیا اور حق کی گواہی دی۔ پھر عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں اپنی قوم میں سردار ہوں اور میری لوگ اطاعت کرتے ہیں میں ان کے پاس جاتا ہوں اور ان کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں آپ خدا سے دعا فرمایئے کہ خدا میرے واسطے ایک نشانی کر دے جو میری دعوت کی مددگار رہو۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو ایک نشانی عنایت فرما۔

طفیل بن عمرو کے ذریعے قبیلہ دوس میں اسلام کی اشاعت

طفیل کہتے ہیں۔ پھر میں حضور سے رخصت ہو کر اپنی قوم کی طرف چلا یہاں تک کہ جب اس پہاڑ پر پہنچا جس سے اتر کر ہمارا شہر تھا اور اس پہاڑ پر سے دکھائی دیتا تھا تو میں نے دیکھا کہ میری پیشانی پر ایسا نور قدرتی پیدا ہوا کہ پیشانی مثل چراغ کے روشن ہوگئی مگر اس نور کے ہونے سے مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں میری قوم کے جاہل یہ نہ سمجھیں کہ اُن کا دین چھوڑنے کے سبب سے میں اس بیماری میں مبتلا ہوا ہوں۔ یہ خیال کرتے ہی وہ روشنی میرے تازیانہ کے سر میں منتقل ہوگئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ گویا تازیانہ میں قندیل معلق ہے۔ کہتے ہیں جب میں اسی صورت سے اپنی قوم میں پہنچا تو وہ رات کا وقت تھا صبح ہونے کے بعد میرا باپ جو ایک بوڑھا آدمی تھا میرے پاس آیا میں نے کہا والد صاحب آپ کا اب مجھ سے کچھ تعلق نہیں ہے نہ تم میرے ہو نہ میں تمہارا ہوں۔ والد نے کہا کیوں اے فرزند کیا ہوا۔ میں نے کہا میں حضرت محمدؐ کے دین میں داخل ہوگیا ہوں۔ والد نے کہا اے فرزند پس میں بھی تمہارا دین اختیار کرتا ہوں۔ پس میں نے کہا غسل کرلو اور کپڑے پاک کرلو۔ چنانچہ میرے والد نے غسل کیا اور کپڑے پاک کئے پھر میں نے ان کو اسلام کی تلقین کی پھر میری بیوی میرے پاس آئی۔ میں نے کہا تمہارا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ تم کو مجھ سے کچھ واسطہ نہ مجھ کو تم سے کچھ واسطہ۔ اس نے کہا کیوں کیا ہوا۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ میں نے کہا اسلام نے میرے تیرے درمیان میں جدائی کر دی ہے اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہوگیا ہوں۔ اس نے کہا بس تو میں بھی تمہارا دین اختیار کرتی ہوں۔ میں نے کہا پہلے تُو جا کر غسل کر اور ذی الشریٰ کی ناپاکی دور کر (یہ قبیلۂ دوس کے بت کا نام ہے) میری بیوی نے کہا کہ ایسا نہ ہو ذی الشریٰ بچوں کو کچھ تکلیف پہنچائے میں نے کہا اس میں کیا قدرت ہے کہ کچھ کر سکے۔ میں اس کا ضامن ہوں۔ غرضیکہ میں نے بیوی کو بھی مسلمان کیا پھر اپنے قبیلۂ دوس کو اسلام کی دعوت کی۔ انہوں نے قبول اسلام میں تامل کیا۔ میں مکہ میں حضور کے پاس آیا اور

عرض کیا کہ دعا فرمائیے تا کہ دوس جلد اسلام قبول کرے۔ آپ نے دعا فرمائی اور مجھ سے ارشاد کیا کہ اپنی قوم میں جاؤ اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ طفیل کہتے ہیں میں اپنی قوم میں آ کر ان کی ہدایت میں مشغول ہوا۔ یہاں تک کہ حضورؐ نے مدینہ میں ہجرت فرمائی اور بدر اور خندق اور اُحد کی لڑائیاں بھی ہو چکیں۔ میں ان میں شریک نہ ہوا پھر جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس وقت جنگ خیبر پر تشریف لے گئے تھے اور میرے ساتھ ستّر یا اسّی گھر میری قوم کے نومسلموں کے تھے جو میرے ہی ہاتھ پر اسلام لائے تھے۔ حضورؐ نے ہم سب کو مالِ غنیمت میں سے حصہ دیا اور پھر میں حضورؐ ہی کی خدمت میں رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو فتح فرمایا۔ طفیل کہتے ہیں میں نے حضور سے عرض کیا کہ حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں ذی الکفین جو بنی عمرو بن حممہ کا بت ہے اس کو جلا دوں۔ حضورؐ نے اجازت دی اور میں نے اس کو جلا کر راکھ بنا دیا۔

طفیل کا ایک عجیب خواب اور اس کی تعبیر

اس کے بعد طفیل حضورؐ کی خدمت ہی میں رہے یہاں تک کہ حضور کی وفات ہوئی اور کچھ عرب مرتد ہو گئے تب بھی لشکر اسلام کے ساتھ ان کے جہاد کو گئے اور طلیحہ اور نجد کی جنگ سے فارغ ہو کر یمامہ کی جنگ پر گئے۔ وہاں انہوں نے ایک خواب دیکھا اور ان کا بیٹا عمرو بھی ان کے ساتھ تھا اُس خواب کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں سے انہوں نے ذکر کیا کہ اس خواب کی تعبیر دو میں نے دیکھا ہے کہ گویا میرا سر منڈ گیا اور میرے منہ سے ایک پرندہ نکل کر اُڑ گیا۔ پھر ایک عورت نے مجھ کو اپنی فرج میں داخل کر لیا اور میرے بیٹے نے مجھ کو بہت تلاش کیا اور بہت دیر کے بعد مجھ سے ملا۔ ساتھیوں نے کہا بہت اچھا خواب ہے۔ اللہ بہتر کرے گا۔ انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی میں نے اس کی تعبیر سمجھ لی ہے اور وہ یہ ہے کہ سر کو جو مَیں نے منڈا ہوا دیکھا اس کے معنے سر قلم ہونا ہے اور منہ سے پرندہ کا نکلنا روح کا پرواز کرنا ہے اور عورت کی فرج قبر ہے اور میرے بیٹے کے تلاش کرنے سے یہ مطلب ہے کہ یہ بھی زخمی ہوگا۔ راوی کہتا ہے۔ پس طفیل دوسی رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کے فرزند سعادت مند حضرت عمرو بھی سخت زخمی ہوئے۔ مگر تندرست ہو کر حضرت عمر کے زمانۂ خلافت میں جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔

اعشیٰ بن قیس کا واقعہ

روایت ہے کہ ایک شخص اعشیٰ بن قیس بن ثعلبہ بن عُکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل اپنے شہر سے

حضورؐ پر اسلام لانے کے ارادہ سے چلا اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اُس نے قصیدہ کہا۔ پس جب یہ مکہ کے قریب پہنچا۔ بعض مشرکین اس کو ملے اور انہوں نے اِس سے دریافت کیا کہ کیوں کر آئے ہو۔ اُس نے بیان کیا کہ حضور پر ایمان لانے آیا ہوں۔ مشرکین نے اس سے کہا اے ابوبصیر محمدؐ زنا کو حرام کہتے ہیں۔ عشیٰ نے کہا مجھے زنا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا محمدؐ شراب کو حرام کہتے ہیں۔ عشیٰ نے کہا ہاں اس کا تو میں بہت عادی ہوں مگر خیر۔ اب میں واپس چلا جاتا ہوں۔ سال بھر خوب شراب پی کر سیر ہو جاؤں گا تو آئندہ سال آ کر مسلمان ہوں گا۔ پھر اسی سال میں اعشیٰ کا انتقال ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ آ سکا۔

ابوجہل کی سخت ذلت ہم چشموں میں

ابوجہل[1] ملعون و مردود کو ہمیشہ خدا کی طرف سے ذلتیں نصیب ہوتی رہیں مگر وہ بے غیرت اور بے حیا پوری مستعدی سے حضورؐ کی عداوت پر قائم رہا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک سوداگر اونٹوں کا گلہ لے کر مکہ میں فروخت کے واسطے آیا۔ ابوجہل لعین نے بھی اس سے چند اونٹ خریدے اور قیمت نہ دی جب وہ سوداگر عاجز ہوا اور کسی طرح قیمت اس خبیث سے اس کو وصول نہ ہوئی تب وہ لاچار ہو کر مسجد میں آیا اور قریش کی محفل میں آ کر کہنے لگا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو ابوالحکم سے مجھ کو دام دلوا دے یا اپنے پاس سے مجھ کو دیدے اور پھر ابوالحکم سے وصول کر لے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت ایک گوشہ میں تشریف رکھتے تھے۔ قریش نے اس سوداگر سے کہا دیکھو وہ شخص جو مسجد کے گوشے میں بیٹھے ہیں ان سے جا کر کہو وہ تمہارے دام ابوالحکم سے دلوا دیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا کیونکہ یہ لوگ ابوجہل کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت اور دشمنی سے واقف تھے اور اس بات سے ان کو ایک مضحکہ منظور تھا وہ شخص مسافر اور ناواقف تھا۔ حضور کے پاس آ کر کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا ابوالحکم نے میرے دام دبا رکھے ہیں اور میں مسافر غریب آدمی ہوں۔ ان لوگوں سے میں نے کہا کہ کوئی میرے دام دلوا دے انہوں نے تم کو بتلایا ہے۔ اب تم میرے دام اُس سے دلوا دو خدا تم پر رحمت کرے۔ حضورؐ نے اس سوداگر سے فرمایا کہ میرے ساتھ چل میں تیرے دام دلوا دیتا ہوں۔ وہ سوداگر آپ کے ساتھ ہوا آپ وہاں سے ابوجہل کے گھر پر تشریف لائے۔ قریش نے بھی ایک آدمی آپ کے پیچھے روانہ کیا اور کہہ دیا کہ دیکھ یہ کیا کرتے ہیں۔

---

[1] ابوجہل کی کنیت ابوالحکم تھی مسلمانوں نے اُسے آنحضرتؐ کی مخالفت کے سبب ابوجہل کہنا شروع کر دیا۔ اور آج یہ اُسی نام سے مشہور ہے۔ (اسمٰعیل)

چنانچہ حضورؐ نے ابوجہل کو دستک دی اس نے کہا کون ہے۔ فرمایا میں ہوں محمدؐ۔ باہر آ۔ ابوجہل فوراً باہر آیا۔ حضورؐ نے فرمایا اس سوداگر کے دام دے دے اور ابوجہل کا چہرہ خوف کے مارے زرد ہو رہا تھا اور تھر تھر بدن کانپتا تھا۔ عرض کرنے لگا آپ ٹھہریئے میں ابھی اس کے دام لاتا ہوں اور جھٹ پٹ اُسی وقت گھر میں سے دام لا کر اُس سوداگر کے حوالے کئے وہ شخص جو قریش کی طرف سے حضورؐ کے ساتھ آیا تھا یہ واقعہ دیکھ کر واپس گیا اور وہ سوداگر بھی اس مجلس میں آیا اور حضور کو دعائیں دینے لگا کہ میرے دام دلوا دیئے۔ جب وہ شخص آیا تو اہلِ مجلس نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ دیکھ کر آیا ہے۔ اس نے کہا کیا کہوں بڑے تعجب کی بات دیکھی ہے۔ جس وقت محمدؐ نے ابوالحکم کے دروازے پر دستک دی فوراً ابوالحکم باہر نکل آیا ذرہ برابر دیر نہ کی۔ اور اس کی صورت پر مارے خوف کے مردنی چھائی تھی محمدؐ نے فرمایا کہ اِس کے دام دیدے۔ اُس نے عرض کیا میں ابھی دیتا ہوں۔ آپ ٹھہرے رہے۔ چنانچہ فوراً ہی دام لا کر اس کے حوالے کئے۔ اتنے میں ابوجہل بھی اس مجلس میں آیا۔ اہل مجلس نے کہا خرابی ہو تجھ کو ایسی نامرادی اور حماقت کا کام جیسا کہ تو نے آج کیا ہے ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ محمدؐ کے آواز دیتے ہی تیرا پاخانہ خطا ہو گیا۔ ابوجہل نے کہا میں مجبور تھا۔ میری اس میں کوئی خطا نہیں ہے۔ جس وقت میرے کان میں محمدؐ کی آواز آئی۔ اُس کا رعب اس قدر مجھ پر غالب ہوا کہ میں فوراً باہر نکل آیا اور میں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک نہایت فیل قامت مست اونٹ منہ پھاڑ پھاڑ کر میری طرف گھورتا ہے۔ اگر میں اُس وقت محمدؐ کی بات نہ مانتا تو یقین ہے کہ وہ اونٹ میرا ایک ہی لقمہ کر جاتا۔

رُکانہ کی گفتگو آنحضرتؐ سے

ابن اسحاق اپنے والد اسحاق بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ قریش میں ایک شخص رکانہ بن عبد بن یزید بن ہاشم بن مطلب بن عبد مناف حضور سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ ایک روز مکہ کے کسی پہاڑ پر تنہائی میں اس کی حضورؐ سے ملاقات ہوئی۔ حضورؐ نے اس سے فرمایا تو خدا سے خوف کر کے میری دعوت کیوں نہیں قبول کرتا۔ اس نے کہا اگر مجھ کو تحقیق ہو جائے کہ تم جو کچھ کہتے ہو وہ حق ہے تو میں تمہاری دعوت قبول کرلوں گا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اگر میں تجھ کو مرض صرع میں گرفتار کر دوں تب بھی تجھ کو یقین ہو یا نہیں۔ اس نے کہا مجھ کو کیونکر مرض صرع میں گرفتار کرو گے میں بھی دیکھوں۔ آپ نے فرمایا کھڑا ہو وہ کھڑا ہوا۔ آپ نے اس پر ہاتھ کا اشارہ کیا وہ فوراً گر پڑا اور بدن اُس کا بے قابو ہو گیا۔ پھر آپ نے اس کو تندرست کر دیا۔ اس نے کہا ایک دفعہ پھر مجھ کو دکھاؤ آپ نے دوبارہ اس کو مصروع کیا اور پھر تندرست کر دیا۔ رکانہ کہنے لگا اے محمدؐ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تُو نے مجھ کو صرع میں مبتلا کر دیا۔ آپ نے فرمایا اگر تو کہے تو اس سے زیادہ تعجب کی بات

تجھ کو دکھاؤں۔اس نے کہاہاں دکھاؤ۔آپ نے فرمایا دیکھ وہ جو درخت دور کھڑا ہے وہ تیرے پاس آ جائے گا۔پھر آپ نے اس درخت کو بلایا۔فوراً وہ درخت آپ کے پاس آ گیا پھر آپ نے اس کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر چلا جا۔وہ فوراً اُسی جگہ چلا گیا جہاں پہلے قائم تھا۔رکانہ یہ دیکھ کر اپنی قوم کے پاس گیا اور کہا عبد مناف محمدؐ کے مقابلہ کے واسطے جادوگر دنیا میں تلاش کرو۔قسم ہے خدا کی میں نے ایسا جادو کبھی نہیں دیکھا۔پھر سارا قصہ بیان کیا جو کچھ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تھا۔[1]

بیس عیسائیوں حضورؐ کی بیعت کرنا

پھر حضورؐ کی خدمت بیس کے قریب نصاریٰ ملک حبش سے آئے اور آپ کی نبوت کی خبر سن کر محض آپ سے ملاقات کیلئے جس وقت یہ آئے ہیں حضورؐ اس وقت مسجد الحرام میں تشریف رکھتے تھے۔حضورؐ سے انہوں نے چند سوالات کئے اور قریش اپنی اپنی جگہ سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے۔جب یہ نصاریٰ سوالات سے فارغ ہوئے تو حضورؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی ان کو قرآن کریم کی بعض آیات پڑھ کر سنائیں جنہیں سن کر یہ لوگ رونے لگے اور حضورؐ کی دعوت کو قبول کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور حضور کو انہوں نے ان اوصاف کے مطابق پہچان لیا جو ان کی کتاب میں مذکور تھے پھر جب وہ مسلمان ہو کر واپس جانے لگے تو ابوجہل اور قریش کے چند لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے۔خدا تمہیں نامراد کرے تم بڑے بیوقوف اور احمق ہو تمہاری قوم نے تم کو اس شخص کی خبر دریافت کرنے بھیجا تھا۔تم نے اس کا دین اختیار کر لیا اور اس کی تصدیق کی۔تم سے زیادہ نالائق ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔انہوں نے کہا **سَلَامٌ عَلَیْکُمْ** ہم تم سے جہالت نہیں کرتے ہمارے واسطے ہمارے کام ہیں اور تمہارے واسطے تمہارے کام ہیں۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ نصاریٰ قصبہ نجران کے تھے **وَاللّٰہُ اَعْلَمُ** کونسی روایت درست ہے۔

غلاموں کے اسلام پر قریش کا مضحکہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں تشریف رکھتے اور آپ کے غریب اصحاب مثل خباب اور عمار

---

[1] اصل عربی کے ایک دوسرے اڈیشن میں رکانہ کو مرض صرع میں مبتلا کرنے کی بجائے یہ الفاظ ہیں کہ آنحضور نے اس سے دو مرتبہ کشتی لڑی اور دونوں مرتبہ اسے پچھاڑ دیا۔درخت کے آنے کا قصہ محض افسانہ طرازی ہے جس میں کچھ حقیقت نہیں اور اسی ضعیف اور نا قابل قبول روایت کو لے کر یورپین مورخین نے آنخضرتؐ کا مذاق اڑایا ہے۔خدا ہمارے مورخین پر رحم کرے جنہوں نے اپنی عربی کتابوں میں ایسا مواد جمع کر کے لوگوں کو اعتراضات کا موقع دیا۔(اسماعیل)

اور ابوفکیہہ یسار صفوان بن امیہ کے آزاد غلام اور صہیب وغیرہ حاضر خدمتِ اقدس ہوتے قریش مضحکہ اڑاتے اور کہتے اگر محمدؐ حق پر ہوتے تو پہلے ہم لوگ ان کا اتباع کرتے کیا اِن بیوقوف مفلسوں پر خدا نے ہم کو چھوڑ کر احسان کیا ہے کہ اِن کو ہدایت کی اور ہم کو نہ کی۔

قریش کا الزام کہ محمدؐ کو ایک نصرانی غلام سکھاتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر مقام مروہ میں ابن حضرمی کے غلام جبر کی دکان کے پاس تشریف رکھا کرتے تھے اور یہ غلام نصرانی تھا۔ قریش کہنے لگے قسم ہے خدا کی اس میں کچھ بھید ہے کہ محمد ابن حضرمی کے غلام جبر نصرانی کے پاس اس قدر کیوں بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ. لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ یعنی کفار کہتے ہیں کہ محمد کو کوئی انسان سکھاتا ہے (مگر یہ نہیں دیکھتے کہ) جس شخص کی طرف یہ (محمد کی تعلیم کو) منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور قرآن اعلیٰ درجہ کی عربی میں ہے۔[1]

آنحضورؐ پر ابتر کا الزام

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ عاص بن وائل سہمی جب حضورؐ کا کہیں ذکر ہوتا تو کہتا کہ اس کا ذکر چھوڑ دو وہ شخص ابتر ہے جب مر جائے گا کوئی نام بھی اس کا نہ لے گا اور تم آرام سے ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورۃ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ نازل فرمائی۔

لفظ کوثر کی تشریح حضور کی زبان سے

انس بن مالک سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور آپ سے ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ رسول اللہ کوثر جو آپ کو عنایت ہوا ہے وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا وہ ایک نہر ہے اتنی

---

[1] قریش اعتراض کرتے تھے کہ محمد کو ایک نصرانی غلام جو عجمی ہے عربی آیات سکھاتا ہے اور یہ اسے سیکھ کر اس طرح پیش کرتے ہیں گویا یہ آیات خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ قرآن کریم نے اس کا جواب دیا ہے کہ جس آدمی کے متعلق کفار یہ الزام لگاتے ہیں وہ تو بہت موٹی عقل کا آدمی ہے اور اعلیٰ درجہ کے معارف بیان ہی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ قرآن نہایت واضح اور روشن نکات اور معارف سے پُر ہے۔ پس یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک بیوقوف اور جاہل غلام ایسی اعلیٰ تعلیم دے سکے۔ آجکل کے یورپین مصنفین بھی بڑے شد و مد سے یہی اعتراضات دہراتے۔ اس اعتراض کے مدلل، مفصّل اور تحقیقی جواب کیلئے دیکھئے تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 737۔

بڑی جیسے شہر صفاء سے شہر ایلہ اس کے ظروف جن سے اُس کا پانی پیا جائے گا ایسے ہیں جیسے آسمان کے ستارے اور اس نہر پر ایسے پرندے آویں گے جن کی گردنیں اونٹ کی گردنوں کے برابر ہوں گی۔ عمر بن خطاب نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ جانور تو بڑی لذت حاصل کرتے ہوں گے۔ فرمایا اُن کے نوش کرنے والے ان سے زیادہ لذت حاصل کریں گے۔

کفار قریش کا مطالبہ آنحضرتؐ سے اور اس کا جواب

اسی سلسلہ میں یہ بھی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جو شخص اس نہر کا پانی پئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت کوشش کے ساتھ اپنی قوم کو تبلیغ اسلام کی جس کے جواب میں زمعہ بن اسود اور نضر بن حرث اور اسود بن عبد یغوث اور اُبی بن خلف اور عاص بن وائل نے کہا اے محمد اگر تمہارے ساتھ ایک فرشتہ آجائے اور کلام کرے اور دکھائی دے تب ہم تم پر ایمان لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔

وَ قَالُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ. وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ. یعنی کفار نے کہا کہ رسول پر فرشتہ کیوں نازل نہیں ہوتا اور اگر ہم ان کے حسب فرمائش فرشتہ کو نازل کرتے تو پھر فیصلہ ہی ہو جاتا۔ اور پھر اُن کو ذرا سی بھی مہلت نہ ملتی اور اگر ہم فرشتہ کو بھی نازل کرتے تب بھی ان کو انسان ہی کی صورت میں ظاہر کرتے اور جس شُبہ میں یہ ہیں اسی میں ان کو رکھتے۔

آنحضرتؐ سے کفار کا مضحکہ

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے۔ پس ولید بن مغیرہ اور اُمیہ بن خلف اور ابو جہل بن ہشام نے آپ کے ساتھ مضحکہ کیا اور ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ حضورؐ کو اس بات سے غصہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی۔ **وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ** یعنی اے رسول جیسا کہ یہ لوگ تمہارے ساتھ مضحکہ کرتے ہیں تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی مضحکہ کیا گیا ہے پس جو لوگ مضحکہ کرتے تھے اس مضحکہ کے وبال نے انہی کو گھیر لیا۔

اسراء اور معراج کی کیفیت اور اس کے متعلق مختلف روایات

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کا نام بیت المقدس ہے اور جو شہر ایلیا میں

ہے معراج ہوئی اور اس وقت مکہ اور قریش کے کل قبائل میں اسلام پھیل چکا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ معراج کا واقعہ مجھ کو ان لوگوں سے پہنچا ہے عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید خدری اور اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ام ہانی بنت ابوطالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور حسن بن ابی الحسن اور ابن شہاب زہری وغیرہم ان سب راویوں نے معراج کے بعض بعض واقعات ذکر کئے ہیں اور اس ذکر میں خدا کی عجائب اور غرائب قدرت اور سلطنت کی نشانیاں اور اہل عقل کے واسطے بہت بڑی عبرت ہے اور ہدایت اور رحمت اور ثبات ہے اس شخص کے واسطے جو خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اور تصدیق کرتا ہے ہر ایک امر الٰہی کی اور یقین ہے تمام ارشاداتِ خداوندی پر غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو جس طرح اور جس طریقہ سے چاہا معراج کرائی تا کہ اپنی نشانیاں اور عجائبات قدرت دکھلائے۔ پس حضور نے اس کی قدرت اور سلطنت کے جو امور دیکھے وہ دیکھے۔

ابن مسعود کی روایت

ابن مسعود کی روایت مجھ کو اس طرح پہنچی ہے کہ وہ کہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں براق لایا گیا یہ وہ مرکب ہے جس پر حضور سے پہلے انبیاء بھی سوار ہوئے ہیں اور یہ اپنا ہر قدم اس جگہ رکھتا ہے جہاں تک نگاہ جاتی ہے جبرائیل اس پر حضورؐ کو سوار کر کے آسمان و زمین کی درمیانی چیزیں دکھاتے ہوئے بیت المقدس میں لائے یہاں آپ کی حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰ اور عیسیٰ وغیرہم انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور حضورؐ نے ان کو نماز پڑھائی۔ پھر تین برتن آپ کے سامنے پیش ہوئے۔ جن میں سے ایک میں دودھ ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا۔ حضور فرماتے ہیں جس وقت یہ تینوں برتن میرے سامنے آئے ایک اور آواز میرے کان میں آئی کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ پانی کو اختیار کیا تو خود بھی غرق ہوں اور امت بھی غرق ہوگی۔ اور اگر شراب کو اختیار کیا تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور امت بھی گمراہ ہوگی اور اگر دودھ کو اختیار کیا تو خود بھی ہدایت پائیں گے اور امت بھی ہدایت پائے گی۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں نے دودھ کا پیالہ لے کر پی لیا۔ جبرائیل نے مجھ سے کہا آپ نے خود بھی ہدایت پائی اور امت کو بھی ہدایت کی اے محمدؐ۔

حسن بن ابی الحسن کی روایت

حسن کی روایت یہ ہے کہ حضور فرماتے ہیں میں حجر اسود کے پاس سوتا تھا۔ یکا یک جبرائیل نے آ کر مجھ کو

جگایا، میں اُٹھا اور کسی کو نہ دیکھ کر پھر سو رہا جبرائیل نے پھر جگایا میں اٹھا اور پھر لیٹ گیا۔ پھر تیسری دفعہ جبرائیل نے آ کر مجھ کو جگایا اور میرا بازو پکڑ کر کھڑا کیا میں پھر جبرائیل کے ساتھ دروازہ پر آیا وہاں دیکھا کہ ایک مرکب سفید رنگ خچر اور گدھے کے مابین اس کا قد ہے دو پر بھی ہیں کھڑا ہے اور اپنے پَر اس نے پاؤں پر جھکا رکھے ہیں ہر قدم وہ اپنا وہاں رکھتا ہے جہاں اس کی نگاہ پہنچتی ہے۔ جبرائیل اس پر مجھ کو سوار کر کے میرے ہمرکاب ہوئے اور ذرا مجھ سے جدا نہ ہوئے۔

قتادہ اور حسن کی روایت

قتادہ کی روایت اس طرح ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں جس وقت میں نے براق پر سوار ہونے کے واسطے اپنا ہاتھ رکھا۔ براق چمکا۔ جبرائیل نے اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا اے براق تجھ کو شرم نہیں آتی جو تو ایسی حرکت کرتا ہے۔اے براق یہ محمدؐ وہ بزرگ شخص ہیں کہ ان سے پہلے تیرے اوپر ان سے بہتر کوئی خدا کا بندہ سوار نہیں ہوا ہے۔حضورؐ فرماتے ہیں جبرائیل کے یہ کہنے سے براق کو اس قدر حیا دامن گیر ہوئی کہ اس کے تمام جسم سے پسینے بہنے لگا اور میں اس پر سوار ہوا۔ آگے حسن کی روایت میں ہے کہ پھر حضورؐ اور جبرائیل بیت المقدس میں تشریف لائے وہاں حضرت ابراہیم اور موسیٰ وعیسیٰ وغیرہم انبیاء سے ملاقات کر کے ان کو حضورؐ نے نماز پڑھائی۔ پھر دو پیالے آپ کے سامنے پیش ہوئے ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ حضورؐ نے دودھ کا پیالہ لے لیا اور شراب کو نہ لیا۔ جبرائیل نے عرض کیا آپ کو فطرۃ کی ہدایت ہوئی اور اپنی امت کو آپ نے ہدایت کی جو دودھ کو پسند کیا۔ پھر بیت المقدس سے حضورؐ مکہ میں واپس تشریف لائے اور صبح کو قریش سے یہ واقعہ بیان کیا لوگ کہنے لگے واہ واہ یہ تو ظاہر بات ہے کہ قافلہ ایک مہینہ میں مکہ سے شام میں پہنچتا ہے اور ایک مہینہ میں وہاں سے واپس آتا ہے محمدؐ ایک رات میں گئے بھی اور واپس بھی چلے آئے اور بہت سے مسلمان اس واقعہ کو سن کر مرتد ہو گئے اور بہت سے لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس جمع ہوئے اور کہا اے ابوبکرؓ تم نے بھی سنا کہ تمہارے دوست کہہ رہے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس گیا اور وہاں سے نماز پڑھ کر مکہ میں آ بھی گیا۔ ابوبکر نے کہا تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔انہوں نے کہا نہیں۔ دیکھو وہ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے بیان کر رہے ہیں۔ ابوبکر نے کہا اگر واقعی وہ بیان کر رہے ہیں تو وہ سچے ہیں۔تم لوگ اس بات سے تعجب کیوں کرتے ہو قسم ہے خدا کی انہوں نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس آسمان سے زمین پر وحی ایک آنِ واحد میں آ جاتی ہے اور میں نے اس بات کی تصدیق کی ہے اور یہ

بات اس بات سے جس پر تم تعجب کر رہے ہو زیادہ بعید از قیاس نہیں ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا نبی اللہ کیا آپ نے ان لوگوں سے بیان فرمایا ہے کہ آج رات کو آپ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا تو مجھ سے بیان کیجئے کہ اس کی کیا صورت ہے۔ کیونکہ میں اس کو دیکھ آیا ہوں۔ حسن کہتے ہیں حضورؐ فرماتے تھے کہ اس وقت حجاب مجھ پر سے اُٹھ گیا اور بیت المقدس میرے سامنے آ گئی اور حضورؐ نے اس کا بیان کرنا شروع کیا۔ جس بات کو حضورؐ بیان کرتے تھے ابوبکر کہتے تھے قسم ہے خدا کی آپ سچ فرماتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں اسی طرح جس بات کو حضورؐ نے بیان فرمایا۔ ابوبکر نے اسی طرح کہا۔ یہاں تک کہ آپ نے بیان ختم کیا اور فرمایا اے ابوبکر تم صدیق ہو پس اس روز سے ابوبکر کا نام صدیق ہو گیا۔

یہ روایت حسن اور قتادہ کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے اس طرح روایت پہنچی ہے کہ وہ فرماتی ہیں حضور کو جسمانی معراج نہیں ہوئی بلکہ آپ کا جسم تو یہیں موجود تھا صرف روحانی معراج ہوئی ہے۔

حضرت معاویہؓ کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب معاویہ بن ابی سفیان سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی نسبت سوال کرتا تو کہتے کہ ایک خواب صالح خدا کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا تھا۔

جس کے اس قول سے کہ یہ آیت اسی واقعہ کی نسبت نازل ہوئی ہے۔

ان دونوں کا قول رد نہیں ہوسکتا اور نیز اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے قصہ میں فرمایا ہے یَـــا بُنَیَّ اِنِّیَ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیَ اَذْبَحُکَ اے میرے فرزند میں نے خواب میں ایسا دیکھا ہے کہ گویا تم کو ذبح کر رہا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کو وحی بیداری میں بھی ہوتی ہے اور خواب میں بھی ہوتی ہے جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا تَـنَـامُ عَیْـنِـیُ وَلَا یَـنَامُ قَلْبِیُ یعنی میری آنکھ سوتی ہے مگر میرا دل نہیں سوتا۔ پس خدا ہی خوب جانتا ہے کہ معراج بحالت خواب ہوئی یا بحالت بیداری جس طور سے بھی ہوئی حق ہے اور صدق ہے۔

امام زہری کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں زہری نے سعید بن مسیّب سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے اپنے اصحاب سے شب معراج میں حضرت ابراہیم اور موسیٰ وعیسیٰ کے اوصاف بیان کئے چنانچہ فرمایا کہ حضرت ابراہیم سے تمہارے صاحب یعنی اپنی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ زیادہ مشابہ ہیں اور موسیٰ ایک دراز قامت گندم گون شخص ہیں اور گھونگروالے بال ہیں گویا کہ قبیلہ شنوہ کے شخص معلوم ہوتے ہیں اور عیسیٰ سرخ رنگ میانہ قد رکھتے ہیں اور بال ان کے دراز ہیں اور بالوں میں سے پانی کی بوندیں ٹپک رہی ہیں گویا حمام سے آئے ہیں اور تم میں سے مشابہت رکھنے والا شخص عروہ بن مسعود ثقفی ہے۔

آنحضورؐ کا حلیہ حضرت علیؓ کی زبانی

حضرت علیؓ آنحضرت کا حلیہ اس طرح بیان فرماتے تھے کہ حضور کا قد نہ بہت دراز تھا نہ بہت کوتاہ بلکہ درمیانی تھا اور بال آپ کے بہت گھونگریالے تھے نہ بہت سیدھے بلکہ درمیانی تھے رنگ آپ کا سرخ وسفید تھا اور جسم نہ بہت دُبلا تھا نہ بہت موٹا۔ آنکھوں کی پتلیاں سیاہ تھیں پلکوں کے بال کثرت سے تھے۔ دونوں کندھے آپ کے پشت کی طرف سے بھرے ہوئے تھے اور سینہ پر آپ کے بال بہت ہلکے اور مہین تھے۔ پاؤں کے مضبوط تھے۔ رفتار میں سب سے تیز اور آگے رہنے والے تھے۔ جب راستہ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا نشیب میں اُتر رہے ہیں اور جب مُڑتے تو یکبارگی مڑ جاتے اور آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں پشت پر مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے نہایت سخی اور جری اور شجاع اور سچے اور باوفا اور نرم مزاج اور بزرگ جو شخص آپ کو یکا یک دیکھتا آپ کے رُعب میں آجاتا اور جو آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوتا آپ کی محبت میں گرفتار ہو جاتا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد دیکھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اُم ہانی کی روایت معراج کے متعلق

اُم ہانی بنت ابی طالب معراج کا واقعہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ جس شب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہی گھر میں تھے اور عشاء کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سورہے اور ہم بھی سورہے پھر صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جگایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے نماز فجر ادا کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اُم ہانی میں نے تمہارے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تھی پھر میں نے دیکھا کہ میں اس جنگل سے بیت المقدس میں پہنچا اور وہاں میں نے نماز پڑھی

پھر صبح کی نماز اب تمہارے ساتھ اگر ادا کی جیسا کہ تم نے دیکھا۔ اُم ہانی کہتی ہیں پھر حضور کھڑے ہوئے اور میں نے آپ کی چادر کا کنارہ پکڑ کر کھینچا جس سے آپ کا شکم مبارک بھی کھل گیا اور شکمِ مبارک ایسا سپید تھا جیسے کتان کی چادر، میں نے کہا یا نبی اللہ یہ واقعہ آپ لوگوں سے بیان نہ فرمائیے گا ورنہ لوگ آپ کو جھٹلائیں گے اور اذّیت دیں گے۔ فرمایا میں ضرور ان سے یہ واقعہ بیان کروں گا۔ اُم ہانی کہتی ہیں میں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ تو بھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا اور دیکھ کہ یہ لوگوں سے کیا کہتے ہیں اور لوگ ان کو کیا جواب دیتے ہیں۔

اُم ہانی کہتی ہیں جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے باہر تشریف لائے لوگوں سے آپ نے شب کے واقعہ کی خبر بیان کی۔ سب نے تعجب کیا اور کہا اے محمدؐ ہم کو کیونکر یقین آئے۔ ایسی بات ہم نے کبھی نہیں سنی اس کو کوئی نشانی ہم سے بیان کرو۔ فرمایا اس کی نشانی یہ ہے کہ جب میں ملک شام کی طرف براق پر سوار جا رہا تھا تو راستہ میں مجھ کو فلاں میدان میں فلاں قافلہ ملا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا اور وہ اس کو تلاش کر رہے تھے میں نے وہ اونٹ ان کو بتلا دیا اور پھر جب میں ملک شام سے واپس آ رہا تھا تو مقام ضجنان میں پہنچا تو فلاں قافلہ مجھ کو ملا یہ لوگ سوتے تھے اور ایک طرف پانی کا برتن بھر کر انہوں نے ڈھک کر رکھ چھوڑا تھا۔ میں نے اس کو کھول کر پانی پیا اور پھر اُسی طرح سے اس کو ڈھک دیا اور اب وہ قافلہ مقام بیضۃ التنعیم کی طرف آ رہا ہے اور آگے آگے ان کے ایک اونٹ ہے جس پر دو زین پڑے ہوئے ہیں ایک سیاہ اور ایک مٹیالے رنگ کا۔ اُم ہانی کہتی ہیں قریش یہ بیان سُن کر اس قافلہ سے دریافت کرنے کو دوڑے اور اس اونٹ کو دیکھا جیسا کہ حضور نے فرمایا تھا پھر ظرف کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا ہاں ایک برتن میں ہم نے پانی بھر کر رکھا تھا اور اس کو ڈھک دیا تھا مگر پھر جو اس کو دیکھا تو اُسی طرح ڈھکا ہوا رکھا تھا مگر پانی اس میں نہ تھا پھر وہ دوسرا قافلہ جب مکہ میں آیا قریش نے ان سے دریافت کیا انہوں نے کہا ہاں بیشک ہمارا اونٹ فلاں میدان میں گم ہو گیا تھا پھر ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو ہم سے کہتا ہے کہ تمہارا اونٹ فلاں جگہ ہے ہم نے اس کو جا کر پکڑ لیا۔

ابوسعید خدری کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو ابوسعید خدری سے روایت پہنچی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا جب میں بیت المقدس سے فارغ ہوا اس وقت مجھ کو معراج ہوئی اور وہ چیز ہے جس کی طرف ہر شخص نزع کے وقت آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے اور اس سے بہتر کوئی چیز میری نظر سے نہیں گذری پس جبرائیل جو میرے ساتھی تھے انہوں نے مجھ کو آسمان دنیا کے ایک دروازہ پر چڑھایا جس کا نام باب الحفظہ ہے اور اس کا دربان ایک فرشتہ اسمٰعیل

نام ہے اس کے ماتحت بارہ ہزار فرشتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ماتحت بارہ بارہ ہزار فرشتے ہیں حضور جس وقت یہ واقعہ بیان فرماتے تھے تو یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ **وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ** یعنی نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو کوئی سوا اسی کے۔ فرماتے ہیں جب میں اس دروازے میں داخل ہوا اس نے پوچھا اے جبرائیل یہ تمہارے ساتھ کون ہیں۔ کہا محمدؐ ہیں۔ اسمٰعیل نے کہا کیا بلائے گئے ہیں۔ جبرائیل نے کہا ہاں۔ فرماتے ہیں اُس نے میرے واسطے دعاء خیر کی۔

ابن اسحاق کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں بعض اہلِ علم سے مجھ کو روایت پہنچی ہے کہ حضور نے فرمایا جب میں آسمانِ دنیا پر گیا۔ جو فرشتہ مجھ سے ملاقات کو آتا تھا خندہ پیشانی کے ساتھ ہنستا ہوا آتا تھا اور کلمات دعاؤ خیر و برکت زبان پر جاری کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک فرشتہ آیا جس نے مثل اور فرشتوں کے ملاقات کی اور دعا بھی دی۔ مگر نہ ہنستا ہے نہ اس کے چہرہ سے خوشی کے آثار محسوس ہوتے ہیں۔ جبرائیل نے کہا اگر یہ فرشتہ آپ سے پہلے کسی کے لئے ہنسا ہوتا تو آپ کے ساتھ بھی ہنستا یہ تو کبھی ہنستا ہی نہیں یہ مالک دروغۂ دوزخ ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں میں نے جبرائیل سے کہا اور جبرائیل کا خدا کے ہاں جو مرتبہ ہے اس سے تم واقف ہو کہ ہر ایک فرشتہ اس کی اطاعت کرتا ہے۔ میں نے کہا اے جبرائیل تم مالک سے کہو کہ دوزخ کی سیر مجھ کو کرادے۔ جبرائیل نے کہا بہتر ہے اے مالک محمدؐ کو دوزخ کی سیر کرادو۔ فرماتے ہیں پس مالک نے اُس پر سے ڈھکنا اٹھایا جس کے اٹھاتے ہی اس کے شعلے بلند ہوئے اور میں نے خیال کیا کہ جہاں تک میری نظر جاتی ہے ہر چیز کو یہ جلا دے گی۔ پس میں نے جبرائیل سے کہا کہ مالک کو حکم کرو تاکہ وہ اس کو بند کر دے۔ چنانچہ جبرائیل نے مالک کو حکم کیا اور مالک نے دوزخ کے شعلوں سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ فوراً وہ خاموش ہو گئے اور ان کی آمد روفت ایسی ہوئی جیسے سایہ ہوتا ہے پھر جب وہ شعلے خاموش ہو گئے مالک نے پھر اس پر ڈھکنا ڈھک دیا۔

ابوسعید خدری کی باقی روایت

ابوسعید خدری کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آسمان میں داخل ہوا تو میں نے ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ جن کے سامنے بنی آدم کی روحیں آرہی تھیں۔ جن میں سے بعض کو دیکھ کر وہ خوش ہوتے تھے اور دعا خیر کرتے تھے اور کہتے تھے اچھی روح ہے اور اچھے جسم سے نکلی ہے اور بعض کو دیکھ کر کہتے ہیں افسوس بُری روح اور بُرے جسم سے نکلی ہے اور ان کے چہرہ پر ان کے دیکھنے سے رنج ظاہر

ہوتا تھا۔فرماتے ہیں میں نے کہا جبرائیل یہ کون شخص ہیں۔عرض کیا یہ آپ کے پدر بزرگوار آدم علیہ السلام ہیں ان کی اولاد کی روحیں ان کے سامنے حاضر ہوتی ہیں مومن کی روح کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں......اچھی روح ہے اور اچھے جسم سے نکلی ہے اور کافر کی روح کو دیکھ کر افسوس کرتے ہیں اور کہتے ہیں بُری روح ہے اور بُرے جسم سے نکلی ہے۔

فرماتے ہیں پھر میں نے ایک ایسی قوم دیکھی جن کے اُونٹ کے سے ہونٹ تھے اور ان کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے اُن شعلوں کو یہ لوگ اپنے منہ میں رکھتے تھے اور وہ اِن کی پشت سے نکل جاتے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں۔کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ظلم سے یتیموں کا مال کھاتے ہیں۔فرماتے ہیں پھر میں نے ایک ایسی قوم دیکھی جس کے پیٹ ایسے بڑے بڑے تھے کہ ایسے کبھی نظر سے نہیں گذرے اور مست اونٹوں جیسے جانوران کو روندتے تھے اور وہ لوگ بڑے پیٹ کے سبب سے ہل نہ سکتے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں۔عرض کیا یہ سود خوار ہیں۔فرماتے ہیں پھر میں نے ایسے لوگ دیکھے جن کے ایک طرف عمدہ نفیس گوشت رکھا ہے اور دوسری طرف سَڑا بھُسا اور بدبودار گوشت ہے اور اس بدبودار گوشت کو وہ لوگ کھا رہے ہیں نفیس گوشت کو دیکھتے بھی نہیں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو جائز اور صحیح طریقہ سے عورتوں کے ساتھ صحبت نہ کرتے تھے بلکہ غلط اور خلافِ فطرت طریقہ سے اس فعل کے مرتکب ہوتے تھے۔فرماتے ہیں پھر میں نے ایسی عورتیں دیکھیں جن کی چھاتیوں کو باندھ کر معلق لٹکایا گیا تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہیں عرض کیا یہ وہ عورتیں ہیں جو زنا کر کے حمل رکھواتی ہیں اور پھر اس حمل کو اپنے خاوند کی طرف منسوب کرتی ہیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدا کا غضب اس عورت پر بہت سخت ہوتا ہے جو غیر شخص سے حمل رکھوا کر بچہ کو خاوند کی قوم میں داخل کرتی ہے اور وہ بچہ ان کے ساتھ کھاتا پیتا ہے اور ان کی ہر پوشیدہ چیز پر مطلع ہوتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ابوسعید خدری کی حدیث میں اس طرح ہے کہ حضورؐ نے فرمایا اس کے بعد مجھ کو جبرائیل دوسرے آسمان پر لائے وہاں میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ اور یحیٰ علیہما السلام کو دیکھا پھر وہاں سے تیسرے آسمان پر آیا وہاں ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ مثل چودھویں رات کے روشن تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہیں؟ جبرائیل نے کہا یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہیں فرماتے ہیں پھر ہم چوتھے آسمان پر پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا اور جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے۔جبرائیل نے کہا یہ ادریس ہیں جن کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ رَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ادریس کو ہم نے بلند مقام میں اٹھالیا۔

حضور فرماتے ہیں پھر ہم پانچویں آسمان پر پہنچے۔ وہاں ہم نے ایک درمیانی عمر کے شخص کو دیکھا جن کی داڑھی اور سر دونوں سفید تھے اور نہایت خوبصورت تھے۔ میں نے جبرائیل سے کہا یہ کون ہیں۔عرض کیا یہ ہارون بن عمران حضرت موسیٰ کے بڑے بھائی ہیں۔فرماتے ہیں پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے وہاں ایک شخص دراز قد گندم گون کو دیکھا۔گویا کہ وہ قبیلہ شنوہ میں سے ہیں میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون ہیں۔عرض کیا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے۔ وہاں ہم نے ایک بوڑھے شخص کو کرسی پر بیت المعمور کے دروازہ کے آگے بیٹھا ہوا دیکھا اور بیت المعمور کی زیارت سے روزانہ ستر ہزار فرشتے مشرف ہوتے ہیں جو پھر دوبارہ اس میں قیامت تک داخل نہیں ہوتے اور وہ مجھ سے زیادہ مشابہ تھے اور ایسا ہی میں ان سے مشابہ ہوں۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون ہیں۔عرض کیا یہ آپ کے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم ہیں۔فرماتے ہیں پھر جبرائیل مجھ کو جنت میں لے گئے۔ وہاں میں نے ایک لڑکی نہایت حسین دیکھی اور اس کے حُسن سے مجھ کو تعجب ہوا میں نے اس سے پوچھا اے لڑکی تو کس کے واسطے ہے۔اس نے کہا زید بن حارثہ کے واسطے۔ چنانچہ حضورؐ نے زید بن حارثہ کو اس کی بشارت دی۔[1]

عبداللہ بن مسعود کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ حضورؐ جس آسمان کے دروازہ پر پہنچے وہاں کے دربان نے پوچھا کون ہے۔ جبرائیل نے کہا حضرت محمدؐ ہیں۔دربان نے کہا کیا ان کو بلایا گیا تھا۔ جبرائیل نے کہا ہاں۔ دربان نے کہا خدا ان کو مبارک کرے بہت اچھے بھائی اور ساتھی ہیں۔غرضیکہ اسی طرح سے ساتویں آسمان پر پہنچے۔ پھر وہاں سے خاص حضوری پروردگار سے مشرف ہوئے اور وہاں آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔حضورؐ فرماتے ہیں وہاں سے میں واپس آیا۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ اُنہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ پر کس قدر نمازیں فرض ہوئیں۔ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض ہیں۔انہوں نے کہا تمہاری اُمّت ان کی طاقت نہیں رکھتی۔ یہ نمازیں بہت ہیں اور تمہاری اُمّت کمزور ہے تم اپنے پروردگار کے پاس پھر جاؤ۔اور ان میں تخفیف کراؤ۔حضورؐ فرماتے ہیں میں پھر خدا

---

[1] زید حضورؐ کے غلام تھے جنہیں آنحضرتؐ نے آزاد کر دیا تھا۔مگر وہ اپنی مرضی سے آنحضورؐ کے پاس رہے اور حضور علیہ السلام کی زندگی ہی میں ایک جنگ میں شہید ہوئے۔حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ اگر زید زندہ رہتے تو حضورؐ اپنے بعد ان کے لئے خلافت کی وصیّت کر جاتے۔ان کے فرزند اُسامہ سے آنحضرتؐ کو اتنی محبت تھی کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کو انکے ماتحت کر کے حضور علیہ السلام نے سرحد پر بھیجا تھا۔(محمد اسماعیل)

کے حضور میں حاضر ہوا اور تخفیف کا سوال کیا۔ پروردگار نے دس نمازیں کم کردیں۔ پھر میں موسیٰ کے پاس آیا اور ان کو خبر دی کہ دس نمازوں کی پروردگار نے تخفیف فرمائی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر جا کر تخفیف کراؤ۔ میں نے جا کر عرض کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کردیں۔ میں پھر موسیٰ کے پاس آیا۔ اور ان سے بیان کیا۔ انہوں نے پھر مجھ کو بھیجا۔ یہاں تک کہ اسی طرح تخفیف ہوتے ہوتے یہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ موسیٰ نے کہا کہ اب بھی بہت ہیں تم جا کر اور تخفیف کراؤ۔ میں نے کہا اب کہاں تک تخفیف کراؤں مجھ کو اب شرم آتی ہے اور میں اب نہ جاؤں گا۔ جو شخص اِن پانچ نمازوں کو ایمان و احتساب کے ساتھ ادا کرے گا۔ اس کو پچاس نمازوں کا ثواب ہوگا۔ **صلوات اللّٰہ علی محمدٍ علیہ و آلہٖ وسلم۔** معراج کا واقعہ تمام ہوا۔ **الحمد للّٰہ علی ذالک۔**

حضورؐ سے استہزاء کرنیوالے بعض سردارانِ قریش

ابن اسحاق کہتے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم امر الٰہی پر نہایت صبر و استقلال کے ساتھ قائم رہے اور باوجود قوم کے جھٹلانے اور تکذیب کرنے اور اذّیت اور تکلیف پہنچانے کے۔ ان کو پند و نصیحت فرماتے رہے جو لوگ مشرکین میں سے حضور کی ایذا دہی اور آپ کے ساتھ مضحکہ اور تمسخر کرنے کے بانی مبانی تھے۔ ان کے یہ نام مجھ کو پہنچے ہیں اور یہ لوگ اپنی اپنی قوم کے عمر رسیدہ سردار تھے۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب میں سے اسود بن مطلب بن اسد جس کی کنیت ابوزمعہ ہے۔ اس کی ایذا رسانی کے سبب حضورؐ نے اس کے واسطے بددعا کی تھی کہ اے اللہ اس کو اندھا کردے اور اسکے بیٹے کا رنج اس کو نصیب کر۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں اسود بن عبدیغوث بن وہب بن عبدمناف بن زہرہ۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے عاص بن وائل بن ہشام (ابن ہشام عاص بن ہاشم بن سعید بن سہم لکھتا ہے)

اور بنی خزاعہ میں سے حارث بن طلاطلہ بن عمرو بن حرث بن عبدعمرو بن ملکان۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسخر کرنے والوں کے متعلق قرآنی آیت

جب ان لوگوں نے استہزاء اور تمسخر میں حد سے تجاوز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی تسکین کے واسطے یہ آیت نازل فرمائی۔ **فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ. اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِ يْنَ.**

الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۔یعنی اے رسولؐ تم کو جوحکم الٰہی کیا جاتا ہے اس کا اعلان کردو اور مشرکین کی طرف سے منہ پھیرلو۔ جو مشرک استہزاء کرنے والے ہیں ہم تمہاری طرف سے ان کی سزا دہی کو کافی ہیں۔ پس یہ عنقریب جان لیں گے کہ ان کی شرارتوں کا کیا انجام ہونے والا ہے۔

تمسخر کرنے والوں کا انجام

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ مشرکین کعبہ کا طواف کررہے تھے کہ حضور کے پاس جبرائیل آئے اور کھڑے ہوئے حضورؐ بھی ان کے پاس کھڑے ہوئے۔ پس اسود بن مطلب جو حضورؐ کے پاس سے گذرا۔ حضور نے یا جبرائیل نے اس کے چہرہ پر ایک سبز کاغذ کا ٹکڑا پھینکا جس کے سبب سے وہ اندھا ہوگیا۔

اور اسود بن عبد یغوث بھی آپ کے پاس سے گزرا۔ آپ نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور اسی وقت اس کو مرضِ استسقا لاحق ہوا اور اسی مرض سے جہنم کو روانہ ہوا۔

اور ولید بن مغیرہ جو آپ کے پاس سے گذرا آپ نے اس کی ایڑی کے زخم کی طرف اشارہ کیا۔ یہ زخم کئی سال سے اس کے پاؤں میں تھا اور معمولی زخم تھا۔ اس زخم کے لگنے کا یہ سبب ہوا کہ ولید بن خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنے تیروں میں پَر لگا رہا تھا۔ اس کا ایک تیر اس کے پاؤں میں اُلجھ گیا اور اس کی ایڑی میں چُبھ گیا۔ اب حضورؐ کے اشارہ کرتے ہی یہ زخم بڑھا یہاں تک کہ ولید کی رُوح کو اس نے جہنم میں پہنچا دیا۔

اور عاص بن وائل جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بھی پاؤں کی طرف اشارہ کیا چنانچہ یہ گدھے پر سوار ہوکر طائف کو جارہا تھا۔ راستہ میں گدھے نے اس کو گرا دیا اور اس کے پاؤں میں ایک ایسا کانٹا چبھا کہ اس سے وہ ہلاک ہوگیا۔

اور حارث بن طلاطلہ جو حضوؐر کے سامنے سے گذرا حضور نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ اس کے سر میں ایسا پھوڑا پیدا ہوا کہ جس سے تمام بھیجا اس کا گل کر پیپ بن گیا اور وہ اسی حالت میں مرگیا۔

جب ولید مرنے لگا اس نے اپنے تینوں بیٹوں کو بلایا۔ جن کے نام یہ ہیں ہشام بن ولید اور ولید بن ولید اور خالد بن ولید۔ اور ان سے کہا کہ اے میرے بیٹو! میں تم کو تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ ان کو تم خوب یاد رکھنا۔ پہلی وصیت تو یہ ہے کہ بنی خزاعہ سے میرا خون بہا لینا کیونکہ ان میں سے ایک شخص کا تیر میرے پاؤں میں چبھا ہے۔ اگرچہ میں یہ بات جانتا ہوں کہ اُس شخص کا اس میں کچھ قصور نہ تھا۔ تیر پڑا ہوا تھا۔ اتفاقاً میرے پاؤں میں چبھ گیا مگر اس وقت تم خونبہا نہ لوگے تو آئندہ لوگ تم کو چھیڑیں گے اور دوسری

وصیت یہ ہے کہ ابواز ہیر الدوسی سے بھی میرا بدلہ لینا ابواز ہیر نے اپنی بیٹی کی شادی ولید سے کی تھی مگر پھر اس کو اپنے ہاں بٹھا رکھا اور تا زندگی اس کے ہاں نہ بھیجا۔ پس جب ولید فی النّار ہو گیا۔ اس کے بیٹوں اور اس کی قوم بنی مخزوم نے بنی خزاعہ سے خونبہا کا دعویٰ کیا۔ اور کہا کہ تمہارے آدمی کے تیر نے ہمارے باپ کو قتل کیا ہے اور وہ شخص جس کا تیر ولید کے پاؤں میں چُبھا تھا بنی کعب میں سے تھا جو قبیلہ خزاعہ کی شاخ ہیں اور بنی کعب کے حلیف بنی ہاشم تھے (یعنی ان دونوں میں عہد ہو گیا تھا کہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے) پس خزاعہ نے خونبہا کے دینے سے انکار کیا اور ان کی آپس میں خوب گفتگو اور اشعار بازی ہوئی اور آخر کو معاملہ نازک ہو گیا۔ مگر پھر یہ فیصلہ قرار پایا کہ بنی خزاعہ نے کچھ تھوڑا سا روپیہ ان کو دے دیا اور آپس میں صلح ہو گئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ہشام بن ولید نے ابواز یہر کو بازار ذی المجاز میں جا پکڑا اور اپنے باپ ولید کی وصیت کے موافق اس کو قتل کیا اور ابواز یہر کے داماد ابوسفیان تھے اور یہ شخص ابواز یہر اپنی قوم میں بہت شریف آدمی تھا اور یہ واقعہ اُس وقت ہوا ہے جب حضور مدینہ میں ہجرت کر گئے ہیں اور بدر کی جنگ بھی ہو چکی ہے اور بہت سے اشراف قریش وہاں کام آ گئے ہیں پس یزید بن ابی سفیان نے بنی عبد مناف کو مکہ میں ابواز یہر کے قصاص لینے کے واسطے جمع کیا اور ابوسفیان اُس وقت تک ذی مجاز ہی میں تھے لوگ یزید کے بنی عبد مناف کو جمع کرنے سے کہنے لگے کہ ابوسفیان اپنے سُسرے کا انتقام لے گا۔ ابوسفیان نے جو یہ سنا تو وہ ذی مجاز سے مکہ میں آیا اور ابوسفیان نہایت بردبار شخص تھا۔ اور اپنی قوم سے بہت محبت رکھتا تھا۔ اس کو اپنے بیٹے یزید کی یہ کارروائی ناگوار گزری کہ اس نے بنی عبد مناف کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا ہے۔ پس اُس نے آتے ہی اپنے بیٹے یزید کے ہاتھ سے نیزہ چھین کر اس کے سر پر مارا جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور کہا او نالائق خدا تجھے خراب کرے تو یہ چاہتا ہے کہ قریش کو آپس میں لڑائے۔ قبیلہ دوس کے ایک آدمی (یعنی ابو از یہر) کی بابت ہم اس کے وارثوں کو اگر وہ منظور کریں گے تو اس کا خونبہا دے دیں گے۔ حسّان بن ثابت نے ایک قصیدہ کہا ہے جس میں ابوسفیان کو اابواز یہر کے انتقام لینے پر آمادہ کیا ہے اور غیرت دلائی ہے۔ ابوسفیان نے جب وہ قصیدہ سنا تو کہا حسان نے اچھی بات نہیں کہی ایک غیر شخص کی بابت ہم کو آپس میں لڑوانا چاہتا ہے۔

اور جب کل اہل طائف مسلمان ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید سے اس سود کی بابت گفتگو کی جو بنی ثقیف کے ذمہ اس کے باپ ولید کا تھا اور اس نے اس کو وصیت کی تھی۔

اسحاق کہتے ہیں بعض اہلِ علم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ سُود مابقی کی تحریم میں یہ آیات اسی وقت نازل

ہوئی ہیں جب خالد بن ولید نے بنی ثقیف سے اس کا مطالبہ کیا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَ زَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبَا اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ یعنی اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور جو تمہارا سود (کسی کے ذمہ ہے) اس کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ راوی کہتا ہے اس کے بعد ہم کو کوئی خبر نہیں پہنچی کہ قبیلہ دوس نے ابو ازیہر کا قصاص لیا ہو سوا اس کے کہ ایک دفعہ ضرار بن خطاب بن مرداس فہری چند قریش کے ساتھ دوس کے شہر کی طرف جا نکلے اور قبیلہ دوس میں ایک عورت اُم غیلان نام تھی۔ یہ عورت عورتوں کے سروں میں کنگھی کیا کرتی تھی اور لڑکیوں کو دلہن بناتی تھی۔ اس کے ہاں یہ قریش لوگ جا کر ٹھہرے۔ دوس کے لوگوں نے چاہا کہ ابو ازیہر کا ان سے قصاص لیں مگر اس عورت اُم غیلان اور چند عورتوں نے جو اس کے ساتھ تھیں ان لوگوں کو روک دیا اور وہ قصاص لینے سے رُک گئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو جو روایت پہنچی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ام جمیل قریشیوں کی حمایت پر کھڑی ہوئی تھی اور ممکن ہے کہ ان دونوں یعنی اُم غیلان اور اُم جمیل نے یہ کام کیا ہو۔ راوی کہتا ہے حضرت عمر بن خطاب کی خلافت میں اُم جمیل آپ کے پاس یہ خیال کر کے آئی کہ آپ ضرار بن خطاب کے بھائی ہیں اور ضرار کو اس نے مع دیگر قریشیوں کے دوس کے حملہ سے بچایا تھا اس عورت نے سارا واقعہ آپ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا میں اس کا بھائی نہیں ہوں مگر ہاں اسلام میں وہ میرا بھائی ہے پھر آپ نے اس عورت کو مسافر سمجھ کر کچھ عنایت کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں اُحد کی جنگ میں ضرار کافر تھا اور حضرت عمر سے اس کا مقابلہ ہوا اس نے حضرت عمر کو نیزہ کی ڈانڈ لگا کر کہا اے ابن خطاب تم چلے جاؤ میں تم کو قتل نہ کروں گا۔ حضرت عمر کو اس کے اسلام لانے کے بعد بھی وہ بات اس کو یاد تھی۔

بعض دیگر دشمنان رسول

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جو مشرکین حضور کو آپ کے دولت خانہ میں جا کر اذیت اور تکلیف پہنچاتے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ابولہب۔ حکم بن عاص بن امیہ۔ عقبہ بن ابی معیط۔ عدی بن حمراء ثقفی۔ ابن الاصداء ہذلی۔ یہ سب لوگ حضور کے پڑوسی تھے اور سوا حکم بن عاص کے ایک بھی ان میں سے دولتِ اسلام سے سرفراز نہیں ہوا۔ اور یہ لوگ ایسے شریر تھے کہ کوئی تو ان میں سے حضورؐ پر نماز پڑھنے میں بکری کا پیٹ اور آنتیں ڈال دیتا تھا اور کوئی اپنے گھر کا کوڑا حضورؐ پر ڈالتا تھا۔ یہاں تک کہ حضورؐ مکان کی کوٹھڑی میں نماز پڑھنے لگے اور جب کوئی شخص ایسی چیز آپ پر ڈالتا تو آپ اُس کو لے کر دروازہ پر آتے اور آواز دیتے کہ

اے عبد مناف یہ کیسا پڑوس ہے پھر اس کو راستہ میں ڈال دیتے۔

حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوطالب کا انتقال

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر ایک سال میں حضرت ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوطالب آپ کے چچا کا انتقال ہوا۔ اور ان دونوں کے انتقال سے حضورؐ کو زیادہ تر مصائب اور تکلیفات کا سامنا ہوا کیونکہ حضرت خدیجہؓ آپ کے ایک نہایت خیر اندیش وزیر کی مانند اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں آپ کی سچی اور پُر جوش مددگار تھیں۔ جب بھی کفار مکہ کی طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی اور آپ اس کا ذکر حضرت خدیجہؓ سے کرتے تو خدیجہؓ آپ کو تسلی اور دلاسا دیتیں اور آپ کا حوصلہ بڑھاتیں۔ اور ابوطالب بھی آپ کے بہت بڑے پشت پناہ اور مددگار معاون تھے۔ ان دونوں کا انتقال حضور کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے تین سال پہلے ہوا۔ جب ابوطالب کا وصال ہو گیا تو قریش کو حضور کی ایذادہی میں وہ جرأت ہوئی جو پہلے میسر نہ تھی یہاں تک کہ ایک خبیث نے راستہ میں حضورؐ کے سر پر خاک ڈال دی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اس نالائق نے حضورؐ کے سر مبارک پر خاک ڈالی تو آپ مکان میں تشریف لائے۔ آپ کی صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی (حضرت فاطمہ) اس کو دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں حضورؐ نے ان سے فرمایا بیٹی روتی کیوں ہو خدا تمہارے باپ کا محافظ ہے اور اسی وقت حضورؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب تک ابوطالب زندہ تھے قریش مجھ کو کوئی تکلیف نہ دے سکے۔

قریش کی طرف سے مصالحت کی آخری کوشش اور اس کا انجام

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابوطالب کو مرضِ موت لاحق ہوا اور قریش نے دیکھا کہ اب یہ جاں بر نہ ہوں گے۔ آپس میں صلاح کی حمزہ اور عمر مسلمان ہو گئے ہیں اور تمام قبائل میں اسلام شائع ہو رہا ہے اور روز بروز یہ لوگ طاقت پکڑ رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہم سے ہماری امانت چھین لیں اور ہمیں ذلت کا منہ دیکھنا پڑے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ابوطالب کی موجودگی میں محمدؐ سے کوئی معاہدہ کر لیا جائے۔ اس لئے سردارانِ قریش میں سے یہ لوگ ابوطالب کے پاس گئے۔ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ابوجہل بن ہشام۔ امیہ بن خلف۔ ابوسفیان بن حرب وغیرہ اور ان کے علاوہ قوم کے تمام سربراہ آوردہ اور نمایاں اشخاص۔ ابوطالب سے انہوں نے کہا اے ابوطالب تمہارا اب آخر وقت ہے تمہاری جو عزت ہمارے دلوں میں ہے وہ ظاہر ہے ہم چاہتے ہیں کہ تم اپنی زندگی میں اپنے بھتیجے سے ہمارے واسطے عہد لے لو اور ہم سے ان کے واسطے عہد لے لو تا کہ وہ ہم سے اور ہمارے دین سے سروکار نہ رکھیں اور ہم ان سے سروکار نہ

رکھیں۔ اس پر ابوطالب نے آپؐ کو بلوایا اور کہا اے فرزند یہ تمہاری قوم کے اشراف اس واسطے جمع ہوئے ہیں کہ تم سے معاہدہ کرلیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے چچا بہت بہتر ہے یہ میری ایک بات مان لیں ایک کلمہ پڑھ لیں جس کے بعد یہ تمام عرب کے مالک بن جائیں گے اور تمام عجم میں اِن کو فوقیت حاصل ہو جائے گی۔ یہ سن کر ابوجہل کہنے لگا اگر ایسا ہے تو تمہارے باپ کی قسم ایک بات نہیں ہم تمہاری دس باتیں ماننے کے لئے تیار ہیں۔ کہو تم ہم سے کیا بات منوانا چاہتے ہو۔ حضور نے فرمایا سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ تم لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا سچے دل سے اقرار کرو۔ اور خدا کے سوا تمام معبودانِ باطلہ کو چھوڑ دو۔ اس بات کے سنتے ہی تمام قریش نے تالیاں بجائیں اور کہا اے محمدؐ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو نے سب خداؤں کا ایک خدا کر دیا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا قسم ہے خدا کی یہ شخص جس بات کو تم چاہتے ہو ہرگز تم کو نہ دے گا۔ پس تم چلو اور اپنے دین آبائی پر قائم رہو یہاں تک کہ خدا تمہارے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دے۔

آخری وقت میں ابوطالب کو تبلیغ

پھر ابوطالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے فرزند میں دیکھتا ہوں کہ تم نے ان سے کوئی بیجا بات نہیں کی یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوطالب کے ایمان قبول کرنے کا خیال ہوا اور آپ نے فرمایا کہ چچا تم ہی اس کلمہ کو پڑھ لو تا کہ قیامت کے روز میں تمہاری شفاعت کر سکوں۔ ابوطالب نے حضور کی خواہش کو دیکھ کر کہا اے فرزند اگر مجھ کو اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے ابوطالب نے موت کے خوف سے یہ کلمہ کہا تو میں ضرور اس کا اقرار کر لیتا پھر جب ابوطالب کے انتقال کا وقت قریب آیا دیکھا کہ وہ ہونٹ ہلا کر کچھ کہہ رہے ہیں۔ عباس نے جھک کر کان لگائے پھر حضورؐ سے کہا کہ اے بھتیجے تم جو کلمہ کہہ رہے تھے وہی کلمہ ابوطالب نے پڑھا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے نہیں سنا۔

حضورؐ کا طائف کا تبلیغی سفر

جب ابوطالب کی وفات ہوگئی تو حضور طائف کی طرف تشریف لے گئے تا کہ بنی ثقیف کو ہدایت کریں اور وہ آپ کے ساتھ ہو کر آپ کی قوم کے مقابلہ میں آپ کی مدد کریں۔ پس حضورؐ تن تنہا وہاں تشریف لے گئے۔

جب حضور علیہ السلام طائف میں پہنچے تو سردارانِ ثقیف کی مجلس میں تشریف لے گئے یہ تین بھائی تھے عبد یالیل بن عمرو بن عمیر اور مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف تھا اور ان میں سے ایک کے پاس قریش کے قبیلہ جمح کی ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ حضور ان

کے پاس بیٹھے اوران کو اسلام کی دعوت دی۔ ان سب نے قبول کرنے سے صاف انکار کیا اور حضور سے کہا ہم تم سے بات کرنی نہیں چاہتے کیونکہ اگر تم واقعی رسول ہو تو تم سے کلام کرنے میں بڑا خطرہ ہے اور اگر تم جھوٹے ہو تو ہرگز تم سے بات نہیں کرنی چاہیے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے بالکل ناامید ہو گئے تو فرمایا کہ خیر تم نے جو کیا سو کیا مگر میرے آنے کا کسی سے ذکر نہ کرنا اور یہ اس خیال سے حضورؐ نے فرمایا کہ اگر میری قوم میری اس ناکامی کو سنے گی تو بہت خوش ہوگی۔ مگر ان بے ایمانوں نے اس کے برعکس کیا یعنی اپنے اوباش اور آوارہ لڑکوں اور لونڈی غلاموں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیفیں اور ایذائیں پہنچائیں یہاں تک کہ آپ وہاں سے مجبور ہو کر عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ کے پاس تشریف اور ایک انگور کی بیل کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ اس پر وہ شیاطین جو حضورؐ کو ستا رہے تھے واپس چلے گئے۔ پھر جب حضورؐ نے اُس درخت کے سائے میں قدرے آرام لیا تو خداوند تعالیٰ سے اس طرح دعا کی کہ اے خدا تیرے ہی حضور میں مَیں اپنی ضعف قوت اور لاچاری اور لوگوں کی ایذادہی کی شکایت کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین تو ہی کمزروں اور بیکسوں کا نگہبان اور محافظ ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے تو مجھ کو کس کے سپرد کر رہا ہے۔ کیا ایسے شخص کے جو مجھ سے ترش روی سے پیش آئے یا ایسے دشمن کے جس کو تُو نے مجھ پر مسلط کیا ہو۔ اگر تیرا غضب مجھ پر نہیں ہے تو مجھ کو کچھ پرواہ نہیں۔ تیری عافیت بڑی وسیع ہے میں تیرے اُس نور کے ساتھ جس سے تُو نے ظلمات کو روشن کیا ہے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو اپنا غضب وغصہ مجھ پر نازل فرمائے۔ نیکی اور بدی کی قوت مگر تیری توفیق کے ساتھ۔ جب عتبہ اور شیبہ نے حضور کو اس حالت میں دیکھا تب ان کو حضور پر ترس آیا۔ اور انہوں نے اپنے ایک نصرانی غلام سے جس کا نام عداس تھا کہا کہ انگور کے خوشے طباق میں رکھ کر اس شخص کے پاس لے جا اور اس سے کہو کہ نوش کریں۔ عداس نے ایسا ہی کیا اور جب حضور نے کھانے کے واسطے ہاتھ بڑھایا تو فرمایا بسم اللہ پھر کھانا شروع کیا۔ بسم اللہ کہنے سے عداس کو تعجب ہوا اور وہ حضور کے چہرہ کو دیکھنے لگا۔ پھر کہا کہ یہ بات تو میں نے اس شہر کے لوگوں میں سے کسی سے نہیں سنی۔ حضورؐ نے اس سے فرمایا تو کس شہر کا رہنے والا ہے۔ اس نے کہا نینوہ کا۔ فرمایا تیرا دین کیا ہے۔ اس نے کہا نصرانی ہوں۔ آپ نے فرمایا نینوہ وہی شہر ہے جہاں خدا کے نیک بندہ حضرت یونس بن متی تھے۔ عداس نے کہا آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا میں بھی نبی ہوں اور وہ بھی نبی تھے۔ نبوت میں وہ میرے بھائی تھے۔ عداس یہ سن کر حضورؐ کی طرف جھکا اور آپ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔ عتبہ نے شیبہ سے کہا۔ کہ دیکھو محمدؐ نے تمہارے غلام کو خراب کر دیا۔ پھر جب عداس حضورؐ کے پاس سے آیا تو انہوں نے کہا تو نے اس شخص کے ہاتھ پاؤں اور سر کو کیوں بوسہ دیا ہے۔ اس نے

کہا اے میرے آقا اُن سے بہتر دنیا میں کوئی شخص نہیں ہے۔انہوں نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے جس کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اُن دونوں نے کہا تجھ کو خرابی ہوا ے عداس یہ شخص تجھ کو تیرے دین سے برگشتہ کر دے گا۔حالانکہ تیرا دین بہتر ہے۔

طائف سے واپسی

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے مکہ کی طرف واپس ہوئے راستہ میں جب آپ مقام نخلہ میں پہنچے تو رات کو آپ نماز پڑھتے تھے کہ جنوں کا گروہ جو نصیبین کے رہنے والے تھے ادھر سے گزرا اور وہ سات شخص تھے۔جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے جس وقت آپ نے نماز پڑھی وہ سنتے رہے اور پھر ایمان لائے اور اس کے بعد اپنی قوم کی طرف گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ سے عَذَابٍ اَلِيْمٍ تک اور قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ...... الٰی آخر القصه من خبرهم فِی هذا السُّورة.

آنحضرت کی قبائل عرب کو تبلیغ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے مکہ میں تشریف لائے تو قریش اور بھی عداوت میں سخت ہو گئے۔ مگر ہر قسم کی سختیوں اور مظالم کے باوجود نہایت مستعدی کے ساتھ انہیں توحید کا وعظ کرتے رہتے تھے۔جب کبھی کوئی مجمع ہوتا یا حج کا موسم آتا تو آپ حج پر آنے والے تمام قبائل کا دورہ کر کے انہیں اسلام سے روشناس کراتے اور ان کو خدا کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت دیتے اور ان کو آمادہ کرتے کہ وہ خدا کے دین کی نصرت اور اعانت کریں کیونکہ اسی بات کو قبول کرنے میں ان کی بھلائی اور بہتری ہے۔

ربیعہ بن عباد سے روایت ہے کہ میں نوجوان تھا اور اپنے باپ کے ساتھ حج میں شریک تھا۔ میں نے دیکھا کہ مقام منیٰ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور قبائل عرب کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا کہ اے بنی فلاں میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں۔تم کو اس بات کا حکم کرتا ہوں کہ تم سوا خدا کے کسی چیز کی پرستش نہ کرو۔اور بت پرستی چھوڑ دو۔اور مجھ پر ایمان لا کر میری تصدیق کرو اور احکام الٰہی کے جاری کرنے میں میرے شریک ہو۔

کہتے ہیں جب حضورؐ یہ فرما چکے۔ایک شخص آپ کے پیچھے سے بولا جو آنکھ سے بھینگا اور عدن کا حُلہ پہنے ہوئے تھا کہ اے بنی فلاں یہ شخص تم سے کہتا ہے کہ لات وعزیٰ کے بت پھینک دو اور جنوں کی پرستش بھی چھوڑ دو پس اس بدعت اور گمراہی کو جس کی طرف یہ تم کو بلاتا ہے ہرگز نہ مانو اور نہ اس کی بات نہ سنو۔ربیعہ

کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے انہوں نے کہا یہ ان کا چچا ابولہب بن عبدالمطلب ہے۔

پھر حضور قبیلہ کندہ[1] کے پاس ان کے مقام میں آئے اور ان کا سردار بھی ان میں موجود تھا اور ان کو بھی حضور نے اسلام لانے کی دعوت دی انہوں نے بھی قبول نہ کیا۔

پھر آپ بنی کلب[2] کے پاس آئے جن کو بنی عبداللہ بھی کہتے تھے اور ان سے فرمایا اے بنی عبداللہ تمہارے باپ کا نام اللہ تعالیٰ نے کیسا اچھا رکھا ہے تم میری رسالت کا اقرار کرو مگر انہوں نے بھی قبول نہ کیا۔

پھر آپ بنی حنیفہ[3] کے پاس آئے اور ان کو بھی دعوت کی۔ ان بے تمیزوں نے حضورؐ سے ایسا نالائق برتاؤ کیا جو کسی قبیلہ نے بھی نہیں کیا تھا۔

آپ پھر بنی عامر[4] بن صعصعہ کے پاس تشریف لائے اور ان کو دعوت دی۔ ان میں سے ایک شخص بجیرہ بن فراس نے کہا قسم ہے خدا کی اگر میں اِس نوجوان کو قریش سے لے لوں تو پھر تمام عرب کو نگل جاؤں اور پھر اس نے حضورؐ سے کہا کہ یہ بتلاؤ اگر ہم تمہارے تابع ہوں اور پھر خدا تم کو تمہارے مخالفین پر غالب کرے تو پھر تمہارے بعد ہم تمہارے جانشین ہوں گے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ بات خدا کے قبضہ میں ہے وہ جس کو چاہے گا کرے گا۔ اس شخص نے کہا تو پھر اس کی کیا وجہ کہ اب تو ہم تمہاری طرف ہو کر تمام عرب کے سامنے سینہ سپر کریں اور پھر تمہارے بعد اور لوگ تمہارے خلیفہ ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا مجھ کو تیری حمایت کی کچھ ضرورت نہیں ہے غرضیکہ اس قبیلہ نے بھی انکار کر دیا۔ پھر جب سب قومیں حج سے فارغ ہو کر اپنے اپنے شہروں کو واپس گئیں۔ بنی عامر بھی اپنے ملک کو گئے ان میں ایک بہت بوڑھا تھا۔ اس قدر کہ وہ حج میں بھی شریک نہ ہوسکتا تھا اور جب یہ لوگ حج کر کے جاتے تھے تو ان سے حج کے حالات دریافت کرتا تھا۔ اس مرتبہ جو یہ لوگ گئے اس نے ان سے حال دریافت کیا انہوں نے کہا اس دفعہ ایک عجیب واقعہ ہم نے یہ دیکھا کہ قریش میں سے بنی عبدالمطلب کے ایک جوان نے ہم سے کہا کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اور اس نے ہم کو اس بات کی طرف بلایا کہ ہم اس کے ساتھ ہو کر اس کے مخالفوں سے مقابلہ کریں اور اس کو اپنے شہر میں لے آئیں۔ اس بوڑھے نے یہ بات سن کر دونوں ہاتھ اپنے سر پر رکھ لئے اور کہا اے بنی عامر اس بات کی کیا تلافی ہوسکتی ہے کہ تم اُن نبیؐ کو چھوڑ آئے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اِس سے بڑھ کر تو کوئی مطلب ہی نہیں اور بیشک وہ نبیؐ جو کچھ کہتے ہیں حق کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی قاعدہ تھا کہ جب حج کا موسم ہوتا۔ آپ ہر ایک قبیلہ کو دعوت فرماتے اور

جب آپ سنتے کہ کوئی شریف سردار شخص مکہ میں آیا ہے اس سے مل کر اس کو بھی دعوت اور ہدایت فرماتے۔

سوید بن صامت کا مسلمان ہونا

سوید بن صامت جو بنی عمرو بن عوف کا ایک شریف شخص تھا اور اس کی قوم کے لوگ بسبب اس کے شرف اور بزرگی و بہادری کے اس کو کامل کہتے تھے مکہ میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے آیا۔ حضور اس کی خبر سن کر اس کے پاس گئے اور اس کو اسلام کی دعوت فرمائی۔ سوید نے کہا شاید جیسی چیز میرے پاس ہے ایسی ہی کوئی چیز تمہارے پاس بھی ہے۔ حضور نے فرمایا تمہارے پاس کیا چیز ہے اس نے کہا لقمان کا نصیحت نامہ۔ آپ نے فرمایا اس کو میرے سامنے پیش کرو۔ سوید نے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ بھی اچھی چیز ہے مگر جو چیز میرے پاس ہے وہ اس سے بدرجہا بہتر و افضل ہے۔ وہ قرآن ہے جس کو خدا نے مجھ پر نازل کیا ہے۔ وہ ہدایت اور ہے پھر حضور نے سوید کو قرآن شریف پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت کی اس نے قبول کیا اور پھر وہ مدینہ میں اپنی قوم کے پاس گئے اور تھوڑا عرصہ بھی نہ گزرا تھا جو خزرج نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کی قوم کے چند آدمی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ مسلمان قتل ہوا ہے اور اس کا قتل جنگ بعاث سے پہلے واقع ہو۔

ایاس بن معاذ اور ابوالحسیر

جب ابوالحسیر بن رافع بنی عبدالاشہل کے چند جوانوں کے ساتھ مکہ میں اس واسطے آئے کہ قریش سے اپنی حمایت کرنے کا حلف لیں اور ان میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ حضور ان لوگوں کی خبر سن کر ان کے پاس آئے اور ان سے فرمایا اے لوگو! جس کام کے واسطے تم آئے ہو کیا اس سے بہتر کی تم کو ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا وہ یہ ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ مجھ کو اُس نے بندوں کی طرف اِس واسطے بھیجا ہے کہ بندے خاص اسی کی عبادت کریں۔ اور کوئی چیز اس کی شریک نہ کریں۔ اور میرے اوپر اس نے کتاب نازل کی ہے اور پھر آپ نے اسلام کی حقیقت ان کے سامنے بیان کی اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ ایاس بن معاذ جو اُن میں ایک نوعمر لڑکا تھا کہنے لگا اے قوم واقعی یہ بات اس کام سے بہتر ہے جس کے واسطے آئے ہو۔ راوی کہتا ہے پاس ایاس کے اس کہنے سے ابوالحسیر انس بن رافع نے ایک برتن جو رکھا ہوا تھا۔ ایاس بن معاذ کے چہرہ پر کھینچ مارا اور کہا دور ہو ہم اس کام کے واسطے نہیں آئے ہیں ایاس یہ سن کر خاموش ہو رہا اور حضورؐ ان کے پاس سے تشریف لے آئے اور وہ لوگ مدینہ کو واپس چلے گئے۔ پھر اس کے بعد اوس اور خزرج میں لڑائی ہوئی جس کا نام جنگ بُعاث ہے۔ راوی کہتا ہے پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد

ایاس بن معاذ بیمار ہوا اور لوگ سنتے تھے کہ ہر وقت بیماری کی حالت کے اندر تحلیل اور تحمید و تسبیح میں مشغول رہتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں انتقال کیا اور اسلام سے صرف حضورؐ کی اسی مجلس مذکور میں واقف ہوا تھا۔ اس کے اسلام میں کسی کو شک نہیں ہے۔

یثرب میں اسلام کی ابتدا اور چھ آدمیوں کا مسلمان ہونا

جب اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کا اظہار اور اپنے نبی کا اعزاز منظور ہوا اور اپنے وعدہ کو اس نے پورا کرنا چاہا تو یہ واقعہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسب دستور موسمِ حج میں قبائل عرب پر دعوت اسلام پیش کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں مقام عقبہ کے پاس خزرج کے چند لوگوں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ حضورؐ نے ان سے پوچھا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا ہم قبیلہ خزرج سے ہیں۔ حضور نے فرمایا تم یہودیوں کے پڑوسی ہو۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پس بیٹھ جاؤ تو میں تم سے کچھ بات کروں۔ انہوں نے کہا بہتر ہے پھر وہ بیٹھ گئے اور حضورؐ نے ان پر اسلام کو پیش کیا۔ اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ راوی کہتا ہے اس قبیلہ خزرج کی ہمیشہ یہودیوں سے جنگ رہتی تھی اور یہودی اہل کتاب اور اہلِ علم تھے اور یہ لوگ مشرک تھے۔ جب یہ لوگ یہودیوں کو تنگ کرتے تو یہودی ان سے کہتے کہ اب ایک نبی کے مبعوث ہونے کا زمانہ عنقریب ہے۔ اے مشرکو ہم اس نبی کے ساتھ ہو کر تم کو مثل قوم عاد اور ارم کے قتل کریں گے۔ چنانچہ اب جو حضور نے ان لوگوں سے گفتگو کی۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ اے قوم قسم ہے خدا کی تم جان لو کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر یہودی بیان کرتے ہیں۔ پس تم کو لازم ہے کہ یہود سے پہلے تم ان کی اطاعت میں سبقت کرو پھر ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ ہم نے اسلام اختیار کر کے اپنی قوم کو ترک کیا اور ہم کو امید ہے کہ خدا کریم ہماری قوم کو بھی آپ کے طفیل ہدایت نصیب کر کے متفق کر دے گا۔ اب ہم اپنی قوم میں جا کر دعوتِ اسلام کرتے ہیں اور جو دین ہم نے قبول کیا ہے ان سے بھی کرواتے ہیں۔ اگر انہوں نے اس دین کو قبول کر لیا۔ پھر آپ سے زیادہ ذی عزت کوئی شخص نہ ہوگا۔ اس کے بعد یہ لوگ ایمان قبول کر کے اپنی قوم کی طرف واپس گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں قبیلہ خزرج میں سے یہ چھ شخص تھے۔ منجملہ ان کے بعض بنی نجار میں سے تھے جو تیم اللہ کے نام سے مشہور تھے پھر بنی مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج بن حارثہ بن عامر میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار جن کی کنیت ابوامامہ ہے اور عوف بن حرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار اور ان کو ابن اعفرا بھی کہتے ہیں۔

اور بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج میں سے رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔

اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج میں سے پھر بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد۔ بن ہشام کہتے ہیں سواد کا کوئی بیٹا غنم نام نہیں تھا اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رئاب بن نعمان بن مناب بن عبید تھے۔ یہ سب لوگ مدینہ میں اپنی قوم کے پاس آئے رسولِ خدا کا ان سے ذکر اور اسلام کی دعوت دی۔ یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں کوئی ایسا نہ تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر نہ ہوتا ہو۔

بیعت عقبہ اولیٰ

جب یہ سال تمام ہوا اور آئندہ موسم حج آیا تو انصار میں سے بارہ شخص حج کو آئے اور مقام عقبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ یہی پہلی بیعت عقبہ ہے اور جہاد کے فرض ہونے سے پہلے ہوئی ہے ان لوگوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

بنی نجار یعنی مالک بن نجار میں سے اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار یعنی ابوامامہ اور عوف اور معاذ ابنا الحرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار ان دونوں کی ماں کا نام عضراء تھا۔ دونوں بیٹے اور بنی زریق بن عامر میں سے مافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق اور ذکران بن عبد قیس بن خُلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق۔

اور بنی عوف بن خزرن ثم من۔ بنی غنم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج میں سے جن کو قواقل[1] کہتے ہیں۔ عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم۔ اور ابوعبدالرحمٰن یعنی یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ جو بنی غصینہ میں سے ان کے حلیف تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں قواقل کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب ان سے کوئی شخص پناہ مانگتا تو یہ اُس کو ایک تیر دے کر کہتے کہ جا یثرب یعنی مدینہ میں۔ جہاں چاہے رہو۔ قو قلہ رفتار کو کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی سالم بن عوف بن خزرج کی شاخ بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم

[1] بعض نسخوں میں لفظ قوافل لکھا ہوا ہے۔ (محمد اسمٰعیل)

بن خزرج کی شاخ بنی حرام بن کعب بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد اوراوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ۔ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے ابوالہیثم بن تیہان جس کا نام مالک ہے۔اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے عویم بن ساعدہ یہ لوگ آئے تھے۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ ہم بارہ آدمی حضور سے بیعت کرنے مدینہ سے آئے تھے۔مقام عقبہ میں ہم نے حضور سے ان باتوں پر بیعت کی کہ سوا خدا کے ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔اور چوری اور زنا اور اولاد کے قتل سے بازرہیں اور کسی بے گناہ پر افترا نہ باندھیں اور حضورؐ کے حکم سے سرتابی نہ کریں پھر حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم اس بیعت کو پورا کرو گے تو تمہارے واسطے جنت ہے اور اگر تم سے خطا ہوئی اور پھر اس حد شرعی دنیا میں تم پر جاری ہوگئی پس وہ حد اس گناہ کا کفارہ ہے اور اگر خدا نے تمہاری پردہ پوشی کی اور حد تم کو نہ لگی تو قیامت کے روز خدا کو اختیار ہے چاہے عذاب کرے چاہے بخش دے۔

آنحضرت کا مصعب بن عمیر کو انصار کی تعلیم وتربیت کے لئے مدینہ بھیجنا

جب یہ لوگ رخصت ہوئے تو حضورؐ نے مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصٰے کو ان کے ساتھ کیا تا کہ اِن کو قرآن شریف پڑھائیں اور احکام اسلام تعلیم کریں چنانچہ مدینہ میں مصعب **مقرئ بالمدینہ** کہلاتے تھے اور ابوامامہ کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔[1] مصعب ہی ان لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے کیونکہ اوس اور خزرج ایک دوسرے کا امام بننا پسند نہ کرتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب میرے والد کعب بن مالک نابینا ہو گئے تو میں ان کو جمعہ کی نماز کے واسطے مسجد میں لے جاتا تھا۔ جب وہ اذان کی آواز سنتے تو ابوامامہ کے واسطے دعا کرتے تھے۔ میں نے ایک روز ان سے دریافت کیا کہ حضرت اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ جب اذان سنتے ہیں تو ابوامامہ کے واسطے دعا کرتے ہیں۔انہوں نے کہا اے فرزند اس کی وجہ یہ ہے کہ ابوامامہ ہی کی برکت سے ہم لوگ مدینہ میں مسلمان ہوئے ہیں۔اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ میں بنی بیضا کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام چشمۂ نضمات تھا ہمیں جمعہ کی نماز پڑھاتی تھی۔

---

[1] بعض نسخوں میں ابوامامہ کی بجائے سعد بن ندارہ کا نام لکھا ہوا ہے۔(محمد اسمٰعیل)

میں نے پوچھا اُس روز آپ کتنے آدمی تھے فرمایا چالیس۔

مصعب بن عمیر کی تبلیغ کا دلچسپ واقعہ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ایک روز ابوامامہ مصعب بن عمیر کو اپنے ساتھ لے کر بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کی طرف چلے اور بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ جو ابوامامہ کے خالہ زاد بھائی سعد بن سواد بن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل کا تھا (ظفر کا نام کعب بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہے) اس باغ میں ایک کنواں تھا جس کا بیر مرق کہتے تھے یہ دونوں یعنی ابوامامہ اور مصعب بن عمیر اس باغ کے اندر بیٹھ گئے اور چند اور نومسلم بھی ان کے پاس آ کر جمع ہوئے۔ تھوڑی دیر میں سعد بن معاذ اور اُسید بن حُضیر کو اس کی خبر ہوئی اور یہ ابھی اسلام نہیں لائے تھے اور اپنی قوم عبدالاشہل کے سردار تھے۔ سعد بن معاذ نے اُسید بن حضیر سے کہا کہ تم ان دونوں شخصوں یعنی ابوامامہ اور مصعب کو میرے باغ سے نکال آؤ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے جاہلوں کو بہکا کر مسلمان کر لیں گے اور چونکہ ابوامامہ میرا خالہ زاد بھائی ہے اس سبب سے میں تو نہیں جاتا تم جاؤ۔ اسید بن حُضیر اپنی تلوار لے کر باغ میں آیا۔ ابوامامہ نے جو اُسید کو دیکھا مصعب سے کہا کہ یہ شخص جو آتا ہے اپنی قوم کا سردار ہے۔ اس کو اسلام کی تلقین کرواتے میں اُسید بھی سخت وسست کہتا ہوا آ گیا۔ اور ان دونوں سے کہنے لگا تم یہاں اس واسطے آئے ہو کہ جاہلوں کو گمراہ کرو جاؤ یہاں سے نکل جاؤ۔ مصعب نے اُس سے کہا اگر تم ذرا بیٹھو تو میں تم سے ایک بات کہوں۔ اگر تم کو اچھی معلوم ہو تو اس کو قبول کرنا ورنہ جو تمہارا جی چاہے وہ کرنا۔ اس نے کہا یہ بات تم نے انصاف کی کہی ہے پھر اُسید نے اپنی تلوار رکھ دی اور بیٹھ گیا۔ مصعب نے اس کو اسلام کی تلقین کی اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ قرآن کے سنتے ہی اُسید کے چہرہ پر نور اسلام روشن ہوا۔ اور کہنے لگا۔ سبحان اللہ کیا اچھا کلام ہے پھر کہا جب تم اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کیا کرتے ہو۔ اِن دونوں نے کہا پہلے تم غسل کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو پھر حق کی گواہی دو یعنی کلمہ شہادت پڑھو اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھو۔ اُسید بن حُضیر نے اُسی وقت غسل کیا۔ کپڑے دھوئے پھر کلمہ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی پھر مصعب اور ابوامامہ سے کہا کہ ایک اور شخص ہے اگر اس نے بھی تمہارا دین قبول کر لیا تو پھر اس کی قوم میں سے کوئی شخص بغیر اسلام لائے باقی نہ رہے گا۔ میں اس کو ابھی تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ پھر اُسید اس جگہ آیا جہاں سعد بن معاذ چند لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ سعد بن معاذ نے اُسید کو دیکھتے ہی اپنے لوگوں سے کہا کہ دیکھو اُسید جس صورت سے گیا تھا اس صورت سے نہیں آ رہا ہے اب تو اس کی کچھ اور ہی صورت معلوم ہوتی ہے۔ پھر

جب اُسید اُس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا اے اُسید کیا کر آیا۔ اُسید نے کہا میں ان دونوں کے پاس گیا اور ان میں مَیں نے کچھ برائی نہیں دیکھی۔ میں نے ان کو وہاں بیٹھنے سے منع کیا۔ انہوں نے کہا اچھا تمہاری مرضی ہم چلے جائیں گے مگر اس قصہ کو چھوڑو ایک نئی خبر یہ معلوم ہوئی کہ بنی حارثہ کے لوگ ابوامامہ کے قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ ابوامامہ تیرا خالہ زاد بھائی ہے۔ پس ان لوگوں کو جو تم سے عداوت ہے اسی سبب سے انہوں نے ابوامامہ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے وہ اسے قتل کر کے تمہیں لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ سعد بن معاذ یہ سنتے ہی غضب آلود ہو کر اُٹھا اور اپنی تلوار لے کر چلا اور اُسید سے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ تُو نے کچھ بھی نہیں کیا اور سعد بن معاذ ان دونوں کے پاس آیا جب ان کو اطمینان سے بیٹھے دیکھا تو سمجھا کہ اُسید نے صرف میرے یہاں بھیجنے کے واسطے یہ بہانہ کیا تھا اور ان دونوں یعنی ابوامامہ اور مصعب کو سخت وسست کہتا ہوا ان کے پاس آیا پھر ابوامامہ سے کہا اے ابوامامہ اگر تمہاری مجھ سے ایسی قرابت قریبہ نہ ہوتی تو ہرگز تمہاری یہ مجال نہ تھی کہ تم ہمارے گھر میں آ کر ایسی باتیں کرتے جو ہم کو ناگوار ہوں۔ مصعب بن عمیر نے اس سے کہا اگر تم بیٹھ جاؤ تو میں تم سے ایک بات کہوں اگر تمہاری پسند آئے تو اس کو قبول کرنا ورنہ تم کو اختیار ہے۔ سعد بن معاذ نے کہا یہ بات تم نے درست کہی ہے۔ اپنی تلوار کو رکھ کر بیٹھ گیا۔ مصعب نے اس کو بھی تلقین اسلام کی اور قرآن شریف پڑھ کر سنایا۔ قرآن پاک سنتے ہی اس کے چہرہ پر بھی نورِ اسلام روشن ہوا اور اس نے کہا جب تم لوگ اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کیا کرتے ہو۔ مصعب نے کہا پہلے تم غسل کرو اور کپڑوں کو پاک کر کے کلمہ شہادت پڑھو۔ پھر دو رکعت نماز ادا کرو۔ چنانچہ سعد بن معاذ نے ایسا ہی کیا اور پھر اپنی تلوار لے کر اپنی قوم کی طرف گیا۔ جب اس کی قوم نے اس کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ قسم ہے خدا کی جس صورت سے معاذ گیا تھا اس صورت سے نہیں آتا ہے پھر جب معاذ ان لوگوں کے پاس پہنچے اُن سے کہا اے بنی عبدالاشہل تم لوگ مجھ کو کیسا سمجھتے ہو۔ انہوں نے کہا تم ہمارے سردار اور ہم میں افضل اور بہتر اور صاحب رائے اور عقلمند ہو۔ معاذ نے کہا پس میں تم سے کہتا ہوں کہ آج سے مجھ کو تمہارے مرد عورت اور بچہ بوڑھے سب سے کلام کرنا حرام ہے جب تک کہ تم اسلام نہ قبول کرو۔ اس پر شام سے پہلے بنی عبدالاشہل کی ساری قوم مسلمان ہوگئی۔

ادھر ابوامامہ اور مصعب نے لوگوں کو تلقین کرنی شروع کی یہاں تک کہ انصار میں سے کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں مرد وعورت سب مسلمان ہو گئے ہوں۔ سوا بنی بنی امیہ بن زید اور خطمہ اور وائل اور واقف کے قبیلوں کے جو بنی اوس میں سے تھے یہ اسلام نہیں لائے تھے کیونکہ ان میں ایک شاعر ابوقیس بن اسلت تھا۔ اس کا نام صیفی تھا۔ وہ ان کا شاعر بھی تھا اور سردار بھی اور یہ لوگ اس کی بہت مانتے تھے۔ پس وہ ان کو اسلام

سے روکے رہا یہاں تک کہ حضورؐ نے مدینہ میں ہجرت فرمائی اور بدر اور اُحد اور خندق کے واقعات بھی ہو چکے۔

بیعت عقبہ ثانیہ

جب دوسرے سال حج کا موقعہ قریب آیا۔ تو مصعب بن عمیر مدینہ میں سے مسلمانوں کے ساتھ حج کے واسطے مکہ آئے اور حضور سے ملاقات کرنے کے واسطے مقام عقبہ میں ایام تشریق کا درمیانی روز مقرر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ ان لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور امداد کرنے کا شرف بخشے اور ان کے ذریعہ سے کفار کا قتل و غارت عمل میں آئے۔

کعب سے روایت ہے (اور یہ اُن لوگوں میں سے ہے جو اس بیعت میں حاضر تھے) کہ ہم اپنی قوم کے ساتھ جس میں مسلمان بھی تھے اور مشرکین بھی حج کرنے چلے اور ہم میں ہمارے سردار اور بزرگ براء بن معرور بھی تھے اور ہم لوگ نماز بھی پڑھتے تھے اور دین کی باتوں سے واقف بھی ہو گئے تھے۔ پس جب ہم مدینہ سے نکلے تو ہمارے سردار براء نے ہم سے کہا اے لوگو! ایک بات میری رائے میں آئی ہے نہ معلوم تمہاری رائے کے موافق ہو یا نہ ہو۔ ہم نے کہا وہ کیا رائے ہے۔ کہا میرا دل نہیں چاہتا کہ میں کعبہ کی طرف پشت کر کے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھوں۔ میرا تو یہی جی چاہتا ہے کہ کعبہ ہی طرف نماز پڑھوں۔ کعب کہتے ہیں ہم لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو یہی سنا ہے کہ ہمارے نبی بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہیں پس ہم ان کی مخالفت نہیں کر سکتے۔ براء نے کہا میں تو کعبہ کی طرف نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ نماز کا جب وقت ہوتا ہم سب لوگ تو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے اور براء کعبہ کی طرف پڑھتے۔ یہاں تک کہ جب ہم مکہ میں پہنچے اور ہم براء کو اس بات پر بہت بُرا کہتے تھے۔ پس مکہ میں براء نے مجھ سے کہا کہ اے کعب چل رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے سفر کی اس کارروائی کی نسبت دریافت کروں گا۔ کیونکہ مجھ کو تمہاری مخالفت کرنے سے بڑا فکر ہے۔ کعب کہتے ہیں پس ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے کو چلے اور پہلے کبھی ہم نے حضورؐ کو نہ دیکھا تھا اس لئے ہم آپ کو پہچانتے نہ تھے راستہ میں ہم کو مکہ کا رہنے والا ایک شخص ملا اس سے ہم نے حضورؐ کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کہا کیا تم نے کبھی ان کو دیکھا ہے۔ ہم نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تم نے اُن کے چچا عباس کو دیکھا ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ ان کو دیکھا ہے۔ کیونکہ وہ اکثر مالِ تجارت لے کر مدینہ آیا کرتے ہیں۔ اس شخص نے کہا پس جب تم کعبہ کی مسجد میں داخل ہو گے اور عباس کے پاس ایک شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھو گے تو وہ وہی ہوں گے۔ کعب کہتے ہیں پس ہم مسجد میں داخل ہوئے اور

عباس کے پاس ہم نے حضور کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ہم نے آپ کو سلام کیا۔ اور آپ کے پاس بیٹھے۔ پس حضورؐ نے عباس سے فرمایا اے ابوالفضل تم ان دونوں شخصوں کو جانتے ہو۔ عباس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ یہ براء بن معرور اپنی قوم کے سردار ہیں اور یہ کعب بن مالک ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ کعب جو شاعر ہیں۔ عباس نے کہا ہاں۔ پھر براء بن معرور نے عرض کیا یا نبی اللہ میں اس سفر میں جو روانہ ہوا تو مجھ کو خدا نے اسلام کی ہدایت کی میں نے اس کعبہ کی طرف نماز پڑھی اور میرے ساتھی سب مخالف تھے۔ اب میں حضورؐ سے دریافت کرنے حاضر ہوا ہوں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا تم جس قبلے پر پہلے تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا۔ پھر اس دن سے براء بھی شام کی طرف نماز پڑھنے لگے۔ راوی کہتا ہے کہ براء کے گھر کے بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ براء نے شام کی طرف نماز نہیں پڑھی آخر وقت تک کعبہ ہی کی طرف پڑھی۔ یہ اُن کی غلط بیانی ہے ہم کو اُن سے زیادہ معلوم نہیں ہے۔

کعب کا بیان ہے کہ پھر ہم حج کے واسطے چلے اور حضور نے ہم سے ملاقات کے واسطے وسط ایام تشریق کا وعدہ فرمایا۔ جب ہم حج سے فارغ ہو گئے اور حضورؐ کی ملاقات کی شب آئی اور ہمارے ساتھ ابو جابر عبداللہ بن عمرو بن حرام ہمارے سردار اور بزرگ ہمارے ساتھ تھے اور ہم اپنا راز مشرکین سے جو ہماری قوم کے تھے ظاہر نہ کرتے تھے مگر ہم نے اپنے سردار عبداللہ سے کہا اے ابو جابر تم ہمارے سردار اور بزرگ ہو ہم کو بڑا افسوس ہے کہ تم دوزخ کے ایندھن بنو گے اور اس میں جلتے رہو گے۔ اس لئے مناسب ہے کہ مسلمان ہو جاؤ۔ انہوں نے ہماری دعوت قبول کر لی اور مسلمان ہو گئے۔ اس وقت ہم نے اُن سے حضور کی تشریف آوری کا ذکر کیا۔ کہتے ہیں اس رات میں ہم ایک تہائی شب کے گزرنے تک سو رہے پھر اپنے ڈیروں سے نکل کر عقبہ کی گھاٹی میں جمع ہوئے اور ہم اس وقت تہتر آدمی تھے اور دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں ایک نسیبہ بنت کعب جس کو اُم عمارہ کہتے ہیں اور جو بنی مازن بن بخار میں سے تھی اور دوسری اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی جو بنی سلمہ میں سے تھی اور اسی کو اُم منیع بھی کہتے ہیں۔ پس ہم اُس گھاٹی میں اکٹھے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ تشریف لائے۔ عباس اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے مگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ہر طرح سے کرتے تھے اور آپ کے کام کی رونق چاہتے تھے پس پہلے عباس نے اس طرح سے گفتگو شروع کی کہ اے معشر خزرج تم اس بات کو خوب جانتے ہو کہ محمدؐ ہمارے اندر جو وقعت اور عزت رکھتے ہیں اور ہم ان کے مخالفین سے ان کے محافظ اور ان کو بچانے والے ہیں مگر ان کا اب خود یہ ارادہ ہے کہ یہ اس شہر کو چھوڑ کر تمہارے شہر

میں چلے جائیں اور تم سے مل جائیں۔ پس اگر تم اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ تم جس بات کی طرف ان کو بلاتے ہو اس کو پورا کرسکو گے اور ان کے دشمنوں سے ان کو محفوظ رکھو گے تو تم اس کام کو کرو۔ اور اگر تم سے یہ بات نہ ہو سکے تو بہتر ہے کہ تم اسی وقت جواب دے دو کیونکہ محمدؐ اس وقت ہماری حفاظت میں ہیں ایسا نہ ہو کہ تم یہاں سے ان کو لے جا کر دشمنوں کے حوالے کر دو۔ کعب کہتے ہیں ہم نے عباس سے کہا کہ ہم نے تمہاری ساری گفتگو سن لی۔ پھر ہم نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ کو خود جو کچھ فرمانا ہو وہ فرمائیں اور خدا کے احکام کے متعلق یا اپنی ذات کے متعلق جو کچھ عہد ہم سے لینا ہو وہ لے لیں۔ کہتے ہیں پس حضورؐ نے پہلے تو قرآن شریف پڑھ کر سنایا اور خدا کی طرف رغبت دلائی بعد ازاں فرمایا کہ میں تم سے اس بات کی بیعت لیتا ہوں کہ میری ایسی حمایت کرو جیسے کہ تم اپنی عورتوں اور اولاد کی کرتے ہو۔ کعب کہتے ہیں پس یہ سنتے ہی براء بن معرور نے حضور کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا ہاں بیشک قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم آپ کی ایسی حمایت اور حفاظت کریں گے جیسی کہ اپنے اہل وعیال کی کرتے ہیں۔[1] کعب کہتے ہیں پھر اس کے بعد ہم سب نے حضورؐ کی بیعت کی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم جنگ جُو لوگ ہیں اور حرب و پیکار ہماری وراثت میں بزرگوں سے چلی آتی ہے۔ کہتے ہیں پھر ابوالہیثم بن تیہان نے عرض کیا یارسول اللہ ہمارے اور یہودیوں کے درمیان میں قدیمی عداوت ہے اور ہم کو یہ خیال ہے کہ جس وقت خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غلبہ دیا تو شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو چھوڑ کر اپنی قوم سے نہ مل جائیں۔ ابوالہیثم کے اس کلام کو سن کر آپؐ نے تبسم کیا اور فرمایا نہیں اس بات سے تم اطمینان رکھو جس سے تم لڑو گے اس سے میں لڑوں گا اور جس سے تم صلح کرو گے اس سے میں صلح کروں گا تمہارا ذمہ میرا ذمہ ہے اور تمہاری حُرمت میری حُرمت ہوگی۔ میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہوگا۔

کعب کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے لوگوں میں سے بارہ آدمی میرے سامنے پیش کرو تا کہ میں اُن کو اُن کی قوم پر نقیب بناؤں۔ چنانچہ بارہ شخص آپ کے سامنے پیش کئے گئے جن میں نو

---

[1] اللہ تعالیٰ ہزار در ہزار رحمت نازل فرمائے انصار کی پاک روحوں پر۔ انہوں نے جو کچھ کہا اس سے ہزار درجہ زیادہ کر کے دکھا دیا بلکہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت، نصرت اور امداد کے مقابلہ میں اپنے اہل و عیال کی کچھ حقیقت نہ سمجھی اور اپنی جان، مال اور عزت آبرو۔ بیوی بچے عزیز اور رشتہ دار غرض سب کو آنحضورؐ کی ذات اقدس پر قربان کر دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسے پیکر صدق وخلوص اور ایسے جاں نثار حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کسی نبی کو میسر نہیں آئے۔ (محمد اسمٰعیل)

خزرج میں سے اور تین اوس میں سے تھے۔

انصار کے بارہ نقیبوں کے نام

ابن اسحٰق کا قول ہے کہ بنی خزرج میں سے یہ لوگ نقیب مقرر ہوئے۔

1۔ابوامامہ جن کا نام اسعد بن زرارہ بن عدس بن عُبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن بخار ہے۔

2۔سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امریٔ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج۔

3۔عبداللہ بن رواحہ بن امریٔ القیس بن عمرو بن امریٔ القیس۔

4۔رافع بن مالک بن عجلان۔

5۔براء بن معرور بن صخر بن خنسار بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارده بن تزید بن جشم بن خزرج۔

6۔عبداللہ بن عمرو بن خزام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سادره۔

7۔عبادہ بن صامت بن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج۔(غنم بن عوف سالم بن عوف کا بھائی تھا)

8۔سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج۔

9۔مندز بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج (یہ وہی شخص ہے کس کو ابن حنیش کہتے ہیں)

اور بنی اوس میں سے یہ لوگ نقیب ہوئے۔

10۔اُسید بن حضیر بن سماک بن عتیک رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

11۔سعد بن خثیمہ بن حرث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امریٔ القیس بن مالک بن اوس۔

12۔رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنیر بن زید بن اُمیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک

بن اوس (بعض اہلِ علم بجائے رفاعہ کے ابوالہیثم بن تیہان کو شمار کرتے ہیں)

ابن اسحٰق کہتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن نُقباء سے فرمایا کہ تم اپنی اپنی قوموں پر کفیل ہو جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے اور مَیں کُل اپنی قوم یعنی اہلِ اسلام پر کفیل ہوں سب نے عرض کیا بہت بہتر۔

بیعت عقبہ ثانیہ کا پورا واقعہ

عاصم بن عمر بن قتادہ کی روایت ہے کہ جب مقام عقبہ میں انصار حضور سے بیعت کرنے کے واسطے تیار ہوئے تو عباس بن عبادہ بن نضلہ انصاری نے کہا اے معشر خزرج تم جانتے بھی ہو کہ تم کس بات پر ان صاحب سے بیعت کر رہے ہو۔ سب نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں کہا یہ اس بات کی بیعت ہے کہ ہر ایک سرخ وسیاہ آدمی سے تم کو لڑنا ہوگا۔ پس اگر تم یہ دیکھو کہ جب تمہارے مال برباد ہوں گے اور تمہارے اشراف قتل ہو جائیں گے اُس وقت تم ان سے پھر جاؤ گے تو اِسی وقت اِس بیعت کو ترک کر دو۔ قسم ہے خدا کی اگر اُس وقت تم نے ایسا کیا تو دنیا وآخرت کی ذلت تم کو نصیب ہوگی۔ اور تم یہ جانتے ہو کہ چاہے کیسی ہی مصیبت تم کو پہنچے مال برباد ہو یا اشراف قتل ہوں تم اپنی بیعت پر قائم رہو گے۔ تو پھر بسم اللہ کر کے بیعت کر لو کیونکہ اس میں تمہارے واسطے دین و دنیا کی خیر وخوبی ہے۔ سب نے کہا ہم ان سب باتوں کی بیعت کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ یا حضورؐ جب ہم اس عہد پر پورے اُتریں تو ہمارے واسطے کیا بدلہ ہے۔ فرمایا جنت۔ انہوں نے عرض کیا پس آپؐ اپنا ہاتھ پھیلایئے۔ حضورؐ نے ہاتھ پھیلایا۔ انہوں نے بیعت کی۔ عاصم بن عمر بن قتادہ کا قول ہے کہ عباس نے یہ تقریر اسی واسطے کی تھی تا کہ عقد مضبوط ہو جائے اور حضورؐ کا حلقۂ اطاعت اُن کے گوشِ دل میں مستحکم ہو اور عبد بن ابی بکر یہ کہتے ہیں کہ عباس نے یہ بات اس واسطے کہی تھی تا کہ یہ عقد اس شب ملتوی رہے تو عبداللہ بن ابی بن سلول بھی آن کر اس میں شریک ہو جائے اور کلام زیادہ مضبوط ہو۔ اصل حقیقت خدا جانے کہ کونسی بات تھی۔

(سلول) بنی خزاعہ میں سے ایک عورت تھی جو ابی بن مالک بن حارث بن عُبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج کی ماں تھی)

بنی بخار کا یہ قول ہے کہ سب سے پہلے ابوامامہ نے بیعت کی اور بنی عبدالاشہل یہ کہتے ہیں کہ ابوالہیثم بن تیہان نے سب سے پہلے بیعت کی۔ کعب بن مالک کا یہ قول ہے کہ سب سے پہلے براء بن معرور نے بیعت کی پھر ان کے بعد اور ساری قوم نے بیعت کی۔

ایک شیطان کی شیطنت

کہتے ہیں جب ہم لوگ بیعت کر چکے تو عقبہ کی پہاڑی کے اوپر سے شیطان نے زور کے ساتھ آواز دی ایسی ثقیل آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی کہنے لگا اے مکانوں کے رہنے والو! مذمم کی تم کو کیا ضرورت ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر اپنے دین قدیم سے گمراہ ہو جاؤ۔ حضورؐ نے فرمایا یہ یہاں کا شیطان ہے۔ اس کا نام ابن ازیب ہے پھر اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے دشمنِ خدا سن لے۔ قسم ہے خدا کی میں تیری خبر لوں گا۔ پھر انصار سے حضورؐ نے فرمایا کہ اب تم نے اپنے ڈیروں میں جا کر آرام کرو۔ عباس بن عبادہ نے عرض کیا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو ہم صبح ہی اہلِ منٰی پر تلواریں لے کر جا پڑیں۔ حضورؐ نے فرمایا ابھی مجھ کو اس بات کا حکم نہیں دیا گیا۔ بس تم اپنے ڈیروں میں چلے جاؤ۔ اس پر ہم ڈیروں میں چلے آئے اور سو رہے۔ جب صبح ہوئی تو وہیں ہمارے ڈیروں میں قریش کے بڑے بڑے لوگ آن موجود ہوئے اور کہنے لگے اے گروہِ خزرج ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم ہمارے آدمی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئے ہو تا کہ ان کو ہمارے ہاں سے لے جاؤ۔ اور ان سے تم نے ہمارے خلاف لڑنے پر بیعت کی ہے۔ قسم ہے خدا کی تمام قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ سے جنگ ہونے کا ہم کو افسوس نہیں ہوگا مگر تم سے جنگ ہونے کا ہمیں افسوس ہوگا۔ ہماری قوم میں جو مشرک تھے اُن کو ہماری اس کارروائی کی خبر نہ تھی وہ کہنے لگے قسم ہے خدا کی ہم کو مطلق خبر نہیں اور نہ ہم نے محمدؐ سے بیعت کی اور واقعی ان کو خبر نہ تھی اور ہم مسلمانوں میں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر خاموش ہو رہتا تھا۔ پھر قریش کے لوگ ہمارے پاس سے اٹھ کر چلنے لگے۔

حارث بن ہشام کی جوتیاں

کہتے ہیں ان میں ایک شخص حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بہت عمدہ اور نئی جوتیاں پہنے ہوئے تھا۔ میں نے ابو جابر سے کہا کہ تم سے جو ہمارے سردار ہو کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ایسی جوتیاں تم بھی بنوالو جیسی کہ اس قریشی جوان کے پاس ہیں میری یہ بات سن کر اسی قریشی نے اپنی جوتیاں مجھ پر پھینک دیں اور کہا تم کو خدا کی قسم ہے ان کو پہن لو۔ ابو جابر نے مجھ سے کہا اس کی جوتیاں واپس کر دو میں نے کہا ہرگز نہیں یہ اس وقت اچھی فال آئی ہے اگر یہ فال درست ہے تو میں ایک دن اس کا سب کچھ چھین لوں گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن ابی بکر نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ پھر یہ لوگ عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس آئے اور اس کو نصیحت کی۔ اس نے کہا یہ کام بڑا بھائی ہے اور میری قوم مجھ کو اسلام اختیار نہ کرنے

دے گی۔غرضیکہ حیلے کرنے لگا۔لوگ اس کے پاس سے چلے آئے۔

سعد بن عبادہ کی گرفتاری اور رہائی

جب انصار نے منٰی سے کوچ کیا تو قریش ان کی تاک میں تھے مگر ان کا قافلہ ان کی زد سے دور نکل گیا صرف دو شخص پیچھے رہ گئے تھے اور یہ دونوں نقیب تھے ایک سعد بن عبادہ اور دوسرے منذر بن عمرو مگر منذر بن عمرو بھی قریش کے ہاتھ نہ آیا۔سعد بن عبادہ کو انہوں نے پکڑ لیا اور مارتے پیٹتے ہوئے مکہ میں لائے۔ سعد کا قول ہے کہ جب لوگ مکہ میں مجھ کو لئے جا رہے تھے کہ قریش کے چند لوگوں کا ایک گروہ آیا اور اُس میں ایک خوبصورت شخص تھا جس کی پیشانی سے خوش اخلاقی معلوم ہوتی تھی ہاتھ اس کے چھوٹے چھوٹے تھے اس کی صورت دیکھ کر مجھ کو امید ہوئی کہ یہ شخص ضرور میرے ساتھ نیک سلوک کرے گا اور اگر اس سے نیک سلوک نہ ہوا تو پھر کسی سے ایسی اُمید نہیں ہوسکتی مگر اس شخص نے آتے ہی ایک گھونسا زور سے مجھ کو مارا۔ میں نے اپنے دل میں کہا قسم ہے خدا کی جب ایسے شخص سے بھلائی نہ ہوئی تو اور کسی سے کیا ہوگی۔غرضیکہ اسی حالت میں وہ لوگ مجھ کو گھسیٹتے لے جا رہے تھے کہ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو قریش میں سے کسی شخص سے تیرا عہد یا پناہ کا واسطہ ہے یا نہیں۔میں نے کہا ہاں دو شخصوں سے ہے میں ان کو پناہ دیتا ہوں جب وہ میرے ملک میں تجارت کے واسطے آتے ہیں ایک جبیر بن مطعم ہے اور دوسرا حارث بن حرب بن امیہ ہے۔اس شخص نے کہا تجھ کو خرابی ہو اُن کا نام لے کر پکار اور کہہ کہ میں اُن کی پناہ میں ہوں اور بیان کر کہ میں ہمیشہ ان کو پناہ دیا کرتا ہوں۔سعد کہتے ہیں پس میں اُن کا نام لے کر پکارا اور وہ شخص ان دونوں کو تلاش کرنے چلا چنانچہ مسجد حرام میں کعبہ کے پاس ان کو پایا ان سے کہا کہ خزرج کا ایک شخص تم دونوں کا نام لے کر پکار رہا ہے اور لوگ اس کو مار رہے ہیں۔وہ بیان کرتا ہے کہ وہ تم دونوں کو پناہ دیا کرتا ہے۔انہوں نے پوچھا وہ کون ہے۔اس نے کہا سعد بن عبادہ ہے انہوں نے کہا وہ سچ کہتا ہے بیشک وہ ہم کو پناہ دیتا ہے اور لوگوں کے ظلم سے بچاتا ہے۔سعد کہتے ہیں پس وہ دونوں شخص یعنی جبیر بن مطعم اور حارث بن حرب آئے اور مجھ کو انہوں نے بچایا۔وہ شخص جس نے سعد کے گھونسا مارا تھا بنی عامر بن لوئی میں سے سہیل بن عمرو تھا۔اور جس نے سعد کو آواز دینے کے واسطے کہا تھا اور پھر جبیر اور حارث کو بلانے گیا تھا وہ ابوالبختر ی بن ہشام تھا۔

عمرو بن جموح کے بت کا دلچسپ قصہ

جب یہ لوگ مدینہ میں آئے تو اسلام کو انہوں نے بہت رونق دی اور جو جو بوڑھے اور پرانے لوگ ان کی

قوم میں کفر پر قائم تھے ان کو بھی مسلمان کیا چنانچہ ایک شخص عمرو بن جموح تھے اور ان کا بیٹا معاذ بن عمر بن عقبہ میں حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کر آیا تھا اور یہ عمرو بن جموح اپنی قوم کے سردار اور شریف تھے انہوں نے ایک لکڑی کا بت جس کا نام مناۃ تھا اپنے گھر میں بنا کر رکھ چھوڑا تھا اور اسی کی پرستش کیا کرتے تھے اور کل عرب میں ایسا ہی قاعدہ تھا پس جب ان کی قوم بنی سلمہ کے چند نوجوان جیسے کہ ان کے بیٹے معاذ اور معاذ بن جبل وغیرہ مسلمان ہو گئے وہ یہ کرنے لگے کہ جس وقت رات کو عمرو بن جموح سو جاتے اُس بت کو اٹھا کر لے جاتے اور کسی مزبلہ میں اُوندھا ڈال دیتے صبح کو جب عمر اٹھتے اور اس بت کو نہ دیکھتے اس کو ڈھونڈنے باہر نکلتے اور اُس مزبلہ سے نکال کر اس کو دھوتے اور عطر وغیرہ اُس کو لگا کر رکھتے۔ جب کئی رات یہ واقعہ ہوا تب عمرو بن جموح نے اُس بت سے کہا کہ مجھ کو تو خبر نہیں کہ تیرے ساتھ یہ کارروائی کون کرتا ہے لے یہ تلوار لے اور جو تیرے ساتھ گستاخی کرتا ہے اس سے اپنا بدلہ لے۔ یہ کہہ کر تلوار اس کے گلے میں ڈال دی اور خود سو گئے۔ اُن جوانوں نے آن کر وہ تلوار اس کے گلے میں سے لے لی اور ایک کتے کو مار کر رسی سے اُس بت کے ساتھ باندھا اور ایک پرانے گڑھے میں جس میں لوگوں کی نجاستیں پڑی تھیں اُس بت کو اوندھا پھینک آئے۔ صبح کو جو عمرو بن جموح اُٹھے پھر اُس بت کو غائب پایا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس گڑھے پر پہنچے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بُت کتے کے ساتھ بندھا ہوا اُوندھا پڑا ہے۔ جب یہ ہئیت اس کی انہوں نے دیکھی اور ان کی قوم کے لوگوں نے بھی ان کو اسلام کی ترغیب دی تو انہوں نے اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ اور پھر انہوں نے گمراہی سے نکلنے اور شاہراہ ہدایت پر آنے کا جناب باری تعالیٰ میں بڑا شکریہ ادا کیا۔

بیعت اولیٰ وثانیہ کی شرائط

ابن اسحاق کا قول ہے کہ جہاد کی شرط عقبہ کی پہلی بیعت میں نہ تھی کیونکہ اُس وقت تک حضورؐ کو حکم نہ ہوا تھا۔ جب آپ کو حکم ہوا تب آپ نے عقبہ کی بیعت ثانیہ میں کفار سے لڑنے اور اپنی حفاظت کے متعلق بیعت لی اور اس کے پورا کرنے کا بدلہ ان کے واسطے جنت فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبادہ بن صامت سے روایت ہے اور یہ نقیب اور ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے پہلی اور دوسری دونوں بیعتیں کی تھیں یہ کہتے ہیں ہم نے دوسری بیعت حضورؐ سے جہاد پر کی تھی اور پہلی بیعت صرف خدا اور سول کی ہر حال میں اطاعت اور سرداری میں جھگڑا نہ کرنے اور اس بات پر تھی کہ خدا کے معاملہ میں ہم کسی کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔

بیعت عقبہ ثانیہ کے بیعت کنندگان

اس موقع پر جن لوگوں نے قبیلہائے اوس اور خزرج میں سے حضورؐ کی مقام عقبہ میں بیعت کی تھی ان کے نام یہ ہیں اور یہ کل تہتّر مرد اور دو عورتیں تھیں۔

اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے اُسید بن حُضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرئ القیس بن زید عبدالاشہل یہ نقیب تھے اور جنگ بدر میں حاضر نہ تھے۔ اور ابوالہیثم بن تیہان جن کا نام مالک ہے یہ بدر میں شریک تھے اور سلمہ بن سلامہ بن وقیش بن زعبہ بن زعورا[1] بن عبدالاشہل یہ بدر میں موجود تھے۔ اس قبیلہ کے یہ تین شخص ہیں اور بنی حارثہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے تھے ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ اور ابو بردہ بن دینار جن کا نام ہانی بن دینار ہے بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ذہنی بن بل بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ یہ اس قبیلہ کے حلیف تھے اور بدر میں شریک ہوئے تھے اور نُہیر بن ہشیم بنی نابی بن مجدعہ بن حارثہ میں سے یہ تین شخص تھے اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے سعد بن خیثمہ بن حرث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن سلم بن امرئ القیس بن مالک بن اوس یہ نقیب تھے اور بدر میں شریک تھے اور اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ان کا نسب ابن اسحاق نے بنی عمرو بن عوف سے بیان کیا ہے حالانکہ یہ بنی غنم بن سلم میں سے تھے۔ کیونکہ بعض اوقات اب بھی ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک قوم کا شخص دوسری قوم میں چلا جاتا ہے اور اُسی قوم کی طرف لوگ اس کو منسوب کر دیتے ہیں۔

اور رفاعہ بن عبدالمنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو یہ بھی نقیب تھے اور بدر میں موجود تھے اور عبداللہ بن جبیر بن نعمان بن اُمیہ بن برک[2] اور برک کا نام امرئ القیس ہے بن ثعلبہ بن عمرو یہ بھی بدر میں حاضر تھے اور اُحد میں شہید ہوئے۔ حضورؐ نے اُن کو تیر اندازوں کا سردار بنایا تھا۔ اور معن بن عدی بن جد بن عجلان بن صبیعہ یہ اُن کے حلیف تھے اور بدر اور اُحد اور خندق وغیرہ کل جنگوں میں حضورؐ کے ساتھ شریک ہوئے تھے آخر یمامہ کی جنگ میں حضرت صدیق کے عہد خلافت میں شہید

---

[1] زعورا عین کے پیش اور زبر کے ساتھ بھی ہے۔

[2] برک بعض نسخوں میں با کے پیش اور را کے زبر کے ساتھ ہے اور بعض میں با کے زبر اور را کے سکون کے ساتھ ہے۔

ہوئے۔اور عویم بن ساعدہ یہ بھی بدر اور اُحد اور خندق میں شریک تھے یہ پانچ شخص اس قبیلہ کے ہیں چنانچہ قبیلہ اوس کے کل لوگ جو عقبہ کی بیعت میں حاضر ہوئے تھے گیارہ آدمی تھے۔

اور قبیلہ خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی بخار میں سے جن کو تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج کہتے ہیں یہ لوگ تھے ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن بخار یہ بدر اور اُحد وغیرہ کل مشاہد میں حضورؐ کے ساتھ شریک تھے اور آخر حضرت معاویہ کے زمانہ میں ملک رُوم میں جہاد کرتے ہوئے انتقال فرمایا۔اور معاذ بن حرث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن بخار یہ بھی بدر اور اُحد وغیرہ کل مشاہد میں شریک تھے اور انہیں کو ابن عفراء بھی کہتے ہیں اور ان کے بھائی عوف بن حرث بدر میں شہید ہوئے اور یہی ابوجہل کے قاتل تھے ابن ہشام نے ان کے نام رفاعہ بن حرث بیان کیا ہے اور عمارہ بن حزم بن زید بن لوفان بن عمرو بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن بخار یہ بھی بدر اور اُحد وغیرہ کل مشاہد میں شریک تھے اور آخر یمامہ میں شہید ہوئے اور اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن بخار یہ نقیب تھے اور بدر سے پہلے ہی جبکہ حضور کی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی ان کا انتقال ہوا اور یہی ابوامامہ کے نام سے مشہور تھے۔اس قبیلہ کے یہ چھ شخص ہوئے۔

اور بنی عمرو بن مبذول عامر بن مالک بن بخار سے سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو یہ بدر میں حاضر تھے۔اس قبیلہ کے یہ ایک ہی شخص ہیں۔

اور بنی عمرو بن مالک بن بخار میں سے جو بنی حدیلہ کہلاتے ہیں (حُدیلہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج) اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک یہ بھی بدر میں حاضر تھے اور ابوطلحہ زید بن سہیل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ یہ بھی بدر میں شریک تھے یہ دو شخص ہیں۔

اور بنی مازن بن بخار میں سے قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن ان کو حضورؐ نے طلایہ لشکر پر جنگ بدر میں مقرر فرمایا تھا۔اور عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن یہ دو شخص تھے چنانچہ بنی بخار کے یہ سب لوگ گیارہ آدمی عقبہ میں حاضر ہوئے تھے (ابن ہشام کہتے ہیں کہ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء جن کو ابن اسحاق نے یہاں ذکر کیا ہے یہ غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء ہیں)

اور بنی حرث بن خزرج میں سے سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زُہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث یہ نقیب تھے اور بدر میں شریک ہو کر اُحد میں شہید ہوئے اور خارجہ بن

زید بن ابی زُہیر بن مالک بن امرئ القیس یہ بھی بدر میں شریک ہوکر اُحد میں شہید ہوئے۔اور عبداللہ بن رواحہ بن امرئ القیس بن عمرو بن امرئ القیس یہ نقیب تھے اور بدر اور اُحد وغیرہ کل مشاہد میں سوا فتح مکہ کے شریک تھے اور جنگ موتہ میں حضورؐ نے ان کو امیر بنایا تھا اسی میں شہید ہوئے۔

اور بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث ابوالنعمان بن بشیر بدر میں شریک تھے۔اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبداللہ بن زید بن حرث بن خزرج بن حرث بدر میں شریک تھے اور یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے خواب میں اذان سنی تھی اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ذکر کیا تھا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہنے کا حکم فرمایا اور خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرن بن حرث بدر اور اُحد اور خندق میں شریک تھے اور بنی قریظہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ایک چکی کا پاٹ کسی بلند جگہ سے ان کے سر پر آن پڑا تھا جس کے صدمہ سے شہید ہوئے اور حضورؐ نے فرمایا ان کے واسطے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اور عقبہ بن عمرو بن ثعلبہ بن یسیرہ بن عسیرہ بن جدارہ بن عوف بن حرث انہیں کو ابومسعود کہتے ہیں اور عقبہ کے حاضرین میں سب سے نوعمر تھے۔ بدر میں شریک نہیں ہوئے اور حضرت معاویہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا اس قبیلہ کے یہ ساٹھ شخص تھے اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج میں سے زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن اُمیہ بن بیاضہ بدر میں شریک تھے اور فردہ بن عمرو بن دذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ یہ بھی بدر میں شریک تھے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں اور خالد بن قیس بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ بھی بدر میں شریک تھے یہ تین شخص ہیں۔اور بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک غضب بن جشم بن خزرج میں سے رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق یہ نقیب تھے۔اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق یہ مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تھے۔اسی سبب سے ان کو مہاجری انصاری کہا جاتا ہے بدر میں یہ شریک تھے اور اُحد میں شہید ہوئے اور عباد بن قیس بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق بدر میں شریک تھے اور حرث بن قیس بن خالد بن مخلدہ بن عامر بن زریق ان کی کنیت ابوخالد ہے اور بدر میں شریک تھے یہ چار شخص ہیں اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج کی شاخ بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم یہ نقیب تھے۔اور یہ وہی شخص ہیں جن کی نسبت بنی سلمہ کہتے ہیں کہ انہوں ہی نے سب سے پہلے حضورؐ کی بیعت کی تھی۔حضورؐ کے مدینہ میں تشریف لانے سے پہلے ان کا انتقال

ہو گیا۔ ان کے بیٹے بشیر بن براء بن معرور بدر اور اُحد اور خندق کے واقعات میں شریک تھے اور خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس بکری کا گوشت کھانے سے جس میں آپ کو زہر دیا گیا تھا شہید ہوئے اور یہ بشیر وہی شخص ہیں جن کی نسبت حضور نے فرمایا۔ اے بنی سلمہ تمہارا سردار کون ہے انہوں نے کہا کہ جد بن قیس جو بہت بخیل ہے۔ حضور نے فرمایا بخل سے بڑھ کر کونسا مرض ہوگا۔ نہیں بلکہ تمہارا سردار خوبصورت حسین بشر بن براء بن معرور ہے۔ اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بھی بدر میں شریک تھے۔ اور طفیل بن نعمان بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں شریک تھے اور خندق میں شہید ہوئے اور معقل بن منذر بن سرح بن خناس بن سنان بن عبد بدر میں شریک تھے اور یزید بن منذر بن سرح بن خناس بن سنان بن عبید بدر میں شریک تھے اور مسعود بن یزید بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید اور ضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بدر میں حاضر تھے اور یزید بن خذام بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید اور جبار بن صخر بن اُمیہ بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں موجود تھے (بعض کا قول ہے کہ جبار بن صخر بن خناس) اور طفیل بن مالک بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں موجود تھے یہ گیارہ آدمی ہیں اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی کعب بن سواد میں سے کعب بن مالک بن ابی کعب قیس بن کعب میں سے یہ ایک شخص تھے۔

اور بنی غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سلیم بن عمرو بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بدر میں شریک تھے اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن غنم بن عمرو بدر میں شریک تھے اور یزید بن عامر بن حدید بن عمرو بن غنم جن کی کنیت ابوالمنذر رہے بدر میں شریک تھے۔ اور ابوالیسر جن کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم ہے بدر میں شریک تھے۔ اور صیفی بن سواد بن عباد بن عمرو بن غنم یہ پانچ شخص تھے (ابن ہشام کہتے ہیں صیفی بن اسود بن عباد بن عمرو بن سواد ہے اور سواد کا کوئی بیٹا غنم نام نہیں تھا)

بنی نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے ثعلبہ بن غنمہ بن عدی بن نابی یہ بدر میں شریک تھے اور خندق میں شہید ہوئے اور عمرو بن غنمہ بن عدی بن نابی اور عبس بن عامر بن عدی بن نابی بدر میں شریک تھے اور عبداللہ بن انیس بن قضاعہ میں سے ان کے حلیف یہ بھی عقبہ میں حاضر تھے اور خالد بن عمرو بن عدی بن نابی یہ پانچ شخص تھے۔

اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام یہ نقیب تھے بدر میں شریک ہوئے اور اُحد میں شہید ہوئے اور ان کے فرزند جابر بن عبداللہ بھی شریک تھے اور معاذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام یہ بھی بدر میں شریک تھے اور ثابت بن جذع۔ جذع کا نام ثعلبہ بن زید

بن حرث بن حرام ہے بدر میں شریک تھے اور طائف کے جنگ میں شہید ہوئے اور عمیر بن حرث بن ثعلبہ بن زید بن حرث بن حرام بدر میں شریک تھے (ابن ہشام کہتے ہیں عمیر بن حرث بن لبدہ بن ثعلبہ ہے)

اور خدیج بن سلامہ بن اوس بن عمرو بن فرافر قبیلہ بلی سے ان کا حلیف اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُد بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج بنی سلمہ میں سے تھے اور بدر میں اور کل جہادوں میں شریک ہوئے تھے۔ حضرت عمر کی خلافت میں ملک شام کے اندر مقام عمواس میں مرض طاعون سے انتقال کیا۔ بنی سلمہ نے ان کی نسبت دعویٰ کیا تھا کہ یہ سہل بن محمد بن جد بن قیس بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کے ماں شریک بھائی ہیں یہ سات شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمر بن ادی بن سعد ہے ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم بن عوف بن خزرج سے عبادہ بن صامت بن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف نقیب تھے اور بدر وغیرہ کل مشاہد میں شریک ہوئے تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں یہ غنم بن عوف۔ سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج کے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباس بن عبادہ بن تصلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف یہ مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ میں آ گئے تھے اسی سبب سے ان کو مہاجری انصاری کہا جاتا ہے اُحد میں یہ شہید ہوئے اور ابوعبدالرحمٰن بن یزید بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بنی عصینہ میں سے ان کے حلیف اور عمرو بن حرث بن لبدہ بن عمرو بن ثعلبہ یہ چار شخص تھے اور ان ہی کو قواقل بھی کہتے ہیں اور بنی سالم بن غنم بن عوف بن خزرج میں سے جن کو بنو حبلیٰ بھی کہتے ہیں (ابن ہشام کہتے ہیں حبلیٰ سالم بن غنم بن عوف ہے حُبلیٰ اس کو اس کے پیٹ کے بڑا ہونے کے سبب سے کہتے تھے رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمر بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم جن کی کنیت ابوالولید ہے۔ یہ بدر میں شریک تھے (ابن ہشام کہتے ہیں۔ رفاعہ بن مالک ہے اور مالک ابوالولید بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم ہے) ابن اسحاق کہتے ہیں عقبہ بن دہب بن کلاہ بن جعد بن ہلال بن حرث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عود بن بہشہ بن عبداللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان ان کے حلیف۔ یہ بدر میں شریک تھے اور یہ بھی مدینہ سے ہجرت کر کے مکہ میں حضورؐ کے پاس آ گئے تھے اور مہاجری انصاری ان کو کہا جاتا تھا۔ یہ دو شخص تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ساعدہ میں سے سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ بن ابی خذیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ یہ نقیب تھے اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدد بن زید بن ثعلبہ بن جشم بن خزرج بن ساعدہ یہ بھی نقیب تھے اور بدر اور اُحد میں شریک ہو کر بیر معونہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ حضور نے ان کو

امیر لشکر بنایا تھا یہ دو شخص تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پس کل لوگ جو اوس اور خزرج میں سے عقبہ کی بیعت میں شریک تھے تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں کہتے ہیں کہ اُن عورتوں نے بھی بیعت کی تھی مگر حضور عورتوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ پر نہ رکھواتے تھے بلکہ اُن سے زبانی اقرار لے کر فرماتے تھے کہ جاؤ تمہاری بیعت میں نے لے لی۔ بنی مازن بن بخار میں سے نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن تھی۔ یہ عورت اُم امارہ کہلاتی تھی اور یہ جہاد میں حضورؐ کے ساتھ مع اپنی بہن اور اپنے خاوند زید بن عاصم اور اپنے بیٹوں خبیب بن زید اور عبداللہ بن زید کے شریک ہوئی تھی۔ اور اس بیٹا خبیب وہ ہے جس کو مسیلمہ کذاب یمامہ والے نے پکڑ لیا تھا اور اس سے کہتا تھا کہ تو یہ گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں یہ کہتا ہاں میں گواہی دیتا ہوں پھر کہتا کہ میرے رسول ہونے کی بھی گواہی دیتا ہے۔ خبیب کہتا میں تیری بات سنتا ہی نہیں آخر مسیلمہ کذاب نے خبیب کا ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کیا۔ پس خبیب کی والدہ ام عمارہ یمامہ کی جنگ میں لشکر اسلام کے ساتھ خود گئیں اور مردانہ اور دلیرانہ خوب جنگ کی یہاں تک کہ مسلیمہ کذاب قتل ہوا۔ جب یہ واپس ہوئی ہیں تو تلوار اور نیزہ کے بارہ زخم ان کے لگے تھے اور بنی سلمہ میں سے اُم منیع تھیں جن کا نام اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ ہے۔

حکم جہاد

ابن اسحاق کہتے ہیں عقبہ کی بیعت ثانیہ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد اور جنگ کا حکم نہیں تھا صرف خدا سے دعا کرنے کی اجازت تھی اسی سبب سے آپؐ کفار کی اذیت و تکلیف پر صبر سے درگذر فرماتے تھے اور کفار دن بدن حضورؐ اور مسلمانوں کی ایذا رسانی میں غلو اور سرکشی کرتے جاتے تھے چنانچہ بہت سے مسلمانوں کو اُن موذیوں نے گھروں میں قید کیا بہت سوں کو شہر بدر کیا جن میں سے کچھ حبش چلے گئے اور بہت سے مدینہ اور دیگر اطراف میں منتشر ہوئے۔ آخر جب قریش نے بیحد زیادتی پر کمر باندھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور اپنے دین کو غالب کرنا اور عزت دینا چاہا تو جہاد کا فرمان نازل کیا۔ چنانچہ جہاد کے حکم میں سب سے پہلے یہ آیات نازل ہوئیں۔ **اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ. الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ. اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ.** (سورۃ حج۔ آیت 40

تا42)

یعنی جہاد کی اجازت دی گئی ان مسلمانوں کو جن سے بلا وجہ جنگ کی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک خدا اِن کی امداد پر قادر ہے یہ وہ لوگ ہیں جو صرف اس قصور پر اپنے گھروں سے نکالے گئے کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ اگر خدا بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ باز نہ رکھتا تو ضرور گوشہ نشینوں کی خلوت گاہیں اور نصاریٰ کے گرجا اور یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں ڈھا دی جاتیں جن میں کثرت کے ساتھ خدا کا نام لیا جاتا ہے اور ضرور خدا اُس شخص کی مدد فرمائے گا جو خدا کے دین کی مدد کرے گا۔ بیشک خدا بہت طاقتور اور غالب ہے مسلمان ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم زمین پر ان کو طاقت دیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیک کام کا لوگوں کو حکم کریں گے اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکیں گے اور اللہ ہی کے اختیار میں سب کاموں کا انجام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ آیت نازل کی۔ وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (سورۃ بقر۔آیت 193) یعنی کفار سے اس وقت تک لڑو کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین خدا ہی کے واسطے ہو جائے۔

مسلمانوں کی مدینہ کی طرف ہجرت

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم دیا اور انصار کے گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جو مکہ میں تھے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے اور انصار سے مل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے بھائی پیدا کر دیئے ہیں اور ان کا مقام تمہیں عنایت کیا ہے پس تم وہاں چلے جاؤ چنانچہ یہ لوگ تھوڑے تھوڑے مدینہ کی طرف روانہ ہونے لگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی کے انتظار میں تھے کہ جس وقت حکم آئے تو میں بھی روانہ ہوں۔ چنانچہ پہلا شخص جو شخص مہاجرین کا مکہ سے مدینہ گیا وہ قریش کے قبیلہ بنی مخزوم میں سے تھا یعنی ابو سلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم یہ عقبہ کی بیعت سے ایک سال پہلے مدینہ چلے گئے تھے کیونکہ انہوں نے انصار کے اسلام قبول کرنے کی خبر سن لی تھی اور اس سے پہلے یہ حبشہ جا کر پھر مکہ میں آ گئے تھے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

حضرت ام سلمہ کی ہجرت کی دردناک کہانی

حضرت ام المومنین ام سلمہ سے روایت ہے کہ جب میرے پہلے خاوند ابو سلمہ نے مدینہ جانے کا قصد کیا

تو اپنے اونٹ کو کس کر تیار کیا اور مجھ کو میرے بیٹے سلمہ کو اُس پر بٹھا کر خود اونٹ کی نکیل پکڑ کر روانہ ہوئے۔ آگے سے بنی مخزوم کے چند لوگوں نے آ کر ان کو گھیر لیا اور کہا اُم سلمہ ہماری لڑکی ہے اس کو تیرے ساتھ نہیں جانے دیں گے کہ تو شہر بشہر اس کو لئے پھرے۔ غرضیکہ اُن لوگوں نے میرے خاوند سے مجھ کو چھین لیا مجبور و مایوس ہو کر میرے شوہر ابوسلمہ اکیلے مدینہ چلے گئے۔ بعد میں میرے خاوند ابوسلمہ کے قبیلہ کے لوگوں نے کہا یہ لڑکا ابوسلمہ کا ہے ہم اس کو تمہارے پاس نہیں چھوڑ سکتے چنانچہ وہ میرے بچہ کو لے گئے اور میں بالکل تنہا رہ گئی ایک سال تک اسی مصیبت میں گرفتار رہی کہ روز ابطح میں جا کر رویا کرتی تھی ایک روز میرے چچا کے بیٹوں میں سے ایک شخص نے جو مجھ کو وہاں روتے دیکھا تو اُس کو مجھ پر رحم آیا اور اس نے میری قوم بنی مغیرہ سے جا کر کہا کہ تم اس مسکین عورت کو کیوں ستاتے ہو۔ تم نے اس کو اس کے خاوند اور بچہ سے جدا کر دیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ اس پر اُنہوں نے مجھ سے کہہ دیا کہ جا اپنے خاوند کے پاس چلی جا اور بچہ بھی مجھے دے دیا۔ پس میں اپنے اونٹ کو تیار کر کے اور بچہ کو ساتھ لے کر اس پر سوار ہوئی۔ کوئی یار و مددگار میرے ساتھ نہ تھا جب میں تن تنہا روانہ ہو کر مقام تنعیم میں پہنچی۔ وہاں مجھ کو عثمان بن ابی طلحہ ملا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اُم سلمہ کہاں جاتی ہو۔ میں نے کہا اپنے خاوند کے پاس مدینہ جاتی ہوں۔ عثمان نے کہا اِس طرح اکیلی اور تنہا جاتی ہو۔ میں نے کہا ہاں خدا میرے ساتھ ہے یا یہ بچہ ہے۔ عثمان نے کہا قسم ہے خدا کی تمہیں اس طرح جنگل بیابان میں نہیں چھوڑا جا سکتا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ پھر اُس نے میرے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور لے کر چلا جب منزل پر پہنچتا اونٹ کو بٹھا کر الگ ہو جاتا میں جس وقت اُتر آتی پھر اونٹ پر سے کاٹھی اتار کر اس کو درخت سے باندھ دیتا اور علیٰحدہ درخت کے سایہ میں جا سوتا۔ جب چلنے کا وقت ہوتا اونٹ کو کس کر تیار کرتا میں اس پر سوار ہو جاتی اور وہ نکیل پکڑ کر چلتا یہاں تک کہ اسی طرح ہم مدینہ پہنچے اور عثمان نے جب مقام قباء میں بنی عمرو بن عوف کی بستی کو دیکھا تو مجھ سے کہا اے اُم سلمہ تمہارے خاوند ابوسلمہ یہیں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تم خدا کی برکت کے ساتھ اس میں داخل ہو اور پھر عثمان مکہ کو واپس چلا آیا۔ ام سلمہ کہتی ہیں اسلام کے اندر مہاجرین میں سے جو مصیبت ہمیں پہنچی ایسی کسی اور کو نہ پہنچی ہو گی۔ اور جیسا کہ میں نے عثمان بن طلحہ کو نیک دل اور با مروت پایا ایسا کسی کو نہیں پایا۔

ابوسلمہ کے بعد دوسرے لوگوں کا ہجرت کرنا

پھر ابوسلمہ کے بعد سب سے پہلے مہاجرین میں سے عامر بن ربیعہ (بنی عدی بن کعب کے حلیف اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ کے ساتھ مدینہ میں آئے پھر ان کے بعد عبداللہ بن جحش بن ریاب بن یعمر

بن صبرہ بن مرّہ بن کبیر بن دودان بن اسد بن خزیمہ (بنی اُمیہ بن عبد شمس کے حلیف) اپنی بیوی اور اپنے بھائی عبد بن جحش کے ساتھ آئے ان کی کنیت ابو احمد ہے یہ ابو احمد نابینا شخص تھے اور مکہ کے سارے شہر میں بغیر کسی شخص کے ساتھ لئے پھرتے تھے اور شاعر بھی تھے۔ ان کی بیوی فرعہ بنت ابی سفیان بن حرب تھی اور ماں اُن کی اُمیہ بنت عبدالمطلب تھی۔ جب بنی جحش نے ہجرت کی تو یہ عورت ان کے گھر کو بند کر کے کہہ رہی تھی کہ افسوس ان گھروں میں کوئی رہنے والا نہیں۔ اُس روز عتبہ بن ربیعہ اور حضرت عباس اور ابو جہل کا ان مکانوں کی طرف گذر ہوا اور یہ مکہ کے اوپر کی طرف جا رہے تھے جب انہوں نے اس عورت کی یہ بات سنی تو عتبہ نے اس گھر کی یہ حالت دیکھ کر ایک ٹھنڈا سانس بھرا اور یہ شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ کوئی گھر کتنے ہی زمانۂ دراز تک سلامت رہے آخر ایک روز اس واسطے زوال اور ویرانی ضرور ہے۔

ابو جہل کا الزام آنحضرتؐ پر

اس کے بعد عتبہ نے کہا کہ دیکھو بنی جحش کا گھر بھی رہنے والوں سے خالی ہو گیا۔ ابو جہل نے کہا یہ ساری کارروائی میرے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اسی نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ ہمارے اتحاد کو منتشر کر دیا ہے اور ہمارے آپس کے تعلقات کو توڑ دیا ہے۔

مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کی کثرت

ابو سلمہ بن عبدالاسد اور عامر بن ربیعہ اور عبداللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد بن جحش مدینہ کے مقام قباء میں مبشر بن عبدالمنذر بن زنیر کے پاس محلّہ بنی عمرو بن عوف میں رہتے تھے اور ان کے پہنچنے کے بعد پھر تو مہاجرین پے در پے آنے لگے اور بنی غنم بن دودان کے سب مرد و عورت مدینہ میں آ گئے۔ عبداللہ بن جحش اور ابو احمد بن جحش اور عُکاشہ بن محصن اور شجاع اور عقبہ دہب کے دونوں فرزند اور ارید بن حمیرہ بھی مدینہ چلے آئے۔

ان کے علاوہ منقد بن نباتہ اور سعید بن رقیش اور محرز بن نضلہ اور یزید بن رقیش اور قیس بن جابر اور عمرو بن محصن اور مالک بن عمرو اور صفوان بن عمرو اور ثقیف بن عمرو اور ربیعہ بن اکتم اور زہیر بن عبیدہ اور تمام بن عبیدہ اور بخرہ بن عبیدہ اور محمد بن عبداللہ بن جحش۔ اور ان کی عورتوں میں سے زینت بنت جحش اور جذامہ بنت جدل اور اُم قیس بنت محصن اور ام حبیب بنت ثمامہ اور امنہ بنت رقیش اور سنجرہ بنت تمیم اور حمنہ بنت جحش بن رئاب۔ زینت بنت جحش۔ ام حبیب بنت جحش۔

حضرت عمرؓ کی ہجرت

پھر عمرؓ بن خطاب اور عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اپنی ہجرت کے متعلق خود حضرت عمر فرماتے ہیں کہ میں نے اور عیاش اور ہشام بن عاص بن وائل سہمی نے رات کو مشورہ کیا کہ صبح کے وقت ہم تینوں مقام سرف سے اور بنی غفار کے تالاب کے پاس مقام تناصب میں اکٹھے ہو جائیں اور جو شخص صبح کو وہاں نہ آ سکے گا۔ وہ ضرور قید میں پھنس جائے گا چنانچہ میں اور عیاش تو وہاں پہنچ کر مدینہ کو روانہ ہو گئے اور ہشام بیچارہ کو کافروں نے روک لیا وہ بڑی مصیبت میں پھنس گیا۔ اور اس نے مجبور ہو کر کافروں کی باتیں قبول کر لیں۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مدینہ پہنچ کر بنی عمرو بن عوف کے پاس قباء میں اُترے۔

ابوجہل کا مدینہ آنا

ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام عیاش کی تلاش میں مدینہ آئے کیونکہ یہ دونوں اس کے چچا زاد اور مادری بھائی تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت مکہ ہی میں تشریف رکھتے تھے۔ پس ان دونوں نے عیاش سے کہا کہ تیری ماں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک تجھ کو نہ دیکھے گی۔ نہ سر میں کنگھی کرے گی۔ اور دھوپ میں سے سایہ میں نہ جائے گی۔ پس تو اُس پر رحم کر اور ہمارے ساتھ چلا چل حضرت عمر فرماتے ہیں۔ مَیں نے ہر چند اس کو سمجھایا کہ تو اُن کے دھوکہ میں نہ آ۔ ورنہ پریشان ہوگا۔ مگر وہ ان کے دھوکا میں آ گیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا۔ اوّل تو مجھ کو اپنی ماں کی قسم پوری کرنی ہے دوسرے یہ کہ میرا مال بھی ہے۔ اس کو وہاں سے لے کر چلا آؤں گا۔ حضرت عمر کہتے ہیں میں نے کہا تیری ماں کو جب جوئیں ستائیں گی اور سر میں کاٹیں گی ضرور وہ کنگھی کرے گی اور جب مکہ کی دھوپ اس کو بے چین کرے گی تو خود بخود سایہ میں بھاگ آئے گی اور تیرے آنے کی ہرگز راہ نہ دیکھے گی اور مال کا جو تجھ کو لالچ ہے تو یہ سمجھ کہ تیرا مال میرے مال سے نصف حصہ کے برابر بھی نہیں ہے جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اور اس کا خیال تک نہیں کرتا۔ حالانکہ قریش میں اوّل درجہ کا مال دار ہوں۔ مگر عیاش پر میری اس نصیحت نے کچھ اثر نہ کیا جب میں نے دیکھا کہ یہ بغیر جائے نہ رہے گا تو کہا کہ اے عیاش میری اونٹنی پر سوار ہو کر جا کیونکہ یہ اونٹنی بڑی اصیل ہے۔ اگر راستے میں یہ دونوں تیرے ساتھ کچھ بدی کریں۔ تو فوراً بھاگ آئیو۔ عیاش نے یہ بات مان لی اور میری اونٹنی پر سوار ہو کر ابوجہل اور حارث کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ کچھ راستہ طے کر چکے تو ابوجہل نے عیاش سے کہا اے بھائی دیکھنا میرا اونٹ تھک گیا ہے اگر تم چاؤ تو اپنی اونٹنی پر مجھ کو بھی بٹھا لو۔ عیاش بالکل سیدھا سادھا تھا اس کی سمجھ میں آ گیا اور اس نے کہا بہت اچھا پھر اُس نے اپنی اونٹنی کو ٹھہرایا اور یہ دونوں بھی اپنے اونٹوں پر سے اُترے

اور وہ بھی اُترا۔ ان دونوں نے نہایت چالاکی سے عیاش کو باندھ لیا اور اونٹنی پر ڈال کر مکہ میں لے آئے۔ اور جو کوئی ملتا اس سے کہتے کہ دیکھو جس طرح سے ہم اپنے اس جاہل کو گرفتار کر کے لائے ہیں۔ تم بھی اپنے جاہلوں کو گرفتار کر لاؤ اور پھر ان ظالموں نے عیاش کو گھر میں قید کر دیا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ہم مسلمانوں میں سے جو لوگ کفار کے پھندے میں گرفتار ہیں اور ان کے فتنہ میں مبتلا ہیں ان کا کوئی نیک کام یا توبہ قبول نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ جب حضور مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے گنہگار بندو! تم رحمتِ الٰہی سے نا اُمید اور شکستہ خاطر نہ ہو یقیناً خدا سب گناہوں کو بخش دے گا۔ بیشک وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے یہ آیت ایک کاغذ پر لکھ کر ہشام بن عاص کے پاس مکہ میں بھیج دی۔ ہشام کہتے ہیں جب میں نے اس کو پڑھا تو اس کا مطلب میری سمجھ میں نہ آیا۔ مقام ذی طویٰ میں بیٹھ کر میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا اور ہر چند فکر کرتا تھا مگر مطلب حل نہ ہوتا تھا۔ آخر میں نے نہایت عجز کے ساتھ خدا سے دعا کی کہ اے اللہ اس آیت کا مطلب مجھ پر منکشف فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں القا کیا کہ یہ آیت ہم ہی لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ ہم جو یہ خیال کرتے تھے کہ بہ سبب قید کفار اور ان کے فتنوں کے ہمارا کوئی نیک کام قبول نہیں ہوتا یہ خیال آتے ہی میں اپنے اونٹ کے پاس آیا اور سوار ہو کر مدینہ چلا آیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

ہشام کی رہائی کی دوسری روایت

جب حضور مدینہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ تو فرمایا کہ ایسا کون بہادر ہے جو عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن عاص کو میرے پاس لے آئے۔ ولید بن ولید بن مغیرہ نے عرض کیا یارسول اللہ غلام حاضر ہے۔ چنانچہ ولید اسی وقت مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور پوشیدہ طور سے وہاں پہنچے۔ ایک عورت کو دیکھا کہ کھانا سر پر رکھے ہوئے چلی جاتی ہے ولید نے پوچھا اے خدا کی بندی تو کہاں جاتی ہے۔ اُس نے کہا قریش کے دو قیدیوں کو کھانا کھلانے جاتی ہوں چنانچہ یہ بھی اس عورت کے پیچھے ہو لئے اور اس کے ساتھ جا کر وہ مکان دیکھ آئے جس میں یہ دونوں قید تھے اور اس مکان کی چھت نہ تھی صرف ایک احاطہ تھا جس کا دروازہ مقفل رہتا تھا۔ پھر رات کو ولید دیوار پر سے چڑھ کر اس مکان کے اندر گئے اور ان دونوں کی زنجیر کے نیچے ایک

پتھر رکھ کر اپنی تلوار اس زور سے ماری کہ زنجیر صاف کٹ گئی۔ پھر ان کو باہر لا کر اپنے اونٹ پر سوار کیا اور حضوؐر کی خدمت میں پہنچا دیا۔

حضرت عمرؓ کے کنبہ کا مدینہ آنا

حضرت عمرؓ کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد ان کے اَور کنبہ والے بھی ان سے جا ملے چنانچہ ان کے بھائی زید بن خطاب اور عمرو اور عبداللہ سراقہ بن معتمر کے دونوں بیٹے اور خنیس بن حذافہ سہمی جو حضرت حفصہ کے خاوند اور حضرت عمر کے داماد تھے جن کے انتقال کے بعد حضورؐ نے حضرت حفصہ سے شادی فرمائی اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور واقد بن عبداللہ تمیمی ان کے حلیف اور خولی ابن ابی خولی اور مالک بن ابی خولی یہ بھی ان کے حلیف تھے (ابن ہشام کہتے ہیں ابو خولی قبیلہ بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل سے تھا)

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی بکیر میں سے چار شخصوں نے ہجرت کی عاقل بن بُکیر اور عامر بن بُکیر اور ایاس بن بکیر اور خالد بن بکیر نے اور ان کے حلیف بنی سعد بن لیث میں سے بھی ہجرت کر کے مدینہ میں آئے اور رفاعہ بن عبدالمنذر کے پاس محلّہ بنی عمرو بن عوف میں قبا کے اندر ٹھہرے اور عیاش بن ربیعہ بھی جب آئے تھے تو یہیں ٹھہرے تھے۔ پھر تو مہاجرین بکثرت روزمرہ آنے لگے چنانچہ طلحہ بن عبداللہ بن عثمان اور صعب بن سنان خبیب بن اساف کے پاس بنی خزرج میں ٹھہرے۔

صہیب کا واقعہ

جب صہیب نے ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ اے صہیب جب تو یہاں آیا تھا تو نہایت مفلس اور فقیر تھا۔ یہاں تیرے پاس اس قدر مال جمع ہو گیا اب تو چاہتا ہے کہ یہ مال لے کر یہاں سے چلا جائے ہم تجھ کو ہرگز نہ جانے دیں گے۔ صہیب نے کہا اگر میں یہ سب مال تم کو دے دوں جب تو مجھ کو جانے دو گے۔ قریش نے کہا ہاں جب جانے دیں گے۔ صہیب نے کہا بس تو سب مال میں نے تم کو دیا۔ جب حضورؐ نے صہیب کی یہ بات سنی تو فرمایا صہیب نے بڑا نفع حاصل کیا۔

حضرت حمزہؓ اور دوسرے مسلمانوں کا مدینہ آنا

اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور ابو مرثد کناز بن حصین اور ان کے فرزند مرثد غنوی یہ حضرت حمزہؓ کے حلیف تھے اور انسہ ابو کبثہ حضور کے آزاد غلام یہ سب لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس بنی عمرو بن عوف میں ٹھہرے اور بعض کہتے ہیں کہ سعد بن خثیمہ کے پاس ٹھہرے تھے اور بعض کا قول ہے کہ حضرت حمزہ

اسعد بن زرارہ کے پاس بنی بخار میں ٹھہرے تھے اور عبیدہ بن حرث بن مطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل بن حرث اور حصین بن حرث اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب اور سویبط بن سعد بن حُریملہ بنی عبدالدار میں سے اور طلیب بن عمیر بنی عبد بن قصیٰ میں سے اور خبّاب عقبہ بن غزوان کے آزاد غلام عبداللہ کے پاس بنی حرث بن خزرج میں ٹھہرے اور زبیر بن عوام اور ابوسبرہ بن ابی دہم بن عبدالعزیٰ منذر بن محمد بن عقبہ بن اُحیمہ بن جلاح کے پاس مقام عقبہ بن جحجی میں ٹھہرے اور مصعب بن عمیر بن ہاشم بنی عبدالدار میں سے سعد بن معاذ بن نعمان اشہلی کے پاس بنی عبدالاشہل میں اترے اور ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور سالم ابوحذیفہ کے آزاد غلام اور عتبہ بن غزوان بن جابر عباد بن بشر بن وقش کے پاس بنی عبدالاشہل میں اُترے۔

سالم ابوحذیفہ کے آزاد غلام شبیتہ بنت یعار بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کے بیٹے تھے۔ اور شبیتہ یعنی سالم کی ماں نے سالم کو بُت کے نام پر آزاد کر دیا تھا پھر ابوحذیفہ نے سالم کو پرورش کیا۔ اس سبب سے یہ ابوحذیفہ کے آزاد غلام کہلانے لگے۔ اور بعض کہتے ہیں شبیتہ نے حذیفہ سے نکاح بھی کر لیا تھا۔ اور حضرت عثمان بن عفان بن نجار میں اوس بن ثابت حسان بن ثابت کے بھائی کے پاس اترے اسی سبب سے حسان کو حضرت عثمان سے بہت محبت ہو گئی تھی اور جب آپ شہید ہوئے تو حسان بہت روئے تھے۔

اِن سب صحابہ کی ہجرت کے بعد مکہ میں اب کوئی صحابی ہجرت کرنے والا نہ رہا سوا ان لوگوں کے جو کفار کی قید میں تھے یا حضرت صدیقؓ اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضور ﷺ کو حکمِ الٰہی کا انتظار تھا کہ جس وقت حکم ہو میں روانہ ہو جاؤں۔ کئی بار حضرت صدیق نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی بابت اجازت چاہی۔ آپؐ نے یہ فرمایا کہ تم ٹھہرے رہو شاید خدا تمہارا کوئی ساتھی کر دے جس کے ساتھ تم چلے جاؤ۔ حضرت صدیق اس تمنا میں ٹھہر جاتے کہ شاید وہ ساتھی حضور ﷺ ہی ہوں۔

آنحضرتؐ کے خلاف قریش کا عظیم الشان اجتماع

جب قریش نے اس بات میں غور کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور یاروں میں دوسرے شہروں کے لوگ بکثرت داخل ہو گئے ہیں اور یہاں سے بھی بہت سے اصحاب نے اپنے دین کی خاطر اور مال و اسباب سے قطع نظر کر کے ہجرت اختیار کی اور مدینہ پہنچ کر اطمینان اور فراغت سے زندگی بسر کر رہے

ہیں اور اب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی عنقریب وہیں جا کر ان میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو قریش کو اس فکر نے نہایت متردد کیا اور اس کے انجام پر ان کی نظر گئی سوچا کہ مسلمانوں کی اس قوت کا مجتمع ہونا ہمارے اسباب زوال وفنا کا قائم ہونا ہے۔ بس یہ فکر کے انہوں نے قصیٰ بن کلاب کے مکان میں جس کو دارالندوہ کہا جاتا تھا ایک عظیم الشان جلسہ کے انعقاد کا انتظام کیا یہ وہی مکان ہے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ قریش کو جس امر مہم کی بابت مشورہ کرنا ہوتا تھا اسی مکان میں مجتمع ہوتے تھے اور اسی مکان میں ان کے کل امور فیصل کئے جاتے تھے غرضیکہ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو ان کو یہ اندیشے لاحق ہوئے تو اسی مکان میں مشورہ کی مجلس قائم ہوئی جس روز یہ مجلس قرار پائی اس روز کا نام یوم الزحمۃ رکھا گیا۔ اور جس وقت یہ لوگ اس مکان میں جمع ہوئے تو شیطان ملعون ایک بوڑھے ضعیف العمر شخص کی صورت میں دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ جب یہ لوگ آئے تو اس بوڑھے کو دیکھ کر پوچھا کہ شیخ صاحب آپ کون ہیں اس نے کہا میں اہلِ نجد سے ہوں۔ اور تم لوگوں کی تشویش اور تفکر کو سن کر میں نے مناسب سمجھا کہ تمہاری مجلس میں حاضر ہو کر اپنی رائے ظاہر کروں یقین ہے کہ اس سے تم کو نفع پہنچے گا۔ قریش نے کہا بہت بہتر ہے۔ آیئے اندر تشریف رکھئے۔ پس وہ ملعون ان کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہوا۔ اس مجلس میں اشراف اور سردارانِ قریش میں سے یہ لوگ موجود تھے۔

حاضرین مجلس کے نام

بنی عبد شمس میں سے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوسفیان بن حرب۔
بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی اور جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل۔
بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے نضر بن حرث بن کلاہ۔
بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن اسود بن مطلب اور حکیم بن حزام۔
بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام۔
بنی سہم میں سے نبیہ اور منبہ حجاج کے دونوں بیٹے۔
بنی جحج میں سے اُمیہ بن خلف اور ان کے علاوہ اور بہت لوگ تھے۔

مجلس کی کارروائی

مجلس میں سب نے یہ بات کہی کہ اس شخص کی تم حالت دیکھ رہے ہو کہ ہم میں سے اور ہمارے علاوہ غیر لوگوں میں سے اس کے ساتھی کثرت کے ساتھ ہو گئے ہیں اور دن بدن بڑھتے جاتے ہیں۔ پس ضرور ہے

کہ ایک روز ہم پر یہ غالب ہو جائیں گے اور ہمارے دین اور مذہب کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔ پس ایسا مشورہ کرنا ضروری ہے جس سے اپنے واسطے پورا انتظام ہو جائے اور آئندہ بُرا وقت دیکھنا نصیب نہ ہو۔

اُس پر اُن میں سے ایک شخص بولا کہ محمدؐ کو قید کر دو اور دروازہ پر پہرہ مقرر کر و جیسا کہ پہلے شاعروں زُہیر اور نابغہ کے ساتھ کیا گیا ہے کہ قید ہی میں ان کا دم نکل گیا۔ شیخ نجدی نے کہا قسم ہے خدا کی یہ رائے تمہاری درست نہیں ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو ضرور اُس کے اصحاب اُس کے حال کو سن کر یکبارگی تم پر ایک ایسا سخت حملہ کریں گے کہ تم کو قتل کر کے صاف محمدؐ کو چھڑا لے جائیں گے اور تم سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا اور کوئی بات نکالو۔

اس پر ایک شخص بولا کہ ہم محمد کو یہاں سے نکال دیں وہ حیران و پریشان ہو کر کہیں سے کہیں چلا جائے گا۔ اس کے غائب ہونے کے بعد ہماری آپس میں پھر ویسی ہی اُلفت اور محبت ہو جائے گی جیسی کہ تھی اور جو لوگ مسلمان ہو گئے ہیں وہ بھی پھر ہم میں مل جائیں گے۔

شیخ نجدی نے کہا قسم ہے خدا کی یہ رائے تمہاری پہلی رائے سے بھی زیادہ ناقص ہے۔ تم محمدؐ کی شیریں زبانی اور خوش اخلاقی سے واقف نہیں ہو کہ جس سے وہ ایک دفعہ بات کر لیتا ہے وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے اگر تم نے ایسا کیا یعنی یہاں سے اس کو شہر بدر کر دیا تو یاد رکھو کہ وہ عرب کے کسی قبیلہ سے جا ملے گا اور اپنی خوش کلامی سے اس کو مطیع کر کے تمہاری طرف رجوع ہو گا۔ اور تم کو اپنے گھوڑوں کے سموں سے ایسا روندے گا کہ تمہارا نام ونشان نہ چھوڑے گا۔ اور تمہارے کل اختیارات و امورات اپنے قبضہ میں کرے گا۔ پس تم کوئی ایسی رائے نکالو جو ہر پہلو سے صحیح اور درست ہو۔

پس ابوجہل بولا کہ اے قریش میرے دماغ میں ایسی رائے آئی ہے کہ ہرگز تمہارے وہم وخیال میں بھی اس کا گذر نہ ہوا ہو گا۔ قریش نے کہا اے ابوالحکم جلد بیان کر کہ وہ کیا رائے تیرے خیال میں آئی ہے کہ اُس نے کہا میں نے یہ تدبیر سوچی ہے کہ ہم اپنے کل قبائل میں سے ایک ایک جوان چھانٹ کر مسلح تیار کر رکھیں اور جب محمدؐ خواب راحت میں مشغول ہو تو وہ سب جوان یکبارگی ایک ہاتھ تلوار کا اس پر ماریں جس سے اس کا سر پارہ پارہ ہو جائے گا۔ پھر اگر اس کی قوم قصاص لینا چاہے گی تو ہمارے اتنے قبائل سے نہ لڑ سکے گی۔ لامحالہ خونبہا پر راضی ہو گی۔ پس ہم خونبہا دے کر اس قصہ کو فیصل کر دیں گے اور ہمیشہ کے واسطے اِس خدشے سے نجات پائیں گے۔

شیخ نجدی اس رائے کو سن کر اُچھل پڑا اور کہا واقعی ابوالحکم کے کیا کہنے ہیں۔ بس یہی رائے نہایت قوی اور ہر پہلو سے صحیح ہے اسی پر عمل درآمد کرو۔

اس رائے کے مقرر ہونے کے بعد لوگ اس مکان سے اُٹھ کر چلے گئے اور ادھر جبرائیل حضورؐ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ آج رات کو آپ اس جگہ نہ سوئیں جہاں ہمیشہ سویا کرتے ہیں۔

چنانچہ جب رات خوب اندھیری ہوگئی اور یہ سب لوگ اس انتظار میں تھے کہ حضورؐ سو جائیں تو ہم اپنا وار کریں۔ حضورؐ کو جب یہ اطلاع ہوئی کہ دشمن اس بات کے منتظر ہیں کہ تو آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب سے فرمایا کہ تم میرے بستر پر میری سبز چادر اوڑھ کر سو رہو اور کچھ فکر نہ کرو تم کو یہ کچھ ایذا نہ پہنچائیں گے اور جب سوتے تھے تو اسی چادر میں سوتے تھے۔

حضرت علیؓ کو بستر پر لٹا کر آنحضورؐ کا گھر سے نکلنا

جب یہ سب قریش کے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع ہوئے اور ابوجہل بھی ان میں تھا۔ تو اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں کہ اگر تم میرا اتباع کرو گے تو عرب کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر تم کو ایسے باغ ملیں گے جیسے اردن میں ہیں۔ اور اگر میرا اتباع نہ کرو گے تو دنیا میں تباہ اور ذلیل ہو گے اور مرنے کے بعد زندہ ہو کر آگ میں جلو گے۔

وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بڑے برتن میں خاک بھر کر لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا ہاں میں یہی بات کہتا ہوں مگر ان لوگوں کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اندھی کر دیں کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورہ یٰسں کے اول کی تین آیتیں لَا یُبْصِرُوْنَ تک پڑھتے جاتے ان کے سروں پر خاک ڈالتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب آپؐ فارغ ہوئے تو تشریف لے گئے اور ان لوگوں کو کچھ خبر نہ ہوئی۔ پھر ان کے پاس ایک اجنبی شخص آیا اور کہنے لگا تم لوگ یہاں کھڑے ہوئے کس کا انتظار کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم محمدؐ کے منتظر ہیں۔ اس نے کہا قسم ہے خدا کی محمدؐ تم کو ذلیل کر کے نکل گئے اور تم میں سے کسی کو محروم نہیں چھوڑا۔ سب کے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں تم کو خبر نہیں کہ تمہارے سروں پر کیا پڑا ہوا ہے۔ اب جو اُن لوگوں نے اپنے سروں کو دیکھا تو واقعی ان کو خاک آلود پایا۔ پھر ان لوگوں نے جھانک جھانک کر اندر دیکھنا شروع کیا تو دیکھا کہ واقعی کوئی شخص سوتا ہے اور وہی چادر اوڑھے ہوئے ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھتے تھے۔ کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوتے ہیں اور صبح تک اسی انتظار میں کھڑے رہے جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ حضرت علی بستر پر سے اُٹھے۔ تب کہنے لگے کہ قسم ہے خدا کی رات کو وہ شخص ہم سے سچ کہتا تھا۔

کفار کی اس دن کی کارروائی اور مکہ کے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَ اِذْ یَمْکُرُ

بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَ یَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہُ وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ اور اے رسولؐ وہ وقت یاد کرو جبکہ کفار تمہارے متعلق اس فکر میں تھے کہ یا تو تم کو قید کر دیں یا قتل کریں یا شہر بدر کریں اور یہ بھی تدبیر کر رہے تھے اور خدا بھی تدبیر کر رہا تھا اور خدا بہترین تدبیر کرنے والا ہے۔

سورۂ یٰسین کی پہلی تینوں آیات کا خوفزدہ لوگ حضورؐ کی اقتداء کے لحاظ سے تلاوت کریں تو ان کو امن نصیب ہوگا۔ چنانچہ حارث بن اسامہ نے اپنے مسند میں حضورؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے سورۂ یٰسین کے فضائل میں بیان فرمایا کہ اگر خائف اس کو پڑھے گا تو اس کو امن نصیب ہوگا۔ اور اگر بھوکا پڑھے گا اس کو روزی نصیب ہوگی اور اگر برہنہ پڑھے گا لباس اُس کو نصیب ہوگا اور اگر پیاسا پڑھے گا اس کو پانی ملے گا اور اگر بیمار پڑھے گا اس کو شفا ہوگی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے خواص اس کے بیان فرمائے۔

حصہ سوم

حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ آنحضرتؐ کی ہجرت

حضرت ابوبکر کی ہجرت کے لئے تیاریاں

حضرت ابوبکر مالدار شخص تھے اور جب وہ حضور سے ہجرت کی اجازت مانگتے تھے تو حضور فرماتے تھے تم جلدی نہ کرو شاید تمہارا کوئی ساتھی خدا کردے۔ ابوبکر سمجھتے تھے کہ ضرور حضورؐ اس ساتھی سے اپنے تئیں مراد لیتے ہیں۔ اس سبب سے ابوبکر نے دو اونٹ خرید کر باندھ رکھے تھے اور ان کو بہت اچھی خوراک کھلاتے تھے تاکہ وقت پر کام آئیں۔

ہجرت کی روایت حضرت عائشہؓ کی زبانی

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ آنحضور ہمارے گھر ہر روز ایک بار صبح کو یا شام کو تشریف لاتے تھے مگر جس دن حضورؐ کو ہجرت کا حکم ہوا تو آپ ٹھیک دوپہر کے وقت کہ کبھی پہلے اس وقت تشریف نہ لائے تھے آئے۔ ابوبکر نے آپ کو دیکھتے ہی کہا آج ضرور کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے جو حضور اس وقت تشریف لائے ہیں۔ پس جس وقت آپ قریب آئے ابوبکر نے تخت سے نیچے اتر کر آپ کا استقبال کیا اور آپ کو تخت پر بٹھایا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس وقت ابوبکر کے پاس میرے اور میری بہن اسماء کے سوا اور کوئی نہ تھا حضورؐ نے فرمایا ان کو ہٹا دو تاکہ میں کچھ کہوں۔ ابوبکر نے عرض کیا حضور میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ تو میری دونوں لڑکیاں ہیں اور کوئی غیر نہیں۔ حضور نے فرمایا مجھ کو ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور کے اس ارشاد سے خوشی کے مارے ابوبکر رونے لگے اور اس دن مَیں نے جانا کہ خوشی میں بھی رونا آتا ہے۔ پھر ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسی دن کے واسطے دو اونٹنیاں تیار کر رکھی ہیں۔ (یہ دونوں اونٹنیاں ابوبکر نے عبداللہ بن ارقط بنی دیل کے ایک شخص کے پاس چرنے کو چھوڑ رکھی تھیں)

روانگی کے وقت حضور نے لوگوں کی امانتیں حضرت علی کے سپرد کیں تاکہ ادا کردی جائیں

حضرت کے تشریف لے جانے کی خبر مکہ میں کسی کو نہ ہوئی سوا ابوبکر کے گھر کے لوگوں اور حضرت علی ابن ابی طالب کے کہ اُن سے حضور نے اپنے جانے کا حال کہہ دیا تھا اور جو جو امانتیں لوگوں کی حضور کے پاس تھیں وہ بھی حضرت علی کے سپرد کر دی تھیں تاکہ حضور کے بعد وہ امانتیں لوگوں کو واپس کر دیں۔ کیونکہ حضرت علیؓ پر اُن کے صدق اور امانت داری کے سبب سے حضور کو پورا بھروسہ تھا۔

حضرت ابوبکر کے گھر سے آنحضرت کی روانگی

جب حضور نے چلنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر کے گھر کی پشت پر ایک کھڑکی تھی اس میں سے حضور اور ابوبکر دونوں نکل کر مکہ کے باہر ثور پہاڑ کے غار میں تشریف لے گئے اور ابوبکر نے اپنے فرزند عبداللہ سے کہا کہ تم جا کر لوگوں کی باتیں سنو کہ ہماری نسبت کیا کہتے ہیں اور شام کو ہم سے آ کر کہہ دیا کرو اور عامر بن فہیرہ اپنے غلام سے کہا کہ دن کو تم مکہ کے ریوڑوں کے ساتھ اپنی بکریاں چرایا کرو اور شام کو یہاں لے آیا کرو۔ چنانچہ عامر ایسا ہی کرتا اور شام کو حضورؐ اور ابوبکرؓ بکریوں کا دودھ پیتے اور اسماء ابوبکر کی بیٹی کھانا پکا کر لاتیں۔ اس کو نوش فرماتے۔ ابن ہشام کہتے ہیں حسن بصری سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسولِ خدا اور ابوبکر رات کے وقت غار میں داخل ہوئے تھے اور پہلے ابوبکر نے اندر داخل ہو کر اس کو صاف کیا تھا تا کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ وغیرہ نہ ہو۔

غارِ ثور میں حضورؐ کا قیام

اسی صورت میں حضور نے اور ابوبکر نے اس غار میں تین روز بسر کئے اور یہاں قریش نے آپ کے تشریف لے جانے کے بعد سارے مکہ میں آپ کو تلاش کیا اور سو اونٹ کا انعام اس شخص کے واسطے مقرر کیا جو حضور کو پکڑ کر لائے۔ عبداللہ بن ابی بکر یہ سب خبریں دن کو سن کر رات کو حضور کی خدمت میں عرض کرتے تھے اور عامر بن فہیرہ بکریوں کو لا کر دودھ پلاتا تھا اور اسماء کھانا لاتی تھیں۔ آخر جب تین روز اسی طرح گذر گئے اور لوگوں میں شور وغوغا کم ہو گیا تو عبداللہ بن ابوبکر اونٹوں کو لے کر حاضر ہوا اور اسماء سفر میں ساتھ لے جانے کے لئے کھانا لائیں۔ مگر بندھن بھول آئیں جس سے اس کو باندھ کر کجادے میں لٹکا تیں۔ تب انہوں نے اپنے نطاق [1] کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑے سے کھانے کو کجادہ میں باندھا اور دوسرا حصہ اپنے جسم سے لپیٹ لیا اسی وجہ سے اسماء کا لقب ذاتِ النطاقین ہے۔

حضور کی غارِ ثور سے روانگی

حضرت ابوبکر نے اُن دونوں اونٹوں میں سے عمدہ اونٹ حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اس پر سوار ہو جائیے۔ حضور نے فرمایا میں دوسرے کے اونٹ پر سوار نہیں ہوتا۔ ابوبکرؓ نے عرض کیا حضور یہ آپ ہی کا اونٹ ہے۔ حضور نے فرمایا یوں نہیں تم اس کی قیمت بتاؤ کہ کتنے میں تم نے اس کو خریدا

---

[1] کپڑا یا اوڑھنی جو عرب عورتیں اپنی کمر میں باندھتی ہیں۔ (اسماعیل)

ہے عرض کیا اس قیمت کو۔ فرمایا۔ بس اس قیمت کو میں نے تم سے خرید لیا۔ پھر دونوں سوار ہوئے اور عامر غلام کو بھی ابوبکر نے اپنے پیچھے بٹھا لیا تا کہ راستہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا رہے۔

ابوجہل کا آنحضرت کی تلاش میں حضرت ابوبکر کے مکان پر آنا اور حضرت اسماء کے طمانچہ مارنا

اسماء بنت ابوبکرؓ سے روایت ہے کہ جب آنحضور اور ابوبکر چلے گئے تو قریش کا ایک گروہ ہمارے پاس آیا جس میں ابوجہل بھی تھا اور ہمارے گھر کے دروازہ پر کھڑا ہوا۔ ابوجہل نے مجھے آواز دی میں باہر نکلی تو اس نے پوچھا اے اسماء تیرا باپ کہاں ہے۔ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم کہاں گئے ہیں۔ اس پر اس ملعون نے میرے ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ میرے کان کی بالی نکل پڑی پھر وہ سب لوگ چلے گئے۔

اپنے سفر کی منزل مقصود ابوبکر نے گھر والوں سے بھی پوشیدہ رکھی

اسماء کہتی ہیں ہم کو خبر نہ تھی کہ حضور کس طرف تشریف لے گئے ہیں اور اس بے خبری میں ہم کو تین روز گذر گئے۔ چوتھے روز ایک جن مکہ کے نیچے کی طرف سے چند اشعار گاتا ہوا نکلا اس کی آواز لوگوں کو سنائی دیتی تھی مگر کوئی گانے والا دکھائی نہ دیتا تھا اور وہ جن مکہ کی اوپر کی طرف جا کر غائب ہو گیا اس کے اشعار کے مضمون سے میں سمجھ گئی کہ حضور مدینہ کی طرف تشریف لے گئے ہیں۔

شرکائے سفر

اس سفر میں یہ سب چار آدمی تھے۔ آنحضورؐ ابوبکر، عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن ارقط جس کو اریقط بھی کہتے تھے۔

گھر کی ساری پونجی ابوبکر ساتھ لے گئے

اسماء کہتی ہیں میں جب حضورؐ تشریف لے گئے ہیں تو ابوبکر جو کچھ زرِ نقد اپنے پاس رکھتے تھے وہ سب انہوں نے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ جو پانچ چھ ہزار درم ہوں گے۔ کہتی ہیں۔ پس ان کے جانے کے بعد میرے دادا ابوقحافہ جو نابینا ہو گئے تھے گھر میں آئے اور کہنے لگے مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر تم کو بالکل مفلس تلاش کر گیا ہے اور تمہارے واسطے کچھ مال چھوڑ کر نہیں گیا۔ جس کے نتیجہ میں اب تمہیں فاقے اور بھوک سے دوچار ہونا پڑے گا۔ میں نے کہا نہیں دادا جان وہ بہت مال چھوڑ گئے ہیں اور میں نے چھوٹے چھوٹے سنگریزے لے کر اُس طاق میں رکھ دیئے جس میں ابوبکر اپنا مال رکھتے تھے اور ایک کپڑا ان پر ڈھک دیا۔

پھر دادا سے کہا کہ آیئے دیکھئے یہ اس قدر مال وہ ہمارے واسطے چھوڑ گئے ہیں۔ پھر اُن کا ہاتھ پکڑ کر وہاں لائی انہوں نے اُس پر ہاتھ رکھا اور سمجھے کہ درم اور دینار رکھے ہیں۔ کہنے لگے ہاں یہ تو ہمارے گذارہ کے واسطے کافی ہے۔ اسماءؓ کہتی ہیں حالانکہ خدا کی قسم ابوبکر نے ہمارے واسطے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا مگر مجھ کو اس حرکت سے صرف دادا جان کو اطمینان کرانا منظور تھا۔ جو میں نے کرادیا۔

قریش کا آنحضورؐ کی گرفتاری کے لیے اونٹ کا انعام مقرر کرنا اور سراقہ کا واقعہ

سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت ہے کہ جب حضور مکہ سے مدینہ کی طرف تشریف لے گئے تو قریش نے انعام مقرر کیا تھا کہ جو شخص حضور کو لائے اس کو سو اونٹ ملیں گے۔ میں قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص ہماری قوم میں سے آیا اور اس نے کہا کہ میں نے تین شخص سوار جاتے دیکھے ہیں۔ میرے خیال میں ضرور محمدؐ اور ان کے ساتھی ہوں گے۔ سراقہ کہتے ہیں میں نے اس شخص کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہ اور کہا وہ فلاں لوگ تھے ان کا اونٹ کھویا گیا ہے۔ اس کو ڈھونڈتے ہوں گے پھر ذرا سی دیر ٹھہر کو میں وہاں سے اُٹھا اور اپنے گھر میں آن کر میں نے گھوڑے کی تیاری کا حکم دیا اور ہتھیار وغیرہ سے آراستہ ہو کر میں نے فال لی مگر فال اچھی نہ نکلی۔ لیکن میں گھوڑے پر سوار ہو کر حضور کی تلاش میں روانہ ہوا۔ جب تھوڑی دور پہنچا گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ میں نیچے آن پڑا پھر میں نے فال لی وہ فال بھی اچھی نہ نکلی۔ مگر میں پھر گھوڑے پر سوار ہو کر روانہ ہوا کیوں کہ خیال تھا کہ حضور کو پکڑ لاؤں گا۔ اور سو اونٹ لوں گا۔ غرضیکہ پھر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں پھر نیچے آن پڑا۔ پھر میں نے فال لی وہ فال بھی بُری نکلی مگر میں پھر روانہ ہوا یہاں تک کہ حضور مجھ کو دکھائی دیئے مگر معاً میرے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور زمین میں سے اتنا گرد وغبار بلند ہوا کہ سب دھواں دھار ہو گیا۔ اب میں نے جانا کہ جس کام کی میں کوشش میں ہوں وہ کام ہرگز نہ ہوگا۔ تب میں نے اپنے گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکالے اور حضور کو آواز دی کہ میں سراقہ بن جعشم ہوں اور آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں اور خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھ سے کوئی برائی آپ کو

---

[1] یہ واقعہ حضرت ابوبکر کے عشق رسول کا بڑا زبردست ثبوت ہے۔ انسان خود تنگی برداشت کر لیتا ہے۔ مگر اہل و عیال کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا لیکن حضرت صدیق نے عشق رسول میں ان کا بھی خیال نہ کیا اور اپنی ساری پونجی اپنے آقا کی خدمت کے لیے ساتھ لے لی۔ ایمان واخلاص کا یہ انتہائی جذبہ تھا جس کا نمونہ حضرت صدیق نے دکھایا۔
(محمد اسماعیل)

نہ پہنچے گی۔ حضور نے ابوبکر سے فرمایا کہ اس سے کہو کیا چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا میں آپ سے امن کی ایک نشانی چاہتا ہوں جو میرے اور آپ کے درمیان میں ہو۔ حضور نے ابوبکر سے فرمایا کہ اے ابوبکر تم لکھ دو۔ ابوبکر نے ایک ہڈی یا ٹھیکری یا پرچہ پر لکھ کر میری طرف پھینک دیا میں اس کو اٹھا کر اپنے توشہ دان میں رکھ لیا۔ اور وہاں سے واپس آ کر خاموش ہو گیا۔ کسی سے اس کا ذکر نہ کیا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حنین اور طائف کی جنگوں سے بھی فارغ ہو گئے تو میں آپ سے مقام جعرانہ میں ملا اس وقت آپ کے گرد انصار کی فوج کھڑی تھی۔ مجھ کو جاتے ہوئے دیکھ کر وہ کہنے لگے ہٹ ہٹ کہاں جاتا ہے مگر میں اسی طرح حضور کے پاس پہنچا۔ حضور اس وقت اپنی اونٹنی پر سوار تھے میں نے اپنا ہاتھ اُسی نشانی کے ساتھ جو آپ نے مجھ کو دی تھی اونچا کیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ آپ کی نشانی ہے اور میں سراقہ بن جعشم ہوں۔ حضور نے فرمایا آج اس کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا دن ہے پھر میں مسلمان ہوا اور میں نے خیال کیا کہ حضور سے کوئی بات دریافت کروں، مگر کچھ یاد نہ آیا صرف یہ بات میں نے دریافت کی یارسول اللہ میں اپنے اونٹوں کے واسطے پانی بھرتا ہوں اور غیر اونٹ بھی وہ پانی پیتے ہیں تو مجھ کو اس میں کچھ ثواب ہے۔ فرمایا ہاں ہر پیاسے کے پانی پلانے میں ثواب ہے۔ سراقہ کہتے ہیں پھر میں اپنی قوم میں آیا اور اپنے مال کی زکوٰۃ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضور کے سفر کی منزلیں

پھر حضور اور ابوبکر ان کا راہبر عبداللہ بن ارقط مکہ سے چل کر ساحل کی طرف آیا اور عسفان کے نیچے نیچے ہو کر اُمج کے نیچے سے قدید کے پاس پہنچا پھر ضرار آیا پھر وہاں سے ثنیۃ المرہ کے قریب آیا پھر وہاں سے مقام لقفا میں (جس کو لفتا بھی کہتے ہیں) ہو کر مدلجہ لقف میں پہنچا اور وہاں سے مدلجہ مجاج میں پھر وہاں سے مرجح ذی غضوین میں (جس کو عصوین بھی کہتے ہیں) پھر بطن ذی کشد میں پہنچا پھر جداجد کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر مقام اجرد میں آیا پھر ذاسلم سے گذر کر جو اعداء مدلجہ میں ہے عبابید میں پہنچا (جس کو بقول ابن ہشام عَبَابیب بھی کہتے ہیں) وہاں سے مقام فاجہ یا قاصہ میں آیا پھر مقام عرج میں پہنچا یہاں حضور نے ایک شخص اوس بن حجر نام کو اس کے اونٹ پر جس کا ابن الرواتھا سوار کر کے مع اس کے غلام مسعود بن ہندہ کے مدینہ کی طرف روانہ کیا اور پھر ان کا راہبر ان کو لے کر عروج سے ثنیۃ العائر میں آیا (جس کو ثنیۃ الغائر بھی کہتے ہیں) پھر یہاں سے بطن ریم کی طرف اترا پھر وہاں سے مقام قبا میں محلّہ بنی عمرو بن عوف کے اندر جا اتارا۔ اور

جس روز آپ مدینہ میں پہنچے ہیں۔ بارھویں تاریخ ربیع الاول کی اور پیر کا روز تھا اور دوپہر کا وقت تھا۔

حضورؐ کا قبا میں پہنچنا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت پہنچی ہے وہ کہتے تھے کہ جب ہم نے سنا کہ حضور مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں اور اب عنقریب مدینہ پہنچنا چاہتے ہیں تو ہم لوگ مدینہ سے نکل کر میدان میں روز صبح کے وقت حضور کا انتظار کیا کرتے تھے اور جب تک سورج میں تیزی نہ ہوتی ہم بیٹھے رہتے پھر جب گرمی زیادہ ہوتی ہم چلے آتے جس دن حضورؐ تشریف لائے اس روز بھی ہم بدستور گئے اور انتظار کر کے چلے آئے۔ جب ہم اپنے گھروں میں داخل ہو گئے تو اس وقت حضور تشریف لائے اور جس شخص نے پہلے آپ کو دیکھا وہ ایک یہودی تھا۔ اس نے نہایت زور سے ہم لوگوں کو آواز دی کہ جن کی تم کو تلاش تھی وہ آ گئے کیونکہ یہ یہودی ہم کو حضور کے انتظار میں بیٹھے ہوئے روز دیکھتا تھا اس کی آواز سن کر ہم باہر نکلے اور حضور کی طرف آئے آپ ایک کھجور کے سایہ میں اُترے تھے۔ ہم نے چونکہ آپ کو بھی دیکھا نہ تھا اس لئے پہچان نہ سکے کہ آیا ابوبکر صدیق اور آنحضرت میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں کہ اتنے میں سایہ آپ پر سے ہٹ گیا اور ابوبکر نے آپ کے سر مبارک پر سایہ کیا اس وقت ہم سمجھے کہ حضورؐ یہ ہیں۔

قبا میں حضور اور ابوبکر کا قیام

بیان کیا جاتا ہے کہ حضور مدینہ میں کلثوم بن ہدم کے مکان میں ٹھہرے جو بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبید میں سے تھے اور اسی ذیل میں ایک بیان یہ بھی ہے کہ کلثوم کے مکان سے تشریف لا کر حضورؐ لوگوں سے ملاقات کے واسطے سعد بن خثیمہ کے مکان میں تشریف رکھتے تھے کیونکہ سعد مجرد شخص تھے قبیلہ نہ رکھتے تھے۔ اسی سبب سے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور سعد ہی کے ہاں ٹھہرے تھے اور مکان اسی سبب سے بیت العزاب (خانۂ مجردان) کہلاتا تھا۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خبیب بن اساف کے ہاں ٹھہرے یہ بنی حرث بن خزرج میں سے تھے اور مقام سخ میں ان کا مکان تھا اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ ابوبکر صدیق خارجہ بن زید بن ابی زُہیر کے ہاں فروکش ہوئے تھے یہ بھی بنی حرث بن خزرج میں سے تھے۔

حضرت علی کی قبا میں آمد

حضور کی مکہ سے تشریف لے جانے کے بعد حضرت علی بن ابی طالب تین روز وشب مکہ میں رہے اور کل امانتیں جو حضور کے پاس لوگوں کی تھیں انہوں نے سب ادا کر دیں اور اس کام سے فارغ ہو کر مدینہ میں حضور سے جا ملے اور آپ کے پاس ہی کلثوم بن ہدم کے مکان میں ٹھہرے اور مقام قبا میں حضرت علی صرف

ایک شب یا دو شب ٹھہرے۔

قبا میں حضرت علی کے قیام کا ایک دلچسپ واقعہ

اس مختصر قیام کا ایک دلچسپ واقعہ خود حضرت علی اس طرح فرماتے ہیں کہ قبا میں جس مسلمان عورت کے ہاں میں ٹھہرا تو رات کو ایک شخص اس کے دروازہ پر آیا اور دستک دی۔ یہ عورت باہر نکلی اس شخص نے اس کو کچھ دیا اور چلا گیا۔ اور چونکہ یہ عورت خاوند نہ رکھتی تھی مجھ کو اس بات سے شبہ پیدا ہوا اور میں نے اس سے کہا اے خدا کی بندی یہ کون شخص رات کو تیرے پاس آتا ہے اور تجھ کو کچھ دیتا ہے۔ حالانکہ تو بغیر خاوند کے ہے۔ اس نے کہا یہ سہل بن حنیف ہے یہ جانتا ہے کہ میں ایک لاوارث عورت ہوں رات کو اپنی قوم کے لکڑی کے بتوں کو توڑ کر مجھے دے جاتا ہے کہ ان کو جلا کر اپنا کھانا پکالیجئیو۔ حضرت علیؓ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور سہل سے آپ کو محبت ہوگئی۔ چنانچہ عراق میں حضرت علی ہے کے پاس سہل نے انتقال کیا۔

قبا سے روانگی اور مدینہ میں پہنچنا

ابن اسحاق کہتے ہیں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام قبا میں پیر اور منگل اور بدھ اور جمعرات کے روز تک رہے اور یہاں کی مسجد کو آپؐ نے مستحکم کیا۔ پھر جمعہ کے روز آپ یہاں سے بنی سالم بن عوف میں آئے اور جو مسجد کہ وادی رانونا میں ہے اُس میں آپؐ نے پہلا جمعہ پڑھا۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ادا فرمایا۔

پس جب آپؐ نے بنی سالم میں جمعہ پڑھ کر آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے تو عتبان بن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بنی سالم کے چند لوگوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہیں فروکش ہوجئے ہم سب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اور حفاظت کے واسطے حاضر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اونٹنی کو چلنے دو جہاں اس کو حکم ہے وہاں جا کر ٹھہرے گی۔ اور اونٹنی روانہ ہوئی یہاں تک کہ جب بنی بیاضہ کے محلّہ میں پہنچی زیاد بن لبید اور فردہ بن عمرو بنی بیاضہ کے سردار اپنی قوم کے ساتھ حاضر تھے انہوں نے عرض کیا حضور یہاں قدم رنجہ فرمایئے۔ فرمایا اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو جہاں اس کو حکم ہے وہ خود ٹھہر جائے گی۔ لوگ ہٹ گئے اور اونٹنی روانہ ہوئی یہاں تک کہ بنی ساعدہ کے محلّہ میں پہنچی وہاں سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو اپنے لوگوں کے ساتھ حاضر تھے انہوں نے اپنے ہاں قیام کی نسبت عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی مذکورہ بالا جواب دیا یہ لوگ بھی خاموش ہو رہے۔

غرضیکہ اسی طرح سے اونٹنی بنی حرث بن خزرج میں سے ہو کر بنی عدی بن بخار میں پہنچی یہ لوگ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔ کیونکہ سلمٰی بنت عمرو عبدالمطلب کی ماں انہی لوگوں میں سے تھیں۔ انہوں نے بھی اپنے ہاں قیام کے لئے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا یہ لوگ بھی خاموش ہو گئے اور اونٹنی روانہ ہوئی۔ یہاں تک کہ بنی مالک بن بخار کے محلّہ میں پہنچی اور جس جگہ مسجد نبوی کا دروازہ ہے وہاں بیٹھ گئی یہ زمین بنی مالک بن بخار میں سے دو یتیم لڑکوں کی تھی۔ جن کے نام سہل اور سہیل بن عمرو تھے۔ اور یہ دونوں معاذ بن عفراء کی پرورش اور تربیت میں تھے۔ جب اونٹنی اس جگہ ٹھہری تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے نہیں اُترے اونٹنی وہاں سے تھوڑی دور اور آگے گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی۔ اونٹنی پھر وہاں سے اُلٹی پھری اور پھر اپنی جگہ پر آن کر بیٹھ گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سے اُترے۔ حضرت ابوایوب خالد بن زید نے اونٹنی کی کاٹھی اتار کر اپنے گھر میں رکھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان میں فروکش ہوئے۔

مسجد نبوی کی تعمیر

یہاں ٹھہرنے کے فوراً بعد آپ نے اس زمین کی بابت جہاں آپ کی اونٹنی بیٹھی تھی دریافت فرمایا کہ کس کی ملکیت ہے تاکہ اس سے خرید کر یہاں مسجد بنائی جائے۔ معاذ بن عفراء نے عرض کیا یا رسول اللہ سہل اور سہیل عمرو کے یتیم بچوں کی ہے اُن دونوں کو اس کا معاوضہ دے کر راضی کر دوں گا۔ آپ اس میں مسجد تعمیر کرائیں۔ چنانچہ وہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اور مکان تعمیر ہونے لگے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے کام میں شریک ہوئے تاکہ مسلمانوں کو زیادہ رغبت ہو پس مہاجرین اور انصار نے نہایت کوشش کے ساتھ اس کی تعمیر شروع کی۔

سب مسلمان یہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور تعمیر کرتے جاتے تھے۔

لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ فَارحَمِ الْاَنْصَارَ وَالمُهَاجِرَه

یعنی زندگانی تو بس آخرت کی زندگانی ہے اے اللہ انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔ اور حضرت علی یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

---

[1] جس جگہ حضور علیہ السلام کی اونٹنی خدا کے حکم سے بیٹھی تھی وہاں سے سب سے زیادہ قریب حضرت ابوایوب ہی کا مکان تھا۔ اس لئے وہ حضور علیہ السلام کا اسباب اٹھا کر اپنے گھر میں لے گئے تاکہ حضورؐ کی مہمان داری کی عزت حاصل کریں۔ پس جب تک مسجد نبوی کے ساتھ اپنی رہائش کے حجرے نہیں بنے حضور علیہ السلام حضرت ابوایوب کے ہاں قیام پذیر رہے۔ (اسماعیل)

لا یستوی من یعمر المساجدا　　یدأب فیها قائما و قاعدا

و من یری عن الغبار حائدا

یعنی وہ شخص جو مساجد کی تعمیر میں حصہ لیتا ہے اور اُن میں نماز پڑھتا ہے اور وہ شخص جو گرد و غبار سے گھبراتا ہے دونوں (قیامت میں) برابر نہیں ہوں گے۔

تعمیر مسجد کے وقت حضرت عمارؓ کے متعلق حضورؐ کی پیشگوئی

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی کلام فرما رہے تھے کہ اتنے میں عمار بن یاسر آئے ان کے سر پر بہت سی اینٹیں رکھی ہوئی تھیں اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ان لوگوں نے مجھ کو قتل کر دیا ہے میرے سر پر اتنا بوجھ رکھ دیتے ہیں جو مجھ سے چل نہیں سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن سُمَیَہ یہ وہ لوگ نہیں جو تجھ کو قتل کریں تجھ کو باغیوں کا گروہ قتل کرے گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اس شخص نے جس نے عمار پر زیادہ اینٹیں رکھ دی تھیں۔ عمار کا یہ شکایت کرنا سنا تو عمار سے کہا اے عمار میں دیکھتا ہوں کہ یہ میری لکڑی تیری ناک پر لگے گی اور اس کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کی یہ بات سن کر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا یہ کیا بات ہے کہ عمار تو اِن کو جنت کی طرف بلاتا ہے اور یہ لوگ اس کو دوزخ کی طرف بلاتے ہیں۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو شعبی سے روایت پہنچی ہے کہ سب سے پہلے مسجد کی تعمیر عمار نے شروع کی تھی۔

جب تک مسجد اور مکان کی تعمیر رہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب ہی کے مکان میں فروکش رہے جب مکان تیار ہو گیا حضور اس میں تشریف لے آئے۔

خدا کا رسول خانۂ ایوب میں

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ کہتے ہیں کہ جب حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میرے غریب خانہ میں عزت بخش ہوئے تو میرے مکان کی دو منزلیں تھیں ایک نیچے کی اور ایک اوپر کی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اوپر کی منزل میں تشریف رکھیں کیونکہ میں اوپر رہنا بے ادبی تصور کرتا ہوں۔ فرمایا نہیں ہمیں نیچے رہنے میں آسانی ہے تم اوپر رہو۔ کہتے ہیں حسب ارشاد میں اور میری بیوی اُم ایوب اوپر رہنے لگے اتفاقاً ایک روز مٹکا پانی کا جو اوپر رکھا تھا ٹوٹ گیا۔ میں اور اُم ایوب ایک چادر میں کہ ہمارے پاس اس کے سوا دوسری چادر نہ تھی اس پانی کو جذب کرنے لگے اس خوف سے کہ کہیں حضور پر نہ ٹپکے (چھت کچی تھی) ہمارا یہ قاعدہ تھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کر کے روز بھیجتے تھے۔

جب حضور اس کو نوش فرما کر بچا ہوا کھانا ہم کو بھیجتے تو ہم دونوں میاں بیوی آپ کے ہاتھ کا کھانے میں نشان دیکھ کر تبرکاً اس کو کھاتے۔ایک روز کھانے میں تھوڑی پیاز بھی میں نے ڈال دی اور حضور کے واسطے بھیجا۔ جب وہ واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کا اس میں نشان نہیں ہے میں گھبرا کر خدمت میں حاضر ہوا۔عرض کیا یا رسول اللہ کیا باعث ہے کہ میں نے آج حضور کے دست مبارک کا کھانے میں نشان نہیں دیکھا۔ میں حضور کا بچا ہوا تبرکاً کھایا کرتا ہوں۔فرمایا اے ابوایوب تم نے اس میں پیاز ڈال دی تھی اور میں بدبو کے سبب سے اس کو نہیں کھاتا کیوں کہ مجھ کو فرشتوں سے ہمکلام ہونا ہوتا ہے تم شوق سے کھاؤ اور ابوایوب کہتے ہیں پھر اس روز سے کبھی میں نے حضور کے کھانے میں پیاز نہیں ڈالی۔

باقی ماندہ مہاجرین کا مدینہ آنا

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر جس قدر مہاجرین تھے مکہ سے مدینہ میں آ گئے سوائے ان لوگوں کے جو کفار کی قید میں تھے کوئی باقی نہ رہا۔ بنی مظعون جو بنی جمح میں سے تھے اور بنو جحش بن رئاب جو بنی اُمیہ کے حلیف تھے اور بنی بُکیر جو بنی سعد میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے یہ لوگ مع اپنے اہل وعیال کے آ گئے تھے اور ان کے مکانات مکہ میں بالکل خالی اور سنسان تھے۔ بنی جحش نے جب ہجرت کی تو ابوسفیان بن حرب نے ان کے مکان کو عمرو بن علقمہ کے ہاتھ جو بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص تھا فروخت کر دیا۔ جب خبر مدینہ میں عبداللہ بن جحش کو ہوئی تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔حضور نے فرمایا اے عبداللہ کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ خدا اس کے بدلہ میں تجھ کو جنت میں محل عنایت کرے۔ عبداللہ نے عرض کیا ہاں میں راضی ہوں۔فرمایا بس وہ محل تیرے واسطے ہے۔ جب مکہ فتح ہوا تو ابواحمد نے حضور سے اپنے مکان کی نسبت عرض کیا جس کو ابوسفیان نے فروخت کر دیا تھا۔حضور نے کچھ جواب نہ دیا۔ لوگوں نے کہا اے ابواحمد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کی نسبت جو کفار کے تصرف میں چلی گئیں کلام کرنا پسند نہیں فرماتے۔پس ابواحمد بھی خاموش ہو رہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ماہ ربیع الاول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے اندر رونق افروز ہوئے اور اس کے نویں مہینہ صفر میں آپ کی مسجد اور مکان بن کر تیار ہوا اور انصار کے کل قبیلہ مسلمان ہو گئے۔کوئی متنفس ان میں باقی نہیں رہا سوا اوس کے ان چند قبیلوں کے جن کا نام حطمہ اور واقف اور وائل اور امیہ تھے کہ یہ اپنے شرک پر قائم رہے ان کا مفصل بیان اوپر گذر چکا ہے۔

آنحضرت کا مدینہ میں پہلا خطبہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار میں کھڑے ہوئے اور اول اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا جو اس کی شایانِ شان ہے بیان فرمائی بعد ازاں فرمایا اَمَّا بَعْدُ اے لوگو! اپنی آئندہ زندگی کا کچھ فکر کرو اور اس کے انتظام میں مشغول ہو تم کو معلوم ہے کہ تم مرنے کے بعد زندہ ہو کر خدا کے حضور میں حاضر ہو گے اور اس وقت وہ بغیر کسی ترجمان کے تم سے ہم کلام ہو گا اور فرمائے گا اے شخص کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا۔ جس نے تجھ کو میرے احکام پہنچائے اور کیا میں نے تجھ کو مال دے کر اپنا فضل تجھ پر نہیں کیا۔ پس کیا توشہ تو نے اپنے آگے بھیجا یہ شخص اس وقت دائیں بائیں اور پیچھے نظر کرے گا مگر کچھ نہ پائے گا پھر آگے دیکھے گا تو جہنم ہو گا۔ پس اے لوگو! جہنم سے بچو اگر چہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے ساتھ ہو اور جس کو وہ بھی میسر نہ ہو وہ خوش کلامی اختیار کرے اور اچھے جواب کے ساتھ سائل کو رد کرے۔ کیونکہ اس کا ثواب بھی دس نیکیوں سے لے کر سات سو اور اس کے دگنے تک ہوتا ہے تم پر اور خدا کے رسول پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔

حضور کا دوسرا خطبہ

اس کے بعد پھر حضور نے دوسرا خطبہ اس طرح بیان فرمایا حمد ونعت خدائے برحق کے واسطے ہے اسی کی میں تعریف کرتا ہوں اور اسی سے اعانت اور امداد کا خواستگار ہوں پناہ مانگتے ہیں ہم خدا سے اپنے نفس کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جس کو خدا ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک خدا وحدہٗ لاشریک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں بے شک سب باتوں سے اچھی بات اور سب سے بہتر کلام خدا کی کتاب ہے وہ شخص بڑی فلاحیت والا ہے جس کے قلب میں خدا نے اپنی اس کتاب کی زینت بخشی ہے اور کفر کے بعد اس کو اسلام میں داخل کیا ہے اور اس شخص نے لوگوں کی سب باتیں چھوڑ کر اس کتاب میں مشغولی اختیار کی ہے بیشک یہ سب سے اچھا کلام سب سے زیادہ فصیح اور بلیغ ہے (اے لوگو!) ان باتوں کو پسند کرو جن کو خدا نے پسند کیا ہے اور پورے قلب کے ساتھ خدا سے محبت کرو کلام الٰہی اور اس کے ذکر سے غافل نہ ہو اور لازم ہے کہ خدا کی طرف سے تمہارے قلب سخت نہ ہونے پائیں۔ اس کلام کو خدا نے اپنی کل مخلوق پر برگزیدگی اور شرف بخشا ہے اور اس کی تلاوت کو بہتر اعمال گردانا ہے تمام حلال وحرام کے احکام اس میں موجود ہیں پس تم خدا کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جیسا اس سے ڈرنا چاہیے ویسا ڈرو اور خدا سے جو عہد کیا ہے اس کو پورا کر کے دکھاؤ۔ اور آپس میں اس روح ایمانی کے ساتھ جو تمہارے اندر داخل ہوئی ہے ایک

دوسرے سے محبت کرو بیشک اللہ اس بات سے غضبناک ہوتا ہے کہ اس کا عہد شکستہ کیا جائے۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔

یہودیوں سے عہد نامہ

مدینہ میں آنے کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار اور یہود کے درمیان میں ایک عہد نامہ لکھا جس میں یہود کو ان کے مذہب پر برقرار رکھا اور ان سے چند شرطیں طے کیں جن کا مضمون یہ ہے۔

یہ عہد نامہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں تشریف لاتے ہی یہاں کے مسلمانوں، مکہ معظّمہ کے مہاجروں، یہودیوں، عیسائیوں اور بت پرستوں سے کیا سیرۃ ابن ہشام میں مفصل درج ہے مگر اس کی عبارت ایسی پیچیدہ اور مغلق ہے کہ عام ناظرین کی سمجھ میں نہیں آ سکتی اس لئے اس اہم معاہدہ کا مضمون ڈاکٹر حمید اللہ کی شہرہ آفاق کتاب ''الوثائق السیاسیہ'' سے (جس کا ترجمہ سیاسی وثیقہ جات کے نام سے اردو میں بھی ہو چکا ہے) لے کر یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین کرام آسانی اور سہولت کے ساتھ معاہدہ کا مطلب سمجھ جائیں۔ معاہدہ کی عربی عبارت وہی ہے جو ابن ہشام نے اپنی کتاب میں لکھی ہے مگر الوثائق السیاسیہ میں اسی مضمون کو بڑے آسان اور سلیس پیرائے میں بہت باقاعدہ طور پر بیان کیا گیا ہے جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ (محمد اسماعیل)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ

یہ معاہدہ یثرب (مدینہ) کے حسب ذیل گروہوں کے درمیان کیا جاتا ہے۔

1۔ محمد رسول اللہ

2۔ مہاجرین مکہ

3۔ مسلمانانِ یثرب

4۔ یثرب کے یہودی

5۔ یثرب کے عیسائی

6۔ یثرب کے بت پرست

اس معاہدہ کی دفعات یہ ہیں۔

دفعہ اوّل

یہ تمام گروہ جن کا اوپر ذکر ہوا سیاسی اور معاشرتی لحاظ سے ایک جماعت متصور ہوں گے۔

دفعہ دوم

اس دفعہ میں یثرب کے رہنے والے مندرجہ ذیل قبائل بھی شامل ہوں گے۔

1۔ بنوعوف

2۔ بنوحرث

3۔ بنوساعدہ

4۔ بنوجشم

5۔ بنو بخار

6۔ بنوعمرو بن عوف

7۔ بنوبلنیت

8۔ بنواوس

ان میں سے ہر گروہ فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر اس معاہدہ کا پابند ہوگا۔

قریش اپنے قبائل کی طرف سے قدیمی طے شدہ طریقہ کے موافق خونبہا ادا کریں گے۔ اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑائیں گے اور عدل وانصاف کے ساتھ شہر میں رہیں گے۔

دفعہ سوم

1۔ معاہدہ میں شامل کوئی گروہ خونبہا کی مقررہ حدوں میں تخفیف یا ترمیم نہیں کرے گا۔

2۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کے مظلوم موالی کے مقابلہ میں اپنے موالی کی بیجا حمایت اور طرفداری نہیں کرے گا۔

3۔ جو شخص خونبہا ادا کرنے میں سفارش کی تلاش کرے گا اس کے خلاف دوسرے مسلمانوں کو مقتول کے

---

[1] موالی کے لغت میں متعدد معنی لکھے ہیں۔ مالک، سردار، غلام، آزاد شدہ غلام، آزاد کنندہ، مددگار، معاون محبت کرنے والا دوست، ساتھی، شریک، پڑوسی، مہمان، چچا، چچازاد بھائی، برادرزادہ، بیٹا، داماد، قریبی رشتہ دار، اتحادی، حلیف، پیروی کرنے والا وغیرہ تفصیل کے لئے دیکھو المنجد۔ (محمد اسماعیل)

ورثا کی حمایت اور طرفداری لازمی ہوگی۔

4۔ جو مسلمان یا اس کا کوئی فرزند جماعت میں فتنہ وفساد اور تفرقہ پیدا کرنے کا موجب ہوگا اس کے خلاف تمام مسلمانوں کو مجتمع ہو کر اس فتنہ کو دور کرنا ہوگا۔

5۔ اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی غیر مسلم مارا جائے گا تو اگر چہ قانون کے مطابق اسے سزا دی جائے گی مگر دوسرے مسلمانوں کا غیر مسلم کی حمایت میں مسلمان پر جبر وتعدی اور ظلم و جور ناجائز اور خلاف معاہدہ ہوگا۔

6۔ اگر کوئی غیر مسلم ناحق کسی مسلمان کے درپے آزار ہو تو کسی مسلمان کو ایسے غیر مسلم کی حمایت نہیں کرنی ہوگی۔

7۔ مسلمانوں کا ہر فرد (جب تک وہ گناہ یا جرم کا ارتکاب نہ کرے) خدا کی پناہ میں ہے اور تمام مسلمانوں پر آپس میں ایک دوسرے کی ہمدردی لازمی ہے کیونکہ سب مسلمان بھائی ہیں۔

دفعہ چہارم

1۔ ایک مسلمان کسی یہودی کی ایسے معاملہ میں مدد کر سکتا ہے جس سے وہ یہودی مسلمان کے انصاف و عدل پر اطمینان حاصل کر سکے۔

2۔ کسی مسلمان کے لڑائی میں شہید ہونے کے بعد کسی دوسرے مسلمان پر اس کی کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی۔

3۔ تمام مسلمان اسلام کے احسن طریق پر ثابت قدمی کے ساتھ کاربند رہیں گے۔

4۔ کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو مسلمان کے خلاف پناہ نہیں دے گا۔ نہ کسی ایسے مال کا ضامن ہوگا جو غیر مسلم نے ناجائز طور پر مسلمان کے مال سے حاصل کیا ہو۔ اور نہ کوئی مسلمان کسی مشرک کی بیجا حمایت کرے گا۔

5۔ کسی مسلمان کے ناحق قتل پر اگر مقتول کے ورثا۔ خوشی کے ساتھ خونبہا لینے پر رضامند نہ ہوں تو پھر قاتل کو جلاّد کے حوالے کر دیا جائے گا تا کہ وہ مقتول کے بدلے اس کی گردن مار دے۔

6۔ جو مسلمان اس معاہدہ میں شریک ہیں اگر انہیں خدا اور رسول پر دلی صداقت کے ساتھ ایمان ویقین ہے تو انہیں کبھی کسی مفسد اور فتنہ پرداز کی حمایت اور امداد نہیں کرنی ہوگی۔ حمایت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مفسد کو پناہ دی جائے جو مسلمان اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گا اس پر دنیا وآخرت میں خدا کی لعنت

ہو اور اس کا کوئی کام درگاہِ الٰہی میں مقبول نہیں ہوگا۔

7۔تمام مسلمانوں پر بلا استثناء یہ بات لازم ہے کہ وہ اپنے تمام مناقشات اور جھگڑے اور اپنے تمام معاملات خدا اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور حکم کے مطابق طے کریں۔

مدینہ کے یہودیوں کے لئے

1۔مسلمان جب تک اپنے دشمنوں سے مصروف جنگ رہیں اس وقت تک ان کی مالی اعانت اور امداد کرنا یہودیوں پر واجب ہوگا۔

2۔بنی عوف کے تمام یہودی مسلمانوں میں شمار ہوں گے مگر مذہب کے لحاظ سے وہ اپنے اپنے عقیدہ کے پابند ہوں گے۔

3۔بنی عوف کے تمام موالی بھی انہی کے ساتھ ہوں گے اور ان پر بھی وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوں گی جو بنی عوف پر ہیں۔ان میں جو شخص بھی ظلم یا گناہ کرے گا۔وہ اپنے آپ کو بھی ہلاک کرے گا اور اپنے اہل و عیال کو بھی۔

4۔اس دفعہ میں یثرب کے حسب ذیل یہود بھی شامل ہیں۔

(1) بنی نجار

(2) بنی حرث

(3) بنی ساعدہ

(4) بنی جشم

(5) بنی ثعلبہ

(6) بنی جفنہ

(7) بنی شبیطہ

5۔ان میں سے کوئی شخص یا قبیلہ اور اس کی شاخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر اس معاہدہ کی پابندی سے مستثنیٰ نہیں ہوگی۔

6۔نہ ان میں سے کسی فرد یا جماعت کو کسی شخص کے نقصان پہنچانے کے مواخذہ سے بری کیا جا سکتا ہے جو شخص بھی اس جرم کا مرتکب ہوگا۔اس کا وبال اس پر پڑے گا۔

7۔ان میں سے جس فرد یا جماعت سے قتل ناحق کا جرم سرزد ہوگا اس کی قرار واقعی سزا اسے دی جائے

گی۔

8۔اگر کسی یہودی پر کوئی شخص ناحق تہمت لگائے گا تو اس یہودی کو خدا اور رسول کی حمایت حاصل ہوگی۔

9۔یہود کے اخراجات جنگ کا بار یہود اور مسلمانوں کے اخراجات جنگ کا بار مسلمانوں پر ہوگا۔

10۔یہود اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے معین اور مددگار رہ کر اُن لوگوں کا مقابلہ کریں گے جو ان کے مخالف ہوں گے۔

11۔مسلمان اور یہود آپس میں خلوص اور خیر خواہی کے ساتھ رہیں گے۔

12۔مسلمانوں اور یہود میں سے کوئی فریق ایک دوسرے کی حق تلفی نہیں کرے گا بلکہ دوسرے گروہ کے مظلوم کی حمایت کرنا اس کا فرض ہوگا۔

13۔دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار نہیں اُٹھائیں گے۔

14۔فریقین میں سے ہر فرد اپنے ہمسائے کے حقوق کی نگہداشت اسی طرح کرے گا جیسی وہ اپنے حقوق کی کرتا ہے۔

15۔یہود اور مسلمان اپنے باہمی اختلافات اور تنازعات فیصلہ کے لئے خدا کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کریں گے۔

16۔معاہدہ میں شریک اشخاص میں سے کوئی فرد یا جماعت بت پرست قریش مکہ کو اپنے ہاں پناہ نہیں دے گی اور نہ قریش مکہ کے کسی موالی کی حمایت خفیہ یا ظاہرہ طور پر کرے گی۔

17۔اگر مدینہ پر کوئی بیرونی دشمن حملہ کرے تو شرکائے معاہدہ میں سے ہر فرد حملہ آور فریق کے خلاف مظلوم کی حمایت کرے گا۔

18۔اگر دشمن کے ساتھ مصالحت کی بات چیت شروع ہو تو اس میں دونوں فریق یکساں طور پر شامل ہوں گے۔

19۔دشمن سے صلح کی صورت میں اگر کوئی فائدہ کی شکل پیدا ہوگی تو اس سے دونوں فریق مستفید ہوں گے۔

20۔جنگ کی حالت میں معاہدہ میں شامل ہونے والے ہر فرد پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے حصہ کی مالی امداد فوراً ادا کر دے۔

21۔قبیلہ اوس کے یہودی اپنے موالی کے اس معاہدہ کے اسی طرح پابند ہوں گے جس طرح وہ تمام قبائل جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

22۔کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر باہر سفر پر نہیں جائے گا۔

23۔اس معاہدہ کی خلاف ورزی وہی شخص کرے گا جو ظالم اور مفسد ہوگا۔

24۔خلوص اور امن کے ساتھ مدینہ میں رہنے والے یا باہر جانے والوں پر کوئی پابندی نہیں مگر فساد اور شرارت کرنے والوں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

25۔اللہ اور اس کا رسول اس شخص کے حامی اور مددگار ہیں جو امن اور صلح کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

سلسلہ مواخات کا قیام

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار کے درمیان سلسلہ مواخات قائم کیا اور فرمایا خدا کی راہ میں دو دو شخص آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سید المرسلین اور امام المتقین اور رسول رب العالمین بے مثل و بینظیر تھے۔حضرت علیؓ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اپنا بھائی بنایا اور اپنے چچا حضرت حمزہ اور زید بن حارثہ میں اخوت قائم کی۔اسی سبب سے حضرت حمزہ نے اُحد کی جنگ میں اپنی شہادت کے وقت زید بن حارثہ کو وصیت کی تھی۔اور حضرت جعفر بن ابی طالب کو جن کا لقب ذوالجناحین اور طیار رہے معاذ بن جبل کا بھائی بنایا حالانکہ جعفر بن ابی طالب اس وقت تک حبشہ سے تشریف نہیں لائے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق کا خارجہ بن زہیر کو جو بنی حرث بن خزرج میں سے تھے بھائی بنایا۔اور حضرت عمر بن خطاب کا عتبان بن مالک کو جو بنی سالم بن عوف میں سے تھے بھائی بنایا اور ابو عبیدہ بن جراح کا جن کا نام عامر تھا سعد بن معاذ اشہلی کو بھائی بنایا اور عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ربیع خزرجی میں اخوت قائم کی اور زبیر بن عوام اور سلامہ بن سلامہ بن وقش اشہی کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور بعض کہتے ہیں کہ زبیر کو عبداللہ بن مسعود حلیف بنی زہرہ کا بھائی بنایا تھا اور عثمان بن عفان کو اوس بن ثابت بن منذر بخاری کا بھائی بنایا اور کعب بن مالک کا طلحہ بن عبیداللہ کو بھائی بنایا اور سعد بن زید بن عمرو بن نفیل کا ابی بن کعب بخاری کو بھائی بنایا اور مصعب بن حمیر بن ہاشم کا ابوایوب خالد بن زید بخاری کو بھائی بنایا اور ابوحذیفہ عتبہ بن ربیعہ کا عباد بن بشر بن وقش اشہلی کو بھائی بنایا اور عمار بن یاسر حلیف بنی مخزوم اور حذیفہ بن یمان عبسی حلیف بنی عبدالاشہل میں اخوت قائم کی اور بعض کا قول ہے کہ عمار بن یاسر کے بھائی ثابت بن قیس بن شماس خزرجی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے اور ابوذر جن کا نام بَرَبَر بن جنادہ غفاری ہے ان کی منذر بن عمرو ساعدی سے اُخوت قائم کی (بعض باخبر اور اہل علم کہتے ہیں کہ ابوذر کا نام جذب بن جنادہ تھا۔

حاطب بن ابی بلتعہ حلیف بنی اسد بن عبدالعزیٰ اور عویم بن ساعدہ جو بنی عمرو بن عوف سے تھے ان کو باہم بھائی بنایا۔ اور سلمان فارسی کو ابو درداء عویمر بن ثعلبہ خزرجی کا بھائی بنایا۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام عویمر بن عامر ہے اور بعض عویمر بن زید بھی کہتے ہیں اور بلال جو ابوبکر کے آزاد غلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن تھے یہ ابو رویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن خثعمی کے بھائی بنے۔ پس یہ وہ لوگ ہیں جن کے نام ہم کو معلوم ہوئے کہ حضور نے ان کے درمیان میں عقد اخوت باندھا تھا۔ اور حضرت بلال بعد وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک شام میں چلے گئے تھے۔ حضرت عمر نے اپنے عہدِ خلافت میں ملک شام کے فتح ہونے کے بعد جب وظائف مقرر کئے تو حضرت بلالؓ سے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے بلال تمہارا وظیفہ ہم کس کے ساتھ مقرر کریں۔ بلال نے کہا ابو رویحہ کے ساتھ مقرر کیجئے کیونکہ ان کو حضور نے میرا بھائی بنایا تھا۔ اور میں ان سے کبھی الگ نہ ہوں گا۔ چنانچہ حضرت عمر نے کل حبشیوں کا وظیفہ انہیں کے سپرد کیا۔

حضرت سعد بن زرارہ کا انتقال

ان ہی دنوں میں جبکہ مسجد شریف تعمیر ہو رہی تھی اور ابوامامہ سعد بن زرارہ نے انتقال کیا ان کو خناق کا عارضہ ہو گیا تھا۔ اور جب ان کا انتقال ہوا ہے تو حضور نے فرمایا یہود اور عرب کے منافقوں کے واسطے ابوامامہ کا مرنا بُرا ہوا وہ کہتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے تو ان کا صحابی کیوں مرتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے خلاف نہ میں اپنی ذات پر کچھ قدرت رکھتا ہوں اور نہ اپنے دوست کے لئے۔

جب ابوامامہ کا انتقال ہو گیا تب بھی بنی نجار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور کو معلوم ہے کہ ابوامامہ ہمارے سردار اور نقیب تھے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جگہ ہم میں سے کسی شخص کو مقرر فرما دیں تاکہ جو کام ابوامامہ کرتے تھے وہ شخص انجام دیا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ میرے ماموں ہو میں تمہارے کام کروں گا۔ اور میں تمہارا نقیب ہوں اور اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند نہ کیا کہ ایک کو اُن میں سے دوسرے پر فضیلت دیں۔ بنی نجار کی فضیلت میں یہ بات شمار کی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے نقیب بنے۔

اذان کی ابتدا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان حاصل ہوا اور سب مہاجرین آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور مدینہ کے لوگ بھی کثرت کے ساتھ مسلمان ہو گئے اور اسلام کا کام مستحکم اور مضبوط ہو گیا۔ نمازیں اچھی طرح ادا ہونے لگیں۔ زکوٰۃ اور روزہ بھی فرض ہوا حدود بھی قائم ہوئیں اور حلال وحرام کے احکام جاری

ہوئے اور انصار نے مہاجرین کو اپنے اندر جگہ دی۔ تو نماز کے وقت لوگ خود بخود مسجد میں بغیر بلائے حاضر ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں آ کر یہ قصد کیا کہ ایک سنکھ مثل یہود کے بنایا جائے اور نماز کے وقت اس کے ذریعہ سے اطلاع دی جائے مگر پھر وہ طرز حضور کو پسند نہ آئی پھر ناقوس کی مثل نصاریٰ کی رائے ہوئے آپ اسی تشویش میں تھے کہ عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ خزرجی نے خواب میں اذان سنی اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج خواب میں ایک شخص کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا اور اس کے ہاتھ میں ایک ناقوس تھا۔ میں نے اس سے کہا اے بندۂ خدا تو اس ناقوس کو فروخت کرتا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا تو اس کو خرید کر کیا کرے گا۔ میں نے کہا میں اس کو نماز کے وقت بجایا کروں گا تا کہ لوگوں کو آگاہی ہو۔ اس شخص نے کہا میں تجھ کو اس سے بہتر بات بتاؤں۔ میں نے کہا بتاؤ۔ اس نے کہا نماز کے وقت اس طرح کہا کرو۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ. اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ. حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ. حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ. حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

عبداللہ بن زید نے جب یہ سارا خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب تیرا برحق اور رحمانی ہے۔ پس اے عبداللہ بلال کے ساتھ کھڑے ہو کر تم اس کو بتاتے جاؤ اور بلال پکار کر اذان دیتا جائے کیونکہ بلال کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے پس جس وقت بلال نے اذان کہی حضرت عمر اپنے گھر سے اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر نکلے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا یہی خواب میں نے دیکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

اذان کی ابتدا کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ناقوس کی بابت مشورہ ہوا تو حضرت عمر بن خطاب نے ناقوس کے واسطے دو لکڑیاں خریدنے کا ارادہ کیا اور اسی روز انہوں نے خواب دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ تم ناقوس نہ بجاؤ بلکہ نماز کے واسطے اذان کہو۔ پس حضرت عمر خواب سے بیدار ہوتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے راستہ ہی میں تھے جو حضرت بلال کی اذان کی آواز سنی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور اپنا خواب عرض کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس تم سے پہلے وحی آ گئی۔

بنی نجار کی ایک عورت سے روایت ہے وہ کہتی ہے کہ میرے گھر کا صحن بہت لمبا اور کشادہ تھا اور مسجد نبوی

سے ملا ہوا تھا۔ پس بلال ہر روز طلوع فجر سے پہلے دیوار پر آن کر بیٹھ جاتے تھے اور طلوع فجر کا انتظار کرتے یہاں تک کہ جب فجر طلوع ہوتی تو بلال پہلے یہ دعا کرے اے اللہ تیری تعریف اور حمد کرتا ہوں اور تجھ سے مدد چاہتا ہوں قریش پر کہ وہ تیرے دین پر قائم ہوں اور پھر اذان شروع کرتے۔ وہ عورت کہتی ہے کہ خدا کی قسم میں نے ایک دن بھی انہیں اس عمل کو چھوڑتے نہیں دیکھا۔

ابوقیس کا مسلمان ہونا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کو اطمینان حاصل ہوا۔ سب مہاجرین آپ کی خدمت میں جمع ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت بخشی تو ایک شخص ابوقیس صرمہ بن ابی انس بنی عدی بن بخار میں سے حاضر خدمت ہو کر مشرف باسلام ہوا بقول ابن ہشام ابوقیس کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ ابو قیس صرمہ بن ابی انس بن صرمہ بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار۔

یہ شخص زمانہ جاہلیت میں گوشہ نشین ہو گیا اور بت پرستی ترک کر دی تھی پہلے اس کا قصد نصرانی بننے کا تھا مگر پھر ملتوی کر دیا تھا اور ایک مختصر مسجد بنا کر اس میں بیٹھ گیا تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ میں اس مسجد میں ابراہیم کے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں۔ جب حضور مدینہ میں تشریف لائے تو یہ بھی حاضر ہو کر اسلام لایا۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا یہ شخص شاعر تھا اپنے اشعار میں اس نے لوگوں کو توحید اور نیک اعمال کی طرف خوب رغبت دلائی ہے۔

مدینہ کے وہ یہودی جو اسلام کے شدید دشمن تھے

مدینہ میں آنے کے بعد پھر یہودی اپنے حسد اور بغض کے سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت عداوت کرنے لگے اور عداوت اُن کو اس بات سے تھی کہ یہ نبی ہم میں سے کیوں نہ ہوا اور مدینہ کے جو مشرک اپنی قدیمی جاہلیت پر قائم تھے وہ بھی بظاہر تو غلبہ اسلام کے سبب سے مسلمان ہو گئے مگر باطن میں منافق تھے اور یہود سے بسبب حضور کی عداوت کے محبت رکھتے تھے یہ لوگ اوس اور خزرج دونوں قبیلوں میں سے تھے اور یہود کے احبار یعنی علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر سوالات کیا کرتے تھے جن کے جوابات قرآن شریف میں وارد ہیں اور یہی علماء یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کو چھپا کر حق و باطل کے ساتھ ملاتے اور جہلا کو بہکاتے تھے اور ان لوگوں کے نام یہ ہیں۔ حی بن اخطب اور اس کا بھائی ابو یاسر بن اخطب اور جد بن اخطب اور سلام بن مشکم اور کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق اور سلام بن ابی حقیق ابو رافع اعور (جس کو صحابہ کرام نے جنگ خیبر میں قتل کیا) اور ربیع بن ربیع بن ابی حقیق اور عمرو بن حجاش اور کعب بن

اشرف جو قبیلہ طی میں سے تھا اور اس کی ماں بنی نضیر میں سے تھی اور حجاج بن عمرو بن کعب بن اشرف کا حلیف اور کردم بن قیس کعب بن اشرف کا حلیف یہ سب بنی نضیر میں سے تھے۔

اور بنی ثعلبہ بن خطیون میں سے عبد اللہ بن صوریا (یہ ایسا عالم تھا کہ اس کے زمانہ میں حجاز کے اندر توارت کا اس سے بڑا عالم کوئی نہ تھا) اور ابن صلوبا اور مخریق یہ بھی عالم تھا۔ اور بنی قینقاع میں سے زید بن بصیت (جس کو بقول ابن ہشام ابن بصیت بھی کہتے ہیں) اور سعد بن حنیف اور محمود بن سبحان اور عزیز بن ابی عزیز اور عبداللہ بن صیف (ابن ہشام کہتے ہیں بعض کے نزدیک ابن ضیف ہے)

سوید بن حرث اور رفاعہ بن قیس اور نخاص اور راشیع اور نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور دشاس بن عدی اور دشاس بن قیس اور زید بن حرث اور نعمان بن عمرو اور سکین بن ابی سکین اور عدی بن زید اور نعمان بن ابی ادنیٰ۔ ابوانس اور محمد بن وجہہ اور مالک بن صیف جس کو ابن ضیف بھی کہتے ہیں۔ اور کعب بن راشد اور عازر اور رافع بن ابی رافع اور خالد اور ازار بن ابی ازار اور بعض آزر بن ابی آذر کہتے ہیں اور رافع بن حارثہ اور رافع بن حُریمہ اور رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف اور رفاعہ بن زید بن تابوت اور عبداللہ بن سلام بن حرث جو عالم بھی تھے اور ان کا قدیمی نام حصین تھا۔ جب مسلمان ہوئے تو حضور نے ان کا نام عبداللہ رکھا یہ لوگ بنی قینقاع کے یہودی تھے۔ اور بنی قریظہ سے زبیر بن باطا بن دہب اور غزال بن سموال اور کعب بن اسد ایہ وہ شخص ہے جس نے بنی قریظہ کا عہد باندھا تھا اور پھر احزاب کی جنگ میں اس کو توڑ دیا تھا اور شمویل بن زید اور جبل بن عمرو بن سکینہ اور نحام بن زید اور قردم بن کعب اور دہب بن زید اور نافع بن ابی نافع اور عدی بن زید اور حرث بن عوف اور کردم بن زید اور اسامہ بن حبیب اور رافع بن زمیلہ اور جبل بن ابی قشیر اور دہب بن یہودا یہ سب بنی قریظہ میں سے تھے۔

اور بنی زریق کے یہود میں سے لبید بن اعصم جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیویوں سے الگ کر دیا تھا۔ اور بنی حارثہ کے یہود میں سے کنانہ بن صوریا تھا۔ بنی عمرو بن عوف کے یہود میں سے قردم بن عمرو تھا۔

بنی بخار میں سے سلسلہ بن برہام یہودی تھا۔

پس یہ یہودی تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی عداوت پر کمر باندھی تھی اور چاہتے تھے کہ اسلام کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں سوائے عبداللہ بن سلام اور مخیریق کے۔

عبداللہ بن سلام کا اسلام

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو عبداللہ بن سلام کے گھر کے لوگوں سے ان کے اسلام لانے کا حال اس طرح معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف سنے اور آپ کا نام نامی مجھ کو معلوم ہوا تو میں اگر چہ خوش ہوا مگر خاموش رہا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے اندر ٹھہرے تو میں اس وقت اپنی کھجوروں کے باغ میں ایک کھجور کے اوپر چڑھا ہوا کچھ کام کر رہا تھا اور میری پھوپھی خالدہ بنت حرث نیچے بیٹھی تھی کہ اتنے میں ایک شخص نے آن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کی خبر بیان کی۔ میں نے اس خبر کے سنتے ہی بہت زور سے تکبیر کہی جس کو سن کر میری پھوپھی کہنے لگی کہ خدا تجھ کو خراب کرے قسم ہے خدا کی تو موسیٰ بن عمران کے آنے کی خبر سنتا جب بھی اس قدر خوش نہ ہوتا۔ میں نے کہا اے پھوپھی قسم ہے خدا کی یہ بھی موسیٰ کے بھائی ہیں اور انہیں کے دین پر ہیں اور جیسے کہ موسیٰ کو خدا نے مبعوث کیا تھا ان کو بھی مبعوث کیا ہے۔ میری پھوپھی نے کہا اے بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہیں جن کی خبر ہم کو دی گئی ہے کہ قیامت کے قریب مبعوث ہوں گے۔ میں نے کہا ہاں وہی ہیں۔ کہنے لگی بس تو ٹھیک ہے پھر وہ حضور کی خدمت میں جا کر مسلمان ہوئی اور پھر اپنے گھر میں آ کر سب کو اس نے مسلمان ہونے کے واسطے حکم کیا چنانچہ سب چھوٹے بڑے مسلمان ہو گئے۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں مگر میں نے اپنے اسلام کو یہودیوں سے پوشیدہ رکھا اور پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری قوم کے یہودی بڑے بدذات اور نامعقول ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ کو اپنے مکان میں پوشیدہ کر لیں اور پھر وہ آپ کے پاس آئیں تو آپ ان سے میری نسبت سوال کریں اور سنیں کہ وہ کیا کہتے ہیں کیونکہ ابھی ان کو میرے اسلام کی خبر نہیں ہے۔ اگر خبر ہو جائے گی تو میرے اوپر طرح طرح کے بہتان اور عیب لگائیں گے۔ آپؐ نے قبول کیا اور اپنے مکان کے اندر مجھے چھپا لیا۔ پھر یہود آپ کے پاس آئے اور کچھ سوالات اور باتیں کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں حصین (عبداللہ بن سلام کا پہلا نام ہے) کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا فرزند ہے اور ہمارا بڑا افاضل اور عالم ہے۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں جب وہ میری تعریف سے فارغ ہوئے تو میں باہر نکلا اور میں نے کہا اے گروہِ یہود خدا سے ڈرو اور اس دین کو قبول کرو جو یہ رسول لائے ہیں۔ قسم ہے خدا کی تم جانتے ہو کہ یہ خدا کے رسول ہیں ان کے نام اور ان کی صفت کے ساتھ تم ان کو توریت میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ میں تو گواہی دیتا ہوں کہ بیشک یہ خدا کے رسول ہیں۔

اور میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور اُن کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔ یہود نے کہا تُو جھوٹا ہے اور پھر وہ مجھ کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ میں نے حضور سے عرض کیا کہ دیکھئے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ یہ لوگ بڑے بہتان باز ہیں اور نہایت جھوٹے اور فاجر ہیں۔ عبداللہ بن سلام کہتے ہیں پھر میں نے اپنے اور اپنی پھوپھی اور سب گھر کے لوگوں کے اسلام کو ظاہر کر دیا اور میری پھوپھی کا اسلام بہت پختہ اور کامل تھا۔

مخیریق کا ذکر

ابن اسحاق کہتے ہیں مخیریق کا حال مجھ کو اس طرح پہنچا کہ مخیریق یہودیوں میں ایک عالم اور نہایت مال دار شخص تھے اور اپنی کتابوں کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سے خوب واقف تھے۔ جب اُحد کی جنگ کا موقع ہوا تو وہ ہفتہ کا روز تھا۔ مخیریق نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہِ یہود تم جانتے ہو کہ محمد کی مدد کرنی تم پر لازم ہے۔ یہودیوں نے کہا آج ہفتہ کا روز ہے۔ مخیّریق نے کہا پھر کیا ہوا ہفتے کے دن نیک کام کرنے میں کیا نقصان ہے۔ پھر انہوں نے اپنے ہتھیار لئے اور حضور کے ساتھ جنگ میں شریک ہو کر کفار کو خوب قتل کیا اور آخر خود بھی شہید ہوئے اور چلتے وقت یہودیوں سے انہوں نے کہہ دیا تھا کہ اگر میں قتل ہو گیا تو میرا سب مال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ اس کا جو چاہیں کریں۔ چنانچہ حضور فرمایا کرتے تھے مخیریق بہترین یہود میں سے تھا اور حضور نے مخیریق کے مال کو اپنے تصرف میں کر لیا اور عام اخراجات آپ کے مدینہ میں اسی سے ہوتے تھے۔

آنحضرتؐ کی سچائی پر حضرت صفیہ کی گواہی

حضرت صفیہ بنت حی بن اخطب سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے باپ اور چچا ابو یاسر کی ان کی سب اولاد سے زیادہ پیاری تھی جس وقت مجھ کو دیکھتے تھے سب اولاد کو چھوڑ کر مجھ کو پیار کرتے تھے۔ کہتی ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور قبا کے اندر بنی عمرو بن عوف میں ٹھہرے صبح اندھیرے سے میرے باپ اور چچا آپ کے دیکھنے کو گئے اور شام کو غروب آفتاب کے بعد بہت تھکے ہوئے گھر میں آئے۔ میں بدستور ان کے پاس گئی مگر وہ میری طرف ملتفت نہ ہوئے اور میں نے سنا کہ میرے چچا ابو یاسر نے میرے باپ حی بن اخطب سے کہا کہ کیا یہ وہی ہیں۔ میرے باپ نے کہا ہاں۔ چچا نے کہا کیا تم نے خوب پہچان لیا۔ اس نے کہا ہاں پھر چچا نے کہا کہ اب تمہارے دل میں ان کی طرف سے کیا ہے۔ میرے باپ نے کہا قسم ہے خدا کی میرے دل میں ان کی طرف سے کچھ عداوت باقی نہیں رہی۔

اوس اور خزرج کے منافقین

اوس اور خزرج کے منافقین میں سے جن لوگوں کے نام معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں۔ اوس کے قبائل میں سے قبیلہ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی موذان بن عمرو بن عوف سے زری بن حرث منافق تھا۔ اور بنی حبیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صامت اور اس کا بھائی حارث بن سوید منافق تھے اور یہ جلاس وہ شخص تھے جو غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نہ ہوا تھا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا تھا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو ہم گدھوں سے بدتر ہیں۔ عمیر بن سعد اُس وقت موجود تھے کیوں کہ ان کے باپ کے انتقال کے بعد جلاس نے ان کی ماں سے شادی کی تھی اور یہ اس کی پرورش میں تھے یہ کلمہ اس سے سن کر عمیر سے ضبط نہ ہو سکا اور کہا اے جلاس تو سب لوگوں سے مجھ کو زیادہ پیارا ہے کیونکہ تو مجھ پر بہت مہربانی کرتا ہے اور میں بھی نہیں چاہتا ہوں کہ تجھ کو کوئی برائی پہنچے مگر تو نے اس وقت ایسی بات کہی ہے کہ میں اگر اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتا ہوں تو تیری فضیحت و رسوائی ہوتی ہے اور اگر خاموش رہتا ہوں تو میرا دین برباد ہوتا ہے مگر ان دونوں باتوں میں سے ایک بات دوسری کی نسبت سہل ہے پھر عمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جلاس کا قول عرض کیا۔ پھر جلاس یہ خبر سن کر حضور کے پاس آیا اور قسم کھا کر عرض کیا کہ عمیر نے میرے اوپر جھوٹ بولا ہے میں نے یہ کلمہ نہیں کہا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ **يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ** یعنی قسمیں کھاتے ہیں خدا کی ہم نے نہیں کہا حالانکہ بے شک انہوں نے کلمہ کفر کہا ہے اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ پھر جلاس نے اپنے نفاق سے توبہ کر لی تھی اور اس کا اسلام اچھا ہو گیا تھا اور جلاس کا بھائی حارث بن سوید وہ ہے جس نے مجذر بن زیاد بلوی اور قیس بن زید کو اُحد کی جنگ میں شہید کیا تھا۔ یعنی یہ حارث بن سوید مسلمانوں کے ساتھ ان کی مدد کے واسطے نکلا تھا کیونکہ بظاہر خود بھی مسلمان تھا مگر باطن میں منافق تھا موقع پا کر غفلت میں ان دونوں کو شہید کر دیا اور پھر قریش میں جا ملا۔

مجذر بن زیاد نے پہلے کسی جنگ میں جو اوس اور خزرج کے درمیان میں ہوئی تھی حرث کے باپ سُوید کو قتل کر دیا تھا۔ اب جو یہ جنگ اُحد ہوئی تو حارث نے موقع پا کر تنہائی میں مجذر کو قتل کر دیا یہ بھی روایت ہے کہ حارث نے قیس بن زید کو قتل نہیں کیا کیونکہ اُحد کے مقتولوں میں ابن اسحاق نے ان کو شمار نہیں کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب کو سوید کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا مگر

حضرت عمرؓ کے یہ قابو نہ چڑھا مکہ میں بھاگ گیا۔اور پھر اُس نے اپنے بھائی جلاس کو کہلا بھیجا کہ میں نے توبہ کی ہے اور میں اپنی حرکتوں سے باز آیا ہوں۔اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَ هُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیونکر ہدایت کرے جو ایمان لانے اور رسولؐ کے حق ہونے کی گواہی دینے اور کھلی ہوئی نشانیاں آنے کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔اور بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو میں سے بجار بن عثمان بن عامر اور نبتل بن حارث منافق تھے اور یہ نبتل بن حرث وہ شخص ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص شیطان کی طرف دیکھنا چاہے وہ نبتل کی طرف دیکھے۔یہ شخص نہایت جسیم بہت بالوں والا، سرخ آنکھوں والا۔موٹے موٹے کلوں والا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر آپؐ سے باتیں کیا کرتا اور پھر وہ باتیں منافقوں سے نقل کیا کرتا اور یہ وہی شخص ہے جو کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف کان ہیں جو شخص اُن سے کوئی بات کہتا ہے اس کو سچ سمجھ لیتے ہیں۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جبرائیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور نبتل کی صفات مذکورہ بیان کر کے کہا کہ اس شخص کو اپنے پاس نہ آنے دیجئے۔کیونکہ یہ آپؐ کی باتیں منافقوں میں جا کر نقل کیا کرتا ہے اور اس کا کلیجہ گدھے کے کلیجہ سے زیادہ سخت ہے۔

اور بنی ضبیعہ میں سے ابوحبیبہ بن ازعر منافق تھا اور یہ اُن لوگوں میں سے تھا جو مسجد ضرار کے بانی تھے اور ثعلبہ حاطب اور معتب بن قشیر منافق تھے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر ہم پر اپنا فضل کرے تو ہم تصدیق کریں اور نیکوں میں سے ہو جائیں اور معتب وہ شخص ہے جس نے احد کی جنگ میں کہا تھا کہ اگر ہم کو کچھ اختیار ہوتا تو ہم یہاں قتل کیوں ہوتے اور اس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ الخ اور یہی وہ شخص ہے جس نے احزاب کی جنگ میں کہا تھا کہ محمدؐ ہم سے کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کا وعدہ کرتے ہیں حالانکہ ہم کو پاخانہ کے واسطے جانا بھی امن سے نصیب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی:

وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِى قُلُوْبِهِمْ مَرَضٌ آخر تک۔اور حرث بن حاطب بھی منافق تھا۔ابن ہشام کہتے ہیں معتب بن قشیر اور حاطب کے دونوں بیٹے ثعلبہ اور حرث منافق نہیں تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے۔اور یہ دونوں بنی اُمیہ بن زید میں سے تھے اور ابن اسحاق نے بھی ثعلبہ اور حرث کا نام بنی اُمیہ کے اندر اسماء اہلِ بدر میں ذکر کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور عباد بن حنیف جو سہل بن حنیف کا بھائی تھا یہ بھی منافق تھا اور بخرج بھی منافق تھا اور یہ لوگ مسجد ضرار کے بانیوں میں سے تھے اور عمرو بن خذام اور عبداللہ بن نبتل یہ سب منافق تھے۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریہ بن عامر بن عطاف اور اس کے دونوں بیٹے زید اور مجمع بن جاریہ یہ بھی مسجد ضرار کے بانی تھے اور مجمع ان سب میں نوعمر تھا اور بہت سا قرآن شریف اس نے یاد کیا تھا اور اُن کو نماز پڑھاتا تھا پھر جب یہ مسجد خراب ہوگئی اور بنی عمرو بن عوف کے بہت سے لوگ اپنی مسجد میں نماز پڑھنے لگے تو حضرت عمر کے زمانے میں آپ سے عرض کیا کہ مجمع کو امام مقرر کر لیں آپ نے فرمایا ہرگز نہیں کیا یہ مسجد ضرار میں منافقوں کا امام نہ تھا۔ اس نے حضرت عمرؓ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین قسم ہے خدا کی میں ان کے نفاق کی کوئی بات نہ جانتا تھا میں تو بچہ تھا مجھ کو قرآن یاد تھا اور ان کو نہ تھا۔ اس سبب سے انہوں نے مجھ کو امام بنا لیا تھا۔ حضرت عمر نے اس کا یہ قول قبول کیا اور اس کو اپنی قوم کو نماز پڑھانے کی اجازت دے دی۔ اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے ودیعہ بن ثابت منافق تھا یہ بھی مسجد ضرار کا بانی ہے اور یہ وہی شخص ہے جس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ.

اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے خنام بن خالد منافق تھا اور یہ وہی شخص ہے جس نے مسجد ضرار کے واسطے اپنے گھر سے زمین دی تھی۔ ابن ہشام کہتے ہیں اور بشر رافع زید کے دونوں بیٹے بھی منافق تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر بنی حارثہ میں سے مربع بن قیظی منافق تھا اور یہ وہی شخص ہے جس نے حضورؐ کی شان میں کہا تھا کہ آپ اس کے باغ میں سے گزر رہے تھے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم نبی ہو تو تم کو میرے باغ میں سے گزرنا جائز نہیں ہے اور اپنے ہاتھ میں ایک برتن مٹی سے پُر کر کے کہنے لگا کہ اگر یہ مٹی اور کسی پر نہ پڑتی تو مَیں تم پر پھینکتا۔ اس بات کو سُن کر لوگ اس کی طرف دوڑے کہ اس کو قتل کر دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ اندھا آنکھوں کا بھی ہے اور دل کا بھی۔ مگر سعد بن زید اشہلی نے اپنی کمان کی ضرب سے اس کا سر پھوڑ دیا اور اس کا بھائی اوس بن قیظی بھی منافق تھا جس نے خندق کی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہمارے گھر خالی ہیں ہم کو حکم دیجئے کہ ہم ان کی حفاظت کے واسطے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا یعنی کہتے ہیں کہ ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہیں ہیں صرف بھاگنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی ظفر میں سے ظفر کا نام کعب بن حرث بن خزرج ہے۔ حاطب بن امیہ بن رافع ایک جسیم بڈھا منافق تھا اور اس کا بیٹا یزید بن حاطب بہت نیک مسلمان تھا اُحد کی جنگ میں یہ بہت زخمی ہو گیا اور اس کو اٹھا کر اس کے گھر لائے تھے اور مسلمان کہتے تھے کہ اے یزید تجھ کو جنت کی بشارت ہو

اس کے باپ نے اُس وقت کہا اس مسکین کو تم نے فریب دے کر جان سے کھویا۔ کہتے ہیں اس کے کہنے سے اس کا نفاق ظاہر ہو گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابوطلحہ بشیر بن ابیرق بھی منافق تھا جس نے دو زر ہیں چرائی تھیں۔ اور جس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا یعنی اے رسول تم نے ان لوگوں کی طرف سے جھگڑا نہ کرو جو اپنے دلوں میں دغا اور خیانت رکھتے ہیں۔ بے شک خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھا جو دغا باز خائن بدکار ہو۔ اور قزمان ان کا حلیف بھی منافق تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نسبت فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہے جب اُحد کی جنگ ہوئی تو یہ کفار سے خوب لڑا اور کتنے ہی کافروں کو اس نے قتل کیا پھر جب بہت زخمی ہو گیا تو لوگ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لائے اور مسلمانوں نے اس سے کہا کہ اے قزمان تجھ کو بشارت ہو کہ آج تیری خوب آزمائش ہوئی اور تو اس قدر زخمی ہوا کہ شہادت کو پہنچنے والا ہے۔ اس نے کہا مجھ کو کاہے کی بشارت ہے میں اپنی قوم کی حمیت کے سبب سے لڑا ہوں اور پھر جب اس کے زخموں کی تکلیف اس کو سخت ہوئی تو اس نے ایک تیر کے پھلے سے اپنی انگلیوں کی رگیں کاٹ دیں اور جلد مر گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں بنی اشہل میں کوئی مرد یا عورت منافق نہ تھا جس کا نفاق معلوم ہوا ہو۔ سو ایک ضحاک بن ثابت کے جو بنی کعب میں سے تھا اور نفاق اور یہود کی محبت کی خاطر متہم کیا جاتا تھا۔ اور جلاس بن سوید بن صامت بھی توبہ کرنے سے پہلے منافق تھا اور معتب قشیر اور رافع بن زید اور بشر یہ سب لوگ اسلام کا دعوی کرتے تھے۔ ایک دفعہ مسلمانوں سے اس کا کچھ جھگڑا ہوا تو مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس جھگڑے کو فیصلہ کے واسطے لے جانا چاہا۔ اُن لوگوں نے کہا کہ فلاں لوگوں کے پاس جائیں گے جو جاہلیت کے زمانہ میں فیصلہ کیا کرتے تھے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی نجار میں سے یہ منافق تھے۔ رافع بن ودیعہ اور زید بن عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن سہل۔ اور بنی جشم بن خزرج کی شاخ بنی سلمہ کے یہ منافق تھے۔ جد بن قیس جس نے کہا تھا کہ اے محمدؐ مجھ کو گھر میں بیٹھنے کی اجازت دے دو اور فتنہ میں نہ ڈالو۔

اور بنی عوف بن خزرج میں سے عبداللہ بن سلول سب منافقوں کا سردار تھا۔ اس کے پاس سب اکٹھے ہوتے تھے اور یہی وہ شخص ہے جس نے غزوہ بنی مصطلق کے موقع پر کہا تھا:۔ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۔ یعنی اگر ہم مدینہ کی طرف واپس ہوئے تو عزت والا اس میں سے ذلیل کو نکال دے گا۔ یعنی ہم رسولِ خدا کو مدینہ سے نکال دیں گے اور پوری سورۂ منافقون اسی کی

نسبت وارد ہے اور اس کے ساتھ یہ لوگ بھی شریک تھے ودیعہ جو بنی عوف میں سے ایک شخص تھا اور مالک بن ابی قوقل اور سوید اور داعس۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی النضیر کا محاصرہ کیا ہے تو اس عبداللہ بن سلول اور اس کے ساتھیوں نے بنی نضیر کو پیغام بھیجا تھا کہ تم ثابت قدم رہو کہ اگر تم یہاں سے شہر بدر ہو جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ شہر بدر ہوں گے اور تمہارے متعلق کسی کی اطاعت نہ کریں گے اور اگر تم سے قتل و قتال ہوگا تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔ خداوند تعالیٰ نے یہی مضمون قرآن شریف میں نازل فرمایا ہے۔

یہودیوں میں سے منافقین

اور یہود کے علماء میں سے جو لوگ ظاہرا اسلام لائے تھے اور باطن میں منافق تھے ان کی تفصیل اس طرح ہے۔ بنی قینقاع میں سے سعد بن حنیف اور زید بن اللصیت اور نعمان بن ادفیٰ بن عمرو اور عثمان بن ادفیٰ یہ زید بن اللصیت وہ شخص ہے جو حضرت عمرؓ سے بازار بنی قینقاع میں لڑا تھا اور اسی نے ایک دفعہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوگئی تو کہا تھا کہ محمدؐ کہتے ہیں مجھ کو آسمان سے خبر آتی ہے پھر اُن کو خبر نہیں کہ اُن کی اونٹنی کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو اس منافق کے اس قول کی خبر دی چنانچہ حضورؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ کو اس طرح کہا ہے اور میں وہی بات جانتا ہوں جو خدا نے مجھ کو بتائی ہے اب اُس نے مجھ کو خبر دی ہے کہ میری اونٹنی فلاں گھاٹی میں ہے اور ایک درخت میں اس کی مہار اُلجھ گئی ہے اس سبب سے وہ کھڑی ہے۔ لوگ اُسی وقت گئے اور اونٹنی کو وہاں سے لے آئے اور رافع بن حریملہ یہ وہ شخص ہے کہ جس دن یہ مرا ہے حضورؐ نے فرمایا تھا آج منافقوں کے سرداروں میں سے ایک سردار مرا ہے۔ اور رفاعہ بن زید بن تابوت یہ وہ شخص ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بنی مصطلق سے واپس آرہے تھے تو سخت آندھی چلی۔ جس سے مسلمانوں کو خوف پیدا ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا تم خوف نہ کرو۔ یہ ہوا ایک کافر زبردست کی موت سے چلی ہے۔ چنانچہ جب لوگ مدینہ میں آئے تو سنا کہ اُسی دن یہ رفاعہ ملعون مرا تھا اور سلسلہ بنی برہام اور کنانہ بن صوریا یہ دونوں منافق مسجد نبوی میں آکر مسلمانوں کی باتیں سن کر اُن کے دین کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز یہ منافق لوگ مسجد میں چپکے چپکے سر جھکائے کچھ تمسخر کی باتیں کر رہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ لیا اور فوراً نہایت ذلت کے ساتھ نکلوا دیا۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب انصاری عمرو بن قیس کا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے مسجد کے باہر تک لے گئے اور وہ ان سے یہ کہتا تھا کہ اے ابو ایوب کیا تم مجھ کو نکالتے ہو۔ پھر ابو ایوب رافع بن ودیعہ کی طرف آئے اور اپنی چادر میں اس کو لپیٹ کر خوب بھینچا اور زور سے ایک طمانچہ رسید کیا پھر فرمایا۔ او منافق خبیث یہاں سے دور ہو اور عمارہ بن حزم صحابی زید

بن عمرو منافق کی طرف کھڑے ہوئے اس کی داڑھی بہت لمبی تھی۔ عمارہ نے داڑھی پکڑ کے اس کو خوب کھینچا یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکال دیا اور اپنے دونوں ہاتھوں کا ایک زبردست گھونسا اس کے سینہ پر مارا جس کے صدمہ سے یہ منافق چاروں شانے چت گر پڑا اور کہنے لگا اے عمارہ تُو نے میرے بڑی چوٹ لگائی۔ عمارہ نے کہا دور ہوا اے منافق خدا نے جو عذاب تیرے واسطے تیار کیا اُس کا تجھ کو اس سے بہت سخت صدمہ گوارا کرنا پڑے گا۔ آج سے خبردار جو مسجد نبوی کے قریب آیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور ابو محمد جو بنی بخار میں سے ایک مسلمان تھے اور بدر میں شریک ہوئے تھے وہ قیس بن سہل منافق کی طرف کھڑے ہوئے۔ منافقوں میں سے ایک جوان شخص تھا۔ ابو محمد نے اس کی گدھی پکڑ کے دھکے دے دے کے اس کو باہر نکال دیا۔ اور بنی حذرہ ابو سعید خدری کے قبیلہ میں سے ایک شخص عبداللہ بن حرث نام حرث بن عمرو منافق کی طرف کھڑے ہوئے۔ اس منافق کے سر پر پٹھے بہت بڑے بڑے تھے عبداللہ نے ان پٹھوں کو پکڑ کے بہت زور سے کھینچ کر اس کو مسجد سے باہر نکالا اور یہ منافق کہہ رہا تھا عبداللہ تم بڑی سختی کرتے ہو۔ عبداللہ نے کہا اے دشمنِ خدا دور ہو تو منافق ہے خبردار جو اب مسجد کے پاس آیا تجھ کو خبر نہیں کہ تُو نجس اور ناپاک ہے اور بنی عمرو بن عوف میں سے ایک شخص اپنے بھائی زدی بن حرث کی طرف کھڑا ہوا نہایت خواری کے ساتھ اس کو باہر نکال آیا۔ اس سے کہنے لگا کہ تجھ پر شیطان غالب ہو گیا ہے پس اُس روز یہ منافق تھے جن کے نکال دینے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا۔ اور انہیں احیاء یہود اور منافقین اوس و خزرج کی شان میں اللہ تعالیٰ نے شروع سورۂ بقرہ سے سو 100 آیات تک نازل فرمائی ہیں۔

علمائے یہود کے سوال و جواب آنحضرتؐ سے

ابن اسحاق شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہیں کہ چند علماءِ یہود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ ہم کو چار باتیں بتائیے اگر آپ بتا دیں تو ہم آپ کی تصدیق کر کے آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کا اتباع کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس بات پر خدا سے عہد کرتے ہو کہ اگر میں نے بتا دیا تو مجھ پر ایمان لے آؤ گے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں بیشک۔ فرمایا کہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ یہ بتلائیے کہ بچہ ماں کے مشابہ کس سبب سے ہوتا ہے حالانکہ نطفہ باپ کا ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ مرد کا نطفہ غلیظ اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور رقیق ہوتا ہے۔ پس جو نطفہ دونوں میں غالب ہوتا ہے بچہ اس کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ یہود نے کہا بیشک آپ نے سچ فرمایا۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ آپ کی نیند کی کیفیت کیا ہے۔ فرمایا

تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ اس شخص کی نیند جس کے نبی ہونے کا تم میری نسبت انکار کرتے ہو اُس کی آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے۔ انہوں نے کہا درست ہے۔ پھر انہوں نے سوال کیا ہم کو بتلائیے اسرائیل نے اپنے اوپر کیا چیز حرام کی تھی فرمایا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو نہیں معلوم کہ اسرائیل کو سب چیزوں سے زیادہ مرغوب اونٹ کا دودھ اور اس کا گوشت تھا۔ پھر ایک دفعہ جو وہ بیماری سے تندرست ہوئے تو شکریہ کے طور پر انہوں نے اپنے اوپر اونٹ کا دودھ اور اس کا گوشت جو بہت مرغوب تھا حرام کر لیا۔ یہود نے کہا درست ہے۔ پھر سوال کیا کہ ہم کو بتلائیے روح کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ وہ جبرائیل ہے جو میرے پاس آتا ہے۔ یہود نے کہا ہاں یہ آپ نے سچ فرمایا وہ ہمارا دشمن ہے طرح طرح کے عذاب لے کر وہ ہم پر نازل ہوا ہے۔ اگر وہ تمہارے پاس نہ آتا ہوتا تو ضرور ہم تمہارا اتباع کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ** آخر تک۔

آنحضرتؐ کا تبلیغی خط خیبر کے یہودیوں کے نام

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضورؐ نے خیبر کے یہودیوں کی طرف اس مضمون کا نامہ بھیجا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نامہ محمد رسول اللہ کی طرف سے جو موسیٰ کے صاحب اور بھائی اور اس کتاب کے تصدیق کرنے والے ہیں جس کو موسیٰ لائے۔ خبردار اے گروہِ تورات کہ تم تورات میں لکھا ہوا پاتے ہو اور خدا نے تم سے فرما دیا ہے۔ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰاةِ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ** اور بیشک میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ اور اس کتاب کی جو اُس نے تم پر نازل کی اور اُس خدا کی جس نے تمہارے اگلوں کو من اور سلویٰ کھلایا اور اس کی قسم دیتا ہوں جس نے تم کو فرعون سے نجات دی کہ تم مجھ کو یہ بتلاؤ کہ تم اپنی کتاب میں یہ لکھا ہوا پاتے ہو یا نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ پس اگر تم لکھا ہوا نہیں پاتے ہو تب تم پر کچھ زبردستی نہیں ہے گمراہی سے ہدایت ظاہر ہو گئی ہے اور میں تم کو خدا اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔

علمائے یہود کا سوال آنحضرتؐ کی سلطنت کی مدّت کے متعلق

ابن اسحاق کہتے ہیں احبار اور کفار یہود میں جن لوگوں کی نسبت آیاتِ قرآن وارد ہوئی ہیں ان میں زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتے تھے اور حق کے ساتھ باطل کو مشتبہ کرتے

تھے چنانچہ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ابو یاسر بن اخطب یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا۔ حضورؐ اُس وقت الٓم ذَالِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ پڑھ رہے تھے ابو یاسر یہ سن کر اپنے بھائی حی بن اخطب کے پاس آیا اس کے پاس چند یہودی مجتمع تھے ابو یاسر نے کہا قسم ہے خدا کی تم کو معلوم ہو کہ میں نے محمدؐ کو پڑھتے سنا ہے الٓم ذَالِکَ الْکِتَابُ اُن یہودیوں نے کہا کیا تُو نے خود سنا ہے۔ اُس نے کہا ہاں پس حی بن اخطب ان یہودیوں کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ تم پر جو کتاب نازل ہوئی ہے اس میں تم پڑھتے ہو الٓم ذَالِکَ الْکِتَابُ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کیا جبرائیل اس کو تمہارے پاس لائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ یہودیوں نے کہا آپ سے پہلے جس قدر نبی گزرے ہیں اُن سب کی سلطنت اور دور اُمت کا زمانہ بیان کیا گیا تھا مگر تمہارا دورِ سلطنت ہم کو معلوم نہیں۔ حی بن اخطب نے کہا یہود کی طرف متوجہ ہو کر کہ الف کا ایک اور لام کے تیس اور میم کے چالیس یہ سب 71 سال ہوئے کیا تم اس دین میں داخل ہونا چاہتے ہو جس کی مدت صرف 71 سال ہیں۔ پھر حضورؐ سے کہا اے محمد الم کے ساتھ اور بھی کچھ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں المص ہے اس نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو سخت ہے الف کا ایک لام کے تیس 30 میم کے چالیس صاد کے نوے 90۔ یہ سب ایک سو اکسٹھ 161 ہوئے۔ اے محمد اس کے ساتھ اور بھی کچھ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں الر اس نے کہا یہ اور بھی ثقیل ہے الف کا ایک لام کے تیس 30 را کے دوسو 200۔ یہ سب دوسو اکتیس 231 ہوئے۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہے۔ المر۔ اس نے کہا یہ اس سے بھی طویل اور ثقیل ہے الف کا ایک 1 لام کے تیس 30 میم کے چالیس را کے دوسو 200 یہ سب دوسو اکہتر 271 ہیں اے محمدؐ تمہارے امر کا ہم کو پتہ نہیں چلتا کہ ان میں تمہاری کون سی مدت ہے تھوڑی یا بہت پھر وہ سب کھڑے ہو گئے اور ابو یاسر نے اپنے بھائی حی بن اخطب سے کہا کہ شاید ان کا مجموعہ محمدؐ کی سلطنت کی مدت ہو جو سات سو چونتیس 734 سال ہیں۔ پھر کہنے لگا کہ تمہارا حال ظاہر نہیں ہوا متشابہ ہو گیا ہے۔

---

[1] یہ نہایت غلط، فضول اور گھڑی ہوئی روایت ہے۔ بالکل بے اصل اور بے ثبوت۔ اس وقت تک حرفوں کے اعداد مقرر ہی نہیں ہوئے تھے۔ پھر علمائے یہود نے کس طرح بیان کر دیئے۔ یہ چیز بہت بعد کی ایجاد ہے۔ پھر حضورؐ کا زمانۂ حکومت 734 سال اندازہ کرنا بھی ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ غرض روایت کا کوئی پہلو بھی ٹھیک نہیں۔
(محمد اسمٰعیل)

آنحضرتؐ سے پہلے یہود کو آپ کا انتظار تھا مگر جب آپ آئے تو انکار کر دیا

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہود اوس اور خزرج کے مقابلہ میں حضورؐ کے طفیل سے دعا فتح کیا کرتے تھے۔ پھر جب حضورؐ مبعوث ہوئے تو انہوں نے کفر کیا اور انکار کر گئے معاذ بن جبل اور بشر بن براء نے اُن سے کہا کہ اے یہود یو خدا سے ڈرو اور اسلام لے آؤ۔ پہلے تو تم ہم پر محمدؐ کے ساتھ دعاء فتح کیا کرتے تھے اور ہم کو خبر دیتے تھے کہ وہ مبعوث ہونے والے ہیں۔ اور ان کی صفات بیان کیا کرتے تھے اب اُن پر ایمان کیوں نہیں لاتے ہو۔ سلام بن مشکم یہودی نے جو بنی نضیر میں سے تھا ان کو جواب دیا کہ محمدؐ کے پاس کوئی ایسی علامت نہیں ہے جس سے ہم ان کو پہچانیں اور نہ محمدؐ وہ نبی ہیں جو ہم تم سے ذکر کرتے تھے۔

اور ابن صلوبا فطیونی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد تم ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس سے ہم تم کو پہچان لیں اور نہ خدا نے تم پر کوئی ظاہر آیت نازل کی اس کے جواب میں خدا نے فرمایا۔ **وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ وَ مَا یَکْفُرُ بِھَآ اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ** یعنی بیشک اے رسول ہم نے تمہاری طرف ظاہر اور روشن آئتیں نازل کی ہیں مگر فاسق ان کا انکار کرتے ہیں۔

ایک یہودی کا مطالبہ

اور رافع بن حریملہ اور دہب بن زید یہودیوں نے آپ سے کہا کہ اے محمد آسمان سے ہم پر ایک کتاب نازل کراؤ جس کو ہم پڑھیں اور زمین میں ہمارے واسطے نہریں جاری کرو تو ہم تم پر ایمان لے آئیں گے۔ اور تمہاری تصدیق کریں گے۔ ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ **اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَکُمْ کَمَا سُئِلَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ** یعنی کیا تم ارادہ رکھتے ہو کہ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سوال کرو جیسے کہ پہلے موسیٰ سے سوال کئے گئے اور جس نے ایمان کے ساتھ کفر کو بدلا۔ بیشک وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہو گیا۔

یہودیوں میں سے آنحضرتؐ کے سب سے زیادہ دشمن

ابن اسحاق کہتے ہیں حی بن اخطب اور اس کا بھائی ابو یاسر تمام یہود سے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھتے تھے اور اسلام سے لوگوں کے روکنے اور بہکانے میں ہر وقت سرگرم رہتے تھے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَکُمْ مِّنْ بَعْدِ اِیْمَانِکُمْ کُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِھِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَھُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ**

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

نجران کے عیسائیوں سے مدینہ کے یہودیوں کا جھگڑا

ابن اسحاق کہتے ہیں جب نجران کے نصاریٰ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہودی ان کے ساتھ لڑنے لگے۔ چنانچہ رافعہ بن حریملہ یہودی نے کہا کہ تم کسی حق پر نہیں اور حضرت عیسیٰ اور انجیل کا انکار کیا ایسے ہی نصاریٰ نے یہودیوں کو کہا کہ تم کسی حق پر نہیں ہو اور حضرت موسیٰ اور توارت کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ لَیْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَیْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰى شَیْءٍ وَّ هُمْ یَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ۔

اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ حق پر نہیں ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود حق پر نہیں، حالانکہ دونوں کتاب کو پڑھتے ہیں اور اس میں اُس بات کی تصدیق پاتے ہیں جس کے ساتھ کفر کرتے ہیں ایسا ہی ان سے پہلے لوگوں نے کہا تھا مثل ان کے قول کے پس اللہ قیامت کے روز ان کے اس اختلاف کا ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

رافع یہودی کا مطالبہ

ابن اسحاق کہتے ہیں رافع بن حریملہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمدؐ اگر تم رسولِ خدا ہو تو خدا سے کہو کہ ہم سے کلام کرے تا کہ ہم اس کے کلام کو سنیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ یعنی جاہلوں نے کہا کہ خدا ہم سے کلام کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس نشانی کیوں نہیں آتی ایسا ہی ان سے پہلے لوگوں نے بھی کہا تھا ان کے دل متشابہ ہو گئے ہیں بیشک ہم نے اپنی نشانیاں اہل یقین کے واسطے ظاہر کر دی ہیں۔

اعور فطیونی کا آنحضرتؐ کو یہودی ہونے کی دعوت دینا

اور عبداللہ بن صوریا اعور فطیونی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمدؐ ہدایت تو ہمارے پاس ہے تم ہماری پیروی کرو۔ تم کو ہدایت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اور نصاریٰ کے جواب میں فرمایا۔ وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ یعنی یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ ہو جاؤ۔ کہہ دو ہم تو ابراہیم کی ملت پر ہیں جو یکسو ہونے والے تھے اور مشرکین

میں سے نہ تھے۔

تحویل قبلہ پر یہودیوں کا آنحضرت کے پاس آنا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضورؐ کے مدینہ میں تشریف لانے کے سترہ مہینہ بعد جب بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہوا اور کعبہ شریف کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا تو رفاعہ بن قیس اور قردم بن عمرو اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابی رافع اور حجاج بن عمرو اور ربیع بن ربیع ابی الحقیق اور کنانہ ربیع بن ابی الحقیق یہ سب یہودی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ تم جس قبلہ پر پہلے سے تھے اس سے کیوں پھر گئے حالانکہ تم کہتے ہو کہ میں ملت ابراہیم پر ہوں تم اپنے اسی قبلہ کی طرف رجوع ہو جاؤ۔ ہم بھی تمہارا اتباع کریں گے اور اس کہنے سے ان کا مطلب صرف دین میں فتنہ ڈالنا تھا۔

صحابہ کا یہودیوں سے بعض مسائل دریافت کرنا اور ان کا چھپانا

معاذ بن جبل اور سعد بن معاذ اور خارجہ بن زید صحابیوں نے یہودیوں سے تورات کے بعض مسائل دریافت کئے یہودیوں نے ان کو نہ بتائے اور ان مسائل کو پوشیدہ کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق نازل فرمایا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ۔

آنحضرتؐ کی تبلیغ کا جواب یہودیوں کی طرف سے

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو ہدایت کی طرف بلایا تو رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ اے محمدؐ ہم تو اپنے باپ دادا کے پیرو ہیں کیونکہ وہ ہم سے زیادہ عالم اور باخبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا ہے۔ وَ اِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَ نَا اَ وَ لَوْ کَانَ اٰبَآؤُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّ لَا یَھْتَدُوْنَ۔

جنگ بدر کے بعد یہود کو تبلیغ اور ان کا جواب

جب بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح ہوئی اور آپ وہاں سے واپس آئے تو سوق بنی قینقاع میں آپ نے یہودیوں کو دعوت دی اور فرمایا کہ اے یہود اسلام قبول کر لو ایسا نہ ہو کہ قریش کی طرح سے تم بھی یہ دن دیکھو جو انہوں نے دیکھا۔ یہود نے کہا اے محمدؐ قریش کا مال لوٹ کر اور ان کو قتل کر کے تم کو دھوکہ میں نہ آنا چاہیے وہ لوگ جنگ وحرب سے بالکل ناواقف تھے۔ تم نے ان کو مار لیا۔ جب ہم سے لڑو گے اس وقت

تم کو لڑائی کی کیفیت معلوم ہوگی۔ ہم جیسوں سے ابھی تمہارا سامنا نہیں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا۔ قُلْ لِلَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰی جَھَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمِھَادُ.

یہود سے آنحضرتؐ کا مباحثہ

اور ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی اس پر نعمان بن عمرو اور حرث بن زید نے کہا اے محمدؐ تم کس دین پر ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملّتِ ابراہیمی پر۔ انہوں نے کہا ابراہیم تو یہودی تھے۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا تورات لاؤ۔ اور اس میں دیکھو۔ ان دونوں نے تورات کے لانے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ وَ ھُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔

حضرت ابراہیم کے متعلق یہود اور نصاریٰ کا دعویٰ

جب نجران کے نصاریٰ حضورؐ کے پاس جمع ہوئے تو نصاریٰ نے کہا کہ ابراہیم نصرانی تھے اور یہودیوں نے کہا یہودی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا فیصلہ فرمایا۔ مَا کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَ مَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔

اسلام کے خلاف یہودیوں کی سازش

عبداللہ بن ضیف اور عدی بن زید اور حارث بن عوف نے باہم صلاح کی کہ صبح کو چل کر محمدؐ کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ اور شام کو پھر اپنے مذہب پر آ جانا اور کہنا کہ محمدؐ کے مذہب میں کچھ لطف نہیں ہے اور اس میں شکوک اور شبہات پیدا کرنا تاکہ تم کو دیکھ کر مسلمان بھی اپنے مذہب سے پھر جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْہَ النَّھَارِ وَ اکْفُرُوْٓا اٰخِرَہٗ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ۔

یہود و نصاریٰ کا آنحضرتؐ سے ایک عجیب سوال

ابورافع قرظی نے جب کہ یہود اور نصاریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ سے کہا کہ اے محمدؐ کیا تم ہم سے یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اس طرح عبادت کریں جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی کرتے ہیں اور ایک نجران کے نصرانی نے جس کا نام ربیس یا ریس

یا رئیس تھا اس نے بھی یہی کہا کہ اے محمدؐ تم ہم سے یہی چاہتے ہو اور اسی کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو کہ تمہاری عبادت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ میں کیوں غیر خدا کی عبادت کرنے لگا تھا یا غیر خدا کی عبادت کا دوسروں کو حکم کرتا میں تو صرف خدا کی عبادت کا حکم کرتا ہوں اور اسی کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔

ایک سخت فتنہ کا بروقت انسداد

مرشاس بن قیس نام ایک بوڑھا شخص مسلمانوں سے سخت عداوت رکھتا تھا اور اب جو اُس نے مسلمانوں کی باہمی الفت اور محبت دیکھی حالانکہ حالت کفر میں وہ ایک دوسرے کے دشمن تھے اس کو یہ چیز بہت ناگوار گزری اور اس نے یہودیوں میں سے ایک جوان سے کہا کہ تم مسلمانوں میں بیٹھ کر بعاث کی لڑائی کا ذکر چھیڑو اور وہ اشعار پڑھو جو اس جنگ کے متعلق شاعروں نے کہے ہیں۔ یہ جنگ اوس اور خزرج کے درمیان میں ہوئی تھی۔ اور دونوں قبیلوں کے سردار حضیر بن سماک اور عمیر بن نعمان بیاضی قتل ہو گئے تھے۔ پس اس جوان یہودی نے مسلمانوں میں بیٹھ کر وہی ذکر چھیڑا اور آگ بھڑکائی مسلمان یعنی اوس اور خزرج ایک دوسرے پر اپنا فخر ظاہر کرنے لگے یہانتک کہ باہم سخت کلامی واقع ہوئی اور آخر ہتھیار لگا لگا کر جنگ کے واسطے میدان میں آن موجود ہوئے یہ خبر حضورؐ کو پہنچی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف لائے اور فرمایا اے مسلمانو! یہ کیا حرکت ہے تم جاہلیت کی باتیں کرتے ہو۔ حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں اور خدا نے تم کو ہدایت کی اور اسلام کی بزرگی بخشی۔ اور جاہلیت کی سب باتیں تم سے قطع کر دیں اور تمہاری آپس میں محبت اور اُلفت قائم کر دی۔ مگر تم دوبارہ جاہلیت کی طرف لوٹنا چاہتے ہو۔ اس وقت دونوں گروہوں کو معلوم ہوا کہ یہ ایک شیطانی وسوسہ تھا جس میں ہم مبتلا ہو گئے تھے۔ پھر وہ روئے اور آپس میں ایک دوسرے کے گلے لگے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مرشاس کے شر کو اِن سے دفع کیا۔

اپنے بعض لوگوں کے مسلمان ہو جانے پر یہودیوں کا طعنہ

جب عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعید اور اُسید بن سعید اور اسد بن عبیدہ وغیرہ یہودی مسلمان ہو گئے تو علماء یہود کہنے لگے کہ یہ لوگ ہم میں نالائق اور شریر تھے اگر یہ لائق اور نیک ہوتے تو اپنا دین قدیم کیوں ترک کرتے اور محمدؐ کے متبع نہ ہوتے۔

حضرت ابوبکر اور فنحاص یہودی

ایک دفعہ حضرت صدیقِ اکبر یہودیوں کے بیت المدراس میں تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ بہت سے یہودی ایک شخص فنحاص نامی کے پاس جمع ہیں یہ شخص ان کا بہت بڑا عالم تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس سے

فرمایا اے فخاص خدا سے خوف کر اور مسلمان ہو جا۔ قسم ہے خدا کی تو جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور تُو ان کا ذکر توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتا ہے۔ فخاص نے کہا اے ابوبکر ہم خدا کے محتاج نہیں ہیں بلکہ خدا ہمارا محتاج ہے ہم اس کی طرف عاجزی نہیں کرتے بلکہ وہ ہماری طرف عاجزی کرتا ہے۔ ہم اس سے بے پرواہ ہیں مگر وہ ہم سے بے پرواہ نہیں ہے۔ اگر وہ ہم سے بے پرواہ ہوتا تو پھر ہم سے ہمارے مال میں قرض کیوں مانگتا جیسا کہ تمہارے صاحب محمدؐ کہتے ہیں سود لینے سے تو تم کو منع کرتا ہے اور پھر تم کو سود دے گا۔ اگر وہ تم سے غنی ہوتا تو پھر تم کو سود کیوں دیتا۔ راوی کہتا ہے یہ بات سُن کر حضرت ابوبکر کو بہت غصہ آیا اور آپ نے فخاص کے چہرہ پر ایک ضرب سخت لگائی اور فرمایا اگر ہمارے اور تیرے درمیان عہد نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ اس پر فخاص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دیکھئے آپ کے دوست نے میرا سر پھاڑ دیا۔ حضورؐ نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم نے اس کو کیوں مارا۔ ابوبکر نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دشمنِ خدا نے بڑی سخت بات کہی۔ اس نے کہا خدا فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔ مجھ کو اس بات سے غصہ آیا اور میں نے اس کو مارا۔ فخاص ملعون صاف انکار کر گیا کہ میں نے یہ بات نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی اور حضرت ابوبکر کے قول کی تصدیق کی۔ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ۔

کفار اور منافقین کا انصار کو بہکانا

ابن اسحاق کہتے ہیں کردم بن قیس بن کعب بن اشرف کا حلیف اور اسامہ بن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحری بن عمرو اور حی بن اخطب اور رفاعہ بن زید بن تابوت یہ سب کفار اور منافقین انصار کے پاس آ کر بطورِ نصیحت کے کہا کرتے تھے کہ تم دین کے کاموں میں اپنا مال اس قدر خرچ نہ کیا کرو کہ ہم کو خوف ہے کہ تم فقیر نہ ہو جاؤ اور ابھی اسلام کا کام پختہ بھی نہیں ہوا ہے نہ معلوم کیا انجام ہو۔

سردار یہود رفاعہ بن زید کا اسلام پر طعن

ابن اسحاق کہتے ہیں رفاعہ بن زید بن تابوت یہود کے سرداروں میں سے تھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا تو زبان کو پیچیدہ کر کے کہتا کہ اے محمدؐ ہم سے اس طرح کہو کہ ہم تمہاری بات سمجھیں اور پھر اُس نے اسلام میں طعن کرنے شروع کئے۔

آنحضرتؐ کی تبلیغ یہود کے روساء اور علماء

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روساء اور علمائے یہود سے گفتگو کی اور ان سے فرمایا کہ اے گروہِ

یہود خدا سے ڈرو اور اسلام قبول کرو پس قسم ہے خدا کی کہ میں جو کتاب خدا کے پاس سے تمہارے سامنے لایا ہوں تم جانتے ہو کہ وہ حق ہے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد ہم اس کو بالکل نہیں پہچانتے اور پھر اپنے کفر پر ہی قائم رہے۔

آنحضرتؐ کی مخالفت میں یہودیوں کا بت پرستی کی تعریف کرنا

ابن اسحاق کہتے ہیں عظفان اور بنی قریظہ میں سے حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق اور ابورافع اور ربیع بن ابی الحقیق اور ابوعمار اور وحوح بن عامر اور ہوذہ بن قیس یہ تینوں بنی وائل میں سے تھے اور باقی سب بنی نضیر میں سے یہ سب لوگ ایک گروہ بنا کر قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ یہ علماء یہود تمہارے پاس آئے ہیں اور ان کے پاس پہلی کتابوں کا علم ہے ان سے دریافت کرو کہ آیا تمہارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین۔ ان علماء یہود نے قریش سے کہا نہیں تمہارا دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بہت بہتر ہے اور تم ہدایت پر ہو۔

یہود کی ایک جماعت کو آنحضرتؐ کی تبلیغ

یہود کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا تم اس بات کو جانتے ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ اور تم اس بات کی گواہی دیتے ہو۔ انہوں نے کہا نہ ہم اس بات کو جانتے ہیں نہ اس پر گواہی دیتے ہیں۔

یہودیوں کی طرف سے آپ کے قتل کی کوشش

جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے پاس بنی عامر کے مقتولوں کی بابت گفتگو کرنے تشریف لے گئے جن کو عمرو بن اُمیہ ضمری نے قتل کر دیا تھا یہود نے آپس میں صلاح کی کہ آج کے دن سے بہتر کوئی دن قابو کا نہ ملے گا کوئی شخص ایک بڑا پتھر لے کر فلاں مکان کی چھت پر بیٹھ جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس پتھر کو ڈال دے تا کہ ان کے مرنے سے ہم کو راحت نصیب ہو۔ چنانچہ عمرو بن حجاش بن کعب نے یہ کام اپنے ذمہ لیا حضورؐ کو اس کی خبر ہوگئی آپ وہاں سے تشریف لے آئے۔

آنحضرتؐ کے مقابلہ میں یہودیوں کا فخر و ناز

یہودیوں میں سے نعمان بن رضا اور بحری بن عمرو اور دشاس بن عدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے حضورؐ نے اُن کو دعوت اسلام کی اور عذاب الٰہی سے خوف دلایا۔ انہوں نے کہا اے محمدؐ تم ہم کو کیا ڈراتے ہو ہم تو خدا کے بیٹے اور اس کے دوست واحباب ہیں۔

یہودیوں کا اس امر سے انکار کہ وہ بعثت کے منتظر تھے

ابن اسحاق کہتے ہیں جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو دعوت دی اور عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ اور انہوں نے قبول اسلام سے انکار کیا تو معاذ بن جبل اور سعد بن عبادہ وغیرہ انصار نے کہا کہ اے یہود تم جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول ہیں اور پھر اتباع سے تم انکار کرتے ہو حالانکہ آپ کے مبعوث ہونے سے پہلے تم آپؐ کے اوصاف ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ رافع بن حریملہ اور دہب بن یہودا وغیرہ یہود نے کہا ہم نے کبھی تم سے ایسی بات نہیں کہی اور نہ خدا نے موسیٰ کے بعد کوئی رسول بھیجا۔

حضورؐ کے حکم سے ایک یہودی مرد و عورت کو سنگسار کیا جانا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب حضورؐ مدینہ میں تشریف لائے تو یہود میں ایک محصن[1] مرد نے محصنہ[2] عورت کے ساتھ زنا کیا۔ اس پر یہودی اس مقدمہ کے فیصل کرنے کے واسطے اپنے بیت المدارس میں جمع ہوئے وہاں پھر انہوں نے مشورہ کیا کہ اس مرد و عورت کو محمدؐ کے پاس لے جاؤ اور دیکھو کہ وہ اس کا کیا فیصلہ کرتے ہیں اگر انہوں نے ان کے کالا منہ کر کے گدھے پر اُلٹا سوار کرنے اور کوڑے مارنے کا حکم دیا جیسا کہ تم کرتے ہو تو جان لینا کہ وہ بادشاہ ہیں اور اگر انہوں نے سنگسار کرنے کا حکم دیا جیسا کہ توراۃ میں ہے تب جان لینا کہ وہ نبی ہیں پھر ان دونوں مرد و عورت کو یہودیوں نے حضورؐ کے پاس بھیجا اور کہا اے محمدؐ اِن کے فیصلہ کا ہم نے تم کو اختیار دیا ہے تم جو چاہو فیصلہ کرو۔ حضورؐ بیت المدارس میں ان کے علماء کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم میں جو سب سے بڑا عالم ہو اس کو میرے پاس لاؤ۔ یہود نے ابن صوریا اور ابو یاسر اور دہب بن یہودا کو پیش کیا اور کہا یہ لوگ ہمارے بڑے عالم ہیں اور ان سب میں عبداللہ بن صوریا سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اور نوجوان شخص تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو الگ لے جا کر کہا اے ابن صوریا میں تجھ کو خدا کی قسم دیتا ہوں سچ سچ کہو کہ کیا توراۃ میں محصن زانی اور زانیہ کے واسطے سنگساری کا حکم نہیں ہے۔ اس نے کہا اے ابوالقاسم بیشک یہی حکم ہے اور یہ سب یہودی جانتے ہیں کہ آپ رسولِ خدا ہیں مگر حسد اور بُغض سے آپؐ کی رسالت کا انکار کرتے ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المدارس سے باہر تشریف لائے اور اُن دونوں کی سنگساری کا حکم دیا چنانچہ ایک مسجد کے باہر ان کو سنگسار کیا گیا اور یہ مسجد بنی غنم بن مالک بن نجار کے محلّہ میں تھی۔ راوی کہتا ہے اس کے بعد عبداللہ بن صوریا بھی حسد سے حضور صلی

---

[1] محصن مرد جس کی بیوی موجود ہو۔

[2] محصنہ عورت جس کا خاوند موجود ہو۔ (محمد اسماعیل)

اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر ہو گیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضورؐ نے اُن زانیوں کے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور لوگ ان کو پتھر مارنے لگے تو مرد عورت پر جھک گیا تا کہ اس کو پتھر کی ضرب سے بچائے یہاں تک کہ دونوں قتل ہو گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جب یہودیوں نے اس مقدمہ میں حضورؐ کو حاکم بنایا تو حضورؐ نے ان کے ایک عالم کو توراۃ پڑھنے کا حکم دیا اس نے دوسری جگہ سے توراۃ پڑھنی شروع کی اور آیت رجم پر ہاتھ رکھ دیا۔ عبداللہ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر مارا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اے نبی اللہ یہ آیت رجم ہے جس کو آپ کے سامنے نہیں پڑھتا۔ حضورؐ نے فرمایا اے یہود تم کو خرابی ہو کونسی چیز تم کو حکمِ الٰہی کے ترک کرنے کی طرف بلاتی ہے۔ انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے تو ہم رجم ہی کیا کرتے تھے مگر ایک دفعہ کسی بادشاہ کے عزیزوں میں سے ایک شخص نے زنا کیا۔ بادشاہ نے اس کو رجم نہ کرنے دیا پھر ایک اور شخص نے زنا کیا بادشاہ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔ لوگوں نے کہا جب تک تم فلاں عزیز کو رجم نہ کرو گے ہم بھی اس کو رجم نہ کرنے دیں گے پھر اس کے بعد سب نے بالاتفاق زانی کے واسطے تشہیر کی سزا تجویز کی اور رجم کے ذکر کو بھلا دیا اور اس کو مردہ کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس میں پہلا شخص ہوں جو حکم الٰہی کو زندہ کرتا ہوں اور اس پر عمل درآمد کرتا ہوں۔ پھر آپ نے اُن کے سنگسار کرنے کا حکم دیا اور وہ دونوں مسجد کے دروازہ کے پاس سنگسار کئے گئے۔ ابن عمر کہتے ہیں میں بھی ان کے سنگسار کرنے میں شریک تھا۔

یہود کا آپؐ کو دھوکہ دینے کی کوشش

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک دفعہ کعب بن اسد اور ابن صلوبا اور عبداللہ بن صوریا اور شاس بن قیس نے آپس میں مشورہ کیا کہ چل کر محمدؐ کو دھوکہ دو۔ اور فتنہ میں ڈالو۔ آخر تو وہ انسان ہے ہمارے دھوکہ میں آ جائے گا۔ اور اُس سے یہ کہو کہ اے محمدؐ تم جانتے ہو کہ ہم لوگ علماء اور سردارانِ یہود ہیں اور ہمارا ایک قوم سے جھگڑا ہے ہم تم کو حاکم بناتے ہیں۔ اگر تم ہمارے حسب منشاء فیصلہ کرو گے تو ہم تمہارا اتباع اور تصدیق کریں گے اور پھر ہمارے رعب سے تمام یہودی مسلمان ہو جائیں گے مگر آپؐ کے دھوکے میں نہیں آئے اور ان کو صاف جواب دے دیا۔

نبیوں پر ایمان لانے کے متعلق علمائے یہود کا ایک سوال

ابن اسحاق کہتے ہیں ایک دفعہ حضورؐ کا گزر چند یہود کے پاس ہوا جن میں ابو یاسر اور نافع بن ابی رافع

اور عارز بن ابی عارز اور خالد اور زید اور ازار بن ابی ازار اور اشیع وغیرہ موجود تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کن کن رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔

رافع وغیرہ یہودیوں کی خدمتِ نبوی میں حاضری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رافع بن حارثہ اور سلام بن مشکم اور مالک بن ضیف اور رافع بن حریملہ حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ کیا تم یہ نہیں کہتے ہو کہ تم ملّت ابراہیم پر ہو اور ہمارے پاس جو توراۃ ہے اُس پر بھی تم ایمان رکھتے ہو اور گواہی دیتے ہو کہ وہ حق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مگر تم نے خدا کے عہد کو بھلا دیا ہے اور اُن آیات کو جن کے ظاہر کرنے کا تم کو حکم تھا چھپا ڈالا ہے میں اس میں تمہارا شریک نہیں ہوں۔ یہودیوں نے کہا ہم تو اپنی کتاب پر قائم ہیں اور تمہارا اتباع نہیں کرتے اور نہ تم پر ایمان لاتے ہیں۔

نحام وغیرہ یہودیوں کا آپ کی خدمت میں آنا

حضورؐ کی خدمت میں نحام بن زید اور فردم بن کعب اور بحری بن عمرو حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمدؐ تم خدا کے سوا اور کسی کو بھی معبود مانتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں وہی ایک معبود ہے۔ اس کی عبادت کا مجھ کو حکم کیا گیا ہے اور اسی کی طرف میں بلاتا ہوں۔

جبل اور شمویل کا حضورؐ سے قیامت کے متعلق سوال کرنا

اور جبل بن ابی قشیر اور شمویل بن زید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے محمدؐ اگر تم نبی ہو تو ہم کو بتاؤ کہ قیامت کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّىْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِىٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

یہود کی طرف سے آنحضرتؐ کا اتباع نہ کرنے کا عجیب عذر

ابن اسحاق کہتے ہیں حضورؐ کی خدمت میں سلام بن مشکم اور نعمان بن ادنیٰ ابوانس اور محمود دوحیہ اور شاس

بن قیس اور مالک بن ضیف حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم آپ کا اتباع کیونکر کریں۔ حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ بھی چھوڑ دیا اور نہ آپ یہ کہتے ہیں کہ عزیر خدا کے بیٹے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذَالِکَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔

محمود بن سیحان وغیرہ یہودیوں کا ادعا کہ ہم بھی قرآن مجید جیسی عبارت بنا سکتے ہیں

ایک دفعہ حضورؐ کی خدمت میں محمود بن سیحان اور نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور عزیز بن ابی عزیر اور سلام بن مشکم حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمدؐ یہ کتاب جو تمہارے پاس آئی ہے یہ خدا کے پاس سے آئی اور حق ہے تو پھر کیا وجہ کہ اس کی عبارت ایسی نہیں ہے جیسے کہ تورات کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے خدا کی تم جانتے ہو کہ یہ خدا کے پاس سے ہے اور اپنی کتاب میں اس کی بابت لکھا ہوا پاتے ہو اگر تمام جن وانس بھی جمع ہو کر ایسی کتاب بنانی چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔ پس اُن سب نے متفق اللفظ کہا جن میں عبداللہ بن صوریا اور ابن صلوبا وغیرہ تمام یہودی تھے کہ اے محمدؐ تم کو یہ جن وانس میں سے کوئی نہیں سکھاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے خدا کی تم خوب جانتے ہو کہ یہ خدا کے پاس سے نازل ہوئی ہے اور تم اس کی خبر اپنے پاس تورات میں لکھی ہوئی پاتے ہو۔ وہ بولے اے محمدؐ خدا تو اپنے رسول کے واسطے جو کچھ چاہے سب کچھ کر سکتا ہے تم آسمان سے ایک کتاب ہم پر نازل کراؤ تا کہ ہم اس کو پڑھیں اور پہچانیں ورنہ جیسی کتاب تم پر نازل ہوئی ہے ہم بھی ایسی بنا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا۔

یہودیوں کا خدمت نبوی میں آ کر ذوالقرنین کی بابت سوال کرنا

ابن اسحاق کہتے ہیں حيي بن اخطب اور کعب بن اسد اور ابورافع اور اشیع اور شمویل ان سب یہودیوں نے عبداللہ بن سلام سے ان کے اسلام لانے کے بعد کہا کہ نبوت عرب میں نہیں ہو سکتی تمہارے محمدؐ بادشاہ ہیں اور پھر یہ سب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذوالقرنین کی نسبت آپ سے سوال کیا۔ آپ نے وہی جواب دیا جو قریش کو دیا تھا اور انہیں لوگوں نے قریش کو یہ سوال بتایا تھا۔ جب کہ نضر بن حرث اور عقبہ بن ابی معیط ان کے پاس آئے تھے۔

یہودیوں کا ایک نامعقول سوال

ایک دفعہ چند یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ خدا نے تو ہر

چیز کو پیدا کیا ہے اور خدا کو کس نے پیدا کیا۔ حضورؐ یہ بات سُن کر غصہ کے مارے لال ہو گئے اُسی وقت جبرائیل آئے اور آپ کو تسکین دی اور کہا اے محمدؐ غصہ نہ کھاؤ اور یہ سورت نازل ہوئی۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ. اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ. حضورؐ نے جب یہ سورت اُن کو پڑھ کر سنائی تو کہنے لگے اے محمدؐ ہم سے بیان کرو کہ خدا کی صورت کیسی ہے اس کے ہاتھ کیسے ہیں اور بازو کیسے ہیں۔ اس بات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے زیادہ غصہ آیا۔ اور جبرائیل نے اُسی وقت آن کر آپؐ کو تسکین دی اور یہ آیت ان کے جواب میں نازل فرمائی۔ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَ الْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ اور ان لوگوں نے خدا کی قدر و منزلت کا حق ادا نہیں کیا حالانکہ (اس کی شان وہ ہے کہ) ساری زمین قیامت کے روز اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ پر لپٹے ہوئے ہوں گے پاک اور برتر ہے وہ اُن چیزوں سے جو اُس کے ساتھ شریک کرتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہتے ہیں۔ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے۔ عنقریب لوگ آپس میں سوال کریں گے کہ کوئی کہے گا مخلوق کو تو خدا نے پیدا کیا ہے پھر خدا کو کس نے پیدا کیا ہے۔ پس جب کوئی یہ کہے تو کہہ دو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک۔ اور پھر وہ شخص اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں صمد وہ جس کی طرف گھبراہٹ کے وقت پناہ ڈھونڈی جائے۔

نجران کے نصاریٰ کا وفد حضورؐ کی خدمت میں

حضورؐ کی خدمت میں نجران کے نصاریٰ کا ساٹھ آدمیوں کا ایک قافلہ آیا جس میں ان کے 14 سردار تھے اور ان چودہ میں بھی تین شخص بڑے معزز تھے کہ کل اختیارات اُن کے قبضہ میں تھے اور ان تین میں بھی ایک عبدالمسیح نام ایسا تھا کہ اس کی رائے سب پر مقدم سمجھی جاتی تھی اور دوسرا ایہم تھا۔ اور تیسرا شخص جس کے انتظام میں ان کے تمام مدارس وغیرہ تھے ان کا نام ابو حارثہ تھا اس شخص نے نصاریٰ میں اپنے اعمال کے ذریعہ سے بڑی عزت حاصل تھی یہاں تک کہ نصرانی بادشاہ بھی اس کی توقیر و خدمت کرتے تھے۔ جب یہ قافلہ حضورؐ کے پاس آنے کو روانہ ہوا تو ابو حارثہ ایک خچر پر سوار تھا اور اس کے پہلو میں اس کا بھائی کوز بن علقمہ تھا۔ ابو حارثہ کی خچر کی ٹھوکر کھائی۔ اس کے بھائی نے کہا خرابی ہوا چھا رسول کے پاس چلا۔ ابو حارثہ نے کہا خرابی تجھ کو ہو۔ کوز بن علقمہ نے کہا مجھ کو خرابی کیوں ہو۔ ابو حارثہ نے کہا اس واسطے کہ جن کے پاس ہم

جاتے ہیں بیشک وہ خدا کے وہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے ہم منتظر تھے۔کوز بن علقمہ نے کہا پھر تو ایمان کیوں نہیں لاتا۔اس نے کہا اگر میں ایمان لے آؤں تو یہ جو تو دیکھتا ہے کہ میری قوم میری ایسی تعظیم و تکریم کرتی ہے پھر کون کرے گا۔کوز کہتا ہے اس کی یہ بات سن کر میں خاموش ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا اور اس حکایت کو بیان کیا۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ نجران کے کسی رئیس کے ہاں ایک کتاب تھی۔جو اس کے بزرگوں سے چلی آتی تھی اور ہر رئیس کی اس پر مہر کر کے پھر خزانہ میں اس کو داخل کر دیتے تھے اور کوئی اس کو پڑھتا نہ تھا۔یہاں تک جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہوا اور وہ رئیس حضورؐ کے پاس آ رہا تھا تو اس کے ٹھوکر لگی۔اس کے بیٹے نے کہا اس نبی کو خرابی ہو۔اس رئیس نے بیٹے سے کہا ایسا نہ کہو بے شک وہ نبی ہیں اور ہماری کتاب میں ان کا ذکر لکھا ہوا ہے۔پھر جب رئیس مر گیا تو اس کے بیٹے نے اس کتاب کو دیکھا تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا حال لکھا ہوا تھا۔پس یہ اسلام لے آیا اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا اور اس نے حج بھی کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔جب نصاریٰ کا گروہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔تو حضورؐ اس وقت مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔یہ لوگ بہت عمدہ لباس سے آراستہ تھے۔بعض صحابہ جنہوں نے ان کو دیکھا تھا۔فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کے بعد کوئی ایسا گروہ نہیں دیکھا جس وقت یہ لوگ آئے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے۔ان کی نماز کا بھی وقت ہوا۔یہ مسجد ہی میں نماز پڑھنے لگے۔حضور نے فرمایا ان کو نماز پڑھنے دو کچھ نہ کہو۔ان لوگوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ان کے چودہ سرداروں کے نام یہ ہیں۔عبدالمسیح اور ایہم اور ابو حارث بن علقمہ قبیلۂ بکر بن وائل میں سے اور اوس اور حرث اور زید اور قیس اور یزید اور بنیہ اور خویلد اور عمرو اور خالد اور عبد اللہ اور یحنس وغیرہ تھے۔ان میں سے جن لوگوں نے حضور سے کلام کیا وہ یہ تین شخص تھے۔عبدالمسیح اور ایہم اور ابو حارثہ بن علقمہ یہ سب نصرانی تھے۔اور ان کا باہم یہ اختلاف تھا کہ بعض عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور بعض ان کو خدا کا بیٹا اور بعض تین میں کا تیسرا کہتے تھے۔نصرانیوں میں یہی اختلاف ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کے خدا کہنے کی حجت یہ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا اور بیماریوں سے لوگوں کو تندرست کیا۔اور غیب کی خبریں بیان کیں اور مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک ماری اور وہ زندہ ہو کر اڑ گیا۔حالانکہ یہ سب معجزہ عیسیٰ علیہ السلام کے حکم الٰہی سے تھے اور خدا کا بیٹا ہونے کی یہ حجت لاتے تھے کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے ہی کلام کیا۔حالانکہ یہ حالت آدمی کے کسی بچہ کی نہیں ہوتی اور اس قول کی حجت کہ

وہ تین میں سے تیسرے تھے یہ لاتے تھے۔ کہ خدا کا قول ہے کہ ہم نے کیا۔ اور ہم نے پیدا کیا اور ہم نے حکم کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تین خدا ہیں۔ اگر ایک ہوتا تو کہتا کہ میں نے کیا اور میں نے حکم کیا اور میں نے پیدا کیا جمع کا لفظ نہ بولتا اور وہ تینوں یہ ہیں۔ ایک خدا دوسرے عیسیٰ تیسرے مریم۔ نصاریٰ کے ان تینوں قولوں کا جواب قرآن شریف میں نازل ہوا ہے۔ پس جب ان دونوں علماء نے حضورؐ سے گفتگو کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی تبلیغ کی انہوں نے کہا ہم تو مسلمان ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں تم مسلمان نہیں ہو۔ اسلام قبول کرو۔ انہوں نے کہا بے شک ہم مسلمان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خدا کا تم بیٹا بناتے ہو۔ صلیب کی پرستش کرتے ہو اور خنزیر کھاتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو ہم مسلمان ہیں۔ اس پر انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آنحضرت سے سوال کئے جس پر سورۃ آل عمران نازل ہوئی۔ جس کی دوسو 200 آیتوں میں سے کچھ اوپر اسّی 80 آئتوں میں ان کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔ ہزار سمجھانے کے بعد بھی جب وہ لوگ نہ مانے تو مجبور ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خدائی ارشاد کے ماتحت مباہلہ کی طرف بلایا۔ قرآنی الفاظ اس کے متعلق یہ ہیں۔ **فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَ اَبْنَآءَ کُمْ وَ نِسَآءَ نَا وَ نِسَآءَ کُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ.** یعنی اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص حق بات ظاہر ہو جانے کے بعد تجھ سے جھگڑے تو تُو اُس سے (صاف طور پر) کہہ دے کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں۔ اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ ہم اپنے نفسوں کو پیش کریں۔ تم لوگ اپنے آپ کو پیش کرو۔ اس کے بعد خدا کے حضور میں گڑ گڑا کر دعا کریں کہ جھوٹ بولنے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔ (سورۃ آل عمران آیت 62)

جب حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کو مباہلہ کی یہ دعوت دی تو انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو اس معاملہ میں غور اور مشورہ کرنے کے لئے کچھ مہلت دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تمہیں نہایت شوق سے مہلت ہے۔ سوچ کے مشورہ کر کے اور غور کر کے جواب دو۔

اس پر وفد کے تمام ارا کین اپنے قائد عبدالمسیح کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا کہ اس معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔ اس نے اپنے لوگوں سے کہا کہ جہاں تک میں نے غور کیا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً نبی ہیں اور حضرت عیسیٰ کے متعلق انہوں نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ بھی دراصل صحیح ہے۔ ایسی حالت میں ان سے مباہلہ کرنا سخت عذاب اپنے اوپر لینا ہے۔

جس قوم نے اپنے نبی سے مباہلہ کیا ہے قوم برباد اور ہلاک ہوئی۔ اور کوئی چھوٹا یا بڑا ان میں باقی نہیں

رہا پس مباہلہ کرنا تو تمہارا اپنی بیخکنی کرنا ہے۔ پھر اگر تم اسلام بھی اختیار نہ کرو تو محمدؐ سے صلح کرلو۔ اور رخصت ہوکر اپنے گھر کو چلے چلو۔ اس پر یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے ابوالقاسم ہم آپ سے مباہلہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے اور نہ ہم اسلام اختیار کرتے ہیں مگر آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے اصحاب سے ایک شخص ہمارے ساتھ کردیں تا کہ دنیوی اور مالی امور میں ہم اختلاف کریں وہ آپ کے صحابی ہمارا فیصلہ کردیا کریں۔ حضور نے فرمایا تم شام کو میرے پاس آنا میں تمہارے ساتھ ایک بڑا امانت دار شخص بھیج دوں گا۔ حضرت عمر بن خطاب فرماتے ہیں مجھ کو کبھی امارت کی ایسی خواہش نہیں ہوئی جیسی کہ اس وقت ہوئی اور میں نے چاہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ان کے ساتھ روانہ فرمائیں۔ اور اسی خیال سے میں ظہر کی نماز کے واسطے سخت گرمی میں جلدی سے جا پہنچا۔ جب ہم کو نماز پڑھا چکے تو آپ نے دائیں اور بائیں دیکھنا شروع کیا۔ میں اس خیال میں تھا کہ مجھ کو دیکھیں گے اس لئے اونچا ہو ہوکر اپنے آپ کو نمایاں کرنے لگا۔ مگر آپ نے ابوعبیدہ بن جراح سے فرمایا کہ تم ان کے ساتھ جاؤ............ اور حق کے ساتھ ان کے مقدمات فیصل کرو۔ چنانچہ ابوعبیدہ ان لوگوں کے ساتھ چلے گئے۔

عبداللہ بن ابی بن سلول اور ابوعامر

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو یہاں کا سب سے بڑا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول عوفی تھا۔ قبیلۂ بنی حبلیٰ میں سے اوس اور خزرج دونوں قبیلے اس کے مطیع تھے۔ ورنہ پہلے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ان دونوں قبیلوں نے ایک شخص پر اتفاق کیا ہو اور اس کے سوا قبیلہ اوس میں ایک اور شخص تھا۔ جس کی اطاعت لوگ کرتے تھے اور اس کو سردار مانتے تھے۔ اس کا نام ابوعامر عبد عمرو بن صیفی بن نعمان قبیلہ بنی سبیعہ بن زید میں سے تھا اور یہی حنظلہ غسیل کا باپ ہے جو جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔ جاہلیت کے زمانہ میں یہ ابوعامر راہب بن گیا تھا اور راہب ہی کہلاتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن ابی کے واسطے اس کی قوم نے ایک تاج بنایا تھا جس میں موتی اور رنگ برنگ کی کوڑیاں لگائی تھیں تا کہ اس کو اپنا بادشاہ بنائیں کہ اسی اثناء میں اسلام ظاہر ہوا اور یہ ساری قوم اسلام کی طرف رجوع ہوگئی۔ عبداللہ بن ابی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں تشریف لانا اور ساری قوم کا اس سے برگشتہ ہوکر اسلام اختیار کرنا بہت ناگوار گذرا اور وہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے سبب سے میری حکومت قائم ہونے میں خلل پڑا۔ پھر جب اس نے دیکھا کہ تمام قوم اسلام کے اختیار کرنے سے باز نہیں رہتی تو خود بھی منافقانہ طور سے نہایت کراہت کے ساتھ اسلام میں داخل ہوا۔ اور ابو عامر نے اسلام نہیں اختیار کیا بلکہ چند اپنے ہم

مشروب آدمی ساتھ لے کر مدینہ سے مکہ میں چلا آیا۔ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو راہب نہ کہو بلکہ فاسق کہو۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابو عامر مکہ جانے سے پہلے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کونسا دین ہے جس کو آپ لائے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ وہی ملتِ حنیفہ ہے جو ابراہیم کا دین تھا۔ اس نے کہا ابراہیم کے دین پر تو میں بھی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس پر نہیں ہے۔ تو ابو عامر نے کہا میں اسی پر ہوں۔ پھر کہنے لگا اے محمدؐ تم نے اس ملتِ حنیفہ میں بہت سی ایسی باتیں داخل کر دی ہیں جو اس میں نہ تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں نے اس کو صاف اور روشن کیا ہے۔ ابو عامر نے کہا جھوٹے کو خدا وطن سے دور تنہا بے یار و مددگار مارے گا۔ اور یہ اس نے حضورؐ کی نسبت کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا ہاں جو جھوٹا ہے خدا اس کے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضورؐ نے مکہ فتح کیا تو یہ ملعون مکہ سے طائف چلا گیا۔ پھر جب طائف کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے تب یہ شام میں گیا اور وہیں حالتِ سفر میں بے یار و غمگسار مر گیا۔ اس وقت علقمہ بن علاثہ بن عوف بن احرص بن جعفر بن کلاب اور کنانہ بن عبد یا لیل بن عمرو بن عمیر ثقفی اس کے ساتھ تھے۔ ان دونوں میں اس کی میراث کی بابت جھگڑا ہوا۔ اور قیصر بادشاہ روم کے پاس یہ مقدمہ گیا۔ قیصر نے یہ فیصلہ کیا کہ اہل مدر کی میراث کے مالک اہل مدر ہیں اور اہل دبر کی میراث اہل دبر کو پہنچتی ہے۔ چنانچہ ابو عامر کی میراث کا مالک ابو کنانہ ہوا اور علقمہ محروم رہا۔

عبداللہ بن ابی ایک عرصہ تک تردد کی حالت میں رہا اور آخر اسلام کا غلبہ دیکھ کر بحالت مجبوری و لاچاری اسلام میں داخل ہوا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ ایک دفعہ گدھے پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ کی عیادت کے واسطے تشریف لے گئے کیونکہ سعد بن عبادہ کچھ بیمار تھے۔ اور مجھ کو حضورؐ نے اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ پس راستہ میں آپ کا گذر عبداللہ بن ابی کے پاس سے ہوا۔ یہ چند آدمیوں کے ساتھ اپنے درختوں کے سایہ میں بیٹھا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو آپ سواری پر سے اُترے اور اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کو حضورؐ کا آنا بہت ناگوار ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پاس بیٹھ کر اس کو اسلام کی دعوت دی اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ اور قرآن شریف سنایا۔ یہ خاموش بیٹھا رہا۔ جب حضورؐ فرما چکے تب اس نے کہا یہ تمہاری باتیں اچھی نہیں ہیں۔ اگر یہ حق بھی

ہیں تو اپنے گھر بیٹھے رہو اور جو تمہارے پاس آئے اس کو سناؤ اور جو تمہارے پاس نہ آئے تو اس کی مجلس میں جا کر ایسی باتوں سے اس کو تکلیف نہ پہنچایا کرو۔ اس پر عبداللہ بن رواحہ جو وہیں اس کے ساتھ مع چند مسلمانوں کے بیٹھے تھے عرض کرنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہماری مجلس میں تشریف لا کر ہم کو یہ باتیں سنائیے قسم ہے خدا کی یہ سب باتیں ہم کو پسند ہیں اور انہیں کے ساتھ خدا نے ہم کو بزرگی دی ہے اور ہدایت کی ہے۔ عبداللہ بن ابی اپنی قوم کی اسلام پر اس مضبوطی کو دیکھ کر مجبور ہوا اور بجز اسلام لانے کے اُسے اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔

حضورؐ عبداللہ بن ابی کے پاس سے اُٹھ کر سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لائے مگر آپ کے چہرہ میں ملال تھا۔ سعد بن عبادہ نے عرض کیا یارسول اللہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے کچھ کہا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذرا۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں پھر عبداللہ کا ذکر کیا۔ سعد نے عرض کیا یارسول اللہ اس کی بات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ خیال نہ فرمائیں۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے ہم نے اس کے واسطے ایک تاج تیار کیا تھا تا کہ اس کو بادشاہ بنائیں۔ اب وہ خیال کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سلطنت چھین لی۔ اس لئے اس کا ناراض ہونا ٹھیک ہی ہے۔

مدینہ میں آتے ہی صحابہ کا بخار میں مبتلا ہو جانا اور ان کیلئے حضور کی دعا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ جب حضورؐ مدینہ میں تشریف لائے تو یہاں بخار کی بڑی کثرت تھی۔ چنانچہ آتے ہی اکثر اصحاب بیمار ہو گئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ ابوبکر اور آپ کے دونوں آزاد غلام یعنی عامر بن فہیرہ اور بلال آپ کے ساتھ ایک مکان میں رہتے تھے اور ان کو سخت بخار تھا۔ عائشہ فرماتی ہیں میں ان کے دیکھنے کو ان کے پاس گئی اور یہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ذکر ہے۔ پس میں اپنے والد ابوبکر کے پاس گئی۔ اور میں نے پوچھا کہ آپ کی کیسی طبیعت ہے۔ انہوں نے بہت بہکی بہکی باتیں کیں۔ میں نے کہا میرے والد کو کچھ خبر نہیں ہے کہ وہ کیا کہہ رہے۔ پھر میں عامر بن فہیرہ کے پاس آئی اور اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے۔ وہ بخار کی شدت میں بہک رہا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں نے کہا قسم ہے خدا کی عامر کو بھی بخار کی شدت میں کچھ خبر نہیں ہے کہ کیا کہتے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ بلال بھی ان کے صحن میں لیٹے ہوئے اسی قسم کے کلام کہہ رہے تھے۔ میں یہ حال دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا کہ یہ لوگ بخار میں بالکل مدہوش ہیں

ان کو بالکل خبر نہیں ہے کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت دعا کی کہ اے اللہ ہم کو مدینہ کی بھی ایسی ہی محبت دے جیسی کہ تو نے مکہ کی محبت ہم کو کر دی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور یہاں کے مُد اور صاع [1] میں ہمیں برکت عنایت کر اور یہاں کی وباء اور بیماری کو مہیعہ میں منتقل کر مہیعہ کا نام جحفہ ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ صحابہ کرام بخار کے سبب سے بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔حضورؐ نے ایک روز اُن کو اُس طرح سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ بیٹھنے والے کی نماز کا کھڑے ہونے والے کی نماز سے آدھا ثواب ہے۔تب صحابہ ثواب کی خاطر بمشکل کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم الٰہی جہاد کی تیاری کی اور جو مشرکین کہ آپ کے قریب تھے اُن سے جنگ کا قصد کیا۔

ہجرت کی تاریخ اور ہجرت کے وقت حضورؐ کی عمر

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضورؐ مدینہ میں پیر کے روز بارہویں ربیع الاول کو دوپہر کے وقت تشریف فرما ہوئے اور عمر شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت ترپن سال کی تھی اور حضورؐ کو مبعوث ہوئے تیرہ سال ہو چکے تھے۔

جنگوں کی تیاری

آپ ربیع الاوّل سے لے کر آئندہ ماہِ محرم تک مدینہ میں بغیر جنگ وحرب کے تشریف فرما رہے اور ماہ صفر میں آپ نے جہاد کی تیاری کی اور مدینہ میں سعد بن عبادہ کو اپنا نائب مقرر کیا۔

غزوہ ودّان

یہ حضورؐ کا پہلا غزوہ [2] ہے۔اور اسی کو غزوہ ابواء کہتے ہیں۔حضورؐ مدینہ سے چل کر مقام ودّان میں پہنچے۔ یہاں قریش اور بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ سے جنگ کا ارادہ تھا۔مگر بنی ضمرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی۔اور وہ شخص جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی ان کا سردار مخشی بن عمرو ضمری تھا۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں تشریف لے آئے اور باقی ماہ صفر اور کچھ دن شروع ربیع الاوّل

[1] مُد اور صاع۔اناج کے ناپنے کے دو عربی پیمانے ہیں۔

[2] غزوہ وہ مہم جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود شرکت فرمائی۔(اسماعیل)

کے آپ نے مدینہ میں گزارے۔

سریہ[1] عبیدہ بن حارث

سب سے پہلا عَلَم جو حضورؐ نے بنایا وہ عبیدہ بن حارث بن مطلب بن عبدمناف بن قصیٰ کو عنایت کر کے ساٹھ یا اسی مہاجرین کے ساتھ جن میں انصار میں سے ایک شخص بھی نہ تھا۔ روانہ کیا یہ سریہ مثنیۃ المرہ کے پاس قریش کی ایک بھاری جماعت سے ملاقی ہوا مگر جنگ نہیں ہوئی۔ فقط سعد بن ابی وقاص نے مشرین کو تیر مارا تھا۔ اور یہی پہلا تیر ہے جو مسلمانوں کی طرف سے مشرکین پر چلا اور مشرکین میں سے مقداد بن عمرو بہرانی بنی زہرہ کے حلف اور عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی بنی نوفل بن عبدمناف کے حلیف بھاگ کر مسلمانوں سے آن ملے مشرکین کے اُس قافلہ کا سردار عکرمہ بن ابی جہل تھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ مشرکین کا سردار اس وقت مکرز بن حفص بن اخیف (بنی معیص بن عامر بن لوئی میں سے ایک شخص) تھا۔

سریہ سیف البحر

بعض علماء سے منقول ہے کہ جب حضورؐ غزوہ ابواء سے واپس ہوئے ہیں مدینہ میں پہنچنے سے پہلے ہی حضرت حمزہ کو آپ نے مقام عیص کی جانب تیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا جن میں سب مہاجرین تھے۔ انصار میں سے کوئی نہ تھا۔ چنانچہ حضرت حمزہ کی ساحل سمندر کے قریب ابوجہل بن ہشام سے ملاقات ہوئی۔ جس کے ساتھ اہل مکہ کے تین سو سوار تھے۔ مگر مجدی بن عمرو جہنی نے بیچ میں پڑ کر دونوں فریقوں میں جنگ نہ ہونے دی۔ اور حضرت حمزہ بغیر جنگ کے واپس چلے آئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا عَلَم بنا کر دیا تھا۔ چونکہ حضرت حمزہ اور عبیدہ بن حارث ساتھ روانہ ہوئے اس سبب سے لوگوں کو شبہ پڑ گیا کہ کونسا عَلَم حضورؐ نے بنایا تھا۔ اور بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت حمزہ نے شعر کہے ہیں اور ان میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے حضورؐ نے مجھ کو علم بنا کر دیا۔ اگر واقعی وہ اشعار حضرت حمزہ کے ہیں تو اس میں شک نہیں کہ پہلا عَلَم انہیں کو دیا گیا۔ کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بول سکتے اور اگر وہ اشعار ان کے نہیں ہیں جیسے کہ بعض لوگوں کا قول ہے تب وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کونسی روایت صحیح ہے۔ مگر ہم نے جو اہل علم سے سنا ہے وہ یہی سنا ہے کہ سب سے پہلا عَلَم حضورؐ نے عبیدہ بن حارث کو عنایت فرمایا۔

---

[1] سریہ وہ مہم جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی صحابی کو اپنی جانب سے سردار بنا کر بھیجا۔ (اسماعیل)

غزوۂ بواط

ابن اسحاق کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ربیع الاوّل ہی میں قریش سے جنگ کے لئے ضلع رضوی کے مقام بواط تک تشریف لے گئے۔مگر یہاں بھی کچھ جنگ نہ ہوئی۔ پھر آپ مدینہ میں واپس آ گئے اور ربیع الآخر اور کچھ جمادی الاوّل تک مدینہ میں رہے۔غزوہ بواط میں آپ نے سائب بن عثمان بن مظعون کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا تھا۔

غزوۃ العشیرہ

قریش کی جنگ کے ارادہ سے حضورؐ مدینہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ میں ابوسلمہ بن عبدالاسد کو نائب مقرر کیا۔ مدینہ سے چل کر حضور مقام بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیان تشریف لائے پھر وہاں سے الخبار کے میدان میں تشریف لے گئے۔اور ابن زہر کے پتھریلے مقام میں ایک درخت کے سایہ میں جس کو ذات الساق کہا جاتا تھا قیام فرمایا اور یہیں نماز پڑھیں چنانچہ مسجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہاں موجود ہے اور اسی مقام میں حضورؐ کے واسطے کھانا تیار کیا گیا۔ جو حضورؐ نے اور حضورؐ کے سب ہمراہیوں نے نوش فرمایا اور وہیں ایک چشمہ سے جس کا نام مشترب ہے سب لوگوں نے اس کا پانی پیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ کیا مقام الخلائق کو بائیں جانب چھوڑتے ہوئے ایک ندی اور شعبہ عبداللہ کی طرف جواب تک اسی نام سے مشہور مقام ہے۔روانہ ہوئے اور وہاں سے گذر کر مقام ضبوعہ میں پہنچے یہاں پانی پیا پھر یہاں سے مقام فرش کے پتھریلے میدان سے گزر کر صاف راستہ میں پہنچے اور مقام عشیرہ پر جو وادی ینبع کے نزدیک ہے جا اُترے اور یہاں آپ نے جمادی الاوّل کے کچھ دن اور جمادی الآخر کی کچھ راتیں قیام کیا اور بنی مدلج اور ان کے خلفاء بنی ضمرہ سے صلح کر کے مدینہ میں واپس تشریف لائے۔اس غزوہ میں بھی جنگ نہیں ہوئی اور اسی غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ابوتراب فرمایا۔

عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ میں اور علی ابی طالب غزوہ عشیرہ میں ساتھ تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام عشیرہ میں قیام کیا۔تو ہم نے وہاں بنی مدلج کے چند لوگوں کو باغ میں پانی دیتے دیکھا۔ علیؓ نے مجھ سے کہا اے ابوالیقظان (عمار کی کنیت ہے) چلو ان لوگوں کا تماشہ دیکھیں۔ میں نے کہا بہت اچھا چلو پھر ہم اُن لوگوں کے پاس آن کر ان کے کام کو دیکھتے رہے کہ اتنے میں نیند نے ہم پر غلبہ کیا اور ہم وہیں کھجوروں کے سایہ میں زمین پر لیٹ کر سو گئے۔ پھر قسم ہے خدا کی ہم کو کچھ خبر نہ رہی۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خود تشریف لا کر جگایا۔ ہمارے تمام بدن پر مٹی لگ گئی تھی اور حضورؐ علی بن ابی طالب کو اپنے پاؤں

سے ہلا کر فرما رہے تھے اے ابوتراب کھڑے ہو کیونکہ ان کے تمام بدن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو وہ دو شخص بتلاؤں جو کل مخلوق میں سب سے زیادہ بدبخت ہیں۔ ہم نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے وہ دونوں شخص کون ہیں۔ فرمایا ایک تو وہ شخص بدبخت ہے جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا تھا اور ایک وہ شخص بدبخت ہوگا جو اے علی تمہاری اس جگہ ضرب لگائے گا اور پھر آپ نے اپنا ہاتھ حضرت علی کے سر پر رکھا اور پھر ان کی داڑھی پکڑ کر فرمایا کہ یہ (خون سے) تر ہو جائے گی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مجھ سے بعض اہل علم نے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ جب اپنی بی بی حضرت فاطمہ سے ناراض ہوتے تھے تو غصہ میں ان سے بات نہ کرتے۔ مگر یہ کرتے تھے کہ قدرے مٹی لے کر اپنے سر پر ڈال لیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اُن کے سر پر مٹی دیکھتے تو جان لیتے کہ آج یہ فاطمہ سے خفا ہیں پھر فرماتے کہ اے ابوتراب کیا ہوا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کونسا واقعہ صحیح ہے اور ممکن ہے کہ دونوں صحیح ہیں۔

سریہ سعد بن ابی وقاص

اسی درمیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کو مہاجرین میں آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ چنانچہ یہ لوگ مقام خراء میں جو حجاز سے متعلق ہے پہنچے۔ کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ اور مدینہ واپس چلے آئے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں سعد کی روانگی حضرت حمزہؓ کی روانگی کے بعد ہوئی تھی۔

غزوہ سفوان یا بدر اولیٰ

اور یہی بدر اولیٰ کا غزوہ ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ غزوہ عشیرہ سے واپس ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند راتیں مدینہ میں رہے جن کی تعداد دس سے بھی کم تھی۔ یہاں تک کہ کرز بن جابر فہری نے نواح مدینہ میں لوٹ مار کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں مدینہ سے باہر نکلے اور مدینہ میں زید بن حارثہ کو نائب مقرر کیا۔

حضور علیہ السلام مدینہ سے چل کر ایک وادی میں پہنچے جس کو صفوان کہتے ہیں۔ اور یہ بدر کے ایک کنارہ پر ہے مگر کرز بن جابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لے آئے آپ نے جمادی الآخر اور رجب شعبان مدینہ میں گزارے۔

سریہ عبداللہ بن جحش

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینہ میں عبداللہ بن جحش بن رئاب الاسدی کو مع آٹھ مہاجرین

کے روانہ فرمایا ان میں انصار کا کوئی شخص نہ تھا۔ اور ایک کاغذ لکھ کر ان کو عنایت کیا اور فرمایا دو منزل راہ طے کر کے اس کاغذ کو دیکھنا۔ چنانچہ عبداللہ بن جحش نے ایسا ہی کیا۔ عبداللہ بن جحش کے ساتھی مہاجرین میں سے یہ لوگ تھے۔ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس اور ان کے حلفاء میں سے عبداللہ بن جحش جو سردار تھے۔ اور عکاشہ بن محصن بن حرثان اسدی اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے عتبہ بن غزوان بن جابر ان کے حلیف اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے سعد بن ابی وقاص۔ اور بنی عدی بن کعب میں سے عامر بن ربیعہ ان کے حلیف جو عشر بن وائل کے قبیلہ سے تھے اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرید بن ثعلبہ بن یربوع بنی تمیم میں سے ان کے حلیف اور خالد بن بکیر بنی سعد بن لیث میں سے ان کے حلیف اور بنی حارث بن فہر میں سے سہیل بن بیضا۔ جب عبداللہ دو دن راہ طے کر چلے تب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاغذ کو کھول کر دیکھا اس میں لکھا تھا کہ جب تم میرا یہ کاغذ دیکھو تو سیدھے مقام نخلہ میں جو طائف اور مکہ کے درمیان ہے جا پہنچنا اور وہاں قریش کی سرگرمیوں اور مسلمانوں کے خلاف ان کی کارروائی کی دیکھ بھال کرنا اور ہم کو اس کی خبر دینا۔ جب عبداللہ بن جحش نے یہ حکم دیکھا کہا میں ہر طرح حکم کا مطیع ہوں۔ پھر اپنے ساتھیوں سے اس کو بیان کیا اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم فرمایا ہے کہ تم ساتھیوں پر زبردستی نہ کرنا۔ پس جو تم میں سے شہادت کی آرزو رکھتا ہے وہ میرے ساتھ چلے اور جو واپس جانا پسند کرے وہ چلا جائے مگر ان کے ساتھیوں میں سے کوئی واپس نہ پھرا اور سب حجاز کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب یہ مقام بحران میں پہنچے تو سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا اونٹ گم ہو گیا یہ دونوں ایک ہی اونٹ پر سوار تھے اس کی تلاش میں یہ پیچھے رہ گئے اور عبداللہ بن جحش باقی ساتھیوں کے ساتھ مقام نخلہ میں پہنچ گئے۔ وہاں قریش کے سوداگروں کا قافلہ ان کے پاس سے گزرا جس میں کشمش، منقیٰ اور چمڑا وغیرہ مال تجارت کثرت کے ساتھ تھا اور عمرو بن حضرمی اس قافلہ میں تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد تھا اور یہ صدف کی اولاد سے تھا اور صدف کا نام عمرو بن مالک ہے اور یہ سکون بن مغیرہ بن اشرس بن کندہ کی اولاد سے تھا اس واسطے اس کو کندی بھی کہتے ہیں۔

عثمان بن عبداللہ بن مغیرہ اور اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ مخزومی اور حکم بن کیسان ہشام بن مغیرہ کا غلام یہ سب لوگ اس قافلہ میں تھے جب ان کفاروں نے مسلمانوں کو دیکھا تو خوفزدہ ہوئے عکاشہ بن محصن نے سر منڈا رکھا تھا یہ کفار کے سامنے ایک ٹیلہ پر چڑھے۔ کفار ان کو دیکھ کر مطمئن ہوئے اور کہنے لگے کچھ ڈر کی بات نہیں ہے۔

یہ لوگ عمرہ کرنے جا رہے ہیں پھر مسلمانوں نے باہم مشورہ کیا کہ آج رجب کا آخری روز ہے اگر تم اس

سے لڑتے ہو اور ان کو قتل کرتے ہو تو یہ مہینہ حرام ہے اور اگر آج انتظار کرتے ہو تو راتوں رات یہ حدود حرم میں داخل ہو کر پھر تمہارے ہاتھ نہ آئیں گے آخر انہوں نے اپنے دل قوی کئے اور جنگ ہی پر سب کا اتفاق ہوا اور واقد بن عبداللہ تیمی نے ایک تیر ا ابن حضرمی کے ایسا مارا جس سے وہ فوراً مر گیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کو مسلمانوں نے قید کر لیا اور نوفل بن عبداللہ بھاگ گیا۔ ہر چند اس کو تلاش کیا مگر کہیں نہ ملا۔ پھر عبداللہ بن جحش ان دونوں قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔

روایت ہے کہ عبداللہ بن جحش نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ یہ جس قدر مال غنیمت ہمارے ہاتھ لگا ہے اس میں سے پانچواں حصہ ہم حضورؐ کی نذر کریں گے اور یہ واقعہ خمس کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے چنانچہ عبداللہ بن جحش نے حضور کے واسطے خمس نکالا۔

جب عبداللہ بن جحش مدینہ میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ میں نے تم سے یہ کب کہا تھا کہ تم حرام مہینہ میں جنگ کرو اور حضورؐ نے اس خمس کو بھی نہیں دیا اور سب مال اور دونوں قیدیوں کو رہنے دیا۔ عبداللہ اور ان کے ساتھی بہت رنجیدہ تھے اور خیال کرتے تھے کہ ہم ہلاک ہو گئے اور مسلمان بھی اُن کی حرکت کو بُرا کہتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام مہینہ کو بھی حلال کر لیا اور اس میں خون بہایا اور مال لوٹا اور لوگوں کو قید کیا مکہ کے مسلمان ان کو یہ جواب دیتے تھے کہ وہ دن شعبان کا تھا رجب کا نہیں تھا۔ پس جب لوگوں نے اس واقعہ میں بہت قیل وقال کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ **يَسْـئَـلُـوْنَكَ عَنِ الشَّهْـرِ الْـحَـرَامِ قِتَـالٍ فِيْـهِ قُـلْ قِتَـالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْـحَـرَامِ وَ اِخْـرَاجُ اَهْـلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰـى يَـرُدُّوْكُـمْ عَـنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا** ۔ اے رسول تجھ سے پوچھتے ہیں کہ حرام مہینہ میں لڑنا کیسا ہے کہہ دو حرام مہینہ میں لڑنا اگرچہ بڑا گناہ ہے۔ مگر خدا کی راہ سے روکنا یعنی لوگوں کو مسلمان نہ ہونے دینا

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو لڑنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ مسلمانوں کے خلاف قریش کی معاندانہ کارروائیوں کی خبر لانے کے لئے ان لوگوں کو بھیجا گیا تھا۔ تا کہ مسلمان ان سے باخبر رہیں مگر صحابہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف جنگ کی۔ جس کی ذمہ داری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہرگز نہیں آتی سارے واقعہ کو نہایت صحیح اور تسلی بخش طور پر سمجھنے کے لئے ملاحظہ فرماویں سیرۃ خاتم النبیین جلد دوم صفحہ 103 تا 108۔ (محمد اسماعیل)

اور مسجد حرام میں نہ جانے اور مسلمانوں کو اس میں سے نکال دینا خدا کے نزدیک اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ برپا کرنا قتل سے بھی زیادہ ذلیل حرکت ہے۔ اور اے مسلمانوں یہ مشرکین تم سے ہمیشہ لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر مقدور پاویں گے تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں گے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تب مسلمانوں کی بے چینی رفع ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس بھی قبول فرمایا اور قیدیوں کو اپنے قبضہ میں کیا قریش نے عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان کے چھڑانے کے واسطے حضورؐ کے پاس فدیہ بھیجا۔ حضور نے فرمایا ابھی میں ان کو نہیں چھوڑتا جب تک کہ سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان واپس نہ آ جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جائیں اور تم ان کو قتل کر دو اگر تم ایسا کرو گے تو میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا چنانچہ جب سعد اور عتبہ اپنا اونٹ لے کر آ گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان اور حکم کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ حکم بن کیسان تو مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ اور حضورؐ ہی کے پاس مدینہ میں رہے یہاں تک کہ بیر معونہ کی جنگ میں شہید ہوئے اور عثمان بن عبداللہ مکہ میں چلا آیا اور کفر ہی کی حالت میں مر گیا۔

جب عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کو آیۃ وَ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ کے نازل ہونے سے اطمینان ہوا تب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اس ہمارے غزوہ کا ہم کو ثواب بھی ملے گا یا نہیں جو مجاہدین کو ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور راہِ خدا میں جہاد کیا۔ وہ خدا کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور خدا بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن جحش کی رائے کے موافق مالِ غنیمت کا فیصلہ فرمایا یعنی کل مال کے پانچ حصے کر کے چار حصے ان مجاہدین کے مقرر کئے جنہوں نے وہ مال حاصل کیا ہے اور پانچواں حصہ خدا اور رسولؐ کا مقرر کیا۔

یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں کے ہاتھ آئی اور عمرو بن حضرمی پہلا شخص تھا جو مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کیسان پہلے قیدی تھے جو مسلمانوں نے گرفتار کئے۔

تحویل قبلہ کا حکم

بعض لوگوں کا قول ہے بیت المقدس کی طرف قبلہ ماہ شعبان میں حضورؐ کے مدینہ میں تشریف لانے کے

اٹھارہ مہینہ بعد مقرر ہوا۔

غزوۂ بدر

قریش کا قافلۂ تجارت

یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار ہوئی کہ ابوسفیان ملک شام سے قریش کا بہت بڑا قافلہ لے کر آتا ہے جس میں قریش کا بہت کثیر مال تجارت ہے اور تیس یا چالیس قریش کے آدمی ہیں۔ جن میں مخرمہ بن نوفل بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور عمرو بن وائل بن ہشام بھی ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں بعض لوگ عمرو بن عاص بن وائل بن ہاشم کہتے ہیں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے شام سے آنے کی خبر سنی مسلمانوں سے فرمایا کہ یہ قریش کا قافلہ ملک شام سے بہت سے مال کے ساتھ آتا ہے تم اس سے جنگ کے واسطے چلو شاید کہ خدا ان کا مال تم کو دلوا دے بعض لوگ تو بخوشی راضی ہوئے اور بعض لوگ متفکر ہوئے کیونکہ اُن کو یہ خیال تھا کہ حضورؐ جنگ نہ کریں گے اور ابوسفیان جب مدینہ کے قریب پہنچا تو ہر ایک آتے جاتے سے حضورؐ کا حال دریافت کرتا تھا کیونکہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فکر لگا ہوا تھا۔ چنانچہ ایک شخص سے اس کو خبر پہنچی کہ حضورؐ نے اس قافلے پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ پس اُسی وقت اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو کچھ اُجرت دے کر مکہ روانہ کیا تا کہ وہ قریش کو بہت جلد اس قافلہ کی حفاظت اور حمایت کے واسطے نکلنے کے لئے آمادہ کرے چنانچہ ضمضم بن عمرو نہایت سرعت کے ساتھ مکہ روانہ ہوا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا عجیب خواب

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ میں پہنچنے سے تین رات پہلے ایک خواب دیکھا جس سے وہ گھبرا گئی اور نہایت خوفزدہ ہوئی اور اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلا کر کہا اے بھائی میں نے آج رات کو نہایت پریشان خواب دیکھا ہے اور مجھ کو خوف ہے کہ تمہاری قوم کو ضرور کچھ مصیبت پہنچنے والی ہے۔ پس اُس کو میں تم سے بیان کرتی ہوں تم کسی سے نہ کہنا۔ عباس نے کہا بیان کر عاتکہ نے کہا میں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور ابطح کے میدان میں کھڑا ہوا اُس نے چیخ کر آواز دی کہ اے فتنہ پرداز اپنی قتل گاہوں کی طرف تین دن کے اندر اندر چلے جاؤ۔ عاتکہ کہتی ہے پھر میں نے دیکھا کہ لوگ اس شخص کے پاس جمع ہوئے اور وہ مسجدِ حرام میں آیا اور وہی آواز اُس نے دی پھر وہاں کوہِ ابوقیس آیا اور وہی آواز دی پھر اُس نے ایک پتھر اُس پہاڑ میں سے نیچے لُڑکا دیا اور وہ پتھر پہاڑ کے نیچے

لڑکتا ہوا چلا آیا نیچے پہنچتے ہی وہ پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا باقی نہ رہا جس میں اس پتھر کا ایک ٹکڑا نہ گیا ہو اس کی وجہ سے مکہ کے ہر گھر میں ماتم برپا ہوگیا۔

عباس کہتے ہیں میں نے عاتکہ سے کہا کہ تیرا خواب بڑا اہم ہے اور ساتھ ہی بڑا المناک بھی۔ اس کا ذکر کسی سے نہ کیجیئو۔ اس کے بعد عباس عاتکہ کے گھر سے نکل کر ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے ملے اور اس خواب کا ذکر کیا کیونکہ ولید ان کا دوست تھا اور ان کو منع کر دیا کہ کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا مگر ولید نے اپنے باپ عتبہ سے ذکر کیا۔ عتبہ نے اور لوگوں سے ذکر کیا۔

اس خواب کی تمام مکہ میں شہرت

یہاں تک کہ تمام مکہ میں اس خواب کا چرچا پھیل گیا اور جہاں دو آدمی بیٹھتے تھے اسی کا ذکر کرتے تھے۔ عباس کہتے ہیں اس کے دوسرے روز صبح کو جو میں خانہ کعبہ میں طواف کے واسطے گیا ابوجہل قریش کے چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا مجھ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ ابوالفضل طواف سے فارغ ہو کر ذرا ہمارے پاس ہوتے جانا۔ حضرت عباس کہتے ہیں میں طواف سے فارغ ہو کر اُس کے پاس گیا تو ابوجہل نے مجھ سے کہا اے بنی عبدالمطلب یہ بنیا دتم میں کب سے قائم ہوئی؟ میں نے کہا کیا؟ اس نے کہا تمہارے مردوں نے تو نبوت کا دعویٰ کیا ہی تھا اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔ یہ عاتکہ نے کیا خواب دیکھا ہے۔ عباس فرماتے ہیں میں نے کہا کیا خواب دیکھا مجھ سے بیان کر، ابوجہل نے کہا وہ کہتی ہے میں نے ایک شخص کو اونٹ پر آتے دیکھا اور اُس نے یہ آواز دی اور پھر ایک پتھر پہاڑ پر سے لڑکایا۔ غرضیکہ سارا خواب بیان کیا۔ پھر کہنے لگا کہ ہم تین روز تک انتظار کرتے ہیں۔ اگر یہ واقعہ ظہور میں آیا تب تو ٹھیک ہے ورنہ ہم ایک تحریر لکھ کر کعبہ میں لٹکا دیں گے کہ تم لوگ تمام عرب میں سب سے زیادہ جھوٹے ہو۔ عباس کہتے ہیں میں نے اس وقت اس کے سامنے انکار کیا کہ عاتکہ نے کوئی خواب دیکھا۔ پھر ہم سب لوگ اس مجلس سے اُٹھ گئے اور شام کو جب میں گھر گیا تو بنی عبدالمطلب کی تمام عورتیں میرے پاس آئیں۔ اور مجھ سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم نے اس نالائق ابوجہل کو کچھ جواب نہ دیا۔ تمہارے مردوں کو تو بُرا کہتا ہی تھا۔ اب عورتوں کو بھی بُرا کہتا ہے اور ان کی ہجو کرتا ہے مگر تم نے سنا اور اس کی بیہودہ گوئی کا کوئی جواب اس کو نہ دیا تمہاری غیرت کہاں چلی گئی تھی۔ عباس کہتے ہیں میں نے کہا واقعی میں اُس وقت خاموش ہوگیا مگر اب وہ کہاں جا سکتا ہے ذرا بھی مجھ سے بولا۔ میں اُس کو ایسا ٹھیک بنا دوں گا کہ پھر وہ کبھی زبان درازی نہ کر سکے گا۔ عباس کہتے ہیں پس میں تیسرے دن صبح ہی گیا اور میں نہایت غصہ میں بھرا ہوا تھا میں چاہتا تھا کہ ابوجہل پھر مجھ

سے کوئی بات کہے تو میں اس کو جواب دوں اور ابوجہل ایک دُبلا پتلا تیز زبان اور تیز نظر شخص تھا۔ جس وقت میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے اس کو بیٹھا ہوا دیکھا میں اس کی طرف چلا تا کہ یہ مجھ سے پھر اُسی واقعہ کے متعلق کچھ کہے مگر میرے مسجد میں داخل ہوتے ہی دروازہ کی طرف بھاگا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اس ملعون کو کیا ہوا جو یکا یک ایسا بھاگا چلا جا رہا ہے کیا میرے بُرا بھلا کہنے کے خوف سے بھاگا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ اُس نے وہ آواز سن لی تھی جو میں نے نہیں سنی یعنی اُسی وقت ضمضم بن عمرو غفاری ابوسفیان کا فرستادہ آیا تھا اس نے غُل مچایا اور اپنے اونٹ کا کجاوا اُلٹا کر کے اور کُرتا پھاڑ کے کہہ رہا تھا کہ اے گروہِ قریش فریاد! فریاد! تمہارے مال ابوسفیان کے ساتھ ہیں اور محمدؐ نے اُن کے لوٹنے کا ارادہ کیا ہے تم جلد ابوسفیان کی مدد کو پہنچو۔ عباس کہتے ہیں پھر اس کے جھگڑے میں ابوجہل سے میں کچھ کہنے نہ پایا اور معاملہ بیچ میں رہ گیا۔

قریش کی جنگ کے لئے تیاری

لوگ نہایت جلدی کے ساتھ جانے کی تیاری کرنے لگے یہاں تک کہ اشراف قریش میں سے کوئی بھی مکہ میں باقی نہ رہا سوا ایک ابولہب کے کہ اُس نے اپنی طرف سے عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیج دیا اور عاص کے ذمہ جو چار ہزار درم اس کے چاہئیں تھے وہ اس جانے کے معاوضہ میں اس کو معاف کر دیئے۔ پس عاص چلا گیا اور ابولہب مکہ میں رہ گیا۔

قریش یہ کہتے تھے کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اصحاب نے اس قافلہ کو بھی ایسا سمجھا ہے جیسے ابن حضرمی کا قافلہ تھا قسم ہے خدا کی اس قافلہ کو لوٹنے کی حقیقت اس کو معلوم ہو جائے گی۔

غرضیکہ اس جنگ کے واسطے تمام قریش چل کھڑے ہوئے اور جو خود نہیں گیا اس نے اپنے بدلہ دوسرے کو بھیجا اور امیہ بن خلف ایک جسیم اور لحیم اور شحیم آدمی تھا۔ اس کا جانے کا ارادہ نہیں تھا۔ اور یہ مسجد حرام میں بیٹھا ہوا ایک انگیٹھی میں خوشبو جلا رہا تھا اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے ابوعلی (اُمیہ کی کنیت ہے) تو خوشبو روشن کئے جا تُو تو عورتوں میں سے ہے تجھ کو جنگ میں جانے سے کیا کام۔ اُمیہ نے کہا خدا تجھ کو خراب کرے کیا بیہودہ بکتا ہے اور پھر اُمیہ بھی اپنی قوم کو لے کر سب کے ساتھ روانہ ہوا۔

غزوہ بدر کے وقت بنی کنانہ اور قریش کی کشمکش

جب قریش اپنے ساز وسامان سے درست اور تیار ہو گئے اور چلنے کا ارادہ کیا تب ان کو یہ خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بنی کنانہ جو ہمارے دشمن ہیں پیچھے سے ہم پر آ پڑیں اور ہم نہ ادھر کے رہیں نہ ادھر کے رہیں اور بنی کنانہ کی قریش سے عداوت کا یہ باعث تھا کہ قریش میں سے ایک لڑکا ابن حفص اخیف نام

نہایت خوبصورت تھا۔اس کی زلفیں لٹکی ہوئی تھیں اور بہت عمدہ کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ یہ لڑکا اپنا کوئی جانور جوگم ہو گیا تھا ڈھونڈھتا ڈھونڈھتا مقام صجنان میں چلا گیا۔ وہاں بنی کنانہ میں سے ایک شخص عامر بن یزید بن عامر بن ملوح اس لڑکے کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور اُس لڑکے سے پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔لڑکے نے کہا میں ابن حفصص بن اخیف ہوں اور قریش میں سے ہوں اس پر عامر بن زید نے اپنے لوگوں سے کہا کہ اے بنی بکرتم کو قریش سے اپنے کسی خون کی بابت قصاص لینا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی ہمارا ایک خون قریش کے ذمہ ہے۔ عامر نے کہا پس اس لڑکے کو قتل کر کے اپنا بدلہ لے لو چنانچہ بنی بکر میں سے ایک شخص نے اس لڑکے کو قتل کر دیا۔قریش نے اس کی بابت اس سے احتجاج کیا تو عامر نے کہا اے قریش ہمارے تمہاری طرف سے بہت سے خون چاہئیے ہیں یا تو تم وہ سب خون ہمارے ادا کردو اور ہم تمہارے خون ادا کر دیں یا جو ہوا سو ہوا اس کو جانے دو۔قریش نے کہا واقعی یہ شخص سچ کہتا ہے پس اس لڑکے کے خون کی بابت قریش نے کچھ جھگڑا نہ کیا اور خاموش ہو گئے۔اس کے بعد ایک روز اس مقتول لڑکے کا بھائی مکرز بن حفص بن اخیف مقام مرالظہر ان میں جا رہا تھا کہ یکا یک اس کی نظر عامر بن یزید پر پڑی جو اُونٹ پر سوار چلا جاتا تھا مکرز نے دوڑ کر اس کے اونٹ کو پکڑ کر بٹھالیا اور عامر کو قتل کر دیا پھر رات کو مکہ میں آن کر اس کے سر کو کعبہ کے پردہ میں لٹکا دیا صبح کو جو قریش کعبہ میں آئے اور عامر کے سر کو لٹکا دیکھا تو پہنچانا کہ یہ عامر بن یزید ہے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مکرز بن حفص نے اس کو قتل کر دیا ہے۔قریش اور بنی کنانہ میں اس کے متعلق جنگ ہونے کو تھی کہ اسلام کے ظہور نے اس کو روک دیا اور سب اسلام کی طرف متوجہ ہو گئے۔ چنانچہ اس وقت قریش کو وہی اندیشہ لاحق ہوا کہ ہم ادھر جاتے ہیں۔کہیں بنی کنانہ ہمارے پیچھے شہر پر حملہ نہ کریں یہ اسی تردد میں تھے کہ ابلیس سراقہ بن مالک بن جشم کی صورت بن کر جو اشراف بنی کنانہ میں سے تھا قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا ''میں ذمہ دار ہوں کہ بنی کنانہ شہر پر حملہ نہ کریں گے''۔ قریش یہ بات سن کر خوش ہوئے اور بے فکری کے ساتھ انہوں نے کوچ کیا۔

حضورؐ کی مدینہ سے روانگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے معہ اپنے اصحاب کے آٹھویں رمضان کو کوچ فرمایا اور جس دن حضورؐ نے کوچ کیا ہے وہ پیر کا روز تھا۔ مدینہ میں آپ نے عمرو بن ام مکتوم کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا۔بعض کہتے ہیں ان کا نام عبداللہ بن ام مکتوم ہے اور یہ بنی عامر بن لوئی میں سے تھے۔ پھر آپ نے مقام روحا سے ابو لبابہ کو مدینہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کا نشان جس کا رنگ سفید تھا مصعب بن عمیر کو عنایت کیا۔ خاص حضور کے ساتھ آپ کے آگے دو نشان سیاہ رنگ کے تھے جن میں سے ایک حضرت علی بن ابی طالب کے پاس تھا جس کا نام عقاب تھا اور دوسرا کسی انصاری کے پاس تھا۔

لشکرِ اسلام کی بے سروسامانی

اس وقت حضورؐ کے لشکر میں کل ستر 70 اونٹ تھے جن پر لوگ باری باری سے سوار ہوتے تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور مرثد بن ابی مرثد غنوی ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور حضرت حمزہ اور زید بن حارثہ اور ابو کبشہ اور انسہ حضورؐ کے آزاد غلام ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے اور ابوبکر اور عمر اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ لشکر کے پچھلے حصہ پر حضورؐ نے قیس پر ابی صعصعہ کو مقرر کیا تھا یہ بنی مازن بن بخار میں سے ایک شخص تھے اور انصار کا نشان سعد بن معاذ کے پاس تھا۔

حضورؐ کی منازل سفر

ابن اسحاق کہتے ہیں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ سے چل کر عقیق پہنچے پھر وہاں سے ذی الحلیفہ پھر ذات الجیش پھر تربان پھر ملل پھر غمیس الحمام پھر یمام کی پتھریلی زمین سے گزر کر مقام سیالہ میں پہنچے پھر یہاں سے فج روحا میں آئے پھر شنوکہ کے سیدھے راستہ سے مقام عرق الظبیہ میں پہنچے۔ یہاں ایک دہقانی شخص سے انہوں نے قافلہ کا حال پوچھا اس کو کچھ معلوم نہ تھا لوگوں نے اس دہقان سے کہا کہ حضرت رسولِ خدا کو سلام کر۔ اس نے کہا کیا تم لوگوں میں رسولِ خدا ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ہیں۔ پھر اس دہقان نے حضور کو سلام کیا۔ پھر کہنے لگا اگر تم رسولِ خدا ہو تو بتاؤ کہ میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے۔ سلمہ بن سلامہ نے اس دہقان سے کہا کہ حضورؐ سے تُو یہ کیا سوال کرتا ہے آ میرے پاس آ میں تجھ کو بتاؤں تو اس پر چڑھا ہے اور تجھ سے اس کو حمل رہ گیا ہے اور حمل میں بکری کا بچہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سلمہ خاموش اس شخص کے ساتھ کیا فحش گفتگو کرتا ہے اور پھر حضورؐ نے سلمہ کی طرف منہ موڑ لیا۔ اور آپ مقام سجسج میں اترے جس کا دوسرا نام بڑ روحا ہے پھر یہاں سے کوچ کیا اور مکہ کا راستہ بائیں طرف چھوڑ کر دائیں طرف مقام بدر میں جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ نازیہ سے گزر کر وادی دہقان کو جو نازیہ اور مضیق صفرا کے قریب ہے پہنچے تب آپ نے لیس بن عمرو جہنی کو جو بنی ساعدہ کا حلیف تھا اور عدی بن زعباء جہنی کو جو نجار کا حلیف تھا بدر کی طرف خبر کی تلاش میں بھیجا تا کہ ابوسفیان وغیرہ کا حال معلوم کر کے آئیں اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان کے پیچھے روانہ ہوئے۔ پس جب آپ صفرا

کے پاس پہنچے جو دو پہاڑوں کے درمیان میں ایک گاؤں ہے آپ نے دریافت کیا کہ ان دونوں پہاڑوں کے کیا نام ہیں۔عرض کیا گیا ایک پہاڑ کا نام جو اس طرف ہے مسلح ہے اور دوسرے کا جو پَر لی طرف ہے مخرئ ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا یہاں لوگ کہتے ہیں عرض کیا گیا کہ بنی غفار کے دو قبیلے رہتے ہیں جن میں سے ایک کا نام بنونار اور دوسرے کا نام بنوحراق ہے۔حضورؐ نے یہ مکروہ نام سن کر ان کے درمیان سے گزرنا پسند نہ کیا اور اس راستہ کو چھوڑ کر اس کے دائیں طرف سے وادی وفران کو عبور کر کے آپ اتر پڑے۔

جنگ کے لئے صحابہ سے مشورہ اور ان کا جواب

آپ کو قریش کے آنے کی خبر ہوئی اس وقت آپ نے اصحاب سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔پس ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے اور انہوں نے بہت اچھی تقریر کی پھر عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی بہت عمدہ تقریر کی پھر مقداد بن عمرو نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ جس طرف خدا آپ کو راستہ دکھائے اسی طرف چلیے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔قسم ہے خدا کی ہم یہ نہ کہیں گے کہ جاؤ تم اور تمہارا خدا لڑو۔ہم تو یہیں بیٹھے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کے اصحاب نے کہہ دیا تھا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں اور آپ چل کر کافروں کو قتل کریں اور ہم بھی آپ کے ساتھ کافروں کو قتل کریں گے۔قسم ہے خدا کی اگر آپ برک غماد[1] کی طرف جاویں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہوں گے ہم ہرگز آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد کے حق میں کلمہ خیر فرمایا اور دعائے برکت کی پھر حضورؐ نے سب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! جو جس کی رائے ہو وہ بیان کرو اور اس سے آپ کا منشاء انصار کی رائے لینا تھا کیونکہ انہوں نے عقبہ کی بیعت میں کہا تھا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کی حفاظت اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ ہمارے پاس نہ پہنچیں جس وقت آپ ہمارے پاس پہنچ گئے پھر آپ ہماری ذمہ داری میں ہیں۔ہم آپ کی مثل اپنی اولاد اور عورتوں کے حفاظت کریں گے پس انصار کی اس وقت کی اس گفتگو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اندیشہ تھا کہ انصار شاید میری اس قدر مدد پر کفایت کریں کہ جو دشمن میرے اوپر مدینہ میں چڑھ کر آئے اس سے مجھ کو بچائیں اور جب میں اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے نکلوں تو یہ اس میں شریک ہوں پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت مشورہ کی بابت فرمایا تو سعد بن عبادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ شاید

---

[1] برک غماد یمن میں ایک مقام کا نام ہے۔(اسماعیل)

آپ ہم سے فرماتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ سعد نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور گواہی دی ہے کہ جو کتاب آپ خدا کے پاس سے لائے ہیں وہ حق ہے اور ہم نے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا عہد کیا ہے یا رسول اللہ جس طرف مرضی مبارک ہو تشریف لے چلئے۔ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا ہے اگر آپ ہم کو سمندر میں گرنے کا حکم دیں گے تو ہم ضرور اس میں آپؐ کے ساتھ گر پڑیں گے ہم سے ایک شخص بھی باقی نہ رہے گا اور ہم اس بات سے بہت خوش ہیں کہ حضورؐ ہم کو لے کر اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔ ہم لوگ حرب میں صبر کرنے والے اور مقابلہ میں سچے ہیں امید ہے ہماری کارگزاری خدا تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی دکھائے گا جس سے حضور کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے گی۔ پس خدا کی برکت کے ساتھ حضور تشریف لے چلیں۔ سعد بن معاذ کی یہ گفتگو سن کر حضور بہت خوش ہوئے پھر فرمایا چلو اور خوش ہو جاؤ کہ خدا نے مجھ سے اِن دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے یعنی ایک وہ گروہ جو ابوسفیان کے ساتھ شام سے آیا اور ایک وہ طائفہ جو ابوجہل کے ساتھ مکہ سے ان کی حمایت کو آیا اور حضور نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں ان لوگوں کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔ پھر ذفران سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو کر چند ٹیلوں پر سے گزرے جن کو اصافر کہتے ہیں اور حنان کو جو ایک زبردست ٹیلہ ہے دائیں طرف چھوڑ دیا اور اس کے بعد بدر کے قریب جا کر نزول اجلال فرمایا۔

ایک بوڑھے سے گفتگو

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک شخص آپ کے ساتھ سوار ہو کر چلے اور ایک بوڑھے شخص سے دریافت کیا کہ قریش کہاں ہیں اور محمدؐ ان کے اصحاب کہاں ہیں۔ اس شخص نے کہا میں نہ بتلاؤں گا جب تک کہ تم دونوں شخص یہ نہ بتلاؤ گے کہ تم کون ہو۔ حضورؐ نے فرمایا جب تو ہمارے سوال کا جواب دے گا تو ہم بھی تجھ کو بتلا دیں گے۔ اس نے کہا یہی بات ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ایک شخص نے خبر دی ہے کہ محمدؐ اور ان کے اصحاب فلاں روز مدینہ سے روانہ ہوئے ہیں اگر وہ میرا خبر دینے والا سچا تھا تو محمد آج اس مقام میں ہونگے جس مقام میں کہ حضورؐ تھے اسی کو اُس نے بتلایا اور ایک مخبر نے مجھ کو خبر دی ہے کہ قریش فلاں روز مکہ سے روانہ ہوئے اگر اس نے سچی خبر دی ہے تو قریش آج فلاں مقام میں ہوں گے اسی جگہ کا نام لیا جہاں اُس وقت قریش تھے۔ پھر اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اب تم بتلاؤ تم دونوں شخص کہاں کے ہو۔ حضورؐ نے فرمایا ہم پانی سے ہیں وہ بوڑھا ان سے رخصت ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کون سے پانی

سے کیا عراق کے پانی سے۔[1] ابن اسحاق کہتے ہیں یہ بوڑھا سفیان ضمری تھا۔

دو غلاموں کی گرفتاری

پھر حضورؐ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے آئے اور شام کو حضرت علی اور زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ خبر معلوم کرنے واسطے بدر کے چشمے کی طرف روانہ کیا یہ لوگ وہاں سے دو غلاموں کو پکڑ لائے جن میں سے ایک کا نام اسلم تھا اور یہ بنی حجاج کا غلام تھا اور دوسرا عریض ابو یسار بنی عاص کا غلام تھا ان دونوں کو حضورؐ کی خدمت میں لا کر ان سے دریافت کیا اور حضورؐ اس وقت نماز میں مشغول تھے اِن غلاموں نے کہا کہ ہم قریش کے غلام ہیں یہاں پانی لینے آئے تھے صحابہ کو ان دونوں کی بات کا یقین نہ آیا اور ان کو خوب مارا۔ کیونکہ صحابہ کو یہ خیال تھا کہ یہ ابوسفیان کے غلام ہیں۔ جب وہ تنگ ہوئے تو انہوں نے کہہ دیا کہ ہاں ہم ابوسفیان کے غلام ہیں اس پر صحابہ نے ان کو چھوڑ دیا اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز سے فارغ ہوئے اور صحابہ سے فرمایا کہ جب ان غلاموں نے سچ بات کہی تم نے ان کو مارا اور جب جھوٹ کہا تو تم نے ان کو چھوڑ دیا۔ یہ کیا عقلمندی ہے۔ قسم ہے خدا کی یہ قریش کے غلام ہیں۔ پھر ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بتلاؤ قریش کے ساتھ کس قدر آدمی ہوں گے۔ انہوں نے کہا یہ تو ہم کو خبر نہیں۔ فرمایا روز کس قدر اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ غلاموں نے کہا کسی دن نو کسی دن دس اونٹ ذبح کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معلوم ہوا نو سو یا ہزار کے انداز میں ہیں۔ پھر حضورؐ نے فرمایا قریش نے کس جگہ مقام کیا ہے۔ غلاموں نے کہا یہ جو ٹیلہ آپ پرلی طرف دیکھتے ہیں اس کے پشت میں۔ اس ٹیلے کا نام عقلقل ہے۔

سرداران قریش کے نام جو جنگ میں شامل ہوئے

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اشراف قریش میں سے کون کون لوگ آئے ہیں۔ ان غلاموں نے کہا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوالبختری بن ہشام اور حکیم بن حزام اور نوفل بن خویلد اور حارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل اور نضر بن حارث اور زمعہ بن اسود اور ابوجہل بن ہشام اور اُمیہ بن خلف اور نبیہ اور منبہ بن حجاج کے دونوں بیٹے اور سہیل بن عمرو اور عمر بن عبدود وغیرہم ہیں۔ یہ سن

---

[1] بوڑھے کا سوال تھا مِمَّنْ اَنْتُمَا ۔ (تم کس سے ہو؟) حضور علیہ السلام نے اسی کے سوال کے مطابق جواب کُنَّا مِنْ مَاءٍ ۔ (ہم پانی سے ہیں۔) یعنی ہماری پیدائش پانی سے ہے جیسے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَيٍّ ۔ (محمد اسماعیل)

کر حضورؐ نے اپنے اصحاب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ مکہ نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہارے آگے نکال کر ڈال دیئے ہیں۔

ابوسفیان کا مسلمانوں کی زد سے بچ کر نکل جانا

انصار میں سے لبیس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء بدر کے چشمے پر پانی بھرنے گئے اور کنوئیں کے قریب ایک ٹیلہ کے پاس انہوں نے اپنے اونٹ بٹھا کر مشکیں لیں اور کنوئیں پر پانی بھرنے آئے اور مجدی عمرو جہنی چشمے کے اوپر کھڑا تھا اور دو عورتیں اور وہاں پانی بھر رہی تھیں پس عدی اور لبیس نے سنا کہ اُن میں سے ایک عورت نے دوسری سے کہا کہ کل پرسوں قافلہ آوے گا اس کی مزدوری کر کے تیرا جو قرضہ مجھ کو دینا ہے دے دوں گی۔ مجدی نے اس عورت سے کہا تو سچ کہتی ہے عدی اور لبیس نے بھی یہ باتیں سنیں اور اسی وقت آن کر حضورؐ کو خبر کی اور سفیان بن حرب بھی اسی وقت اِن دونوں کے چشمے پر آنے کے بعد وہاں اپنے قافلہ کو لے کر آیا مگر قافلہ کو اُس نے تھوڑے فاصلہ پر ٹھہرا دیا اور خود چشمے کے پاس خبر لینے آیا۔ اور مجدی بن عمرو سے پوچھا کہ تجھ کو کچھ خبر معلوم ہوئی۔ اُس نے کہا میں نے دو شتر سواروں کو دیکھا کہ اسی وقت آئے تھے اور اس ٹیلہ کے پاس اونٹوں کو ٹھہرا کر یہاں سے پانی بھر کر لے گئے ہیں۔ ابوسفیان اُس ٹیلہ کے پاس گیا اور وہاں اونٹوں کی مینگیاں کُرید کر دیکھیں۔ ان میں سے کھجور کی گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو یثرب کا چارہ ہے ضرور یہ شُتر سوار یثرب ہی کے تھے۔ اور اسی وقت ابوسفیان قافلہ لے کر ساحل کی طرف روانہ ہو گیا اور بدر کو بائیں ہاتھ پر چھوڑ دیا اور نہایت تیزی سے نکل گیا۔

سردارانِ قریش کی ہلاکت کے متعلق جہیم بن صلت کا خواب

قریش کا لشکر مکہ سے آتے ہوئے مقام جحفہ میں پہنچا تو یہاں جہیم بن صلت بن مطلب بن عبد مناف نے لوگوں سے بیان کیا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار آیا اور ایک اونٹ بھی اس کے ساتھ ہے اور وہ شخص آن کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ عتبہ بن ربیعہ قتل ہوا اور شیبہ بن ربیعہ قتل ہوا اور ابوجہل بن ہشام قتل ہوا اور اُمیہ بن خلف قتل ہوا اور فلاں اور فلاں اشراف قریش میں سے جو لوگ بدر میں قتل ہوئے سب کے نام لئے اور پھر اُس شخص نے اپنے اونٹ کی گردن میں نیزہ مار کر ہمارے لشکر کی طرف چھوڑ دیا پس ہمارے لشکر میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جس کو اُس اونٹ کا خون نہ لگا ہو۔ راوی کہتا ہے جب یہ خواب ابوجہل نے سنا کہنے لگا بنی مطلب میں سے یہ ایک اور نبی پیدا ہوا ہے۔ کل اگر ہم نے جنگ کی تو خوب معلوم ہو جائے گا کہ کون قتل ہوتا ہے۔

ابوسفیان کا قریش کو جنگ سے روکنا مگر ابوجہل کا جنگ پر اصرار

ابن اسحاق کہتے ہیں جب ابوسفیان اپنے قافلہ کو لے کر نکل گیا اور اس کو یقین ہو گیا کہ اب میں غازیانِ اسلام کی دست و بُرد سے بچ گیا ہوں تو اُس نے قریش کو کہلا بھیجا کہ جس قافلہ کی حفاظت اور حمایت کے واسطے تم آئے تھے وہ قافلہ اب دشمن کی زد سے محفوظ ہو گیا ہے۔ پس تم بھی واپس مکے چلے جاؤ اس پر ابوجہل نے کہا ہم ابھی مکہ نہ جائیں گے ہم بدر میں چل کر خوب اونٹ ذبح کریں گے اور تین روز وہاں رہ کر کھانے کھائیں گے اور شرابیں اُڑائیں گے اور ناچ رنگ دیکھیں گے تا کہ ہمارے اس کرّ وفر کے ساتھ آنے کو دیکھ کر تمام عرب ہم سے خوف کھائیں اور جانیں کہ ہاں قریش ایسے ہیں۔ کیونکہ ان دنوں میں بدر کے میدان میں بازار لگتا تھا اور عرب کے ہر ایک شہر کے لوگ یہاں آ کر جمع ہوتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے۔

بنی زہرہ اور بنی عدی کی میدانِ جنگ سے واپسی

ابوجہل کی یہ گفتگو سن کر اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی نے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا مقام جحفہ میں اپنی قوم سے کہا کہ اے بنی زہرہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مال اور تمہارے آدمی یعنی مخرمہ بن نوفل کو جو ابوسفیان کے ساتھ نجات دے دی اب تمہیں کیا ضرورت ہے کہ تم خوامخواہ پریشان ہو جس کام کی خاطر تم آئے تھے وہ کام ہو گیا میرے نزدیک یہی مناسب ہے کہ تم ابوالحکم کے کہنے میں نہ آؤ اور اپنے گھر کو چل دو۔ چنانچہ بنوزہرہ کے تمام لوگ اور بنی عدی بن کعب کے سب لوگ مکہ کو واپس ہو گئے۔ بدر میں ان سے ایک بھی شریک نہ ہوا۔

طالب بن ابی طالب کی واپسی

اسی طرح طالب بن ابی طالب بھی چند لوگوں کے ساتھ مکہ کو واپس ہو گئے کیونکہ قریش نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی ہاشم اگرچہ تم ہمارے ساتھ چلے آئے ہو تو کیا ہے مگر تمہارا دل محمد ہی کی طرف ہے۔

لشکر اسلام اور لشکر کفر ایک دوسرے کے بالمقابل

باقی تمام لشکر بدر کی طرف ابوجہل کی سرکردگی میں روانہ ہوا۔ اور عدوۃ القصوی میں عقنقل کے پیچھے جا کر اترا اور مدینہ کی سمت کی طرف بطن یلیل میں عدوۃ الدنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فروکش تھے اور بیچ میں بدر کا میدان تھا اس وقت باران رحمت نازل ہوا جس سے ریتلی زمین سخت ہو گئی اور صحابہ کرام کو چلنا آسان ہو گیا اور قریش پر اس زور کا مینہ پڑا کہ وہ نقل و حرکت نہ کر سکے اور حضورؐ ان سے پہلے بدر کے پانی کے پاس آن

اُترے۔

ایک صحابی کا جنگی مشورہ جو حضورؐ نے قبول فرمایا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ فروکش ہوئے تو حباب بن جموح نے عرض کیا یا رسول اللہ اس جگہ جو حضورؐ نے قیام کیا ہے تو کیا یہ حکمِ الٰہی سے قیام کیا ہے کہ ہم اس کو چھوڑ کر دوسری جگہ قیام نہیں کر سکتے یا یہ قیام جنگی مصلحت کے خیال سے ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں جنگی مصلحت ہی کے خیال سے میں نے قیام کیا ہے حباب بن منذر نے عرض کیا یا رسول اللہ جنگی مصلحت کے موافق یہ مقام درست نہیں ہے۔ حضورؐ لشکر کو حکم فرمائیں کہ اس پانی کے پاس جا کر مقام کرے جو کفار سے نزدیک ہے تا کہ ہم وہاں اپنے لشکر کے واسطے حوض تیار کر کے پانی سے لبریز کر دیں اور پانی پر ہمارا قبضہ ہو جائے۔ حضورؐ نے فرمایا تمہاری رائے بہت درست ہے اور پھر حضورؐ مع لشکر کے اس پانی پر آئے جو مشرکین سے قریب تھا اور وہاں ایک بڑا حوض بنا کر پانی سے بھرلیا اور پانی کے واسطے برتن اس میں ڈال دِیئے۔

آنحضرتؐ کے لئے ایک سائبان کی تیاری

عبداللہ بن ابی بکر کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری رائے ہے کہ ہم حضورؐ کے واسطے لشکر کے پیچھے ایک سائبان تیار کر دیں کہ حضورؐ اس کے نیچے تشریف رکھیں اور آپ کی سواری بھی وہاں موجود ہے ہم جنگ میں مشغول ہوتے ہیں اگر خُدا نے ہم کو غالب کیا تو اس سے بہتر اور کیا ہے اور اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگوں ہوا تو یا رسول اللہ حضورؐ فوراً سوار ہو کر مدینہ تشریف لے جائیں۔ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ایسے خدمت گزار ہیں جو ہم سے زیادہ حضورؐ کو چاہتے ہیں۔ اور وہ اس وقت محض اس خیال سے حضورؐ کے ہمراہ نہیں آئے کہ ان کو معلوم نہ ہوا کہ حضورؐ کا ارادہ جنگ کرنے کا ہے جس وقت حضورؐ ان سے جا ملیں گے تو وہ حضورؐ کے ساتھ ہو کر دشمنوں سے جہاد کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ کی یہ بات سُن کر ان کے حق میں دعائے خیر کی اور سائبان کے نیچے تشریف لے گئے۔

لشکرِ قریش کو دیکھ کر حضورؐ کی دُعا

صبح کو قریش اپنے مقام سے اُٹھ کر بدر کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عقنقل کے ٹیلہ سے میدان کی طرف آتے دیکھ کر دُعا کی کہ اے خُدا یہ قریش اپنے لشکر اور فخر کے ساتھ آ رہے ہیں تجھ سے یہ دشمنی رکھتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں اب تو وہ وعدہ پُورا فرما جو تُو نے مجھ سے امداد اور

نُصرت کا فرمایا ہے۔

عتبہ کے متعلق حضورؐ کا ارشاد

مشرکین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ربیعہ کو دیکھا کہ اپنے سُرخ اُونٹ پر سوار چلا آتا ہے فرمایا اگر ان سب میں بھلائی کسی کے پاس ہے تو سُرخ اُونٹ والے کے پاس ہے اگر اس کا کہا مانیں تو راہِ راست پر آجائیں۔

ایک بدوی سردار کی امداد قریش کو

جب قریش کا لشکر خفاف بن ایماء بن رَحضَہ عفاری یا اس کے باپ ایما بن رِحضہ کے پاس سے گزرا تو اس نے اپنے بیٹے کے ساتھ چند اُونٹ قریش کو بطورِ ہدیہ کے بھیجے اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ اگر تم کہو تو ہتھیار اور فوج سے بھی تمہاری مدد کریں قریش نے اس کے بیٹے کے ہاتھ اس کو جواب بھیجا کہ جو کچھ محبت و قرابت تھا تم نے ادا کیا اور ہمیں فوج وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اگر ہماری آدمیوں سے لڑائی ہے تو ہم لڑنے میں ان سے کمزور نہیں اور اگر خدا سے لڑائی ہے جیسا کہ محمدؐ کہتے ہیں تو پھر خدا سے لڑنے کی کس کو طاقت ہے۔

حضورؐ نے کفار کو پانی لینے کی اجازت دے دی

جب یہ لوگ یعنی قریش بدر کے میدان آکر اُترے تو ان میں سے ایک گروہ حضورؐ کے حوض پر آکر پانی پینے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ ان کو منع نہ کرو پینے دو۔ چنانچہ جس قدر آدمیوں نے پانی پیا تھا سب کے سب قتل ہوئے سوا ایک حکم بن حزم کے جو آخر میں مسلمان ہوا اور اسلام ان کا بہت اچھا ہوا چنانچہ جب ان کو قسم کھانی ہوتی تھی تو اس طرح کھاتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھ کو بدر کی جنگ میں نجات دی۔

قریش کو واپسی کا مشورہ

جب قریش اطمینان کے ساتھ بدر میں آن اُترے تو انہوں نے عمیر بن وہب جُمحی کو بھیجا کہ دیکھو اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعداد کس قدر ہے عمیر اپنے گھوڑے کو جولان کر کے لشکر اسلام کے گرد پھر کر لشکر اسلام کے پاس آیا اور کہا میرے نزدیک تو یہ لوگ تین سو 300 کے انداز میں ہیں کچھ کم ہونگے یا زیادہ ہونگے مگر ذرا ٹھہر جاؤ میں دیکھ آؤں کہ کہیں اوران کے لوگ پوشیدہ کمین گاہ میں تو نہیں بیٹھے ہوئے اور پھر عمیر گھوڑے کو دوڑا کر بہت دور نکل گیا پھر وہاں سے واپس آن کر کہنے لگا اور کہیں تو ان کی مدد نہیں معلوم ہوتی مگر اے

قریش میں نے دیکھا ہے کہ تم پر بلائیں موت کو لے کر نازل ہو رہی ہیں۔ اگرچہ اِن لوگوں کا کوئی یارو مددگار نہیں معلوم ہوتا۔ مگر ان کی تلواروں سے قسم ہے خُدا کی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر شخص تمہارا ایک ایک آدمی ضرور قتل کرے گا۔ پھر جب وہ اپنی تعداد کے موافق تمہارے آدمی قتل کر چکیں گے اس کے بعد دیکھا چاہیئے کیا ہو۔ پس اب تم اپنی بھلائی کو سوچ لو۔

حکیم بن حزام کا جنگ روکنے کے لئے سردارانِ قریش کے پاس جانا

حکیم بن حزام نے جب یہ بات سُنی تو یہ عتبہ بن ربیعہ کے پاس آئے اور کہا اے ابوالولید تم قریش کے بڑے اور سردار ہو اور تمہاری بات سب مانتے ہیں تم ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہمیشہ لوگ تم کو بھلائی کے ساتھ یاد کریں عتبہ نے کہا اے حکیم کیا بات ہے حکم بن حزام نے کہا تم اپنے حلیف عمرو بن حضرمی[1] کا خونبہا اپنے ذمہ میں لے لو اور لوگوں کو یہاں سے واپس لے چلو۔ عتبہ نے کہا ہاں میں نے ایسا کیا وہ میرا حلیف ہے میں نے اس کا خونبہا اپنے ذمہ لے لیا اور جس قدر اس کا مال مسلمانوں نے لوٹا ہے وہ بھی میں دُونگا اے حکیم تو ابن حنظلیہ کے پاس جا۔ حنظلیہ ابوجہل کی ماں کا نام تھا اس سبب سے اس کو ابن حنظلیہ بھی کہتے تھے اور حنظلیہ کا نام اسماء بنت مخربہ تھا اور یہ قبیلہ بنی نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلیہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے تھی۔

عتبہ کا قریش کو واپسی کا مشورہ

عتبہ نے کہا مجھ کو اندیشہ ہے کہ بغیر اس کی رائے کے لوگ واپسی پر متفق نہ ہوں گے پھر عتبہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی کہ اے قریش اگر تم یہی چاہتے ہو کہ محمدؐ اور اس کے اصحاب سے جنگ کرو تو قسم ہے خدا کی اگر تم نے ایسا کیا تو پھر یہ ہوگا کہ کوئی شخص اپنے چچازاد بھائی کو قتل کریگا اور کوئی خالہ زاد کو مارے گا کوئی اپنے کنبہ دار سے لڑے گا میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ تم واپس چلے چلو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عرب کے حوالے کردو اگر عرب محمدؐ پر غالب آئے تو غصہ فیصل ہو گیا تو بچ گئے اور اگر محمدؐ غالب ہوئے تو پھر جب تم ان سے تعرض نہ کرو گے تو وہ بھی تم سے تعرض نہ کریں گے۔

حکیم بن حزام اور ابوجہل

حکیم بن حزام کہتے ہیں۔ میں ابوجہل کے پاس آیا وہ اس وقت اپنی زرہ درست کر رہا تھا اور جنگ کے

---

[1] یہ وہی شخص ہے جو سریہ عبداللہ بن جحش میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور جس کا بدلہ لینے کے لئے قریش بدر میں چڑھ کر آئے تھے۔ (محمد اسماعیل)

واسطے تیار ہو رہا تھا میں نے اس سے کہا اے ابوالحکم عتبہ نے مجھ کو تمہارے پاس بھیجا ہے اور یہ کہا ہے۔ ابو جہل نے کہا عتبہ کا تو محمدؐ کو دیکھ کر سینہ پھول گیا اس کا سانس نہیں سما تا قسم ہے خدا کی ہم واپس نہ جائیں گے۔ جب تک کہ خدا ہمارے اور محمدؐ کے درمیان فیصلہ نہ کر دیگا۔ اور عتبہ نے یہ اس واسطے کہا ہے کہ اس کا بیٹا بھی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اس سبب سے وہ تم لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈراتا ہے۔

ابوجہل کا ابن حضرمی کے بھائی کو بھڑکانا

پھر ابوجہل نے عامر بن حضرمی عمرو بن حضرمی کے بھائی کو بھیجا کہ تو جا کر اپنے بھائی کے خون کی فریاد کر پس عامر اپنا گریبان پھاڑ کر قریش کے درمیان میں کھڑا ہو کر چیخنے لگاوَا عَمراہَ وَاعَمراہَ اس کے چیخنے سے سب قریش جنگ پر آمادہ ہو گئے اور آتش حرب شعلہ زن ہوئی اور جو رائے عتبہ نے نکالی تھی وہ برباد ہو گئی۔

ابوجہل کا طعنہ سُن کر عتبہ کی جنگ کے لئے تیاری

جب عتبہ نے یہ سُنا کہ ابوجہل کہتا ہے عتبہ کا سانس پھول گیا ہے تو عتبہ نے کہا عنقریب ابوجہل کو معلوم ہو جائے گا کہ میرا سانس پُھولا ہے یا اُس کا۔

پھر عتبہ نے اپنے واسطے خود تلاش کیا مگر سارے لشکر میں ایسا کوئی خود نہ ملا جو اس کے سر پر آ جاتا۔ کیونکہ اس کا کھوپرہ بہت بڑا تھا۔ تب اس نے ایک چادر اپنے سر سے لپیٹ لی۔

ایک بدذات کی شرارت

قریش میں ایک شخص اسود بن عبدالاسد مخزومی نام نہایت شریر اور بدذات تھا اور اس نے عہد کیا تھا کہ میں ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے جا کر پانی پیئوں گا اور پھر یا تو اس کو مسمار کر دوں گا یا خود وہیں ہلاک ہو جاؤ نگا۔ پھر یہ شخص اس ارادہ سے اپنے لشکر سے چلا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اس کے مقابلہ کو تشریف لائے یہ حوض کے قریب پہنچ گیا تھا کہ حضرت حمزہ نے اس کے ایسی تلوار ماری کہ اس کی آدمی پنڈلی مع پیر کے اُڑ گئی اور یہ پشت کے بل گر پڑا مگر اس حالت میں بھی یہ حوض کی طرف بڑھا تا کہ اس میں سے پانی پی کر اپنی قسم پوری کرے۔ حضرت حمزہ نے دوسری ایسی ضرب لگائی کہ وہ ٹکرے ہو کر حوض میں جا پڑا۔

جنگ کا آغاز

اس کے بعد کفار میں سے عتبہ بن ربیعہ اور اس کا بیٹا ولید بن عتبہ اور اس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ یہ تینوں

میدان میں آ کر کھڑے ہوئے اور انصار میں سے ان کے مقابلہ کو عوف اور معوذ حرث کے دونوں بیٹے جن کی ماں کا نام عفراء ہے اور ایک اور صحابی عبداللہ بن رواحہ مقابلہ پر آئے۔ عتبہ وغیرہ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم انصار میں سے ہیں قریشیوں نے کہا ہم کو تم سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے پھر اُنہوں نے آواز دی کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم کے لوگ ہمارے مقابلہ کو بھیج۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حمزہؓ کھڑے ہو اے علیؓ کھڑے ہو اے عبیدہؓ کھڑے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتے ہی یہ تینوں شخص ان قریشیوں کے مقابل آئے انہوں نے پوچھا تم کون ہو۔ عبیدہؓ نے کہا میں عبیدہؓ ہوں۔ اور حمزہؓ نے کہا میں حمزہؓ ہوں اور علیؓ نے فرمایا میں علیؓ ہوں۔ قریشیوں نے کہا ہاں تم لوگ ہمارے ہم کفو ہو۔ پھر عبیدہ نے جو عمر رسیدہ تھے۔ عتبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور حمزہ نے شیبہ سے اور علی نے ولید سے۔ پس حضرت حمزہ اور حضرت علی نے ذرا کفار کو مہلت نہ دی اور فوراً قتل کر دیا۔ مگر عبیدہ کی ضرب سے عتبہ اور عتبہ کی ضرب سے عبیدہ دونوں زخمی ہو گئے۔ حضرت حمزہ اور حضرت علی نے یہ حال دیکھ کر اسی وقت عتبہ کو قتل کر دیا اور ابو عبیدہ کو اپنے لشکر میں اٹھا کر لے آئے۔

دونوں جماعتوں کا مقابلہ

قریش نے یہ حال دیکھ کر غیظ وغضب کے مارے جنگ مغلوبہ کا حکم دیا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی فوج سے فرمایا جب تک میں نہ کہوں تم حملہ نہ کرنا اور اگر یہ تمہارے نزدیک آویں تو تیر مار کر ان کو پرے ہٹا دینا۔

دورانِ جنگ میں ایک مخلص صحابی کی عجیب حرکت

ابن اسحاق کہتے ہیں بدر کی جنگ میں خود حضور صفوں کو برابر کر رہے تھے اور آپ کے دستِ مبارک میں ایک پتلی چھڑی تھی اس سے آپ لوگوں کو برابر کرتے تھے۔ سواد بن عربیہ کے پاس سے گزرے تو یہ صف سے باہر نکلے ہوئے تھے اُسی چھڑی سے آپ نے ان کے پیٹ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے سواد صف کے برابر کھڑے ہو اور وہ لکڑی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی سواد کے پیٹ سے لگ گئی۔ سواد نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے مجھ کو تکلیف پہنچائی۔ اس کا بدلہ مجھ کو دیجئے آپ کو اللہ نے حق اور عدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے حضورؐ نے اسی وقت اپنا پیٹ کھول کر سواد کے آگے کر دیا۔ سواد نے شکم مبارک کو بوسہ دیا اور اپنی آنکھیں اور چہرہ کو اس پر خوب ملا۔ حضورؐ نے فرمایا اے سواد یہ کیا حرکت تم نے کی۔ سواد نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا وقت ہے میں نے چاہا کہ اس آخر وقت میں حضورؐ کے جسم سے

میرا جسم مس ہو جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعائے خیر فرمائی۔

(ابن ہشام کہتے ہیں سواد تشدد کے ساتھ ہے اور انصار میں ایک اور صحابی سواد نام تخفیف کے ساتھ بھی تھے۔)

میدان جنگ میں آنحضرت کی پروردگار سے دعا اوراس کی مقبولیت

حضورؐ صفوں کو برابر کر کے سائبان کے نیچے تشریف لے آئے اور ابوبکر صدیق بھی آپ کے پاس تھے اور کوئی نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پروردگار عالم سے نصرت اور مدد کے وعدہ کے ایفاء کی دعا کر رہے تھے۔ چنانچہ حضور فرما رہے تھے کہ اے پروردگار آج مسلمانوں کی یہ قلیل جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین پر تیری عبادت کرنیوالا کوئی باقی نہیں رہے گا اور ابوبکر کہہ رہے تھے کہ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ نے جو حضورؐ سے وعدہ کیا ہے ضرور اس کو پورا کرے گا۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُونگھ آ گئی۔ پھر یکا یک آپ ہوشیار ہوئے اور فرمایا اے ابوبکر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پروردگار کی مدد آ گئی دیکھ یہ جبرائیل اپنے گھوڑے پر سوار آ رہے ہیں جس کا یہ غبار اُڑ رہا ہے۔

بدر کا پہلا شہید

لڑائی شروع ہونے پر ایک تیر مہجع حضرت عمر کے آزاد کردہ غلام کے آ کر لگا اور وہ شہید ہوئے۔ مسلمانوں میں یہی پہلا شہید ہے پھر ایک تیر بنی عدی بن نجار کے ایک شخص حارثہ بن سراقہ کے حلقوم پر لگا یہ اُس وقت حوض میں سے پانی پی رہے تھے۔ فوراً شہید ہوئے۔

حضورؐ کا صحابہ کو جنگ کی ترغیب دینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تشریف لائے اور مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا۔ فرمایا جو شخص آج کے دن صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر جنگ کرے گا اور پیٹھ پھیر کر نہ بھاگے گا۔ خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

صحابہ کا جوش جہاد

یہ سُن کر عمیر بن حمام نے جو بنی سلمہ میں سے تھے کہا (اس وقت ان کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں جنہیں وہ کھا رہے تھے) واہ واہ میرے اور جنت کے درمیان میں بس اتنا ہی وقفہ ہے کہ یہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں اور پھر اپنی تلوار پکڑ کر اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

عوف بن حرث نے جو عفراء کے بیٹے تھے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خداوند تعالیٰ بندہ کی کس

بات سے خوش ہوتا ہے۔فرمایا دشمن کو زرہ وغیرہ لباس حرب سے خالی ہو کر قتل کرنے سے اس پر انہوں نے اپنی زرہ اُتار کر پھینک دی اور بہت سے کافروں کو قتل کرنے کے بعد خود بھی شہید ہو گئے۔

ابوجہل کی میدان جنگ میں دعا

ابن اسحاق کہتے ہیں جب دونوں لشکر آپس میں مل گئے تو ابوجہل نے دعا کی اے خدا ہم میں سے جو شخص قریبی رشتہ داروں کو ایک دوسرے کا دشمن بناتا ہے اور ایسی باتیں بیان کرتا ہے جو پہلے ہم نے کبھی نہیں سنیں اسے آج کی جنگ میں ہلاک کر۔ابوجہل کی یہ دعا قبول ہوئی اور وہ میدانِ جنگ میں بُری طرح قتل ہوا۔

کفار کی ہزیمت اور ان کا قتل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران جنگ میں اپنی مٹھی میں کنکر بھر کر قریش کی طرف پھینکے اور فرمایا **شَاهَتِ الْوُجُوْهُ** ۔پس اسی وقت کفار میں ہزیمت واقع ہوئی اور کفار کے سردار قتل ہوئے اور بہت سے معززین کو مسلمانوں نے گرفتار کیا جب مسلمان کفار کو گرفتار کرنے لگے تو حضورؐ کے پاس اُس وقت سعد بن معاذ چند انصار کے ساتھ حضورؐ کی حفاظت کے واسطے اس لئے کھڑے ہوئے تھے کہ کہیں دشمن حضورؐ پر نہ ٹوٹ پڑیں۔اُن کا چہرہ متغیّر ہوا حضورؐ نے فرمایا اے سعد شاید لوگوں کی یہ کاروائی تم کو اچھی نہیں معلوم ہوئی سعد نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ یہ پہلا موقعہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا ہے۔میرے نزدیک ان کے قید کرنے سے قتل کرنا بہتر تھا۔

میدان جنگ میں بنی ہاشم کے متعلق حضور کی ہدایت

اس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ بنی ہاشم کے بعض لوگ قریش کے ساتھ مجبوراً آئے ہیں وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے تھے۔پس تم میں سے جو شخص کسی ہاشمی سے ملے تو چاہیئے کہ اس کو قتل نہ کرے۔ابوالبختری سے جو شخص ملے اس کو بھی قتل نہ کرے اور عباس بن عبدالمطلب (عم رسول) سے جو ملے تو اُن کو بھی قتل نہ کرے۔کیونکہ یہ لوگ مجبوراً آئے ہیں۔

ابوحذیفہ کا گستاخانہ رویہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سن کر ابوحذیفہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ اور بیٹوں اور کنبہ داروں کو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔قسم ہے خدا کی اگر عباس مجھ کو مل گئے تو میں اپنی تلوار سے اُن کا خون بہاؤنگا۔جب یہ خبر حضور کو پہنچی تو حضور نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اے ابوحفص کیا عم رسول کا چہرہ تلوار کے

قابل ہے۔عمر کہتے ہیں یہ پہلا دن تھا کہ حضورؐ نے مجھ کو ابوحفص کی کنیت سے مخاطب فرمایا۔اس پر میں نے عرض کیا یارسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں ابھی اس منافق کی گردن اڑا دوں۔

ابوحذیفہ کی پشیمانی

ابوحذیفہ کہتے ہیں میں اس دن یہ کلمہ کہہ کر نہایت شرمندہ ہوا اور ہمیشہ کے لئے اس کے کہنے سے خائف رہتا ہوں۔مگر شاید کہ میں شہید ہوں اور میری شہادت اس کلمہ کا کفارہ ہو جائے چنانچہ ابوحذیفہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

ابوالبختری کا قتل

ابوالبختری کے قتل کرنے سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا کیونکہ یہ حضور کی مکہ میں حمایت کرتا تھا اور کبھی اس نے حضورؐ کی نسبت ایسی بات نہیں کہی جو حضورؐ کو ناگوار ہوتی اور قریش کے عہد نامہ کے توڑنے میں بھی اُس نے بہت کوشش کی تھی۔بدر میں ابوالبختری سے مجذر بن زیاد ملوی کا مقابلہ ہوا تو مجذر نے کہا ہم کو حضورؐ نے تیرے قتل کرنے سے منع فرمادیا ہے۔ابوالبختری نے کہا میرے ساتھ ایک اور بھی شخص مکہ سے آیا ہے اس کو بھی پناہ دو مجذر نے کہا حضورؐ نے ہم کو تیرے قتل سے منع کیا ہے ہم تیرے ساتھی کو نہ چھوڑیں گے اور یہ ساتھی جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن حارث بن اسد تھا اور جنادہ بنی لیث میں سے ایک شخص کا نام ہے اور ابوالبختری کا نام عاص تھا۔ابوالبختری نے کہا اگر تم میرے ساتھی کو نہ چھوڑو گے تو ہم دونوں مرنے کو تیار ہیں تاکہ مکہ کی عورتیں مجھ کو طعنہ نہ دیں کہ آپ تو زندہ رہا اور اپنے ساتھی کو مروا دیا۔پس مجذر نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پھر حضورؐ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ میں نے انتہائی کوشش کی ابوالبختری کو قتل نہ کروں اور اسے زندہ گرفتار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں۔لیکن اس نے جنگ کے سوا کوئی بات نہ مانی اس لئے جب میں نے کوئی چارہ کار نہ دیکھا تو مجبوراً اس کا مقابلہ کیا ہے جس میں وہ قتل ہوگیا۔مگر میرا ارادہ اس کے قتل کا ہرگز نہ تھا۔

امیہ بن خلف کا قتل

عبدالرحمان بن عوف کا بیان ہے کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام پہلے عبدعمرو تھا۔جب میں مسلمان ہوا تو میں نے اپنا نام عبدالرحمٰن رکھا۔اُمیہ مجھ سے کہنے لگا کہ اے عبدعمرو جو نام تیرے ماں باپ نے تیرا رکھا وہ تجھ کو ناگوار ہوا جو تو نے اپنا نیا نام رکھا ہے اور جب ہم تجھ کو تیرے پہلے نام کے ساتھ

پکارتے ہیں تو جواب نہیں دیتا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے کہا ہاں اور میں اس کو جب وہ مجھے عبد عمرو کہتے ہے جواب نہ دیتا تھا تب اُس نے کہا یہ نام تم نے ایسا رکھا ہے کہ ہم اس سے بالکل واقف نہیں۔ ہم نہیں جانتے رحمٰن کون ہے تم کوئی ایسا نام مقرر کرو جو ہم لیا کریں۔ عبدالرحمٰن نے کہا اے اُمیہ تم ہی تجویز کرو اُس نے کہا ہم تم کو عبدالالٰہ کہیں گے۔ میں نے کہا اچھی بات ہے پس اُس دن سے وہ مجھ کو عبدالالٰہ کہتے تھے۔

عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں اب جو بدر کا دن ہوا تو میں بہت سی زرہیں کافروں سے لوٹ کر لا رہا تھا کہ میں نے امیہ بن خلف کو دیکھا کہ اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا ہے مجھ کو دیکھ کر کہنے لگا اے عبد عمرو میں نے جواب نہ دیا پھر کہا اے عبدالالٰہ میں نے کہا ہاں کیا کہتے ہو کہنے لگا اگر ہم کو تم قید کر لو گے تو ان زرہوں سے بہت زیادہ مال ہمارے فدیہ کا تم کو ملے گا۔ میں نے کہا اچھا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں ان زرہوں کو تو میں نے وہیں ڈال دیا اور امیہ اور اس کے بیٹے علی کا ہاتھ پکڑ کر لشکر کی طرف لے کر چلا کہ اُمیہ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عبدالالٰہ تمہارے لشکر میں یہ کون شخص ہے جس کے سینہ پر شتر مُرغ کا پر لگا ہوا ہے میں نے کہا یہ حمزہ ہیں۔ اُمیہ کہنے لگا ہاں اس شخص نے مجھ کو بہت دکھ پہنچایا ہے۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں ان دونوں کو لے کر آ رہا تھا کہ بلال نے اُمیہ کو دیکھ لیا اور یہ اُمیہ وہی شخص ہے جو حضرت بلال کو مکہ میں سخت تکلیفیں اور عذاب دیا کرتا تھا۔ بلال نے اس کو دیکھتے ہی کہا یہ دشمنِ خدا اور کفر کا سردار امیہ بن خلف ہے اگر یہ زندہ رہا تو میں زندہ رہونگا۔ میں نے کہا اے بلال یہ میرا قیدی ہے بلال نے کہا ہرگز نہیں اگر یہ زندہ رہا تو مَیں زندہ نہ رہونگا اور پھر بلال نے چیخ کر آواز دی اے انصار اے خدا کے مددگارو۔ یہ اُمیہ کفر کا سردار ہے۔ پس انصار چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور ہم کو گھیر لیا۔ میں ہر چند یہ چاہتا تھا کہ اس کو بچاؤں مگر کیا ہوتا تھا آخر ایک انصار نے امیہ کے بیٹے کو قتل کیا اُمیہ نے ایک ایسی چیخ ماری کہ عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے کبھی ایسی آواز نہیں سُنی پھر میں نے اس سے کہا کہ تو ہی بھاگ جا میں اب کچھ نہیں کر سکتا کہ اتنے میں انصار نے دونوں کو قتل کر دیا۔ راوی کہتا ہے عبدالرحمٰن کہا کرتے تھے خدا بلال پر رحم کرے کہ میری زرہیں بھی کھوئیں اور میرے قیدی کو بھی مروایا۔

جنگِ بدر میں فرشتوں کا نزول

ابن عباس سے روایت ہے کہ بنی غفاری میں سے ایک شخص مجھ سے بیان کرتا تھا کہ میں اور میرا چچازاد بھائی ہم دونوں بدر کی جنگ کا تماشا دیکھنے ایک پہاڑ پر چڑھے اور ہم دونوں اُس وقت مُشرک تھے اور ہمارا یہ خیال تھا کہ جس کی فتح ہو گی اس کے ساتھ ہو کر ہم بھی مال غنیمت لوٹیں گے۔ پس اُس پہاڑ پر ہم نے ایک

بادل دیکھا اور اس میں سے ہم کو ہنہنانے کی آواز آئی اور یہ سُنا کہ اُس بادل میں کوئی شخص کہتا ہے اے حزدم آگے بڑھ پس یہ آواز سُن کر مارے خوف کے میرا بھائی تو اُسی وقت مر گیا اور میں بھی قریب ہلاکت کے پہنچا۔ مگر بمشکل میں نے اپنے کو سنبھالا۔

مالک بن ربیعہ سے روایت ہے (یہ جنگِ بدر میں شریک تھے پھر اُس کے بعد ان کی آنکھیں جاتی رہی تھیں) کہ اگر تم لوگ بدر میں میرے ساتھ ہوتے اور میری آنکھیں بھی ہوتیں۔ تو میں تم کو وہ گھاٹیاں دکھاتا جن سے فرشتے نکلے تھے۔ مجھ کو اس میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے۔

ابوداؤد مازنی سے روایت ہے (یہ بدر کی جنگ میں شریک تھے) کہ میں ایک مشرک کے پیچھے دوڑا مگر میں نے دیکھا کہ اس کا سر میری تلوار کے پہنچنے سے پہلے کٹ کر آن پڑا میں سمجھا کہ اس کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابن عباس سے معتبر روایت ہے کہ جنگ بدر میں فرشتوں کے عمام سفید تھے اور شملے پشت پر چھوٹے ہوئے اور جنگ حنین میں سُرخ عمامے تھے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو حضرت علیؓ سے روایت پہنچی ہے فرماتے تھے کہ عمامہ عرب کا تاج ہے خاص کر فرشتوں کے عمامے جنگِ بدر میں سفید تھے فقط جبرائیل کا عمامہ زرد تھا۔

ابن عباس سے یہ بھی روایت ہے کہ جنگ بدر کے سوا کسی اور جنگ میں فرشتوں نے حرب وضرب نہیں کی اور جنگوں میں صرف تعداد بڑھانے کے واسطے فرشتے آئے تھے۔

جنگِ بدر کا شعار

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کا شعار جنگ بدر میں اَحَدًا اَحَدًا تھا۔

---

[1] (حاشیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ ہر جنگ میں حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کو خفیہ طور پر ایک خاص لفظ بتا دیا کرتے تھے جس کے ذریعہ اصحاب ایک دوسرے کو پہچان لیا کرتے تھے اور دوست دشمن کی تمیز ہو جاتی تھی اس خاص لفظ کو شعار کہتے تھے۔ کوئی شخص یہ خاص لفظ بتائے بغیر نہ لشکر سے باہر جا سکتا تھا نہ لشکر کے اندر آ سکتا تھا۔ اور اگر کوئی دشمن جاسوسی کے لئے اسلامی لشکر کے اندر آنا چاہتا تو اسی لفظ کے معلوم نہ ہونے کے باعث فوراً پکڑ لیا جاتا آج کل بھی یہ طریقہ فوجوں میں رائج ہے اور اس خاص لفظ کو انگریزی میں ''کوڈ ورڈ'' کہتے ہیں۔ (محمد اسماعیل)

ابوجہل کا حشر

جب حضورؐ جنگ سے فارغ ہوئے تب آپ نے حکم دیا کہ ابوجہل کی لاش مقتولوں میں تلاش کی جائے۔اور پہلے جس شخص نے ابوجہل سے مقابلہ کیا وہ معاذ بن عمرو بن جموح تھے ان کا بیان ہے کہ ابوجہل اپنے لشکر کے قلب میں تھا میں نے لوگوں سے سُنا وہ کہہ رہے تھے کہ ابوجہل تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔کیونکہ وہ لوگوں کے درمیان ایسے درخت کی مانند کھڑا تھا جو درختوں کے جھنڈ کے درمیان ہو اور جس تک کوئی نہ پہنچ سکے۔میں نے عہد کیا کہ میں ضرور اس کے پاس پہنچوں گا اور اسے قتل کروں گا پس میں کوشش کر کے اس کے قریب پہنچ ہی گیا اور ضرب شمشیر اس کے لگائی جس سے اس کی آدھی ٹانگ صاف اُڑ گئی یہ دیکھ کر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے میرے ایک تلوار ماری جس سے میرا ہاتھ شانہ کے پاس سے کٹ کر پشت کی طرف کھال سے لٹک گیا مگر میں اسی حالت میں یہ دن بھر لڑتا رہا اور وہ ہاتھ میرا اسی طرح لٹکا ہوا تھا۔آخر جب میں نے دیکھا کہ اس ہاتھ کے لٹکنے سے میرا بہت بڑا حرج ہوتا ہے تو میں نے اس کو پاؤں کے نیچے دبا کر جوز ور کیا وہ کھال ٹوٹ گئی اور ہاتھ الگ جا پڑا۔

حضرت معاذ بن عمر بن جموع اس کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے چنانچہ خلافت حضرت عثمان کے عہد میں حیات تھے۔

اس کے بعد معوذ بن عفراء ابوجہل کے پاس سے گزرے اور انہوں نے اس پر پے در پے کئی وار کئے اور اس کو نیم جان حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کی لاش کو تلاش کرنے کا حکم دیا۔تو عبداللہ بن مسعود مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس آئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر تم کو اس کا پتہ نہ چلے تو اس طرح اس کو پہچاننا کہ اس کے گھٹنہ میں ایک زخم کا نشان ہے کیونکہ میری ابوجہل سے ایک مرتبہ عبداللہ بن جدعان کے ہاں ایک دعوت کے موقعہ پر لڑائی ہو پڑی۔ہم دونوں اُس وقت کم سن تھے۔اور میں اس کی نسبت کمزور تھا مگر میں نے اسے زور کا دھکا دیا کہ وہ گھٹنوں کے بل گر پڑا۔اور اس کے گھٹنہ میں زخم ہو گیا۔اس کا نشان اب تک اس کے گھٹنے میں موجود ہے۔ابن مسعود کہتے ہیں اُسی نشان کے ساتھ میں نے اس کو پہچانا اور کچھ رمق زندگی کی ابھی اس میں باقی تھی۔میں نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا کیونکہ مکہ میں اس نے مجھ کو بہت تکلیف پہنچائی تھی۔میں نے کہا اے دشمنِ خدا تو نے دیکھا کہ خدا نے تجھ کو کیسا ذلیل کیا کہنے لگا مجھ کو کس بات سے ذلیل کیا۔ایک شخص کو تم نے مار ڈالا کیا ہوا کیا تم نے آج تک کسی ایسے آدمی کو قتل کیا ہے

جو مجھ سے زیادہ معزز اور صاحبِ رتبہ ہو؟ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ کس کی فتح ہوئی ہے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بنی مخزوم کے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ ابوجہل نے مجھ سے اپنے آخری وقت میں جبکہ میں نے اس کی گردن پر قدم رکھا۔ کہا تھا کہ اے بکریوں کے چرانے والے ذلیل چرواہے! تو ایسی جگہ پر چڑھ گیا ہے جہاں تجھے نہیں چڑھنا چاہیئے تھا۔ ابن مسعود کہتے ہیں پھر میں نے اُس کا سر کاٹ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لاکر آپ کے پاؤں میں ڈال دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ دشمنِ خدا ابوجہل کا سر ہے۔ حضورؐ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ غَیْرُهٗ (اللہ ہی وہ ذات پاک ہے جس کے سوا کوئی (بااختیار) معبود نہیں۔)

ابوجہل کے بھائی کو حضرت عمرؓ کا قتل کرنا

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو اہلِ علم سے روایت پہنچی ہے حضرت عمر ایک دفعہ سعید بن عاص کے پاس سے گزرے اور فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے دل میں میری طرف سے یہ گمان ہے کہ میں نے بدر میں تمہارے باپ عاص کو قتل کیا ہے اگر میں اس کو قتل کرتا تو مجھ کو تم سے عُذر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر واقعہ یہ ہے کہ میں نے اس کو قتل نہیں کیا میں اس کے پاس سے گزرا تو وہ بجار کی طرح چیخیں مار رہا تھا۔ میں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اس سے کترا کر نکل گیا۔ پھر اس کے چچا کے بیٹے علی بن ابی طالب نے اس کو قتل کیا ہاں میں نے اس روز اپنے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ کو ضرور قتل کیا۔

عکاشہ بن محصن کا تذکرہ

ابن اسحاق کہتے ہیں عکاشہ بن محصن اسدی نے بدر کی جنگ میں اس قدر کفاروں کو قتل کیا کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضورؐ نے ایک لکڑی ان کو عنایت کی اور فرمایا اے عکاشہ تم اس سے کفاروں کو قتل کرو۔ عکاشہ نے جو اس کو ہاتھ میں لے کر ہلایا تو وہ لکڑی سفید لوہے کی نہایت تیز تلوار بن گئی اور عکاشہ نے کفاروں کو قتل کرنا شروع کیا یہاں تک کہ مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ راوی کہتا ہے اس تلوار کا نام عون تھا۔ اور حضورؐ کے ساتھ کل جہادوں میں عکاشہ اسی تلوار کے ساتھ جنگ کرتے تھے آخر مرتدوں کی جنگ میں عکاشہ طلیحہ بن خویلد اسدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور یہ تلوار اس وقت بھی ان کے پاس تھی۔

یہ عکاشہ بن محصن وہی شخص ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں داخل ہوں گے جن کے چہرے مثل چودھویں رات کے چاند کے سے روشن ہوں گے

عکاشہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ مجھ کو بھی ان لوگوں میں داخل کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم انہیں میں سے ہو یا یہ فرمایا اے اللہ اس کو اُن میں سے کیجیئو۔ پھر انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے واسطے بھی دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو ان میں سے کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ نے اس معاملہ میں تم پر سبقت کر لی اور اب دعا ٹھنڈی ہو گئی۔

اور روایت ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کا بہترین شہسوار ہم میں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ کون ہے۔ فرمایا عکاشہ بن محصن اس پر ضرار بن ازور اسدی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ شخص تو ہم میں ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ ہم میں سے ہے بسبب حلف کے۔

حضرت صدیق کا اپنے بیٹے سے خطاب

جنگِ بدر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو آواز دی کہ اے خبیث میرا مال کہاں ہے وہ اس جنگ میں مشرکین کے ساتھ آیا تھا کہنے لگا

لم یبق غیر شکة و یعبوت
و صارم یقتل ضلال الشلیب[1]

مقتولین بدر کا گڑھے میں ڈالا جانا

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جنگ کے بعد حضور نے حکم دیا کہ کفار کے سب مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دو۔ چنانچہ سب کو ڈال گیا سوا امیہ بن خلف کے کہ یہ پُھول گیا تھا جب اس کو اٹھانا چاہا تو اس کا گوشت گرنے لگا۔ اس وجہ سے اس کو اسی جگہ مٹی میں پوشیدہ کر دیا۔

مقتولین بدر سے حضورؐ کا خطاب

جب صحابہ ان سب کی لاشوں کے گڑھے میں ڈالنے سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے اور فرمایا اے اہل قلیب[2] تم سے جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا۔ اس کو تم نے حق پایا یا

---

[1] یعنی سوائے گھوڑے کے جو نہایت تیز وطرار ہے اور بجز تلوار کے جو بوڑھے گمراہوں کو قتل کرتی ہے اور کچھ باقی نہیں رہا۔ اسماعیل

[2] قلیب گڑھے یا پرانے کچے کنوئیں کو کہتے ہیں۔ اسماعیل

نہیں۔ مجھ سے رب نے وعدہ کیا تو میں نے حق پایا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مُردوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ فرمایا بے شک انہوں نے جان لیا کہ ان کے رب نے جو ان سے وعدہ کیا تھا وہ حق ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جو ان سے کہا اُنہوں نے سُن لیا حالانکہ حضورؐ نے فرمایا تھا انہوں نے جان لیا کہ خدا کا وعدہ سچا تھا۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رات کے وقت صحابہ کرام نے سُنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں اے اہلِ قلیب اے عتبہ بن ربیعہ۔ اے شیبہ بن ربیعہ۔ اے اُمیہ بن خلف۔ اے ابوجہل بن ہشام۔ غرضیکہ سب لوگوں کے نام لے کر فرمایا کہ تم نے اس وعدہ کو سچا پایا جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا یا نہیں میں نے تو اُس وعدہ کو سچا پالیا جو میرے رب نے مجھ سے کیا تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسے لوگوں سے حضورؐ خطاب کرتے ہیں جو گل سڑ گئے۔ فرمایا تم سے زیادہ یہ سنتے ہیں مگر مجھ کو جواب نہیں دے سکتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا اے اہل قلیب تم اپنے نبی کے بُرے کنبہ دار تھے تم مجھ کو جواب نہیں دے سکتے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قلیب تم اپنے نبی کے بُرے کنبہ دار تھے۔ تم نے مجھ کو جھٹلایا اور لوگوں نے میری تصدیق کی اور تم نے مجھ کو نکالا اور لوگوں نے مجھ کو جگہ دی اور تم مجھ سے لڑے اور غیروں نے میری مدد کی۔ پس آیا تم نے اُس وعدہ کو سچا پایا نہیں جو تمہارے رب نے تم سے کیا تھا۔ میں نے تو اس کو سچا پالیا جو میرے رب نے مجھ سے کیا تھا۔

حضرت ابوحذیفہ کا اپنے باپ عتبہ بن ربیعہ کی لاش دیکھ کر افسوس کرنا

ابن اسحاق کہتے ہیں جب مشرکین کے لاشے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھے میں ڈالنے کا حکم دیا اور عتبہ بن ربیعہ کا لاشہ کھینچ کر گڑھے میں ڈالا گیا تو ابوحذیفہ بن عتبہ کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوحذیفہ تم کو اپنے باپ کی حالت دیکھ کر رنج ہورہا ہے۔ ابوحذیفہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے باپ کے علم وعقل وفضل کو دیکھ کر اُمید رکھتا تھا کہ شاید یہ ہدایت پا جائے اور اسلام قبول کرلے مگر اب جو کفر کی حالت پر مرا تو مجھ کو افسوس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحذیفہ کی تعریف کی اور اُن کے واسطے دعائے خیر فرمائی۔

اُن لوگوں کا بیان جن کے متعلق اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ الخ

نازل ہوئی

ابن ہشام کہتے ہیں کہ ہم کو جو روایت پہنچی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ ہیں جو بدر میں قتل ہوئے اوران لوگوں کے نام یہ ہیں۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ میں سے حرث بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسداور بنی مخزوم میں سے ابوقیس بن فاکہہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ابوقیس بن ولید بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور بن جمح میں سے علی بن اُمیہ بن خلف بن دہب بن حذافہ بن جمح اور بنی سہم میں سے عاص بن منبہ بن حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم یہ وہ لوگ تھے۔ جو مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تھے۔مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو ان لوگوں کو ان کے کنبہ داروں نے مکہ سے نہیں جانے دیا۔اب بدر کی جنگ میں یہ لوگ کفار کے ساتھ آن کر قتل ہوئے۔

بدر کا مالِ غنیمت

لڑائی سے فارغ ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت کے جمع کرنے کا حکم دیا اور مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا جو لوگ مال کے جمع کرنیوالے تھے وہ تو کہنے لگے کہ یہ مال ہمارا ہے کیونکہ ہم نے مال جمع کیا ہے۔اور جو لوگ لڑ رہے تھے وہ کہنے لگے کہ یہ ہمارا ہے کیونکہ اگر ہم دشمنوں سے نہ لڑتے اور اُن کو نہ روکتے تب تم کو اس کے جمع کرنے کا موقع کیونکر ملتا اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے واسطے کھڑے ہوئے تھے وہ کہنے لگے یہ مال ہمارا ہے۔ کیونکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں مصروف تھے تاکہ دشمن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ پلٹ پڑیں پس ہم تم سب سے زیادہ اس کے حقدار ہیں۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہتے ہیں کہ سورۂ انفال ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے کہ ہم اہل بدر نے مال غنیمت میں اختلاف کیا یہاں تک کہ ہمارے اخلاق میں فرق آ گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وہ سب مال ہمارے قبضہ سے نکال کر اپنے رسول کے اختیار میں دے دیا اور حضور نے اس کو بحصہ مساوی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

ابواُسید ساعدی جن کا نام مالک بن ربیعہ ہے کہتے ہیں۔اس جنگ میں میرے ہاتھ بنی عائذ کی ایک تلوار آئی تھی۔جس کا نام مرزبان تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز کے لاکر جمع کرنے کا حکم دیا تو مین نے بھی وہ تلوار لاکر اس ڈھیر میں ڈال دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی شخص کوئی چیز مانگتا تھا تو آپ اس کو عنایت کر دیتے تھے چنانچہ اس تلوار کو ارقم بن ابی ارقم نے پہچان لیا۔اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دے دی۔

حضور کا مدینہ میں فتح کی خوشخبری بھیجنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتح کے بعد دو شخصوں کو مدینہ میں فتح کی اطلاع دینے کے لئے روانہ فرمایا جن میں ایک عبداللہ بن رواحہ اور دوسرے زید بن حارثہ تھے۔ اسامہ بن زید کہتے ہیں۔ ہم مدینہ میں تھے جس وقت فتح کی خبر ہم کو پہنچی ہے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت بی بی رقیہ کو دفن کر رہے تھے جو حضرت عثمان کی زوجہ تھیں۔ اور ان کی علالت ہی کے سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو اور مجھ کو مدینہ میں چھوڑ دیا تھا زید بن حارثہ جس وقت مدینہ میں آئے تو چاروں طرف سے لوگوں نے ان کو گھیر لیا تھا۔ اور وہ کہہ رہے تھے عتبہ بن ربیعہ قتل ہوا اور شیبہ بن ربیعہ قتل ہوا اور ابوجہل قتل ہوا اور زمعہ اور ابوالبختری عاص بن ہشام اور اُمیہ بن خلف اور نبیہ اور منبہ حجاج کے دونوں بیٹے سب قتل ہوئے۔ اسامہ کہتے ہیں میں نے کہا اے والد صاحب کیا یہ حق ہے کہا ہاں فرزند حق ہے۔

بدر سے حضور کی روانگی اور مال غنیمت کی تقسیم

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کل مال غنیمت کو لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور قیدی بھی آپ کے ساتھ تھے جن میں عقبہ بن ابی معیط اور نصر بن حرث بھی تھے اور مال غنیمت کی حفاظت کے واسطے آپ نے عبداللہ بن کعب بن عمرو بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار کو متعین فرمایا تھا۔ یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام مضیق صفراء سے نکل کر نازیہ اور مضیق کے درمیان میں سیر نامی ایک ٹیلہ پر پہنچے وہاں آپ نے مال غنیمت کو برابر مسلمانوں میں تقسیم فرمایا۔

اہل مدینہ کا حضورؐ کے استقبال کو آنا اور فتح کی مبارک باد دینا

پھر یہاں سے روانہ ہو کر جب آپ مقام روحاء میں پہنچے تو مدینہ کے بہت سے مسلمان فتح کی مبارکباد دینے خدمت عالی میں حاضر ہوئے اور مجاہدین کو خوب مبارک باد دی۔ سلمہ بن سلامہ نے کہا تم ہم کو کس بات کی مبارکباد دیتے ہو وہ تو صرف چند بڑھیا عورتیں تھیں جن کو ہم نے گھٹنے بندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ذبح کر دیا۔ سلمہ[1] کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور فرمایا اے سلمہ وہ لوگ اشراف

---

[1] حضرت سلمہ بن سلامہ کا مطلب اس فقرہ سے یہ تھا کہ اس فتح میں ہماری ہمت و کوشش اور بہادری کا دخل نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کفار کے دلوں میں ہمارا ایسا رعب اور خوف ڈالا کہ وہ بے بس اور لاچار بوڑھی عورتوں کی طرح ہمارے آگے گر پڑے اور ہم نے بڑی آسانی سے انہیں قتل کر ڈالا۔ اسماعیل

اور روساءِ قریش تھے۔

نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کا قتل

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام صفراء میں پہنچے تو آپ نے نضر بن حرث کے قتل کا حکم دیا حضرت علی نے اس کو قتل کیا پھر جب آپ مقام عرق الطبنیہ میں پہنچے وہاں عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا۔

عقبہ بن ابی معیط کو عبداللہ بن سلمہ نے گرفتار کیا تھا اور یہ بنی عجلان میں سے ایک شخص تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ کے قتل کا حکم دیا تو عقبہ نے کہا کہ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بعد میرے بچوں کا وارث کون ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ پھر عاصم بن ثابت بن افلح انصاری نے جو بنی عمرو بن عوف میں سے ایک شخص تھے۔ اس کو قتل کیا ایک روایت یہ ہے اس کو بھی حضرت علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا تھا۔

آنحضرت کے حجام ابو ہند کا خدمت نبوی میں حاضر ہونا

اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ابو ہند فروہ بن عمرو بیاضی کا آزاد کردہ غلام ابو ہند حیس[1] کی ایک مشک لے کر حاضر ہوا۔ بدر میں یہ شریک نہ ہوا تھا باقی کل جہادوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حجام تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں فرمایا تھا کہ ابو ہند انصار میں سے ہے۔ اس سے بیٹی لو اور اس کو بیٹی دو۔ چنانچہ صحابہ نے ایسا ہی کیا۔[2]

کفار کے قیدیوں کا مدینے میں آنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کے آنے سے ایک روز پیشتر مدینہ میں تشریف لائے۔

قیدیوں کو دیکھ کر حضرت سودہ کا تاسّف

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کو لے کر مدینہ میں آئے تو ام المومنین سودہ بنت زمعہ کہتی ہیں کہ میں

---

[1] پنیر اور گھی سے ایک عمدہ غذا بنائی جاتی ہے۔ اس کو حیس کہتے ہیں۔ محمد اسماعیل

[2] ایک معمولی حجام کا اتنا خیال اور لحاظ حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ارفع اور اعلیٰ شان کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے۔ مساوات کی جس قدر بہتر جس قدر اعلیٰ تعلیم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے ایسی یقیناً دنیا کے کسی مذہب یا قوم کے ہادی اور پیشوا نے نہیں دی حقیقت یہ ہے حضورؐ نے پیدا ہو کر انسانیت کی لاج رکھ لی۔ کوئی بتلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے۔ محمد اسماعیل

اُس وقت عفراء کے گھر میں آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف رکھتے تھے۔ اور ابو یزید سہیل بن عمرو کو میں نے کوٹھڑی کے ایک کونہ میں بیٹھا ہوا دیکھا اس حال میں اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ اس کو دیکھ کر میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور بیساختہ میری زبان سے نکلا کہ اس قید ہونے سے تو مردانگی کے ساتھ تمہارا مر جانا بہتر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس کلام کو سن کر فرمایا اے سودہ کیا خدا اور رسول کے مقابلہ میں اس کو برانگیختہ کرتی ہو؟ سودہ فرماتی ہیں۔ پھر میں اس بات کے کہنے سے بہت پشیمان ہوئی۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا عرض کروں اس کو اس حال میں دیکھ کر میری زبان سے بے اختیار یہ جملہ نکل گیا۔ ورنہ ہرگز میرا کوئی اور ارادہ نہیں تھا۔

قیدیان بدر کے متعلق حضورؐ کا ارشادِ گرامی

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کو لائے تو ان کو اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا اور فرمایا ان کو کچھ تکلیف نہ دینا اچھی طرح سے رکھنا۔ چنانچہ ابوعزیز ابن عمیر مصعب بن عمیر کے حقیقی بھائی بھی قیدیوں میں تھے۔ کہتے ہیں میرے بھائی مصعب بن عمیر اور انصار میں سے ایک شخص میرے گرفتار کرنے کو آئے میرے بھائی مصعب نے اُس انصاری سے کہا کہ تم اس کو گرفتار کر کے اپنے پاس رکھو اس کی ماں مال دار عورت ہے۔ وہ تمہیں فدیہ دے کر اس کو چھڑا لے گی۔ ابوعزیز کہتا ہے میں نے مصعب سے کہا کہ تمہارا بھائی نیا ہی ہے۔ مصعب نے کہا تو میرا بھائی نہیں ہے بلکہ میرا بھائی یہ انصاری ہے اور یہ انصاری ابوالیسر تھے۔

ابوعزیز کا بیان ہے کہ جب میں بدر سے قید کی حالت میں روانہ ہوا تو انصار کی ایک جماعت میں مقید تھا وہ لوگ جب کھانے کا وقت ہوتا تو مجھ کو وہ تو روٹی کھلاتے اور آپ کھجوروں پر گذارہ کرتے۔ ان میں سے جس کے ہاتھ کوئی روٹی کا ٹکڑہ بھی لگتا وہ تک مجھ کو دے دیتے مگر مجھے روٹی کھاتے ہوئے شرم آتی میں ان کو واپس کر دیتا مگر وہ اس کو ہاتھ تک نہ لگاتے آخر مجھی کو کھانی پڑتی۔[1]

ابن ہشام کہتے ہیں بدر کی جنگ میں ابوعزیز مشرکین کے لشکر کا علم بردار تھا اور اس سے پہلے نضر بن حارث علم بردار تھا۔ جب ابوعزیز کی ماں کو اس کے قید ہونے کی خبر ہوئی تو اُس نے لوگوں سے دریافت کیا

---

[1] کتنی مقدس اور پاک جماعت تھی صحابہ کی انہوں نے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل ایسی خوشی اور مستعدی سے کی جس کی کوئی نظیر تاریخ عالم میں موجود نہیں مکہ کے کافر جو گرفتار ہو کر بدر سے آئے تھے اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن تھے مگر صحابہ کرام اپنے محبوب آقا کے ارشاد پر سب دشمنیاں بھول گئے اور اپنے ان بدترین دشمنوں کے ساتھ ایسا اعلیٰ اور بہترین سلوک کیا کہ اس سے متاثر ہو کر اکثر قیدی مسلمان ہو گئے۔ محمد اسماعیل

کہ قریشی آدمی کے چھوڑنے کا مسلمان زیادہ سے زیادہ کیا فدیہ لیتے ہیں لوگوں نے کہا چار ہزار درم پس اُس نے چار ہزار درم بھیج کر ابوعزیز کو منگوا لیا۔

شکست کی خبر کا مکہ میں پہنچنا

بدر کی جنگ سے پہلا جو شخص بھاگ کر مکہ میں پہنچا وہ حسیمان بن عبداللہ خزاعی تھا۔ مکہ والوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا خبر لایا ہے۔ اس نے کہا عتبہ بن عبداللہ خزاعی تھا۔ مکہ والوں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا خبر لایا ہے۔ اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ ہلاک اور شیبہ بھی قتل ہوا اور ابوالحکم بھی مارا گیا۔ غرضیکہ تمام اشراف قریش کے نام لئے۔ صفوان بن امیہ جو حجر اسود کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ میرے بھائی اور باپ کا حال تو اس سے پوچھو لوگوں نے اس سے پوچھا اُس نے کہا میرے سامنے صفوان کا باپ اُمیہ اور اس کا بھائی دونوں قتل ہوئے ہیں۔

ابو رافع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام کہتے ہیں کہ جب بدر کی جنگ ہوئی ہے۔ تو میں مکہ میں حضرت عباس کے پاس رہتا تھا۔ اور ہمارا سارا گھر مسلمان ہو گیا تھا۔ مگر قوم کے خوف سے ہم لوگوں نے اپنے اسلام کو چھپا رکھا تھا۔ عباس بہت مالدار شخص تھے۔ اور اُن کا روپیہ تمام قوم میں پھیلا ہوا تھا۔

ابورافع کہتے ہیں۔ ابولہب قریش کے ساتھ جنگ کے واسطے نہیں گیا تھا۔ اس نے اپنی طرف سے عاص بن ہشام کو بھیج دیا تھا۔ ایسے ہی اور جو لوگ نہیں گئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی طرف سے لوگوں کو بھیج دیا تھا۔ پس جب قریش کی شکست کی خبر مکہ میں پہنچی تو ابولہب کو سخت صدمہ ہوا اور ہم لوگوں یعنی حضرت عباس کے گھر والوں کو بہت خوشی ہوئی اور ہماری قوت بڑھ گئی۔ ابورافع کہتے ہیں میں ایک غریب شخص تھا تیروں کی لکڑیاں بنایا کرتا تھا اور زمزم کے پاس ایک حجرہ میں ان کو رکھ دیتا تھا۔ اس دن بھی میں ان کو حجرہ میں رکھ رہا تھا۔ اور ام الفضل حضرت عباس کی بیوی حجرہ میں بیٹھی تھیں کہ اتنے میں ابولہب نہایت رنجیدہ صورت سے حجرہ کی ایک جانب آن کر بیٹھ گیا اور اس کی پشت میری پشت کی طرف تھی۔ وہ بیٹھا ہوا تھا کہ لوگ کہنے لگے اور ابوسفیان بن حارث آ گئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان کا نام مغیرہ تھا۔ ابولہب نے ابوسفیان سے کہا ذرا میرے پاس آؤ تم سے صحیح خبر معلوم ہوگی۔

چنانچہ ابوسفیان ابولہب کے پاس بیٹھ گیا۔ اور ابولہب نے کہا اے میرے بھتیجے بیان کر کیا واقعہ ہوا ابوسفیان نے کہا قسم ہے خدا کی یہ ہوا کہ جب مسلمانوں کے مقابل ہوئے تو ہم نے یہ دیکھا کہ جس طرح چاہتے تھے مسلمان ہم کو قتل کرتے تھے اور جس طرح چاہتے تھے قید کرتے تھے اور قسم ہے خدا کی یہ اور تماشا

دیکھا کہ ایک فوج سفید آدمیوں کی ابلق گھوڑوں پر سوار آسمان وزمین کے درمیان میں کھڑی تھی۔ ابورافع کہتے ہیں میں نے کہا قسم ہے خدا کی ضرور وہ فوج ملائکہ کی تھی۔ ابولہب نے یہ سن کر زور سے ایک طمانچہ میرے منہ پر مارا۔ ابورافع کہتے ہیں میں نے بھی اس کو مارا وہ مجھ کو چمٹ گیا اور مجھ کو پچھاڑ کر میرے اوپر چڑھ بیٹھا۔ کیوں کہ میں کمزور آدمی تھا۔ اُم فضل نے یہ دیکھتے ہی ایک بانس ابولہب کے ایسے مارا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور کہا تو یہ سمجھتا ہے کہ اس کا آقا یہاں نہیں ہے۔ اس لئے میں جو کچھ چاہوں کروں پس ابولہب وہاں سے ذلیل ہو کر چلا آیا۔

ابولہب کی موت

اور قسم ہے خدا کی سات رات بعد چیچک کے عارضہ میں مر گیا۔

قریش کا اپنے مقتولین پر نوحہ کرنے کی ممانعت کرنا

قریش نے اپنے مقتولین پر مکہ میں بڑی نوحہ وزاری کی۔ پھر یہ کہا کہ اب نوحہ وزاری نہ کرو کیونکہ محمدؐ اور ان کے اصحاب کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ خوشیاں منائیں گے اور ابھی تم اپنے قیدیوں کے چھڑانے میں بھی جلدی نہ کرو۔ ورنہ محمدؐ فدیہ میں بہت سا مال طلب کریں گے۔

اسود بن مطلب کا واقعہ

اسود بن مطلب کی اولاد میں سے تین شخص جنگ بدر میں قتل ہوئے تھے زمعہ بن اسود اور عقیل بن اسود اور حرث بن زمعہ اور یہ چاہتا تھا کہ اپنی اولاد پر روئے پس یہ اسی حالت میں تھا کہ اس کو رات کے وقت ایک رونے والے کی آواز آئی اور یہ اسود نابینا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے غلام سے کہا کہ جا دیکھ کیا قریش نے مقتولوں پر رونے کی پابندی ختم کر دی تا کہ میں بھی ابی حکیمہ یعنی زمعہ پر روؤں کیونکہ میرے سینہ میں آگ لگی ہوئی ہے جب وہ غلام دیکھ کر آیا تو اس نے کہا کہ یہ تو ایک عورت اپنے اونٹ کو رو رہی ہے جو کہیں کھو یا گیا ہے۔

اہل مکہ کا اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانا

بدر کے قیدیوں میں ایک شخص ابوورداعہ بن ضبیرہ سہمی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا مکہ میں اس کا بیٹا مالدار سوداگر ہے۔ وہ عنقریب ہی مال لے کر اپنے باپ کو چھڑانے کو آیا چاہتا ہے۔ اور قریش نے مکہ میں یہ مشورہ کیا تھا کہ قیدیوں کو چھڑانے میں جلدی نہ کرو ورنہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ مال طلب

کریں گے مگر اس ابودواعہ کا بیٹا مطلب رات کو پوشیدہ مدینہ کی طرف اپنے باپ کو چھڑانے روانہ ہوا۔ اور بہت جلد پہنچ کر چار ہزار درم دے کر چھڑا لے گیا۔ پھر اس کے بعد قریش نے بھی اپنے قیدیوں کے چھڑانے کے واسطے لوگ روانہ کئے۔ چنانچہ مکرز بن حفص بن اخیف سہیل بن عمرو کے چھڑانے کو گیا۔ حضرت عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کے اگلے دانت توڑ ڈالوں اور اس کی زبان مسل دوں تا کہ یہ کسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی بیان نہ کر سکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس سے کیا فائدہ شاید یہ کسی مجلس میں ایسی باتیں بیان کرے جو تم کو بُری نہ معلوم ہوں حضور علیہ السلام کی یہ پیشگوئی اس وقت پوری ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد تمام عرب مرتد ہو گیا۔ یہاں تک کہ مکہ میں بھی ارتداد کی تیاریاں ہونے لگیں۔ یہ سہیل بن عمرو ہی تھا جس کی زبردست تقریر سے اہل مکہ مرتد ہونے سے بچ گئے۔ اس کی تفصیل آخر کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔ (محمد اسماعیل)

سہیل بن عمرو کا عجیب طریقہ سے چھوٹنا

جب مکرز نے سہیل کے چھڑانے کی بابت گفتگو کی اور وہ رقم مقرر ہوگئی جس پر فریقین راضی ہوئے صحابہ نے فرمایا لا یہ رقم ہم کو دے تو ہم اس کو چھوڑ دیں مکرز نے کہا رقم تو میرے پاس نہیں ہے تم سہیل کو چھوڑ دو۔ اور اس کے بدلے مجھ کو قید کر لو یہ اپنی رقم ادا کر کے مجھ کو چُھڑا کر لے جائے گا۔ صحابہ نے اس بات کو منظور کر لیا اور سہیل کو چھوڑ کر مکرز کو گرفتار کیا۔

عمرو بن ابی سفیان بن حرب بھی بدر کے قیدیوں میں تھا۔ اور حضرت علی نے اس کو گرفتار کیا تھا۔ یہ عمرو عقبہ بن ابی معیط کا نواسہ تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں عمرو بن ابی سفیان کی ماں عمر کی بیٹی اور ابی معیط بن عمر کی بہن تھی۔

اپنے بیٹے کو چھڑانے میں ابوسفیان کا بخل

قریش نے ابوسفیان سے کہا کہ تو بھی اپنے بیٹے عمر کو فدیہ بھیج کر منگوا لے ابوسفیان نے کہا اس کے آنے سے کیا میرا مال اور جو لوگ قتل ہوئے ہیں سب آ جائیں گے۔ جہاں ستمطلہ قتل ہوا وہاں عمر کو بھی جانے دو جب تک وہ اس کو چاہیں قید رکھیں اور جب چاہیں قتل کر دیں۔

عمر بن ابی سفیان کی رہائی

عمرو بن ابی سفیان مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قید ہی تھا کہ سعد بن نعمان بن اکال جو بنی

معاویہ میں سے تھا۔ عمرہ کرنے کے واسطے مدینہ سے مکہ گیا۔ اور اس کو یہ خیال نہ تھا کہ مجھ کو وہاں گرفتار کر لیں گے کیونکہ قریش سے اس بات کا عہد ہو گیا تھا کہ حج یا عمرہ کرنے والے کو کچھ نہ کہیں گے جب یہ سعد بن نعمان جو ایک عمر رسیدہ مسلمان شخص تھا مکہ میں پہنچا تو ابوسفیان نے اپنے بیٹے عمر کے بدلے میں اس کو قید کر لیا۔ جب یہ خبر سعد بن نعمان کی قوم بنی عمرو بن عوف کو پہنچی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمرو بن ابی سفیان کو رہا کر دیں تو ہمارا آدمی سعد بن نعمان رہا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور فرمائی اور عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالہ کیا وہ عمر کو ابوسفیان کے سپرد کر کے سعد بن نعمان کو چھڑا کر لے گئے۔

حضورؐ کے داماد ابوالعاص کا حال

قیدیوں میں ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبد شمس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور حضرت بی بی زینب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کے خاوند بھی تھے ان کو خراش بن صمہ بنی حرام کے ایک شخص نے گرفتار کیا تھا اور یہ ابوالعاص مکہ کے ان لوگوں میں سے تھے۔ جو امانت داری اور تمول وتجارت میں مشہور تھے۔ ان کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت ام المومنین خدیجہ کی بہن تھیں اور حضرت خدیجہ ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر کے حضرت زینب کی ان سے شادی کی تھی اور مثل فرزندوں کے ان سے محبت کرتی تھیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا ذکر ہے۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور وحی نازل فرمائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب صاحبزادیاں آپ پر ایمان لائیں اور مسلمان ہوئیں مگر ابوالعاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اپنے شرک پر قائم رہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی رقیہ یا ام کلثوم کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا تھا مگر رخصت ہنوز نہ ہوئی تھی جو قریش نے خدا اور رسول کی عداوت پر کمر باندھی اور ابوالعاص کے پاس جا کر کہا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو طلاق دے دو پھر تم قریش کی جس عورت سے کہو گے ہم تمہاری شادی کر دیں گے ابوالعاص نے کہا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کرونگا کہ اپنی بیوی کو چھوڑ کے کسی قریش کی عورت کو اختیار کروں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوالعاص کی اس بات سے بہت خوش تھے اور ان کی تعریف فرماتے تھے۔

پھر قریش کے لوگ عتبہ بن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو طلاق دے دے تو پھر قریش کی جس عورت سے تو کہے گا ہم تیری شادی کر دیں گے۔ عتبہ نے کہا اگر تم

اَبان بن سعید بن عاص یا سعید بن عاص کی بیٹی سے میری شادی کر دو تو میں ایسا کروں قریش نے اس کی شادی کر دی اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو طلاق دے دی حالانکہ صاحبزادی صاحبہ کی ہنوز رخصت نہ ہوئی تھی اس طریقہ سے خدا تعالیٰ نے اس موذی سے ان کو محفوظ رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن صاحبزادی کی پھر حضرت عثمان سے شادی کر دی۔

اگرچہ اسلام نے حضرت زینب اور ابو العاص میں تفریق کر دی تھی۔ کیونکہ زینب مسلمان تھیں اور ابوالعاص مشرک تھے مگر چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مغلوب تھے۔اس سبب سے آپ ان کی تفریق نہ کر سکے اور حضرت زینب ابوالعاص ہی کے پاس رہیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور پھر بدر کی جنگ میں ابوالعاص گرفتار ہوئے اور مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کے چُھڑانے کے واسطے فدیہ بھیجا تو حضرت زینب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے بھی اپنے خاوند ابوالعاص کے چُھڑانے کے واسطے ایک اپنا ہار روانہ کیا اور یہ وہ ہار تھا جو حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت کے جہیز میں دیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہوئے اور صحابہ سے فرمایا کہ اگر لوگوں کی مرضی ہو تو زینب کے قیدی کو چھوڑ دو۔اور اس کا مال واپس کر دو۔صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ بہت بہتر ہے۔انہوں نے ابوالعاص کو مع اس ہار کے رخصت کیا مگر حضور نے ابوالعاص سے یہ عہد کر لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دیں۔ابوالعاص نے قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ایک شخص کو انصار میں سے ابوالعاص کے ساتھ روانہ کیا اور فرمایا کہ تم مقام بطن یاجح میں ٹھہر جانا زینب تمہارے پاس آئیں تو ان کو یہاں لے آنا چنانچہ یہ دونوں شخص روانہ ہوئے اور یہ جنگ بدر سے ایک مہینہ بعد کا قصہ ہے۔ پھر جب ابوالعاص مکہ میں پہنچے تو حضرت زینب سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو طلب فرمانے کا ذکر کیا اس پردہ سامانِ سفر کی تیاری میں مصروف ہوئیں۔

حضرت زینب فرماتی ہیں کہ جب میں مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے واسطے سامان کر رہی تھی تو ہندہ بنت عتبہ (ابوسفیان کی بیوی، حضرت معاویہ کی ماں) میرے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میں نے سنا ہے کہ تم اپنے باپ کے پاس جانا چاہتی ہو میں نے کہا میرا تو ارادہ نہیں ہے۔ ہندہ نے کہا اے میرے چچا کی بیٹی مجھ سے کیوں چھپاتی ہو۔ میں اس واسطے کہتی ہوں کہ تمہیں کسی ایسے سامان کی ضرورت ہو جو سفر میں تمہارے کام آئے یا کچھ رقم کی ضرورت ہو تو مجھ سے کہو میں تمہیں دے دوں گی۔ بدر میں جو جنگ مردوں کے درمیان ہوئی ہے۔اس سے لازم نہیں آتا کہ عورتیں آپس میں

اپنے تعلقات خراب کر لیں۔حضرت زینب کہتی ہیں میری رائے میں جیسا ہندہ نے کہا تھا ویسا ہی کرتی مگر پھر بھی مجھ کو اس سے اندیشہ ہوا اور میں نے اس سے صاف انکار کیا کہ میرا ارادہ سفر کا نہیں ہے پھر جب حضرت زینب سفر کی تیاری سے فارغ ہوئیں تو ان کے جیٹھ کنانہ جو ابوالعاص کے بھائی تھے سواری کا اونٹ لائے اور زینب اُس پر سوار ہوئیں اور کنانہ نے تیر وکمان اپنے ساتھ لیا اور اونٹ کو ہکاتے ہوئے چلے قریش کے لوگ ان کی تلاش کے واسطے دوڑے یہاں تک کہ مقام ذی طویٰ میں ان کو جالیا۔اور پہلا جو شخص کنانہ کے قریب پہنچا وہ ہُبار بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ فہری تھا۔اس نے اپنے نیزہ سے حضرت زینب کو جو اونٹ کے ہودج میں سوار تھیں ڈرایا حضرت زینب حاملہ تھیں اس کے خوف سے حمل اُن کا ساقط ہو گیا۔کنانہ نے یہ حال دیکھ کر مارے غصہ کے کمان میں تیر رکھا اور کہا جو شخص آگے بڑھے گا۔میں اس تیرے اس کا کام تمام کروں گا۔قریش تیر کو دیکھتے ہی پیچھے ہٹ گئے۔اور ابوسفیان چند معززین قریش کو لے کر کنانہ کے پاس آیا اور کہا اے شخص تو اپنے تیر کو اپنے ترکش میں رکھ اور ہماری ایک بات سُن لے کنانہ نے کہا کہہ کیا کہتا ہے۔ابوسفیان نے کہا یہ تو نے اچھا نمونہ نہ کیا۔کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو علانیہ سب کے سامنے لئے جاتا ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مصیبت ہم کو پہنچی ہے۔اس کو تو خوب جانتا ہے اگر تو اس کو اعلانیہ لے جائیگا۔تو قریش سمجھیں گے کہ یہ بھی ہم کو ایک ذلت اور ندامت پہنچی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہم میں سے چلی گئی۔اور ہم اس کو نہ روک سکے اس سے ہمارا ضعف ثابت ہوتا ہے۔اور قسم ہے مجھ کو اپنی جان کی اس عورت کے روکنے سے ہمارا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اور نہ ہم اس سے کوئی بدلہ نکالنا چاہتے ہیں فقط اتنا مطلب ہے کہ اب تو اس کو لے کر اپنے گھر کو واپس چلا جا اور دو چار دن کے بعد جب یہ شور وغوغا ذرا کم ہو جائے گا۔اس وقت چپکے سے پہنچا دیجو۔

کنانہ نے ابوسفیان کی اس بات کو قبول کیا اور پھر دو چار روز کے بعد جب شور وشغب میں کمی ہو گئی رات کے وقت حضرت زینب کو زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے پاس پہنچا دیا اور یہ دونوں ان کو لے کر بخیر وعافیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ روانہ فرمایا جس میں مَیں بھی تھا اور حکم دیا کہ اگر ہبار بن اسود یا وہ شخص جس نے زینب کی طرف سبقت کی تھی۔[1] یہ دونوں تمہارے ہاتھ آ جائیں تو اُن کو آگ میں جلا دینا۔ابوہریرہ کہتے ہیں یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کو ہم کو دیا تھا۔جب

[1] ابن اسحٰق نے اس دوسرے شخص کا نام اپنی روایت میں نافع بن عبد قیس بتایا ہے۔

صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے پاس ایک شخص کے ہاتھ کہلا کر بھیجا کہ میں نے جو تم کو جلانے کا حکم دیا تھا۔ پھر مجھ کو خیال آیا کہ عذاب الٰہی کے ساتھ بندوں کو عذاب دینا نہ چاہیئے پس تم اُن دونوں کو قتل کر دینا۔

اس واقعہ کے بعد ابوالعاص ایک مدت تک مکہ میں رہے اور زینب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہیں۔ پھر فتح مکہ سے تھوڑے دن پہلے ایسا اتفاق ہوا کہ ابوالعاص اپنا اور قریش کا بہت سا مال تجارت لے کر ملک شام کو گئے چونکہ یہ بڑے امانت دار تھے ہر شخص اپنا مال ان کے سپرد کر دیتا تھا۔ اور وہاں خرید و فروخت سے فارغ ہو کر جب واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سریّہ نے ان کا تمام مال اسباب لوٹ لیا اور ابوالعاص بھاگ گئے پھر رات کو خفیہ طور پر مدینہ میں حضرت زینب کے پاس آئے اور اُن سے پناہ مانگی۔ انہوں نے ان کو پناہ دی اور یہ اپنا مال طلب کرنے آئے تھے جو مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا۔ صبح کو جب حضورؐ مسجد میں نماز کے واسطے آئے اور آپ نے اور سب لوگوں نے اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھی تو حضرت زینب نے عورتوں کی صف میں سے آواز دی کہ اے لوگوں میں نے ابوالعاص بن ربیع کو پناہ دی ہے حضورؐ نے جب سلام پھیرا تو صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگو جو آواز میں نے سنی ہے تم نے بھی سنی سب نے عرض کیا ہاں حضور ہم نے بھی سنی ہے فرمایا اے لوگو! تم جان لو کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ کو اور کچھ خبر نہیں ہے۔ فقط جو بات تم نے سنی ہے وہی میں نے بھی سنی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ ادنیٰ مسلمان بھی کافر کو پناہ دے سکتا ہے پھر حضورؐ اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے بیٹی ان کو اچھی طرح سے رکھنا اور خاطر سے پیش آنا مگر خلوت نہ کرنا کیونکہ یہ بسبب شرک کے تم پر حلال نہیں ہیں۔

عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ حضورؐ نے اُن لوگوں کے پاس آدمی بھیجا جو ابوالعاص کا مال لوٹ لائے تھے اور فرمایا کہ یہ شخص ابوالعاص ہم میں سے ہیں جیسا کہ تم کو معلوم ہے اور تم نے ان کا مال لوٹا ہے پس اگر تم احسان کرو اور ان کا مال واپس کر دو تو یہ ہماری عین خوشی ہے۔ اور اگر تم واپس نہ کرو تو وہ تمہارا مال غنیمت ہے جو خدا نے تم کو عنایت کیا تم اس کے حق دار ہو۔ اُن سب لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم فوراً واپس کرتے ہیں اور پھر انہوں نے کل چیزیں واپس کر دیں یہاں تک کہ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی آ گئی کچھ باقی نہ رہا۔ اُس سب مال کو لے کر ابوالعاص مکہ میں آئے اور جن جن لوگوں کا مال تھا ان کو ادا کر دیا۔ اور کہا کہ تم میں سے کسی کی کوئی چیز باقی تو نہیں رہی۔ انہوں نے کہا نہیں سب چیزیں پہنچ گئیں خدا تم

کو جزاء خیر دے تم بڑے امانت دار اور کریم ہو۔

ابوالعاص نے فرمایا پس میں اب مسلمان ہوتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں قسم ہے خدا کی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسی خیال سے ایمان نہیں لایا تھا کہ لوگ یہ کہیں گے کہ میں لوگوں کا مال کھانے کی خاطر مسلمان ہوا ہوں اب جو میں نے تمہارے مال تم کو پہنچا دیئے اور فارغ ہو گیا ہوں تو اپنے اسلام کا اعلان کرتا ہوں۔ پھر ابوالعاص مکہ سے چل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب کو چھ سال کے بعد ابوالعاص کے اسی نکاح اول پر حوالہ کیا دوبارہ نکاح نہیں کیا۔

جب ابوالعاص بن ربیع شام سے آ رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سریہ نے ان کو لوٹ لیا تو کسی نے ان سے کہا کہ تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے جو یہ سب مال تمہارے ہی پاس رہے۔ ابوالعاص نے کہا کہ میرا اسلام کبھی اچھا نہیں ہو سکتا۔ اس حالت میں جب کہ میں اُن امانتوں میں جو میرے پاس ہیں خیانت کروں۔

اُن قیدیوں کے نام جو فدیہ کے بغیر چھوڑ دیئے گئے

اُن قیدیوں کے نام جن پر خدا اور رسول نے احسان کیا اور بغیر فدیہ لئے ان کو رہا فرمایا ہم کو یہ معلوم ہوئے ہیں بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابوالعاص بن ربیع بن عبد شمس اگرچہ حضرت زینب نے ان کے فدیہ کے واسطے اپنا ہار بھیجا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ویسے ہی معاف فرما دیا اور ہار بھی واپس کر دیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظ میں سے مطلب بن حنطب بن حارث بن عبید بن عمر بن مخزوم یہ بنی خزرج کی حراست میں تھا انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور یہ اپنی قوم سے جا ملا اس کو خالد بن زید یعنی ابوایوب انصاری نے گرفتار کیا تھا جو بنی نجار میں سے تھے اور صیفی بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بھی قیدیوں میں سے تھا۔ جب اس کا فدیہ لے کر مکہ سے کوئی نہ آیا تو اس نے اقرار کیا کہ اگر مجھ کو چھوڑ دو تو میں خود مکہ جا کر چھوڑ دو تو میں خود مکہ جا کر اپنا فدیہ بھیج دوں گا۔ چنانچہ صحابہ نے اس کو رہا کر دیا۔ اور یہ مکہ آ گیا مگر اس نے کچھ نہ بھیجا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور قیدیوں میں ایک شخص ابوعزۃ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن اُہیب بن خدافہ بن

جمحی تھا یہ شخص غریب تھا اور کئی بیٹیاں رکھتا تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ میں غریب اور مفلس آدمی ہوں حضور مجھ پر احسان فرمائیں اور مجھے چھوڑ دیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا اور اس کو آزاد کر دیا اور یہ اقرار لے لیا کہ ہمارے دشمن کی مدد نہ کیجو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت تعریف کی اور رخصت ہوا۔

ابن ہشام کہتے ہیں۔ قیدیوں کا فدیہ زیادہ سے زیادہ چار ہزار درم اور کم سے کم ایک ہزار درم تھا۔ مگر جو مفلس تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر احسان فرما کر اُن کو آزاد کیا۔ اور اُن سے کوئی فدیہ نہیں لیا۔

صفوان اور عمیر کا آنحضرتؐ کے قتل کی سازش کرنا

جنگ بدر کے بعد ایک روز صفوان بن اُمیہ اور عمیر بن دہب جمحی حجر اسود کے پاس مکہ میں بیٹھے ہوئے بدر کی لڑائی اور کفار کی مصیبت کا ذکر کر رہے تھے۔ اور عمیر کا بیٹا دہب قیدیوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا اور عمیر شیاطین قریش میں سے ایک بڑا شیطان تھا صحابہ کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تکلیفیں پہنچاتا تھا۔ بدر کی جنگ میں اس کے بیٹے دہب کو رقاعہ بن رافعہ نے گرفتار کیا تھا۔

یہ دونوں کعبہ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ صفوان نے کہا اب زندگانی کا کچھ لطف نہیں رہا عُمیر نے کہا تو سچ کہتا ہے اگر میرے اوپر قرض کا اس قدر بار نہ ہوتا۔ اور اہل وعیال کا خیال نہ ہوتا کہ میرے بعد ان کا کیا حال ہوگا۔ تو میں ابھی سوار ہو کر جاتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالتا۔ خواہ بعد میں مجھے قتل ہی کر دیتے مگر میرے دل کی حسرت تو نکل جاتی۔

صفوان نے اس کی بات کو غنیمت سمجھا اور کہا تیرے قرض کا ادا کرنا میرے ذمہ میں ہے اور تیرے عیال کا خرچ بھی میں اپنے عیال کے ساتھ برداشت کرونگا تو جا کر یہ کام کر عمیر نے کہا تو اس راز کو تو ظاہر نہ کیجو صفوان نے کہا میں کسی سے نہ کہوں گا پھر عمیر نے اپنی تلوار کو زہر کا بجھاؤ دیا۔ اور اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ میں پہنچا حضرت عمر اُس وقت بیٹھے ہوئے صحابہ سے بدر ہی کی جنگ کا ذکر کر رہے تھے اتنے میں عمیر پہنچا اور مسجد نبوی کے دروازہ پر اس نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اترا۔ تلوار اس کی گردن میں حمائل تھی حضرت عمر نے اس کو دیکھتے ہی کہا قسم ہے خدا کی یہ کتا دشمنِ خدا عمیر ہے یہ ضرور کسی شرارت کی نیت سے آیا ہے پھر عمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کا دشمن عمیر بن دہب آیا ہے اور تلوار اس کے ساتھ ہے حضورؐ نے فرمایا اس کو میرے سامنے لاؤ حضرت عمر نے اس کی تلوار کے تسمہ کو جو گردن میں پڑا ہوا تھا خوب مضبوط پکڑ لیا اور انصار کے لوگوں سے فرمایا کہ اس کو حضور کی خدمت میں لے جاؤ مگر ہوشیار رہنا۔

کیونکہ یہ شخص بڑا ابد ہے۔اس کا بھروسہ نہیں یہ انتہا درجہ کا خبیث ہے پھر جب عمرؓ اُسی ہیئت سے عمیر کو پکڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر اس کو چھوڑ دو اور اے عمیر تو میرے پاس آ عمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اَنْعِمُوْا صَبَاحًا یعنی تم لوگوں نے اچھی صبح کی (یہ ایک کلمہ دعائیہ جاہلیت میں جاری تھا۔ جب ایک دوسرے سے ملتے تو یہی کہتے تھے۔) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمیر ہم کو خدا تعالیٰ نے تیری دعا سے بہتر دعا عنایت کی ہے اور وہ اسلام ہے جو اہل جنت کی دعا ہے عمیر نے کہا اے محمدؐ یہ تمہاری نئی باتیں ہیں۔اور ہم ان سے واقف نہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمیر تو کس واسطے یہاں آئے ہو۔عمیر نے کہا میں اس قیدی کے واسطے آیا ہوں جو تمہارے پاس گرفتار ہے کہ تم اس کو رہا کر کے مجھ پر احسان کرو حضورؐ نے فرمایا پھر یہ تلوار تمہارے پاس کس واسطے ہے عمیر نے کہا خدا اس تلوار کو خراب کرے یہ اب تک ہمارے کس کام آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا سچ کہتا ہے کہ اسی واسطے آیا ہے۔عمر نے کہا ہاں سچ کہتا ہوں کہ فقط اسی واسطے آیا ہوں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو نے اور صفوان نے حجر اسود کے پاس بیٹھ کر کیا صلاح کی تھی تو نے بدر کے مقتولوں کا ذکر نہیں کیا تھا۔اور یہ نہیں کہا تھا۔اگر میرے اوپر اس قدر قرض نہ ہوتا جس کو میں ادا نہیں کر سکتا اور اہل وعیال کا خیال نہ ہوتا تو میں جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیتا۔صفوان نے تیرا قرض اپنے ذمہ میں لیا اور تیرے عیال کے خرچ کا بھی متکفل ہوا کہ تو مجھ کو قتل کر دے اور خدا تمہاری اس گفتگو کا شاہد ہے۔

عمیر کا قبول اسلام

عمیر نے کہا بیشک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے رسول ہیں یا رسول اللہ آپ جو آسمانی خبریں بیان فرماتے تھے ہم اُن کو جُھٹلایا کرتے تھے اور یہ ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ اس وقت سوا میرے اور صفوان کے کوئی نہ تھا قسم ہے خدا کی یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا ہی نے دی ہے۔پس شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھ کو اسلام کی ہدایت کی اور اس راستہ پر مجھ کو چلایا۔ پھر عمیر نے حق کی گواہی دی اور صدقِ دل سے مسلمان ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم اپنے اس دینی بھائی کو دین کے مسائل بتاؤ اور قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو اس کے حوالہ کرو۔ چنانچہ صحابہ نے عمیر کو تعلیم دی پھر عمیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں پہلے نور اسلام کے خاموش کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اور مسلمانوں کو بہت تکلیفیں پہنچاتا تھا۔اب میں چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجازت دیں تا کہ

میں جا کر لوگوں کو اسلام کی ہدایت کروں شاید خدا ان کو توفیق نیک عنایت کرے ورنہ میں پھر اُن کو سخت ایذائیں اور تکلیفیں پہنچاؤں گا۔ جیسی کہ پہلے آپ کے صحابہ کو پہنچاتا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کو اجازت دی اور یہ مکہ میں گئے۔

صفوان کو مکہ میں عمیر کا بڑا انتظار تھا اور مکہ والوں سے کہا کرتا تھا کہ اب عنقریب تم کو ایسی خوشخبری پہنچتی ہے۔ جس سے تم بدر کے واقعہ کو بھول جاؤ گے اور ہر ایک آنے والے سے جو مدینہ سے آتا تھا عمیر کا حال دریافت کرتا یہاں تک کہ جب اس کو عمیر کے مسلمان ہونے کی خبر پہنچی تو اُس نے قسم کھائی کہ میں عمیر سے کبھی بات نہ کرونگا اور نہ کوئی نفع اس کو پہنچاؤں گا۔

عمیر کی دعوت اسلام

جب عمیر مکہ میں آئے تو انہوں نے دعوت اسلام شروع کی۔ چنانچہ بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔

عمیر کا جنگِ بدر میں شیطان کو سراقہ کی شکل میں دیکھنا اور اس کا فرار

عمیر بن وہب یا حارث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک نے بدر کی جنگ میں شیطان کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔ اور اس سے کہا تھا اے سراقہ کہاں جاتا ہے۔ مگر وہ بھاگ ہی گیا کیونکہ شیطان سراقہ کی صورت بنا ہوا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب بدر میں مسلمانوں اور مشرکوں کے لشکر باہم مقابل ہوئے اور ابلیس لعین نے جو سراقہ کی صورت بنا ہوا کفار کو بھڑکا رہا تھا فرشتوں کی فوج دیکھی جس کے ساتھ خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد فرمائی تھی تو الٹا بھاگا اور کفار نے جب اس سے پوچھا کہ کہاں بھاگا جاتا ہے تو کہنے لگا کہ میں وہ بات دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور یہ بات اس نے سچ کہی تھی کیوں کہ فرشتوں کو دیکھتا تھا اور کفار کو دکھائی نہ دیتے تھے پھر کہنے لگا میں خدا سے ڈرتا ہوں خدا سخت عذاب والا ہے۔ جن لوگوں نے اس کو سراقہ کی صورت میں دیکھا تھا وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہر منزل میں ہم اس کو سراقہ ہی کی صورت سے دیکھتے تھے۔ یہاں تک کہ عین جنگ کے وقت بدر میں بھاگ کر غائب ہو گیا۔

قریش میں سے حاجیوں کو کھانا کھلانے والے

(1) بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے حضرت عباس بن عبد المطلب بن ہاشم۔

(2) بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔

(3) بنی نوفل میں عبد مناف میں سے حرث بن عمرو بن نوفل۔ اور طعیمہ بن عدی بن نوفل باری باری سے

کھلاتے تھے۔

(4) بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام بن حرث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد یہ دونوں باری باری سے کھلاتے تھے۔

(5) بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبدمناف بن عبدالدار۔

(6) بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابوجہل بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

(7) بنی جمح بن عمرو میں سے اُمیہ بن خلف بن دہب بن خدافہ بن جمح۔

(8) بنی سہم بن عمرو میں سے نبیہ حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کے دونوں بیٹے باری باری سے کھلاتے تھے۔

(9) بنی عامر بن لوئی میں سے سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل بن عامر یہ لوگ حج کے ایام میں باہر سے آنے والے حاجیوں کی خاطر تواضع اور مہمان داری کیا کرتے تھے۔

جنگِ بدر میں مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

مسلمان کے جو گھوڑے جنگ بدر میں تھے۔ اُن میں سے مرثد بن غنوی کے گھوڑے کا نام سیل تھا۔ اور ایک گھوڑا مقداد بن عمرو بہرانی کا تھا۔ اس کو بعزجہ اور بعض سجہ کہتے تھے اور ایک گھوڑا زبیر بن عوام کا تھا۔ اُس کو یعسوب کہتے تھے۔

مشرکین کے لشکر میں جو گھوڑے تھے ان کی تعداد ایک سو 100 کے قریب تھی۔

غزوہ بدر کے متعلق سورہ انفال کا نزول

بدر کے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورہ انفال نازل فرمائی اور مال غنیمت کے متعلق جو اختلاف مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا اس کو رفع کیا تھا۔ اور فرمایا اے رسول تم سے مال غنیمت کی بابت سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو مال غنیمت خدا اور رسول کا ہے۔ پس تم خدا سے ڈرو اور اپنے آپس میں صلح رکھو اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ جب کوئی شخص سورہ انفال کی نسبت دریافت کرتا تو ہم کہتے تھے جب بدر کی جنگ کے بعد مال غنیمت میں ہم لوگوں نے اختلاف کیا اور ہر ایک اس کے مستحق ہونے کا مدعی ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس سب مال کو ہمارے قبضہ سے نکال کر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا مختار کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو برابر ہم لوگوں میں تقسیم فرمایا اور اس تقسیم میں تقویٰ اور اطاعت خدا و

رسول اور آپس کے تعلقات کی اصلاح مدنظر تھی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں اس وقت کا ذکر فرمایا[1] جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں کو لے کر قریش کے مقابلہ کو تشریف لے چلے اور قریش اپنے قافلہ کی حمایت اور حفاظت کے واسطے مکہ سے نکلے فرمایا ہے۔

جب تمہارے رب نے تم کو تمہارے گھر یعنی مدینہ سے بدر کی طرف نکالا حالانکہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ اس نکلنے کو اچھا نہ سمجھتے تھے اور جہاد کی فرضیت ظاہر ہونے کے بعد اس کے متعلق تم سے جھگڑتے تھے گویا کہ موت کی طرف لے جا رہے ہیں اور موت کو آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

پھر فرمایا ہے وہ وقت یاد کرو جب کہ اے مومنو! خدا تم سے ایک گروہ کا دونوں گروہوں میں سے وعدہ فرما رہا ہے کہ یا تو تجارتی قافلہ تم کو دلوا دے گا اور یا قریش کو تم سے مغلوب کریگا۔ اور تم یہ چاہتے تھے کہ وہ گروہ جس کے پاس ہتھیار نہیں ہیں تمہیں ملے یعنی قافلہ تمہارے ہاتھ آ جائے اور جنگ کی زیادہ مشقت نہ اُٹھانی پڑے مگر خدا تعالیٰ نے یہ مناسب سمجھا اور یہی ارادہ کیا کہ اپنے کلمات کے ساتھ حق کو حق کر دکھلائے اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔ اور اس وقت کو یاد کرو جب تم گڑگڑا کر اپنے رب سے التجائیں کر رہے تھے۔ تو تمہارے رب نے تمہاری دعاؤں کو سنا اور ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کی۔ اگر خدا تمہارا کافروں سے مقابلہ نہ کراتا اور تجارتی مال تمہارے ہاتھ آ جاتا تو پھر اسلام کو کچھ فائدہ نہ پہنچتا اور اب جو کفار کے سرکردہ قتل ہو گئے تو اسلام کی بہت سی رکاوٹیں دفع ہو گئیں اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور دیکھو کہ جب تم نے خدا پر بھروسہ کیا اور اپنی کمی تعداد اور بے سروسامانی کا کچھ خیال نہ کر کے اپنے حوصلہ بلند کئے اور دین کی عزت افزائی اور خدا و رسول کی اطاعت پر کمر بستہ ہو گئے اور جہاد کو سعادت دارین اور خدا کے قرب کا وسیلہ اور اس کی رضامندی کا زینہ سمجھا تو پھر خدا نے بھی تمہاری کمر تھامی اور تمہاری امداد و اعانت فرمائی تم پر آسمان سے پانی برسایا جس سے تم کو تر و تازگی حاصل ہوئی اور تمہارے راستے صاف ہو گئے اور بہت سی آسانیاں تم کو حاصل ہوئیں اور خلاف اس کے تمہارے دشمنوں کے واسطے وہی مینہ قہر و غضب ہو گیا کہ وہ اُس میں شرابور ہو کر نقل و حرکت بھی نہ کر سکے اور از حد پریشانیاں اُن کو لاحق ہوئیں جن کے سبب سے وہ تم سے پہلے بدر کے چشمہ کو قبضہ میں نہ لا سکے اور تم نے اس پر قبضہ کر لیا اور تمہارے قدم ثابت ہو گئے اور تمہارے قلب ایسے نڈر اور بے خوف ہو گئے کہ شیطانی شکوک اور خطرات بالکل ان سے دفع ہوئے اور تم نے صدق دل سے خدا پر بھروسہ کیا اور سمجھ

---

[1] اختصار کے لحاظ میں نے بجائے قرآن کریم کی اصل آیات لکھنے کے ان کا ترجمہ یہاں لکھا ہے۔ محمد اسماعیل

لیا کہ خدا کا وعدہ سچا ہے۔ضرور وہ ہم کو دشمنانِ دین پر غالب کرے گا اگر چہ ہماری تعداد کم ہے تو کیا ہے۔ ہمارا یقین اور ایمان تو کثیر ہے اور خدا کی مدد پر ہمارا بھروسہ پورا ہے اور جب تم نے ایسی سچی نیت کی تو پھر خدا نے اپنے فرشتوں سے فرمایا کہ ''میں تمہارے ساتھ ہوں پس ایمان والوں کو ثابت قدم رکھ عنقریب میں کفار کے دلوں میں رُعب ڈال دوں گا۔ پس تم کفار کی گردن مارو اور ہر بند بند اُن کا جُدا جُدا کر دو کیوں کہ اِن کفار نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی اور جو شخص خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے۔ خدا اس کو سخت عذاب دیتا ہے۔''

پھر فرمایا اے مومنو! جب تم کفار سے مقابلہ کرو تو اُن کے سامنے سے پشت پھیر کر نہ بھاگو اور جو اُن سے پشت پھیر کر بھاگے گا بغیر کسی جنگی مصلحت کے یا اپنے لشکر سے مل کر جنگ کرنے کے خیال سے دو یقیناً خدا کے غضب میں آ گیا اور جہنم اُس کا ٹھکانا ہے اور بُرا ٹھکانا ہے کیونکہ اس بھاگنے والے نے جو بغیر کسی مصلحت کے بھاگا ہے خدا کی امداد پر بھروسہ نہیں کیا پھر یہ کس طرح عزت اور توقیر کا مستحق ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس کے واسطے ہمیشہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ذلت اور تحقیر ہے اور اگر یہ ثابت قدم رہا اور پوری کوشش کے ساتھ جہاد کرتا رہا پس اس کے واسطے دو جہان کی نیک نامی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار کی طرف کنکر پھینکنے کے متعلق فرمایا۔ اے رسول جو کنکر تم نے کفار کی طرف پھینکے تھے بلکہ وہ خدا نے پھینکے تھے اور خدا ہی نے تم کو مدد دی اور تم کو کفار پر غالب کیا اور تا کہ مومنوں کی اچھی آزمائش ......کر لے یعنی دیکھ لے کہ دشمن کی کثرت تعداد کو دیکھ کر یہ گھبراتے ہیں یا نہیں اور ان کے ساز و سامان سے اُن پر کچھ خوف و رعب غالب ہوتا ہے یا نہیں مگر شاباش ہے مسلمانوں کو کہ وہ خدا کی آزمائش میں پورے اُترے اور خدا کی امداد کے وعدے پر جو ہر مسلمان سے اس نے کیا ہے چنانچہ اُس کا فرمان ہے۔ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی مسلمانوں کی مدد کرنا ہم پر فرض ہے اس وعدہ پر بھروسہ کر کے اُنہوں نے کفار کی کثرت اور اپنی قلت پر کچھ خیال نہ کیا اور ایسے دلیرانہ حملے کئے جیسے شیر بکریوں پر جا پڑتے ہیں۔ یا جیسے شہباز بلند پرواز چڑیوں کو شکار کرتے ہیں۔ چنانچہ آناً فاناً میں اس دینی جوش کے طفیل کفر کی بیخ و بنیاد اکھڑ گئی اور اسلام کے پاؤں دنیا میں جم گئے اور مسلمانوں کا سرِ عزت آسمانِ افتخار پر پہنچا سچ ہے اسلام کی یہی شان ہے اور مسلمانوں کی یہی آن بان ہے ورنہ اسلام کہاں برائے نام ہے جس دل میں اسلام کا جوش نہیں اور اپنے سچے اور برحق دین کی غیرت اور حمیت نہیں بھلا وہ بھی کہیں مسلمان ہے۔ خدا تعالیٰ ہم کو بھی وہی توفیق عطا کرے جو ہمارے بزرگوں کو عنایت کی تھی۔ جن کی

کوششوں کی طفیل سے آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور وہی صدق اور یقین ہم کو نصیب فرمائے تا کہ ہم بھی اپنے پیارے اور سچے مذہب کی ترقی اور عروج کے واسطے عملی کارروائیاں ظہور میں لائیں۔

اس کے بعد فرماتا ہے تم نے فتح طلب کی پس بیشک فتح تمہارے پاس آ گئی اور اگر تم اہلِ اسلام کی دُشمنی سے باز رہو تو یہ تمہارے واسطے بہتر ہے اور اگر پھر تم جنگ وفساد کے ساتھ عود کرو گے تو ہم بھی عود کریں گے۔ اور تمہارا لشکر اگر چہ کثیر ہو۔ مگر تم کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکے۔ اور بے شک خدا مومنوں کے ساتھ ہے۔

پھر فرمایا ''اے ایمان والو تم خدا اور رسول کی فرمانبرداری کرو کیونکہ یہی تمہاری دینی اور دنیاوی ترقی کا ذریعہ ہے اور رسول کے حکم کو سُن کر اس سے روگردانی نہ کرو۔ اور اُن منافق لوگوں کی مثل نہ ہو جاؤ جو کہتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور درحقیقت وہ نہیں سُنتے ہیں یعنی چونکہ وہ منافق ہیں بظاہر زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ ہاں ہم نے سُن لیا اور ان کے دل میں جو اسلام کی محبت نہیں ہے اس سبب سے اس حکم پر کاربند نہیں ہوتے نہ خُدا کے وعدہ کو سچا جانتے ہیں پس اُن کا سُننا اور نہ سُننا یکساں ہے۔ کیونکہ ظاہر میں اطاعت کرتے ہیں اور باطن میں نافرمانی بے شک خدا کے نزدیک سب حیوانات میں وہی بدتر ہیں جو حق بات نہ سُنتے ہیں نہ بولتے ہیں نہ سمجھتے ہیں اور نہ ان کو تمیز ہے کہ حکم الٰہی کی مخالفت میں وہ کس عذاب اور مصیبت کے مستحق ہوتے ہیں اور اے مومنو! اگر خدا ان لوگوں کی کچھ بھلائی جانتا تو ان کو بھی حق بات سناتا۔''

اس کے بعد فرماتا ہے ''اے ایمان والو خدا اور رسول کے حکم کو بجان ودل قبول کرو جبکہ وہ تم کو ایسی بات کی طرف بلائیں جو تمہاری روحانی زندگی کا باعث ہے۔''

اس کے آگے فرمایا ''اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور تھے۔ کسی قسم کی لڑائی یا جہاد کی تم میں طاقت نہ تھی مگر چونکہ تم اپنے دین پر استقلال کے ساتھ قائم تھے اور خدا اور رسول کی اطاعت میں سرگرم تھے اور کفار کے فتنوں سے خوفزدہ تھے کہ جہاں ہم جائیں گے یہ ہم کو پریشان کریں گے۔ خدا نے تم کو ایک امن کا ٹھکانا دیا اور اپنی امداد کے ساتھ تمہاری تائید فرمائی اور اچھے اچھے رزق تم کو تقسیم کئے تا کہ تم شکر کرو۔''

پھر فرمایا ''اے ایمان والو اگر تم خدا سے تقویٰ کرو گے اور اس کے وعدہ کو سچا جان کر اس کی راہ میں دینی حمیت اور جوش کے ساتھ جہاد پر کمر کو مضبوط باندھو گے تو وہ تمہارے واسطے ایسا ذریعہ پیدا کر دے گا۔ جس سے حق اور باطل جدا جدا ہو جائیں گے اور تم اپنے حق کو پہنچو گے اور تمہارے مخالفین نیست ونابود ہو جائیں گے۔ اور جب تم ایسا کرو گے تب وہ تمہارے گناہ بھی بخش دے گا۔ اور تمہاری برائیاں دور کرے گا۔ اور اللہ

بڑے فضل والا ہے۔''

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت فرمانے کا ذکر فرمایا ہے جبکہ کفار آپ کے قتل یا شہر بدر کرنے کی تدبیریں کر رہے تھے اور خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پھندے سے محفوظ رکھ کر اُن کا مکر انہیں پر اُلٹا کر دیا۔ پھر اس کے بعد قریش کی جہالت کے سبب سے اپنے حق میں بد دعا کرنے کا ذکر فرمایا ہے کہ کفار قریش کہتے تھے اے اللہ اگر یہ رسول سچا ہے اور تیری طرف سے ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا دکھ دینے والے عذاب میں ہم کو مبتلا کر۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب سورۃ **یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ** نازل ہوئی کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد بدر کا واقعہ ہوا کہ اے رسول تم ان دولت مند جھٹلانے والوں کو اور مجھ کو چھوڑ دو اور تھوڑی مہلت ان کو دو۔ دیکھو تو میں ان کو کیسی سزا دیتا ہوں یقیناً ہمارے پاس ان کے واسطے زنجیریں اور بیڑیاں اور دوزخ کا عذاب اور ایسا کھانا جو حلق سے اندر نہ اُتر سکے اور دردناک عذاب ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''بیشک کافر اپنے مال اس واسطے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو خدا کے راستہ سے روکیں۔ پس عنقریب اس خرچ کرنے سے ان کو حسرت ہوگی کہ ہائے ہم نے اتنا مال کیوں برباد کیا اور پھر وہ مسلمانوں سے مغلوب ہوں گے اور کافر جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔''

پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو خطاب فرماتا ہے کہ ''کفار سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنے کفر سے باز رہیں اور اسلام قبول کریں تو اُن کی ساری پچھلی کاروائیاں بخش دی جائیں گی اور اگر وہ باز نہ رہیں گے اور شرارت کی طرف عود کریں تب وہی سلوک ان کے ساتھ ہوگا جو جنگ بدر میں ان سے پہلوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔''

پھر اس کے بعد خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب اور اپنے دین کی غیرت اور حمیّت دلا کر کفار کے مقابلہ اور مقاتلہ پر ان کو آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے ''اے مسلمانو تم کو کفار سے یہاں تک قتل وقتال کرنا چاہیئے کہ کفر کا فتنہ وفساد باقی نہ رہے۔ اور دین سارا خدا کا ہی ہو جائے۔ پھر اگر کفار سے باز آ کر مسلمان ہو جائیں۔ تو خدا ان کے اعمال اور خلوص ونفاق کا نگران ہے۔ اور اگر وہ ایمان سے روگردانی کریں اور اے رسول تمہارا کہنا نہ مانیں تو اے مسلمانو! تم جان لو کہ خدا تمہارا مولا ہے اور اچھا مولا اور اچھا مددگار ہے۔''

اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے مال غنیمت کی تقسیم کے احکام بیان کئے ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے اور تم کو معلوم ہو کہ مال غنیمت میں جو چیز تمہارے ہاتھ آئے۔ اس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول اور ذوی القرباء اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے واسطے ہے۔ اور اگر تم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لائے ہو۔ جو ہم نے اپنے بندہ پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے نازل کی دن فرقان کے یعنی جس دن کہ حق اور باطل میں

جدائی ہوئی اور حق غالب ہوا یعنی بدر کے دن جس دن وہ فوجیں آپس میں لڑیں۔ ایک مسلمانوں کی اور دوسری کافروں کی اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یاد کرو جس وقت کہ تم ورلے کنارہ پر جنگل کے تھے یعنی جو مدینہ کی طرف تھا اور مشرکین پرلے کنارہ پر تھے۔ اور قافلہ کے لوگ تم سے نیچے کی طرف تھے۔ اے مسلمانو اگر تم مشرکین سے جنگ کا وعدہ کرتے تو ضرور ان کی کثرت اور ساز وسامان کو دیکھ کر ضرور وعدہ کا خلاف کرتے مگر خدا چاہتا تھا کہ اس کام کو ظہور پذیر کرے جو تقدیر میں مقدر کر چکا تھا۔ اسی سبب سے اس نے مشرکین کا تم سے یکا یک سامنا کرا دیا۔ تا کہ جو ہلاک ہو وہ حجت روشن سے ہلاک ہو۔ اور بے شک اللہ سننے والا علم ہے۔

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ وقت یاد کرو جب کہ خدا نے تم کو کافروں کا لشکر تمہاری خواب میں تھوڑا دکھلایا اگر وہ ان کو تمہیں بہت دکھلاتا تو ضرور تم جنگ سے دل چھوڑ دیتے۔ اور آپس میں لڑنے یا نہ لڑنے کی نسبت جھگڑنے لگتے مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو سلامت رکھا بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ اور اے مسلمانو! یاد کرو وہ وقت جب خدا تم کو تمہاری آنکھوں میں کفار کا شکر تھوڑا دکھا رہا تھا۔ تا کہ تمہارے حوصلے پست نہ ہوں اور تم کو بھی کفار کی آنکھوں میں تھوڑا دکھا رہا تھا تا کہ وہ بھی تمہارے مقابلہ سے نہ بھاگ جائیں تا کہ خدا اس کام کو پورا کرے جو تقدیر میں ہو چکا تھا۔

اے مسلمانو! جب تم کفار کے لشکر سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو۔ اور خدا کو یاد کرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ اور خدا اور رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو۔ اس سے تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اڑ جائے گی اور مقابلہ کے وقت صبر کیا کرو بے شک خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اور اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی مثل نہ بنو جو اپنے گھروں یعنی مکہ سے اتراہٹ اور لوگوں کے دکھاوے کے واسطے نکلے (جیسا کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ ہم بدر میں جا کر ناچ گانے سنیں گے۔ اور شرابیں پئیں گے تا کہ تمام عرب میں ہماری دھاک بیٹھ جائے) بلکہ اے مسلمانو! تم کو ان باتوں سے پرہیز کرنا چاہیئے تم خالص جہاد اور اعلاء کلمۃ الحق کی نیّت سے گھر سے نکلو اور خدا کے دین پر سے اپنی جان مال کو قربان کرو۔ اگر یہ نیت تمہاری سچی ہو گی۔ تو ضرور خدا تمہاری مدد فرمائے گا۔ اور دونوں جہاں میں تمہارے درجہ بلند کرے گا۔''

آگے فرماتا ہے ''اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم کفار و مشرکین کو جنگ میں پاؤ تو ان کو اس قدر قتل کرو کہ ان کو نصیحت اور عبرت ہو۔ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ ۔ اور کفار کی جنگ کے واسطے اے مسلمانو! جہاں تک تم سے ہو سکے قوت وزور اور

گھوڑوں کی نگہداشت سے تیاری کرو تا کہ اس سامان سے تم اپنے اور خدا کے دشمنوں کو خوفزدہ کرو۔''

اور اے مسلمانو! جہاد کے ساز و سامان میں جو کچھ تم خرچ کرو گے۔ خدا اُس سب کا ثواب تم کو پورا کر دے گا۔ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ اور اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم سے کفار صلح کی طرف مائل ہوں پس تم بھی ان کی طرف مائل ہو جاؤ۔ اور خدا پر بھروسہ کرو بے شک وہ سننے والا علم والا ہے۔ اور اگر کفار صلح کر کے تم کو دھوکا دینا چاہیں تو بے شک اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا تم کو کافی ہے خدا کی وہی ذات ہے۔ جس نے اپنی مدد اور مومنوں کے ساتھ تائید فرمائی اور مومنوں کے دل میں الفت ڈال دی ہے اگر تم زمین بھر کا خزانہ خرچ کرتے جب بھی ان کے دلوں میں محبت نہ ڈال سکتے۔ مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے ان کے دلوں میں محبت و الفت قائم کر دی۔ بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔ اس کے آگے فرماتا ہے۔

اے نبی تم کو خدا اور تمہارے فرمانبردار مومن کافی ہیں۔ اے نبی مومنوں کو جہاد پر آمادہ کرو۔ اگر تم میں سے بیس صبر والے شخص ہوں گے تو بے شک وہ دوسو کافروں پر غالب ہوں گے۔ اور اگر تم میں سے سو آدمی ہوں گے تو بے شک ہزار کافروں پر غالب ہوں گے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ سے حضرت امام باقر ابو جعفر بن علی زین العابدین بن سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ کو رعب کے ساتھ مدد دی گئی ہے اور تمام زمین میرے واسطے مسجد اور پاکی بنائی گئی ہے۔ اور مجھ کو جوامع کلم عنایت ہوئے ہیں۔ اور مال غنیمت میرے واسطے حلال کیا گیا ہے۔ اور شفاعت کا مرتبہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ یہ پانچوں باتیں ایسی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عنایت نہیں ہوئیں۔

پھر اللہ تعالیٰ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیدیوں سے فدیہ لینے کی نسبت ناراضگی ظاہر فرماتا ہے اور پھر اس کی اجازت دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ کسی نبی کو یہ بات لائق نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں اور وہ ان کو فدیہ لے کر زندہ چھوڑ دے یہاں تک کہ زمین میں خوب مشرکین کو قتل نہ کرے تم اے مسلمانو! اسباب دنیا کا ارادہ کرتے ہو۔ اور خدا آخرت کا ارادہ کرتا ہے۔ اگر کتاب الٰہی سبقت نہ کرتی۔ یعنی خدا تم کو اس کے جواز کا حکم دینے والا نہ ہوتا۔ یہ جو تم نے فدیہ وغیرہ لیا ہے۔ ضرور تم کو عذاب عظیم لاحق ہوتا۔ پس اب تم بلا وسواس اس مال کو خوب حلال اور طیب سمجھ کر کھاؤ جو کفار سے تم نے غنیمت میں حاصل کیا۔ اور خدا سے ہر وقت ڈرتے رہو بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتا ہے کہ اے نبی ان قیدیوں سے کہہ دو (جو تمہارے قبضہ میں ہیں) کہ اگر خدا تمہارے دلوں میں بھلائی کو جانے گا یعنی اگر تم

اسلام قبول کرو گے تو جو فدیہ تم سے لیا گیا ہے۔ اس سے بہتر تم کو عنائت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو باہم الفت و محبت پر رغبت دلائی ہے۔ اور مہاجرین اور انصار کو دین میں اپنی دوستی کا اہل کیا ہے۔ اور دونوں کے تعلق باہم وابستہ کر دیئے ہیں۔ اور کفار میں سے ایک کو دوسرے کا دوست فرمایا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ اے مومنو! اگر تم باہم محبت کو قائم نہ رکھو گے اور مسلمانوں کے بدلے کافروں سے محبت کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد پیدا ہوگا۔ اس واسطے لازم ہے کہ کافر اگر قریبی رشتہ دار بھی ہو تب بھی اس سے محبت نہ کرے اور اپنے دینی بھائیوں کو اس پر مقدم سمجھے۔ پھر فرماتا ہے۔

اے مسلمانو! جو لوگ تمہارے بعد ایمان لائے اور تمہارے ساتھ انہوں نے ہجرت اور جہاد کیا پس وہ بھی تم میں سے ہیں اور کتاب الٰہی یعنی میراث کے مقدمہ میں جو مسلمان رشتہ دار قریب کے ہیں وہ دور کے رشتہ داروں سے مقدم ہیں بے شک خدا ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

بدر میں شامل ہونے والے مہاجرین

بنی ہاشم بن عبد مناف اور بنی مطلب بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ میں سے یہ لوگ اس مبارک جہاد یعنی جنگِ بدر میں شریک تھے۔

سیدنا مولانا حضرت محمد مصطفیٰ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اور شیر خدا اور رسول حضرت امیر حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم حضور کے چچا۔

علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بھائی۔

زید بن حارثہ بن شرجیل بن کعب بن عبد العزیٰ بن بصری القیس الکلبی جن پر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام کیا ابن ہشام نے ان کا شجرہ یہ لکھا ہے زید بن شرجیل بن عبد العزیٰ بن امری القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبدوُد بن عوف بن عذرہ بن زید اللہ بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔

انسہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اور ابو کیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام (ابن ہشام کہتے ہیں ابو بکر کیشہ فارسی تھے اور انسہ حبشی تھے۔)

ابو مرثد کناز بن حصن بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن فرشہ بن سعد بن ظریف بن جلان بن غنم بن غنی بن یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان۔

اوران کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کا حلیف بھی شریک تھا۔
عبیدہ بن حرث بن مطلب۔
اوران کے دونوں بھائی طفیل بن حرث اور حصین بن حرث۔
اور مسطح جن کا نام عرف بن اثاثہ بن عباد بن مطلب ہے اس قبیلہ کے یہ بارہ آدمی تھے۔
بن عبدشمش بن عبدمناف میں سے۔
عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبدشمس اپنی زوجہ حضرت بی بی رقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کی علالت کے سبب سے مدینہ میں رہ گئے تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا تھا۔انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرا ثواب فرمایا تم کو جہاد کا ثواب بھی ملے گا۔
اورابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدالشمش۔
ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم (ابن ہشام کہتے ہیں ابوحذیفہ کا نام مہشم تھا۔اور سالم کو ان کی ماں ثبتیہ بنت یعار بن زید بن زید بن عبید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس نے بت کے نام پر چھوڑ دیا تھا۔پھرابوحذیفہ نے ان کے متبنیٰ کرلیا۔اور بعض لوگوں کا قول ہے۔ثبتیہ بنت یعار ابوحذیفہ بن عتبہ کی بیوی تھی۔اوراس نے سالم کو بت کے نام پر آزاد کردیا تھا۔اس سبب سے لوگ سالم کو ابوحذیفہ کا آزاد غلام کہنے لگے۔
بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابوالعاص بن اُمیہ کے آزاد کردہ غلام صبیح نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں حاضر ہونے کی تیاری کی تھی۔مگر بیمار ہونے سے مجبور ہوگئے۔تب انہوں نے اپنے اونٹ پر ابوسلمہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کو سوار کردیا۔اور صبیح اس کے بعد تمام غزوات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔
بنی عبدشمس کی شاخ بن اسد بن خزیمیہ کے خلیفوں میں سے یہ لوگ اس جنگ میں شریک تھے۔
عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمیر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔
اورعکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد اور شجاع بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔
اوران کے بھائی عقبہ بن وہب اور یزید بن اقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اور ابو سنان بن محصن بن حرثان بن قیس عکاشہ بن محصن کے بھائی۔

اور ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان اور محرز بن نضلہ بن عبداللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اور ربیعہ بن اکثم بن سنجرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اور نبی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد کے خلفاء میں سے ثقف بن عمرو اور ان کے دونوں بھائی مالک بن عمرو اور مدلج بن عمرو۔ ابن ہشام کہتے ہیں مدلاج بن عمرو ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں یہ لوگ بنی حجر آل بنی سلیم سے ہیں۔

ابو مخشی ان کے حلیف ہیں یہ سب سولہ آدمی تھے ابن ہشام کہتے ہیں ابو مخشی طائی ہیں۔ نام ان کا سوید بن مخشی، اور بنی نوفل بن عبد مناف سے عتبہ بن غزوان بن جابر بن دہب بن نسیب بن مالک بن حارث بن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان۔

خباب بن عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ غلام یہ دو شخص تھے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد اور حاطب بن ابی بلتعہ اور سعد حاطب کا آزاد غلام یہ سب تین آدمی تھے۔ (ابن ہشام کہتے ہیں ابو بلتعہ کا نام عمر لخمی ہے اور سعد کلبی تھے۔)

اور نبی عبدالدار بن قصی میں سے مصعب بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصیٰ اور سیبوبط بن سعد بن حریملہ بن مالک بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار بن قصیٰ یہ دو شخص تھے۔

اور نبی زہرہ بن کلاب میں سے عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ۔

اور سعد بن ابی وقاص کا نام مالک بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھا۔

اور ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص اور ان کے خلفاء میں سے۔

مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زبیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن شرید بن ہزل بن قائش بن دریم بن القین بن اہوذ بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ ہزل بن فاس بن ذر ہے۔ اور ذہیر بن ثور ہے۔

اور عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن شمخ بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن حرث بن تمیم بن سعد بن ہزیل اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزیٰ بن حمالہ بن غالب بن محلم بن عائذہ بن سبیع بن ہون بن خزیمہ (ان کا لقب قارہ تھا کیونکہ یہ لوگ اعلیٰ درجہ کے تیرانداز تھے۔)

ابن اسحاق کہتے ہیں اور ذوالشمالین بن عبدعمرو بن نضلہ بن غیشان بن سلیم بن ملکان بن رفصی بن

حارثہ بن عمرو بن عامر کی اولاد سے اور یہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے ابن ہشام کہتے ہیں ذوالشمالین کا نام عمیر تھا۔ اور ذوالشمالین ان کو اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ ہر کام بائیں ہاتھ سے کیا کرتے تھے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں اور خباب بن ارت یہ سب لوگ آٹھ نفر تھے۔

خباب بن ارت بنی تمیم میں سے تھے۔ اور ان کی اولاد کوفہ میں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں خزاعہ سے تھے۔

اور بنی تمیم بن مرہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق جن کا نام عتیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابوبکر کا نام عبداللہ ہے۔ اور عتیق بسبب خوبصورتی اور دوزخ سے آزادی کے ان کا لقب ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اور بلال حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام جن کو اُمیہ بن خلف سے حضرت ابوبکر نے خریدا تھا اور یہی وہ بلال بن رباح ہیں ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

اور عامر بن فہیرہ کو حضرت ابوبکر نے بنی اسد سے خریدا تھا۔ جن میں عامر کی پیدائش تھی۔

صہیب بن سنان جو قبیلہ نمر بن قاسط میں سے تھے ابن ہشام کہتے ہیں نمر بن قاسط بن نہب بن اقصیٰ بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں۔ اقصیٰ بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار اور بعض کا قول ہے۔ صہیب عبداللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کے آزاد کردہ غلام تھے اور کہا جاتا ہے کہ یہ رومی تھے۔ جن لوگوں کا یہ بیان ہے کہ یہ نمر بن قاسط میں سے ہیں کہ یہ روم میں قید تھے۔ وہاں سے ان کو خرید لیا تھا۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صہیب روم میں سے سبقت کرنے والا ہے۔

طلحہ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم یہ ملک شام کو گئے ہوئے تھے۔ اور اس وقت وہاں سے واپس آئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی جنگ سے فارغ ہو کر آ رہے تھے حضور نے ان کا بھی حصہ لگا لیا تھا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ثواب فرمایا تم کو ثواب بھی ہوگا یہ پانچ شخص تھے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ابوسلمہ بن عبدالاسد اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ اور شماس بن عثمان بن شرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔ شماس کا نام عثمان تھا۔ اور شماس ان کا اس سبب سے نام ہو گیا کہ شمامہ میں سے ایک شماس مکہ میں آیا یہ بہت خوبصورت تھا اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر مکہ کے لوگ متعجب ہوئے۔ عتبہ بن ربیعہ عثمان کے ماموں نے کہا۔ میں اس شماس سے زیادہ حسین ایک لڑکا تم کو دکھاتا ہوں۔ اور پھر اپنے بھانجے عثمان کو لا کر دکھایا اس وقت

سے عثمان کو لوگ شماش کہنے لگے۔

ارقم بن ابی ارقم۔ ابی ارقم کا نام عبد مناف بن اسد ہے۔ اور کنیت اسد کی ابو جندب بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔

عمار بن یاسر ابن ہشام کہتے ہیں عمار بن یاسر عنسی قبیلہ مذحج سے ہیں۔

معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبشہ بن سلول بن کعب بن عمروان کے حلیف بنی خزاعہ میں سے یہ سب پانچ شخص ہیں۔

بنی عدی بن کعب میں سے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی۔

اُن کے بھائی زید بن خطاب۔

اور مہجع عمر بن خطاب کے آزاد کردہ غلام جو اہل یمن میں سے تھے۔ اور بدر کی جنگ میں سب سے پہلے مسلمانوں میں سے تیر کی ضرب سے شہید ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں مہجع عک بن عدنان کی اولاد میں سے تھے۔

اور عمرو بن سراقہ بن معتمر بن اُنس بن اذاۃ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب۔

ان کے بھائی عبداللہ بن سُراقہ۔

واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم ان کے حلیف۔

اور خُولی بن ابی خولی۔

اور مالک بن ابی خولی ان کے حلیف۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ ابو خولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھے۔

اور عامر بن ربیعہ عتر بن وائل میں سے آل خطاب کے حلیف۔ ابن ہشام کہتے ہیں عتر بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار ہے اور بعض کہتے ہیں۔ افصی بن دعمی بن جدیلہ ہے۔

اور عامر بن بکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بنو سعد بن لیث میں سے۔

عاقل بن بکیر۔

خالد بکیر۔

ایاس بن بکیر بنی عدن بن کعب کے حلیف۔

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن زواح بن عدی بن کعب یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس آنے کے بعد شام سے آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مال غنیمت میں حصہ لگایا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ثواب فرمایا تم کو بھی ثواب ہو گا۔ یہ سب چودہ آدمی تھے۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اوران کے فرزند بن عثمان۔

اوران کے بھائی دونوں قدامہ بن مظعون اور عبداللہ بن مظعون اور معمر بن حرث بن معمر بن حبیب بن وہب بن خذافہ بن جمح یہ پانچ شخص تھے۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم ایک شخص۔

اور بنی عامر بن لوئی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے ابوسیرہ بن ابی وہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدُ دو بن نصر بن مالک بن حسل۔

اور عبداللہ بن مخرمہ بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدُ ود بن نصر بن مالک۔

اور عبداللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدُ ود بن نصر بن مالک یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ مکہ سے آئے تھے۔ جب بدر میں آن کر ٹھہرے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آن کر مل گئے اور آپ کے ساتھ جہاد کیا۔

اور عمیر بن عوف سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ غلام۔

اور سعد بن خولہ ان کے حلیف یہ پانچ شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ سعد بن خولہ اہل یمن میں سے تھے۔

بنی حرث بن فہرہ میں سے ابوعبیدہ یعنی عامر بن عبداللہ بن جرّاح بن ہلال بن اُہیب بن ضبّہ بن حرث۔

اور عمرو بن حرث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اُبی اُہیب بن ضبّہ بن حرث۔

سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبّہ بن حرث۔

ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں بیضار کے بیٹے تھے۔

اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اُہیب بن ضبّہ بن حرث یہ پانچ شخص تھے۔ اور یہ کل مہاجرین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں شریک ہوئے تراسی شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابن اسحاق کے علاوہ بہت اہل علم مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں ان لوگوں کو بھی بیان کرتے ہیں بنی عامر بن لوئی میں سے دہب بن سعد بن ابی سرح اور حاطب بن عمر اور بنی حرث بن فہر میں سے عیاض بن ابی زہیر۔

وہ انصار جو جنگِ بدر میں شامل ہوئے

بدر کی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے قبائل میں سے یہ لوگ تھے۔

قبیلہ اوس بن حارثہ میں ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس میں سے سعد بن معاذ بن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل۔

اور عمرو بن معاذ بن نعمان بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل۔

حرث بن اوس بن معاذ بن نعمان۔ اور حرث بن اُنس بن رافع بن امری القیس۔

اور بنی عبید بن کعب بن عبدالاشہل سے سعد بن زید بن مالک بن عبید۔

اور بنی زعوار بن عبدالاشہل میں سے سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زعبہ بن زعورا۔

عبادہ بن بشر بن وقش بن زعبہ بن زعورا۔

سلمہ بن ثابت بن وقش۔

اور رافع بن یزید بن کُرز بن سکن بن زعورا۔

اور حرث بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج بنی عوف بنی خزرج سے ان کے حلیف۔

اور محمد بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث بنی حارثہ سے ان کے حلیف۔

اور سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث ان کے حلیف ابن ہشام کہتے ہیں اسلم بن حریش بن عدی ہے۔

اور ابوالہیثم بن تیہان۔

---

[1] بعض نسخوں میں اس کا نام زَعوُرا اور بعض میں زعَور لکھا ہے۔

اور عبید بن تیہان۔ابن ہشام کہتے ہیں۔غنیک بن تیہان بھی کہا جاتا ہے۔

یہ سب پندرہ آدمی تھے۔

ابن ہشام کا قول ہے کہ عبداللہ بن سہل بھی تھے۔جو بنی زعورا سے ہیں اور بعض کہتے ہیں۔قبیلہ غسان سے ہیں۔

بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب میں سے خزرج بن مالک اوس بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد۔

عبید بن اوس بن مالک بن سواد یہ دو شخص تھے۔عبید بن اوس وہ شخص ہے جس کو مقرن کہتے ہیں۔کیونکہ انہوں نے چار کافروں کو بدر کی جنگ میں قید کیا تھا۔جن میں عقیل بن ابی طالب حضرت علی کے بھائی بھی تھے۔

بنی عبد بن زراح بن کعب میں سے نصر بن حرث بن عبد۔

اور معتب بن عبید۔

ایک شخص ان کے خلفاء میں سے عبداللہ بن طارق یہ کل تین آدمی تھے۔

اور بنی حارثہ بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس میں سے مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

اور ابو عبس بن جبیز بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ۔

اور ان کے خلفاء میں سے ابو بردہ بن نیاز جن کا نام ہانی بن نیاز بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذیبان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن حاف بن قضاعہ ہے۔یہ تین شخص تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے عاصم بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابوالفلح بن عصمہ بن مالک بن اُمیہ بن ضبیعہ ہے۔

اور معتب بن قشیر بن ملیل بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔

اور ابو ملیل بن ازر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔

اور عمرو بن معبد بن ازعر بن زید بن عطاف بن ضبیعہ۔

سہل بن حنیف بن واہب بن حکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن حرث بن عمرو اور یہ وہی شخص ہیں جن کو بخرج بن خنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا ہے۔یہ پانچ شخص تھے۔

اور نبی اُمیہ بن زید بن مالک میں سے مبشر بن عبدالمنذر بن زبیر بن زید بن اُمیّہ۔

اور رفاعہ بن عبدالمعذر بن زنیر۔

اور سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن اُمیہ۔

اور عویم بن ساعدہ۔

اور رافع بن عنجدہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عنجدہ ان کی ماں تھی۔

اور عبیدہ بن ابی عُبید۔

اور ثعلبہ بن حاطب لوگوں کا بیان ہے کہ ابولبابہ بن عبدالمنذر اور حرث بن حاطب دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے واسطے چلے تھے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس مدینہ بھیج دیا اور ابولبابہ کو مدینہ کا حاکم بنایا اور مال غنیمت میں ان دونوں کا حصہ لگایا تھا۔ ابن ہشام کہتے ہیں مقام روحاء میں پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس کیا تھا۔ اور حاطب بن عمرو بن عبید بن اُمیہ ہے اور ابولبابہ کا نام بشیر ہے۔

اور بنی عبید بن زید بن مالک سے اُنیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن حرث بن عبید اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ بلی سے تھے۔ معن بن عدی بن جد بن عجلان بن ضبیعہ۔

اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان۔

اور عبداللہ بن سلمہ بن مالک بن حرث بن عدی بن عجلان۔

اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن عجلان۔

اور ربعی بن رافعہ بن زید بن حارثہ بن جد بن عجلان۔

اور عاصم بن عدی بن جد بن عجلان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو واپس کر دیا تھا۔ پھر مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا یہ سب سات آدمی تھے۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف سے عبداللہ بن جُبیر بن نعمان بن اُمیہ بن برک، برک کا نام امری القیس بن ثعلبہ ہے۔

اور عاصم بن قیس ابن ہشام کہتے ہیں عاصم بن قیس بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امری القیس بن ثعلبہ ہے۔

اور ابوضیاح بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امری القیس بن ثعلبہ اور ابوحنہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں۔ یہ ابوضیاح کا بھائی ہے اور ابوحیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور امری القیس کو برک بن ثعلبہ بھی کہتے ہیں۔

اور سالم بن عمیر بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امری القیس بن ثعلبہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔

اورحرث بن نعمان بن اُمیہ بن امری القیس بن ثعلبہ۔

اورفوات بن جبیر بن نعمان ان کا حصّہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں لگایا تھا یہ سب سات نفر تھے۔اور بنی جحجی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں منذر بن محمد بن عقبہ بن اُحیحہ بن جلاح بن حولیش بن جحجی ۔

اوران کے حلفاء میں سے جو بنی اُنیف سے تھے۔ابوعقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن تیحان بن قمل بن عامر بن مالک بن عامر بن انیف بن جیشم بن عبداللہ بن تیم بن اراش بن عامر بن نمیلہ بن قسمل بن فران بن عمرو بن لحاف بن قضاعہ یہ دو شخص تھے۔ابن ہشام کہتے ہیں تمیم بن اراشہ اور قسمیل بن فاران بھی کہا جاتا ہے۔

بنی غنم بن سلم بن امری القیس بن مالک بن اوس میں سے سعد بن خثیمہ بن حرث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم ۔

اور منذر بن قدامہ بن عرفجہ ۔ابن ہشام کہتے ہیں عرفجہ بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم ہے۔

اورحرث بن عرفجہ بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم ابن اسحاق کہتے ہیں اور تمیم بن غنم کے آزاد غلام یہ کل پانچ آدمی تھے۔ابن ہشام کہتے ہیں تمیم سعد بن خثیمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے جبر بن عتیک بن حرث بن قیس بن ہیشہ بن حرث بن اُمیہ بن معاویہ۔

اور مالک بن نمیلہ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے۔

اورنعمان بن عصر قبیلہ بلی میں سے ان کے حلیف یہ سب تین شخص تھے۔

پس قبیلہ اوس کے کل اکسٹھ آدمی تھے۔جو جنگ بدر میں شریک ہوئے اور جن کا مال غنیمت میں حصہ لگایا گیا۔

اور بنی خزرج میں سے یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بدر کے جہاد میں شریک تھے۔بنی خزرج میں حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ پھران کی شاخ بنی امری القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے خارجہ بن زید بن ابی زُہیر بن مالک بن امری القیس ۔

اور عبداللہ بن رواحہ بن امری القیس بن عمرو بن امری القیس ۔اور خلاد بن سُوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امری القیس یہ سب چار شخص تھے۔

اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے بشیر بن ثعلبہ بن خلاس بن زید۔

اوران کا بھائی سماک بن سعد یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عدی بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے سبیع بن قیس بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی۔اور عباد بن قیس بن عیشہ ان کے بھائی ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن عبسہ بن اُمیہ بھی کہا جاتا ہے۔ابن اسحاق کہتے ہیں اور عبداللہ بن عبس یہ تین شخص تھے۔

اور بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حرث بن خزرج میں سے یزید بن حرث بن قیس بن مالک بن احمر اور یہی وہ شخص ہیں جن کو ابن فسحم کہا جاتا ہے۔اس قبیلہ کے یہی ایک شخص تھے۔ابن ہشام کہتے ہیں فسحم ان کی ماں کا نام ہے اور بنی قین بن جسر میں سے ایک عورت تھی۔اور بنی جشم بن حرث بن خزرج اور بنی یزید بن حرث بن خزرج میں سے خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج بن عامر بن جشم۔

اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن ربّہ بن زید۔

اوران کا بھائی حریث بن زید بن ثعلبہ اور سفیان بن بشر یہ چار شخص تھے۔ابن ہشام کہتے ہیں۔سفیان بن نسرین عمرو بن حرث بن کعب بن زید ہے۔

اور بنی جدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج سے تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ

اور عبداللہ بن عُمیر بنی حارثہ میں سے ابن ہشام کہتے ہیں۔بعض کا قول ہے عبداللہ بن عمیر بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔

اور زید بن مرین بن قیس بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔ابن ہشام کہتے ہیں زید بن مری ہے۔

اور عبداللہ بن عرفطہ بن عدی بن اُمیہ بن جدارہ۔یہ سب چار شخص تھے۔

اور بنی ابجر میں سے جو بنی خذرہ بن عوف بن حرث بن خزرج ہیں۔عبداللہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد، بن ابجر ایک شخص تھے۔

اور بنی عوف بن خزرج میں سے یعنی ان شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج سے اور یہی لوگ بنی حُبلیٰ کہلاتے ہیں۔ابن ہشام کہتے ہیں۔حُبلیٰ سالم بن غنم بن عوف کی عرفیت ہے۔چونکہ اس کا پیٹ بہت بڑا تھا۔اس سبب سے لوگ حُبلیٰ کہتے تھے۔اس قبیلہ سے عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی بن مالک بن حرث بن عبید (اور سلول ابی کی ماں کا نام ہے)اور اوس بن خولی بن عبداللہ بن حرث بن عبید یہ دو شخص تھے۔

اور بنی جُز بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے زید بن دویعہ بن عمرو بن قیس بن جزء اور عقبہ بن وہب بن کلدہ بنی عبداللہ بن غطفان سے ان کے حلیف۔

اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم ۔

اور عامر بن سلمہ بن عامر ان کے حلیف اہل یمن سے یہ بنی بلی قضاعہ کی شاخ میں سے تھے۔

اور ابوخمیصہ معبد بن عباد بن قشیر بن مقدم بن سالم بن غنم ۔

اور عامر بن بکیر ان کے حلیف بھی شریک تھے ۔ یہ سب چھ شخص ہیں ۔ بعض عامر بن عکیر اور بعض عاصم بن عکیر بھی کہتے ہیں ۔

اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن خورج کی شاخ بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے نوفل بن عبد اللہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان یہ ایک شخص تھے ۔

اور بنی اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ۔ یہ غنم بن عوف سالم بن عوف عمرو بن عوف بن خزرج کے بھائی ہیں ۔ اور غنم سالم وہی ہیں جو پہلے گذر چکے ہیں ۔ اور عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم ۔

اور ان کے بھائی اوس بن صامت یہ دو شخص تھے ۔

اور بنی وعد بن فہر بن غنم میں سے نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن رعد اور نعمان وہ شخص ہیں جن کو قوقل کہتے ہیں ۔ یہ ایک شخص تھے ۔

اور بنی قربوس بن غنم بن اُمیہ بن لوذان بن سالم میں سے ثابت بن ہزال بن عمرو بن قربوس یہی ایک شخص تھے ۔

اور بنی مرضخہ بن غنم بن سالم میں سے مالک بن وخشم بن مرضخہ ایک ہی شخص بدر میں شامل تھے ۔

بنی لوذان بنی غنم بن سالم میں سے ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ بن لوذان اور ان کے بھائی ورقہ بن ایاس اور عمرو بن ایاس اہل یمن میں سے ان کے حلیف یہ تین شخص تھے ۔ ابن ہشام کہتے ہیں عمرو بن ایاس ورقہ اور ربیع کے بھائی تھے ۔

اور ان کے حلفاء میں سے جو قبیلہ بلی کی شاخ بنی غصینہ سے تھے ۔

مجذر بن زیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمر بن عمارہ بن مالک بن حصینہ بن عمرو بن بشیر ہ بن مثنو بن قسر بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ ۔ ابن ہشام کہتے ہیں قشیر بن تمیم بن اراشہ اور قسمیل بن فاران بھی کہا جاتا ہے اور مجذر کا نام عبداللہ ہے ۔

اور عباد بن خشخاش بن عمرو بن زمزمہ ۔

اور نحاب بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ ابن ہشام کہتے ہیں نحاث بن ثعلبہ بھی کہا جاتا

ہے۔

اور عبداللہ بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم لوگوں کا بیان ہے کہ عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاذ یہ بہراء میں سے ان کا حلیف تھا۔ یہ پانچ شخص بدر میں شریک تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عتبہ بن بہز بنی سلیم میں سے ہے۔

اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ میں سے ابودجانہ سماک بن خرشہ۔ ابن ہشام کہتے ہیں ابودجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبدوُدّ بن زید بن ثعلبہ ہے۔

اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبدوُدّ بن زید بن ثعلبہ یہ دو شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں منذر بن عمرو بن لوذان بن خنیش ہے۔

اور بنی بدی میں سے عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ ابواُسید مالک بن ربیعہ بن بدی۔ اور مالک بن مسعود یہ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی طریف بن خزرج بن ساعدہ میں سے عبدربہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف ایک شخص تھے اور ان کے خلفاء میں سے جو قبیلہ جہینہ سے تھے کعب بن حمار بن ثعلبہ۔

اور ضمرہ اور زیاد اور بسبس عمرو کے بیٹے بھی شریک تھے ابن ہشام کہتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ضمرہ اور زیاد بِشر کے بیٹے تھے۔

اور عبداللہ بن عامر قبیلہ بلی سے یہ سب پانچ نفر تھے۔

اور بنی جسم بن خزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعد بن علی ابن اسد بن سارہ بن تربد بن جشم بن خزرج پھر ان کی شاخ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے خراش بن صمہ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔

اور حباب بن منذر بن جموح بن زید بن حرام۔

اور عمیر بن حمام بن جموح بن زید بن حرام۔

اور تمیم خراش بن صمہ کے آزاد کردہ غلام۔

اور عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔

اور معاذ بن عمرو بن جموح۔

اور معوذ بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔

اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام۔

اور عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔

اور حبیب بن اسود ان کے آزاد غلام۔

اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن حرث بن حرام اور یہ ثعلبہ وہی شخص ہیں جن کو جذع بھی کہا جاتا ہے۔

اور عمیر بن حرث بن ثعلبہ بن حرث بن حرام۔ یہ سب بارہ آدمی تھے۔ یہ جموح جن کا ذکر یہاں ہوا۔ جموح بن زید بن حرام ہیں اور وہ جموح جو صمہ کے دادا ہیں وہ جموح بن حرام ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ صمہ بن عمرو بن جموح بن حرام۔ اور عمیر بن حرث بن لبدہ بن ثعلبہ ہے۔

اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی خنساء بن سنان بن عبید میں سے بشر بن براء بن معرور بن ضمر بن خنساء اور طفیل بن مالک بن خنساء اور طفیل بن نعمان بن خنساء اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء اور عبداللہ بن جد بن قیس بن صخر بن خنساء اور عقبہ بن عبداللہ بن صَخر بن خنساء اور جبار بن صخر بن اُمیہ بن خنساء اور خارجہ بن حمیر اور عبداللہ بن حمیر بنی دہمان کی شاخ بنی اشجع سے ان کے حلیف یہ سب نو شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں جبار بن صخر بن اُمیہ بن خناس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اور بنی خناس بن سنان بن عبید سے یزید بن منذر بن سرح بن خناس معقل بن منذر بن سرح بن خناس اور عبداللہ بن نعمان بن بلدمہ۔

اور ضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید بن عدی اور سواد بن زریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی

اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ اور بعض کہتے ہیں معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ۔

اور عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم یہ سب سات شخص تھے۔

اور بنی نعمان بن سنان بن عبید سے عبداللہ بن عبد مناف بن نعمان۔

اور جابر بن عبداللہ بن رئاب بن نعمان۔

اور خلیدہ بن قیس بن نعمان۔

اور نعمان بن سنان ان کے آزاد کردہ غلام یہ چار شخص تھے۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی عدیدہ بن عمر بن غنم بن اسود میں سے ابو منذر یعنی یزید بن عامر بن حدیدہ۔

اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ۔

اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ۔

اور عنترہ سلیم بن عمرو کا آزاد غلام یہ چار شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان سے ہے۔

اور بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم سے عبس بن عامر بن عدی۔

اور ثعلبہ بن غنمہ بن عدی۔

ابوالیسر یعنی کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد۔

اور سہل بن قیس بن ابی کعب بن قیس بن کعب بن سواد۔

اور عمرو بن طلق بن زید بن اُمیہ بن سنان بن کعب بن غنم۔

اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عدی بن اذن بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن خزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر یہ سب چھ شخص تھے۔

(ابن اسحاق کہتے ہیں جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بت توڑے تھے۔ وہ بنی سواد بن غنم ہی میں سے یہ لوگ ہیں معاذ بن جبل اور عبداللہ بن اُنیس اور ثعلبہ بن غنمہ)

اور بنی زریق عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج کی شاخ بن مخلد بن عامر بن زریق میں سے۔ قیس بن محصن بن خالد بن مخلد (ابن ہشام کہتے ہیں قیس بن حصن بھی کہا جاتا ہے)

ابوخالد کا نام حارث بن قیس بن خالد بن مخلد ہے۔

اور جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔

اور ابوعبادہ یعنی سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

اور ان کے بھائی عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔

اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد۔

اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔ یہ سات شخص تھے۔

اور بنی خلدہ بن عامر بن زریق سے۔ عباد بن قیس بن عامر بن خالد ایک شخص تھے۔

اور بنی خلدہ بن عامر بن زریق سے اسعد بن یزید بن فاکہ بن زید بن خلدہ۔

اور فاکہ بن بشر بن فاکہ بن زید بن خلدہ۔

اور معاذ بن ماعس بن قیس بن خلدہ۔

اور ان کے بھائی عائذ بن ماعس بن قیس بن خلدہ۔

اور مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ یہ پانچ شخص تھے۔

اور بنی عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق سے رفاعہ بن مالک بن عجلان۔

اور ان کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان۔

اور عبید بن زید بن عامر بن عجلان یہ تین شخص تھے۔

اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق سے زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن اُمیہ بن بیاضہ اور فردہ بن عمرہ بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ (ابن ہشام کہتے ہیں وذفہ بھی کہا جاتا ہے)

اور خالد بن قیس بن مالک بن عجلان بن عامر بن بیاضہ۔

اور جبلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔

اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ۔

اور خیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ یہ سب چھ شخص تھے (ابن ہشام کہتے ہیں عیقہ بھی کہا جاتا ہے۔)

اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج میں سے رافع بن معلیٰ بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید بن مناۃ بن حبیب یہ ایک ہی شخص تھے۔

اور بنی بخار یعنی تیم اللہ بن عمرو بن خزرج کی شاخ بنی غنم بن مالک بن بخار پھر ان کی شاخ بنی ثعلبہ بن عبد بن عوف بن غنم سے ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ یہ ایک شخص تھے۔

اور بنی عسیرہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ثابت بن خلد بن نعمان بن خنساء بن عسیرہ ایک شخص (ابن ہشام کہتے ہیں عشیرہ بھی کہا جاتا ہے۔)

اور بنی عمرو بن عبد بن عوف بن غنم میں سے عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عُمر۔

اور سراقہ بن کعب بن عبد العزیٰ بن عزیہ بن عمر۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم میں سے حارثہ بن نعمان بن زید بن عبید۔

اور سلیم بن قیس بن قہد اور قہد کا نام خالد۔ بن قیس بن عبید ہے۔ یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عائذ بن ثعلبہ بن غنم سے سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ اور عدی بن زغباء قبیلہ جہینہ سے ان کے حلیف یہ دو شخص تھے۔

اور بنی زید بن ثعلبہ بنی غنم سے مسعود بن اوس بن زید اور ابوخزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید اور رافع بن حرث بن سواد بن زید یہ تین شخص تھے۔

اور بنی سواد بن مالک بن غنم سے عوف اور معوذ اور معاذ حرث بن رفاعہ بن سواد کے تینوں بیٹے اور یہی عفراء کے بیٹے ہیں۔عفراء کا سلسلہ نسب یہ ہے۔عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن بخار۔

اور عامر بن مخلد بن حرث بن سواد اور عبداللہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن حرث بن سواد۔اور عصیمہ قبیلہ اشجع سے ان کے حلیف اور ودیعہ بن عمر وقبیلہ جہینہ سے ان کے حلیف اور ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔

لوگوں کا بیان ہے کہ ابوالحمراء حرث بن عفراء کے آزاد غلام بھی بدر میں شریک ہوئے تھے۔پس یہ سب دس نفر تھے۔(ابن ہشام کہتے ہیں ابوالحمراء حرث بن رفاعہ کے آزاد غلام تھے۔)

اور بنی عامر بن مالک بن بخار کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول سے ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک اور سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک اور حرث بن صمہ بن عمرو بن عتیک مقام روحاء میں ان کے چوٹ لگ گئی تھی۔مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ لگایا تھا۔یہ تین شخص تھے۔

اور بنی مالک بن نجار جن کو بنی حذیلہ کہتے ہیں ان کی شاخ بنی قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن بخار میں سے ابی بن کعب بن قیس اور انس بن معاذ بن انس بن قیس یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عدی بن عمرو بن مالک بن بخار میں سے اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی

اور ابوشیخ ابی بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی (یہ ابوشیخ ابی حضرت حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔)

اور طلحہ یعنی زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی یہ تین شخص تھے۔

اور بنی عدی بن بخار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار سے حارثہ بن سراقہ بن حرث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور یہی ابوحکیم کہلاتے ہیں۔

اور سلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور ابوسلیط یہی اسیرہ بن عمرہ ہیں (اور عمرو کی کنیت ابوخارجہ ہے۔)

اور ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عامر بن اُمیّہ بن زید بن حسحاس بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور محرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور سواد بن غزیہ بن اُہیب قبیلہ بلی سے ان کے حلیف۔ یہ سب آٹھ نفر تھے۔

اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار سے ابوزید قیس بن سکن بن قیس بن زعور بن حرام۔

اور ابوالاعور بن حرث بن ظالم بن عبس بن حرام۔

اور سلیم بن ملحان۔

اور حرام بن ملحان (ملحان کا نام ملک بن خالد بن زید بن حرام ہے) یہ چار شخص تھے۔

اور بنی مازن بن بخار کی شاخ بنی عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن بخار میں سے قیس بن ابی صعصعہ کا نام عمرو بن حرید بن عوف ہے۔

اور عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔

اور عصیمہ بن اسد بن خزیمہ سے ان کے حلیف یہ سب تین شخص تھے۔

اور بنی خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن سے ابوداؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء اور سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء یہ دو شخص تھے۔

اور بنی ثعلبہ بن مازن بن بخار سے قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن حرث بن ثعلبہ ایک شخص تھے۔

اور بنی دینار بن نجار کی شاخ بنی مسعود بن عبدالاشہل بن حارثہ بن دینار بن بخار سے نعمان بن عبدعمرو بن مسعود۔

اور ضحاک بن عبدعمرو بن مسعود۔

اور سلیم بن حارث بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار (یہ ضحاک اور نعمان کے دودھ شریک بھائی ہیں)

اور جابر بن خالد بن عبدالاشہل بن حارثہ۔

اور سعد بن سہیل بن عبدالاشہل یہ پانچ نفر تھے۔

اور بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن نجار سے کعب بن زید بن قیس اور بجیر بن ابی بجیر ان کے حلیف یہ دو شخص تھے۔ (ابن ہشام کہتے ہیں۔ بجیر قبیلہ بنی عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان کی شاخ بنی خذیمہ بن رواحہ سے تھے)

بدر کی جنگ میں قبیلہ خزرج سے یہ سب ایک سو سترہ آدمی شریک تھے۔

ابن ہشام کے قول کے مطابق بعض اہل علم بدر میں ان لوگوں کو بھی شامل کرتے ہیں قبیلہ خزرج بنی عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج سے عتبان بن مالک بن عمرو بن عجلان اور ملیل بن دبرہ بن خالد بن عجلان اور عصمہ بن حُصین بن دبرہ بن خالد بن عجلان۔

اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج سے ہلال بن معلیٰ بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب۔

بدر کی جنگ میں مہاجرین میں سے تراسی آدمی شریک تھے۔ اور اس میں سے اکسٹھ آدمی تھے۔ اور خزرج میں سے ایک سو ستر آدمی تھے۔ چنانچہ یہ سب تین سو چودہ آدمی تھے جو بدر میں شریک ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا۔

صحابہ جو جنگِ بدر میں شہید ہوئے

قبیلہ قریش کی شاخ بنی مطلب بن عبد مناف سے عبیدہ بن حارث بن مطلب شہید ہوئے۔ ان کو عتبہ بن ربیعہ نے شہید کیا تھا۔ اس کی ضرب شمشیر سے ان کا ایک پیر کٹ گیا اور مقام صفراء میں انہوں نے انتقال فرمایا اس قبیلہ کے یہی ایک شخص ہیں۔

اور بنی زہر بن کلاب میں سے عمیر بن ابی وقاص بن اُہیب بن عبد مناف بن زہرہ یہ سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔ اور ذوالشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عاقل بن بکیر اور مہجع حضرت عمر بن خطاب کے آزاد کردہ غلام یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی حارث بن فہر سے صفوان بن بیضاء ایک شخص۔

مہاجرین میں سے یہ سب چھ آدمی شہید ہوئے۔

اور انصار میں سے بنی عمرو بن عوف سے سعد بن خثیمہ اور مبشر بن عبد المنذر بن زنبر یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی حارث بن خزرج سے یزید بن حرث جن کو ابن فسحم کہا جاتا ہے۔ یہی ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ سے عمیر بن حمام ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی حبیب بن عبد الحارث بن مالک بن غضب بن جشم سے رافع بن معلیٰ ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی نجار سے حارثہ بن سراقہ بن حرث۔ایک ہی شخص شہید ہوئے۔

اور بنی غنم بن مالک بن بخار سے عوف اور معوذ حارث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے اور یہی دونوں عفراء کے بیٹے ہیں انصار میں سے یہ سب آٹھ آدمی شہید ہوئے اور کل مہاجرین اور انصار میں سے چودہ شخص شہید ہوئے۔

کافر جو جنگِ بدر میں قتل ہوئے

قریش کی شاخ بنی عبد شمش بن عبد مناف سے یہ لوگ قتل ہوئے حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن اُمیّہ بن عبد شمس اس کو زید بن حارثہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد غلام نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حضرت حمزہ اور حضرت علی اور زید تینوں شریک تھے۔

اور حارث بن حضرمی

اور عامر بن حضرمی قریش کے حلیف عامر کو عمار بن یاسر نے قتل کیا اور حارث کو نعمان بن عصر نے جو اوس کے حلیف تھے قتل کیا۔

اور عاص بن سعید بن عاص بن اُمیہ کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن اُمیہ کو عاصم بن ثابت بن افلح نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھے قتل کیا (ابن ہشام کہتے ہیں بعض کا قول ہے کہ اس کو بھی حضرت علی نے قتل کیا تھا)

اور عتبہ بن ربیع کو عبیدہ بن حارث بن مطلب نے قتل کیا (ابن ہشام کہتے ہیں اس کو قتل کرنے میں حضرت حمزہ اور حضرت علی بھی شریک ہو گئے تھے۔جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے)

اور شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کو حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو حضرت علی نے قتل کیا۔

اور عامر بن عبد اللہ کو حضرت علی نے قتل کیا۔اس قبیلہ کے یہ بارہ شخص قتل ہوئے۔

اور نبی نوفل بن عبد مناف سے حارث بن عامر بن نوفل کو خبیب بن اساف نے قتل کیا۔

اور طعیمہ بن عدی بن نوفل کو حضرت علی نے قتل کیا۔(اور بعض کہتے ہیں حضرت حمزہ نے قتل کیا۔) اس قبیلہ کے یہی دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قطلی سے زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد قتل ہوا۔اس کو ثابت بن جذع نے قتل کیا تھا۔جو بنی حرام میں سے تھے۔(اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حضرت حمزہ اور علی اور ثابت

شریک تھے۔)

اور حارث بن زمعہ کو عمار بن یاسر نے قتل کیا اور عقیل بن اسود بن مطلب کو حضرت حمزہ اور علی دونوں نے مل کر قتل کیا اور ابوالبختری عاص بن ہشام بن حارث بن اسد کو مجذر بن زیاد بلوی نے قتل کیا۔

اور نوفل بن خویلد بن اسد[1] کو حضرت علی نے قتل کیا اور یہ نوفل وہ شخص ہے۔ جس نے حضرت صدیق اور طلحہ بن عبیداللہ کو جب یہ دونوں اسلام لائے ہیں تو ایک رسی میں باندھ دیا تھا۔[2] یہ شخص شیاطین قریش سے تھا۔اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔

اور بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبدالدار کو حضرت علی نے قتل کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مقام صفراء میں جب کہ یہ قید تھا۔

اور زید بن ملیص کو بلال بن رباح حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام نے قتل کیا تھا۔اور زید بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے بنی عبدالدار کا حلیف تھا۔اور بعض کہتے ہیں زید کو مقدار بن عمرو نے قتل کیا ہے۔

اور بنی تمیم بن مرہ بن عمیر بن عثمانؓ بن عمرو بن سعد بن تیم قتل ہوا۔اس کو حضرت علی نے قتل کیا ایک بیان یہ بھی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے قتل کیا تھا۔

اور عثمان بن مالک بن عبداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب کو صہیب بن سنان نے قتل کیا اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے ابوجہل بن ہشام اس کا نام عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اس پر معاذ بن جموح نے ایک ضرب تلوار کی ماری جس سے اس کا ایک پیر کٹ گیا۔ پھر ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذ پر ایک وار کیا جس سے معاذ کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ پھر معوذ بن عفراء نے ابوجہل کا کام تمام کیا اور کچھ رمق باقی چھوڑ کر معوذ چلے گئے ان کے بعد عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر جدا کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

اور عاص بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت عمر نے قتل کیا۔

اور یزید بن عبداللہ جو بنی تمیم میں سے ان کا حلیف تھا۔اور بہت بہادر شخص تھا۔اس کو عمار بن یاسر نے قتل

---

[1] یہ شخص ابن عدویہ کے نام سے مشہور تھا۔

[2] اسی لئے حضرت صدیق اور طلحہ کا نام ''قرنین'' پڑ گیا تھا یعنی ایک دوسرے سے مل کر بندھے ہوئے۔

کیا۔

اور ابو مسافع اشعری اور ابو دجانہ ساعدی نے قتل کیا۔

اور حرملہ بن عمرو کو خارجہ بن زید بن ابی زہیر نے قتل کیا جو بنی خزرج میں سے تھے۔ (بعض کہتے ہیں حرملہ کو حضرت علی نے قتل کیا۔)

اور مسعود بن ابی امیہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔

اور ابو قیس بن ولید بن مغیرہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں حضرت علی نے قتل کیا اور ابو قیس بن فاکہ بن مغیرہ کو حضرت علی نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عائدہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو سعد بن ربیع خزرجی نے قتل کیا۔

اور منذر بن ابی رفاعہ کو معن بن عدی بن جد بن عجلان نے قتل کیا۔

اور عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ بن عائذ کو حضرت علی نے قتل کیا۔

اور سائب بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمیر بن مخزوم کو زبیر بن عوام نے قتل کیا۔

اور اسود بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔

اور حاجب بن سائب بن عُویمر بن عمرو بن عائذ بن عبد بن عمران بن مخزوم کو حضرت علی نے قتل کیا ابن ہشام کہتے ہیں۔ عائذ بن عمران بن مخزوم ہے اور بعض حاجز بن سائب بھی کہتے ہیں۔

اور عویمر بن سائب بن عویمر کو نعمان بن مالک قوقلی نے قتل کیا۔

اور عمرو بن سفیان اور جابر بن سفیان قبیلہ طے سے ان کے حلیف عمر کو یزید بن رقیش نے قتل کیا اور جابر کو ابو بردہ بن نیاز نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ سب سترہ آدمی تھے۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی میں سے منبہ بن حجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کو بنی سلمہ والے ابو الیسر نے قتل کیا۔

اور اس کے بیٹے عاص بن منبہ بن حجاج کو حضرت علی نے قتل کیا۔

اور منبہ بن حجاج بن عامر کو حضرت حمزہ اور سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

اور ابو العاص بن قیس بن عدی سعید بن سہم کو حضرت علی نے قتل کیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نعمان بن مالک قوقلی نے اور بعض یہ کہتے ہیں ابو دجانہ نے قتل کیا۔

اور عاصم بن ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سہم کو ابو الیسر نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قتل ہوئے۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی میں سے اُمیہ بن خلف بن دہب بن حذافہ بن جمح کو انصار کے ایک شخص نے جو بنی مازن سے تھا۔قتل کیا اور بعض کہتے ہیں اس کو معاذ بن عفراء اور خارجہ بن زید اور حبیب بن اساف نے ایک ساتھ قتل کیا۔

اور اس کے بیٹے علی بن اُمیّہ بن خلف کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور اوس بن معیر بن لوذان بن سعد بن جمح کو حضرت علی نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں اس کو حصین بن حرث بن مطلب اور عثمان بن مظعون نے مل کر قتل کیا ہے۔اس قبیلہ کے یہ تین شخص تھے۔

اور بنی عامر بن لوئی سے معاویہ بن عامر کو حضرت علی نے قتل کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عکاشہ بن محصن نے اس کو قتل کیا ہے۔

اور معبد بن دہب کو خالد اور ایاس بکیر کے دونوں بیٹوں نے قتل کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابودجانہ نے قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بدر میں کفار کے کل مقتولوں کی تعداد جو ہم کو پہنچی ہے وہ پچاس ہے مگر ابن ہشام کی تحقیق یہ ہے کہ بدر میں ستر 70 کافر قتل ہوئے اور یہی قول ابن عباس اور سعید بن مسیّب کا ہے۔

ان ستر 70 میں سے وہ لوگ جن کا ابن اسحاق نے ذکر نہیں کیا یہ ہیں۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف سے وہب بن حرث جو بنی انمار میں سے ان کا حلیف تھا۔

اور عامر بن زید اہل یمن سے ان کا حلیف یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے عقبہ بن زید ان کا حلیف اہل یمن سے۔

اور عمیر ان کا آزاد کردہ غلام یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے نبیہ بن زید بن ملیص اور عبید بن سلیط بنی قیس سے ان کا حلیف یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی تیم بن مُرہ میں سے مالک بن عبیداللہ بن عثمان (طلحہ بن عبیداللہ کا بھائی) یہ قید کیا گیا تھا۔ پھر قیدیوں ہی میں مر گیا اور مقتولوں میں شمار کیا گیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ عمرو بن عبیداللہ بن جدعان بھی قتل ہوا۔ یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن نصیطہ میں سے حذیفہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔

اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

اور زہیر بن ابی رفاعہ کو ابی اسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا۔

اور سائب بن ابی رفاعہ کو عبدالرحمٰن بن عوف نے قتل کیا۔

اور عائذ بن سائب بن عویمر قتل کیا گیا تھا۔ جب فدیہ دے کر چھوٹ گیا تو مکہ جاتے ہوئے راستہ میں زخم کے سبب سے جو حضرت حمزہ نے اس کے لگایا تھا۔ مر گیا یہ سب سات شخص تھے۔

اور بنی جمح بن عمرو سے سبرہ بن مالک ان کا حلیف یہی ایک شخص تھا۔ اور بنی سہم بن عمرو سے حارث بن منبہ بن حجاج کو صہیب بن سنان نے اور عامر بن ابی عوف بن صبیرہ (عاصم بن صبیرہ کے بھائی کو عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے قتل کیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابودجانہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص تھے۔)

قریش جو بدر میں قید ہوئے

قریش کی شاخ بنی ہاشم بن عبد مناف سے یہ لوگ قید کئے گئے۔ عقیل بن ابی طالب حضرت علی کے بھائی اور نوفل بن حرث بن عبدالمطلب۔

اور بنی مطلب بن عبد مناف سے سائب بن عبید یزید بن ہاشم بن مطلب اور نعمان بن عمرو بن علقمہ بن مطلب یہ دو ہی شخص قید ہوئے۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف سے عمرو بن ابی سفیان بن حرب بن اُمیّہ بن عبد شمس اور حرث بن ابی دجرہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس اور ان کے حلفاء میں سے ابوریشہ بن ابی عمرو اور عمرو بن ازرق اور عقبہ بن عبدالحرث بن حضرمی یہ سات شخص قید ہوئے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف سے عدی بن خیار بن عدی بن نوفل اور عثمان بن عبد شمس اغزوان بن جابر کا بھتیجا بنی مازن بن منصور میں سے اور ابوثور ان کا حلیف یہ تین شخص تھے۔

اور بنی عبدالدار بن قصیٰ میں سے ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار اور اسود بن عامر ان کا حلیف۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ میں سے سائب ابن ابی جیش بن مطلب بن اسد اور حویرث بن عباد بن عثمان بن اسد اور سالم بن شماخ ان کا حلیف یہ تین شخص قید ہوئے تھے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ سے خالد بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور امیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ اور ولید بن ولید بن مغیرہ اور عثمان عبداللہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور صیفی بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور ابوالمنذر بن ابی رفاعہ بن عائذ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم اور ابوعطاء عبداللہ بن ابی سائب ابن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور مطلب بن حنطب بن حرث۔

عبید بن عمر بن مخزوم اور خالد بن اعلم ان کا حلیف اور یہی وہ شخص ہے جو قریش کے لشکر بھا گا تھا۔ یہ سب نو آدمی تھے۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوئی میں سے ابو دواعہ بن صبرہ اس قیدی کا سب سے پہلے فدیہ آیا تھا۔ اور اس کے بیٹے مطلب بن ابی وداءفردہ بن قیس بن عدی بن خذاقہ بن سعید بن سہم اور حنظلہ بن قیمصہ بن خدافہ بن سعد بن سہم اور حجاج بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم یہ چار شخص تھے۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے عبداللہ بن ابی بن خلف بن دہب بن حذافہ بن جمح اور ابوعزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن اُہیب بن حذافہ بن جمح اور فاکہ اُمیہ کا آزاد کردہ غلام۔

اور وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ربیعہ بن دراج بن عنیس بن اُہبان بن دہب بن حذافہ بن جمح اس قبیلہ کے یہ پانچ شخص قید ہوئے۔

اور بنی عامر بن لوئی سے سہیل بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اس کو ملک بن دخشم انصاری نے قید کیا تھا۔ اور عبد بن زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن عبد الرحمٰن بن مشنوء بن وقدان بن قیس بن عبدشمس یہ تین شخص قید ہوئے۔

اور بنی حرث بن فہر سے طفیل بن ابی قنیع۔ اور عتبہ بن عمرو بن حجدم یہ دو ہی شخص گرفتار کئے گئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ یہ سب قیدی جن کے نام ہم کو پہنچے ہیں۔ پنتالیس شخص ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں ان میں ایک ایسا شخص بھی مذکور ہوا ہے۔ جس کا نام میں نے بیان نہیں کیا۔ اور وہ قیدی جن کو ابن اسحاق نے بیان نہیں کیا یہ ہیں۔

بنی ہاشم بن عبدمناف سے عتبہ جو بنی فہر سے بنی ہاشم کا حلیف تھا۔

اور بنی مطلب بن عبدمناف سے عقیل بن عمرو ان کا حلیف اور اس کا بھائی تمیم بن عمرو اور اس کا بیٹا یہ تین شخص تھے۔

اور بنی عبدشمس بن عبدمناف سے خالد بن اُسید بن ابھی العیص اور ابوالغریض بسار عاص بن امیہ کا آزادکردہ غلام یہ دو شخص قید ہوئے۔

اور بنی نوفل بن عبدمناف میں سے ان کا آزادکردہ غلام بنہان۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے عبداللہ بن حمید بن زہیر بن حرث ایک ہی شخص قید ہوا۔

اور بنی عبدالدار بن قصیٰ سے عقیل ان کا حلیف جو یمن کا رہنے والا تھا۔ ایک ہی شخص ہے۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے سافع بن عیاض بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم اور جابر بن زبیر ان

کے حلیف قید ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مُرہ سے قیس بن سائب ایک شخص قید ہوا۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے عمرو بن ابی خلف اور ابورہم بن عبداللہ اور ایک اور ان کا حلیف تھا۔ اس کا نام معلوم نہیں۔ اور امیہ بن خلف کے دو آزاد غلام تھے۔ ایک نسطاس اور دوسرا ابورافع یہ سب چھ شخص قید ہوئے۔

اور بنی سہم بن عمرو سے اسلم بنیہ بن حجاج کا آزاد کردہ غلام ایک شخص قید ہوا۔

اور بنی عامر بن لوئی سے حبیب بن جابر اور سائب بن مالک دو شخص قید ہوئے۔

اور بنی حرث بن فہر سے شافع اور شفیع ان کے دونوں حلیف اہل یمن سے قید ہوئے۔

جنگ بدر کا بیان ختم کرنے کے بعد ابن ہشام نے غزوہ بدر کے متعلق بہت مسلم اور مشرک شعراء کے بے شمار اشعار نقل کئے ہیں۔ ان میں مسلمان شعراء نے جنگ کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اپنی بہادری و شجاعت اور کافروں سے دلیرانہ مقابلے کے حالات پر فخر کیا ہے۔ اور قریش کے شعراء اور شاعرات نے اپنے مقتولین کے دردناک مرثیے کہے اور جنگ میں اپنی بدنصیبی اور ذلت آمیز شکست پر آنسو بہائے ہیں۔ صحابہ نے جنگ بدر کے متعلق جو اشعار کہے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ قصیدہ حضرت علی بن ابی طالب کا ہے۔ بالمقابل قریش میں سے اپنے مقتولین کے مرثیے جن شعراء نے کہے ہیں۔ اُن میں سب سے زیادہ پُر زور اور پُر درد مرثیہ ابوسفیان کی بیوی ہندہ کا ہے۔ جو اس نے اپنے باپ عتبہ کے قتل ہونے پر کہا ہے۔ یہاں ان قصائد اور مرثیوں کو لکھنا جو ابن ہشام نے نقل کئے ہیں۔ قطعاً غیر ضروری ہے۔ اس لئے ہم ان تمام طول طویل اشعار کو چھوڑ کر صرف ان مسلم اور غیر مسلم شعراء اور شاعرات کے نام لکھ دیتے ہیں۔ جنہوں نے جنگ بدر کے متعلق قصائد یا مرثیے کہے ہیں اور وہ نام یہ ہیں۔

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب حضرت علیؓ بن ابی طالب حضرت حسان بن ثابت۔ ضرار بن الخطاب عبداللہ بن الزبعری السہمی۔ اعشیٰ بن زرارہ۔ حارث بن ہشام۔ عبدہ بن الحارث۔ کعب بن مالک۔ ضرار بن الخطاب الضہیر ی۔ ابوبرک بن شداذ بن الاسود الیشی۔ امیہ بن ابی الصلت۔ ابواسامہ معاویہ بن زہیر۔ ہندہ بنت عتبہ۔ صفیہ بنت مسافر بن ابی عمرہ بن اُمیہ۔ ہند بنت اثاثہ بن عباد اور قتیلہ بنت حارث کے علاوہ مدینہ کے مشہور دشمن اسلام کعب بن اشرف یہودی نے بھی جنگ بدر کے بعد مکہ پہنچ کر مقتولین بدر کا ایک مرثیہ کہا تھا۔ جس کا جواب بعد میں ایک مسلمان خاتون حضرت میمونہ بنت عبداللہ نے دیا تھا۔

غزوہ بنی سلیم

بدر کے غزوہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر رمضان یا شوال میں فارغ ہوئے اس کے بعد صرف سات شب مدینہ میں قیام فرمایا پھر بنی سلیم سے جنگ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے گے۔اس دفعہ کا عامل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سباع بن عرفطہ غفاری یا ابن اُم مکتوم کو بنایا تھا۔

جب آپ اس قوم کے ایک چشمہ پر پہنچے جس کا نام کدر تھا۔تو تین شب وہاں قیام کر کے مدینہ واپس تشریف لے آئے۔اس سفر میں کوئی جنگ نہیں ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال کا باقی مہینہ اور ذی قعد کا سارا مہینہ مدینہ ہی میں گذارا اس عرصہ میں آپ نے ان قیدیوں کو رہا کیا۔جو جنگ بدر میں قید ہوئے تھے۔

غزوہ سویق

جب ابوسفیان بدر سے بھاگ کر مکہ پہنچا تو اس نے قسم کھائی کہ جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کر کے اپنا بدلہ نہ لے گا اس وقت تک نہ سر میں تیل ڈالے گا نہ غسلِ جنابت کرے گا۔اس کے بعد یہ اپنی قسم پوری کرنے کی خاطر قریش کے دوسو 200 سوار لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور مقام صدر قناۃ میں جو ایک پہاڑ کے قریب ہے جس کو نیب کہتے ہیں جا کر اُترا یہ مقام مدینہ سے ایک منزل کے قریب ہے۔رات کو خفیہ طور پر ابوسفیان مدینہ کے اندر بنی نضیر کے محلّہ میں حی بن اخطب کے مکان پر آیا اور دستک دی۔مگر حی بن اخطب نے دروازہ نہ کھولا تب ابوسفیان سلام بن مشکم کے پاس گیا۔یہ اس وقت بنی نضیر کا سردار تھا۔اور اس کی قوم کا خزانہ بھی اس کے پاس رہتا تھا۔ابوسفیان کی اس نے دعوت کی اور خوب کھلایا پلایا۔اس کے بعد ابوسفیان اُسی رات میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا۔اور ان میں سے چند لوگوں کو مدینہ کی طرف بھیجا۔یہ لوگ مدینہ کے ایک کنارہ کی طرف آئے جن کا نام عریض ہے۔یہاں ایک انصاری کی کھیتی اور کھجوروں کے چند درخت تھے۔ان میں آگ لگا دی۔اور انصاری کو مع ان کے ساتھی کے سوتے ہوئے شہید کر دیا۔پھر وہاں سے بھاگ گئے۔جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فوراً آپ نے بشیر بن عبدالمنذ رکو مدینہ میں نائب مقرر کر کے ابوسفیان کا تعاقب کیا۔یہاں تک کہ مقام قرقرۃ الکذر تک تلاش کرتے ہوئے آئے۔مگر ابوسفیان ایسی تیزی کے ساتھ بھاگا۔کہ اس کا کہیں پتہ نہ چلا اور راستہ میں ابوسفیان کے ساتھی بھاگنے کی بے تابی میں بہت سے ستوؤں کے بورے پھینک گئے تا کہ بوجھ ہلکا ہو کر بھاگنے میں آسانی ہو۔وہ سب مسلمانوں نے اپنے قبضہ میں کئے اسی سبب سے اس غزوہ نام غزوہ سویق

ہوا۔ جب واپس ہوئے تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ بھی ہمارے واسطے غزوہ ہے یعنی اس کا بھی ہم کو ثواب ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

غزوہ ذی امر

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سویق سے واپس آئے تو ذی الحجہ کا باقی مہینہ آپ نے مدینہ میں گذارا پھر نجد کی طرف بنی غطفان پر جہاد کرنے کے ارادہ سے تشریف لے گئے اور حضرت عثمان بن عفان کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا نجد میں صفر کا تمام مہینہ قیام کر کے مدینہ میں واپس تشریف لائے اس سفر میں بھی کوئی جنگ نہیں ہوئی اور ربیع الاول کا مہینہ حضور نے مدینہ میں گذارا۔

غزوہ بحران

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی جنگ کے ارادہ سے مدینہ سے کوچ فرمایا اور ابن اُم مکتوم کو مدینہ میں نائب مقرر کیا۔ یہاں تک کہ آپ مقام بحران میں جو حجاز کے اندر فرع کے کنارہ پر واقع ہے پہنچے۔ یہاں آپ نے ربیع الآخر اور جمادی الاول پورے دو مہینہ قیام فرمایا اور پھر مدینہ میں واپس تشریف لائے اس سفر میں بھی جنگ نہیں ہوئی۔

غزوہ بنی قینقاع

ابتداء اس واقع کی اس طرح ہے کہ پہلے سوق بنی قینقاع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا کہ اے معشر یہود خدا سے ڈرو کہیں تم پر بھی عذاب نازل نہ ہو جو قریش پر بدر کی جنگ میں نازل ہوا تم اسلام قبول کرلو کیونکہ تم نے مجھے پہچان لیا ہے۔ جو تمہاری کتاب تورات میں مذکور ہیں اور خدا نے تم سے مجھ پر ایمان لانے کی بابت عہد لے لیا ہے ان یہودیوں نے حضور کو جواب دیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم قریش کو قتل کر کے اترانہ جانا وہ لوگ لڑائی کے فنون سے بالکل ناواقف تھے۔ ان کو تم نے شکست دے دی قسم ہے خدا کی اگر ہم سے تم جنگ کی تو تم کو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اور پتہ لگ جائے گا کہ تم کو کیسے بہادروں سے سابقہ پڑا۔

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ بنی قینقاع کے یہود نے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا اس کو توڑ کر وہ جنگ پر آمادہ ہوئے یہ جنگ بدر اور اُحد کی جنگوں کے درمیان میں ہوئی۔

اس جنگ کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ایک مسلمان عورت بازار بنی قینقاع میں کوئی چیز لے کر آئی اور اس کو فروخت کر کے ایک سنار کی دُکان پر بیٹھ گئی۔ یہودی اس عورت کے سر ہوئے کہ تو اپنا چہرہ ہمیں دکھا

عورت نے انکار کیا سنار نے چپکے سے عورت کے کپڑے کا سرا پچھلی طرف باندھ دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ اٹھنے لگی۔ تو اس کا ستر کُھل گیا۔ اس پر یہودی ہنسنے لگے اور اس عورت کو خوب چھیڑا۔ عورت نے غُل مچایا ایک مسلمان نے آ کر اُس سُنار کو جو یہودی تھا قتل کر دیا۔ یہودیوں نے ہجوم کر کے اس مسلمان کو شہید کر دیا۔ اس مسلمان کے عزیزوں نے فریاد کی پھر تو بہت سے مسلمان یہودیوں کے مقابلہ پر اکٹھے ہو گئے اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔

جب نوبت یہاں تک پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کا محاصرہ فرمایا جس پر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کی اور اسی وقت عبداللہ بن ابی ابن سلول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے دوستوں کے ساتھ احسان کیجئے اور یہ سب بنی خزرج کے حلیف تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا اس نے پھر عرض کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کا دامن پکڑ لیا اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک مارے غصّہ کے سُرخ ہو گیا۔ اور فرمایا خرابی ہو تجھ کو میرا دامن چھوڑ دے اس نے عرض کیا میں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ جب تک آپ میرے دوستوں کی جان بخشی کر کے ان پر احسان نہ فرمائیں گے۔ ان میں چار سو بغیر زرہ کے اور تین سو زرہ پوش ہیں اور ایسے بہادر ہیں کہ کسی جنگ سے نہیں ڈرتے مگر آپ ان کو ایک دن میں قتل کر ڈالیں گے۔ مجھ کو یہی اندیشہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اُن کو تجھے بخشا۔ عبداللہ بن ابی خوش ہو کر چلا آیا۔

اس محاصرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پندرہ دن صرف ہوئے اور مدینہ میں آپ نے بشیر بن عبد المنذر کو نائب مقرر کیا تھا۔

جب بنی قینقاع سے جنگ ہوئی اور عبداللہ بن ابی بن سلول ان کی امداد اور ہمدردی کے لئے کھڑا ہوا تو عبادہ بن صامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جیسے کہ عبداللہ بن ابی یہود کا حلیف تھا۔ اسی طرح عبادہ بن صامت بھی یہود کے حلیف تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں اور یہودیوں سے جو میرے حلیف تھے اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں اور ان سے بیزار ہوں۔

سریہ زید بن حارثہ

بدر کی جنگ کے بعد سے قریش نے ملک شام کے سفر کے واسطے مدینہ کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ اور عراق کا

راستہ اختیار کیا تھا۔ چنانچہ اس دفعہ قریش کے بہت سے سوداگر جن میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا۔ بہت سا مال تجارت جس میں کثیر چاندی بھی تھی لے کر جا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قافلہ کی خبر پہنچی تو آپ نے زید بن حارثہ کو تھوڑے سے لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا اور نجد کے مقام قروہ میں زید بن حارثہ اس قافلہ سے ملے۔ قافلہ والوں نے ایک شخص فرات بن حیان نامی کو راستہ بتانے کے واسطے اپنے ساتھ لے لیا تھا (فرات بن حیان بنی عجل میں سے بنی سہم کا حلیف تھا۔) زید بن حارثہ نے اس قافلہ کو لوٹ لیا قافلہ والے بھاگ گئے کوئی اُن میں سے گرفتار نہیں ہوا زید بن حارثہ نے وہ سب مال مدینہ میں لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

قتل کعب بن اشرف

بدر میں مسلمانوں کی فتح اور کفار کی شکست کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ میں فتح کی خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا ان لوگوں نے مدینہ میں آ کر سارا واقعہ بیان کیا تو کعب[1] بن اشرف کہنے لگا کیا یہ دونوں شخص جو یہ بیان کرتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں لوگوں کو قتل کر دیا صحیح ہے یہ لوگ اشرافِ عرب اور سردارانِ اہل مکہ تھے۔ ان کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے قتل ہونا سمجھ میں نہیں آتا اگر یہ بات سچ ہے کہ یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تو بس زمین کا پیٹ جس میں یہ لوگ سمائے ہیں زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے۔ جب کعب بن اشرف کو اس واقعہ کا پورا یقین ہو گیا۔ تب یہ مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوا۔ اور وہاں پہنچ کر مطلب بن دواعہ بن صبیرہ سہمی کے پاس ٹھہرا۔ مطلب کی بیوی عاتکہ بنت ابی العیص نے اس کی بڑی خاطر کی اس نے وہاں بدر کے مقتولوں پر رونے اور قریش کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر ابھارنے والے اشعاروں کو سنانے شروع کئے بعد ازاں مدینہ میں چلا آیا اور چونکہ یہ نہایت خبیث اور بدطینت شخص تھا۔ اکثر عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اور ان کے متعلق ناپاک شعر کہتا تھا اس کی اور بہت سی باتوں کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شکایت پہنچی آپ نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کون ہے جو ابن اشرف کو قتل کر سکے محمد بن سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں میں اس کو قتل کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس تم اس کام کو انجام دو اگر تم سے ہو سکے۔

---

[1] کعب مدینہ کا مشہور یہودی اسلام کا شدید دشمن بنی طے کی شاخ بنی فہبان سے تعلق رکھتا تھا اس کی ماں بنونضیر کی عورت تھی۔

محمد بن مسلمہ اپنے گھر آئے اور تین روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضورؐ نے ان کو بلا کر نہ کھانے کا سبب دریافت کیا انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات کا اقرار کیا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں اس کو پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ذمے تو صرف کوشش ہے۔ محمد بن سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہمیں اس معاملہ میں مشورہ کرنا ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جو چاہو مشورہ کرو تم کو اس کی اجازت ہے۔ پس محمدؐ بن سلمہ نے مشورہ کر کے چار آدمی اس کام میں اور اپنے ساتھ شریک کئے ایک ابو نائلہ سلکان بن سلامہ بن وقش اشہلی یہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے۔ اور دوسرے عبادہ بن وقش اشہلی اور تیسرے حارث بن اوس بن معاذ اشہلی اور چوتھے ابوعبس بن جبر بن حارثہ۔ پھر ان چاروں نے پہلے ابو نائلہ کو کعب بن اشرف کے پاس بھیجا۔ ابو نائلہ نے اس کے پاس جا کر پہلے تو ادھر ادھر کی باتیں کیں۔ اور پھر کچھ اشعار بھی سنائے کیونکہ ابو نائلہ شاعر بھی تھے۔ پھر اس سے کہا اے کعب بن اشرف میں تو تیرے پاس ایک ضروری کام کے واسطے آیا تھا تو پہلے اس کو سن لے کعب نے کہا کہو کیا کام ہے۔ ابو نائلہ نے کہا بات یہ ہے کہ جب سے یہ شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں آئے ہیں طرح طرح کی بلائیں اور مصیبتیں ہم پر نازل ہو رہی ہیں۔ تمام عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے راستے انہوں نے بند کر دیئے ہیں یہاں تک کہ ہم لوگ تو بھوکے مر گئے اور مارے فاقوں کے ہم میں دم باقی نہیں ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا اے ابو نائلہ میں تجھ سے پہلے ہی کہا نہ کرتا تھا کہ ایسا ہو گا سو وہی ہوا۔ ابو نائلہ نے کہا اب میں تمہارے پاس اس واسطے آیا ہوں کہ تم کچھ کھانے پینے کی اشیاء ہمیں دو اور اس کے بدلہ میں ہماری چیزیں رہن رکھ لو۔ کعب بن اشرف نے کہا کیا تم اپنی اولاد میرے پاس رہن رکھو گے ابو نائلہ نے کہا اس بات سے تو ہماری بہت بدنامی اور ذلت ہو گی۔ میرے ساتھ اور بھی لوگ ہیں۔ جو قرض لینا چاہتے ہیں۔ اور ان کو تمہارے پاس لانے والا ہوں۔ تا کہ ان کو بھی دو اور احسان کرو۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر تم اولاد کو رہن نہیں رکھتے ہو تو اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو ابو نائلہ نے کہا ہم تمہارے پاس اپنی عورتوں کو کیسے رہن رکھ سکتے ہیں۔ تم ایک نہایت نوجوان آدمی ہو۔ ہاں ہم تمہارے پاس ہتھیار رہن رکھتے ہیں۔ اور ان ہتھیاروں کی قیمت تمہاری اشیاء خوردنی کی قیمت سے مساوی ہو گی۔ کعب بن اشرف نے کہا اگر ایسا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور ابو نائلہ نے ہتھیاروں کا ذکر اس واسطے کیا تھا تا کہ کعب بن اشرف ان لوگوں کو مسلح دیکھ کر خوف زدہ نہ ہو۔ غرضیکہ ابو نائلہ یہ باتیں کر کے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو لے کر بقیع غرقد میں تشریف لائے پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ خدا کا نام لے کر تم لوگ جاؤ اور دعا کی اے خدا ان کی مدد فرما اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان

کو رخصت کر کے اپنے دولت خانہ میں تشریف لے آئے۔

یہ لوگ کعب بن اشرف کے مکان پر پہنچے اور ابو نائلہ نے اس کو آواز دی اس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی سردی کے دن تھے اپنے کمبل کو اوڑھے ہوئے یہ باہر آنے لگا اس کی بیوی نے منع کیا۔ اور کہا تو ایک جنگجو آدمی ہے۔ اور جو لوگ جنگجو ہوتے ہیں وہ احتیاطاً اس وقت باہر نہیں جایا کرتے اس نے کہا مجھ کو ابو نائلہ نے آواز دی ہے۔ اگر اس کو یہ خبر ہوتی کہ میں سوتا ہوں۔ تو مجھ کو نہ جگاتا۔ اب مجھ کو جانا ضرور ہے۔ عورت نے کہا مجھ کو اس کی آواز سے بدی معلوم ہوتی ہے۔ مگر کعب نے عورت کے کہنے کی کچھ پروانہ کی اور مکان سے نکل کر باہر آ گیا۔ اور تھوڑی دیر ان لوگوں سے باتیں کرتا رہا ابو نائلہ نے کہا اے کعب چلو ہم تم ذرا اس چاندنی رات میں فلاں مقام پر بیٹھ کر کچھ باتیں کریں تو بڑا لطف حاصل ہو گا۔ کیونکہ اس وقت عجیب کیفیت ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا تمہاری مرضی چلو کیا مضائقہ ہے پھر یہ لوگ آہستہ آہستہ اس طرف کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ابو نائلہ نے کعب بن اشرف کے بالوں پر ہاتھ پھیر کر سونگھا اور کہا کیا اچھی خوشبو ہے۔ ایسی خوشبو تو میں نے کبھی نہیں سونگھی اور پھر اسی طرح سے کئی بار کیا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا پھر تھوڑی دور جا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور فوراً گردن پکڑ زمین پر دے مارا پھر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمن خدا کو قتل کر ڈالو۔ انہوں نے تلواریں مارنی شروع کیں۔ مگر کمبل کے سبب سے تلواروں نے اس پر اثر نہ کیا۔ اور دشمن خدا نے ایسی چیخ ماری کہ تمام محلّہ کے گھروں میں اس کی آواز پہنچی محمد بن مسلمہ کہتے ہیں جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں اس پر کام نہیں کرتیں تب میں نے اپنی چھری اس کے پیٹ پر رکھ کر ایسا زور کیا کہ پشت سے نکل گئی اور دشمن خدا ہلاک ہوا اور ہماری تلواروں ہی میں سے ایک تلوار سے حارث بن اوس بن معاذ کے سر میں یا پیر میں زخم لگ گیا۔ ہم لوگ تو وہاں سے بھاگ آئے اور بنی امیہ بن زید اور بنی قریظہ کے محلوں سے گذر کر حرۃ العریض میں آ کر ہم نے دم لیا۔ اور حارث بن اوس کی راہ دیکھتے رہے۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ بھی ہم سے آ ملے ہم ان کو اپنے اوپر لاد کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آخر رات کا وقت تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے سلام عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے ہم نے دشمن خدا کے قتل کی خبر آپ سے بیان کی آپ بہت خوش ہوئے اور ہمارے ساتھی کے زخم پر اپنا لب مبارک لگا دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے آئے۔ پھر اُس دن سے کعب بن اشرف کا حال دیکھ کر تمام یہودی مسلمانوں سے کانپنے لگے۔ اور ہر ایک کو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا۔

ابن شینہ یہودی کا قتل اور محیصہ بن مسعود کا اسلام لانا

اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جو یہودی تمہارے قابو چڑھ جائے بے تامل اس کو قتل کر ڈالو۔ چنانچہ محیصہ بن مسعود نے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ قابو پا کر ابن شینہ[1] یہودی کو قتل کیا۔ ان کے بھائی حویصہ نے جو عمر میں ان سے بڑے تھے اور ہنوز مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان سے کہا کہ اے محیصہ تو نے ایسے شخص کو کیوں قتل کر دیا جس کا مال کھا کھا کر میرے پیٹ میں بہت سی چربی جمع ہو گئی محیصہ نے کہا مجھ کو اس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم دیا تھا کہ اگر وہ مجھ کو تیرے قتل کرنے کا حکم دیں تو فوراً تجھ کو قتل کر ڈالوں۔ حویصہ نے حیران ہو کر کہا کہ کیا تو مجھ کو بھی قتل کر دے گا۔ محیصہ نے کہا ہاں بے تامل قتل کر دوں گا۔ اگر محمدؐ حکم دیں۔ حویصہ نے کہا واقعی اس دین کے اختیار کرنے سے تیرا یہ حال ہوا کہ یہ دین عجیب لذت اور لطف رکھتا ہے جس کے آگے کسی چیز کی محبت باقی نہیں رہتی پھر حویصہ بھی مسلمان ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارث بن حرث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہیں۔

بنی قریظہ کے چارسو یہودیوں کا قتل اور محیصہ کے مسلمان ہونے کی دوسری روایت

ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ کو حویصہ کے اسلام لانے کی روائت اس طرح پہنچی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ پر فتح یاب ہوئے تو قریباً چارسو 400 یہودی ان میں سے آپ نے گرفتار کئے۔ یہ لوگ اوس کے حلیف تھے۔ اور ان کے ساتھ ہو کر خزرج سے لڑا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان سب کی گردنیں مارو۔ چنانچہ خزرج کے لوگوں نے ان کو بہت خوشی خوشی قتل کرنا شروع کیا۔ اور ان کے چہروں سے خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ بخلاف اوس کے لوگوں کے کہ اُن میں خوشی نہ پائی جاتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر سمجھے کہ چونکہ یہ لوگ اوس کے حلیف ہیں اس سبب سے ان میں خوشی نہیں پائی جاتی اور اس وقت ان یہودیوں میں سے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس کے چوبیس آدمیوں کو حوالہ کئے۔ اور فرمایا کہ وہ دو آدمی ایک ایک یہودی کو قتل کریں۔ ان یہودیوں میں کعب بن یہوذا بنی قریظہ کا سردار تھا۔ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محیصہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیاز کے حوالہ کیا اور فرمایا محیصہ اس پر ضرب لگائے اور ابو بردہ اس کو ہلاک کرے۔ چنانچہ محیصہ نے اس پر تلوار کی ہلکی ضرب

---

[1] اس کو ابن سینہ بھی کہتے ہیں۔

لگائی اور ابو بردہ نے اس کو ہلاک کیا۔حویصہ نے جو اُس وقت تک کافر تھا۔اپنے بھائی محیصہ سے کہا کہ کیا تو نے کعب بن یہوذا کو قتل کر دیا محیصہ نے کہا ہاں حویصہ نے کہا قسم ہے خدا کی تیرے پیٹ میں اس کا مال قرض کھا کھا کر کس قدر چربی پیدا ہوئی ہے۔ پھر بھی تو نے اس کا کچھ خیال نہ کیا۔محیصہ نے کہا مجھ کو اس کے قتل کرنے کا ایسے شخص نے حکم دیا تھا کہ اگر وہ تیرے قتل کا حکم فرمائیں تو قسم ہے خدا کی بے تامل تجھ کو قتل کر ڈالوں حویصہ محیصہ کی اس بات سے بہت متعجب ہوا اور رات بھر اسی فکر میں جاگتا رہا۔اور کہتا تھا قسم ہے خدا کی واقعی یہ دین سچا ہے۔ پھر صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بحران سے آگے آ کر جمادی الآخر اور رجب اور شعبان اور رمضان چار مہینہ مدینہ میں قیام فرمایا اس کے بعد شوال 3 ہجری میں غزوہ اُحد کا واقعہ در پیش ہوا۔

قریش کی تیاریاں غزوہ احد کے لئے

جب مشرکین کو بدر کی جنگ میں ہزیمت فاش نصیب ہوئی اور سرداران قریش مقتول ہوئے تو بقیہ مفرورین مثل عکرمہ بن ابی جہل و ابوسفیان بن حرب وصفوان بن اُمیہ وغیرہ نے جن کے اقرباء اس جنگ میں قتل ہوئے تھے۔صلاح کی اور ابوسفیان بن حرب سے کہا کہ جس قدر مال تجارت تم اپنے قافلہ کے ساتھ لائے ہو ہم چاہتے ہیں کہ تم اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ میں صرف کرو تا کہ ہم اس دفعہ بڑے پیمانہ پر جنگ کا سامان کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا بدلہ لیں اور اپنے غمزدہ لوگوں کو راحت پہنچائیں ابوسفیان اور کل سوداگران نے جن کا مال تھا اس بات کو قبول کیا۔

جب ابوسفیان نے یہ سب اسباب تجارت جنگ میں خرچ کرنا قبول کیا تب سارے قریش اور اہل تہامہ اور بنی کنانہ وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

ابوعزہ کی غداری اور اس کا جنگ کے لئے قبیلوں کو ابھارنا

ابوعزہ عمرو بن عبداللہ جمحی وہ شخص ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرما کر اسے رہائی دی تھی۔ جس کا ذکر اوپر مفصل ہو چکا ہے۔کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا یا رسول الله ؐمیں عیال دار اور مفلس شخص ہوں۔مجھ پر کرم کیجئے۔اور بغیر فدیہ کے رہا فرما دیجئے۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رہا کر دیا تھا اور عہد لے لیا تھا کہ ہمارے دشمنوں کا ساتھ نہ دیجو۔اب اس وقت مکہ میں صفوان بن اُمیہ نے اس سے کہا کہ اے ابوعزہ تم ایک شاعر شخص ہو تم ہمارے ساتھ اس جنگ میں ضرور شریک ہو۔اس نے کہا مجھ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کیا ہے میں ان کے خلاف کارروائی کرنی نہیں چاہتا۔صفوان نے کہا اچھا تم

اوروں کو آمادہ نہ کرو۔ تم خود ہی ہمارے ساتھ چلو اگر وہاں تم صحیح سلامت واپس چلے آئے تو میں تم کو غنی کر دوں گا اور اگر تم مارے گئے تو میں تمہاری اولاد کو اپنی اولاد کے ساتھ پرورش کروں گا۔ یہ میں تم سے عہد کرتا ہوں۔ اس پیشکش پر راضی ہو کو ابوعزہ صفوان کے ساتھ ہولیا اور تھامہ میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قریش کی امداد پر اس نے خوب ابھارا اور جوشیلے اشعار سنا سنا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور اسی طرح سے مسافع بن عبدمناف بن وہب بن حذافہ بن جمح بنی مالک بن کنانہ میں پہنچا اور ان کو قریش کی امداد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ پر آمادہ کیا۔

حبشی غلام وحشی

اور جُبیر بن مطعم نے اپنے ایک حبشی غلام سے جس کا نام وحشی تھا بلا کر کہا کہ تو بھی اس لشکر کے ساتھ جا۔ اور اگر تو نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ کیونکہ حمزہ نے میرے چچا طعیمہ بن عدی کو قتل کیا ہے۔ اس حبشی غلام یعنی وحشی کے پاس حبش کا ایک حربہ تھا۔ جو بہت کم خطا کرتا تھا۔ اور جس کے لگ جاتا تھا ملک الموت کا حکم رکھتا تھا۔

مکہ سے قریش کی روانگی

قریش اپنا سب ساز وسامان درست کر کے اور تمام قبائل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور باہم عہد کر لیا کہ اس دفعہ مقابلہ سے ہرگز نہ بھاگیں گے۔

کفار قریش کی عورتوں کی جنگ میں شمولیت

اور ابوسفیان نے اپنی بیوی ہندہ بنت عتبہ کو ساتھ لیا اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے ام حکیم بنت حارث بن ہشام کو ساتھ لیا اور حارث بن ہشام نے فاطمہؓ بنت ولید بن مغیرہ اپنی بیوی کو ساتھ لیا اور صفوان بن امیہ نے برزہ بنت مسعود کو جو عبداللہ بن صفوان کی ماں تھی۔ اور طلحہ بن ابی طلحہ نے اپنی بیوی سلافہ بنت سعد بن شہید انصاریہ کو ساتھ لیا یہ مسافع اور جلاس اور کلاب طلحہ کے بیٹوں کی ماں تھی اور یہ سب بدر میں قتل ہو چکے تھے۔ اور خناسہ بنت مالک بن مضرب اپنے بیٹے ابی عزیز بن عمیر کے ساتھ ہولی۔ یہی عورت مصعب بن عمیر کی ماں ہے۔ اور عمر بنت علقمہ جو قبیلہ بنی حرث سے تھی۔ یہ بھی لشکر کے ساتھ ہولی۔ اور ہندہ بنت عتبہ جب وحشی کے پاس آتی یا وحشی اس کے پاس آتا یہ اُس سے کہتی کہ اے ابووسمہ (یہ وحشی کی کنیت ہے) ایسا کام کیجو جس سے ہمارے دلوں کو آرام پہنچے۔

یہ لشکر مکہ سے چل کر اسی کروفر سے مدینہ کے مقابل بطن سنجہ میں ایک وادی کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اس لشکر کے آنے کی خبر پہنچی۔

اس جنگ کے متعلق حضورؐ کا خواب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے خدا اس کی تعبیر بہتر کرے میں نے دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے اور میں نے دیکھا کہ میری تلوار کی دھار کند ہو گئی۔ اور میں نے یہ دیکھا کہ گویا میں نے اپنا ہاتھ مضبوط اور مستحکم زرہ کے اندر داخل کیا ہے۔ پس اس کی تعبیر مدینہ لی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں کہ مجھ سے اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے خواب دیکھا کہ ایک گائے ذبح کی جا رہی ہے گائے سے مراد مسلمان کا شہید ہونا ہے اور اپنی تلواروں میں جو میں نے شکستگی دیکھی وہ ایک شخص سے جو میری اہل بیت سے شہید ہوگا۔

حضور کی رائے تھی کہ شہر کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! اگر تمہاری رائے ہو تو مدینہ میں رہ کر لڑو۔ اگر وہ وہیں پڑے رہے تو بری جگہ میں پڑے رہیں گے۔ اور اگر ہم پر انہوں نے حملہ کیا تو ہم ان سے جنگ کریں گے۔ عبداللہ بن ابی سلول کی رائے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے موافق تھی۔ اور وہ یہی چاہتا تھا کہ مسلمان باہر نکل کر نہ لڑیں۔ مگر مسلمانوں میں سے وہ لوگ جن کو شہادت سے فائز ہونا تھا اور جو بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے۔ عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ساتھ لے کر حضور دشمنوں کے مقابلہ پر چلیں اگر ہم ان کے مقابل نہ جائیں گے۔ تو وہ سمجھیں گے کہ ہم ان سے ڈر گئے اور ہم کمزور ہیں۔

عبداللہ بن ابی منافق کی رائے حضورؐ کی رائے کے موافق تھی

عبداللہ بن ابی بن سلول نے عرض کیا یا رسول اللہ میری رائے یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ ہی میں قیام فرمائیں باہر نکل کر مقابلہ نہ کریں کیونکہ ہم لوگوں نے جب بھی شہر سے باہر جا کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے۔ کامیاب نہیں ہوئے۔ اور جب بھی شہر کے اندر ہم دشمن سے لڑے ہیں ہماری فتح ہوئی ہے۔ پس یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہ لے جائے اگر وہ لشکر وہیں پڑا رہا تو بری حالت میں پڑا رہے گا اور اگر ہم پر حملہ آور ہوا اور شہر میں گھس آیا تو ہم مقابل ہو کر ان کو قتل کریں گے اور ہمارے بچے اور عورتیں ان پر پتھر ماریں گی۔ پھر اُن کو سواء اس ذلت کے ساتھ بھاگ جائیں اور کچھ چارہ نہ ہوگا۔

صحابہ کا باہر نکل کر لڑنے پر اصرار اور حضورؐ کی تیاری

مگر وہ لوگ جن کو جہاد اور شہادت کا شوق غالب تھا۔ اسی بات پر حضورؐ سے مصر ہوئے کہ باہر نکل کر مقابلہ کیا جائے یہانتک کہ حضورؐ نے سلاح جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائے۔ یہ دن جمعہ کا تھا اور نماز کے بعد یہ مشورہ قرار پایا اور اسی روز انصار میں سے ایک شخص مالک بن عمرو کا انتقال ہوا تھا۔ حضور نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی پھر لوگوں میں ہتھیار لگا کر تشریف لائے۔

صحابہ کی اپنی رائے پر ندامت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلح دیکھ کر لوگوں کی رائے پلٹ گئی اور وہ کہنے لگے کہ ناحق ہم نے زبردستی کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نکلنے پر آمادہ کیا ہم کو ایسا نہ چاہیئے تھا اور حضور کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے ناحق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اصرار کیا حالانکہ ہم کو ایسا نہ چاہیئے تھا پس حضورؐ شہر ہی میں تشریف رکھیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی کے واسطے یہ لائق نہیں کہ سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر پھر ان کو بغیر جنگ کے اتار دے۔

حضورؐ کی مدینہ سے روانگی

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار صحابہ کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ سے باہر تشریف لائے اور مدینہ میں ابن اُم مکتوم کو نماز پڑھانے کے واسطے نائب مقرر کیا۔

منافقین کی لشکر اسلام سے علیحدگی

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ساتھ مقام شوط میں جو مدینہ اور اُحد کے درمیان ہے پہنچے تو عبد اللہ بن ابی ان میں سے ایک تہائی لوگوں کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف واپس ہو گیا۔ یہ سب لوگ منافق تھے۔ عبداللہ نے ان سے کہا کہ ہم لوگ خواہ مخواہ اپنے تئیں قتل کرائیں۔ اس سے ہم کو کیا فائدہ عبداللہ بن عمرو بن حرام نے ان لوگوں سے کہا کہ اے قوم کیا تم خدا کو بھول گئے۔ جو اس کے نبی اور اپنی قوم سے غداری کرتے ہو۔ ایسے وقت پر جبکہ دشمن سامنے موجود ہو۔ ان لوگوں نے کہا ہم یہ نہ سمجھتے تھے کہ تم جنگ کرنے نکلے ہو اگر ہم کو یہ خبر ہوتی ہرگز ہم تمہارے ساتھ نہ آتے۔

عبداللہ بن عمرو نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ نہیں مانتے اور واپس ہی جاتے ہیں۔ تو کہا اے دشمنان خدا خدا تم کو دور کرے۔ عنقریب خدا تعالیٰ اپنے نبی کو تم سے بے پرواہ کر دے گا۔

حضور علیہ السلام کی خودداری

جنگ پر روانہ ہونے سے پہلے انصار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر حکم ہوتو اپنے حلفاء یہود سے مدد طلب کریں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی کچھ ضرورت نہیں۔

حضورؐ فال لینے کو پسند فرماتے تھے

جب حضورؐ مع لشکر کے مقام حُرَّہ بنی حارثہ میں پہنچے تو ایک شخص کے گھوڑے نے اپنی دُم جو ہلائی تو اس سے اس کی تلوار کا تسمہ کُھل گیا اور تلوار نکل پڑی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم فال لینے کو پسند کرتے تھے۔پس اُس شخص سے آپ نے فرمایا جس کی وہ تلوار تھی کہ اپنی تلوار کو سونگھ لے مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ آج ضرور تلواریں کھچیں گی۔

ابوخثیمہ کی رہنمائی

آپ نے اصحاب سے فرمایا ایسا شخص کون ہے جو قریب کے راستہ سے ہم کو لے چلے ابوخثیمہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں لے چلتا ہوں اور ابوخثیمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی حارثہ کی آبادی کے اندر سے لے کر نکلا۔

ایک منافق کی گستاخانہ حرکت

یہاں ایک شخص مربع بن قیظی نام کا باغ تھا۔یہ شخص اندھا اور نہایت بد ذات منافق تھا۔جب اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو یہ مسلمانوں پر خاک اُڑانے لگا اور کہنے لگا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم رسول ہوتو میں تمہارے واسطے یہ بات جائز نہیں رکھتا کہ تم میرے باغ سے گذرو اور پھر ایک برتن میں خاک بھر کر اس نے کہا اگر میں جانوں کی یہ خاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی پر نہ پڑے گی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینک دوں۔مسلمان اس کے قتل کرنے کو دوڑے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا جیسا کہ یہ شخص آنکھوں کا اندھا ہے ایسا ہی دل کا اندھا ہے۔مگر سعد بن زید اشہلی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے سے پہلے اپنی کمان سے اس کا سر پھوڑ دیا۔

پچاس تیراندازوں کی گھاٹی پر تعیناتی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گذر کر اُحد پہاڑی کی گھاٹی میں جا کر ٹھہرے اور اپنے لشکر کی پشت احد کی طرف کر کے فرمایا کہ جب تک میں حکم نہ کروں۔تم لوگ جنگ نہ کرنا اور قریش نے انصار کے کھیتوں

میں اپنے جانور چھوڑ دیئے تھے۔ انصار میں سے ایک شخص نے ان جانوروں کو چرتے ہوئے دیکھ کر کہا افسوس ہے بنی قیلہ کی کھیتی چرا رہے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جنگ کا ارادہ کیا تو تیراندازوں پر عبداللہ بن جُبیر کو سردار بنایا ان کے کپڑے اُس روز بالکل سپید تھے۔ اور یہ تیرانداز کل پچاس نفر تھے۔ ان کو حکم دیا کہ تم سواروں کو تیروں کی ضرب سے ہمارے قریب نہ آنے دو اور تم لوگ یہیں بیٹھے رہو اور تیر مارے جاؤ ایسا نہ ہو کہ کفار ہماری پشت کی طرف سے آ جائیں اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس روز دو زرہیں زیب تن فرمائیں۔ اور اپنے لشکر کا نشان مصعب بن عمیر کے حوالہ کیا۔

دو لڑکوں کی جنگ میں شمولیت

سمرہ بن جندب اور رافع بن خدیج کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دی حالانکہ پہلے آپ نے ان کو واپس کر دیا تھا جب عرض کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ اچھا تیرانداز ہے۔ تب آپ نے رافع کو اجازت دی۔ پھر عرض کیا گیا کہ سمرہ رافع کو تیر اٹھا اٹھا کر دیا کرے گا۔ تب آپ نے اس کو بھی اجازت دی۔ ان دونوں کی عمر اس وقت پندرہ پندرہ سال کی تھی۔

جن لڑکوں کو شرکتِ جنگ کی اجازت نہ ملی

اور اُسامہ بن زید اور عبداللہ بن عمر بن خطاب اور زید بن ثابت بخاری اور براء بن عازب حارثی اور عمرو بن حزم بخاری اور اُسید بن ظہیر حارثی کو بسبب صغرسنی واپس کر دیا۔ (ان سب کو جنگ خندق میں شرکت کی اجازت مل گئی تھی)

قریش کا اپنے لشکر کو تیار کرنا

قریش نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جس میں دوسو 200 سوار تھے۔ لشکر کے میمنہ پر انہوں نے خالد بن ولید کو مقرر کیا۔ اور میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل کو۔

حضور کا ابو دجانہ کو اپنی تلوار مرحمت فرمانا

حضور نے اپنے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ تلوار مجھ سے کون اس شرط سے لیتا ہے کہ اس کا حق ادا کر دے گا۔ فوراً ہی بہت سے لوگ اس کے لینے کو کھڑے ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہ دی پھر ایک شخص ابو دجانہ نام کھڑے ہوئے۔ یہ بنی ساعدہ میں سے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس تلوار کا حق کیا ہے فرمایا اس کا حق یہ ہے کہ اس تلوار سے دشمن کو اس قدر قتل کرو کہ یہ تلوار ٹیڑھی ہو

جائے ابودجانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا حق ادا کروں گا اور ابودجانہ بڑے بہادر اور فنون حرب سے واقف تھے۔ ان کا قاعدہ تھا کہ جب یہ جنگ کے واسطے نکلتے تو سُرخ عمامہ سر پر باندھتے تھے جس کو دیکھ کر لوگ جان لیتے کہ اب ابودجانہ جنگ کو جاتے ہیں۔ وہی سُرخ عمامہ اس وقت انہوں نے باندھا اور دونوں صفوں کے درمیان نہایت شان وشوکت کے ساتھ پھرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس تکبر سے چلنے کو دیکھ کر فرمایا کہ اس چال سے خدا ناراض ہوتا ہے۔ سوا ایسے موقع (یعنی جنگ میں کفار کے سامنے اس طرح اکڑ اکڑ کر چلنا جائز ہے)

ابو عامر راہب

مدینہ کا ایک شخص ابو عامر عبد عمرو بن صیفی بن مالک بن نعمان (جو بنی ضبیعہ میں سے تھا) مدینہ سے بھاگ کر مکہ چلا گیا تھا۔ اور اس کے پچاس غلام اور پندرہ آدمی اس کے قبیلے کے اس کے ساتھ تھے۔ اور یہ قریش سے کہا کرتا تھا کہ جب میں اپنی قوم سے جا کر ملوں گا تو ساری قوم میرے ساتھ ہو جائے گی۔ چنانچہ اب جس وقت اس جنگ کا موقعہ ہوا اور دونوں لشکر مقابل ہوئے تو اس ابو عامر نے اپنی قوم اوس کو آواز دی کہ اے گروہِ اوس میں ابو عامر ہوں اوس کے لوگوں نے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ کہا ہاں اے فاسق خدا کبھی تیری آنکھ ٹھنڈی نہ کرے۔ جاہلیّت کے زمانے میں لوگ اس ابو عامر کو راہب کہتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام فاسق رکھا تھا۔ پس جب اس نے اپنی قوم کا یہ سخت جواب سنا تو کہنے لگا کہ میرے پیچھے میری قوم پر شر نازل ہوا اور یہ سب میرے کہنے سے باہر ہو گئے پھر اس نے مسلمانوں سے سخت جنگ کی اور اُن پر پتھر برسانے لگے۔[1]

---

[1] ابو عامر مسلمانوں کا شدید ترین دشمن اور مدینہ کا ایک معزز اور مشہور شخص تھا۔ ابن ہشام نے اس کا حال بہت ہی مختصر لکھا ہے جو بے حد تشنہ ہے۔ ہم اس قدرے تفصیلی حال بشیر احمد صاحب ایم اے کی کتاب بےنظیر سیرت خاتم النبیین جلد دوم سے لے کر ناظرین کی دلچسپی کے لئے یہاں لکھتے ہیں:

ابو عامر قبیلہ اوس کا رئیس تھا یہ شخص اپنی زندگی میں سیاح رہ چکا تھا۔ اور کئی ممالک میں سفر کرنے کے بعد اب گویا تارک الدنیا ہو کر راہب کہلاتا تھا۔ ابو عامر کچھ کچھ نصرانیت کی طرف مائل تھا۔ اور ایک آزاد مذہبی معلم ہونے کا دعویٰ رکھتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ میں تشریف آوری پر اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت شروع کی مگر مخالفت میں کامیاب نہ ہونے کے بعد بالآخر اپنے بغض وحسد میں جلتا ہوا مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا گیا۔ اور اس کے ساتھ چند وہ لوگ بھی جو اس کے زیر اثر تھے۔ جنگ اُحد میں ابو عامر مکہ کے کافروں اور بُت پرستوں کا حامی

ابوسفیان کا لوگوں کو جنگ کی ترغیب دلانا

ابوسفیان نے اپنے لشکر کے علم برداروں سے یہ کہہ کر اُن کو جنگ کی ترغیب دلائی کہ اے بنی عبدالدار بدر کی جنگ میں تم نے ہمارے جھنڈے کو گرا دیا۔ جس سے ہم پر بڑی مصیبت پڑی یاد رکھو کہ لشکر کی فتح و شکست جھنڈے پر موقوف ہے۔ جب تک جھنڈا قائم رہتا ہے لشکر بھی قائم رہتا ہے۔ اور جب جھنڈا گرتا ہے لشکر کے بھی پیر اُکھڑ جاتے ہیں۔ پس یا تو تم ثابت قدمی کے ساتھ جھنڈے کو اٹھاؤ۔ اور یا ہمارا جھنڈا ہمارے سپرد کرو۔ انہوں نے کہا اے ابوسفیان مقابلہ کے وقت دیکھ لینا کہ ہم کس طرح جھنڈے کو قائم رکھتے ہیں۔ ابوسفیان کا یہی مطلب تھا۔ ان سے اس جواب کو سن کو ابوسفیان بہت خوش ہوا۔

ہندہ کا مردوں کو جنگ پر ابھارنا

جس وقت لشکروں میں جنگ شروع ہوئی ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی لشکر کی سب عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر دف بجا کر گانے لگی۔ اور وہ مردوں کو جنگ پر ابھارتی تھیں۔

جنگِ مغلوبہ

اس کے بعد ایسی جنگ مغلوبہ ہوئی کہ اپنے بیگانہ کی کچھ خبر نہ رہی ہر شخص اپنے جوش وخروش میں بھرا ہوا تھا۔ کوئی عشقِ الٰہی میں جام شہادت کا طالب تھا۔ اور اپنی اس زندگانی فانی سے قرب یزدانی اور رضا رحمانی میں حیاتِ جاودانی کو بمراتب بہتر سمجھتا تھا۔ اور کوئی اپنے قومی جوش اور نام آوری کی خاطر جان کھونے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور مددگار بن کر میدان جنگ میں آیا۔ قدرت الٰہی کا یہ بہت ہی عجیب نظارہ ہے کہ اسی جنگ میں اس کا لڑکا حنظلہ جونہایت دیندار اور مخلص مسلمان تھا۔ قریش مکہ کے خلاف لڑتا ہوا شہید ا ہوا۔)

ابوعامر فتح مکہ تک یہیں مقیم رہا اور برابر اپنی دشمنی اور عداوت کا اظہار کرتا رہا جب مکہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبضہ ہوگیا۔ تو یہ طائف چلا گیا۔ جب طائف بھی فتح ہوگیا۔ تو یہ مسلمانوں کے خلاف رومی سلطنت سے سازش کرنے کے لئے شام کی طرف چلا گیا لیکن باوجود کوشش کے اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا۔

ابوعامر جب مدینہ میں تھا تو طعن وتحقیر کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو طرید ووحید (یعنی وطن سے نکالا ہوا اور اکیلا چھوڑا ہوا شخص) کہا کرتا تھا مگر اس توہین کے نتیجہ میں خود ہی شام میں جلاوطنی اور بے بسی اور بے کسی کی حالت میں بھٹکتا ہوا مر گیا۔ (زرقانی تاریخ خمیس جلد نمبر 2 صفحہ 44 لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم مؤلفہ سر ولیم میور صفحہ 174 لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ مارگولیس صفحہ 424۔ محمد اسماعیل)

جنگ میں ابو دجانہ کی دلیری اور شجاعت

ابو دجانہ انصاری نے ایسی شجاعت اور جوانمردی سے کام لیا کہ کفار کے چھکے چھڑا دیئے اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے جدھر رُخ کرتے تھے صفیں اُلٹ دیتے تھے۔ اس کے متعلق حضرت زبیر بن عوام کی روائت ہے کہ جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تلوار مانگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہ دی اور ابو دجانہ کو عنایت کی تو میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا اور میں نے کہا کہ باوجود اس کے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کا فرزند ہوں۔ اور قریش سے ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تلوار کیوں نہ دی ابو دجانہ میں ایسی کیا صفت ہے کہ اس کو عنائت کی میں دیکھوں گا کہ ابو دجانہ اس تلوار کا کیا حق ادا کرتا ہے۔ پھر میں اُٹھ کو ابو دجانہ کے پیچھے ہولیا۔ اور میں نے یہ دیکھا کہ ابو دجانہ نے اپنا سُرخ عمامہ نکال کر باندھا۔ اس کو دیکھ کر انصار کہنے لگے کہ اب ابو دجانہ جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔ اور موت کا عمامہ انہوں نے نکال لیا۔ ان کی جنگ کی یہی علامت تھی۔

جس وقت ابو دجانہ نے مشرکین پر حملہ کیا جو سامنے آیا اسی کو قتل کیا۔ زبیر بن عوام کہتے ہیں مشرکین میں ایک شخص ایسا شریر تھا کہ جس مسلمان کو زخمی دیکھتا اس کو شہید کر دیتا اتفاق سے ابو دجانہ کا اور اس کا سامنا ہوا۔ زبیر کہتے ہیں میں دعا کر رہا تھا کہ ان دونوں کا مقابلہ ہو جائے۔ چنانچہ اُس نے ابو دجانہ پر تلوار کا وار کیا۔ ابو دجانہ نے اس کی تلوار کو اپنی ڈھال پر روکا۔ پھر ابو دجانہ نے اپنی شمشیر آبدار کا ایسا وار کیا اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ زبیر کہتے ہیں اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ بے شک خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی خوب جانتے ہیں۔ واقعی ابو دجانہ ہی اس تلوار کا حق ادا کرنے کے قابل تھے۔ ابو دجانہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو دیکھا جو لوگوں کو نہایت تیزی سے جنگ پر ابھار رہا ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور جب میں نے اس پر تلوار اٹھائی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کی اس میں کسر شان سمجھی کہ وہ عورت پر چلائی جائے۔

حضرت حمزہؓ کا کفار کو قتل کرنا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بھی بہت سے کفار جہنم واصل کئے چنانچہ ارطاۃ بن عبد شرحبیل بن عبد مناف بن عبد الدار جو مشرکین کے علم برداروں میں سے تھا۔ آپ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر سُباع بن عبد العزیٰ غیشانی جس کی کنیت ابو نیار تھی۔ حضرت حمزہ کے سامنے سے گذرا۔ آپ نے اس سے فرمایا اے ابن مقطعہ میرے سامنے اس کی ماں اُم انمار شریق بن عمرو بن وہب ثقفی کی آزاد لونڈی تھی۔ ابو نیار حضرت حمزہ کے

سامنے آیا آپ نے فوراً اس کو قتل کیا۔

حضرت حمزہ کی شہادت کا پورا واقعہ ان کے قاتل وحشی کی زبانی

جبیر بن مطعم کا آزاد غلام وحشی کہتا ہے کہ حضرت حمزہ برابر اپنی تلوار سے لوگوں کو قتل وزخمی کر رہے تھے۔ اس وقت میں نے اپنے حربہ کو گردش دی۔ اور جب مجھ کو اس پر پورا اطمینان ہو گیا تو میں نے اس کو حضرت حمزہؓ کی طرف پھینکا وہ سیدھا جا کر ان کے زیر ناف لگا۔ اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے نکل کر گر پڑا حضرت حمزہؓ میری طرف متوجہ ہوئے مگر فوراً گر پڑے میں ٹھہر رہا۔ آخر جب وہ ٹھنڈے ہو گئے تب میں نے اپنا حربہ ان کے پاس سے جا کر اٹھالیا۔ اور خیمہ میں آن کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ میری اب کچھ ضرورت نہ رہی تھی۔ اور میں اپنا کام ختم کر چکا تھا۔

جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمیری سے روائت ہے کہ میں اور عبید اللہ بن عدی بن خیار حضرت معاویہ کے زمانہ حکومت میں شام کے شہر حمص میں گئے۔ وحشی جبیر بن مطعم کا آزاد غلام بھی یہیں رہتا تھا۔ جب ہم اس شہر میں آئے تو عبید اللہ بن عدی نے مجھ سے کہا کہ چلو وحشی سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ دریافت کریں میں نے کہا چلو۔ پس ہم دونوں وحشی سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے اور لوگوں سے ہم نے اس کا پتہ پوچھنا شروع کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ وحشی شراب بہت پیتا ہے۔ اور اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا ہوگا۔ اگر تم اس کو دیکھو کہ ہوش میں ہے۔ تب تو اس سے جو کچھ بات کرنی ہو کرنا اور اگر دیکھو کہ نشہ میں ہے۔ تو اُلٹے چلے آنا ہرگز کچھ بات نہ کرنا۔ یہ دونوں شخص کہتے ہیں ہم وحشی کے مکان پر پہنچے اور ہم نے دیکھا کہ ایک بڑھا بغاث [1] کی طرح سے غالیچہ پر بیٹھا ہے اور ہوشیار ہے۔ نشہ میں نہیں ہے ہم نے جا کر سلام کیا اُس نے جواب دیا اور عبید اللہ بن عدی سے کہا کہ تو عدی بن خیار کا بیٹا ہے۔ عبید اللہ نے کہا ہاں وحشی نے کہا ایک دفعہ جب کہ تو اپنی ماں کا دودھ پیتا تھا۔ تب میں نے تجھ کو تیری ماں سعدیہ کے ساتھ اونٹ پر سوار کرایا تھا۔ اور تیرے پیر اس وقت میں نے غور سے دیکھے تھے۔ بس انہیں کو دیکھ کر اب میں نے تجھ کو پہچان لیا۔ عبید اللہ کہتے ہیں پس ہم وحشی کے پاس بیٹھے تھے اور ہم نے کہا ہم تمہارے پاس اس واسطے آئے ہیں کہ تم سے حضرت حمزہ کے قتل کا واقعہ سنیں کہ تم نے ان کو کیوں شہید کیا؟ وحشی نے کہا ہاں یہ واقعہ میں تم سے اسی طرح بیان کروں گا۔ جس طرح کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا ہے۔ اور پھر وہی واقعہ جو اوپر مذکور ہوا۔ ان دونوں کے سامنے بیان کیا۔ پھر کہنے لگا حضرت حمزہ کو شہید کر کے میں مکہ میں آیا۔ اور میرے آقا جبیر بن

---

[1] بغاث ایک مکروہ شکل مردار خوار گدھ کی مانند پرندہ۔ اسماعیل

مطعم نے شرط کے مطابق مجھ کو آزاد کر دیا۔ میں مکہ میں ہی رہتا تھا۔ یہاں تک کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ بھی فتح کر لیا۔ تو میں طائف بھاگ گیا۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف بھی فتح کیا اور وہاں کے سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ تو میں پریشان ہوا کہ اب میں کیا کروں کبھی خیال کرتا تھا کہ ملک شام کی طرف بھاگ جاؤں کبھی یمن کی طرف جانے کا خیال کرتا تھا۔ آخر اسی فکر میں تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا۔ قسم ہے خدا کی جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کچھ نہیں فرماتے میں اُس شخص سے یہ سن کر حضور کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسِ پشت کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھنے لگا حضور نے جب مجھ کو دیکھا فرمایا کیا وحشی ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا بیٹھ جا اور بیان کر کہ تو نے حمزہ کو کیوں کر قتل کیا۔ میں نے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا جیسا کہ تم دونوں کے سامنے بیان کیا ہے۔ پھر جب میں بیان کر چکا تو حضور نے فرمایا کہ تجھ کو خرابی ہو خبردار اب مجھ کو اپنا منہ نہ دکھلائیو۔ پس جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی طرف بیٹھ جاتا تھا تا کہ حضور مجھ کو نہ دیکھیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اس کے بعد مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب پر فوج کشی کی۔ میں بھی اس فوج کے ساتھ ہوا یہاں تک کہ جب دونوں لشکروں میں جنگ مغلوبہ واقع ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کذاب ہاتھ میں تلوار لئے ہوئے کھڑا ہے۔ میں نے اپنا وہی حربہ جس سے حمزہ کو شہید کیا تھا۔ مسیلمہ کے سامنے گردش دینا شروع کیا اور جب وہ پوری گردش کھا چکا۔ اس وقت اس کو میں نے مسیلمہ کی طرف پھینکا۔ ادھر سے میں نے یہ حربہ اس کی طرف چھوڑا اور دوسری طرف سے ایک انصاری نے دوڑ کر مسیلمہ کے تلوار ماری اب خدا کو علم ہے کہ ہم دونوں کے حربوں میں سے کس کے حربہ نے اس کو قتل کیا۔ اگر میرے حربہ نے اس کو قتل کیا تو یہ میرے حضرت حمزہ کو قتل کرنے کا کفارہ ہو گیا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے رسولِ خدا کے بعد خیر الناس حضرت حمزہ کو شہید کیا۔ ایسے ہی شر الناس مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے روائت ہے اور آپ یمامہ کی جنگ میں شریک تھے فرماتے ہیں میں نے سنا کہ ایک شخص پکار کر کہہ رہا تھا مسیلمہ کو حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں مجھ کو یہ روائت پہنچی ہے کہ وحشی پر شراب کی حدیں اس قدر جاری ہوئیں کہ آخر کار دیوان[1] سے بھی اس کا نام خارج کیا گیا اور حضرت عمر نے فرمایا کہ قاتل حمزہ پر یہ خدا کی طرف سے ایک

---

[1] دیوان۔ وظیفہ خواروں کا رجسٹر۔ اسماعیل۔

عذاب ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ یہ چین سے بیٹھے۔

حضرت مصعب بن عمیر کی شہادت

ابن اسحاق کہتے ہیں اور اُحد کی جنگ میں مصعب بن عمر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہوئے اور ابن قریشی نے ان کو قتل کیا ہے اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا ہے اور اسی خیال میں قریش سے آ کر کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا ہے اور مصعب بن عمیر کے شہید ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نشان حضرت علی کو عنایت کیا اور حضرت علی نے نہایت سرگرمی سے جہاد کرنا شروع کیا اور بہت سے مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے۔

حضرت علی کا ابوسعد علمبردار قریش کو قتل کرنا

جب بازار قتل وقتال گرم ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے عَلَم کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی کو حکم بھیجا کہ اپنے عَلَم کو آگے بڑھاؤ۔ حضرت علی فوراً حسب الارشاد عَلَم کو لے کر آگے بڑھے۔ اور فرمایا میں ابوالقصیم ہوں۔ ابوسعد بن ابی طلحہ مشرکوں کے عَلَم بردار نے آپ کو آواز دی کہ اے ابوالقصیم میدان میں آتے ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں آتا ہوں۔ اور اسی وقت آپ میدان میں تشریف لائے۔ ابوسعد نے ایک ضرب آپ پر لگائی آپ نے اس کا حملہ رد کر کے ایسی تلوار ماری کہ صاف دو ٹکڑے کر دیئے۔ اور بعض لوگ اس واقعہ کو اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ابوسعد نے میدان میں آ کر آواز دی کہ کوئی ہے جو میرے مقابل آئے اسی طرح کئی بار آواز دی۔ جب مسلمانوں میں سے کوئی اس کے مقابلہ کو نہ آیا۔ تب اس نے کہا کہ اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کہتے ہو کہ ہم میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ جنت میں جاتا ہے اور ہمارے مخالفوں میں سے جو قتل ہوتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل نہیں آتا معلوا ہوا کہ تم لوگ جھوٹے ہو۔ اگر سچے ہوتے تو ضرور میرے مقابل آتے یہ بات سن کر حضرت علی اس کے مقابل آئے اور اس کے حملہ کو رد کر کے ایک وار میں اس کا کام تمام کیا۔ ایک دوسری روایت یہ ہے کہ ابو سعد کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا تھا۔

حضرت عاصم کا کفار کو قتل کرنا

اور عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے مسافح بن طلحہ اور اس کے بھائی جلاس بن طلحہ کو تیر سے قتل کیا۔ جس وقت یہ میدان میں تڑپ رہا تھا۔ اس کی ماں سلافہ نے آن کر اس کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اور اس سے پوچھا کہ اے لختِ جگر تیرے کس شخص نے تیر مارا اس نے کہا اے ماں جس وقت یہ تیر میرے لگا۔ تو ایک شخص

نے مجھ سے کہا کہ اس تیر کو لے اور میں ابن ابی فلح ہوں۔ سلافہ اس کی ماں نے یہ سن کر قسم کھائی کہ اگر عاصم کی کھوپری اس کے ہاتھ لگے گی۔ تو وہ اس میں شراب پئے گی۔ اور عاصم نے خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ کبھی مشرک کو ہاتھ نہ لگائے گا۔ اور نہ مشرک سے اپنے بدن کو ہاتھ لگوائے گا۔

عثمان بن طلحہ کا قتل

راوی کہتا ہے اس وقت مشرکوں کا علم بردار عثمان بن ابی طلحہ تھا۔ اس کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔

حضرت حنظلہ کی شہادت

اور حنظلہ بن ابی عامر نے ابوسفیان کو دیکھ کر اس کی طرف حملہ کیا۔ مگر ہنوز حربہ نہ کیا تھا۔ جو پیچھے سے غفلت میں شداد بن اوس نے ان کو شہید کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تمہارے بھائی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جاؤ ان کی بیوی سے دریافت کرو کہ یہ کس حالت میں تھے۔ صحابہ نے دریافت کیا تو ان کی بیوی نے کہا کہ ان کو نہانے کی ضرورت تھی۔ مگر جہاد کی آواز سنتے ہی فوراً گھر سے بغیر غسل کئے چلے گئے۔

حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر اور افضل وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام راہِ خدا یعنی جہاد میں تھامے رہتا ہے۔ جس وقت اس کو مسلمانوں کے جہاد پر جانے کی آواز سنائی دیتی ہے فوراً روانہ ہوجاتا ہے۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حنظلہ بن ابی عامر کی اس حالت کی خبر ہوئی۔ فرمایا اسی سبب سے فرشتے ان کو غسل دے رہے ہیں۔

مسلمانوں کی فتح کفار کی ہزیمت

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور فتح وظفر مسلمانوں پر نازل فرمائی چنانچہ مسلمانوں کے کفار اور مشرکین کو مارتے مارتے بھگانا شروع کیا اور ان کے لشکر کے ٹکڑے ہوگئے۔ اور ایسی ہزیمت حاصل ہوئی کہ جس میں شک وشبہ نہیں عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ہندہ بنت عتبہ اور اس کے ساتھ کی سب عورتیں بے تحاشا بھاگی چلی جاتی تھیں اور کسی چیز کی طرف مڑ کر نہ دیکھتی تھیں۔

گھاٹی کے تیراندازوں کی غلطی اور اس کا خمیازہ

اس شکست کو دیکھ کر وہ تیرانداز جن کو حضورؐ نے پہاڑ کے درّے پر بٹھایا تھا وہاں سے اٹھ کر لشکر کی طرف مال غنیمت کے لوٹنے کے لالچ سے چلے آئے اور اسی وقت شیطان نے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو

گئے پس اس آواز کو سن کر مشرکین اُسی درہ میں سے جواب خالی ہو گیا تھا۔ مسلمانوں پر پلٹ پڑے۔
مشرکین کا جھنڈا گرا ہوا پڑا تھا کہ اتنے میں ایک عورت عمرہ بنت علقمہ کارثیہ نام نے آ کر اُس جھنڈے کو اٹھایا اس عورت سے یہ جھنڈا ایک حبشی غلام صواب نام نے لے لیا اس غلام کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ تب اس نے بیٹھ کر اپنی ٹانگوں میں اس کو پکڑ لیا یہاں تک کہ یہ مقتول ہوا اور مرتے وقت کہہ رہا تھا۔ اے اللہ میں نے اپنی کوشش میں کچھ کسر نہیں کی اور یہ غلام قریش کا آخری علَم بردار تھا۔

حضورؐ علیہ السلام کا زخمی ہونا

مشرکین کے اس حملہ سے مسلمانوں کے لشکر میں بری طرح درہمی و برہمی پیدا ہو گئی۔ اور واقعی یہ دن مسلمانوں کے واسطے سخت آزمائش کا تھا جن کو خدا نے چاہا وہ لوگ شہادت سے فائز ہوئے یہاں تک کہ دشمن کی فوج کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک گذر ہوا اور عتبہ بن ابی وقاص نے ایک پتھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرِ مبارک پر مارا جس سے آپ کے اگلے چاروں دانت شہید ہوئے اور ہونٹ زخمی ہوا اور سر مبارک میں بھی چوٹ آئی اور خون تمام چہرہ پر جاری ہوا اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ کیسے فلاحیت پا سکتے ہیں۔ جو اپنے نبی کو خون آلود کریں۔ حالانکہ اُن کا نبی اُن کو اُن کے رب کی طرف بلاتا ہے۔
ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے حضور کو پتھر مارا تھا۔ جس سے آپ کے دائیں طرف کے نیچے کے دندانِ مبارک شہید ہوئے اور نیچے کے ہونٹ میں بھی چوٹ آئی اور پیشانی بھی آپ کی زخمی ہوئی اور ابن قمئہ ملعون نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارہ کو زخمی کیا اور آپ کے خود کے حلقوں میں سے دو حلقے آپ کے رخساروں کے اندر داخل ہوئے اور مشرکین نے چند گڑھے پوشیدہ کھودے تھے تاکہ مسلمان غلفت کی حالت میں ان کے اندر گر پڑیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں گر پڑے اور یہ کارروائی ابو عامر کی تھی۔ حضرت علی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا اور طلحہ بن عبداللہ نے آپ کو سہارا دیا۔ تب آپ گڑھے سے نکل کر سیدھے کھڑے ہوئے اور مالک بن سنان ابو سعید خدری کے والد نے آپ کے زخم سے خون چوس کر کُلیاں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرا خون چوسا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ اور طلحہ بن عبیداللہ کی شان میں فرمایا جو شخص شہید کو زمین پر پھرتا ہوا دیکھنا چاہے وہ طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھے۔[1]

---

[1] کتنے خوش نصیب تھے یہ لوگ جو اپنے آقا کی ذرا ذرا سی خدمت کر کے ابدی جنت کے وارث ہو گئے رضی اللہ عنہ (محمد اسماعیل)

حضرت عائشہ حضرت صدیق اکبر سے روایت کرتی ہیں کہ ابوعبیدہ بن خزرج نے جب خود کا ایک حلقہ جو آپ کے رُخسارہ میں چبھ گیا تھا نکالا اُس سے آپ کے دو دانت نکل پڑے اور جب دوسرا حلقہ نکالا اس سے دوسرے دو دانت بھی باہر آ گئے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں دانت شہید ہوئے۔

انصار کا اپنی جانیں حضورؐ پر قربان کرنا

جس وقت مشرکین نے حضور کی جانب ہجوم کیا تو آپ نے فرمایا کون شخص ہے جو ہمارے واسطے اپنی جان کو فروخت کر کے جنت کو خرید لے۔ یہ سن کر حضرت زیاد بن سکن پانچ انصار کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ایک ایک کر کے سب لڑے اور شہید ہو گئے۔ پھر مسلمانوں کا ایک گروہ حضور کے پاس آ گیا۔ اور اس نے مشرکین کو مار مار کر وہاں سے ہٹا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیاد کو (جو مجروح پڑے ہوئے تھے) میرے قریب کر دو مسلمانوں نے اُن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیر پر اُن کا سر رکھ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر ہی پر سر رکھے ہوئے انکی روح پرواز ہوئی۔

حضرت اُمِ عمارہ کی شجاعت

اُم عمارہ تسیبہ بنت کعب مازینہ بھی اُحد کی جنگ میں مردانہ ودلیرانہ خوب لڑائی لڑی۔ چنانچہ اُم سعد بنت سعد بن ربیع کہتی ہیں کہ میں اُم عمارہ کے پاس گئی۔ اور میں نے کہا اے خالہ صاحبہ مجھ کو بتائیے کہ اُحد میں آپ نے کیوں کر جنگ کی تھی۔ اُم عمارہ نے بیان کیا کہ میں صبح کے وقت یہ دیکھنے چلی کہ اب لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اور میرے پاس ایک مشک پانی سے بھری ہوئی تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی اور اس وقت مسلمانوں کا غلبہ تھا۔ اور ان کی فتح ہو چکی تھی۔ مگر جب حالت یک لخت بدل گئی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑی ہوئی تلوار اور تیر سے جنگ کر رہی تھی۔ یہاں تک کہ میں زخمی ہو گئی۔ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ کے شانہ پر میں نے ایک گہرا زخم دیکھا پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ زخم آپ کو کس نے پہنچایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ابن قیمہ نے خدا اس کو خراب کرے۔

حضرت اُمِ عمارہ کا حملہ ابن قمئہ پر

پھر جب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے متفرق ہو گئے تو ابن قمئہ یہ کہتا ہوا آیا کہ مجھ کو بتلاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہے۔ اگر انہوں نے نجات پائی۔ تو میں ہرگز نجات نہ پاؤں گا ام عمارہ کہتی ہیں اور مصعب بن عمیر اور چند لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اس کی طرف بڑھے اس نے مجھ پر حملہ کیا۔ مگر وہ حملہ مجھ پر نہ پڑا۔ میں نے اُس پر تلوار کے چند وار کئے۔ مگر دشمنِ خدا دو زرہیں پہنے ہوئے تھا۔

میری تلوار اس پر کارگر نہ ہوئی۔

حضرت ابودجانہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کا حضور کی حفاظت کرنا

ابودجانہ نے اپنے جسم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈھال بنادیا تھا۔ اور ان کی پشت میں برابر تیر لگ رہے تھے۔ اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکے ہوئے تھے اور سعد بن ابی وقاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کفار کو تیر مار رہے تھے۔ سعد کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو تیر اٹھا اٹھا کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایسا تیر اٹھا کر دیا۔ جس میں پَھلا بھی نہ تھا۔ اور فرمایا اس کو مار۔

حضرت قتادہ کی تیراندازی

اس روز خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تیراندازی کی اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمان قتادہ بن نعمان نے لے لی چنانچہ اُنہی کے پاس رہی اور قتادہ کی آنکھ کو ایسی ضرب پہنچی جس سے ان کی آنکھ نکل کر رخسارہ پر آن پڑی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اُس آنکھ کو دست مبارک سے حلقہ میں رکھ دیا اُسی وقت وہ آنکھ پہلے سے زیادہ صحیح وسالم اور تیز نظر ہوگئی۔

حضرت اُنس بن نضرؓ کی شہادت

انس بن نصر اُنس بن مالک کے چچا کا گذر طلحہ بن عبیداللہ اور عمر بن خطاب وغیرہ مہاجرین اور انصار کے چندلوگوں کے پاس ہوا یہ لوگ بہت مایوس اور دل شکستہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انس نے کہا تم لوگ کیوں بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو شہید گئے۔ اب ہم کیا کریں۔ اُنس نے کہا پھر تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ جس طرح ان کا انتقال ہوا تم پھر بھی اُسی طرح مرجاؤ۔ پھر انس کفار کی طرف پلٹے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوگئے۔ انہیں کے نام پر انس کا نام رکھا گیا۔

حضرت انس اور حضرت عبدالرحمٰن کے زخم

انس بن مالک کہتے ہیں کہ اس روز جو دیکھا گیا تو انس بن نضر میرے چچا کے جسم پر ستر زخم کے نشان تھے اور مقتولوں میں ان کی لاش کو کوئی پہچان نہ سکا فقط ان کی بہن نے ان کی اُنگلیوں سے ان کو پہچان لیا۔

عبدالرحمٰن بن عوف کے چہرہ میں سخت زخم آیا اور بیس سے زائد زخم ان کے اور بدن پر لگے جن میں زیادہ زخم ان کی ٹانگ میں تھے۔ اور اُس کے سبب سے ان کی ٹانگ میں لنگ ہوگیا تھا۔

جنگ کے بعد صحابہ کا حضورؐ کے گرد جمع ہونا

لوگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خبر مشہور ہونے کے بعد جس شخص نے سب سے پہلے آپ کو دیکھ کر پہچانا وہ کعب بن مالک تھے۔ یہ کہتے ہیں میں نے خود میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھیں چمکتی ہوئی دیکھ کر آپ کو پہچانا اور پکار کر آواز دی کہ معشر مسلمین خوش ہو جاؤ۔ یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم صحیح وسلامت موجود ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو۔

جب مسلمانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو سب آپ کی طرف آنے شروع ہوئے اور آپ ان کو لے کر گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس وقت آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق۔ عمر بن خطاب شیر خدا علی مرتضیٰ۔ طلحہ بن عبید اللہ۔ زبیر بن عوام اور حرث بن صمہ وغیرہ صحابہ تھے۔

ابی بن خلف سے حضورؐ کا مقابلہ

جس وقت آپ گھاٹی کے قریب پہنچے۔ ابی بن خلف آپ کو آواز دیتا ہوا آیا اصحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے ایک شخص اس کے مقابلہ کو کافی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو میرے سامنے آنے دو چنانچہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرث بن صمہ سے ہتھیار لے کر اس کو ایسے زور سے ہلایا کہ ہم سب لوگ آپ کے پاس سے اسطرح ہٹ گئے۔ جیسے اونٹ کی پشت پر سے مکھیاں اُڑ جاتی ہیں۔ اور ابی بن خلف کی گردن پر آپ نے اس کو مارا اور ابی اس کے صدمہ سے لرز گیا۔ اور گھوڑے پر سے لڑھکنے لگا۔

ابی بن خلف جب مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تو کہتا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک گھوڑا سونا کھلا کھلا کر پرورش کر رہا ہوں اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں انشاء اللہ تعالیٰ تجھ کو قتل کروں گا۔ اب جو یہ خبیث حضور کے ہاتھ سے زخم لگوا کر اُسی گھوڑے پر گرتا پڑتا بھاگا۔ سیدھا قریش کے پاس پہنچا اور کہنے لگا قسم ہے خدا کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو قتل کر دیا۔ قریش نے کہا تو نے ہمت ہار دی ہے۔ زخم تو کچھ ایسا زیادہ گہرا نہیں ہے کہنے لگا مکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ پس قسم ہے خدا کی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں ضرور قتل ہو جاتا اور اب تو انہوں نے مجھ کو زخمی کر دیا ہے۔ اب میں ہرگز نہیں بچ سکتا۔ پھر جب قریش مکہ واپس ہوئے تو دشمن خدا اسی زخم کے باعث جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو پہنچا تھا۔ مقام سرف میں پہنچ کر مر گیا۔

حضورؐ پہاڑ کی گھاٹی پر

جب زخمی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ کی گھاٹی میں تشریف لائے تو حضرت علی نے پانی بھر کر حاضر کیا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیویں مگر بدبُو کے سبب آپ نے نہ پیا اور اپنے چہرہ اور سر سے خون کو دھویا۔ اور فرمایا اُس شخص پر سخت غضب الٰہی نازل ہوگا۔ جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلودہ کیا۔ سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں مجھ کو جیسی اپنے بھائی عتبہ کے قتل کرنے کی خواہش اور حرص تھی۔ ایسی کسی کے قتل کرنے کی نہ تھی۔ کیونکہ اسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کیا تھا۔ مگر جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کلمہ سن کہ خدا کا سخت غضب اس پر نازل ہوگا جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا تو میں نے اس غضب الٰہی ہی کو اس کے واسطے کافی سمجھا۔

پہاڑ کی گھاٹی پر کفار کا حملہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے ہی تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے گھاٹی پر حملہ کیا ان میں خالد بن ولید بھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت دُعا کی کہ اے اللہ یہ لوگ ہمارے پاس نہ پہنچ سکیں۔ اس پر عمر بن خطاب نے چند مہاجرین کے ساتھ ان مشرکین کا مقابلہ کیا۔ اور مارتے مارتے ان کو بھگا دیا۔

حضورؐ کا ایک اُونچے پتھر پر چڑھنا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونچے پتھر پر چڑھنا چاہا مگر چونکہ دو زرہوں کے پہننے سے آپ کا بدن بھاری ہو گیا تھا۔ اس سبب سے آپ اس پر چڑھ نہ سکے پس طلحہ اس کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور آپ طلحہ کی پشت پر کھڑے ہو کر اس پتھر پر چڑھے اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کر لی کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کام کیا۔

زخموں کے سبب حضورؐ کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

اُحد کی جنگ کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز زخموں کے سبب سے بیٹھ کر ادا کی اور مسلمانوں نے بھی بیٹھ کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔

میدانِ جنگ سے بعض لوگوں کا فرار

ابن ہشام کہتے ہیں۔ بعض مسلمان بھاگ کر مدینہ سے ایک منزل دور منقی پہاڑ کے پاس جا پہنچے۔

حسل اور ثابت دو صحابیوں کی شہادت

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لے چلے ہیں تو حسیل بن جابر جن کا نام یمان تھا۔ اور حذیفہ بن یمان کے باپ تھے۔ اور ثابت بن وقش اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر مدینہ کے باہر چلے گئے تھے۔ وہاں ان دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں آدمی بڈھے ہیں۔ اگر آج نہ مرے تو کل ضرور مریں گے۔ پھر چلیں ہم بھی کفار کو قتل کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں نہ جا ملیں۔ شائد خدا ہم کو شہادت نصیب فرمائے۔ پھر یہ دونوں تلواریں پکڑ کر کفار پر جا پڑے۔ ثابت بن وقش کو تو کفار نے شہید کیا۔ اور حسیل بن جابر اور حذیفہ کے باپ کو ناواقفیت میں مسلمانوں نے شہید کر دیا۔ حذیفہ نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو میرے باپ ہیں۔ مسلمانوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم نے ان کو نہیں پہچانا اور واقعی انہوں نے سچ کیا۔ اور حذیفہ نے کہا خدا تم کو معاف کرے۔ وہ ارحم الراحمین ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حذیفہ کو ان کے باپ کا خون بہا دینا چاہا۔ مگر حذیفہ نے نہ لیا۔ اور مسلمانوں کو معاف کر دیا اس سے حذیفہ کی قدر و منزلت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے نزدیک بہت ہوئی۔

ایک منافق کی منافقت کا اظہار

مسلمانوں میں ایک شخص حاطب بن اُمیہ بن رافعہ تھا۔ اس کا بیٹا اس جنگ میں سخت زخمی ہوا نام اس کا یزید بن حاطب تھا۔ اس کو اس کے گھر پہنچا دیا گیا۔ گھر کے سب لوگ اس کے پاس جمع تھے۔ اور اس کے نزع کی حالت تھی۔ مسلمان اس سے کہہ رہے تھے۔ اے حاطب کے بیٹے تجھ کو جنت کی بشارت ہو۔ اس لڑکے کا باپ حاطب ایک بوڑھا منافق تھا۔ اسی روز اس کا نفاق ظاہر ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس نے جواب دیا کہ اس کو کس چیز کی تم خوشخبری دے رہے ہو۔ کیا ایسی جنت کے ساتھ اس کو فریب دے رہو۔ جس میں حرمل[1] کے درخت ہیں۔

قزمان کے متعلق حضورؐ کی پیشگوئی کا پورا ہونا

انصار میں ایک شخص مسافر آیا ہوا تھا۔ معلوم نہ تھا کہ یہ کس قوم کا فرد ہے لوگ اس کو قزمان کہتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ یہ شخص دوزخی ہے۔ جب اُحد کی جنگ ہوئی تو اس شخص نے تن تنہا آٹھ یا سات مشرکین کو قتل کیا۔ اور پھر یہ سخت زخمی ہوا۔ چنانچہ لوگ

---

[1] حرمل ایک سیاہ بدبودار بوٹی جو جنگل میں خودرو ہوتی ہے۔ اسماعیل

اس کو اٹھا کر بنی ظفر کے محلّہ میں لائے۔ اور مسلمان اس سے کہنے لگے کہ اے قزمان آج تیری خوب آزمائش ہوئی۔ اب تو جنت کی بشارت حاصل کر اس نے کہا مجھ کو کچھ بشارت کی ضرورت نہیں۔ میں صرف اپنی قوم کی حمایت کے واسطے لڑا ہوں۔ اگر مجھ کو یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز جنگ نہ کرتا۔ پھر جب زخموں کی تکلیف اس کو زیادہ معلوم ہوئی تو ترکش سے تیر نکال کر اُس نے خودکشی کر لی۔ اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اس کے متعلق پوری ہوگئی۔

ایک یہودی جو حضورؐ کی حمایت میں لڑتا ہوا مارا گیا

احد کے مقتولوں میں سے ایک مخیریق ہے یہ بنی ثعلبہ بن فیطون میں سے تھا۔ جب اُحد کی جنگ شروع ہوئی۔ اس نے یہودیوں سے کہا کہ اے گروہ یہود تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا تم پر فرض ہے۔ یہودیوں نے کہا۔ آج ہفتہ کا روز ہے۔ مخیریق نے کہا۔ ایسے وقت میں کچھ ہفتہ کی قید نہیں ہے پھر مخیریق نے تلوار لے کر کفار سے مقابلہ کیا اور اپنی قوم یہود سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر میں قتل ہو گیا۔ تو میرا کل مال حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اس کو اختیار ہے جو چاہیں کریں۔ اور مخیریق نے کفار کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ خود بھی شہید ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مخیریق یہود میں سب سے بہتر تھا۔

ایک منافق کی کرتوت

حرث بن سوید بن صلت ایک منافق تھا جو مسلمانوں کے ساتھ اُحد کی جنگ میں شریک ہوا اور موقعہ پا کر غفلت میں مجذر بن زیاد بلوی اور قیس بن زید ضبیعی کو شہید کر کے مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ اگر تم کو یہ حرث بن سوید ملعون مل جائے تو اس کو قتل کر دینا مگر حضرت عمر کو یہ نہیں ملا اور مکہ میں قریش سے جا ملا۔ پھر اس نے اپنے بھائی سوید بن جلاس کے ہاتھ اپنی توبہ کا پیغام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔

ایک روائت یہ ہے کہ حرث بن سوید نے فقط مجذر بن زیاد کو شہید کیا۔ قیس بن زید کو شہید نہیں کیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ابن اسحاق نے قیس بن زید کو اُحد کے مقتولوں میں شمار نہیں کیا۔ اور مجذر کو حرث نے اس عداوت سے قتل کیا کہ مجذر نے اس کے باپ سوید کو کسی جنگ میں جو اسلام سے پہلے اوس اور خزرج میں ہوئی تھی۔ قتل کیا تھا ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے۔ جو حرث بن سوید ایک چار دیواری سے باہر نکلا اور دو کپڑوں میں اپنے تئیں پوشیدہ کر رکھا تھا۔ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو اس کی گردن مارنے کا حکم فرمایا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔
سوید بن صامت کو معاذ بن عفرا نے تیر کی ضرب سے بعاث کی جنگ سے پہلے قتل کیا تھا۔

حضرت اصبرم کی شہادت

حضرت ابوہریرہ نے ایک روز لوگوں سے کہا کہ کوئی ایسا شخص بتلاؤ جس نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ اور جنت میں داخل ہو گیا۔ جب لوگ حیران ہوئے اور ان کے خیال میں کوئی ایسا شخص نہ آیا تو ابوہریرہ سے انہوں نے پوچھا کہ آپ ہی بتلائیے وہ کون شخص ہے ابوہریرہ نے کہا وہ اصیرم بنی عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن وقش ہے۔ حصین راوی کہتے ہیں میں نے محمود بن اسد سے کہا اصیرم کا واقعہ کیوں کر ہوا ہے۔ انہوں نے کہا اصیرم نے اسلام لانے سے انکار کیا تھا۔ پھر جس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم احد کی جنگ کے واسطے مدینہ سے تشریف لائے۔ اصیرم کو اسلام کا خیال آیا اور اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا۔ اور بہت آدمی قتل کر کے خود بھی زخمی ہوا۔ اور آخر مقتولوں میں گر پڑا۔ پھر بنی عبدالاشہل کے چند لوگ اپنے مقتولوں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ جو اُن لوگوں کا گذر اصیرم کے پاس ہوا اور انہوں نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تو اصیرم ہے۔ پھر اصیرم سے لوگوں نے پوچھا کہ تم کیوں کر آئے۔ اسلام کی رغبت سے یا قوم کی حمائت کے واسطے۔ اصیرم نے کہا میں فقط اسلام کی رغبت کے سبب سے آیا ہوں۔ اور میں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا ہوں اور اسلام کو میں نے قبول کر لیا۔ پھر اپنی تلوار لے کر مشرکین پر جا پڑا۔ اور اس قدر ان کو قتل کیا کہ آخر میری یہ حالت ہوئی جس میں تم مجھ کو دیکھتے ہو۔ پھر اُس وقت اصیرم کی رُوح خلد برین کی طرف پرواز کر گئی۔ صحابہ نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصیرم جنتی ہے۔

حضرت عمرو بن جموح کا کفار پر جہاد اور ان کا شہید کرنا

عمرو بن جموح کی ٹانگ میں لنگ تھا اور ان کے چار بیٹے تھے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مثل شیروں کے جہاد کیا کرتے تھے۔ جب اُحد کی جنگ کا واقعہ ہوا تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ آپ گھر میں بیٹھے رہیں۔ ہم جہاد میں جاتے ہیں۔ ان کو شہادت کا شوق غالب تھا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے مجھ کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کر کے شہید ہوں اور جنت میں اس لنگ کے ساتھ پھروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو بن جموح تم کو خدا نے معذور رکھا ہے۔ تم کو اب تکلیف

کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اوران کی بیٹوں سے فرمایا کہ جب تمہارے باپ کی یہی خواہش ہے تب پھر تم ان کو کیوں منع کرتے ہو۔ چنانچہ عمرو بن جموح نے جہاد کیا اور شہید ہوئے۔

ہندہ کا حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ بہیمانہ سلوک

ہندہ بنت عتبہ چند عورتوں کو ساتھ لے کر صحابہ کرام کی لاشوں کے پاس آئی۔ اوران کے ناک کان انہوں نے کاٹنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ہندہ نے ان کانوں اور ناکوں کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے۔ اوراپنا زیور اتار کر وحشی بن جبیر مطعم کے غلام کو حمزہ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا۔ اور حضرت حمزہ کے جگر مبارک کو نکال کر اس نے اپنے منہ میں لے کر چبایا۔ مگر اس کو نگل نہ سکی۔ تب اس کو اُگل دیا۔ اور پھر ایک اونچے پتھر پر چڑھی۔ اور پکار کر چند اشعار مسلمانوں کے ہجو میں پڑھے۔ مسلمانوں میں سے بھی ایک عورت ہندہ بنت اثاثہ نے اس کو دندان شکن جواب دیا اور مشرکین کی ہجو اشعار میں بیان کی۔

حضرت عمر بن خطاب نے اُس وقت حسان بن ثابت سے فرمایا اے ابن فریعہ تم سن رہے ہو کہ ہندہ پتھر پر چڑھی ہوئی کیا کیا ہجو کر رہی ہے۔ اور حضرت حمزہ کی لاش کے ساتھ جو جو گستاخیاں کی ہیں۔ اُن کے گیت بنا کر گا رہی ہے۔ تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ حسان نے کہا ہاں میں اس وقت ایک ٹیلہ پر سے دیکھ رہا تھا جب حضرت حمزہ کی طرف وحشی نے اپنا حربہ پھینکا ہے۔ اور میں کہہ رہا تھا کہ یہ کوئی نیا حربہ ہے۔ عرب کے ہتھیاروں میں سے تو یہ نہیں ہے۔ اور عُمر تم مجھ سے بیان کرو۔ کہ یہ عورت کیا کہہ رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسان کو ہندہ کے اشعار سنائے۔ پھر حسان نے اس کے جواب میں بہت سے اشعار کہے۔ جن میں اس کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا۔

(ہم نے اختصار کے خیال سے ہندہ بنت عتبہ، ہندہ بنت اثاثہ، اور حضرت حسان بن ثابت کے اشعار یہاں قلمزن کر دیئے ہیں۔ محمد اسماعیل)

سردار کنانہ کا حضرت حمزہ کی لاش کی بے حرمتی پر ابوسفیان کو لعنت ملامت کرنا

حلیس بن زبان بنی حرث بن عبدمناۃ میں سے ایک شخص تھا۔ اوراس جنگ میں یہ اُن مختلف قبائل کی فوج کا سردار تھا۔ جو قریش کی مدد کو آئے تھے۔ یہ ابوسفیان کے پاس سے گذرا اوراس نے دیکھا کہ ابوسفیان حضرت حمزہ کی لاش کے جبڑہ میں اپنا نیزہ مار رہا ہے اور کہتا ہے تو نے مزہ چکھا؟ حلیس نے پکار کر کہا اے بنی کنانہ دیکھو یہ قریش کا سردار ابوسفیان چچا کے بیٹے حمزہ کے ساتھ کیا بے ہودہ حرکت کر رہا ہے۔ ابوسفیان نے حلیس سے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ میری بات کو ظاہر نہ کر یہ مجھ سے ایک غلطی ہوگئی ہے۔

ابوسفیان کی گفتگو مسلمانوں سے

جنگ کے بعد ابوسفیان نے ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بآواز بلند کہا کہ اے مسلمانو لڑائی ہمارے تمہارے درمیان مثل ڈول کے ہے۔ کبھی تمہارے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ یہ جنگ بدر کی جنگ کے بدلہ میں ہوئی ہے۔ پھر کہا اے ہبل اپنے دین کو غالب کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کا یہ کلام سن کر حضرت عمر سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کو جواب دو۔ اور کہو خدا اعز وجل غالب اور اعلیٰ ہے۔ ہمارے اور تمہارے مقتول برابر نہیں ہو سکتے۔ تمہارے مقتول دوزخی ہیں اور ہمارے جنتی ہیں۔ جب حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کو یہ جواب دیا۔ ابوسفیان نے اے عمر ذرا میرے پاس آؤ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ دیکھو یہ کیا کہتا ہے۔ جب عمرؓ اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا اے عمرؓ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ سچ بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس جنگ میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئے ہیں یا نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں وہ تشریف رکھتے ہیں اور تیری سب باتیں سن رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے عمرؓ میں تمہاری بات کو ابن قمئہ کی بات سے زیادہ معتبر جانتا ہوں۔ وہ کہتا تھا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا۔ (ابن قمئہ کا نام عبداللہ تھا) پھر ابوسفیان نے پکار کر مسلمانوں سے کہا کہ تمہارے لوگوں کے قتل ہونے سے نہ میں خوش ہوا۔ نہ ناراض ہوا۔ اور نہ میں نے ان کو قتل کرنے کا حکم دیا نہ ان کے قتل سے منع کیا۔ پھر اس کے بعد ابوسفیان نے آواز دی کہ اب ہماری تمہاری جنگ آئندہ سال بدر میں پھر ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس کو جواب دو بہت اچھا یہ ہمارے اور تمہارے درمیان پختہ وعدہ ہے۔

حضورؐ کا حضرت علی کو کفار کے تعاقب میں بھیجنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم جا کر دیکھو یہ مشرکین اب کس طرف کا قصد کرتے ہیں۔ آیا مکہ کو واپس جاتے ہیں۔ یا مدینہ پر حملہ کرتے ہیں۔ قسم ہے خدا کی اگر انہوں نے مدینہ پر حملہ کیا۔ تو پھر میں بھی ان کے مقابلہ کو چلتا ہوں۔ اور ان کو پورا مزہ چکھاؤں گا۔ حضرت علی فرماتے ہیں۔ میں مشرکین کو دیکھنے گیا اور میں نے دیکھا انہوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو لے کر مکہ کا راستہ لیا۔

انتقال کے وقت حضرت سعد بن ربیع کی وصیت

مشرکین کے دفع ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتول تلاش کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو سعد بن ربیع کی مجھ کو خبر لا دے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ ہے انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ سعد کہاں ہے۔ پھر یہ انصاری سعد کو

مقتولوں میں تلاش کرتے ہوئے آئے۔ دیکھا تو سعد زخمی پڑے تھے۔ اور ایک رمق جان باقی تھی۔ انصاری کہتے ہیں میں نے کہا اے سعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ میں تم کو دیکھوں کہ تم زندہ ہو یا مردہ۔ سعد نے کہا میں مردوں میں ہوں تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع عرض کرتا ہے کہ خدا آپ کو ہماری طرف سے ایسی جزاء خیر دے جو کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف سے نہ دی ہو اور پھر اپنی قوم کو میری طرف سے سلام کہنا اور کہنا کہ سعد بن ربیع تم سے کہتا ہے کہ اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہے گا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی آسیب دشمن سے پہنچے گا۔ تو تمہارا کوئی عذر خدا کے ہاں مقبول نہ ہوگا۔ یعنی اگر تم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کرنی چاہیئے۔ انصاری کہتے ہیں پھر اسی وقت سعد بن ربیع نے انتقال کیا اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آن کر یہ سارا واقعہ بیان کیا۔

ایک روز ایک شخص حضرت ابوبکر کے پاس آیا۔ اور دیکھا کہ ایک لڑکی کم سن حضرت ابوبکر کے سینہ پر بیٹھی ہے اور ابوبکر اس کو پیار کر رہے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا یہ کس کی لڑکی ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا یہ لڑکی مجھ سے بہتر شخص سعد بن ربیع کی ہے جن کو عقبہ کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیب بنایا تھا۔ اور بدر کی جنگ ہیں شریک تھے۔ پھر اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے۔

حضورؐ حضرت حمزہؓ کی لاش پر

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہؓ کی لاش ڈھونڈنے تشریف لائے اور میدان کے بیچ میں دیکھا کہ ان کا پیٹ چاک کیا ہوا اور جگر باہر نکلا پڑا ہے۔ اور ناک کان کاٹے ہوئے ہیں۔ حضورؐ نے اس حالت کو ملاحظہ کر کے فرمایا اگر صفیہ (حضرت حمزہ کی بہن اور آنحضورؐ کی پھوپھی) کو رنج نہ ہوتا۔ اور نیز میرے بعد لوگ اس کو دستور نہ بنا لیتے تو میں ان کی لاش کو یونہی چھوڑ دیتا تاکہ درندے اور جانور کھا لیتے۔

حضورؐ کا ارشاد حضرت حمزہ کے انتقام کے متعلق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر خدا نے کسی جنگ میں مجھ کو قریش پر غالب کیا تو مَیں ضرور اس کے عوض میں ان میں سے تیس آدمیوں کو مثلہ[1] کرونگا۔ جب مسلمانوں نے حضورؐ کا اس قدر رنج و ملال حضرت حمزہ کی حالت پر دیکھا تو کہنے لگے کہ اگر ہم کو خدا نے کسی وقت قریش پر غالب کیا تو ہم ان کو ایسا

---

[1] مردے کے ہاتھ پاؤں اور ناک کاٹ ڈالنے کو ''مثلہ'' کہتے ہیں۔ محمد اسماعیل

مثلہ کریں گے کہ عرب میں سے کسی نے ایسا مثلہ نہ کیا ہوگا۔اور حضورؐ نے حضرت حمزہؓ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمہارے انتقال کا سا رنج مجھ کو کبھی نہ پہنچے گا میں کبھی ایسی جگہ کھڑا نہیں ہوا جہاں اس جگہ سے زیادہ مجھ کو غیظ وغضب ہوا ہو۔ پھر فرمایا کہ جبرائیل نے مجھ کو خبر دی ہے کہ حمزہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں لکھے گئے ہیں۔حضرت حمزہ بن عبدالمطلب خدا اور رسول کے شیر ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت حمزہ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد آپس میں دودھ بھائی تھے ثوبیہ ابولہب کی لونڈی نے ان تینوں کو دودھ پلایا تھا۔

انتقال کے متعلق قرآنی حکم

ابن عباس سے روایت ہے اللہ تعالیٰ آنحضورؐ کے اِس غصہ اور کافروں سے انتقام لینے کی نسبت یہ آیت نازل فرمائی۔

وَ اِنْ عَـاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصَّابِرِيْنَ. وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

یعنی اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر بدلہ جس قدر کہ تم پر ظلم کیا گیا ہے اور اگر تم صبر کرو۔تو صبر کرنے والوں کے واسطے یہ بہتر ہے اور اے رسول تم صبر ہی اختیار کرو اور تمہارا صبر اللہ کی مدد کے ساتھ ہے۔

انتقام کے متعلق حضورؐ کی ممانعت

اس آیت کے نازل ہونے پر حضورؐ نے کفار مکہ کو معاف کر دیا اور صبر فرمایا اور مثلہ کرنے سے منع کیا۔

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جگہ وعظ فرمایا وہاں ضرور ہم کو صدقہ دینے کا حکم کیا اور مُثلہ سے منع فرمایا۔

حضرت حمزہؓ اور دیگر شہدائے اُحد کی نماز جنازہ اور ان کی تجہیز و تکفین

حضورؐ نے حضرت حمزہ کو ایک چادر اُڑھانے کا حکم کیا پھر اُن کی نماز جنازہ پڑھی اور سات تکبیریں کہیں پھر اور مقتول لا لا کر حضرت حمزہ کے پاس رکھے گئے۔ان پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی۔اسی طرح سے حضرت حمزہ پر بہتر نمازیں پڑھیں۔ پھر صفیہ حضرت حمزہ کی حقیقی بہن آئیں تا کہ اپنے بھائی کی صورت دیکھیں حضورؐ نے ان کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم اپنی ماں کو الٹا پھیر دو تا کہ وہ حمزہ کی یہ حالت نہ دیکھیں۔زبیر نے جا کر اپنی ماں صفیہ سے کہا کہ حضورؐ فرماتے ہیں تم الٹی چلی جاؤ۔صفیہ نے کہا کیوں۔ میں نے سُنا ہے کہ میرے بھائی کو مثلہ کیا ہے یہ خُدا کی راہ میں ہوا ہے میں اس پر صبر کرونگی۔زبیر نے آ کر حضور

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا حضورؐ نے فرمایا اچھا صفیہ کو آنے دو چنانچہ صفیہ آئیں اور حمزہ کو دیکھ کر اُن پر نماز پڑھی اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کر کے چلی گئیں۔ پھر حضورؐ نے حکم دیا اور حضرت حمزہ دفن کئے گئے۔

کفار نے عبداللہ بن جحش کو بھی مُثلہ کیا تھا مگر پیٹ ان کا چاک نہیں کیا تھا حضورؐ نے ان کو بھی حضرت حمزہ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا۔ عبداللہ بن جحش اُمیمہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے اور حضرت حمزہ کے بھانجے تھے۔

بہت سے لوگ اپنے مقتولوں کو مدینہ میں لے آئے تھے اور وہیں دفن کیا تھا۔ مگر پھر حضورؐ نے منع فرما دیا تھا کہ شہیدوں کو وہیں دفن کرو جہاں وہ شہید ہوئے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے شہداء کے پاس تشریف لائے تو فرمایا میں ان لوگوں پر گواہ ہوں جو شخص خدا کی راہ میں زخمی ہوگا قیامت کے روز اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ رنگ خون کا ہوگا۔ اور خوشبو مشک کی ہوگی۔ دیکھو ان لوگوں میں جو شخص زیادہ قرآن شریف کا قاری ہو اس کو دفن میں مقدم کرو۔ پھر دو دو اور تین تین کو ایک ایک قبر میں دفن کیا۔

حضورؐ نے جس وقت شہداء کے دفن کرنے کا حکم دیا تو فرمایا کہ عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو بن حرام کو ایک قبر میں دفن کرو۔ کیونکہ یہ دونوں دنیا میں دوست تھے۔

مدینہ میں شہداء کا ماتم

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حمنہ بنت جحش کو لوگوں سے اپنے بھائی عبداللہ بن جحش کی شہادت کی خبر پہنچی حمنہ نے انا للہ پڑھی اور دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے ماموں حضرت حمزہ کی شہادت کی خبر پہنچی۔ تب انہوں نے انا للہ اور استغفار پڑھی۔

پھر ان کے خاوند مصعب بن عمیر کی شہادت کی ان کو خبر پہنچی تب یہ بے چین ہوگئیں اور رونا شروع کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کو اپنے خاوند کا ایک خاص رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ حمنہ کو دیکھا کہ بھائی اور ماموں کی خبر سے اس قدر بے چین نہیں ہوئیں جیسی کہ خاوند کی خبر سے بے چین ہوئیں اور پھر حضورؐ بنی عبدالاشہل وغیرہ انصار کے قبیلوں کے گھروں پر سے جب گزرے اور نوحہ وگریہ کی آواز حضورؐ کے کان میں آئی تو خود بھی رونے لگے اور فرمایا حمزہ پر کوئی رونے والی نہیں ہے یہ سن کر سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر جب بنی عبدالاشہل کے گھروں میں پہنچے تو ان کی عورتوں کو حضرت حمزہ پر رونے کے واسطے بھیجا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا انصار پر خدا رحم کرے یہ لوگ

بڑے ہمدرد ہیں۔ان عورتوں کو چاہیئے کہ واپس چلی جائیں۔

ایک انصاریہ کا عشقِ رسولؐ

روایت ہے کہ مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے اور لوگوں نے اُس عورت کو اس کے بھائی اور باپ اور خاوند کے شہید ہونے کی خبر سنائی۔عورت نے کہا اور حضورؐ کہاں ہیں لوگوں نے اشارہ کر کے بتلایا کہ بخیر و عافیت وہ جا رہے ہیں۔چنانچہ جب اس عورت نے حضور کو دیکھ لیا تو کہا کہ آپ کے بعد ہر ایک مصیبت چھوٹی ہے یعنی سب سے زیادہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت و سلامتی مطلوب ہے۔

صحابہ کی شجاعت کی تعریف حضورؐ کی زبان سے

پھر جب حضورؐ اپنے دولت خانہ میں تشریف لائے تو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو اپنی تلوار عنایت کی اور فرمایا اس پر سے خون دھوڈالو۔کیونکہ اس نے آج مجھ کو خوب اپنا جوہر دکھایا ہے اور حضورؐ کی اس تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔پھر جب حضرت علی نے بھی اپنی تلوار حضرت فاطمہ کو دی اور کہا کہ اس کو بھی دھوڈالو کہ اس نے آج خوب اپنا جوہر دکھایا ہے حضورؐ نے فرمایا اگر تم نے آج جنگ میں خوب جوہر دکھایا ہے تو ابودجانہ اور سہل بن حنیف نے بھی تمہارے ساتھ خوب جوہر دکھایا ہے۔

اُحد میں ایک غیبی آواز

روایت ہے کہ اُحد کی جنگ کے روز ایک غیبی آواز آئی لَا سَیُفَ اِلَّا ذُوُ الْفِقَار . وَ لَا فَتٰی اِلَا عَلِیُّ. یعنی نہیں ہے تلوار مگر ذوالفقار اور نہیں ہے کوئی جوان مگر علی۔

اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ مشرکین اب ہم کو ایسی مصیبت نہیں پہنچا سکتے یہاں تک کہ خدا ہم کو فتح عطا فرمائے گا۔

کفار کا تعاقب اور ایک مخلص نوجوان کا شوق جہاد

اُحد کی جنگ ہفتہ کے روز ہوئی تھی۔جب اتوار کا روز ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور یہ دسویں تاریخ ماہ شوال کا ذکر ہے کہ سب لوگوں کو دشمن پر حملہ اور ان کا تعاقب کرنے کے واسطے جمع کیا جائے اور حکم دیا کہ جو لوگ کل کی جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے وہی آج بھی حاضر ہوں۔کوئی نیا شخص نہ آئے۔ جابر بن عبداللہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کل کی جنگ میں میرے والد نے مجھ کو میری سات بہنوں کے

پاس چھوڑ دیا تھا اور یہ کہتا تھا کہ اے فرزند مجھ کو اور تجھ کو یہ نہ چاہیئے کہ جہاد ترک کریں اور نہ میں تجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرنے سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں مگر تو اپنی بہنوں کے پاس ٹھہر جا کہ ان کے پاس کوئی مرد نہیں ہے۔ اس مجبوری سے حاضر نہ ہو سکا۔ آج مجھ کو اجازت دیجئے۔ حضورؐ نے ان کو اجازت دے دی اور یہ حضورؐ کے ساتھ ہو لئے اور اس مرتبہ حضورؐ اس واسطے نکلے تھے تاکہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم نے مسلمانوں کو شکست دے دی اور اب مسلمان ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

دشمن کے تعاقب میں دو مسلمانوں کا اخلاص

بنی عبد الاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی ہم دونوں اُحد کی جنگ میں زخمی ہو گئے تھے مگر جب ہم نے حضورؐ کے منادی کی آواز سُنی کہ لوگوں کو دشمن کی طرف جانے کے واسطے بلاتا ہے تو میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اُس نے مجھ سے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ جہاد حضورؐ کے ساتھ کا ہم سے فوت ہوتا ہے اور ہم سخت زخمی ہیں اور کوئی سواری بھی نہیں ہے جس پر سوار ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں تا ہم دونوں ہمت کر کے حضورؐ کے ساتھ چلے اور میرا زخم میرے بھائی کے زخم سے ہلکا تھا۔ جب اس سے چلا نہ جاتا تو میں اس کو سہارا دے دیتا۔ یہاں تک کہ اسی طرح ہم اس جگہ تک پہنچے جہاں تک سب مسلمان گئے تھے۔

غزوہ حمراء الاسد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کا یہ تعاقب مدینہ سے آٹھ میل مقام حمراء الاسد تک کیا تھا اور مدینہ میں ابن مکتوم کو چھوڑ گئے تھے اور پیر منگل بُدھ تین روز یہاں مقام کیا۔ پھر مدینہ واپس چلے آئے۔

ایک کافر کی ہمدردی اور خیر خواہی

جس وقت کہ آپ مقام حمراء الاسد ہی میں تھے۔ معبد بن خزاعی حضورؐ کے پاس سے گزرا۔ اور یہ اس وقت مشرک ہی تھا کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اصحاب کے شہید ہونے سے ہم کو رنج ہوا ہے۔ اور ہماری دلی خواہش ہے کہ خدا تم کو بعافیت اور بسلامت اپنے لوگوں میں قائم رکھے پھر حضورؐ سے رُخصت ہو کر ابوسفیان سے جا کر ملا وہ اس وقت مقام روحاء میں اُترا ہوا تھا اور حضورؐ کی طرف واپس آنے کا ارادہ رکھتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم نے محمد کے بڑے بڑے اصحاب کو مار ڈالا۔ اب جو تھوڑے بہت باقی ہیں ان کو بھی مار کر اس جھگڑے ہی کو پاک کریں کہ اتنے میں ابوسفیان نے معبد کو دیکھا پوچھا اے معبد کیا خبر لائے ہو معبد نے کہا محمدؐ اپنے اصحاب کو لے کر تمہارے تعاقب میں نکلے ہیں اور اس قدر لشکر جرار و خونخوار

ساتھ ہے کہ ایسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اُحد میں ساتھ نہ تھے اور وہ اُحد کی غیر حاضری پر پچھتا رہے ہیں اور شرمندہ ہیں۔ نہایت غضبناک ہو رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا اے معبد یہ تُو کیا کہہ رہا ہے۔ معبد نے کہا میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تجھ کو یقین نہیں ہے تو خود سوار ہو کر جا اور دیکھ لے ابوسفیان نے کہا ہم تو خود یہ ارادہ کر رہے تھے کہ دوبارہ اُن پر حملہ کر کے بالکل اُن کا استیصال کر دیں گے۔ معبد نے کہا اگر تو ایسا کرے گا تو تُو اپنے آپ کو اور اپنی فوج کو ہلاکت میں ڈالے گا۔ تیری خیر اسی میں ہے کہ فوراً مکہ کی طرف کوچ کر دے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ساتھ یہاں پہنچ گئے تو خوب یاد رکھ کہ تیری جان ہرگز سلامت نہیں بچے گی۔

ابوسفیان کی چال

پھر ابوسفیان کے پاس سے عبدالقیس کے چند سوار گزرے ابوسفیان نے ان سے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم مدینہ جاتے ہیں ابوسفیان نے کہا کس واسطے انہوں نے کہا کچھ غلہ خریدنا ہے۔ اس نے کہا تم میرا ایک پیغام بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دو گے اگر تم نے اس کو پہنچا دیا تو میں اس کے معاوضہ میں سوق عکاذ کے اندر تم کو کئی اُونٹ کشمش کے بھر دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا ہاں ہم پہنچا دیں گے۔ ابوسفیان نے کہا تم محمدؐ کو یہ خبر دے دینا کہ ہم بہت سا ساز و سامان مہیا کر کے اُن کے استیصال کے واسطے آ رہے ہیں۔ پس یہ عبدالقیس کا قافلہ حمراء الاسد میں حضورؐ کے پاس آیا اور ابوسفیان کا پیغام دیا۔ حضورؐ نے فرمایا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل یعنی کافی ہے ہم کو اللہ اور وہ اچھا کارساز ہے۔

ابوسفیان کی واپسی کا مشورہ

پھر جب ابوسفیان نے مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تا کہ اپنے گمان باطل میں اصحاب رسولِ خدا کا استیصال کرے تو صفوان بن اُمیہ نے اس کو منع کیا اور کہا ابھی لوگ ایک جنگ کر چکے ہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری جنگ کا نتیجہ برعکس نکلے اس واسطے واپس چلنا بہتر ہے۔ پس یہ سب لوگ مکہ کو واپس چلے گئے۔

حضورؐ کا ارشاد ابوسفیان کے ساتھیوں کے متعلق

روایت ہے کہ جس وقت حمراء الاسد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوسفیان کے مدینہ پر حملہ کرنے کی خبر پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ان کے واسطے پتھروں پر نشانی کر دی ہے کہ یہ لوگ اس کے پاس سے گزریں گے۔ مثل رور گذشتہ کے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

ایک سخت کافر معاویہ بن مغیرہ کا قتل

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس کو گرفتار کر رکھا تھا۔ اور یہ معاویہ عبدالملک بن مروان کا نانا تھا۔ یعنی مروان اس کی بیٹی عائشہ کا بیٹا تھا۔ یہ بدر میں قید ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے احسان فرما کر بغیر فدیہ کے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اس نے اس احسان کا کچھ خیال نہ کیا اور اُحد میں لڑنے کے لئے پھر آ گیا۔ اور جب گرفتار ہوا تو پھر اس نے حضور سے چھوڑ دینے کے واسطے عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا قسم ہے خدا کی اب ایسا نہ ہوگا کہ مکہ کے لوگ تجھ کو دیکھ کر خوش ہوں اور فخر کے ساتھ پھر کہتا پھرے کہ میں نے محمد کو دو مرتبہ فریب دیا اے زبیر اس کی گردن مارو۔ زبیر نے فوراً اس کی گردن ماردی۔

اس کے متعلق روایت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔ (یعنی ایک دفعہ دھوکہ کھا کر دوبارہ دھوکہ نہیں کھاتا۔) پھر عاصم سے فرمایا کہ اس کی گردن ماردو چنانچہ عاصم نے اس کو قتل کر دیا۔

اور ایک تیسری روایت اس طرح ہے کہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے معاویہ کو حمراء الاسد سے واپس ہو کر قتل کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ حضرت عثمان کی پناہ میں چلا گیا تھا۔ اور عثمان نے حضورؐ سے اس کے واسطے پناہ مانگی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا۔ تو قتل کر دیا جائے گا۔ مگر یہ تین روز میں نہیں گیا اور پھر گرفتار ہو کر قتل ہو۔ خود حضورؐ نے صحابہ کو اس کا پتہ بتا کر بھیجا تھا کہ فلاں جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اس کو قتل کرو۔ چنانچہ زید بن حارثہ اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کیا۔

عبداللہ بن ابی کی ذلت

جب حضور مدینہ میں تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی سلول نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جمعہ کے روز جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ چکے تو یہ کھڑے ہو کر بیان کرتا کہ اے لوگو! یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے اندر موجود ہیں۔ تم کو خدا نے ان کے ساتھ بزرگی اور عزت عنائت کی ہے۔ تم کو لازم ہے کہ ان کی امداد اور اعانت کرو۔ ہر جمعہ کو یہ اسی طرح کرتا تھا۔ اس جمعہ کو جو اس نے ایسا کیا۔ اور کھڑا ہوا تو مسلمانوں نے چاروں طرف سے اس کے دامن پکڑ کر کہا اے دشمن خدا بیٹھ جا۔ تو اس بات کا اہل نہیں ہے اور جیسے کام تو نے کئے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں۔ پس عبداللہ بن ابی ذلیل ہو کر وہاں سے لوگوں کو الانگتا پھلانگتا باہر نکلا اور

یہ کہتا جاتا تھا کہ میں تو ان کے کام ہی کی پختگی چاہتا تھا۔ میرا اور کیا مطلب تھا۔ انصار میں سے ایک شخص مسجد کے دروازہ پر اس کو ملے اور انہوں نے پوچھا کیا ہوا۔ کہنے لگا میں تو کھڑے ہو کر انہی کے کام کے پختہ ہونے کے واسطے تقریر کرتا تھا۔ مگر ان کے چند صحابیوں نے میرے کپڑے کھینچ کر مجھ کو روک دیا۔ اُن انصاری نے کہا میرے ساتھ چل میں تیرے واسطے دعائے مغفرت کراؤں گا۔ اس نے کہا مجھ کو ان کی دعا کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

اُحد ایک یوم ابتلا تھا

ابن اسحاق کہتے ہیں اُحد کی جنگ کا روز مسلمانوں کے واسطے آزمائش اور بلا اور مصیبت کا دن تھا۔ اہل ایمان کو اس روز خداوند تعالیٰ نے شہادت اور کرامت و عنائت کے ساتھ معزز و ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور اہل نفاق کا نفاق ظاہر فرما کر ان کو ذلیل و رسوا کیا۔

قرآن کریم کی وہ آیات جو جنگ کے متعلق نازل ہوئیں

اس موقع پر ابن ہشام نے سورہ آلِ عمران کی وہ ساٹھ آئتیں نہایت تفصیل کے ساتھ درج کی ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے جنگ اُحد کے متعلق نازل فرمائی۔ چونکہ سیرۃ میں ان کی کوئی خاص ضرورت نہیں تھی۔ اسی لئے ہم نے اختصار کے خیال سے انہیں یہاں درج نہیں کیا۔ جن صاحب کو ان کے مطالعہ کا شوق ہو وہ قرآن شریف میں سے پڑھ لیں۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

شہدائے اُحد کے متعلق حضور علیہ السلام کے ارشادات

ابن عباس سے روائت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جس قدر بھائی اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے ہیں۔ ان کی روحیں خداوند تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دی ہیں اور جنت کی نہروں میں سے پانی پیتے ہیں اور جنت کے پھلوں کو کھاتے ہیں۔ اور عرش کے نیچے جو قندیلیں سونے کی لٹک رہی ہیں ان میں آرام کرتے ہیں اور پھر جب اپنے عیش و عشرت کی حالت کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کاش ہمارے بھائی مسلمان ہمارے اس عیش سے واقف ہوتے تو جہاد میں رغبت کرتے۔ خداوند تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے حال سے اُن کو مطلع کرتا ہوں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اپنے رسول پر نازل فرمائی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۔ (یعنی جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے۔ انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ اُس (نعمت) پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے خوش

ہیں)

ابن عباس ہی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید لوگ جنت کے دروازہ پر ایک نہر کے پاس سبز گنبد میں رہتے ہیں اور روزانہ صبح وشام جنت سے اُن کو رزق ملتا ہے۔

ابن مسعود سے کسی نے ان آیات کی نسبت سوال کیا وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الخ ابن مسعود نے کہا ہم نے بھی اس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا۔ فرمایا تمہارے بھائی جو اُحد میں شہید ہوئے اُن کو اللہ تعالیٰ نے سبز پرندوں کی صورت میں کر دیا ہے۔ جنت کے میوے کھاتے ہیں اور نہروں کا پانی پیتے ہیں۔ اور عرش کے نیچے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے دریافت کیا کہ اے میرے بندو! اور کسی چیز کی تم کو ضرورت ہے۔ انہوں نے عرض کیا اے پروردگار اور کس چیز کی ہم کو ضرورت ہوگی اور اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوسکتی ہے کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں پھل اور میوے کھاتے پھرتے ہیں۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہی سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا اور پھر تیسری مرتبہ خداوند تعالیٰ نے یہی فرمایا اور انہوں نے یہی جواب دیا۔ اور عرض کیا کہ خداوند! ہم یہ چاہتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں واپس کر دے اور ہم دنیا میں جا کر تیری راہ میں جہاد کریں اور پھر شہید ہوں۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر میں تجھ کو ایک خوشخبری سناؤں میں نے عرض کیا ہاں یا نبی اللہ سنایئے۔ فرمایا تیرا باپ جو اُحد میں شہید ہوا ہے خدا نے اُس کو زندگانی مرحمت فرمائی ہے اے عبداللہ بن عمرو تو کیا چاہتا ہے۔ اس نے عرض کیا اے پروردگار میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ کو پھر زندہ کرے اور میں جہاد کر کے شہید ہوں۔

حسن بصری سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو مومن دنیا سے جدا ہوتا ہے پھر وہ دنیا میں واپس آنا نہیں چاہتا اگرچہ تمام دنیا کی نعمتیں اس کو ملیں مگر شہید یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں دوبارہ آن کر جہاد کرے۔

شہدائے اُحد مہاجرین میں سے

(1) قبیلہ قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم شہید ہوئے۔

(2) اور بنی اُمیہ بن عبد شمس سے عبداللہ بن جحش شہید ہوئے۔

(3) اور بنی عبدالدار بن قصیٰ سے مصعب بن عمیر شہید ہوئے ان کو ابن قمئہ لیثی نے قتل کیا تھا۔

(4) بنی مخزوم بن یقظہ میں سے شماس بن عثمان شہید ہوئے۔ مہاجرین میں سے صرف یہ چار شخص شہید ہوئے۔

شہدائے احد انصار میں سے

بنی عبدالاشہل میں سے عمرو بن معاذ بن نعمان اور حرث بن انس بن رافع اور عمارہ بن زیاد بن سکن اور سلمہ بن وقش اور عمرو بن وقش۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مجھ سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ سلمہ اور عمرو کے والد ثابت بھی اس جنگ میں شہید ہوئے۔

اور رفاعہ بن وقش اور حسیل بن جابر اور ابوحذیفہ بن یمان کے باپ ان کو یمان کہتے تھے یہ بھی شہید ہوئے ان کو مسلمانوں نے دھوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ اور ابوحذیفہ نے ان کا خون بہا مسلمانوں کو معاف کر دیا تھا۔

اور صیفی بن قیظی اور حباب بن قیظی اور عباد بن سہل اور حرث بن اوس بن معاذ یہ یہ سب بارہ شخص تھے۔

اور اہل راتج میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ ایاس بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن زعورا بن جشم بن عبدالاشہل اور عبید بن تیہان اور حبیب بن یزید بن تیم یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ظفر میں سے یزید بن حاطب بن اُمیہ بن رافع ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمر بن عوف کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید سے ابوسفیان بن حرث بن قیس بن زید اور حنظلہ بن ابی عامر بن صیفی بن نعمان بن مالک بن امۃ ان کو شداد بن اسود بن شعوب لیثی نے شہید کیا تھا اور یہی غسیل[1] ملائکہ ہیں یہ دو شخص تھے۔

اور بنی عبید بن زید میں سے اُنیس بن قتادہ ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے ابوحَیۃ جو سعد بن خثیمہ کے ماں شریک بھائی تھے اور عبداللہ بن جبیر بن نعمان جو تیراندازوں کے سردار تھے یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سلم بن امری القیس بن مالک بن اوس میں سے خثیمہ ابوسعد بن خثیمہ ایک شخص شہید ہوئے۔ ان کے حلفاء میں سے جو بنی عجلان سے تھے عبداللہ بن سلمہ ایک آدمی شہید ہوئے۔

بنی معاویہ بن مالک میں سے سبیع بن حاطب بن حرث بن ہیشہ ایک شخص۔

اور بنی نجار کی شاخ بنی سواد بن مالک بن غنم سے عمرو بن قیس اور ان کے بیٹے قیس بن عمرو۔

---

[1] بعض وہ بزرگ جن کو شہادت کے بعد فرشتوں نے غسل دیا۔ ان کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ (محمد اسماعیل)

اور ثابت بن عمرو بن زید اور عامر بن مخلد۔ چار شخص اور بنی مبذول میں سے ابو ہیرہ بن حرث بن علقمہ بن عمرو بن ثقف بن مالک بن مبذول اور عمرو بن مطرف بن علقمہ بن عمرو یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی عمرو بن مالک میں سے اوس بن ثابت بن منذر ایک شخص شہید ہوئے یہ اوس حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

اور بنی عدی بن نجار میں سے انس بن نضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار ایک شخص شہید ہوئے یہ حضرت انس بن مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کے چچا تھے۔

اور بنی مازن بن نجار میں سے قیس بن مخلد اور کیسان ان کا غلام یہ دو شخص۔

اور بنی دینار بن نجار میں سے سلیم بن حرث اور نعمان بن عبد عمرو یہ دو شخص۔

اور بنی حرث بن خزرج میں سے خارجہ بن زید بن ابی زہیر اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر یہ دونوں ایک ہی قبر میں دفن ہوئے اور اوس بن ارقم بن زید بن قیس بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ابجر میں سے جن کو بنی خدرہ کہتے ہیں۔ مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الابجر یہ ابوسعید خدری کے والد تھے اور ابوسعید خدری کا نام سنان تھا اور بعض کہتے ہیں سعد تھا۔ اور سعید بن سوید بن قیس بن عامر بن عباد بن الجبر اور عتبہ بن ربیع بن رافع بن معاویہ بن عبید بن ثعلبہ بن عبد بن الجبر یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے ثعلبہ بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ اور ثقف بن فردہ بن بدی یہ دو شخص شہید ہوئے۔

اور بنی طریف میں سے عبداللہ بن عمرو بن وہب بن ثعلبہ بن وقش بن ثعلبہ بن طریف اور ضمرہ ان کے حلیف بنی جہینہ میں سے دو شخص شہید ہوئے۔

اور عوف بن خزرج کی شاخ بنی سالم میں سے اور پھر ان کی شاخ بنی مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے نوفل بن عبداللہ اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان اور نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن فہر بن غنم بن سالم اور مجذر بن زیاد ان کے حلیف قبیلہ بلی سے اور عبادہ بن حسحاس یہ پانچ شخص شہید ہوئے اور نعمان بن مالک اور مجذر اور عبادہ ایک قبر میں دفن ہوئے۔

اور بنی حبلیٰ میں سے رفاعہ بن عمرو ایک شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام میں سے عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام اور عمرو بن جموح بن زید

بن حرام یہ دونوں ایک ہی قبر میں دفن ہوئے اور خلاد بن عمرو بن جموح بن زید بن حرام اور ابوایمن عمرو بن جموع کے آزاد غلام یہ چار شخص شہید ہوئے۔

اور بنی سواد بن غنم سے سلیم بن عمرو بن حدیدہ اور ان کے آزاد غلام عنترہ اور سہیل بن قیس بن ابی بن کعب بن قیس یہ تین شخص شہید ہوئے۔

اور بنی رزیق بن عامر میں سے ذکوان بن عبد قیس اور عُبید بن معلیٰ بن لوذان یہ دو شخص شہید ہوئے۔

پس مہاجرین اور انصار میں سے جو لوگ اُحد میں شہید ہوئے کل پینسٹھ شخص تھے۔ ابن ہشام کہتے ہیں ستر آدمیوں میں سے جو لوگ ابن اسحاق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں۔

اوس کی شاخ بنی معاویہ بن مالک سے مالک بن نمیلہ ان کے حلیف مزینہ سے۔

اور بنی خطمہ میں سے حرث بن عدی بن خرشہ بن اُمیہ بن عامر بن خطمہ شہید ہوئے اور خطمہ کا نام عبداللہ بن جشم بن مالک بن اوس ہے۔

اور بنی خزرج کی شاخ بنی سواد بن مالک بن ایاس شہید ہوئے اور بنی عمرو بن مالک بن نجار سے ایاس بن عدی شہید ہوئے۔ اور بنی سالم بن عوف سے عمرو بن ایاس شہید ہوئے۔

وہ کافر جو اُحد میں قتل ہوئے

اُحد کی جنگ میں قریش کی شاخ بنی عبدالدار سے جو علمبردار مشرکین کے تھے یہ لوگ قتل ہوئے طلحہ بن ابی طلحہ اور ابی طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ اس کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور ابوسعد بن ابی طلحہ کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں حضرت علی ہی نے اس کو بھی قتل کیا اور عثمان بن ابی طلحہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اور سافع بن طلحہ اور جلاس بن طلحہ کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے قتل کیا اور کلاب بن طلحہ اور حرث بن طلحہ کو بنی ظفر کے حلیف قزمان نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں ان کو عبدالرحمٰن بن عوف نے قتل کیا اور ارطاۃ بن شرجیل بن ہاشم بن مناف بن عبدالدار کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ وابویزید بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار کو اور صواب اسکے ایک حبشی غلام کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں اس کو حضرت علیؓ نے اور بعض سعد بن ابی وقاص نے اور بعض کہتے ہیں ابودجانہ نے قتل کیا۔ اور قاسطہ بن شریح بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار کو قزمان نے قتل کیا۔ یہ سب گیارہ آدمی ہوئے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ میں سے عبداللہ بن حمید بن زبیر بن حرث بن اسد کو حضرت علی نے قتل

کیا۔ اور بنی زہرہ بن کلاب سے ابوالحکم بن اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب ثقفی ان کے حلیف کو بھی حضرت علیؓ نے قتل کیا اور سباع بن عبدالعزیٰ کا نام عمرو بن نصلہ ہے) کو حضرت حمزہ نے قتل کیا۔ اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ہشام بن ابی اُمیہ بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا۔ اور ولید بن عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قزمان نے قتل کیا اور ابواُمیہ بن ابی حذیفہ بن مغیرہ کو حضرت علیؓ نے قتل کیا۔ اور خالد بن اعلم ان کے حلیف کو قزمان نے قتل کیا یہ چار شخص اس قبیلہ کے قتل ہوئے۔

اور بنی جمح بن عمرو میں سے عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو ابوعزہ کہتے تھے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالتِ گرفتاری قتل فرمایا۔ اور ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح جس کو خاص حضورؐ نے اپنے ہاتھ سے قتل فرمایا اس قبیلہ کے یہ دو شخص قتل ہوئے۔

اور بنی عامر بن لوئی میں سے عبیدہ بن جابر اور شیبہ بن مالک بن مضرب ان دونوں کو قزمان نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں عبیدہ بن جابر کو عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا یہ سب مشرکین میں سے بائیس آدمی قتل ہوئے۔

جنگِ اُحد کے متعلق جو اشعار اور قصائد شعراء عرب نے کہے ہیں۔ ان میں سے چند اشعار ہم ذیل میں مندرج کرتے ہیں۔

شعراء کے اشعار متعلق غزوہ اُحد

بدر کی طرح جنگِ اُحد میں بھی ایک خاص لڑائی تھی اس لئے اس کے متعلق بھی شعراء نے بہت طول طویل اشعار کہے ہیں۔ جن کو ابن ہشام نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب کے 30 صفحات میں نقل کیا ہے۔ چونکہ یہ اشعار سیرت النبی کا حصہ نہیں اور خواہ مخواہ طول بھی ہوتا تھا۔ لہٰذا ہم نے وہ اشعار یہاں نہیں لکھے اور صرف ان شعراء کے نام لکھ دیئے ہیں جنہوں نے یہ اشعار کہے۔ اور وہ یہ ہیں۔

1۔ ہبیرہ بن ابی دہب	6۔ عبداللہ بن الزبعری
2۔ کعب بن مالک	7۔ عمرو بن العاص
3۔ حسان بن ثابت	8۔ ابوزعنہ بن عبداللہ
4۔ ابوزید انصاری	9۔ رُعشی بن زرارہ
5۔ ضرار بن خطاب الفہری	10۔ صفیہ بنت عبدالمطلب

محمد اسماعیل پانی پتی

حصہ چہارم

واقعہ رجیع

(جو سنہ 3ھ میں ہوا)

اُحد کی جنگ کے بعد بنی عضل اور بنی قارہ کا ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ دونوں قبیلے ہُون بن خزیمہ بن مدرکہ کی شاخ تھے۔

اس گروہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ کریں تا کہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم دیں اور قرآن پڑھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابی ان لوگوں کے ساتھ کئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

مرثد بن ابی مرثد غنوی حضرت حمزہ کے حلیف۔

خالد بن بکیر لیثی بن عدی بن کعب کے حلیف۔

عاصم بن ثابت بن ابی افلح قبیلہ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس میں سے عاصم کی کنیت ابوسلیمان تھی۔

خبیب بن عدی قبیلہ بنی جحجبی بن کلفہ بن عمرو بن عوف میں سے۔

بنی بیاضہ میں سے زید بن وثنہ بن معاویہ۔ بنی بیاضہ بن عامر ابن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج۔

اور عبداللہ بن طارق بنی ظفر بن خزرج کے حلیف۔

اِن سب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثد بن ابی مرثد کو سردار مقرر کیا۔

جب قبیلہ عضل اور قارہ کے لوگ ان صحابہ کو لے کر مقام رجیع میں پہنچے جو قبیلہ ہذیل کے ایک چشمہ کا نام ہے۔ اور حجاز کے کنارہ پر واقع ہے تو ان لوگوں نے صحابہ کے ساتھ غداری کی اور قبیلہ ہذیل کو ان کے خلاف بھڑکا دیا۔ صحابہ اس وقت اپنے خیمہ ہی میں تھے کہ اُنہوں نے دیکھا چاروں طرف سے لوگ تلواریں لئے چلے آ رہے ہیں یہ بھی مردانہ اور دلیرانہ جنگ کے واسطے تیار ہو گئے اُن لوگوں نے کہا قسم ہے خدا کی ہم تم کو قتل نہیں کریں گے ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ تم کو پکڑ کر مکہ والوں کے پاس لے جائیں اور ان سے تمہارے معاوضہ میں کچھ لے لیں۔ مرثد بن ابی مرثد اور عاصم بن ثابت اور خالد بن بکیر نے کہا قسم ہے خدا کی ہم مشرک کی بات کا اعتبار نہیں کرتے۔ آخر یہ تینوں شخص اس قدر لڑے کہ شہید ہو گئے۔

عاصم کے شہید ہونے کے بعد ہذیل کے لوگوں نے یہ ارادہ کیا کہ عاصم کے سر کو مکہ میں لے جا کر سلافہ

بنت سعد کے ہاتھ فروخت کریں۔ کیونکہ جب عاصم نے اس کے دونوں بیٹوں کو اُحد میں قتل کیا تھا تو اس نے نذر مانی تھی کہ اگر مجھ کو موقعہ ملا تو میں عاصم کی کھوپری میں شراب پیئوں گی اور عاصم نے مشرکین کو ناپاک سمجھ کر خدا سے عہد کیا تھا کہ کوئی مشرک مجھ کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ میں مشرک کو ہاتھ لگاؤں گا۔ اب جو ہذیل نے یہ ارادہ کیا تو خداوند تعالیٰ نے اس زور کی بارش برسائی کہ وہ لوگ ان کے سر کو نہ لے سکے۔ پھر اُسی بارش کی زد میں اُن کی لاش بہہ گئی اور کسی کو اس کا پتہ نہ چلا۔ حضرت عمرؓ نے جب یہ واقعہ عاصم کا سنا تو فرمایا کہ یہ اُسی عہد کا سبب تھا جو عاصم نے اپنی زندگانی میں خدا سے کیا تھا کہ مرنے کے بعد بھی خدا تعالیٰ نے ان کی لاش کو مشرکین کے ہاتھ لگانے سے محفوظ کر دیا۔

اور زید بن دشنہ اور خبیب بن عدی اور عبداللہ بن طارق یہ تینوں نرم ہو گئے اور زندگانی کو عزیز سمجھ کر اُنہوں نے اپنے تیئں بنی ہذیل کے حوالہ کر دیا۔ بنی ہذیل ان کو گرفتار کر کے مکہ کی طرف لے چلے۔ جب مقام ظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ بند سے نکال کر تلوار پر قبضہ کیا۔ بنی ہذیل نے ان کے ارادہ سے آگاہ ہو کر ان کو اس قدر پتھر مارے کہ شہید ہو گئے اور وہیں ان کو دفن کر دیا۔ اور خبیب بن عدی اور یزید بن وثنہ کو مکہ میں لا کر بنی ہذیل نے اپنے قیدیوں کے بدلے میں جو مکہ میں ان کے قید تھے فروخت کر دیا۔ خبیب کو تو جحیر بن ابی اہاب تمیمی بنی نوفل کے حلیف نے خریدا عقبہ بن حرث بن عامر بن قوقار کے واسطے کیونکہ ابواہاب حرث بن عامر کا ماں شریک بھائی تھا۔ اور اس کے باپ کو خبیب نے قتل کیا تھا۔ اب اس نے اپنے باپ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا۔ اور زید بن وثینہ کو صفوان بن اُمیہ نے اپنے باپ اُمیہ کے عوض میں قتل کرنے کے واسطے خریدا اور اپنے غلام نسطاس کو ان کے ساتھ کر کے حکم دیا کہ مقام تنعیم میں لے جا کر ان کو قتل کر دے اس وقت تمام قریش ان کا تماشا دیکھنے جمع ہوئے اور حرم سے ان کو باہر لے گئے۔ ابوسفیان نے کہا اے زید تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم اپنے گھر میں خوشی کے ساتھ بیٹھے ہو اور بجائے تمہارے ہم محمدؐ کی اس جگہ گردن ماردیں۔ زید نے کہا میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میں اپنے گھر میں چین سے بیٹھا رہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک کانٹا بھی لگے ابوسفیان نے اس جواب کو سُن کر کہا جیسا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست دیکھا ہے ایسا کسی کو کسی کا دوست نہیں دیکھا۔ اس کے بعد نسطاس نے حضرت زید بن وثنہ کو شہید کر دیا۔

جحیر بن ابی وہاب کی لونڈی ماویہ کہتی ہے کہ خبیب میرے گھر میں قید کئے گئے تھے میں نے ایک روز دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں اتنا بڑا انگور کا خوشہ ہے۔ جیسے آدمی کا سر ہوتا ہے اور وہ اس میں سے انگور کھاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ کر تعجب ہوا کیونکہ ان دنوں میں انگور کا موسم بھی نہ تھا اور دوسرے وہ قید میں تھے۔ پھر یہ

ماد یہ کہتی ہے کہ قتل کے روز خبیب نے مجھ سے کہا کہ اُسترہ مجھ کو دو تا کہ میں قتل سے پہلے اپنے بال صاف کر کے پاک ہو جاؤں۔ ماد یہ کہتی ہے میں نے اپنے لڑکے کو اُسترہ دیا اور کہا کہ یہ خبیب کو دے دے پھر مجھ کو خوف ہوا کہ خبیب کہیں اس لڑکے کو استرے سے قتل نہ کر دے اور اپنے خون کا بدلہ لے لے اور میں نے اپنے تئیں بہت ملامت کی۔ لڑکا خبیب کو اُسترہ دے آیا۔ خبیب نے اس سے کہا تیری ماں کو خیال ہوا ہے کہ کہیں میں تجھ کو قتل نہ کر دوں لیکن میں ایسا ہرگز نہ کروں گا۔ اور ضرورت رفع کرنے کے بعد اس نے اُسترہ واپس کر دیا۔

پھر لوگ خبیب کو لے کر مقام تنعیم میں آئے تا کہ ان کو قتل کریں۔ خبیب نے کہا اگر تم چاہو تو مجھ کو اتنی مہلت دو کہ میں دو رکعتیں پڑھ لوں۔ مشرکین نے قبول کیا۔ اور خبیب نے اچھی طرح سے دو رکعتیں ادا کیں اور کہا اگر تم لوگ یہ خیال نہ کرتے کہ میں قتل میں دیر ہونے کے لئے لمبی نماز پڑھتا ہوں تو میں بہت دی تک نماز پڑھتا۔ پس خبیب ہی نے اہلِ اسلام کے واسطے قتل کے وقت دو رکعتوں کے پڑھنے کا طریقہ نکالا ہے۔

اس کے بعد مشرکین نے خبیب کو ایک لکڑی سے باندھا۔ خبیب نے اُس وقت کہا اے اللہ ہم نے تیرے رسولؐ کی رسالت کی تبلیغ کر دی تو بھی اپنے رسولؐ کو ہماری اس حالت کی خبر پہنچا دے اور اے اللہ ان سب مشرکین کو قتل کر ایک کو بھی ان میں سے باقی نہ چھوڑ۔ اس کے بعد قریش نے اِن کو شہید کر دیا۔

معاویہ ابوسفیان کے فرزند کہتے ہیں کہ میں اُس وقت موجود تھا جب خبیب نے قریش کو یہ بددعا دی ہے اور میں اس کو سنتے ہی زمین پر لیٹ گیا۔ کیونکہ میں نے لوگوں سے سُنا تھا کہ اگر کوئی کسی پر بددعا کرے اور وہ لیٹ جائے تو اس بددعا کا اثر نہیں ہوتا۔

عباد کہتے ہیں میں نے عقبہ بن حرث سے سُنا ہے کہ میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا۔ کیونکہ میں چھوٹا تھا مگر ابومیسرہ نے جو بنی عبدالدار میں سے ایک شخص تھا۔ اس نے میرے ہاتھ میں حربہ دیا اور پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر اُس حربہ کے ساتھ خبیب کو قتل کیا۔

حضرت عمر بن خطاب نے اپنے زمانہ خلافت میں ایک شخص سعید بن عامر بن خدیم **حمجی** کو شام کے ایک شہر کا حاکم بنایا تھا اور اس شخص کو یکا یک بیٹھے بیٹھے غشی کا دورہ پڑتا تھا۔ اس بات کا حضرت عمر سے ذکر کیا گیا۔ حضرت عمر نے اس شخص سے سوال کیا کہ یہ تجھ کو کیا بیماری ہے اُس نے کہا اے امیر المومنین مجھ کو کچھ بیماری نہیں ہے۔ میں اُس وقت موجود تھا جب خبیب کو قتل کیا گیا ہے اور ان کی بددعا میں نے سُن تھی۔ پس قسم ہے خدا کی جس وقت وہ واقعہ مجھ کو یاد آتا ہے مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ ابن ہشام کہتے ہیں قریش

نے ماہ حرام میں خبیب کو قید رکھا پھر اس کے گزرنے کے بعد ان کو شہید کیا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جب یہ لوگ اس طرح شہید ہوئے۔ بعض منافقوں نے کہا کہ یہ لوگ نہایت نالائق تھے جو اس طرح سے ہلاک ہو گئے نہ تو اپنے گھر میں بیٹھے رہے اور نہ وہاں جا کر اپنے رسول کی رسالت کو پہنچایا۔

قریش میں سے جن لوگوں نے خبیب بن عدی کے قتل میں کوشش کی وہ یہ ہیں۔ عکرمہ بن ابوجہل۔ سعید بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدُ ودَّ۔ اخنس ثقفی بن زہرہ کا حلیف اور عبیدہ بن حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن الاوقص سلمٰی بن اُمیہ بن عبدشمس کا حلیف امیہ بن ابی عتبہ اور خضرمی کے بیٹے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوال کے باقی مہینہ اور ذی قعد اور ذی الحجہ اور محرم مدینہ میں رہے۔ پھر حضورؐ نے جنگ اُحد کے پورے چار مہینہ کے بعد اپنے اصحاب کو مقام بیر معونہ کی طرف روانہ فرمایا۔

واقعہ بیر معونہ

ابو براء عامر بن مالک بن جعفر (رئیس قبیلہ بنو عامر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؐ نے اس کو اسلام کی دعوت دی اس نے نہ اسلام قبول کیا نہ انکار کیا۔ مگر یہ عرض کی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو نجد کی طرف روانہ فرمائیں تو مجھ کو اُمید ہے کہ اسلام کی اشاعت ہو گی حضورؐ نے فرمایا مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ میرے آدمیوں کے ساتھ غداری نہ کریں۔ ابو براء نے کہا میں اس بات کا ذمہ دار ہوں۔ حضورؐ نے اس کے کہنے سے چالیس صحابہ کو نجد کی طرف روانہ کر دیا۔ جن میں یہ لوگ بھی تھے۔ منذر بن عمرو اور حرث بن صمہ اور حرام بن ملحان بنی نجار میں سے اور عروہ بن اسماء بن صلت سلمی اور نافع بن بدیل بن ورقاء خزاعی اور عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر کا غلام اور ان کے علاوہ سب چالیس شخص تھے۔

مدینہ سے روانہ ہو کر جب یہ لوگ مقام بیر معونہ پر پہنچے۔[1] تو حرام بن ملحان کو اُنہوں نے ایلچی بنا کر دشمنِ خدا عامر بن طفیل[2] کے پاس بھیجا۔ جس وقت یہ عامر کے پاس پہنچے۔ اس نے خط کو بھی نہ دیکھا۔ فوراً حرام بن ملحان کو شہید کر دیا اور پھر بنی عامر کو صحابہ کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ بنی عامر نے اس کے حکم سے انکار کیا اور کہنے لگے۔ ہم ابو براء کے عہد کو نہیں توڑتے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے واسطے ضامن

---

[1] یہ مقام بنی عامر اور بنی سلیم کی بستیوں کے درمیان تھا۔

[2] یہ شخص ابو براء اور رئیس قبیلہ بنو عامر کا بھتیجا تھا۔ (اسماعیل)

ہوئے ہیں۔ تب عامر بن طفیل نے بنی سلیم اور بنی رعل اور ذکوان کے قبیلوں کو صحابہ کے قتل کرنے پر ا کسایا۔ وہ آمادہ ہو گئے۔ اور چاروں طرف سے صحابہ کو گھیر لیا۔ صحابہ بھی تلواریں کھینچ کر اُن پر جا پڑے۔ اور سب صحابہ شہید ہوئے سوا ایک کعب بن زید کے کہ ان میں ایک رمق جان باقی تھی۔ مقتولوں میں سے کھسک کھسک کر یہ نکل آئے اور پھر بالکل تندرست ہو گئے اور خندق کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

دو شخص ان صحابہ میں سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ایک عمرو بن اُمیہ ضمری اور دوسرے منذر بن محمد انصاری ان کو پتہ نہیں تھا کہ صحابہ کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا۔ جب یہ دونوں قریب آئے تو دونوں نے دیکھا کہ ایک پرندہ لشکر کے سروں پر چکر کھا رہا ہے اس کو دیکھ کر یہ دونوں کہنے لگے کہ اس پرندہ کی ضرور کوئی خاص حالت معلوم ہوتی ہے اور پھر یہ دونوں لشکر کی طرف روانہ ہوئے اور دیکھا کہ صحابہ کرام خون میں ڈوبے ہوئے پڑے ہیں۔ اور گھوڑے ان کے خاموش کھڑے ہیں منذر بن محمد انصاری نے عمرو بن اُمیہ ضمری سے کہا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے عمرو نے کہا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جائیں اور اس واقعہ کی اطلاع دیں انصاری نے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اس جگہ سے واپس نہ جاؤں جہاں منذر بن عمرو شہید ہوا ہے ہماری خبر دوسرے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کر دیں گے پھر انصاری نے دشمنوں کو اس قدر قتل کیا کہ آخر خود بھی شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیہ کو دشمنوں نے گرفتار کر لیا۔ پھر جب دشمنوں کو یہ معلوم ہوا کہ عمرو قبیلہ مضر سے ہیں۔ تب انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور عامر بن طفیل نے عمرو بن اُمیہ کی پیشانی کے بال کتر کے اپنی ماں کی نذر پوری کرنے کے خیال سے آزاد کر دیا۔ کیونکہ ان کی ماں کے ذمہ ایک غلام آزاد کرنا تھا۔

عمرو بن اُمیہ یہاں سے روانہ ہو کر جب مقام قرقرہ میں پہنچے۔ وہاں بنی عامر میں سے دو شخص اور بھی آ کر ٹھہرے جو بنی کلاب میں سے تھے ایک روایت ہے کہ بنی سلیم میں سے تھے یہ دو شخص عمرو بن اُمیہ کے پاس ایک درخت کے سایہ میں سو رہے۔ عمرو بن اُمیہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور عمرو کو یہ حال معلوم نہ تھا کہ حضورؐ کی ان سے صلح ہو رہی ہے۔ جب یہ دونوں آئے تھے۔ تو عمرو نے ان سے دریافت کیا تھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو اُنہوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں۔ پھر جب وہ سو گئے تو عمرو نے ان کو قتل کر دیا۔ پھر جب عمرو بن اُمیہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سارا واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا ہے جن کو خونبہا مجھ کو دینا پڑے گا۔ صحابہ کے شہید ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو حضورؐ کو سخت صدمہ ہوا۔ مگر آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر فرمایا کہ میں پہلے ہی ابو براء کے کہنے سے اپنے صحابیوں کو بھیجنے پر راضی نہ تھا۔

جب ابو براء کو صحابیوں کے اس طرح شہید ہونے کی خبر پہنچی تو اس کو بہت رنج ہوا اور یہ واقعہ اس پر نہایت شاق گزرا۔ کیونکہ وہ صحابہ کرام کی خیریت کا ضامن ہوا تھا۔

ان شہیدوں میں عامر بن فہیرہ بھی تھے۔ جن کی نسبت عامر بن طفیل کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ جب وہ قتل ہوا تو آسمان وزمین کے درمیان معلق ہو گیا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا عامر بن فہیرہ ہے۔

جبار بن سلمی بن مالک بن جعفر جو عامر بن طفیل کے ساتھ اس جنگ میں شریک تھا اور پھر مسلمان ہو گیا تھا بیان کرتا ہے کہ میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ میں نے ایک شخص کے دونوں شانوں کے بیچ میں نیزہ مارا اور میرا نیزہ اس کے سینہ کے پار ہو گیا۔ مگر اُس نے کہا قسم ہے خدا کی۔ میں اپنے مطلب کو پہنچا۔ جبار کہتا ہے میں اس کی اس بات کو سُن کر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے کیا میں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ پھر میں نے لوگوں سے اس کا مطلب پوچھا۔ لوگوں نے کہا اس کا مطلب شہادت کے ساتھ فائز ہونا تھا جو اس کو نصیب ہوئی۔

پھر ربیعہ نے جو ابو براء کا لڑکا تھا۔ عامر بن طفیل پر حملہ کیا۔ اور ایک نیزہ اس کے مارا جو عامر کی ران میں لگا اور اپنے گھوڑے پر سے نیچے گر پڑا۔ اس پر عامر کہنے لگا۔ یہ ابو براء کی کارروائی ہے۔ اگر میں مر گیا تو میرا خون میرے چچا کے واسطے ہے۔ اس کے پیچھے نہ لگنا۔ اور میں زندہ رہا تو جیسی میری رائے ہوگی اس کے موافق عمل کروں گا۔

بنو نضیر کی جلاوطنی

(سنہ 4 ہجری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دونوں مقتولوں کے خون بہا کے متعلق گفتگو کرنے کے واسطے بنی نضیر میں تشریف لے گئے جن کو عمرو بن اُمیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔ کیونکہ وہ مقتول بنی عامر میں سے تھے اور بنی عامر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع دے دی تھی بنی نضیر بنی عامر کے حلیف تھے۔ اس سبب سے حضورؐ نے ان سے گفتگو کی انہوں نے کہا اے محمدؐ بہت بہتر ہے جس طرح آپ چاہتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر بنی نضیر کے لوگوں نے پوشیدہ یہ مشورہ کیا کہ ایسا موقعہ پھر ہاتھ نہ لگے گا۔ محمدؐ کو زندہ نہ چھوڑ و چنانچہ ایک شخص عمرو بن جحاش بن کعب کو انہوں نے اس کام پر آمادہ کیا کہ جس دیوار کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ وہ دوسری طرف سے اس کے اوپر چڑھ کر ایک بہت بڑا پتھر حضورؐ کے اوپر گزار دے تا کہ حضورؐ

شہید ہو جائیں۔ حضورؐ کو جبرائیل نے اس واقعہ کی خبر دے دی۔ اور اسی وقت حضورؐ بغیر کسی سے کہے سُنے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے صحابہ حضورؐ کو تلاش کرنے لگے۔ پھر ایک شخص کو اُنہوں نے مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے دیکھا اور اس نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا ہے۔ صحابہ بھی یہ سُن کر مدینہ میں چلے آئے۔ پھر حضورؐ نے ان سے بنی نضیر کے اس مکر وفریب کا حال بیان کیا۔ اور بنی نضیر سے جنگ وحرب کی تیاری کا حکم دیا۔ اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کر کے حضورؐ روانہ ہوئے اور ربیع الاوّل کے مہینہ میں ان کا محاصرہ کیا۔ اور ان ہی ایام میں شراب کی حُرمت کا حکم نازل ہوا۔

جب بنی نضیر قلعہ بند ہوئے اور چھ شبانہ روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے محاصرہ میں گزر گئے تب حضورؐ نے حکم دیا کہ ان کے باغات کاٹ دیئے جائیں اور کھیتوں میں آگ لگا دی جائے۔ اس وقت بنی نضیر نے غُل مچایا کہ اے محمدؐ تم تو فساد کرنے سے منع کرتے ہو۔ اور فساد کو بُرا کہتے ہو۔ اب کیا وجہ ہے کہ تم ہمارے باغوں کو کٹواتے اور جلواتے ہو۔[1]

---

[1] اس موقع پر جو کہ درخت کاٹے گئے وہ ''لینہ'' قسم کی کھجور کے تھے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے **مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِيْنَةٍ** یہ ایک بہت ہی ادنیٰ اور معمولی قسم کی کھجور ہوتی ہے۔ جسے عام طور پر لوگ پسند نہیں کرتے ہیں اور نہ کھاتے ہیں۔ (روض الانف)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد ان درختوں کے کاٹنے سے یہ تھا کہ اپنے درختوں کو کٹتا دیکھ کر بنونضیر مرعوب ہو جائیں گے اور اپنے قلعہ کے دروازے کھول دیں گے۔ اس طرح بہت سی انسانی جانیں ضائع ہونے سے بچ جائیں گی اور بہت سا کشت وخُون رُک جائے گا۔ حضور علیہ السلام کا یہ اندازہ ٹھیک ثابت ہوا اور ابھی یہ معمولی اور بے کار سے درخت صرف چھ کاٹے گئے تھے۔ (زرقانی) کہ بنونضیر نے نہایت بُری طرح چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ کیونکہ اُنہوں نے یہ خیال کیا کہ اب مسلمان ہمارے تمام پھلدار اور قیمتی درختوں کو کاٹ کر ڈال دیں گے۔ حالانکہ واقعہ یہ نہ تھا نہ پھلدار درخت کاٹے گئے نہ ایسے درختوں کے کاٹنے کا حکم تھا۔ (موطا امام مالک کتاب الجہاد) مگر یہودیوں نے یہی سمجھا۔ اور مجبور ہو کر اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ ایسے غداروں اور فتنہ پردازیوں کی سزا یہ تھی کہ سارے قتل کر ڈالے جاتے مگر حضور علیہ السلام نے ان کی متواتر دغابازیوں وفتنہ پردازیوں اور فساد انگیزیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اور نہایت رحم اور مروت سے کام لیتے ہوئے ان کی اس پیشکش کو منظور کر لیا کہ وہ اپنا مال واسباب لے کر یہاں سے نکل جائیں۔ ان کی جانیں اور ان کے مال بالکل محفوظ ہونگے۔ اور ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔ مگر اس رحم وکرم کے باوجود وہ لوگ اپنی شیطنت اور فتنہ پردازی سے

بنی عوف بن خزرج میں سے بعض منافقین نے جن میں عبداللہ بن ابی بن سلول اور ودیعہ بن مالک بن ابی قوقل اور داعس اور سوید وغیرہ لوگ تھے۔انہوں نے بنی نضیر کو کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم مسلمانوں سے جنگ کرو گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک ہوں گے اور اگر تم یہاں سے اپنا گھر بار چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں گے۔ چنانچہ اسی بھروسہ پر بنی نضیر کئی دن قلعہ بند رہے۔آخر جب ان منافقوں نے اُن کی کچھ مدد نہ کی اور وہ لاچار ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری جان بخشی کریں اور یہ اجازت دیں کہ جس قدر مال ہم سے اُونٹوں پر لے جایا جا سکے ہم لے جائیں تو ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو منظور فرمایا اور وہ اپنا کل مال اسباب اونٹوں پر لاد کر لے گئے۔ یہاں تک کہ اپنے مکانوں کے کوار اور چوکھٹ بھی لے گئے اور مکانوں کو اپنے ہاتھ سے توڑ پھوڑ گئے۔بعض لوگ تو ان میں سے ملک شام میں چلے گئے۔اور بعض خیبر میں جا بسے۔جو خیبر میں گئے اُن میں نہایت معزز یہ تین آدمی تھے۔سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق اور حی بن اخطب۔

بنی نضیر اپنے مال اور اولاد اور عورتوں کو لے کر روانہ ہوئے اور ان کی عورتیں گیت گاتی اور دف بجاتی جاتی تھیں۔اور ایک عورت ان میں عروہ بن ورد عبسی کی بیوی ایسی صاحب جمال تھی کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی تھی۔

اور بنی نضیر باقی کل مال اپنا حضورؐ کے واسطے چھوڑ گئے اور یہ مال خاص حضورؐ کا تھا۔ جہاں حضورؐ چاہتے اس کو خرچ کرتے تھے۔اور ان مہاجرین پر حضورؐ نے اس مال کو تقسیم کیا۔جنہوں نے پہلے ہجرت کی تھی۔ انصار کو اس میں سے حضورؐ نے کچھ نہیں دیا سوا ایک سہل بن حنیف اور ابودجانہ کے کہ جب انہوں نے

باز نہیں آئے جس وقت گھروں سے چلنے لگے تو اپنے مکانوں کو اپنے ہاتھوں سے ڈھا کر زمین کے برابر کر دیا۔اور ان کے کواڑ کھڑکیاں اور روشندان وغیرہ اونٹوں پر لاد کر ساتھ لے گئے۔مسلمان یہ سب کچھ دیکھتے رہے اور خاموش رہے ایک لفظ بھی انہوں نے اس کے متعلق ان سے نہیں کہا۔تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ بنو نضیر اپنے گھروں سے اس شان کے ساتھ نکلے کہ ہرگز بھی خیال نہیں ہوتا تھا کہ یہ جلاوطن ہیں۔بلکہ جو ناواقف ان کو دیکھتا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ کوئی عظیم الشان برات بڑی شان وشوکت کے ساتھ گاتی بجاتی اور رنگ رلیاں مناتی جا رہی ہے۔ بے انتہا مال واسباب اپنے ہمراہ لے جانے کے بعد بھی کچھ مال ایسا بچ رہا جو بنی نضیر اپنے ساتھ نہ لے جا سکے اور چھوڑ گئے اس مال کو حضور علیہ السلام نے ان غریب مہاجرین میں تقسیم فرما دیا۔جن کی کفالت انصار کر رہے تھے اس طرح انصار کا بار بھی ہلکا ہو گیا اور غریب مہاجرین کو بھی کچھ مالی امداد مل گئی۔(محمد اسماعیل پانی پتی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تنگدستی بیان کی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھی مرحمت کیا۔

بنی نضیر میں سے صرف دو آدمیوں نے اسلام قبول کیا ایک یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن حجاش نے اور دوسرے ابوسعد بن دہب نے اور حضورؐ نے ان کا مال واسباب اُن ہی کے قبضہ میں رکھا۔

یامین کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ حضورؐ نے یامین سے کہا کہ تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے بھائی عمرو بن حجاش نے میرے ساتھ کیا ارادہ کیا تھا جس پر یامین نے ایک شخص کو کچھ دے کر عمرو بن حجاش کو قتل کرا دیا۔

بنی نضیر کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی ہے اور اس میں حضورؐ کو اُن پر مسلط کرنے اور پھر حضور کے ان کے مالوں کو تقسیم کرنے کا بیان فرمایا (اس کے بعد ابن ہشام نے بنی نضیر کے متعلق تمام قرآنی آیات کو جنہیں ہم اختصار کے خیال سے چھوڑتے ہیں۔) بیان کی ہیں۔

غزوہ ذات الرّقاع

حضور بنی نضیر کے غزوہ سے فارغ ہو کر ربیع الآخر اور کچھ مہینہ جمادی الاوّل کا مدینہ میں رہے اور پھر آپ نے نجد کی طرف بنی محارب اور بنی تعلبہ پر جہاد کا ارادہ کیا یہ دونوں قبیلے غطفان سے تھے آپ نے مدینہ میں ابوذر غفاری کو حاکم مقرر کیا۔ اس غزوہ کا نام ذات الرقاع اس وجہ سے ہوا کہ اس جنگ میں کفار نے اپنے جھنڈوں پر کچھ لکھا تھا اور بعض کہتے ہیں اس جگہ ذات الرقاع نام ایک درخت تھا۔

جب حضور مقام ذات الرقاع میں آن کر فروکش ہوئے تو قبیلہ غطفان کے لوگ لشکر کثیر لے کر حضور کے مقابل آئے اور ہر ایک لشکر دوسرے سے خوف زدہ ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھائی پھر لشکر کو لے کر واپس ہوئے اور یہ نماز اس صورت سے ہوئی کہ نصف آدمی حضور کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے اور نصف دشمن کے مقابل صف بستہ کھڑے رہے جب حضور ایک رکعت پڑھ چکے یہ لوگ جو حضورؐ کے ساتھ تھے دشمن کے مقابل چلے گئے اور ان لوگوں نے جو حضور کے ساتھ پہلی رکعت پڑھ چکے تھے واپس آ کر اپنی دوسری رکعت پوری کر لی یعنی دونوں حصوں نے لشکر کے ایک ایک رکعت حضورؐ کے ساتھ پڑھی اور ایک ایک رکعت علیحدہ پڑھی تفصیل اس کی کتب فقہ میں موجود ہے۔

بنی محارب میں سے ایک شخص غورث نام نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر تم کہو تو میں محمدؐ کو قتل کر آؤں قوم نے کہا اس سے بہتر کیا ہے مگر تُو یہ کام کیونکر کر سکے گا۔ اس نے کہا دیکھو میں جاتا ہوں اور پھر وہ حضورؐ کی

---

[1] بعض لوگوں نے حضرت عثمان کا نام لکھا ہے۔

خدمت میں آیا۔ حضورؐ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے اور تلوار آپ کے آگے رکھی ہوئی تھی۔ غورث نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرا آپ کی تلوار دیکھ لوں آپ نے فرمایا دیکھ لے۔ حضورؐ کی تلوار پر چاندی کا کام ہو رہا تھا۔ غورث نے اس کو اٹھا لیا اور میان سے نکال کر ہلانے لگا اور کہا اے محمدؐ تم مجھ سے ڈرتے نہیں ہو میرے ہاتھ میں شمشیر برہنہ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میرا خدا میرا محافظ ہے میں تجھ سے ذرا بھی نہیں ڈرتا۔ حضورؐ کے اس نعرے سے متاثر ہو کر غورث نے تلوار کو میان میں کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے رکھ دی۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں حضور کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں گیا تھا۔ جب وہاں سے حضور واپس ہوئے تو میری سواری کا اونٹ بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا۔ اس وجہ سے میں لشکر سے پیچھے رہ جاتا تھا۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا اے جابر کیا بات ہے جو تو پیچھے رہ جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اونٹ نہیں چلتا۔ حضورؐ نے فرمایا اس کو بٹھا۔ میں نے اونٹ کو بٹھایا۔ حضورؐ نے فرمایا ایک کڑی مجھ کو دے یا کسی درخت میں سے توڑ لا۔ میں نے ایک لکڑی لا کر حضورؐ کو دی حضور نے مجھ سے فرمایا تو اونٹ پر سوار ہو جا میں سوار ہو گیا۔ اور پھر حضورؐ نے وہ لکڑی تین چار دفعہ اس اُونٹ کو ماری۔ پھر تو وہ اونٹ سانڈنیوں سے آگے جاتا تھا۔ اور میں حضور سے باتیں کرتا ہوا روانہ ہوا حضورؐ نے مجھ سے فرمایا اے جابر یہ اُونٹ ہمارے ہاتھ فروخت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ حضورؐ کی نذر کرتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا یوں نہیں فروخت کرو۔ میں نے عرض کیا تو حضور قیمت بیان فرمائیں کہ کیا دیں گے۔ فرمایا میں ایک درم کر لیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو بہت تھوڑی قیمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا دو درم لے لو میں نے عرض کیا یہ بھی کم ہے یہاں تک کہ حضور بڑھاتے بڑھاتے ایک اوقیہ پر پہنچے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک اوقیہ پر حضور راضی ہیں۔ فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ میں نے عرض کیا بس تو یہ اُونٹ آپ کا ہو چکا۔ حضور نے فرمایا ہاں میں نے لے لیا۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اے جابر تم نے شادی کی ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا دوشیزہ سے یا بیوہ سے۔ میں نے عرض کیا بیوہ سے۔ فرمایا دوشیزہ سے شادی کیوں نہیں کی۔ وہ تم سے خوش ہوتی اور تم اس سے خوش ہوتے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہو گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا کہ ایسی لڑکی سے شادی کروں جو اُن کی نگہداشت کر سکے۔ حضور نے فرمایا تم نے اچھا کیا۔ انشاء اللہ برکت ہو گی۔ اور اے جابر اگر ہم کسی ٹیلہ پر پہنچے تو اُونٹوں کے ذبح کئے جانے کا حکم دیں گے۔ اور آج کا دن وہیں گزاریں گے۔ اے جابر تمہاری بیوی اپنے نمارق کو صاف کرے گی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پاس نمارق کہاں ہیں۔ فرمایا

عنقریب ہوں گے اور تم کو اس وقت بہت مضبوطی سے عمل کرنا چاہیئے جابر کہتے ہیں جب ہم ٹیلہ کے پاس پہنچے حضور نے حکم دیا اُونٹ ذبح ہوئے اور دن بھر ہم سب وہیں رہے پھر شام کو حضور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ ہم اپنے گھر گئے۔ جابر کہتے ہیں صبح کو وہ اونٹ لے کر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اونٹ کو مسجد کے دروازہ پر باندھ کر آپ اندر حضورؐ کے پاس گیا اور بیٹھ گیا۔ حضورؐ مسجد کے باہر تشریف لائے اور دریافت کیا یہ اُونٹ کیسا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضورؐ یہ اُونٹ جابر لائے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا جابر کہاں ہیں۔ مَیں بلایا گیا۔ حضورؐ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے اونٹ کو لے جاؤ۔ یہ تمہارا ہی ہے اور پھر بلال کو حکم دیا کہ جابر کو لے جا کر ایک اوقیہ دے دو۔ چنانچہ بلال نے مجھ کو ایک اوقیہ سے کچھ زیادہ دیا۔ جابر کہتے ہیں پس وہ مال میرے پاس روز بروز بڑھتا رہا یہاں تک کہ حرہ کی جنگ ہوئی۔

جابر کہتے ہیں جب ہم غزوہ ذات الرقاع سے واپس ہوئے تو ایک مسلمان نے کسی مشرک کی عورت کو مار ڈالا۔ اس وقت اس کا خاوند موجود نہ تھا۔ جب اس کو خبر ہوئی تو اُس نے قسم کھائی کہ جب تک میں اصحاب محمدؐ کا خون بہا نہ لُوں گا واپس نہ ہونگا۔ پھر یہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے پیچھے روانہ ہوا۔ حضور منزل پر پہنچ کر فروکش ہوئے اور فرمایا کون آج کی رات ہماری پاسبانی کرے گا۔ عمار بن یاسر اور عباد بن بشر نے کہا یا رسول اللہ ہم حفاظت اور پاسبانی کریں گے۔ اُن میں ایک مہاجر اور ایک انصاری تھے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا تم میدان کے سرے پر جا کر رات کو رہو۔ چنانچہ یہ دونوں اُس جگہ چلے گئے اور انصاری نے مہاجر سے کہا کہ تم اوّل شب جاگو گے یا آخر شب۔ مہاجر نے کہا میں آخر رات جاگوں گا۔ تم اوّل رات جاگ لو۔ پس مہاجر سو رہے اور انصاری نے نماز پڑھنی شروع کی۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے انصاری کو کھڑے ہوئے دیکھ کر سمجھا کہ یہ لشکر کا پاسبان ہے۔ پس انصاری کے ایک تیر مارا انصاری نے تیر کو اپنے بدن سے نکال کر پھینک دیا اور نماز کو موقوف نہ کیا۔ اس شخص نے ایک تیر اور مارا انصاری نے جب بھی نماز موقوف نہ کی۔ اس نے تیسرا تیر مارا تب انصاری نے رکوع وسجدہ سے فارغ ہو کر سلام پھیرا اور اپنے ساتھی مہاجر کو جگایا۔ جب اُس شخص نے ان دونوں کو دیکھا تو بھاگ گیا۔ اور مہاجر نے انصاری کے بدن پر خون دیکھ کر کہا کہ تم نے مجھ کو پہلے سے کیوں نہ جگایا۔ انصاری نے کہا میں اس وقت ایسی سورت نماز میں پڑھ رہا تھا۔ جس کا موقوف کرنا میں نے پسند نہ کیا۔

غزوہ ذات الرقاع کے بعد حضورؐ مدینہ میں جمادی الاوّل کا باقی مہینہ اور جمادی الآخر اور رجب کے آخر تک رہے پھر سنہ 4 ھجری میں شعبان کے اندر آپ نے موافق وعدہ ابوسفیان کے بدر کا ارادہ کیا۔

غزوہ بدر الاخریٰ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کا لشکر لے کر بدر میں جا پہنچے اور مدینہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول انصاری کو حاکم مقرر کیا۔ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ روز ابوسفیان کا انتظار کیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جب مقام ظہران یا (عطفان) میں پہنچا۔ تو اُس کی رائے واپس مکہ چلے جانے کی ہوئی اور اس نے قریش سے کہا کہ اے قریش تمہارے سفر کے واسطے ایسا موسم ہونا چاہیئے جس میں تم اپنے جانوروں کو چرا بھی سکو اور ان کا دودھ بھی خوب پی سکو۔ اور یہ موسم خشکی کا ہے۔ اس واسطے میری رائے یہ ہے کہ تم واپس مکہ کو چلو۔ چنانچہ تم اہلِ مکہ واپس ہو گئے۔ اور اس لشکر کا نام اہل مکہ نے جیش سویق رکھا تھا۔ کیونکہ انہوں نے اس سفر میں ستو بہت پیئے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر میں ٹھہرے ہوئے ابوسفیان کا انتظار کر رہے تھے کہ مخشی بن عمر وضمری کا حضورؐ کے پاس گذر ہوا اور یہ وہ شخص ہے جس سے غزوہ دوان میں حضورؐ نے بنی ضمرہ کی بابت عہد لیا تھا۔ اور اس نے کہا اے محمدؐ کیا تم اس چشمہ پر قریش سے جنگ کرنے آئے ہو حضور نے فرمایا ہاں اے ضمری اگر تیرا جی چاہتا ہے تو ہم تیری صلح تجھ کو واپس کر کے تجھ سے جنگ کرنے کو موجود ہیں یہاں تک کہ جیسا کچھ خدا کو منظور ہوگا وہ ہمارے تمہارے درمیان میں فیصلہ کر دے گا۔ مخشی نے کہا اے محمدؐ قسم ہے خدا کی ہم کو تم سے جنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر حضور ابوسفیان کا انتظار کر کے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

غزوہ دومۃ الجندل

بدر سے واپس آن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کئی مہینے تک مدینہ میں رہے اور ربیع الاوّل سنہ 5 ھ میں آپ غزوہ دومۃ الجندل کی طرف متوجہ ہوئے اور مدینہ میں سباع بن عرخطہ غفاری کو آپ نے حاکم مقرر کیا۔ اور پھر بغیر کسی جنگ کے آپ مدینہ میں واپس چلے آئے اور باقی تمام سال مدینہ ہی میں رہے۔

غزوہ خندق

روسائے یہود کا مکہ جا کر قریش کو جنگ پر آمادہ کرنا

غزوہ خندق شوال سنہ 5 ھ میں واقع ہوا اور ابتداء اس کی اس طرح ہوئی کہ یہودیوں کا ایک گروہ جس میں سلام بن ابی الحقیق النضری اور حی بن اخطب نضری اور کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق نضری اور ہوذہ بن قیس وائلی اوا ابوعمار وائلی وغیرہ لوگ بنی نضیر اور بنی وائل میں سے تھے۔ مکہ میں قریش کے پاس پہنچے اور ان کو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ پر آمادہ کیا اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں تم محمدؐ سے جنگ کرو ہم ان کی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر پھینک دیں گے۔

یہود کا بُت پرستی کی تعریف کرنا

قریش نے ان سے کہا اے گروہِ یہود تم قدیم اہلِ کتاب ہو۔ اور تمہارے پاس علم ہے تم یہ بتاؤ کہ ہمارا مذہب درست اور صحیح ہے یا محمدؐ کا۔ یہودیوں نے کہا تمہارا مذہب بہت سچا ہے اور تم بہ نسبت محمدؐ کے حق پر ہو۔ اس بات کو سُن کر قریش بہت خوش ہوئے اور فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔

یہود کا غطفان کو جنگ پر اُبھارنا

یہ یہودی مکہ سے ہو کر قبائل غطفان کے پاس پہنچے اور ان کو بھی حضور سے جنگ پر آمادہ کیا اور قریش کے تیار ہونے کی خبر بھی دی۔ غطفان کے لوگ بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔

اس جنگ میں شامل ہونے والے قبائل کے سردار

اس لشکر میں قریش کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور غطفان میں بنی فزارہ کا سردار عفیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر تھا۔ اور بنی مُرّہ کا سردار حرث بن عوف بن ابی حارثہ مری تھا اور بنی اشجع کا سردار مسعر بن رخیلہ بن نویرہ بن طریف بن سحمہ بن عبداللہ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان تھا۔

حضورؐ کا مدینہ کے گرد خندق کُھدوانا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سُنی تب آپ نے مدینہ کے گرد خندق بنانے کا حکم دیا اور مسلمانوں کو رغبت دلانے کی خاطر حضورؐ خود بھی اس کے کھودنے میں مصروف ہوئے اور مسلمان نہایت مستعدی سے اس کام کو کرتے تھے اور منافقوں کا یہ قاعدہ تھا کہ حضور کی غفلت میں اپنے گھروں کو بغیر اجازت کے بھاگ آتے تھے اور مسلمانوں کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی کو سخت ضرورت ہوتی جس کے بغیر اس کو چارہ نہ ہوتا۔ تب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے کام کو جاتا۔

خندق کی کھدائی میں معجزات کا ظہور

خندق کے کھودنے میں حضورؐ سے متعدد معجزے ظہور میں آئے جن کے دیکھنے سے مومنین کا ایمان و عرفان تازہ ہوا اور ان کے اخلاص و یقین میں ترقی ہوئی۔

چٹان کا نرم ہو جانا

چنانچہ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ خندق کے کھودنے میں ایک جگہ نہایت سخت زمین نکلی۔ حضور سے اس کا ذکر کیا گیا کہ یا رسول اللہ اس میں کدال کارگر نہیں ہوتا۔ اس کو کیونکر کھودیں۔ حضور نے فرمایا تھوڑا پانی لاؤ۔ پانی حاضر کیا گیا۔ حضور نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور پھر اُس پانی کو اس سخت جگہ چھڑک دیا۔ پس وہ لوگ بیان کرتے ہیں جو اُس جگہ موجود تھے کہ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے حق کے ساتھ حضورؐ کو مبعوث کیا کہ پانی کے ڈالتے ہی وہ زمین ایسی نرم ہوگئی جیسے ریت اور بہت جلد اس کو اُٹھا کر پھینک دیا۔

تھوڑی سے کھجوروں سے لشکر کا پیٹ بھر جانا

نعمان بن بشیر کی بہن کہتی ہیں میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے میرے کپڑے میں تھوڑی سی کھجوریں باندھ کر کہا کہ بیٹی یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ۔ اور کہنا کہ یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے۔ یہ لڑکی کہتی ہے میں ان کھجوروں کو لے کر چلی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری اور اپنے باپ اور ماموں کو میں ڈھونڈ رہی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکی یہ تیرے پاس کیا چیز ہے میں نے عرض کیا یا رسول یہ کھجوریں میری ماں نے میرے باپ بشر بن سعد اور ماموں عبداللہ بن رواحہ کے واسطے بھیجی ہیں حضور نے فرمایا لا مجھ کو دے میں نے وہ کھجوریں حضورؐ کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں حضورؐ نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا اور پھر اُن کے اوپر کپڑا اڈھک دیا اور ایک شخص سے فرمایا کہ لوگوں کو کھانے کے واسطے بلا لو۔ چنانچہ تمام خندق کے کھودنے والے جمع ہوگئے اور ان کجھوروں کو کھانے لگے اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب لوگ کھا چکے ہیں تو کھجوریں کپڑے کے کنارہ سے نیچے گر رہی تھیں۔

تھوڑا کھانا تمام لشکر کو کافی ہوا

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم حضورؐ کے ساتھ خندق کھودنے میں مصروف تھے اور میرے پاس ایک چھوٹی سی بکری تھی۔ میں نے خیال کیا کہ اگر اس بکری کو ذبح کر کے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کروں تو بہتر ہے اور پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ گھر میں جس قدر جَو ہوں اُن کو پیس لو اور بکری کا گوشت پکا لو۔ میں حضور کی دعوت کروں گا۔ جب شام ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع تمام لوگوں کے گھروں کی طرف واپس ہوئے کیونکہ یہی قاعدہ تھا کہ دن بھر خندق کھودتے تھے اور شام کو چلے آتے تھے۔ میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ایک بکری ذبح کر کے پکائی ہے اور حضور کی دعوت کرتا

ہوں حضورؐ میرے گھر تشریف لے چلیں۔ جابر کہتے ہیں مَیں یہ چاہتا تھا کہ حضور تنہا میرے ساتھ تشریف لے آئینگے مگر حضورؐ نے میری یہ بات سنتے ہی ایک شخص کو حکم دیا کہ پکار کر آواز دے دو کہ سب لوگ جابر کے مکان پر چلیں کیونکہ جابر نے دعوت کی ہے۔ جابر کہتے ہیں مَیں نے اس بات کو سُن کر کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ پھر حضور مع لوگوں کے میرے گھر میں تشریف لائے ہم نے کھانا نکال کر آپ کے سامنے رکھا۔ آپ نے نوش فرمایا اور پھر آپ کے بعد سب لوگوں نے نوش کیا کھاتے جاتے تھے اور چلتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام اہل خندق کھانا کھا کر فارغ ہو گئے۔[1]

ایک عظیم الشان پیشگوئی جو اپنے وقت پوری ہوئی

سلمان فارسیؓ کہتے ہیں میں خندق کے کھودنے میں مصروف تھا کہ ایک بڑا سخت پتھر نکل آیا۔ ہر چند میں نے اس کے کاٹنے کی کوشش کی۔ مگر اس کو جنبش تک نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس تکلیف کو دیکھ کر کدال میرے ہاتھ سے لے لی اور اس پتھر پر لگائی میں نے دیکھا کہ اس کدال میں سے ایک چمک نکلی۔ پھر حضور نے دوسری مرتبہ کدال ماری جب بھی وہ چمک پیدا ہوئی۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضورؐ پر قربان ہوں یہ چمک کیسی دکھائی دیتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کیا تم نے بھی دیکھی ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا پہلی مرتبہ جو چمک ظاہر ہوئی۔ خداوند تعالیٰ نے یمن کو میرے لئے فتح کیا اور دوسری مرتبہ ملک شام اور مغرب کو فتح کیا اور تیسری بات مشرق کو فتح کیا۔

جب یہ ممالک حضرت عمر اور عثمان کے زمانے میں فتح ہوئے تو حضرت ابو ہریرہ مجاہدین سے کہا کرتے تھے کہ جہاںتک تمہارا جی چاہے ملکوں کو فتح کرو۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں ابو ہریرہ کی جان ہے۔ جس قدر ملک قیامت تک تم فتح کرو گے اُن سب کی کنجیاں پہلے ہی خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرما دی ہیں۔

خندق کی تیاری اور لشکر کفار کی آمد

جب حضور خندق کے تیار کرنے سے فارغ ہوئے تو قریش بھی دس ہزار کا لشکر لے کر مقام مجمع الاسبال میں آن پہنچے یہ مقام زمین رومہ میں حرف اور زغابہ کے درمیان واقع ہے۔ اور قریش کے اس لشکر میں بنی

---

[1] اپنی بے نظیر تالیف سیرت خاتم النبیین جلد دوم میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم اے نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد ''معجزہ'' پر ایک بہت ہی لطیف بحث کی ہے جو پڑھنے کی چیز ہے۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب اس بحث کو بہت دلچسپ اور تسلی بخش پائیں گے۔ (محمد اسماعیل)

کنانہ اور اہلِ تہامہ وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ تھے اور قبیلہ غطفان بھی اہلِ نجد کو اپنے ساتھ لے کر اُحد کی ایک جانب مقام ذنب نقمی میں آن اُترے۔

مسلمانوں کی فوج

حضور رسول خدا کے ساتھ تین ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ ان کو لے کر خندق کے اس طرف صف آراء ہوئے اور خندق دونوں لشکروں کے درمیان میں تھی مدینہ میں اس موقعہ پر حضور نے ابن مکتوم کو حاکم مقرر کیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مسلمانوں کے بچے اور عورتیں گھاٹیوں پر محفوظ مقامات میں پہنچا دی جائیں۔

اس موقع پر یہودیوں کی سازش اور غداری

اس دوران میں دشمن خدا حسی بن احطب النضر ی بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کے پاس پہنچا۔ کعب نے حضور سے عہد و پیمان کیا تھا۔ حی بن اخطب جو اس کے پاس آیا تو اس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور اس کو اپنے پاس نہ آنے دیا۔ حی بن اخطب نے کہا کہ اے کعب مجھ کو تجھ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے تو دروازہ کھول دے کعب نے کہا تو ایک منحوس شخص ہے تجھ کو میں اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا اور دوسرے میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد ہو چکا ہے۔ اور میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو باوفا اور عہد کا پورا پورا پایا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ ان سے عہد شکستہ کروں حی بن اخطب نے کہا تجھ کو خرابی ہو ذرا دروازہ تو کھول۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولونگا۔ غرض کہ جب حی بن اخطب نے بہت اصرار کیا تب کعب نے دروازہ کھول کر اس کو بلایا۔ اس نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی لے کر آیا ہوں تمام قریش مع اپنے سرداروں اور رئیسوں کے میرے ساتھ ہیں اور تمام غطفان کے قبائل ہماری امداد کو آئے ہیں۔ چنانچہ یہ سب اُحد کے پاس ذنب نقمی میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے عہد اور اقرار کر لیا ہم بغیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا استیصال کئے واپس نہ ہونگے۔ کعب نے جواب دیا کہ اے حی بن اخطب تو دنیا بھر کی ذلت وخواری کو لے کر میرے پاس آیا ہے۔ اے حی بن اخطب تجھ کو خرابی ہو مجھے میری حالت پر چھوڑ دے کیونکہ میں نے محمد کو نہایت باوفا اور عہد کا پورا اور سچا پایا ہے۔

الغرض حی بن اخطب کعب کو بہکاتا رہا یہاں تک کہ اس بات پر اس کو راضی کر لیا کہ اگر قریش اور غطفان کے لوگ محمدؐ سے مغلوب ہو کر بھاگے تو تمہارے قلعہ میں آکر پناہ گزیں ہو جائیں گے کعب نے اس بات کو منظور کر کے حی بن اخطب سے اس بات پر عہد کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو توڑ ڈالا۔

جب یہ خبر مسلمانوں کو پہنچی کہ کعب نے رسولِ خدا کا عہد شکستہ کر کے حی بن اخطب سے نیا عہد باندھا ہے۔ تب حضور نے سعد بن نعمان کو جو اوس کے سردار تھے اور سعد بن عبادہ کو جو بنی ساعدہ بن کعب بن خزرج میں سے خزرج کے سردار تھے۔ اور عبداللہ بن رواحہ اور اخواف بن جبیر کو کعب کے پاس بنی قریظہ میں بھیجا تا کہ یہ لوگ معلوم کریں کہ یہ خبر کہاں تک سچ ہے۔ ان لوگوں سے حضور نے فرمادیا اگر یہ خبر سچ ہو تو تب تم اس کو اشارہ کے ساتھ مجھ سے بیان کرنا اور اگر جھوٹ ہو تب اس کا اعلان کر دینا۔ جب یہ لوگ کعب کے پاس پہنچے اور اس کی حالت اس سے بھی بدتر پائی جو سُنی تھی اور دیکھا کہ واقعی اس نے حضور کا عہد توڑ دیا تب انہوں نے کہا کہ تو نے رسولِ خدا کا عہد کس سبب سے توڑا کعب نے کہا میں نہیں جانتا رسولِ خدا کون ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا کوئی عہد و پیمان نہیں تھا۔ اور سعد بن عبادہ سے بنی قریظہ بدکلامی کرنے لگے سعد نے کہا تم سے بدکلامی کرنے کی ہم کو کچھ ضرورت نہیں ہے۔ پھر سعد اور ان کے ساتھیوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اس واقعہ کو عرض کیا۔ حضور نے فرمایا اے مسلمانو! تمہارے خدا میں عجیب طاقتیں ہیں اور وہ اپنی طاقت کا کرشمہ ضرور دکھائے گا۔

مسلمانوں کی نازک حالت

اس وقت مسلمان نہایت نازک حالت میں تھے چاروں طرف سے مشرکوں اور کافروں نے ان کو گھیر رکھا تھا اور منافقین اپنا نفاق طرح طرح سے ظاہر کر رہے تھے۔ چنانچہ معتب بن قشیر نے جو بنی عمرو بن عوف سے تھا کہا کہ ''محمدؐ ہم سے کہتے ہیں کہ تم قیصر اور کسریٰ کے خزانوں کے مالک بنو گے مگر اس کے برعکس ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی ہم میں سے اطمینان کے ساتھ پاخانہ کے واسطے بھی نہیں جا سکتا۔''[1] (بعض اہل علم کا بیان ہے کہ معتب منافقین میں سے نہیں تھا کیونکہ یہ بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا۔) اور اوس بن قیضی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو گھر جانے کی اجازت دیجئے کیونکہ ہمارے گھر خالی ہیں اور مدینہ شہر سے باہر ہیں۔ غرضیکہ منافقین اسی قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ کہتا تھا۔

مسلمانوں کا محاصرہ

مسلمانوں اور مشرکین اسی صورت سے کچھ اوپر بیس راتیں پڑے رہے سوا تیر اندازی کے کوئی باقاعدہ جنگ نہیں ہوئی مسلمان اس حالت میں بہت تنگ ہوئے۔ کیونکہ مشرکوں نے چاروں طرف سے محاصرہ کر

---

[1] اس زمانہ میں گھروں میں پاخانے نہیں ہوا کرتے تھے۔ لوگ شہر سے باہر ویرانوں اور کھیتوں میں رفع حاجت کے لئے جایا کرتے تھے۔ اسمٰعیل

رکھا تھا۔

صُلح کے لئے بنی غطفان سے بات چیت اور انصار کا انکار کرنا

آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حُصن بن حذیفہ بن بدر اور حرث بن عوف بن ابی حارثہ کی طرف کہ یہ دونوں قبیلہ غطفان کے سرادر تھے پیغام بھیجا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور ایک تہائی مدینہ کی پیداوار کی لے لو یہ دونوں اس بات پر راضی ہو گئے اور ایک عہد نامہ لکھا گیا ابھی مکمل نہ ہوا تھا کہ حضور نے اوس اور خزرج کے سردار سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے اس کے متعلق مشورہ کیا۔ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا اِس بات کا خدا نے حضورؐ کو حکم دیا ہے یا حضور اپنی رائے سے ایسا کرنا چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا نے مجھ کو حکم نہیں دیا مگر میں خود تم لوگوں کی تنگی اور شدت کو دیکھ کر یہ بات کرنی چاہتا ہوں کیونکہ تمام عرب تمہارے دشمن ہو گئے ہیں اس تدبیر سے تمہارے دشمنوں کی تعداد کم ہو جائے گی۔ سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے ہم اور یہ لوگ ایک حالت پر تھے یعنی سب مشرک تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اور خدا کو نہ پہچانتے تھے اور اس وقت یہ لوگ ہماری ایک کھجور بھی سوا مہمانی یا خرید کے نہ کھا سکتے تھے۔ اب جو خدا نے ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت ہدایت کی اور ہم نے اسلام قبول کیا اور خدا نے آپ کے ساتھ ہم کو عزت دی ہم ان سے دب کر کس طرح اپنا مال ان کو دے دیں قسم ہے خدا کی ہم کو اس بات کی کچھ ضرورت نہیں ہے ہم بجز تلوار کے اور کچھ ان کو نہ دیں گے۔ خدا جب چاہے گا ہمارے اور ان کے درمیان میں فیصلہ کر دے گا۔ حضور نے فرمایا اچھا تم کو اختیار ہے پھر سعد نے اس کاغذ کو پھاڑ ڈالا اور کہا جو کچھ ان سے ہو سکے وہ ہمارا کر لیں۔

خندق کو دیکھ کر قریش کا تعجب

جب بہت دن اس حالت میں گذر گئے کہ مشرکین چاروں طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور بجز تیر اندازی کے جنگ نہ ہوتی تھی تو آخر قریش میں سے چند سوار جنگ کے واسطے تیار ہوئے۔ ان سواروں میں قریش کے مشہور لوگ یہ تھے عمرو بن عبدود بن ابی قیس بن عامر بن لوئی میں سے اور عکرمہ بن ابی جہل اور جبیرہ بن ابی وہب فخر ومی اور ضرور بن خطاب بن مرداس شاعر بنی مہارب بن فہر میں سے یہ لوگ تیار ہو کر بنی کنانہ کے پاس آئے اور کہنے لگے اے بنی کنانہ جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ آج تم کو معلوم ہوگا کہ کون شہ سوار اور مردِ میدان ہے اور پھر یہ قریش کے سوار مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے جب خندق پر پہنچے تو اس کو دیکھ کر حیران ہوئے اور ایک نے دوسرے سے کہا یہ ہم نے نیا مکر دیکھا ہے ایسا مکر عرب میں کوئی

نہیں جانتا۔

خندق کی ترکیب سلمان فارسی نے حضورؐ کو بتائی تھی اور خندق کے کھودنے میں انصار کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین کہتے تھے ہم میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ قصہ سنایا تو فرمایا **سلمان منا اهل البيت** یعنی سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔[1]

قریش کا خندق پار کرنا اوران کے مشہور بہادر کا حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارا جانا

قریش کے یہ سوار خندق کے کنارے کنارے پھرتے ہوئے ایک جگہ آئے جہاں خندق زیادہ چوڑی نہ تھی اس جگہ خندق سے انہوں نے پار ہونا چاہا۔ حضرت علی بن ابی طالب چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر ان قریشیوں کے مقابلہ کو نکلے۔ قریشیوں میں ایک شخص عمرو بن عبدود نام کا تھا۔ بدر کی جنگ میں یہ شخص بہت زخمی ہو گیا تھا اور اُحد میں مشرکوں کے ساتھ نہ آیا تھا اب آیا ہے اور مسلمانوں سے اس نے کہا کہ میرے مقابل کون آتا ہے۔ حضرت علی اس کے مقابل گئے اور اس سے کہا اے عمرو کیا تو نے خدا سے عہد نہیں کیا تھا کہ جو شخص قریش میں سے تجھ کو دو باتوں میں سے ایک اچھی بات کی طرف بلائے گا تو اس بات کو قبول کرے گا۔ عمرو نے کہا ہاں میں نے عہد کیا تھا۔ حضرت علی نے فرمایا پس میں تجھ کو خدا اور رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا مجھ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی نے فرمایا پھر میرے مقابل آئیں تم کو جنگ کی طرف بلاتا ہوں۔ عمرو نے کہا اے میرے بھتیجے میں تجھ کو قتل نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں اس جواب سے عمرو بہت خفا ہوا اور اپنے گھوڑے سے اُتر کر کی کونچیں کاٹ کر اسے ہلاک کیا۔ پھر حضرت علی پر تلوار ماری۔ حضرت علی نے اس کا وار رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ صاف دو ٹکڑے کر دیا۔ اور باقی قریشیوں کو بھی مارتے مارتے خندق سے باہر نکال کر بھگا دیا۔ اور عکرمہ بن ابی جہل ایسا بدحواس ہو کر بھاگا کہ اپنا نیزہ بھی پھینک گیا۔

جنگ خندق میں مسلمانوں کا شعار

خندق کی جنگ میں مسلمانوں کی نشانی جس کو شعار کہتے ہیں یہ تھی کہ ہر ایک مسلمان **حم لا ينصرون**

---

[1] ایک فارسی غلام کے متعلق خیر الرسل فضل البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد اس حقیقت کو روز روشن کی طرح ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں اسود احمر اور عربی و عجمی کا کوئی فرق اور امتیاز نہ تھا۔ صرف تقویٰ اور خلوص وجہ امتیاز تھا۔ ...... بنی ہاشم میں سے ہونے کے باوجود بڑی لعنت کا مورد ہوئی اور حضرت سلیمان ایک فارسی غلام ہونے کے باوجود اہل بیت میں شمار ہوئے۔ (محمد اسمٰعیل)

کہتا تھا تا کہ اپنا اور بیگانہ معلوم ہو جائے۔

حضرت عائشہ بنی حارثہ کے قلعہ میں

اس جنگ میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنی حارثہ کے قلعہ میں تشریف لے گئیں تھیں۔ جو تمام مدینہ کے قلعوں میں سب سے زیادہ مضبوط اور مستحکم تھا اور سعد بن معاذ کی والدہ بھی آپ کے ساتھ اسی قلعہ میں تھیں اور اس وقت تک عورتوں کے واسطے پردہ کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔

حضرت سعد بن معاذ کا زخمی ہو کر انتقال فرمانا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہمارے قلعے کے نیچے سے سعد بن معاذ گذرے اور میں نے ان کو زرہ کو دیکھا کہ بہت بوسیدہ اور پھٹی ہوئی ہے اور اس میں سے سعد کی کلائیاں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے سعد کی ماں سے کہا کہ سعد کی زرہ درست ہوتی تو بہتر تھا اور میں نے یہ اس خیال سے کہا کہ کہیں سعد کے تیر نہ لگ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سعد کی اکحل رگ میں ایک تیر آن لگا اور یہ تیر حبان بن قیس بن عرقہ بن عامر بن لوئی کے ایک شخص نے مارا تھا۔ اور مارتے وقت کہا تھا کہ میرا یہ تیر نوش کر اور میں ابن عرفہ ہوں۔ سعد نے کہا خدا تیرے منہ کو دوزخ میں ڈالے پھر خدا سے دعا کہ کہ اے خدا اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھیو کیونکہ مجھ کو قریش سے زیادہ کسی سے جنگ کرنے کی خواہش نہیں ہے کیونکہ انہوں نے تیرے رسول کو تکلیفیں پہنچائی ہیں اور ان کو ان کے گھر سے نکالا ہے۔ اگر تو نے قریش کی جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے تو مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ کہ میں اپنی آنکھ سے بنی قریظہ کی ہلاکت دیکھ لوں۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ کو ابو اسامہ حشمی بن مخزوم کے حلیف نے تیر مارا تھا اور بعض کہتے ہیں خفاجہ بن عاصم بن حیان نے تیر مارا تھا۔

جنگ میں حضرت صفیہ کی بہادری

اور اس جنگ میں حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حسان بن ثابت کے قلعہ میں تشریف رکھتی تھیں اور حسان بن ثابت بھی اس قلعہ میں عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے واسطے موجود تھے۔ حضرت صفیہ فرماتی ہیں میں نے ایک یہودی کو دیکھا کہ ہمارے قلعہ کے گرد پھر رہا ہے اور میں جانتی تھی کہ بنی قریظہ نے رسولِ خدا کے عہد کو توڑ دیا ہے اور ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ

---

[1] حضرت سعد بن معاذ قبیلہ اوس کے سردار تھے زخمی ہونے کے ایک ماہ بعد انتقال کیا۔ حضور علیہ السلام کو نہایت صدمہ ہوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ سعد کے مرنے سے خدا عرش ہل گیا۔ (محمد اسمٰعیل)

وسلم اس وقت مع مسلمانوں کے دشمنوں کے مقابلہ پر ہیں اگر ادھر سے کوئی دشمن آ گیا تو سخت مشکل ہوگی۔ پس اس خیال سے میں نے حسان سے کہا کہ یہ یہودی ہمارے قلعہ کے گرد پھر کر ضرور موقعہ اور محل دیکھ رہا ہے یہ یہودیوں کا مخبر معلوم ہوتا ہے تم اس کو جا کر قتل کر دو حسان نے کہا اے صفیہ تم جانتی ہو کہ میں تو اس کام کا آدمی نہیں ہوں صفیہ کہتی ہیں جب حسان کا میں نے یہ جواب سنا اور سمجھی کہ ان میں ہمت نہیں ہے تو میں خود ایک لٹھ لے کر قلعہ سے باہر نکلی اور اُس یہودی کو میں نے لٹھ مار مار کر مار ڈالا پھر حسان سے آن کر کہا کہ اے حسان میں اس کو قتل کر آئی ہوں تم جا کر اُس کے کپڑے اور ہتھیار لے آؤ۔ میں چونکہ عورت ہوں اس سبب سے میں نے اس کپڑے نہیں اُتارے۔ حسان نے کہا اے صفیہ مجھ کو اس کے کپڑوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

دشمنوں میں پُھوٹ ڈالنے کے لئے نعیم بن مسعود کی ایک تدبیر

جب مسلمان اس شدت اور تنگی میں تھے کہ چاروں طرف سے دشمنوں نے ان کو گھیر رکھا تھا۔ اس وقت نعیم بن مسعود بن انیف بن ثعلبہ بن قنفذ بن ہلال بن خلاوہ بن اشجع بن ریث بن غطفان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میری قوم کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تم اکیلے آدمی ہو تم سے جو کچھ مسلمانوں کی خیر خواہی ہو سکے کرو۔ اور اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ کے ماتحت کوئی ایسی ترکیب کرو جس سے دشمنوں میں پُھوٹ پڑ جائے نعیم نے عرض کیا بہت بہتر ہے۔ پھر نعیم حضور کے پاس سے بنی قریظہ کے پاس آئے اور پہلے یہ اِن کے بڑے دوست تھے بنی قریظہ سے اُنہوں نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا کیسا دوست ہوں بنی قریظہ نے کہا کہ بیشک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔ نعیم نے کہا قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمدؐ سے عہد شکنی کی ہے یہ اچھا نہیں۔ کیا قریش اور غطفان اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔ پھر تم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم حملہ کریں گے اس وقت تم کیا کرو گے اور تم میں محمدؐ کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس واسطے میں کہتا ہوں کہ تم قریش اور غطفان سے چند آدمی بطور یرغمال اپنے پاس رکھو تا کہ اگر محمدؐ تم پر حملہ کریں تو قریش اور غطفان تمہاری مدد کو آ جائیں بنی قریظہ نے کہا اے نعیم واقعی یہ بہت اچھی رائے تم نے بتلائی ہے ہم ایسا ہی کریں گے اور بغیر اس کے ہرگز قریش کا ساتھ نہ دیں گے۔

---

[1] محققین نے ابن ہشام کی اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ نعیم نے بطور خود بغیر حضور کے علم کے یا آپ کی اجازت کے یہ تدبیر کی تھی۔ دیکھو طبقات ابن سعد جلد دو صفحہ 49۔54 (محمد اسماعیل)

نعیم قریظہ کو یہ سبق پڑھا کر قریش کے پاس آئے اور کہا تم لوگ مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو۔ قریش نے کہا ہم تم کو نہایت سچا اور نیک سمجھتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کی بات کہنے آیا ہوں کیونکہ مجھ کو تم لوگوں سے محبت ہے اسی سبب سے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریظہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے ہیں اور محمدؐ سے انہوں نے کہلا بھیجا ہے کہ ہم لوگ آپ سے بہت شرمندہ ہیں اور اس گناہ کے کفارہ میں ہم چاہتے ہیں کہ چند قریش اور غطفان کے سرداروں کو گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لائیں۔ اور آپ اُن کی گردنیں ماردیں اور محمد نے اِس بات کو منظور کر لیا ہے۔ پس اب قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم سے چند آدمی بطور یرغمال مانگیں اور پھر ان کو محمد کے پاس بھیج دیں اور محمد ان کو قتل کر دیں۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہرگز اپنا ایک آدمی بھی قریظہ کو نہ دینا ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

پھر نعیم قریش کے پاس سے ہو کر غطفان کے پاس آئے اور کہنے لگے اے غطفان تم میری قوم اور قبیلہ ہو اور سب سے زیادہ مجھ کو پیارے ہو مجھ کو یقین ہے کہ تم مجھ کو جھوٹا نہ جانو گے۔ غطفان نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو ہم تم کو سچا ہی جانتے ہیں۔ نعیم نے کہا میں تم سے ایک راز کی بات کہتا ہوں۔ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو اور پھر جو قریش سے کہا تھا وہ غطفان سے بھی کہا۔

سنہ 5 ھ کے ماہ شوال میں ہفتہ کی رات کو ابوسفیان بن حرب اور غطفان کے سرداروں نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور کہا کہ کل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کے واسطے تیار ہو جاؤ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت پریشان ہو گئے ہیں۔ بنی قریظہ نے ان کو یہ جواب دیا تو کل ہفتہ کا روز ہے ہم اس میں نہیں لڑ سکتے اور دوسری بات یہ ہے کہ جب تک تم چند آدمی اپنے ہمارے پاس بطور یرغمال نہ بھیجو گے ہم تمہارے ساتھ ہو کر ہرگز محمدؐ سے جنگ نہ کریں گے کیونکہ ہم کو خوف ہے کہ جب تم یہاں سے چلے جاؤ گے تو محمدؐ ہم کو زندہ نہ چھوڑیں گے اس لئے کہ ہم ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے۔ اگر تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوں گے تو ہم کو یقین ہو گا کہ تم ضروری ہماری مدد کو آجاؤ گے۔

بنی قریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو یقین ہو گیا کہ واقعی نعیم بن مسعود سچ کہتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے بنی قریظہ سے کہا کہ ہم تمہارے اس حیلہ حوالہ کو نہیں سُنتے۔ اگر تم کو ہمارا ساتھ دینا ہے تو ہمارے ساتھ نکل کر جنگ کرو۔ بنی قریظہ نے کہا جب تک تم اپنے آدمی ہمارے پاس نہ بھیجو گے ہم ہرگز محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ نہ کریں گے۔ قریش نے آدمیوں کے دینے سے صاف انکار کر دیا اور خداوند تعالیٰ نے اِن کی آپس میں پھوٹ ڈال دی۔

خدا کی طرف سے قریش پر آندھی کا عذاب

خدا کی طرف سے ان مشرکین پر قہر نازل ہوا کہ اس سردی کے موسم میں ایسی سخت آندھی چلی کہ تمام ہنڈیاں اور برتن مشرکوں کے اُلٹ گئے اور کھانے پینے کا سارا سامان اُن کا خراب ہو گیا اور مارے سردی کے پریشان ہو گئے۔

قریش کی خبر لانے کے لئے حذیفہ بن یمان کو بھیجنا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین کی اس خرابی کی خبر پہنچی۔ آپ نے حذیفہ بن یمان کو ان کی خبر لانے کے واسطے روانہ کیا تا کہ دیکھ آئیں کہ رات کو ان کی کیا حالت گزری۔

اہلِ کوفہ میں سے ایک شخص نے حذیفہ بن یمان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول خدا کو دیکھا ہے۔ اور ان کی صحبت میں رہے ہیں۔ حذیفہ نے کہا ہاں اُس شخص نے کہا پس آپ کس طرح کام کرتے تھے۔ حذیفہ نے کہا ہم بڑی محنت کرتے تھے اس شخص نے کہا اے حذیفہ اگر ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتے تو آپ کو کبھی زمین پر نہ چلنے دیتے اپنی گردنوں پر سوار رکھتے۔ حذیفہ نے کہا اے میرے بھائی کے فرزند میں خندق کی جنگ میں حضورؐ کے ساتھ تھا۔ حضور نے صبح کی نماز کے بعد صحابہ سے فرمایا کہ ایسا کون شخص ہے جو ہم کو مشرکین کی خبر لا دے اور میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ اُس شخص کو جنت میں میرا رفیق کرے۔ حذیفہ کہتے ہیں خوف اور بھوک اور سردی کی شدت سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا تب حضورؐ نے مجھ کو طلب کیا۔ میں کھڑا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے حذیفہ تم جا کر دیکھو کہ مشرک کیا کر رہے ہیں اور کسی سے کچھ نہ کہنا۔ سیدھے ہمارے پاس چلے آنا۔ حذیفہ کہتے ہیں میں جب مشرکوں میں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ آندھی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ کھڑا ہوتا ہے۔

ابوسفیان کا فرار

پھر اسی وقت ابوسفیان کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا اے قریش قسم ہے خدا کی تم ایسی جگہ آن کر ٹھہرے ہو کہ جہاں جوتیاں تک ٹوٹ گئیں اس جنگ میں بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اور ایسی باتیں کیں جو ہم کو بہت ناگوار گزریں اور ہوا نے ہم کو ایسا پریشان کیا ہے کہ کسی طرح کا ہم کو اطمینان نہیں ہے نہ آگ جلتی ہے نہ خیمہ رہتا ہے۔ پس میں تو یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اب تم مکہ واپس چلو۔

اس کے بعد ابوسفیان اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اس کے پیکڑہ بندھا ہوا تھا۔ ابوسفیان بدحواسی میں اونٹ پر سوار ہو کر اس کو مارنے لگا تب ایک اور شخص نے اُس کو پیکڑہ کھول دیا اور ابوسفیان روانہ ہوا۔ حذیفہ

کہتے ہیں اگر حضور مجھ کو منع نہ فرماتے تو ضرور میں ابوسفیان کو ایک تیر مار کر قتل کر دیتا۔

کفار کے لشکر کے متعلق حذیفہ کی رپورٹ خدمت نبوی میں

حذیفہ کہتے ہیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حضور اس وقت ایک چادر اُوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ نے مجھ کو دیکھا تو اپنے پیروں کے پاس بٹھا کر اپنی چادر مجھ پر ڈال دی پھر رکوع اور سجدہ کر کے سلام پھیرا میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔

غطفان کی واپسی اور جنگ کا خاتمہ

قریش کے واپس جانے کی خبر سنتے ہی غطفان بھی واپس اپنے علاقہ کو چلے گئے۔

غزوہ بنی قریظہ

بنی قریظہ کے استیصال کے لئے جبریل کا نزول

سنہ 5 ہجری میں جب کہ مسلمان اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اور مسلمانوں نے اپنے ہتھیار اتار کر رکھے تو ظُہر کے وقت جبرائیل اِستبرق[1] کا سفید عمامہ سر پر باندھے خچر پر سوار حضور کی خدمت میں آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہتھیار رکھ دیئے حضور نے فرمایا ہاں جبرائیل نے کہا۔ فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں رکھے۔ اور نہ ابھی تک قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں۔ اور آپ کو خدا نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لے جایئے اور میں بھی اُن ہی کی طرف جا رہا ہوں۔

حضورؐ کا لوگوں کو تیاری کا حکم دینا

اِس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں میں آواز دو کہ جو شخص سننے اور اطاعت کرنے والا ہے وہ عصر کی نماز بنی قریظہ میں پڑھے اور مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

حضورؐ کا حضرت علی کو اسلامی علم دے کر روانہ کرنا

پھر حضورؐ نے حضرت علی بن ابی طالب کو لشکر کا علم عنایت کر کے آگے روانہ کیا اور بہت سے مسلمان بھی

---

[1] استبرق۔ ریشم کے بنے ہوئے موٹے کپڑے کو کہتے ہیں۔ (اسمٰعیل)

ان کے ساتھ ہو لئے۔

حضرت علی کا حضور کو بنی قریظہ کی طرف جانے سے روکنا

جب حضرت علی بنی قریظہ کے قلعوں کے پاس پہنچے تو حضور کی شان میں اُن کے گستاخانہ کلمات سُن کر حضور کی خدمت میں واپس آئے اور راستہ میں آپ سے ملاقات کی اور عرض کیا حضورؐ اگر آپ بذات خاص اُن خبیثوں کی طرف تشریف نہ لائیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے ان کو میرے تئیں برا بھلا کہتے سُنا ہے۔ علی نے عرض کیا جی ہاں فرمایا اگر وہ مجھ کو دیکھ لیں گے تو پھر کچھ نہ کہیں گے۔

حضور کا بنی قریظہ میں پہنچنا

پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قلعوں کے پاس پہنچے تو فرمایا اے بندروں کے بھائیو تم نے دیکھا کہ خدا نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیسا عذاب تم پر نازل کیا؟ بنی قریظہ نے کہا اے ابوالقاسم تم تو جاہل نہ تھے اب یہ کس قسم کا کلام کرتے ہو۔

جبرائیل کا دحیہ کلبی کی شکل میں بنی قریظہ کی طرف جانا

بنی قریظہ کے پاس پہنچے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کے چند لوگوں کے پاس سے گذر ہوا۔ حضورؐ نے ان سے دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی شخص گذرا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار جس کا زین پوش دیباج کا تھا۔ یہاں سے گذرے ہیں۔ حضور نے فرمایا وہ جبرائیل تھے۔ خداوند نے ان کو اس واسطے بھیجا تا کہ بنی قریظہ کے قلعوں کی بنیادیں متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں پر خوف اور رعب طاری کریں۔

الغرض جب حضور بنی قریظہ کے پاس پہنچے ان کے ایک کنوئیں پر جس کو بیرانا کہتے تھے آپ نے قیام کیا اور مسلمان آپ کی خدمت میں آن کر جمع ہونے شروع ہوئے یہاں تک بعض لوگ عشاء کے بعد تک آئے اور عصر کی نماز ان لوگوں نے نہ پڑھی تھی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ سب بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر پڑھیں۔ پس یہ لوگ سامان جنگ کی تیاری کرنے میں مصروف ہو گئے اور حضور کے پاس آنے شروع ہوئے اور یہیں حضور کے پاس عشاء کے بعد ان لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی حضور نے ان لوگوں کو

---

[1] قرآن کریم نے بنی اسرائیل کے ایک فرقے کے متعلق آتا ہے کہ پھٹکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔ اس کی طرف حضور کا اشارہ تھا۔ (اسمٰعیل)

کچھ نہ کہا اور نہ خدا نے اپنی کتاب میں ان کی برائی بیان کی۔

حضور نے پچیس رات تک بنی قریظہ کا محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ وہ سخت تنگی میں گرفتار ہوئے اور خداوند تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

قریش اور غطفان کے جانے کے بعد حی بن اخطب بنی نضر کا سردار بنی قریظہ میں کعب بن اسد کے پاس موافق عہد کے آ گیا تھا۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

کعب بن اسد کا مشورہ بنی قریظہ کو

جب بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بغیر ان کو مطیع کئے واپس نہ ہوں گے۔ تب کعب بن اسد نے اپنی قوم کو مخاطب ہو کر کہا اے یہود جس حالت اور مصیبت میں تم مبتلا ہو اس کو تم خود دیکھ رہے ہو اب میں تم سے تین باتیں کہتا ہوں ان میں سے جو بات تم کو پسند ہو اس کو قبول کرو۔ یہود نے کہا وہ کیا باتیں ہیں۔ ان کو بیان کرو۔ کعب بن اسد نے کہا:

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں اور ان پر ایمان لے آئیں کیونکہ قسم ہے خدا کی یہ بات تم پر ظاہر ہو گئی ہے کہ یہ سچے نبی ہیں اور وہی رسول ہیں جن کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی جان و مال اور اولاد اور عورتوں کو محفوظ رکھو گے۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ ہم تورات کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور نہ دوسرا مذہب اختیار کرتے ہیں۔

کعب نے کہا جب تم اس بات کو قبول نہیں کرتے تو اپنی تلواریں کھینچ کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب پر جا پڑو اور پہلے اپنے بچوں اور عورتوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرو۔ پھر خود لڑ کر قتل ہو جاؤ۔ یا جیسا خدا فیصلہ کرے اگر تم محمدؐ پر غالب ہوئے تو پھر تمہارے واسطے اور بہت سی عورتیں اور اولاد مہیا ہو جائے گی۔ اور اگر تم قتل ہوئے تب تمہیں اپنی ذریات کی طرف سے کچھ کھٹکا نہ رہے گا۔ یہودیوں نے کہا ہم اپنی اولاد اور عورتوں کو کیسے بے گناہ قتل کر دیں۔ پھر ہم کو ان کے بعد اپنی زندگانی کا کیا لطف رہے گا۔

کعب بن اسد نے کہا اچھا پھر یہ کام کرو کہ آج ہفتہ کی رات ہے اور مسلمان تمہاری طرف سے بے فکر ہیں۔ تم راتوں رات اُن پر شبخون مارو۔ شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو یہودیوں نے کہا ہم ہفتہ کے روز کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسی ہی بے اعتدالیوں سے ہمارے پہلے لوگ مسخ ہو گئے تھے۔

بنو قریظہ کا حضرت ابولبابہ کو مشورہ کے لئے بلانا

پھر ان سب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ابولبابہ بن منذر کو

ہمارے پاس بھیج دیجئے ہم اُن سے مشورہ کریں گے۔ ابولبابہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے اور بنی قریظہ ان کے حلیف تھے۔ حضور نے ابولبابہ کو بنی قریظہ کے پاس بھیج دیا۔ جب ابولبابہ ان کے پاس پہنچے بہت سے مرد وعورت بنی قریظہ کے ان کے سامنے رونے اور چیخنے لگے۔ ابولبابہ کو ان کی حالت پر رحم آ گیا اور اُنہوں نے کہا اے ابولبابہ کیا تم یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم محمدؐ کے حکم پر اُتر آئیں ابولبابہ نے کہا ہاں اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ذبح ہونا ہے۔[1]

اپنی غلطی پر ابولبابہ کی ندامت

ابولبابہ کہتے ہیں وہاں سے میں ہلنے نہ پایا تھا کہ اسی وقت مجھ کو خیال ہوا کہ میں نے خدا و رسول کی خیانت کی اور اُسی وقت وہاں سے واپس ہو کر مسجد شریف میں آیا۔ اور ایک ستون سے اپنے تئیں باندھ دیا اور رونے لگا اور دل میں عہد کیا کہ جب تک خدا میری توبہ قبول نہیں فرمائے گا میں ہرگز اس ستون سے جدا نہ ہونگا۔ اور بنی قریظہ میں جہاں میں نے خدا اور رسول کی خیانت کی ہے ہرگز کبھی نہ جاؤنگا۔

جب ابولبابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں دیر ہوئی اور حضور کو یہ سارا واقعہ معلوم ہوا فرمایا اگر ابولبابہ میرے پاس حاضر ہوتا میں اس کے واسطے دعائے مغفرت کرتا اب جو خود اُس نے ایسی حرکت کی ہے میں بھی اس کو ستون سے نہیں کھولتا۔ جب تک کہ خدا اس کی توبہ قبول نہ فرمائے۔

ابولبابہ کی معافی

حضور ام سلمہ کے مکان میں تھے کہ سحر کے وقت ابولبابہ کی توبہ قبول ہونے کا حکم حضورؐ پر نازل ہوا اور حضورؐ ہنسے۔ ام سلمہ نے عرض کیا حضور کس بات سے ہنستے ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے۔ فرمایا ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی۔ ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا میں جا کر ابولبابہ کو یہ خوشخبری پہنچا دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں اختیار ہے پس اُم سلمہ سے اپنے حُجرہ کے دروازہ میں کھڑے ہو کر آواز دی کہ اے ابولبابہ تم کو خوشخبری ہو کہ تمہاری توبہ خدا نے قبول کی۔ لوگ دوڑے کہ ابولبابہ کو ستون سے کھول دیں۔ ابولبابہ نے لوگوں کو منع کیا کہ خبردار کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے۔ جب رسول خدا مجھ کو خود اپنے دست مبارک سے کھولیں گے جب کھلوں گا۔ چنانچہ جب حضور صبح کی نماز کے واسطے باہر تشریف لائے۔ تب آپ نے ابولبابہ کو کھولا۔

---

[1] ابولبابہ کا مطلب یہ تھا کہ اگر تم نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا تو وہ تم سب کو قتل کر ڈالیں گے واقعہ یہ ہے کہ محض ابولبابہ کا اپنا خیال تھا۔ خارج میں اس کی کوئی حقیقت نہ تھی نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ارادہ فرمایا تھا نہ اس کا اظہار فرمایا تھا۔ (محمد اسمٰعیل)

پھر رات ابولبابہ ستون سے بندھے رہے جب نماز کا وقت ہوتا ان کی بیوی ان کو کھول دیتی تھیں۔ اور نماز کے بعد پھر ان کو باندھ دیتی تھیں۔

اس دوران میں تین یہودیوں کا قبول اسلام

جب بنی قریظہ حضورؐ کے حکم پر اتر آئے تب ثعلبہ بن سعید اور سعید بن سعیہ اور اسد بن عبید جو بنی ہدل میں سے تھے یعنی نہ قریظہ میں سے نہ نضیر میں سے بلکہ قریظہ کے چچازاد بھائی تھے اسی رات اسلام لائے جس رات بنی قریظہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اترے۔

عمرو بن سعد کی حیرت انگیز گمشدگی

اور اسی رات عمرو بن سعدی قرظی بنی قریظہ میں سے نکل کر حضور کے پاسبان محمد بن مسلمہ کے پاس سے گزرا جب محمد بن مسلمہ نے ان کو دیکھا پوچھا کون ہے اس نے کہا میں ہوں عمرو بن سعد اور وہ یہ شخص تھا جس نے بنی قریظہ کا اس وقت ساتھ نہ دیا تھا جبکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد توڑا ہے اور عمرو نے اس وقت کہہ دیا تھا کہ میں محمد سے کبھی عذر نہ کروں گا۔ اب اس وقت تک جو محمد بن مسلمہ نے اس کو پہچان۔ اس سے کچھ نہ کہا اور جانے دیا عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبوی کے دروازہ پر آیا اور پھر اُس کا آج تک پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا۔ حضور سے جب یہ ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا وہ ایسا شخص تھا کہ اس کے عہد کو پورا رکھنے کے سبب سے خدا نے اُس کو نجات دی۔

بنی قریظہ کا انجام

پھر جب صبح کو بنی قریظہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اتر آئے قبیلہ اوس نے حضور سے گفتگو کی کہ یا رسول اللہ یہ بنی قریظہ ہمارے موالی ہیں۔ بنی خزرج کے نہیں ہیں اور حضور نے ہمارے خزرجی بھائیوں کے موالی کے حق میں کل ہی وہ فیصلہ فرمایا ہے جس کو حضور جانتے ہیں یعنی بنی قریظہ سے پہلے جب حضورؐ نے بنی قینقاع کا محاصرہ کیا تھا اور وہ بنی خزرج کے حلیف تھے اور حضور کے حکم پر آئے تب حضورؐ نے اُن کو عبداللہ بن ابی بن سلول کو بخش دیا تھا۔ یہی درخواست اب قبیلہ اوس نے کی۔ حضور نے فرمایا اے اوس کے لوگو۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہارے ہی قبیلہ کا سردار بنی قریظہ کے متعلق فیصلہ کرے۔ اوس نے عرض کیا ہاں اس بات سے ہم راضی ہیں۔ حضور نے فرمایا پس تو سعد بن معاذ کو اختیار ہے وہ جو چاہیں کریں۔[1]

---

[1] ابن ہشام کے برخلاف دوسرے مؤرخین اور محدثین (ابن سعد اور امام بخاری) یہ لکھتے ہیں کہ سعد کو خود بنی قریظہ نے اپنا حکم بنایا تھا۔

خندق کی جنگ میں سعد بن معاذ تیر کے لگنے سے زخمی ہو گئے تھے اور حضور نے ان کو ایک عورت رفیدہ نام کے خیمہ میں بھیج دیا تھا یہ عورت ثواب سمجھ کر زخمیوں کا علاج اچھی طرح کیا کرتی تھیں اور بڑی تجربہ کار تھیں اور حضورؐ نے سعد بن معاذ سے فرمایا کہ جب تک بنی قریظہ کی مہم سے واپس نہ آؤں تم یہیں رہو۔

اب جو حضورؐ نے سعد بن معاذ کو اِس فیصلہ کا حاکم بنایا تو انصار فوراً دوڑتے ہوئے سعد بن معاذ کے پاس گئے اور ایک گدھے پر خُوب نرم کپڑا ڈال کر اُن کو سوار کیا۔ راوی کہتا ہے سعد جسیم اور خوبصورت شخص تھے۔ انصار اُن کو حضورؐ کی خدمت میں لے کر آئے اور راستہ میں اُن سے کہنے لگے کہ اے سعد تم اپنے موالی یعنی قریظہ پر احسان کرنا کیونکہ حضورؐ نے تم کو اِسی واسطے اِس فیصلے کا حکم بنایا ہے تاکہ تم احسان کرو۔ سعد نے کہا سعد ایسا شخص نہیں ہے جس کو خدا کے معاملہ میں کسی کی ملامت کا ڈر ہو۔ یہ جواب سُن کر بہت سے لوگ تو اُسی وقت سعد کے پاس سے کھسک گئے اور سعد کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہی فقط اُسی بات کو سُن کر بنی عبد الاشہل میں جا کر بنی قریظہ کے قتل کی خبر مشہور کر دی۔ سعد بن معاذ جس وقت حضور کے سامنے پہنچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو مہاجرین جو قریش میں سے تھے اُن کا تو یہ بیان ہے کہ یہ خطاب حضورؐ نے انصار سے کیا اور انصار یہ کہتے ہیں کہ یہ خطاب حضورؐ کا عام طور پر سب سے تھا۔

انصار نے جب سعد بن معاذ کو دیکھا تو کہا اے سعد رسولِ خدا نے تم کو تمہارے موالی کے متعلق فیصلہ کرنے کے واسطے حکم بنایا ہے سعد بن معاذ نے کہا تم خدا کے عہد اور میثاق پر قائم رہو اور جو حکم میں کروں اس کو تسلیم کرو انصار نے کہا بیشک ہم تسلیم کرتے ہیں راوی کہتا ہے سعد بن معاذ حضور کی تعظیم کے سبب سے حضور کی طرف سے منہ پھیرے ہوئے تھے سعد نے کہا پس میں یہ حکم دیتا ہوں کہ بنی قریظہ کے جوان مردوں کو قتل کیا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے اس فیصلہ کو سُن کر فرمایا اے سعد تم نے خدا کے حکم موافق فیصلہ کیا۔[1]

---

[1] حضور علیہ السلام کا مطلب اس فقرے سے یہ تھا کہ سعد نے جو فیصلہ کیا وہ ایسے حالات میں کیا ہے کہ اس میں صاف طور پر خدائی تصرف کام کرتا نظر آتا ہے۔ اور وہ بالکل حق بجانب اور ٹھیک ہے۔ حضور کے اس ارشاد کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ سعد کا فیصلہ بالکل اس خدائی حکم کے مطابق ہے جو توریت میں یہودیوں کو دیا گیا تھا کہ جنگ کے بعد تمام لڑنے والے مرد قتل کئے جائیں۔ استثناء باب 20 آیت 14-13 اس واقعہ کے متعلق تفصیلات سیرت خاتم النبیین جلد دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ (محمد اسماعیل)

اہل علم کا بیان ہے کہ حضرت علی اور زبیر بن عوام لشکر کے ساتھ بنی قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اس فیصلہ کو سن کر حضرت علی نے فرمایا کہ آج یا تو میں بھی مثل حمزہ کے شہید ہونگا اور یا اُن کے قلعہ کو فتح کر کے چھوڑونگا بنی قریظہ نے کہا اے محمد ہم سعد بن معاذ کے حکم پر اترتے ہیں۔ چنانچہ اُن سب کو گرفتار کرلیا گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں لا کر اُن کو بنی نجار میں سے ایک عورت بنت حرث کے مکان میں مقید کیا۔ پھر حضورؐ مدینہ کے بازار میں تشریف لائے اور وہاں ایک طرف چند گڑھے کھدوائے۔ پھر یہود بنی قریظہ کو بلا کر قتل کرنا شروع کیا۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور قتل کئے جاتے تھے۔ یہ سب یہودی چھ یا سات سو تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ سو اور نو سو کے درمیان تھے (یہ غزوہ ماہ ذی الحجہ سنہ 5 ہجری میں ہوا)

جب ان لوگوں کو لا کر قتل کیا جا رہا تھا تو اُنہوں نے کعب سے کہا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں کعب نے کہا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آیا۔ قسم ہے خدا کی یہ لوگ ضرور قتل کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کے قتل سے فارغ ہوئے۔

حی بن اخطب کا قتل

اسی وقت دشمن خدا حی بن اخطب بھی گرفتہ وبستہ مشکیں بندھا ہوا حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں مَیں نے اپنے نفس کو ملامت نہیں کی مگر خدا جس کو شکست دے وہی کھاتا ہے۔ پھر اس نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے لوگو خدا کا حکم اور اس کی تقدیر اسی طرح جاری ہوئی تھی اور اس خونریزی کو اس نے بنی اسرائیل کے واسطے لکھ دیا تھا۔ پھر اس کی بھی گردن ماردی گئی۔

قتل ہوتے وقت ایک یہودیہ کی عجیب مستقل مزاجی

حضرت عائشہ فرماتی ہیں بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت کے سوا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی اور اس کو اس واسطے قتل کیا گیا کہ اس نے خلاد بن سوید کے سر پر چکی کا پاٹ گرا کر اُن کو شہید کیا تھا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں مجھ کو اس بات کا تعجب ہے کہ یہ عورت بالکل اطمینان کے ساتھ ہنس بول رہی تھی حالانکہ اس کو اپنے قتل کئے جانے کی خبر تھی اور قتل ہونے کے وقت تک میرے پاس بیٹھی ہنستی رہی کہ اتنے میں ایک شخص نے آواز دی فلاں عورت کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا میں یہاں ہوں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے کہا تجھ کو خرابی ہو کیا بات ہے؟ اُس نے کہا میں قتل کی جاؤں گی۔ چنانچہ لوگ اس کو لے گئے اور اس کی گردن ماردی۔

ایک شخص کی اپنی قوم سے وفاداری کی عجیب مثال

بنی قریظہ میں ایک شخص زبیر بن باطا قرظی نام تھا۔ اُس نے جاہلیت کے زمانے میں ثابت بن قیس بن شماس پر احسان کیا تھا یعنی بعاث کی جنگ میں جبکہ ثابت گرفتار ہو گئے تھے۔ تب زبیر بن باطا نے ان کی پیشانی کے بال کتر کے ان کو آزاد کر دیا۔ اب اس موقعہ پر زبیر ثابت کے پاس آیا اور کہا اے ثابت مجھ کو پہچانتے ہو ثابت نے کہا مجھ جیسا آدمی تجھ جیسے شخص کو کیوں نہ پہچانے گا۔ زبیر نے کہا اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ کو پناہ دلواؤ۔ ثابت نے کہا اچھی بات ہے نیکی کا بدلہ نیک دیتا ہے۔ پھر ثابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ زبیر کا مجھ پر احسان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اُس کے احسان کا اس کو بدلہ دوں۔ حضور نے فرمایا ہم نے اس کو تجھے بخشا ثابت نے زبیر سے آن کر کہا کہ حضورؐ نے تجھ کو پناہ دے دی اور تیرا خون بخش دیا۔ زبیر نے کہا میں ایک بوڑھا شخص ہوں جب میرے بال بچے زندہ نہ ہونگے۔ تب پھر میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔ ثابت پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ قربان ہوں اس کی بیوی اور اولاد کو بھی مجھے عنایت فرمایئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو بھی تمہیں بخشا ثابت پھر اس کے پاس آئے اور کہا تیری بیوی بچوں کا خون بھی حضورؐ نے بخش دیا۔ اِس نے کہا حجاز میں ایسے لوگوں جن کے پاس کچھ نہ ہو کیونکر زندہ رہیں گے ثابت پھر حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ اس کا مال بھی مجھ کو بخش دیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا وہ بھی تم کو بخشا۔ ثابت نے زبیر سے آن کر کہا تیرا مال بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بخش دیا حضور نے کہا اے ثابت ہماری قوم کا سردار کعب بن اسد کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ قتل ہو گیا۔ زبیر نے کہا اور ہر غائب و حاضر کا سردار حی بن اخطب کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا اور عزال بن سمول جو ہمارا پشت پناہ تھا وہ کیا ہوا۔ ثابت نے کہا وہ بھی قتل ہوا۔ زبیر نے کہا بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کیا ہوئے ثابت نے کہا سب قتل کئے گئے۔ زبیر نے کہا اے ثابت بس تو مجھ کو بھی میری قوم کے پاس پہنچا دے۔ میں اُن کے بعد زندگی کو بہتر نہیں سمجھتا۔ اور ان سے ملنا چاہتا ہوں ثابت نے لے جا کر اس کی گردن مار دی۔ جب حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے اس کی یہ بات سُنی کہ میں اپنی قوم سے ملنا چاہتا ہوں تو فرمایا قسم ہے خدا کی دوزخ میں ہمیشہ اُن سے ملتا رہے گا۔

بنی قریظہ میں سے حضورؐ نے اُن لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ جس کے زیر ناف بال برآمد ہو گئے تھے عطیہ قرظی کہتے ہیں مجھ کو بھی دیکھا گیا مگر میرے زیرِ ناف بال نہ تھے۔ پس مجھ کو بچہ خیال کر کے چھوڑ

دیا۔

حضورؐ کی خالہ سلمٰی کی سفارش پر رفاعہ کی جان بخشی

سلمٰی بنت قیس منذر کی ماں اور سلیطہ کی بہن جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ بنی عدی بن منذر میں سے تھیں اور جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف حضور کے ساتھ نماز پڑھی تھی اور آپ سے بیعت کی تھی اُنہوں نے حضور سے رفاعہ بن سمول قرظی کی جان بخشی کا سوال کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ رفاعہ کو مجھے بخشد یجئے وہ کہتا ہے۔ میں نماز پڑھوں گا اور اونٹ کا گوشت کھاؤ نگا۔ حضور نے اس کو انہیں بخش دیا۔

بنی قریظہ کے اموال کی تقسیم

اس کے بعد حضورؐ نے بنی قریظہ کی عورتوں اور بچوں اور مالوں کو مسلمانوں پر تقسیم کیا۔ حضورؐ نے اس مال میں سے خمس نکال کر دو حصے گھوڑے کے مقرر کئے اور ایک حصہ سوار کا اور ایک حصہ پیدل کا یعنی سوار کے تین حصے اور پیدل کے واسطے ایک حصہ مقرر کیا۔ اسی بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں کے پاس چھتیس 36 گھوڑے تھے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم کا یہی طریقہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری ہوا۔

ریحانہ بنت عمرو

پھر حضورؐ نے بنی قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت ریحانہ بنت عمرو بن خنانہ اپنے واسطے پسند فرمائی اور یہ خاتون حضور ہی کے پاس رہیں یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوا۔ حضورؐ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے شادی کر و اور پردہ میں داخل ہو جاؤ اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو آپ اپنی ملکیت میں رہنے دیجئے۔ یہ میرے واسطے زیادہ آسان ہے۔ اس پر حضور نے ان کو اسی حالت میں رہنے دیا اور جب حضور نے ریحانہ سے اسلام کی بابت کہا تو ریحانہ نے انکار کیا۔ حضور کو یہ انکار نا گوار گذرا پھر حضور ایک روز اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کو جوتیوں کی آواز آئی فرمایا یہ ثعلبہ بن سعید ریحانہ کے اسلام لانے کی خوشخبری لے کر آتا ہے کہ اتنے میں ثعلبہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ریحانہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے بہت خوش ہوئے۔[1]

---

[1] ریحانہ کے متعلق یہ روایت صحیح نہیں واقعہ یہ ہے کہ ریحانہ آزاد ہو کر مدینہ سے چلی گئی تھی۔ (اصحابہ جلد 10 صفحہ 593) پھر کبھی واپس نہیں آئی (اسمٰعیل)

ابن اسحاق کہتے ہیں غزوہ خندق اور بنی قریظہ کے متعلق سورہ احزاب میں جو آیات نازل ہوئیں اور جن میں خداوند تعالیٰ مسلمانوں پر اپنی نعمت پوری کرنے اور دشمنوں کو رفع کرنے اور منافقوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا۔ وہ اس موقع پر ابن ہشام نے تمام نقل کی ہیں۔ ہم اختصار کے لحاظ سے ان کو چھوڑتے ہیں۔ جن صاحب کو ضرورت ہو وہ قرآن کریم میں سے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سعد بن معاذ کا انتقال

جب بنی قریظہ کی مہم سے فراغت ہوگئی تو سعد بن معاذ کا زخم بہنے لگا اور اسی حالت میں ان کی شہادت ہوئی۔

جس وقت سعد بن معاذ کا انتقال ہوا تو وہ رات کا وقت تھا اسی وقت جبرائیل استبرق کا عمامہ باندھ کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ ایسا کون بزرگ شخص فوت ہوا ہے جس کے واسطے آسمان کے دروازے کھولے گئے ہیں اور عرش ہل گیا ہے۔ جبرائیل سے یہ سُنتے ہی حضور اُسی وقت اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے سعد کے پاس آئے اور دیکھا تو ان کا انتقال ہوگیا تھا۔

حضرت عائشہ جب مکہ سے واپس آرہی تھیں تو اسید بن حضیر ان کے ساتھ تھے فرماتی ہیں راستہ میں اُسید کو ایک عورت کے مرنے کی خبر پہنچی اُسید اس وقت بہت رنجیدہ ہوئے حضرت عائشہ نے فرمایا اے اُسید تم ایک عورت کے مرنے پر اس قدر رنج کرتے ہو حالانکہ تمہارے چچازاد بھائی کا بھی انتقال ہوا ہے جن کی وفات سے عرش ہل گیا ہے۔

حضرت حسن بصری کی روایت ہے کہ سعد بن معاذ ایک جسیم آدمی تھے جب لوگوں نے ان کا جنازہ اٹھایا تو اس کو بہت ہی ہلکا پایا۔ مسلمان کہنے لگے قسم ہے خدا کی ایسے جسیم شخص کا جنازہ اور اس قدر ہلکا کہ ایسا ہلکا جنازہ ہم نے کوئی نہیں دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو فرمایا اس جنازہ کے اٹھانے والے تمہارے علاوہ اور لوگ (یعنی فرشتے) بھی ہیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ملائکہ سعد کی روح کے ساتھ بشارت حاصل کر رہے ہیں۔ اور عرش ہل گیا ہے۔

جابر کہتے ہیں جس وقت سعد کو دفن کیا تو ہم حضور کے پاس موجود تھے۔ پس حضور نے تسبیح پڑھی اور ہم نے بھی حضور کے ساتھ تسبیح پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی ہم نے بھی تکبیر کہی پھر صحابہ نے حضور سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ تسبیح اور تکبیر حضورؐ نے کس واسطے پڑھی فرمایا اس نیک بندہ کی قبر تنگ ہو رہی تھی یہاں تک کہ خدا نے اُس کو کشادہ کر دیا۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر شخص پر تنگ ہوتی ہے اگر اس سے کوئی نجات پانے والا تھا تو سعد بن معاذ تھا۔

شہدائے جنگ خندق

خندق کی جنگ میں مسلمانوں میں چھ آدمی شہید ہوئے۔ بنی عبدالاشہل میں سے سعد بن معاذ اور انس بن اوس بن عتیک بن عمرو اور عبداللہ بن سہل تین شخص اور بنی جشم بن خزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے طفیل بن نعمان اور ثعلبہ بن غنمہ دو شخص اور بنی نجار کی شاخ بنی دینار میں سے کعب بن زید ایک تیر کی ضرب سے شہید ہوئے۔ جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا کہ کون شخص تھا۔

کافر جو جنگ خندق میں مارے گئے

اور مشرکین میں سے اس جنگ میں تین شخص قتل ہوئے۔ بنی عبدالدار بنی قصیٰ میں سے منبہ بن عثمان بن عبید بن سباق بن عبدالدار یہ ایک تیر سے زخمی ہوا اور مکہ میں جا کر مر گیا۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ قتل ہوا اس نے خندق پر حملہ کیا تھا اور وہیں قتل ہوا۔ مسلمانوں نے اس کی لاش اپنے قبضہ میں کر لی مشرکوں نے کہا اس کی لاش ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کو اس کی لاش کی یا اس کی قیمت کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لاش مشرکین کو عنایت کر دی۔ (مگر زہری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین نے اس لاش کے معاوضہ میں دس ہزار درہم دیئے)

بنی قریظہ کی جنگ کا ایک شہید

معتبر روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے اس جنگ میں عمرو بن عبدود[1] کو قتل کیا۔ اور بنی قریظہ کی جنگ میں مسلمانوں میں سے بنی حرث بن خزرج میں سے خلاد بن سوید بن ثعلبہ شہید ہوئے ان پر ایک یہودی عورت نے چکی کا پاٹ گرا دیا۔ اس کی ضرب سے ان کا سر پھٹ گیا اور یہ شہید ہو گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے واسطے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔

محاصرہ بنی قریظہ کے وقت ایک صحابی کا انتقال

اور بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت ابوسنان بن محصن نے انتقال کیا اور بنی قریضہ کے مقبرہ میں مدفون

---

[1] ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ حضرت علی نے عمرو بن عبدود کے ساتھ اس کے بیٹے محسل کو بھی قتل کیا۔

ہوئے۔

جنگ خندق کے بعد قریش کے متعلق حضور کی پیشگوئی

جب صحابہ خندق کی جنگ سے واپس ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج سے قریش تم پر چڑھ کر نہ آویں گے بلکہ اب تم ان پر چڑھ کو جاؤ گے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور ہی نے لشکر کشی کی اور مکہ فتح ہوا۔

جنگ خندق اور غزوہ بنی قریظہ کے متعلق شعراء کے اشعار

جنگ خندق اور غزوہ بنی قریظہ کا بیان ختم کرنے بعد ابن ہشام نے حسب عادت ان شعراء کے طول طویل اشعار اور قصائد نقل کئے ہیں۔ جوانہوں نے دونوں غزوات کے متعلق کہے یہ تمام اشعار سیرت ابن ہشام کے 17 صفحات میں آئے ہیں اور ان اشعار کے کہنے میں صرف حسبِ ذیل شعرا نے حصہ لیا۔

ضرار بن خطاب۔ کعب بن مالک۔ عبداللہ بن زبعری۔ حسان بن ثابت۔ مسافع بن عبدمناف ہبیرہ بن ابی وہب۔ ربیعہ بن اُمیہ الدیلی۔ ابوسفیان بن حارث۔ ہم نے اختصار کے خیال سے یہ تمام اشعار چھوڑ دیئے ہیں۔

سلام بن ابی الحقیق کا قتل

ابن اسحاق کہتے ہیں خداوند کریم کی اپنے رسول پر عنایت اور نوازش کی ایک یہ بات تھی کہ انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج اس کوشش میں رہتے تھے کہ ہم ایک دوسرے سے نیک کام میں پیچھے نہ رہیں جب اوس کوئی کام کرتے تو خزرج بھی چاہتے کہ ہم بھی کوئی ایسا یا اس سے بڑھ کر کام کریں اور جب خزرج کوئی کام کرتے تو اوس کا یہی حال ہوتا۔

چنانچہ جب اوس نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت رکھتا تھا تو خزرج نے کہا یہ نہیں ہوسکتا کہ ہم اوس کے پیچھے رہ جائیں اور یہ ہم پر فضیلت لے جائیں۔ تب اُنہوں نے مشورہ کیا کہ اب ایسا کون شخص ہے جو حضور سے سخت عداوت رکھتا ہو جیسے کہ کعب بن اشرف تھا تو یہ بات طے ہوئی کہ ابن ابی الحقیق کو جو خیبر میں رہتا ہے قتل کرو۔[1] پھر انہوں نے آن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی۔ حضور نے انکو اجازت دے دی۔ پس خزرج کے قبیلہ بنی سلمہ میں سے پانچ آدمی اس کام پر

[1] ابورافع سلام بن ابی الحقیق ایک نہایت ہی دشمن اسلام اور فتنہ انگیز شخص تھا۔ ہمیشہ قبائل عرب کو حضور علیہ السلام کے خلاف آمادہ جنگ کرتا رہتا تھا۔ (اسماعیل)

مستعد ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک اور مسعود بن سنان اور عبداللہ بن انیس اور ابوقتادہ حرث بن ربعی اور خزاعی بن اسود ان کے حلیف جو بنی اسلم سے تھے۔ ان میں حضور نے عبداللہ بن عتیک کو سردار مقرر کیا اور اس بات سے منع کر دیا کہ کسی بچہ یا عورت کو قتل نہ کرنا پس یہ پانچوں شخص خیبر میں آئے اور رات کے وقت ابن ابی الحقیق کے مکان پر جس قدر گھر تھے سب کے دروازوں کی کنڈیاں لگاتے گئے تاکہ ان میں سے کوئی شخص باہر نہ نکلنے پائے۔ پھر سلام بن ابی الحقیق کے گھر پہنچے۔ اس کو آواز دی اس کی عورت نے کہا تم کون لوگ ہو انہوں نے کہا ہم عرب ہیں اور غلّہ خریدنے کے لئے ابورافع کے پاس آئے ہیں عورت نے کہا یہاں آؤ جن کو تم پوچھتے ہو وہ یہ ہیں انصار اندر گئے اور اندر سے اس کوٹھڑی کو بھی کنڈی لگا دی تاکہ اور کوئی آن کر اس کے قتل میں مانع نہ ہو۔ مگر اس کی بیوی یہ دیکھ کر غُل مچانے لگی اور یہ لوگ ابن ابی الحقیق کی طرف دوڑے وہ اپنے بچھونے پر لیٹا ہوا تھا انہوں نے اسے اپنی تلواروں کے نیچے رکھ لیا۔ اور جب اُس عورت نے غُل مچایا تو ان میں سے ایک نے اپنی تلوار بلند کی مگر پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کو خیال کر کے ہاتھ روک لیا۔ ورنہ ایک ہی ہاتھ میں اُسی وقت اُس کا فیصلہ ہو جاتا۔ جب انہوں نے اس پر تلواریں ماریں تو عبداللہ بن اُنیس نے اپنی تلوار اُس کے پیٹ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ تلوار پیٹ کے پار ہوگئی اور وہ کہنے لگا بس مجھ کو یہ کافی ہے۔ کافی ہے۔ انصار کہتے ہیں اُس کو قتل کر کے ہم واپس ہوئے اور جب اوپر کے درجہ سے نیچے اُترنے لگے تو عبداللہ بن عتیک ضعف بصارت کی وجہ سے سیڑھی سے گر پڑے اور ان کا ہاتھ اور بقول بعض پیر اُتر گیا۔ ہم اُن کو چھڈھی پر چڑھا کر خیبر کے ایک چشمہ پر آئے اور وہاں دم لیا اور یہودیوں نے چراغ روشن کر کے چاروں طرف ہم کو ڈھونڈنا شروع کیا۔ جب کہیں ہم کو نہ پایا تو واپس چلے گئے اور ہم نے یہ خیال کیا کہ ہم کو کیونکر معلوم ہو کہ واقعی دشمن خدا قتل ہو گیا۔ اس لئے ہم میں سے ایک آدمی واپس گیا اور دیکھا کہ سلام ابن ابی الحقیق کی بیوی ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اس کے منہ کو دیکھ رہی ہے۔ اور لوگوں سے اس واقعہ کو بیان کر رہی ہے اور کہتی ہے کہ قسم ہے خدا کی میں نے ابن عتیق کو آواز سنی تھی۔ مگر میں نے خیال کیا کہ یہاں اس وقت ابن عتیق کہاں۔ پھر اُس نے چراغ سے ابن ابی الحقیق کا چہرہ دیکھا اور کہا قسم ہے یہود کے معبود کی اس کا انتقال ہو گیا۔ انصاری کہتے ہیں اُس کی بات سے میں بہت خوش ہوا اور پھر میں نے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچائی اور اپنے ساتھی کو اپنی پیٹھ پر لاد کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دشمن خدا کے قتل ہونے کی خبر بیان کی پھر حضور کے سامنے ہی ہم نے اس بات میں اختلاف کیا کہ کس کی تلوار نے اس کو قتل کیا ہے۔ ہر ایک یہی کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب اپنی اپنی

تلواریں مجھ کو دکھاؤ ہم نے حضورؐ کو تلواریں دکھائیں۔حضور نے عبداللہ بن انیس کی تلوار دیکھ کر فرمایا اس تلوار سے وہ قتل ہوا ہے کیونکہ اس پر میں نے کھانے [1] کا نشان دیکھا ہے۔

عمرو بن عاص، خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ کا اسلام لانا

عمرو بن عاص راوی ہیں کہ جب میں خندق کی جنگ میں مع لشکر کے مکہ واپس گیا تو میں نے قریش کے چندلوگوں کو جمع کیا جو اکثر میری رائے سے متفق ہوا کرتے اور میرا لحاظ کرتے تھے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے کہا کہ قسم ہے خدا کی میں ایسا دیکھتا ہوں کہ روز بروز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کام بلند ہوتا جائیگا اور انہیں غلبہ اور فتح ہوگی میں نے اس صورت حال کو دیکھ کر ایک بات سوچی ہے۔تم لوگ بتاؤ کہ تمہاری کیا رائے ہے اُن لوگوں نے کہا کہ پہلے تم بیان کرو کہ تم نے کیا سوچا ہے۔میں نے کہا میں نے یہ سوچا ہے کہ ہم کچھ تحفہ اور ہدیہ لے کر نجاشی بادشاہِ حبش کے پاس چلیں اور وہیں رہنا اختیار کریں۔ کیونکہ ان کے ماتحت ہو کر رہنا ہمارے نزدیک محمد کے تابعدار ہو کر رہنے سے بہتر ہے پھر اگر یہاں ہماری قوم غالب ہوئی تب تو ہمارے واسطے بہت ہی بہتر ہوگا اور اگر محمد غالب ہوئے تب بھی ہمارا کچھ حرج نہ ہوگا۔اور ہم ان کی پہنچ اور دسترس سے باہر ہوں گے۔عمرو بن عاص کہتے ہیں میرے دوستوں نے اس بات کو پسند کیا اور عُمدہ عُمدہ چمڑے جو ہمارے ہاں کا تحفہ تھا جمع کر کے ہم نجاشی کے پاس حبش کو روانہ ہوئے۔ہم اس کے پاس پہنچے ہی تھے کہ ہم نے دیکھا عمرو بن اُمیہ ضمری کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر اور ان کے ساتھیوں کے واسطے بھیجا تھا اور جس وقت ہم نجاشی کے پاس جا رہے تھے۔ اُس وقت عمرو بن اُمیہ نجاشی کے پاس سے آ رہے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو عمرو بن اُمیہ جا رہا ہے۔ میں نجاشی سے اس کو مانگ لونگا اور قتل کروں گا۔ پھر قریش اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کریں گے تو میں ان کے برابر ہو جاؤنگا۔عمرو بن عاص کہتے ہیں مَیں نجاشی کے سامنے گیا اور میں نے اُس کو سجدہ کیا جیسی کہ میری عادت تھی۔نجاشی نے کہا آؤ میرے دوست آؤ۔خوب آئے کیا میرے واسطے کوئی تحفہ بھی اپنے شہر سے لائے ہو۔ میں نے عرض کیا اے بادشاہ میں بہت سی کھالیں اور چمڑہ آپ کے نذرانہ کے واسطے لایا ہوں۔ پھر وہ ہدیہ نجاشی کے سامنے میں نے پیش کیا نجاشی بہت خوش ہوا۔اور اس کو قبول کیا۔ پھر میں نے کہا اے بادشاہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آپ کے پاس سے ابھی

---

[1] سلام بن ابی الحقیق کے پیٹ میں جب عبداللہ بن انیس نے اپنی تلوار گھسائی تو اُس کے پیٹ کی کچھ آلائش تلوار میں لگی رہ گئی اور بعد میں چونکہ عبداللہ کو تلوار صاف کرنے کا موقع نہ ملا تو وہ آلائش اس تلوار پر جم گئی۔اس کو دیکھ کر حضور علیہ السلام نے یہ اندازہ لگایا کہ عبداللہ کی تلوار نے اس دشمنِ خدا کا کام تمام کیا ہے۔(محمد اسمٰعیل)

نکل کر گیا ہے۔ اور وہ ہمارے دشمن کا بھیجا ہوا آپ کے ہاں آیا ہے اس کو آپ مجھے دے دیجئے تا کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں نجاشی میری اس بات کو سُن کر سخت خفا ہوا اور اس زور سے اپنا ہاتھ اپنی ناک پر مارا کہ مجھ کو یقین ہوا کہ ضرور ناک ٹوٹ گئی ہوگی۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں اس بات کو کہہ کر میں اس قدر شرمندہ ہوا کہ اگر زمین پھٹ جائے تو میں اس میں سما جاؤں۔ اور میں نے کہا اے بادشاہ اگر میں سمجھتا کہ تم خفا ہو گے تو میں ہرگز ایسی بات نہ کہتا۔

نجاشی نے کہا اے عمرو کیا تو مجھ سے قتل کرنے کے لئے ایسے شخص کو مانگتا ہے جو اس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس کے پاس وہ فرشتہ آتا ہے جو موسیٰ کے پاس آتا تھا۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا یہ بات سچ ہے نجاشی نے کہا اے عمرو تجھ کو خرابی ہو میری اطاعت کر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لے۔ بیشک وہ حق پر ہیں اور عنقریب وہ اپنے تمام مخالفین پر غالب ہونگے۔ جیسے کہ موسیٰ فرعون اور اس کے لشکر پر غالب ہو گئے تھے۔ میں نے کہا اے بادشاہ کیا آپ مجھ سے اسلام پر بیعت لیں گے نجاشی نے کہا میں بیعت لے لوں گا۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے نجاشی سے بیعت کی اور پھر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا مگر ان سے اپنے اسلام کا حال بیان نہ کیا۔ اس کے بعد خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لانے کی خاطر مدینہ کی طرف ہوا۔ راستہ میں مجھ کو خالد بن ولید مکہ سے آتے ہوئے ملے اور یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ میں نے کہا اے ابوسلیمان کہاں جاتے ہو۔ خالد نے کہا اب کہاں تک ہم محمد کی مخالفت کریں گے۔ قسم ہے خدا کی بیشک وہ سچے نبی ہیں۔ میں تو اُن پر ایمان لانے جا رہا ہوں۔ میں نے کہا میں بھی اسلام لانے جاتا ہوں۔ پھر ہم مدینہ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ خالد بن ولید نے آگے بڑھ کر حضورؐ کی بیعت کی اور مسلمان ہوئے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس شرط سے بیعت کرتا ہوں کہ میرے سب پچھلے گناہ معاف ہو جائیں۔ حضورؐ نے فرمایا اے عمرو بیعت کر اسلام پہلے کے سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور ہجرت بھی سب گناہوں کو دور کر دیتی ہے۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں پھر میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ نے بھی ان دونوں کے ساتھ اسلام قبول کیا۔

غزوہ بنی لحیان

غزوہ بن قریظہ کے بعد حضور کا مدینہ میں قیام

بنی قریظہ کی جنگ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحجہ۔ محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع الثانی

کے پانچ مہینے رہے۔

بنی لحیان کی طرف روانگی

پھر چھٹے مہینے میں بنی لحیان کی جنگ کے واسطے تشریف لے گئے اور اصحاب رجیع یعنی خبیب بن عدی اور اس کے ساتھیوں سے جنگ کا ارادہ تھا اور حضورؐ نے ظاہر کیا کہ ملک شام کی طرف جاتے ہیں تاکہ یکبارگی دشمنوں پر جا پڑیں۔

مدینہ میں آپ نے ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر کیا۔

مدینہ سے باہر نکل کر جبل عراب پر سے گذرے یہ پہاڑ مدینہ کے ایک طرف شام کے راستہ پر ہے۔

پھر اس پہاڑ پر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام مبغض پر آئے وہاں سے بتراپر اور وہاں سے صفق ذات یسار میں آئے پھر یہاں سے پتھریلے میدان سے گذر کر سیدھے راستہ پر آ گئے۔

یہاں سے آپ نے تیز رفتاری اختیار کی یہاں تک کہ مقام غران میں جہاں بنی لحیان رہتے تھے پہنچے غران ایک جنگل ہے امسج اور عسفان کے درمیان اور اس کے قریب شہر سایہ ہے۔

حضور کے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی بنی لحیان پہاڑیوں کی چوٹیوں اور قلعوں کے اندر بھاگ گئے تھے۔ حضور کو جب یہ حال معلوم ہوا تب آپ نے فرمایا اگر ہم عسفان کی طرف اُتر جائیں تو مکہ کے لوگ یہ خیال کریں گے کہ ہم مکہ کی طرف آتے ہیں۔ پھر حضور دوسو سواروں کو لے کر عسفان کی طرف اُتر گئے اور پھر دو سواروں کو آپ نے کواع النعیم کی طرف روانہ کیا اور پھر خود مدینہ کی (طرف) واپس ہوئے۔

حضورؐ کے اُونٹوں پر عینیہ بن حصن کا ڈاکہ

بنی لحیان کے غزوہ سے آن کر مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو تین ہی رات رہے تھے کہ عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری غعفطان کے چند سواروں کو لے حضور کے اونٹوں پر آ پڑا۔ اور اُن کو لُوٹ لیا اور ایک چرواہے کو جو بنی غفار میں سے تھا۔ قتل کر دیا۔ اور اُس کی عورت کو گرفتار کر کے لے گیا۔

غزوہ ذی قرد

پہلے جس شخص نے عینیہ کو اُونٹ لے جاتے ہوئے دیکھا۔ سلمہ بن عمرو بن اکوع اسلمی تھے۔ صبح کے وقت یہ اپنی تیر کمان لگائے ہوئے کسی ضرورت سے جا رہے تھے طلحہ بن عبید اللہ کا غلام ان کے ساتھ تھا۔ جب یہ دونوں ثنیۃ الوداع کے اوپر پہنچے تو وہاں سے انہوں نے دشمنوں کے گھوڑے دیکھے تو چیخ کر آواز دی کہ دشمن کو دیکھ لیا ہے آ جاؤ۔ اور پھر سلمہ بن اکوع مثل شیر کے دشمنوں پر جا پڑے اور تیروں سے اُن کی خبر لینی شروع

کی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمہ بن اکوع کے چیخنے کی آواز سُنی تو فوراً تمام مدینہ میں اعلان کرادیا کہ دشمن کے مقابل چلو۔ پس فوراً سوار ہو کر حضورؐ کی خدمت میں آنے شروع ہوئے اور سب سے پہلے جو سوار آئے وہ مقداد بن عمرو تھے انہیں مقداد بن اسود بھی کہتے ہیں پھر مقدار کے بعد عباد بن بشر بن وتش بن رغبہ بن زعورا بنی عبدالاشہل میں سے اور سعد بن زید بنی کعب بن عبدالاشہل میں سے اور اُسید بن ظہیر بنی حارثہ بن حرث میں سے اور عکاشہ بن محصن بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ابوقتادہ حرث بن ربعی بنی سلمہ سے اور ابو عیاش عبید بن زید بن صامت بنی زریق میں سے آن کر حضور کی خدمت میں جمع ہوئے۔ سعد بن زید کو حضورؐ نے ان کا سردار مقرر کیا اور حکم دیا کہ لٹیروں کی تلاش میں جاؤ میں بھی تم کو آن کر ملتا ہوں۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعیاش میں سے فرمایا کہ اگر تم اپنا گھوڑا کسی اچھے سوار کو دے دو تو بہتر ہے وہ تم سے پہلے لُٹیروں سے جاملے گا۔ ابوعیاش نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی اچھا سوار ہوں اور پھر میں نے گھوڑے کو ایڑھ دی۔ پس قسم ہے خدا کی پچاس قدم میرا گھوڑا نہ چلا تھا کہ اس نے مجھ کو پھینک دیا تب مجھ کو اپنی بات پر ندامت ہوئی کہ حضور نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنے گھوڑے کو کسی اچھے سوار کو دیدو اور میں نے یہ کہا کہ میں اچھا سوار ہوں۔ بنی زریق میں سے بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ابوعیاش کا گھوڑا حضورؐ نے معاذ[1] بن ماعص بن قیس بن خلدہ کو عنایت کیا تھا۔

سلمہ بن عمرہ بن اکوع پیدل ہی لٹیروں کے تعاقب میں گئے تھے پھر ان کے بعد یہ سوار پہنچے۔ پہلا سوار جو لٹیروں کے پاس پہنچا۔ یہ محرز بن نضلہ تھا۔ جس کو اخرم بھی کہتے ہیں۔ اور بعض قمیر کہتے ہیں۔ جب مدینہ سے سوار نکل کر روانہ ہونے لگے۔ تو محمود بن مسلمہ کے باغ میں ایک گھوڑا رسی سے بندھا ہوا تھا۔ وہ گھوڑا دوسرے گھوڑوں کی آواز سُن کر ہنہنانے لگا۔ بنی عبدالاشہل کی بعض عورتوں نے اس گھوڑے کو باغ میں دوڑتے ہوئے دیکھ کر قمیر سے کہا کہ اے قمیر تم اس گھوڑے پر سوار ہو جاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جاؤ قمیر کہتے ہیں مَیں نے کہا بہت اچھا اور میں اس پر سوار ہو کر بہت جلدی لٹیروں کے سر پر پہنچ گیا اور اُن کو قتل کرنا شروع کیا۔ اور ان سے کہا کہ اے بدمعاشو ذرا ٹھہر جاؤ تا کہ چاروں طرف سے مہاجرین اور انصار تمہاری گوش مالی کو آجائیں۔ مگر لٹیروں میں سے ایک شخص نے قمیر پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیا۔ اور گھوڑا ان کا بھاگ کر اپنے مقام پر آ گیا۔ اور کسی دشمن کے ہاتھ نہ آیا۔ اس جنگ میں مسلمانوں

---

[1] بعض نے ان کا نام عائذ بن ماعص بتایا ہے۔

میں سے سوائے قمیر کے کوئی شہید نہیں ہوا۔ ابن ہشام کہتے ہیں قمیر کے ساتھ وقاص بن محرز مدلجی بھی شہید ہوئے۔

محمود کے گھوڑے کا نام ذوالِلمہ تھا اور سعد بن زید کے گھوڑے کا نام لاحق تھا اور مقداد کے گھوڑے کا نام بمغرجہ تھا اور بعض کہتے ہیں سبحہ تھا اور عکاشہ بن محصن کے گھوڑے کا نام ذولمہ تھا اور ابوقتادہ کے گھوڑے کا نام حزدہ تھا اور عباد بن بشر کے گھوڑے کا نام لماع تھا اور اُسید بن ظہیر کے گھوڑے کا نام مسنون تھا اور ابوعیاش کے گھوڑوں کا نام حلوہ تھا۔

عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ محرز عکاشہ بن محصن کے گھوڑے پر سوار تھے اور اس گھوڑے کا نام جناح تھا۔ پس محرز کو شہید کر کے لٹیرے جناح کو لے گئے اور ابوقتادہ نے حبیب بن عینیہ بن حصن کو قتل کر کے جو لٹیروں میں سے تھا اپنی چادر اس پر اڑھا دی پھر لٹیروں کے مقابلہ پر چلے گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ابن اُم مکتوم کو حاکم بنا کر مسلمانوں کے ساتھ معرکہ میں تشریف لائے اور مسلمانوں نے حبیب کو ابوقتادہ کی چادر اوڑھے ہوئے پڑا دیکھ کر اِنّـا لِلّٰہِ پڑھی اور سمجھے کہ ابوقتادہ شہید ہو گئے۔ حضور نے فرمایا یہ ابوقتادہ نہیں ہے بلکہ ابوقتادہ کا قتل کیا ہوا آدمی ہے۔ ابوقتادہ نے اس واسطے اپنی چادر اس کو اُڑھا دی تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ابوقتادہ کا قتیل ہے۔

اور عکاشہ بن محصن نے ادبار اور اس کے بیٹے عمرو بن ادبار کو ایک اونٹ پر بیٹھے دیکھ کر ایک نیزہ ایسا مارا کہ دونوں کے پار ہو گیا اور دونوں قتل ہوئے اور مسلمانوں نے کچھ اونٹ لٹیروں سے چُھڑا لئے پھر حضورؐ مسلمانوں کے ساتھ مقام ذی قرد میں جا کر اُترے اور ایک شبانہ روز وہاں قیام کیا۔

اسی مقام پر سلمہ بن اکوع نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر سو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ روانہ فرمائیں تو باقی اُونٹ بھی لٹیروں سے چھڑا لاؤں اور لٹیروں کو بھی گرفتار کر کے حاضر کروں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ لٹیرے قبیلہ عطفان میں آج شام کو پہنچ جائیں گے۔

پھر حضور نے اپنے صحابہ کے اندر سو100 سو100 آدمیوں میں ایک ایک اونٹ تقسیم فرمایا۔ اور مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔

---

[1] حضور علیہ السلام کا مطلب اس ارشاد سے یہ تھا کہ چونکہ یہ لٹیرے شام تک بنی غطفان میں پہنچ کر محفوظ ہو جائیں گے اور ہم شام سے پہلے ان کا تعاقب کر کے ان کو گرفتار نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کا تعاقب بے کار ہے۔ (اسماعیل)

غفاری کی بیوی حضور علیہ السلام کے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر حضور کے پاس آئی اور سارا واقعہ ابتداء سے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ پھر کہنے لگی یا رسول اللہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا مجھ کو اس اونٹنی پر نجات دے گا تو میں اس کی قربانی کرونگی۔ عورت کی اس بات سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے تُو نے اس اونٹنی کے واسطے بُرا بدلہ تجویز کیا ہے ایک تو خدا تجھ کو اس بات پر نجات دے۔ پھر تو اس کی قربانی کرے یہ گناہ کی بات ہے اور گناہ کی بات ہے اور گناہ میں نذر نہیں ہوتی اور نہ اُس چیز میں نذر ہوتی ہے جس کی تو مالک نہ ہو اُونٹنی میرے اُونٹوں میں سے ہے۔ تیری ملکیت نہیں ہے جو تیری نذر اس پر جاری ہو سکے تو خدا کی برکت کے ساتھ اپنے گھر جا۔

(اگر خدا مجھے اس اُونٹنی پر نجات دے گا تو میں اس کی قربانی کروں گی۔) ابن ہشام کا یہ فقرہ واضح اور صاف نہیں ہے اور شاید ناظرین کی سمجھ میں نہ آئے کہ اس کا مطلب کیا ہوا۔ اس لئے ہم اس کی مختصر تشریح یہاں کر دیتے ہیں۔

واقعہ یہ ہوا تھا کہ اُونٹوں کے ساتھ لٹیرے غفاری چرواہے کی بیوی کو بھی زبردستی ساتھ لے گئے تھے مگر صحابہ نے ان کا تعاقب کیا اور کچھ اونٹوں کو پکڑ لیا جس اونٹنی پر چرواہے کی بیوی سوار تھی اسے بھی بھاگتے ہوئے لٹیرے بدحواسی میں چھوڑ گئے اور وہ اونٹنی کو لے کر صحابہ سے آملی اور ان کے ساتھ مدینہ چلی آئی جب وہ لٹیروں کے پنجے میں گرفتار تھی تو اُس نے منت مانی تھی کہ اگر میں اس اونٹنی پر خیریت کے ساتھ مدینہ پہنچ گئی تو اس کی قربانی کر کے گوشت غریبوں میں تقسیم کرونگی جب اُس نے اپنی نذر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ واہ تو نے اُونٹنی کے احسان کا خوب بدلہ دیا۔ اُونٹنی نے تو تیری جان بچائی اور تو اس کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہے۔ پھر اگر منت ماننی تھی تو اپنی اونٹنی پر مانتی۔ میری اونٹنی کو ذبح کرنے کا اختیار تجھے کہاں سے ہو گیا۔ یہ منت ہی غلط ہے۔

غزوہ بنی مصطلق

حضورؐ کی جہاد کے لئے روانگی

غزوہ ذی قرد کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ گزرا مگر شعبان سنہ 6 ہجری میں خزاعہ کی شاخ بنی مصطلق پر جہاد کی تیاری اور مدینہ میں ابوذر غفاری اور بقول محض نحیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر فرمایا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کو خبر پہنچی کہ بنی مصطلق حضور کی جنگ کے واسطے تیاری کر رہے ہیں اور ان کا

سردار حرث بن ابی ضرار ہے جو حضور کی زوجہ اُم المومنین حضرت جویریہ کا باپ تھا۔

حضورؐ اس خبر کے سُنتے ہی صحابہ کا لشکر لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے اور مقام مریسیع بن جراس کے ایک چشمہ کا نام تھا۔ دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی (یہ مقام ساحل سمندر کے قریب قدیر کے کنارہ پر تھا۔)

بنی مصطلق پر حضورؐ کی فتح

دونوں لشکروں میں خوب جنگ مغلوبہ ہوئی اور قتل وقتال کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غالب کیا بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن عورتوں کو گرفتار کر لیا۔

بُھولے سے ایک مسلمان کا قتل

بنی کلب بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر میں سے ایک مسلمان ہشام بن صبابہ انصار میں سے عبادہ بن صامت کے گروہ کے ایک شخص نے دشمن سمجھ کر قتل کر دیا۔ اس کو اس کے مسلمان ہو جانے کا علم نہ تھا۔

عبداللہ بن ابی کا فتنہ

اسی غزوہ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ چشمہ پر پانی پلانے کچھ لوگ آئے اور حضرت عمر کا پناہ دیا ہوا بنی غفار میں سے ایک شخص جہجاہ بن مسعود تھا وہ بھی اپنے گھوڑے کو پانی پلانے لایا۔ اور سنان بن ورجہنی بن عوف بن خزرج کا حلیف بھی چشمہ پر آیا۔ اور ان دونوں یعنی سنان اور جہجاہ میں کسی بات پر لڑائی ہوگئی اور ان دونوں نے اپنی اپنی حمایت کے واسطے اپنے سرداروں کو پکارا جہجاہ نے مہاجرین کو آواز دی اور سنان نے انصار کو آواز دی۔ عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کو غصہ آیا اور اس نے انصار کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کے برخلاف ابھارنے کے واسطے کہا کہ تم لوگوں نے ان مہاجرین کو اپنے شہر اور اپنے گھروں میں جگہ دی اور ان کو پرورش کیا قسم ہے خدا کی اب جو ہم مدینہ میں واپس جائیں گے تو ضرور عزت والا ذلت والے کو مدینہ سے نکال دے گا۔ پھر انصار سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ سارا تمہارا قصور ہے تم نے اپنے مالوں میں سے ان کو حصہ دیا اور ان کو اپنے گھروں میں رکھا۔ اگر تم اپنے ہاتھ ان لوگوں سے روک لیتے تو یہ کہیں اور چلے جاتے۔

جس وقت عبداللہ بن ابی یہ گفتگو کر رہا تھا تو ایک لڑکا زید بن ارقم نام وہاں کھڑا گفتگو سُن رہا تھا۔ جب عبد اللہ بن ابی کہہ چکا تو زید بن ارقم نے ساری خبر حضور کی خدمت میں جا کر بیان کی اور یہ اُس وقت کا ذکر ہے۔ جب کہ حضورؐ دشمن کی مہم سے فارغ ہو چکے تھے اور عمر بن خطاب بھی حضورؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے عمر بن خطاب نے عرض کیا حضور عباد بن بشر کو حکم فرمائیں تا کہ وہ فوراً جا کر عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیں حضورؐ نے فرمایا اے عمر لوگ یہ کہیں گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں۔ مگر میں اس وقت یہاں سے کوچ کرنے کا

حکم دیتا ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت لشکر کے وہاں سے کُوچ کرنے کا حکم دیا حالانکہ وہ وقت حضورؐ کے کوچ کرنے کا نہ تھا۔ حضور کے حکم فرماتے ہی لشکر نے کوچ کیا اور عبداللہ بن ابی کو خبر پہنچی کہ حضورؐ کو میری گفتگو کی خبر ہوگئی ہے اور زید بن ارقم نے حضور سے کہہ دیا ہے تو وہ اسی وقت دوڑا ہوا حضور کی خدمت میں آیا اور قسم کھائی کہ میں نے ایک حرف نہیں کہا انصار میں سے جو لوگ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے انہوں نے عبداللہ بن ابی کی طرف سے دفع الوقتی کے واسطے حضور سے عرض کیا کہ یارسول اللہ زید بن ارقم بچہ ہے ضرور اس سے بیان کرنے میں غلطی ہوگئی ہوگی (مگر حضور علیہ السلام خاموش رہے۔)

جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایک شخص اُسید بن حضیر نے حاضر ہوکر آپ کو سلام کیا اور عرض کیا یا نبی اللہ آپ نے آج ایسے وقت میں کوچ فرمایا ہے کہ اس وقت آپ کبھی روانہ ہوتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اپنے ساتھی کی بات نہیں سُنی کہ اُس نے کیا کہا ہے اُسید نے عرض کیا یا رسول کس ساتھی کی؟ فرمایا عبداللہ بن ابی کی۔ اُسید نے عرض کیا وہ کیا کہتا ہے۔ فرمایا اُس نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے گا۔ تو عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا۔ اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ پس تو آپ ہی اس کو مدینہ سے نکالیں گے اگر آپ چاہیں گے قسم ہے خدا کی آپ عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے پھر اُسید نے عرض کیا یا رسول اللہ عبداللہ بن ابی کے واسطے لوگوں نے تاج بنایا تھا کہ اس کو بادشاہ کریں گے مگر حضور کے تشریف لانے سے وہ بات رہ گئی اس لئے وہ خیال کرتا ہے کہ حضور نے اس کی بادشاہت چھین لی۔ حضور اُس کی بات کا خیال نہ فرمائیں۔

حضور کے اس وقت کوچ فرمانے کا یہی سبب تھا کہ لوگ اس گفتگو سے رُک جائیں پھر حضور دن بھر چلے اور رات بھر چلے۔ جب صبح ہوئی تو دھوپ نے لوگوں کو ستایا آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ اُترے اور سب لوگ سو گئے پھر حضور حجاز کے راستہ پر تشریف لائے اور ایک چشمہ پر جس کو بقعا کہتے تھے فروکش ہوئے۔

جب حضور اس مقام سے روانہ ہوئے تو ایسے زور کی آندھی چلی۔ جس سے لوگ بہت پریشان ہوئے حضور نے فرمایا تم لوگ پریشان نہ ہو یہ آندھی ایک بڑے کافر کی موت کے سبب سے چلی ہے چنانچہ جب مدینہ میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ رفاعہ بن زید بن تابوت مرگیا تھا یہ منافقوں کا سردار اور اُن کا سرگروہ تھا۔

پھر قرآن شریف میں عبداللہ بن ابی کی گفتگو کے متعلق آیات نازل ہوئیں اور حضورؐ نے زید بن ارقم کا کان پکڑ کر فرمایا کہ اس نے اپنے کان سے سُن کر خُدا کی محبت کے سبب سے مجھ سے بیان کیا۔

عبداللہ بن عبداللہ بن ابی نے بھی اپنے باپ کے اس قول کو سُنا اور حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ عبداللہ بن ابی میرے باپ کو قتل کرانا چاہتے ہیں۔ بسبب اُس بات کے جو آپ نے سُنی ہے۔ اگر آپ ضرور ہی اُس کام کو کرنا چاہتے ہیں تو مجھ کو حکم دیجئے کہ میں اس کا سر آپ کی خدمت میں حاضر کروں حالانکہ قسم ہے خدا کی خزرج اس بات کو جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص اپنے باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا نہیں ہے اس معاملہ میں مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میرے سوا کسی اور شخص کو آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اور اس نے قتل کیا تو مجھ سے یہ ہرگز نہ ہو سکے گا کہ میں اُس کو زمین پر زندہ چھوڑ دوں پھر میں اس مومن کو کافر کے بدلہ میں قتل کرنے سے دوزخ میں جاؤں گا۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ میں خود ہی اُس کو قتل کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہمارا اسے قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں بلکہ ہم اس سے مہربانی کے ساتھ پیش آئیں گے اور اسے اپنی محفل میں بیٹھنے کا موقع دیں گے۔ اسی طرح شاید اس کی اصلاح ہو جائے۔

پھر اس کے بعد عبداللہ بن ابی جب کوئی ایسی ویسی بات کہتا اُسی کی قوم اُس کو سخت وسُست کہتی تھی اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب نے فرمایا کہ اے عمر جس دن تم نے مجھ سے اس کے قتل کرانے کے واسطے کہا تھا۔ اگر میں اس کو قتل کرا دیتا تو لوگ مجھ سے بدظن ہو جاتے اور اب اگر ان ہی لوگوں کو میں اس کے قتل کا حکم کروں تو وہ خود اس کو قتل کر دیں۔ عمر کہتے ہیں قسم ہے خُدا کی میں نے جان لیا کہ بے شک حضور کی رائے میری رائے سے افضل و بہتر ہے۔

ہشام بن صبابہ کے خُون بہا کی ادائیگی اور اس کے بھائی کی غداری

مقیس بن صبابہ مکہ سے مسلمان ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں اور حضورؑ سے اپنے بھائی کا خونبہا چاہتا ہوں یعنی ہشام بن صبابہ کا جس کو مسلمانوں نے بھول کر قتل کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو خونبہا دے دیا یہ چند روز تو مسلمان رہا پھر اپنے بھائی کے قاتل کو غفلت میں موقع پا کر قتل کر کے مکہ روانہ ہو گیا اور اسلام سے بھی پھر گیا۔

اس غزوہ میں مسلمانوں کا شعار

ابن ہشام کہتے ہیں بنی مصطلق کی جنگ میں مسلمانوں کا شعار یہ تھا۔ یَا مَنْصُوْر اَمِتْ اَمِتْ.

مقتولین بنی مصطلق

غزوہ بن مصطلق میں سے اس جنگ میں جو لوگ قتل ہوئے ان میں سے حضرت علی نے مالک اور اس

کے بیٹے کو قتل کیا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک شہ سوار کو جس کا نام احمر یا اُحیمر تھا قتل کیا۔

بنی مصطلق کے قیدی

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اُس جنگ میں بہت سے قیدی آئے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں تقسیم کیا۔ اور اُم المؤمنین جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بھی انہیں قیدیوں میں تھیں۔

حضرت جویریہ کا نکاح آنحضورؐ سے

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو تقسیم فرمایا تو جویریہ بنت حارث ایک صحابی ثابت بن قیس بن شماس کے حصہ میں آئیں یا اس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی تھیں جس سے جویریہ نے کتابت کر لی۔[1] اور جویریہ نہایت خوبصورت ملاحت والی خاتون تھیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جویریہ کو میں نے اپنے حُجرہ کے دروازہ پر آتے ہوئے دیکھا۔ اور اُن کا آنا مجھے ناگوار گذرا کیونکہ مجھے خیال ہوا کہ جو حُسن اِن کا میں نے دیکھا ہے حضور بھی دیکھیں گے پھر جویریہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ میں جویریہ سردار قوم حارث بن ابی ضرار کی لڑکی ہوں۔ جو مصیبت مجھ پر پڑی ہے۔ وہ آپ پر پوشیدہ نہیں۔ میں ثابت قیس یا اس کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آئی تھی۔ میں نے اُس سے کتابت کر لی ہے۔ مگر میرے پاس اُسے دینے کے لئے کچھ نہیں ہے میں آپ کی خدمت میں اس غرض سے آئی ہوں کہ آپ مجھے یہ رقم عنایت فرمائیں تاکہ میں اُس کو دے کر آزاد ہو جاؤں حضورؐ نے فرمایا اے جویریہ کیا اس سے بہتر بات کی بھی تمہیں ضرورت ہے؟ جویریہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے۔ فرمایا وہ بات یہ ہے کہ میں تمہاری رقم ادا کر دیتا ہوں اور اس کے بعد تم مجھ سے شادی کر لو۔ جویریہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قبول ہے۔

صحابہ کے دلوں میں حضورؐ کے ادب واحترام کی ایک عجیب مثال

جب یہ خبر لوگوں میں مشہور ہوئی کہ حضورؐ نے جویریہ بنت حارث سے شادی فرما لی ہے تو لوگوں نے حضورؐ کے اس رشتہ کے سبب سے بنی مصطلق کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اور حضور کے شادی فرمانے سے اُسی روز اس قبیلے کے سو آدمی قید سے آزاد[2] ہو گئے۔ ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک

---

[1] یعنی جس صحابی کی قید میں تھیں اسے کچھ رقم نقد ادا کر کے آزادی کا وعدہ لے لیا۔ (اسمٰعیل)

[2] ایک سو قیدی تو صرف بنی مصطلق کے تھے ان کے علاوہ دوسرے قبیلوں کے جو آدمی اس جنگ میں گرفتار

جویریہ سے بڑھ کر کوئی عورت اپنی قوم کے لئے برکت کا موجب نہیں ہوئی۔

ایک عجیب غلط فہمی

جب بنی مصطلق کے یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو حضور نے ان کی طرف ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ جب ولید ان کے پاس پہنچے اور اُن لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ استقبال کے واسطے سوار ہوئے۔ ولید اُن کی جماعت کو دیکھ کر سمجھے کہ یہ لوگ میرے قتل کو آئے ہیں اور بغیر تحقیق کئے بھاگ کر حضور کی خدمت میں چلے آئے۔ اور یہ بیان کیا کہ حضور وہ لوگ تو میرے قتل پر آمادہ ہو گئے اور زکوٰۃ نہیں دی۔ مسلمانوں کو اس بیان سے بہت غصہ آیا۔ اور اُن پر جہاد کا ارادہ کیا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جہاد کا قصد کیا مسلمان اُسی ارادہ میں تھے کہ بنی مصطلق کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یارسول اللہ جب آپ کا پیغامبر ہمارے پاس آیا تو ہم اس کے استقبال کے واسطے نکلے اور زکوٰۃ بھی ہم اُس کو دینی چاہتے تھے۔ مگر وہ خود بخود بھاگ آیا۔ ہم نے سُنا ہے کہ آپ سے اس نے کہا کہ ہم کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ قسم ہے خُدا کی ہم اس واسطے نہیں نکلتے تھے۔

اسی سفر میں افک کا واقعہ پیش آیا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

واقعہ افک یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان کی کیفیت

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی بیبیوں پر قرعہ ڈالتے تھے۔ جس کا نام قُرعہ میں نکل آتا اسے ہمراہ لے جاتے۔ جب بنی مصطلق کا غزوہ ہوا۔ تب بھی حضورؐ نے قرعہ ڈالا۔ اور حضرت عائشہ کا قرعہ نکلا۔ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو لے کر تشریف لے گئے۔ فرماتی ہیں دوسری عورتیں بدن کی بھاری تھیں اور میں ہلکی تھی میں ہووج میں بیٹھ جاتی تھی اور لوگ میرے ہووج کو اُٹھا کر کس دیتے تھے پھر اونٹ لے کر چلے جاتے تھے۔ فرماتی ہیں حضورؐ واپسی میں مدینہ کے قریب پہنچے تو منزل پر حضورؐ نے قیام فرمایا اور رات بھر رہے۔ پھر رات ہی میں کوچ کا حکم دیا۔ اور لوگ روانہ ہونے لگے حاجت ضروری کو گئی ہوئی تھی وہاں میری گردن سے ایک قیمتی ہار کھل پڑا میں اس کو ڈھونڈنے لگی مگر وہ مجھے نہ ملا۔ پھر میں جو اپنے مقام پر آئی تو میں نے دیکھا کہ لوگ کوچ کر رہے تھے۔ میں پھر اس ہار کو ڈھونڈھنے چلی آئی او مجھ کو مل گیا۔ پھر جو میں واپس آئی تو دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے اور مجھ کو

ہوئے ان کی تعداد پانچ سو تھی یعنی مسلمانوں نے صرف حضرت جویریہ کی خاطر اپنے چھ سو قیدیوں کو چھوڑ کر اپنے آقا کی محبت کا نہایت روشن ثبوت دیا۔ (محمد اسماعیل)

ہووج میں بیٹھا ہوا سمجھ کر میری ہووج اُونٹ پر کس کر لے گئے تھے پھر میں نے لشکر کے لوگوں کو تلاش کیا وہاں ایک بھی آدمی نہ تھا۔ مجھ کو نہایت قلق اور بے چینی ہوئی اور میں اُسی جگہ لیٹ رہی تا کہ جو کوئی مجھ کو ڈھونڈنے آئے وہیں دیکھ لے۔ پس صفوان بن معطل سلمی میرے پاس سے گذرا اور میں لیٹی ہوئی تھی۔ صفوان لشکر سے کسی ضرورت کے سبب پیچھے رہ گیا تھا۔ صفوان میرے قریب آیا۔ (صفوان نے پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے مجھ کو دیکھا تھا۔) اب جو اس نے مجھ کو دیکھا تو کہنے لگا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور میں اپنے کپڑے لپیٹ کر بیٹھ گئی۔ صفوان نے مجھ سے کہا کیا حال ہے خدا تم پر رحم کرے؟ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے صفوان کو جواب نہ دیا پھر صفوان نے اپنا اُونٹ میرے قریب کیا اور خود پیچھے ہٹ گیا میں اس پر سوار ہوئی اور صفوان اس کی نکیل پکڑ کر آگے ہو لیا۔ اور لشکر کی تلاش میں تیزی کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور لشکر ٹھہرا تو صفوان نے مجھ کو لے کر لشکر میں پہنچ گیا اس کے بعد تہمت لگانے والوں نے جو کچھ کہنا تھا اُنہوں نے کہا مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی۔ یہاں تک کہ جب ہم مدینہ میں پہنچے تو میں بیمار ہوگئی اور تہمت کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش زد ہوئی اور میرے والدین کو بھی پہنچی مگر کسی نے مجھ سے ذکر تک نہیں کیا صرف اتنی بات ہوئی کہ اس سے پہلے جو میں بیمار ہوتی تھی تو حضورؐ از حد دل جوئی فرمایا کرتے تھے اس مرتبہ میں نے حضور کی وہ توجہ اپنے حال پر نہ دیکھی اور جب حضور گھر میں آتے تو میری والدہ اُم رومان سے جو بیماری میں میرے پاس تھیں فقط اتنا فرماتے کہ اب یہ کیسی ہیں۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ فرماتے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب میں نے حضور کی حالت دیکھی تو عرض کیا یا رسول اگر آپ مجھ کو اجازت دیں تو اپنے والدین کے ہاں اس بیماری کے دنوں میں رہ آؤں؟ حضور نے فرمایا تمہیں اختیار ہے پس میں اپنے والدین کے پاس گئی اور اس وقت تک مجھ کو اس تہمت کی کچھ خبر نہ تھی اور درد کی تکلیف سے میں بہت کمزور اور ناتواں ہوگئی تھی اور ہم لوگوں کے گھروں میں اس طرح کے پاخانے نہ تھے جیسے عجم کے لوگوں میں رسم ہے کہ گھر میں پاخانہ بناتے ہیں ہم لوگ جنگل میں شہر کے باہر قضا حاجت کو جایا کرتے تھے اور عورتیں رات کو جاتی تھیں فرماتی ہیں کہ کچھ اوپر بیس راتوں کے بعد میں قضاء حاجت کو اُم مسطح بنت ابی رہم بن مطلب بن عبد مناف کے ساتھ چلی۔ اُم مسطح نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ مسطح کو خدا خراب کرے (مسطح کا نام عوف تھا) عائشہ فرماتی ہیں مَیں نے کہا تم ایسے شخص کو اس طرح کہتی ہو جس نے ہجرت کی ہے اور بدر میں شریک ہوا ہے اُم مسطح نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی کیا تجھ کو خبر نہیں ہے کہ مسطح نے کیسی بات کہی ہے میں نے کہا مجھ کچھ خبر نہیں اُم مسطح نے سارا واقعہ تہمت کا مجھ سے بیان کیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس خبر کو سُن کر میں ایسی بدحال ہوئی کہ قضاءِ حاجت بھی پورے پورے نہ کر سکی پھر اُلٹی گھر آ گئی اور اس قدر روتی رہی کہ رونے کے صدمہ سے قریب تھا کہ میرا جگر پھٹ جاتے اور میں نے اپنی ماں سے کہا کہ لوگ میری نسبت کیا کیا باتیں کر رہے ہیں اور تم نے مجھ سے ایک بات بھی نہ کہی۔ میرے والدہ نے کہا کہ اے بیٹی کچھ رَنج نہ کر۔ جس شخص کے پاس خوبصورت بیوی ہوتی ہے اور وہ اس کو چاہتا ہے اور سوکنیں بھی ہوتی ہیں تو اس پر لوگ ضرور تہمت لگاتے ہیں۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر حضورؐ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور مجھ کو اس کی کچھ خبر نہ تھی کہ حضور کیا بیان فرمائیں گے۔ پس آپ نے خدا کی حمد وثنا بیان کی پھر فرمایا اے لوگوں کیا بات ہے کہ بعض آدمی میرے گھر کے لوگوں کی طرف سے مجھ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں اور حق کے خلاف کہتے ہیں قسم ہے خدا کی میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں بجز بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا اور ایسے شخص کی نسبت کہتے ہیں جس کو میں بہت نیک جانتا ہوں اور میرے گھروں میں سے کسی گھر میں بجز میرے ساتھ کے داخل نہیں ہوتا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اس تہمت کا بانی عبداللہ بن ابی سلول تھا اور خزرج کے چند لوگ جن میں مسطح اور حمنہ بنت جحش بھی تھے اس کے ساتھ شریک تھے اور حمنہ کے شریک ہونے کا یہ سبب تھا کہ حمنہ کی بہن زینب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جو التفات میری جانب تھا اور کسی بی بی سے نہ تھا زینب کو خدا نے ان کی دینداری کے سبب سے رشک وحسد سے محفوظ رکھا مگر حمنہ بہن کی خاطر مجھ سے ضِد رکھتی تھی اور اسی سبب سے اس تہمت میں شریک ہوئی۔ جب حضور نے صحابہ میں تقریر مذکور بیان کی اُسید بن حضیر نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر یہ تہمت اٹھانے والے لوگ اوس میں سے ہیں تو میں ان کی سزا دہی کے واسطے کافی ہوں اور اگر وہ ہمارے خزرجیوں میں سے ہیں تو آپ مجھ کو حکم دیں قسم ہے خدا کی وہ اس لائق ہیں کہ ان کی گردنیں ماری جائیں۔

عائشہ فرماتی ہیں اُسید کا یہ کلام سُن کر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا ''قسم ہے خدا کی تو جھوٹا ہے تو نے یہ بات اس وجہ سے کہی ہے تو جانتا ہے کہ وہ لوگ خزرج میں سے ہیں اگر وہ تیری قوم میں سے ہوتے تو ہرگز تُو یہ بات نہ کہتا اور تُو ہرگز ان کی گردن نہیں مار سکتا۔'' اُسید نے کہا قسم ہے خُدا کی تُو جھوٹا ہے اور تو منافق ہے جو منافقوں کی حمایت کرتا ہے اور یہاں تک ان دونوں میں بدزبانی ہوئی کہ قریب تھا کہ اوس اور خزرج میں جنگ ہو جائے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر سے اُتر کر دونوں کو ٹھنڈا کیا اور پھر گھر تشریف لے گئے اور علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلا کر مشورہ کیا۔ اُسامہ نے تو میرے حق میں اچھی باتیں کہیں اور کہا یا رسول اللہ یہ خبر بالکل جھوٹ ہے میں آپ کی اہل کی نسبت بجز بھلائی کے اور کچھ

نہیں جانتا اور علی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے لئے عورتوں کی کچھ کمی نہیں ہے آپ بہت سی شادیاں کر سکتے ہیں۔ آپ عائشہ کی لونڈی سے دریافت فرمائیں۔ یقین ہے وہ آپ سے سچ سچ کہہ دے گی۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو دریافت کرنے کے واسطے بلایا اور علی نے بریرہ کو خوب مارا اور کہا سچ سچ کہہ دے۔ بریرہ نے کہا میں نے عائشہ میں کبھی کچھ برائی نہیں دیکھی ہے اور میں عائشہ میں کوئی عیب نہیں پاتی سوائے اس کے وہ نوعمر لڑکی ہیں۔ میں آٹا گوندھ کر رکھتی ہوں اور عائشہ سے کہتی ہوں اس کو دیکھتی رہنا۔ مگر وہ سو جاتی ہے اور آٹا بکری کھا لیتی ہے۔

عائشہ فرماتی ہیں پھر حضور میرے پاس آئے میرے ماں باپ اور انصاری کی ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی میں رو رہی تھی اور وہ عورت بھی رو رہی تھی حضورؐ آن کر بیٹھے اور خدا کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا اے عائشہ جو خبر لوگوں (میں) تمہاری نسبت مشہور ہو رہی ہے تم نے بھی سُنی ہے۔ پس اگر وہ سچ ہے تب تم خدا سے معافی مانگو اور توبہ کر لو۔ خدا بندہ کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ فرماتی ہیں حضور کے اس ارشاد سے میرے آنسوؤں کی لڑیاں تھم گئیں اور میں اس انتظار میں ہوئی کہ میرے ماں باپ حضورؐ کو کچھ جواب دیں گے مگر وہ جب بیٹھے رہے اور میں اپنے تئیں اس مرتبہ کا نہ سمجھتی تھی کہ میری بریت خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں نازل فرمائے گا جو مسجدوں میں نماز میں پڑھی جائے گی۔ ہاں یہ خیال کرتی تھی کہ شاید خدا تعالیٰ کوئی خواب حضور کو اس طرح کا دکھاوے جس سے میری بریت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جائے یا ویسے ہی خبر دے دے۔

فرماتی ہیں میں نے اپنے والدین سے کہا تم حضور کو میری طرف سے جواب کیوں نہیں دیتے ہو انہوں نے کہا ہم کیا جواب دیں کوئی جواب ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔

فرماتی ہیں میں نہیں جانتی کہ کسی گھر پر ایسی آفت نازل ہوئی ہو گی۔ جو ان دنوں میں ابوبکر کے گھر پر نازل ہو رہی تھی۔ فرماتی ہیں جب میرے ماں باپ نے کچھ جواب نہ دیا تو میں رونے لگی۔ اور میں نے کہا میں خُدا سے کس بات کی توبہ کروں۔ اگر میں انکار کرتی ہوں تو آپ کو یقین نہ آوے گا۔ حالانکہ خدا جانتا ہے کہ میں اس الزام سے بَری ہوں۔ اور اگر اقرار کرتی ہوں اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو

---

[1] حضرت علی نے حضرت عائشہ پر کوئی شک ظاہر نہ کیا۔ بلکہ آنحضور کی دلجوئی کی خاطر صرف اتنا کہا کہ اگر آپ علیحدگی اختیار کرنا چاہیں تو اور نکاح کر سکتے ہیں۔ اس کے بالمقابل بخاری کی ایک روایت خود حضرت عائشہ کی زبانی یہ ہے کہ **کان علی مُسْلِمًا فی شانها**۔ یعنی علی میرے معاملہ میں سلامت رہے۔ (محمد اسمٰعیل)

ضرور آپ کو یقین آ جائے گا۔

پھر میں نے حضرت یعقوب کا نام یاد کیا تو اُن کا نام مجھے یاد نہ آیا۔ تب میں نے کہا یوسف کے باپ کی طرح سے میں کہتی ہوں۔ فَصَبْرٌ[1] جَمِیْلٌ وَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ ۔(سورۃ یوسف آیت 18) فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہیں بیٹھے ہی تھے کہ وحی کی آمد ہوئی اور حضورؐ کے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ رکھ دیا گیا اور چادر اوڑھا دی گئی جب میں نے یہ دیکھا تو میں کچھ نہ گھبرائی کیونکہ میں جانتی تھی کہ میں پاک وصاف ہوں۔ خدا خدا مجھ پر ظلم نہ کرے گا بلکہ ضرور میری برّیت ظاہر فرمائے گا۔ مگر میرے والدین کو ایسا صدمہ تھا کہ قریب تھا اُن کی روح پرواز کر جائے۔ اس خوف سے کہ کہیں خداوند تعالیٰ لوگوں کی تہمت کے موافق آیت نازل نہ فرمائے پھر جب وحی تمام ہو چکی تو حضور بیٹھ کر پیشانی پر سے پسینہ صاف کرنے لگے اور فرمایا اے عائشہ خوش ہو جا کہ خدا نے تیری بریت نازل فرمائی۔ میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور جو آیات نازل ہوئی تھیں ان کو لوگوں سے بیان کیا پھر مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش کو حَدِ قذف لگانے کا حکم فرمایا کیونکہ یہی لوگ اس تہمت کی اشاعت کے باعث تھے۔ پس حد ان پر لگائی گئی یعنی ہر ایک کو اسّی 80 اسّی 80 کوڑے لگے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری کی بیوی اُم ایوب نے ان سے کہا اے ابو ایوب تم سنتے ہو کہ لوگ عائشہ کے حق میں کیا کہہ رہے ہیں ابوایوب نے کہا ہاں میں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے اے اُم ایوب کیا تم ایسا فعل کر سکتی ہو اُم ِایوب نے کہا قسم ہے خدا کی میں ایسے فعل کی مرتکب نہیں ہو سکتی جس کی تہمت لوگ عائشہ پر لگا رہے ہیں۔ ابوایوب نے کہا پھر عائشہ جو تم سے افضل و بہتر ہیں وہ کب ایسے فعل کی مرتکب ہو سکتی ہیں۔

جب حضرت عائشہ کی بریت قرآنی آیات سے ظاہر ہو گئی تب حضرت ابوبکر نے قسم کھائی کہ میں اب مسطح کے ساتھ کوئی سلوک نہ کروں گا اور نہ کچھ اس کو نفع پہنچاؤنگا۔ اور حضرت ابوبکر مسطح کے ساتھ بسبب قرابت اور اس کے غریب ہونے کے بہت سلوک کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق جو آیت نازل فرمائی اس کا ترجمہ یہ ہے۔

تم میں سے فضل اور کشائش والوں کو قرابت داروں اور مسکینوں اور راہِ خُدا میں ہجرت کرنے والوں کے ساتھ سلوک نہ کرنے پر قسم نہ کھانی چاہیئے بلکہ اُن کو معاف اور درگزر کرنا چاہیئے اے مسلمانو! کیا تم یہ بات

---

[1] پس صبر وشکر ہی بہتر ہے۔ خدا ہی میری اس معاملہ میں مدد کرے گا جو تم لوگ بیان کرتے ہو۔

نہیں چاہتے ہو کہ خُدا تمہاری بخشش فرمائے اور خُدا بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابوبکر نے جس وقت یہ خدائی حکم سُنا تو فرمایا بیشک میں چاہتا ہوں کہ خُدا میری بخشش فرمائے اور میں ہرگز مسطح کو جو کچھ دیتا تھا اس کو منقطع نہ کرونگا۔

جب صفوان بن معطل کو اس بات کی خبر ہوئی کہ حسان نے ان کی نسبت تہمت کی اور ان کی ہجو میں شعر بھی کہے۔ تو صفوان تلوار لے کر حسان کے سامنے آئے اور ایک ضرب حسان کے لگائی۔ ثابت بن قیس نے کہا اس نے حسان کو ایسی تلوار ماری ہے کہ میرے خیال میں اُس کو قتل کر دیا۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا اس واقعہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہے یا نہیں صفوان نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ خبر نہیں ہے۔ اس پر سب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا۔ حضور نے حسان کو طلب فرمایا صفوان نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے میری ہجو میں شعر کہے مجھ کو غصہ آ گیا میں نے اس کے تلوار ماری حضورؐ نے حسان سے فرمایا اے حسان تم کو ایسی باتیں نہ چاہئیں کیا تم کو یہ بات ناگوار گذری کہ صفوان کی قوم کو خُدا نے اسلام کی ہدایت فرمائی پھر فرمایا اے حسان یہ زخم تجھ کو لگا ہے یہ معاف کر دے حسان نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو اختیار ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں اس زخم کے بدلہ میں حضور نے حسان کو بیر حائد جو بنی حدید کا اب مدینہ میں محل ہے عنایت کیا اور یہ ابی طلحہ بن سہل نے حضور کی نذر کیا تھا اور ایک قبطیہ لونڈی سیرین نام بھی عنایت کی جس سے حسان کا بیٹا عبدالرحمان پیدا ہوا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر لوگوں نے دیکھا کہ صفوان حصُور شخص تھا۔ اُس کو عورتوں سے رغبت نہ تھی۔ اور آخر کسی جنگ میں شہید ہوا۔

صلح حدیبیہ

حضورؐ کی عمرہ کے لئے روانگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رمضان اور شوال کے مہینے رہے پھر ذیقعد سنہ 6 ہجری میں آپ عمرہ کرنے کے ارادہ سے تشریف لے گئے آپ کا جنگ کا ارادہ بالکل نہ تھا۔ اور مدینہ میں حضور نے نمیلہ بن عبد اللہ لیثی کو حاکم مقرر کیا۔

حضورؐ کی احتیاط

یہ سُن کر حضورؐ عمرہ کے لئے مکہ جا رہے ہیں چاروں طرف سے عرب کے لوگ حضورؐ کے ساتھ عمرہ کی

شرکت کے واسطے آنے شروع ہوئے اور حضور کو یہ اندیشہ تھا کہ قریش آپ سے جنگ کرنے کے لئے تیار نہ ہو جائیں اور خانہ کعبہ میں جانے سے روک دیں۔ الغرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار اور گرد و نواح کے عربوں کے ساتھ احرام باندھ کر ہدی کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آپ جنگ کے ارادہ سے جاتے ہیں بلکہ یہ جانیں کہ آپ فقط زیارت کے واسطے جاتے ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور کو ستر 70 اُونٹ ہدی یعنی قربانی کے واسطے لے گئے تھے اور ہر اُونٹ دس آدمیوں کی طرف سے تھا۔

حضور کے مقابلہ میں قریش کی جنگ کے لئے تیاری

جابر کہتے ہیں حُدیبیہ کے سفر میں ہم چودہ سو آدمی حضور کے ساتھ تھے۔ جب حضورؐ مقام عسفان میں پہنچے۔ بشر بن سفیان کعبی حضور سے آن کر ملا اور اس نے کہا یا رسول اللہ قریش حضورؐ کی روانگی کی خبر سُننے کے بعد درندوں کی کھالیں پہن کر بڑی تیاری سے حضورؐ کے مقابلہ کو آئے ہیں اور مقام ذی طوی میں ٹھہرے ہیں اور خدا سے انہوں نے عہد کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے نہ دیں گے۔

حضورؐ کا افسوس

حضورؐ نے اس خبر کو سُن کو فرمایا قریش کو کیا ہو گیا ہے ان کو خرابی ہولڑائی ان کو کھا گئی ہے۔ پھر بھی یہ باز نہیں آتے۔ اگر یہ مجھ کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دیں اور خود الگ ہو جائیں تو بہتر ہے اگر مجھ کو خدا نے عرب پر غالب کیا تب یہ بھی اسلام اختیار کر لیں یا جنگ کریں۔ اور اگر میں عرب سے مغلوب ہو گیا تب انکا مطلب آسانی سے حاصل ہو جائے گا۔ قسم ہے خدا کی میں دین کی اشاعت کے واسطے ہمیشہ انتہائی کوشش کروں گا۔ جس کے ساتھ خدا نے مجھ کو بھیجا ہے یہاں تک کہ خُدا اس دین کو غالب کر دے۔

جنگ سے بچنے کے لئے راستہ کی تبدیلی

پھر فرمایا ایسا کون شخص ہے جو ہم کو ایسا راستہ بتائے جو قریش کے راستہ سے جُدا گانہ ہو بنی اسلم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا راستہ میں جانتا ہوں۔ چنانچہ یہ شخص سارے قافلہ کو لے کر پہاڑوں کی گھاٹیوں میں سے گزرتا ہوا ایک نرم زمین کی طرف آیا اور مسلمانوں پر یہ راستہ بہت شاق گزرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسلمانو! کہو کہ ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں اور توبہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے یہ لفظ کہے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تمہارا کہنا ایسا ہے جیسے بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ لفظ حِطَّةٌ کہو گر اُنہوں نے نہیں کہا تھا۔

حضورؐ کی ہدایت مقام حدیبیہ میں قیام کی

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ دائیں طرف سے مقام حمض کی پشت پر ہو کر ثنیۃ المرار کے راستہ سے مکہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ میں اُتر چلو۔ چنانچہ تمام لشکر اسی راستہ سے مقام حدیبیہ میں آ گیا۔ اور قریش کے سواروں نے جب حضورؐ کے لشکر کو اس طرف سے آتے ہوئے دیکھا۔ فوراً اُنھوں نے قریش کو خبر کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ثنیۃ المرار میں جا رہے تھے۔

اُونٹنی کا بیٹھ جانا اور قریش کے متعلق حضورؐ کا ارشاد

یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگ کہنے لگے اُونٹنی تھک گئی۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تھکی نہیں ہے اور نہ اس طرح بیٹھ جانا اس کی عادت ہے۔ بلکہ اس ذات نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا۔ آج قریش صلہ رحمی کے جو حقوق مجھ سے طلب کریں گے۔ مَیں ان کو دوں گا۔ پھر لوگوں سے فرمایا کہ اسی جگہ اتر پڑو۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ اس جنگل میں پانی نہیں ہے۔

خشک جنگل میں پانی کا پیدا ہو جانا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکال کر ناجیہ بن جندب بن عمیز بن یعمر بن وارم بن عمر بن واثلہ بن سہم بن مازن بن سلامان بن اسلم بن افصی بن ابی حارثہ کو عنایت کیا۔ یہ شخص حضور کے اُونٹ ہکایا کرتا تھا اور فرمایا اِن گڑھوں میں سے ایک گڑھے میں تیر کو گاڑ دے۔ تیر کا گاڑنا تھا کہ پانی کا فوارہ بڑے زور کے ساتھ وہاں سے جاری ہوا۔ یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور سب نے مَشکیں بھر لیں۔ بعض اہلِ علم کا بیان ہے کہ براء بن عازب کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تیر گڑھے میں گاڑھا تھا۔

مفاہمت کی کوشش بُدیل بن ورقا کی طرف سے

ابن شہاب زہری کا بیان ہے کہ جب حضورؐ اس مقام پر آن کر ٹھہرے بُدیل بن ورقاء خزاعی بن خزاعہ کے چند لوگوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ آپ کس کام کے واسطے تشریف لائے ہیں؟ حضورؐ نے بیان کیا کہ ہم صرف کعبہ کی زیارت کو آئے ہیں۔ جنگ وحرب کے لئے نہیں آئے۔ یہ لوگ حضورؐ کا جواب سُن کر قریش کے پاس گئے اور کہا کہ اے گروہِ قُریش ناحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جنگ کی تیاری میں جلدی کر رہے ہو۔ حالانکہ محمد جنگ کے واسطے نہیں آئے وہ تو صرف کعبہ کی

زیارت کے واسطے آئے ہیں۔

قریش کا انکار

قریش نے ان لوگوں کی بات کا یقین نہ کیا اور کہا کہ ایسا کبھی نہ ہوسکتا کہ محمد زیارت کا دھوکہ دے کر ہمارے شہر کو فتح کر لیں اور پھر تمام عرب میں ہماری اس بیوقوفی اور دھوکے میں آ جانے کا چرچا پھیلے۔ بنی خزاعہ کے مشرک سب حضور کے خیر خواہ تھے مکہ کی کوئی بات آپ سے پوشیدہ نہ رکھتے تھے۔

قریش کی طرف سے مکرز کا حضورؐ کی خدمت میں آنا

پھر مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کرز بن حفص بن اخیف عامری کو بھیجا جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آتے دیکھا فرمایا یہ شخص غدر کرنیوالا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ ہم زیارت کو آئے ہیں جیسا کہ بدیل سے فرمایا تھا۔ اس نے قریش سے آن کر یہی بیان کیا۔

قریش کا دوسرا قاصد حلیس

قریش نے پھر حلیس بن علقمہ یا ابن زبان کو جو مختلف قبیلوں کی فوج کا سردار تھا۔ حضورؐ کے پاس بھیجا یہ شخص بنی حرث بن عبد مناۃ کے قبیلہ سے تھا۔ جب اس کو حضورؐ نے آتے ہوئے دیکھا فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو خدا کے ماننے والے ہیں اس کو قربانی کے اُونٹ دکھا دو تا کہ اس کو ہماری بات کا زیادہ اعتبار ہو۔ جب اُس نے قربانی کے اُونٹ دیکھے وہیں سے قریش کے پاس اُلٹا چلا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی نہیں آیا۔ اور قریش سے جا کر سارا قصہ بیان کیا۔ قریش نے اس سے کہا تو ایک دیہاتی آدمی ہے تجھ کو ان باتوں کی کیا خبر جا تو اپنی جگہ پر بیٹھ۔

حلیس اس بات کو قریش سے سُن کر بہت خفا ہوا اور کہا اے قریش قسم ہے خدا کی اس بات پر ہم نے تم سے عہد نہیں کیا ہے اور نہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ جو شخص خانہ کعبہ کی زیارت کو آئے ہم اُس کو روک دیں قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں حلیس کی جان ہے یا تو تم محمد کو زیارت کرنے دو۔ ورنہ میں ایک دَم میں اپنے تمام لشکر کو لے کر چلا جاتا ہوں۔ قریش نے مصلحت وقت کو خیال کر کے کہا خفا نہ ہو ہم خود ایسی بات کی فکر میں ہیں۔ جس سے تم خوش ہو جاؤ گے۔

قریش کا تیسر قاصد عروہ بن مسعود

پھر قریش نے حضورؐ کی خدمت میں عروہ بن مسعود ثقفی کو روانہ کیا عروہ نے کہا اے قریش میں اُن لوگوں

کو دیکھ چکا ہوں جن کو تم نے محمد کے پاس بھیجا۔ اور پھر اُن کے ساتھ سخت کلامی کی اور تم جانتے کہ تم میرے بجائے والد کے ہو اور میں تمہارے بجائے فرزند کے ہوں اور عروہ سبیعہ بنت عبد شمس کے بیٹے تھے عروہ نے کہا میں نے اس ضرورت کو سُن لیا ہے جو اس وقت تم کو لاحق ہے اور میں نے اپنی قوم میں سے اُن لوگوں کو جمع کر لیا ہے جو میری رائے سے متفق ہیں اور پھر میں خود تمہاری رفاقت کے واسطے آیا ہوں۔ قریش نے کہا بیشک تم سچ کہتے ہو اور تم ہمارے نزدیک معتبر آدمی ہو۔

قریش کے سفیر کا اعتراض اور حضرت ابوبکرؓ کا سخت جواب

پھر عروہ بن مسعود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سامنے بیٹھ کر عرض کیا کہ اے محمد آپؐ نے مختلف اقسام کے لوگوں کو جمع کر لیا ہے اور پھر آپ اپنے بیضہ کی طرف آئے ہیں تا کہ اُس کے شکستہ کر دیں یہ قریش لوگ ہیں۔ انہوں نے بڑی بڑی تیاریاں کی ہیں اور درندوں کی کھالیں پہنی ہیں اور عہد کیا ہے کہ آپ کو مکہ میں داخل ہونے نہ دیں گے۔ اور قسم ہے خدا کی وہ آپ سے بہت نزدیک ہیں اور کل آپ کے مقابل آجائیں گے۔ اور آپ کو بھگا دیں گے حضرت ابوبکر حضور کے پسِ پشت بیٹھے تھے انہوں نے ایک غلیظ گالی دے کر کہا چل دور ہو کیا ہم لوگ حضورؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ نے عرض کیا اے محمدؐ یہ کون شخص ہے فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہیں عروہ نے کہا اگر آپ کا لحاظ مجھ کو نہ ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا۔

سفیر قُریش اور مغیرہ بن شعبہ

عروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگانے لگا۔ اس حالت میں کہ حضور سے بات کرتا جاتا تھا مغیرہ بن شعبہ حضورؐ کے سرہانے ہتھیار لگائے ہوئے کھڑے تھے اُنہوں نے اس کے ہاتھ پر جب وہ حضورؐ کی طرف بڑھاتا مارنا شروع کیا عروہ نے کہا یہ کون شخص ہے حضورؐ نے فرمایا یہ تیرا بھتیجا مغیرہ بن شعبہ ہے۔ عروہ نے مغیرہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے احسان فراموش ابھی کل کا ذکر ہے کہ میں نے تیری بُرائی کو کس طرح مٹایا تھا۔

(مغیرہ نے اسلام لانے سے پہلے ثقیف میں سے تیرہ آدمیوں کو قتل کر دیا تھا۔ ثقیف اس بات پر بہت برہم ہوئے تب عروہ نے مغیرہ کی طرف سے ان تیرہ آدمیوں کو خونبہا دے کر اُس قصہ کو طے کیا۔)

حضورؐ کا ارشاد عروہ سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عروہ سے بھی وہی گفتگو کی جو اور لوگوں کی تھی۔

عروہ کی حیرانی دربار رسول کی شان دیکھ کر

اور عروہ نے دیکھا کہ جب حضور وضو کرتے ہیں تو صحابہ آپکے وضو کے پانی کی ایک بُوند بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ تبرکاً سب ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اس بات کو دیکھ کر عروہ حیران ہو گیا اور قریش کے پاس جا کر کہا اے قریش میں نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی وغیرہ بادشاہوں کو دیکھا ہے۔ مگر ایسی سلطنت نہیں دیکھی۔ جیسی محمدؐ کی دیکھی ہے۔ پس اب جو تمہاری رائے ہو اس کو قائم کرو۔

حضور کا قاصد قریش کی طرف

حضورؐ نے خراش بن اُمیہ خزاعی کو اُونٹ پر سوار کر کے جس کا نام ثعلب تھا قریش کے پاس قاصد بنا کر بھیجا قریش نے اس کے اُونٹ کی کونچیں کاٹ دیں اور اُس کو قتل کرنا چاہا مگر لوگوں کے منع کرنے سے اس کو چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ وہ شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس پہنچا۔

قریش کی شرارت

قریش نے چالیس یا پچاس آدمی اس واسطے حضورؐ کے لشکر کی طرف روانہ کئے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں میں سے کوئی شخص ان کے ہاتھ لگ جائے تو اُس کو پکڑ کر لے آئیں۔ مگر ان احمقوں نے حضور کے لشکر پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے صحابہ نے ان کو گرفتار کر کے حضور کی خدمت میں پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرمایا اور ان کو چھوڑ دیا۔

حضورؐ کا حضرت عمر کو قریش کی طرف بھیجنے کا ارادہ

پھر حضور نے عمر بن خطاب کو بلایا تا کہ اُن کو مکہ میں اشراف قریش کی طرف روانہ فرمائیں کہ وہ حضورؐ کو زیارت کر لینے دیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو قریش سے اپنی جان کا خوف ہے کیونکہ وہ میری ان سے عداوت کے حال سے واقف ہیں کہ میں جس قدر اُن پر سختی کرتا ہوں اور میری قوم بنی عدی بن کعب میں سے بھی کوئی مکہ میں نہیں ہے جو مجھ کو بچا لے گا۔ میں آپ کو ایسا شخص بتاتا ہوں جو قریش کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہتر اور عزیز ہے یعنی عثمان بن عفان۔

حضورؐ کا حضرت عثمان کو قریش کے پاس بھیجنا

تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو طلب کیا اور ابوسفیان وغیرہ اشراف کے پاس بھیجا تا کہ عثمان ان کو خبر دے دیں کہ حضورؐ جنگ کے واسطے نہیں آئے ہیں صرف زیارت کے واسطے آئے ہیں۔

حضرت عثمان کی شہادت کی خبر

عثمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابان بن سعید بن عاص مکہ میں داخل ہونے سے پہلے یا اس کے بعد حضرت عثمان کو ملا اور ان کے ساتھ ہولیا۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے حضورؐ کا پیغام قریش کو پہنچا دیا۔ ابوسفیان وغیرہ نے عثمان سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کرلو۔ عثمان نے کہا جب تک حضور طواف نہ فرمائیں گے میں نہیں کرسکتا اس پر قریش نے ناراض ہوکر حضرت عثمان کو پکڑ لیا۔ مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان شہید کردیئے گئے۔

بیعت رضوان

جب حضور کو یہ اطلاع ملی کہ عثمان قتل کئے گئے تو فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک کہ مشرکوں سے بدلہ نہ لے لوں گا اور اُس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے واسطے بلایا اور یہی بیعت، بیعت رضوان ہے جو ایک درخت کے نیچے لی گئی۔

لوگوں کا بیان ہے کہ حضورؐ نے ہم سے مرنے پر بیعت لی۔ اور جابر کہتے ہیں کہ ہم سے مرنے پر حضورؐ نے بیعت نہیں لی۔ بلکہ اس بات پر بیعت لی کہ ہم جنگ سے نہ بھاگیں۔ سب مسلمانوں نے اس بات پر بیعت کی سوا ایک جد بن قیس سلمٰی کے جابر کہتے ہیں میں نے اُس کو دیکھا کہ اپنے اونٹ کے پیٹ سے لگ کر چھپ گیا تھا۔ پھر حضورؐ کے پاس خبر آئی کہ عثمان قتل نہیں ہوئے۔ ابن ہشام کہتے ہیں پہلے جس شخص نے حضور کی بیعت کی وہ ابوسنان اسدی تھے؟

معتبر روایت سے ثابت ہے کہ عثمان کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر لوگوں سے بیعت لی۔

قریش کی جانب سے سہیل کا خدمت نبوی میں آنا اور صلح کی گفتگو

پھر قریش نے سہیل بن عُمر و عامری کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا۔ اور کہا تو جا کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر صلح کر کہ اس سال وہ واپس چلے جائیں ورنہ تمام عرب یہ کہیں گے کہ محمدؐ نے زبردستی عمرہ کرلیا اور قریش کچھ نہ کرسکے اور اس میں ہماری بڑی بدنامی ہوگی سہیل بن عمرو حضورؐ کے پاس آیا حضورؐ نے جب اُس کو آتے ہوئے دیکھا فرمایا اس کو قریش نے صُلح کے واسطے بھیجا ہے پس جب سہیل حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بڑی لمبی چوڑی تقریر کی پھر صُلح کی گفتگو ہونے لگی۔

حضرت عمر کی ابوبکر اور حضور سے سخت گفتگو اور ابوبکر وحضورؐ کا جواب

جب سب باتیں طے ہوگئیں اور صرف لکھنا باقی رہ گیا تو حضرت عمر دوڑ کر ابوبکر کے پاس گئے اور کہا اے ابوبکر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے رسول نہیں ہیں؟ ابوبکر نے کہا بیشک ہیں۔ عمر نے کہا پھر ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابوبکر نے کہا بیشک ہیں عُمر نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اپنے دین میں کمزوری اختیار کریں ابوبکر نے کہا اے عمر میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک حضورؐ خدا کے رسول ہیں عمر نے کہا یہ گواہی میں بھی دیتا ہوں ابوبکر نے کہا پس تو جو کچھ حضورؐ کریں تم اسی کو بہتر سمجھو۔ پھر عمر حضورؐ کے پاس آئے اور یہی تقریر کی جو ابوبکر سے کی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا میں خدا کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں۔ میں اُس کے حکم کی مخالفت نہیں کرسکتا اور نہ وہ مجھ کو برباد اور ضائع کرے گا۔

اپنی آزادانہ گفتگو پر حضرت عمر کی پشیمانی

عمر کہتے ہیں میں نے اُس روز کی اپنی گفتگو سے نادم اور شرمندہ ہو کر بکثرت نمازیں پڑھیں اور بہت صدقہ دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اطمینان ہوگیا کہ اب یہ اُس گفتگو کا کفارہ ہوگیا ہوگا۔

حضرت علی کا صُلح نامہ لکھنے کا حکم

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو عہد نامہ لکھنے کے واسطے طلب کیا اور فرمایا لکھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سہیل نے کہا میں اس کو نہیں جانتا۔ یہ لکھو بِاسْمِکَ اَللّٰهُمَّ۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا یہی لکھو۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے یہی لکھا پھر حضور نے فرمایا یہ لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمدؐ رسولِ خدا اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا۔ سہیل نے کہا اگر میں آپ کو رسولِ خدا جانتا تو آپ سے کیوں لڑتا آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھئے۔

صُلح نامہ کا مضمون

آپ نے فرمایا یوں لکھو کہ یہ وہ صلح نامہ ہے جو محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو کے مابین طے ہوا یہ کہ دس برس تک جنگ نہ ہو اور ایک دوسرے سے رُکے رہیں اور جو مرد قریش میں سے بغیر اجازت اپنے ولی کے محمدؐ کے پاس آئے گا۔ محمد اس کو واپس کر دیں گے اور اگر محمد کا کوئی مرد قریش کے پاس چلا جائے گا قریش اس کو واپس نہ کریں گے اور کسی کو روکنا اور قید کرنا نہ ہوگا جو شخص یہ چاہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں شامل ہو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں شامل ہو جائے اور قریش کی حمایت میں شامل ہونا چاہے وہ قریش کی حمایت میں داخل ہو جائے۔

بنی خزاعہ اور بنی بکر آنحضرت اور قریش کی حمایت میں

بنی خزاعہ نے اس بات کے سنتے ہی کہا کہ ہم تو محمدؐ کی حمایت میں ہیں اور بنو بکر نے کہا تو قریش کی حمایت میں ہیں اور اس بات پر عہد ہوا کہ اس سال حضورؐ واپس تشریف لے جائیں اور آئندہ سال اپنے اصحاب کے ساتھ آئیں اور تلواروں کو میان میں کئے ہوئے تین روز مکہ میں رہیں اور ہتھیاروں میں سے صرف تلواریں اپنے ساتھ لائیں کوئی اور ہتھیار نہیں۔

ابو جندل کا واقعہ

ہنوز یہ صلح نامہ لکھا ہی جا رہا تھا کہ ابو جندل بن سہیل بن عمرو زنجیروں سے بندھے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں آئے اور مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ پہلے تو بڑے شوق و ذوق میں حضور کے خواب کی خبر سن کر مکہ کی زیارت اور فتح کی اُمید سے آئے تھے اب جو حضورؐ کو اس طرح صلح کر کے واپس ہوتے دیکھا۔ تو مسلمان بہت افسردہ دل ہو گئے تھے۔ قریب تھا کہ اس رنج سے ہلاک ہو جائیں۔

سہیل بن عُمرو نے اپنے بیٹے ابو جندل کو کھڑا دیکھا تو ایک طمانچہ ان کے منہ پر مارا۔ اور حضور سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے تمہارے درمیان میں قضیہ اس کے آنے پہلے فیصل ہو چکا ہے۔ یعنی میں اپنے بیٹے ابو جندل کو تمہارے ساتھ جانے نہ دونگا۔ حضورؐ نے فرمایا تو سچ کہتا ہے سہیل نے ابو جندل کو کھینچ کر پیچھے کرنا چاہا تا کہ قریش میں پہنچا دے۔ ابو جندل نے غُل مچایا کہ یا رسول اللہ اور اے مسلمانو! کیا میں کافروں میں واپس کر دیا جاؤنگا۔ تا کہ وہ مجھ کو تکلیفیں پہنچائیں۔ مسلمانوں کو اس بات سے بہت قلق ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو جندل تم چند روز اور صبر کرو عنقریب خداوند تعالیٰ تمہارے واسطے کشادگی کرے گا میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا۔

حضرت عمر کا خطاب ابو جندل سے

عمر بن خطاب اُٹھ کر ابو جندل کے پاس آئے اور کہا اے ابو جندل تم چند روز اور صبر کرو یہ لوگ مشرک ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک کا خون ایسا ہے جیسا کتے کا خون۔ پھر عمر کہتے مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ابو جندل اپنے باپ کو قتل نہ کر دے اور پھر قضیہ زیادہ پھیل جائے۔

صُلح نامہ پر دستخط کرنے والوں کے نام

جب صُلح نامہ کے لکھنے کے بعد فارغ ہوئے اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں۔

مسلمانوں میں سے یہ لوگ گواہ تھے ابوبکر صدیق۔ عمر بن خطاب۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ عبداللہ بن سہیل بن عمرو۔ سعد بن ابی وقاص۔ محمود بن مسلمہ۔ مکرز بن حفص جو اس وقت تک مشرک تھا۔ اور حضرت علی جو کاتب تھے۔

صلح کے بعد عمرہ کے مناسک کی ادائیگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام حل میں بے چین تھے اور حرم میں نماز پڑھتے تھے جب صُلح سے آپ فارغ ہوئے تب کھڑے ہو کر آپ نے اپنے اُونٹ کو قربانی کیا۔ اور خراش بن اُمیہ خزاعی بن اُمیہ خزاعی سے سر منڈوایا۔ لوگوں نے جب حضورؐ کو دیکھا تب تو سب نے قربانیاں کر کے سر منڈوالئے اور بعضوں نے فقط بال ہی کتر وائے حضورؐ نے فرمایا خدا سر منڈوانے والوں پر رحم کرے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بال کترانے والوں پر، فرمایا اور بال کتر وانے والوں پر بھی۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ حضور نے سر منڈوانے والوں کے واسطے تو رحم کو ظاہر فرمایا اور کترانے والوں کے واسطے رحم کو ظاہر کیوں نہ فرمایا۔ فرمایا اس واسطے کہ انہوں نے شک نہیں کیا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ قربانی کے اونٹوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کا اونٹ بھی مشرکوں کو جلانے کے واسطے لائے تھے اور اس اونٹ کی نکیل چاندی کی پڑی ہوئی تھی۔

سورۃ فتح کا نزول

زہری کہتے ہیں پھر حضور مکہ سے واپس ہو کر مدینہ آرہے تھے۔ جب آپ مکہ مدینہ کے درمیان میں پہنچے سورہ فتح نازل ہوئی۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا الخ۔

صلح حدیبیہ کا اثر اسلام کی اشاعت پر

زہری کہتے ہیں حدیبیہ کی صلح سے بڑھ کر اس سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی۔ کیونکہ جنگ موقوف ہوگئی تھی۔ اور لوگ گفتگو اور مباحثہ میں مشغول ہو گئے تھے۔ پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا۔ زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ جب حضورؐ حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے جیسا کہ جابر نے بیان کیا ہے مگر اس کے دو ہی برس بعد جب آپ فتح مکہ کے واسطے آئے ہیں تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔

ابوبصیر کا واقعہ اور اس کے نتائج

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس صلح سے فارغ ہو کر مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو ابوبصیر بن اُسید بن

جاریہ جو مکہ میں قید تھے اور مسلمان ہو چکے تھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور از ہر بن عبد عوف بن عبدالحرث بن زہرہ اور اخنس بن شریق بن عمرو بن دہب ثقفی نے ان کی بابت حضورؐ کو خط لکھا اور بنی عامر بن لوئی میں سے ایک شخص کو یہ خط دے کر ابوبصیر کے لانے کے واسطے حضورؐ کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک اپنا غلام بھی اس کے ساتھ کیا۔ یہ دونوں شخص از ہرا اور اخنس کا خط لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبصیر سے فرمایا کہ اے ابوبصیر نے اِن لوگوں سے عہد کر لیا ہے جو تم کو معلوم ہے ہم اس کے خلاف نہیں کر سکتے اور خدا تمہارے اور تمہارے غریب ساتھیوں کے واسطے ضرور کشادگی پیدا کرنے والا ہے تم اپنی قوم کے پاس مکہ چلے جاؤ۔ ابوبصیر نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ مجھ کو مشرکین کی طرف واپس کرتے ہیں جو میرے دین سے مجھ کو فتنہ میں ڈالتے ہیں۔ حضورؐ نے پھر فرمایا اے ابو بصیر تم چلے جاؤ۔ عنقریب خدا تمہارے واسطے کشادگی اور مخرج پیدا کرے گا۔ ابوبصیر یہ سن کر اُن لوگوں کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مقام ذی الحلیفہ میں پہنچے تو ابوبصیر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ یہ دونوں شخص بھی بیٹھ گئے۔ ابوبصیر نے کہا اے بھائی عامری یہ تلوار تمہاری ہے؟ اُس نے کہا ہاں۔ کیا میں اس کو ذرا دیکھ لوں؟ اُس نے کہا دیکھ لو۔ ابوبصیر نے اُس تلوار کو میان سے نکال کر دیکھا اور پھر عامری کے ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ سیدھا جہنم کو پہنچا دیا۔ غلام یہ حالت دیکھ کر ایسا بھاگا کہ سیدھا حضورؐ کی خدمت میں آیا حضورؐ نے جو اُسے آتے ہوئے دیکھا فرمایا ضرور یہ گھبرایا ہوا ہے فرمایا تجھ کو خرابی ہو کیا ہوا۔ غلام نے کہا تمہارے ساتھی نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اسی وقت ابوبصیر بھی تلوار لگائے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے آپ کے عہد کو پورا کر دیا آپ نے مجھ کو ایسے لوگوں کے حوالہ کر دیا تھا جو ہرگز مجھ کو میرے دین پر قائم نہیں رہنے دیتے۔ میں نے اپنے دین کو بچا لیا۔ حضورؐ نے فرمایا یہ شخص تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے۔ کاش کوئی اس کو سنبھالنے والا ہوتا (جب ابوبصیر نے حضورؐ کے یہ الفاظ سنے تو سمجھ لیا کہ آپ مجھے پھر قریش کے پاس واپس لوٹا دیں گے۔ اس لئے وہ چپکے سے باہر نکلے۔ اور سمندر کے کنارہ پر مقام عیص میں جو ذی مرہ کے پاس ہے جا رہے۔ یہ راستہ قریش کے شام سے آنے جانے کا تھا۔)

جب ابوبصیر کے یہاں رہنے کی خبر مکہ میں اُن مسلمانوں کو پہنچی جو قریش کے ہاتھوں میں مجبور اور گرفتار تھے اور حضورؐ کے اس عہد و پیمان سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور نا امید ہو گئے تھے۔ نکل نکل کر ابوبصیر کے پاس پہنچنے شروع ہوئے یہاں تک کہ قریب ستر آدمیوں کے ابوبصیر کے پاس جمع ہو گئے اور قریش کو انہوں نے تنگ کر مارا جو آدمی قریش کا ان کے ہاتھ لگتا فوراً اُس کو قتل کر ڈالتے اور جو قافلہ اُدھر سے گذرتا

اُس کو لوٹ لیتے۔

جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے تب انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحم اور رشتہ داری کا واسطہ دلا کر کہا کہ ہم کو اُن لوگوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے آپ شوق کے ساتھ ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے ہم معاہدہ کی اس شرط کو منسوخ کرتے ہیں کہ جو مسلمان مکہ سے مدینہ چلا جائے گا وہ مکہ واپس کر دیا جائیگا۔ تب حضورؐ نے ان سب لوگوں کو بلا کر مدینہ میں رکھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب سہیل بن عمرو کو ابو بصیر کے عامری کو قتل کرنے کی خبر پہنچی اس نے کعبہ سے اپنی پشت لگا کہ کہا قسم ہے خدا کی جبتک اس کا خونبہا نہ دیا جائے گا میں اپنی پشت کعبہ سے نہ ہٹاؤں گا۔ ابوسفیان نے کہا قسم ہے خدا کی یہ تیری جہالت ہے اس کا خونبہا نہ دیا جائے گا تین مرتبہ ابوسفیان نے یہی کہا۔

اور انہی ایّام میں اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ام کلثوم کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید عقبہ کے بیٹے حضور کی خدمت میں اپنی بہن کے لینے کے واسطے اُسی عہد کے سبب سے آئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم کے بھیجنے سے صاف انکار کر دیا۔[1]

صلح حدیبیہ کے متعلق ایک شخص کا اعتراض اور حضورؐ کا جواب

جب حضورؐ حدیبیہ کے واقعہ کے بعد مدینہ میں آئے تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ حضورؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم امن کے ساتھ کعبہ میں داخل ہونگے۔ حضورؐ نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال داخل ہوں گے؟ اس نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا۔ فرمایا بس یہ اُسی کے موافق ہے جو جبرائیل نے مجھ سے کہا ہے۔

غزوہ خیبر

حضورؐ کی جنگ خیبر کے لئے روانگی

حدیبیہ سے واپس آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ذی الحج اور کچھ مہینہ محرم کا رہے۔ پھر محرم کے آخر دنوں میں حضور نے خیبر کے جہاد کا قصد فرمایا اور مدینہ میں نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو حاکم مقرر کر کے حضرت علی

---

[1] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام کلثوم کو واپس کرنے سے انکار فرمایا کہ معاہدہ میں صرف مردوں کی واپسی کا ذکر تھا۔ عورتوں کا نہیں تھا۔ چنانچہ جب حضورؐ نے اُم کلثوم کے متعلق انکار کیا تو قریش اپنا سا منہ لے کر رہ گئے اور ان کو مجبوراً خاموش ہونا پڑا۔ ورنہ ضرور اعتراض کرتے۔ (اسماعیل)

بن ابی طالب رضی اللہ کو سفید نشان عنایت فرما کر آگے روانہ کیا۔

حضورؐ کا عامر سے اشعار سنانے کا ارشاد

خیبر کے سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے۔فرمایا اور اکوع کا نام سنان تھا کہ اے اکوع کے بیٹے کوئی رجز یعنی بہادری کا شعر کہو۔

پس عامر بن اکوع نے یہ رجز کہا

وَ اللّٰہِ لَوْ لَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا ۔۔۔ وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّیْنَا

اَنَّا اِذَا قَوْمٌ بَغَوْا عَلَیْنَا ۔۔۔ وَ اِنْ اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا ۔۔۔ وَ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

یعنی قسم ہے خدا کی اگر خدا کا فضل ہم پر نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے بیشک ہم پر جب کفار نے بغاوت کی یا فتنہ کا ہم سے ارادہ کیا ہم نے انکار کیا۔پس تو (نے) ہم پر اپنا سکون اور اطمینان نازل فرمایا۔اور اگر ہمارا کفار سے مقابلہ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تم رحمت کرے اور عمر بن خطاب نے کہا یا رسول اللہ جنت ان کے واسطے واجب ہوگئی پھر خیبر کی جنگ میں عامر بن اکوع شہید ہوئے اور ان کی شہادت اس طرح ہوئی کہ خود انہیں کی تلوار جنگ میں ان کے اس زور سے لگی کہ یہ سخت زخمی ہو کر شہید ہوئے بعض مسلمانوں کو ان کی شہادت میں شک ہوا اور وہ کہنے لگے کہ یہ تو اپنے ہی ہتھیار سے شہید ہوئے اور یہانتک یہ گفتگو ہوئی کہ انکے بھتیجے سلمہ بن عمرو بن اکوع نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انکی شہادت کی نسبت دریافت کیا حضور نے فرمایا بیشک یہ شہید ہیں اور پھر حضورؐ نے اور سب مسلمانوں نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ابی معتب بن عمرو کہتے ہیں جب حضورؐ خیبر کے پاس پہنچے صحابہ سے فرمایا اور میں بھی ان ہی میں تھا کہ ٹھہر جاؤ اور پھر آپ نے یہ دعا پڑھی۔[1] اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتَ وَ مَا اَظْلَلْنَ وَ رَبَّ الْاَرضَیْنِ وَ مَا اَقْلَلْنَ وَ رَبَّ

[1] اے اللہ پروردگار آسمانوں کے اور اُن چیزوں کے جن پر یہ سایہ افگن ہیں اور پروردگار زمینوں کے اور جن کو انہوں نے اپنے اوپر جگہ دی ہے اور پروردگار شیطانوں کے اور جن کو انہوں نے گمراہ کیا اور پروردگار ہواؤں کے اور جن چیزوں کو اُنہوں نے پریشان کیا۔پس ہم تجھ سے خیریت اس شہر کی اور خیریت اس کے اہل کی اور خیریت اُن چیزوں کی ہو اُس کے اندر ہیں مانگتے ہیں۔اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے اس کے شر سے اور اس کے لوگوں کے شر سے اور اُن چیزوں کے شر سے جو اس کے اندر ہیں۔

الشَّیَاطِیْنَ وَ مَا اَضْلَلْنَ رَبَّ الرِّیَاحِ وَ مَا اَذْرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَتِہِ وَ خَیْرَ اَھْلِھَا وَ خَیْرًا مَا فِیْھَا وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ اَھْلِھَا وَ شَرِّ مَا فِیْھَا ۔ پھر فرمایا اب بسم اللہ کہہ کے آگے بڑھو۔ حضورؐ جس شہر میں جاتے تھے تو شہر میں داخل ہونے سے پہلے یہی دعا پڑھا کرتے تھے۔

حضورؐ خیبر کے سامنے

انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس قوم پر لشکر کشی کرتے تھے صبح کے وقت اُن پر حملہ فرماتے تھے۔ اسی طرح اب جو خیبر پر لشکر کشی کی تو رات کے وقت وہاں پہنچے رات حضور نے آرام کے ساتھ بسر کی اور صبح ہوتے ہی حملہ فرمایا۔ جس وقت خیبر کے نیچے پہنچے دیکھا کہ کاروباری لوگ اپنے ہل وغیرہ سامانِ زراعت کو لے کر باہر آ رہے ہیں۔ اور حضورؐ کے لشکر کو دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ قسم ہے خدا کی محمدؐ لشکر لے کر آ گئے اور پھر یہ لوگ اُلٹے خیبر کے اندر بھاگ گئے۔

مدینہ سے خیبر تک کی منازل

حضور مدینہ سے چل کر عصر میں آئے یہاں آپ کے واسطے مسجد تیار کی گئی پھر آپ مقام صہبا میں آئے پھر ایک میدان میں جس کو رجیع کہتے ہیں رونق افروز ہوئے اور یہاں اُترنے کی یہ وجہ تھی کہ غطفان نے خیبر والوں کی مدد کا ارادہ کیا تھا۔ اور اپنے شہر سے اہل خیبر کی اعانت کے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل میں چلے تھے۔ مگر پھر ان کو اپنے گھروں کی طرف سے کچھ کھٹکا معلوم ہوا تب وہ حضورؐ کو خیبر والوں کے مقابل چھوڑ کر اپنے گھروں کو اُلٹے چلے گئے۔

خیبر کے پہلے قلعہ کی فتح اور حضرت محمود کی شہادت

اور حضور نے خیبر کے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کرنا شروع کیا۔ چنانچہ سب سے پہلے جو قلعہ فتح کیا اس کا نام حصن ناعم تھا۔ اسی قلعہ کے پاس محمود بن مسلمہ شہید ہوئے کسی نے اوپر سے ان کے سر پر چکی کا پاٹ پھینک دیا۔

قلعہ حصن القموص کی فتح اور حضرت صفیہ کی گرفتاری

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ابی الحقیق کے قلعہ حصن القموص کو فتح کیا اور اس قلعہ سے بہت سے قیدی آپ کے ہاتھ آئے جن میں اُم المومنین حضرت صفیہ بھی تھیں اور پہلے یہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں اور ان کی دو چچازاد بہنیں بھی ان کے پاس تھیں حضورؐ نے ان کو اپنے واسطے پسند فرمایا۔

دحیہ بن خلیفہ کلبی نے صفیہ کو حضور سے مانگا مگر جب حضورؑ نے صفیہ کو اپنے واسطے پسند کرلیا تب دحیہ کو ان کی چچازاد دونوں بہنیں عنایت کردی اور باقی سب قیدیوں کو مسلمانوں میں تقسیم کردیا۔

گدھے کے گوشت کی ممانعت

اور مسلمانوں نے گھریلو گدھوں کے گوشت پکائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کھانے سے ممانعت کردی۔ چنانچہ لوگوں نے ہنڈیوں کو فوراً اُلٹ لیا۔

خیبر میں چار باتوں کے متعلق حضور کا انتباہ

مکحول کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت چار باتوں سے منع فرمایا تھا۔ ایک تو یہ کہ جو عورت قیدیوں میں سے حاملہ ہو اس کے پاس نہ جائیں۔ دوسرے گھریلو گدھے کا گوشت نہ کھائیں۔ تیسرے کسی درندہ کا گوشت نہ کھائیں۔ چوتھے مالِ غنیمت کے تقسیم ہونے سے پہلے اس کو فروخت نہ کریں۔

گھوڑے کے گوشت کی اجازت

جابر سے روایت ہے اور جابر خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے کہ جب خیبر میں حضورؑ نے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا گھوڑوں کے گوشت کے کھانے کی اجازت دی۔

جنگ خیبر میں حضور کی ہدایات فوج کو

حنش صنعانی کہتے ہیں ہم رویفع بن ثابت انصاری کے ساتھ ملک مغرب کی فتوحات میں تھے۔ پس ایک شہر ہم نے جربہ نام فتح کیا اور رویفع بن ثابت انصاری خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خاص حضورؑ سے سُنی ہے اور خیبر کی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمائی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنا پانی غیر کی کھیتی کو پلائے یعنی حاملہ عورت سے جو لونڈی پکڑی ہوئی آئی ہو صحبت نہ کرے اور نہ مسلمان کے واسطے یہ بات جائز ہے کہ بغیر استبراء کئے لونڈی کو تصرف میں لائے اور نہ مسلمانوں کو یہ بات جائز ہے کہ مالِ غنیمت کے گھوڑے کو تقسیم سے پہلے اپنے کام میں لائے اور اگر کسی ضرورت سے اُس پر سوار بھی ہوا ہے تو پھر اس کو مال غنیمت میں واپس کردے ایسا نہ کرے کہ اس کو بیکار کرکے واپس کرے اور نہ مسلمان کو یہ چاہیئے کہ مالِ غنیمت کے کپڑے کو تقسیم سے پہلے پہنے اور پھر پرانا کرکے اس کو واپس کردے۔

عبادہ بن صامت کہتے ہیں ہم کو حضورؑ نے خیبر کی جنگ میں منع فرمایا کہ ہم کچے سونے کو پکے سونے اور کچی چاندی کو پکی چاندی کے ساتھ خرید وفروخت نہ کریں بلکہ کچی چاندی کو پکے سونے اور کچے سونے کو پکی

چاندی کے ساتھ خرید وفروخت کریں۔

قلعہ صعب بن معاذ کی فتح

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا اور اسلم کے قبیلہ بنی سہم کے لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم بہت مشقت میں پڑے ہوئے ہیں اور ہمارے پاس کچھ کھانے پینے کو نہیں۔ حضورؐ کے پاس بھی اس وقت کچھ نہ تھا جو ان کے دیتے تب حضور نے دُعا کی اے خدا تو خوب جانتا ہے جو ان لوگوں کی حالت ہے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں ان کو دُوں پس تو اپنے فضل وکرم سے سب سے بڑا قلعہ ان کے ہاتھوں پر فتح کرادے تا کہ یہ اس کے مال غنیمت سے غنی ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ہاتھوں پر صعب بن معاذ کا قلعہ جو خیبر کے کل قلعوں سے زیادہ پُر از مال واسباب تھا اور غلّہ وغیرہ سامان بھی اُس میں بکثرت تھا فتح کرایا۔

قلعجات وطیح اور سلالم کی فتح

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح کرتے ہوئے وطیح اور سلالم آخری دو قلعوں پر پہنچے ان کا آپ نے کچھ اوپر دس راتیں محاصرہ رکھا۔

اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار

ابن ہشام کہتے ہیں کہ اس جنگ میں مسلمانوں کا شعار یا منصور اَمت اِمت تھا۔

مرحب کا قتل

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں اس جنگ میں مرحب یہودی سامان جنگ سے آراستہ ہتھیار لگائے ہوئے اپنے قلعہ سے نکل کر میدان میں آیا اور اپنی تعریف کے اشعار پڑھنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اس کے مقابلے میں کون جوانمرد جاتا ہے محمد بن مسلمہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اجازت دیجیے۔ کل میرا بھائی شہید ہوا ہے آج میں اس کا قصاص لیتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا بہتر ہے جاؤ خدا تمہاری مدد واعانت فرمائے۔ محمد مسلمہ اس کافر کے مقابل گئے میدان میں ایک درخت تھا پہلے تو دونوں جوانوں نے اس کی آڑ میں ہو کر ایک دوسرے پر وار کئے اور سپاہ گری کے ہنر دکھلائے پھر آخر روبرو مقابلہ ہوا یہودی نے محمد بن مسلمہ پر تلوار ماری۔ محمدؐ نے سپر سے پناہ کی تلوار سپر کو کاٹ کر اس میں پھنس گئی۔ ہر چند یہودی نے زور کیا مگر تلوار نہ نکلی محمد بن مسلمہ نے ایسی ضرب لگائی کہ یہودی نے جہنم تک کہیں دم نہ لیا براہِ راست اس میں داخل ہو گیا۔

یاسر کا قتل

مرحب یہودی کے بعد اس کا بھائی یاسر میدان میں آیا اور پکارنے لگا کہ میرا کون مقابل ہے۔ زبیر بن عوام قریشی حضورؐ کے پھوپھی زاد بھائی اس کے مقابل گئے ان کی والدہ حضرت صفیہ حضورؐ کی پھوپھی نے کہا یارسول اللہ میرا بیٹا مارا جائے گا۔ حضورؐ نے فرمایا انشاء اللہ تمہارا بیٹا مارے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ زبیر یاسر کے مقابل ہوئے اور اس کو دم لینے کی فرصت نہ دی فوراً ہی قتل کر ڈالا۔

حضرت علی کا قلعہ قموص کو فتح کرنا

عمرو بن اکوع سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا ایک قلعہ کی طرف ابوبکر صدیقؓ کو سفید نشان عنایت کر کے روانہ کیا ابوبکر نے بڑی کوشش کی اور بہت لڑے مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ آخر واپس آ گئے۔ حضور نے اسی قلعہ کی طرف یہ نشان دے کر عمر بن خطاب کو روانہ کیا انہوں نے بھی بڑی محنت اور جانفشانی کی مگر آخر ناکامیاب ہو کر واپس چلے آئے۔ تب حضورؐ نے فرمایا کل صبح میں ایسے شخص کو جھنڈا دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اُس کے ہاتھ پر خدا قلعہ فتح کرے گا اور وہ شخص جہاد سے بھاگنے والا نہیں ہے۔ مسلمہ کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا اور حضرت علی کی آنکھیں دُکھتی تھیں۔ پس حضورؐ نے اپنا لب مبارک ان کی آنکھوں پر لگایا اور نشان ان کے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ خدا کی برکت کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرو۔[1]

حضرت علیؓ اور قلعہ کا دروازہ

ابو رافع کے آزاد غلام سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو خیبر کا قلعہ فتح

---

[1] یہ روایت ابن ہشام سے بریدہ بن سفیان نے بیان کی ہے اور بریدہ کو حضرت امام بخاری ساقط الاعتبار سمجھتے ہیں اور اس سے انہوں نے صحیح بخاری میں کوئی روایت نہیں کی (سیرت ابن ہشام عربی الجزالثالث (5) مطبع جزیہ مصریہ مطبوعہ سنہ 1306ھ) خدا تمہارے ہاتھ پر اس کو فتح کرے گا۔ پس حضرت علیؓ دوڑتے ہوئے نشان لے کر اس قلعہ کے نیچے پہنچے۔ سلمہ کہتے ہیں میں بھی حضرت علیؓ کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا تھا۔ پس میں نے دیکھا کہ ایک یہودی قلعہ کے اوپر آیا اور اُس نے پوچھا تم کون ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں علی بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس کتاب کی جو موسیٰ پر نازل ہوئی بیشک تم غالب ہو گے۔ سلمہ کہتے ہیں پس حضرت علیؓ کے ہاتھ پر خدا نے اس کو فتح کر دیا۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس کا نام ''قموص'' تھا۔ (اسماعیل)

کرنے بھیجا تو میں حضرت کے ساتھ تھا۔ جب حضرت علیؓ قلعہ کے پاس پہنچے تو مقابلہ شروع ہوا۔ ایک یہودی نے جو حضرت پر وار کیا آپ کے ہاتھ سے سپر نکل دُور جا پڑی۔ حضرت علی نے قلعہ کے دروازہ کو کواڑ جو قریب تھا اُٹھالیا اور اُسی سے کفار کے حربے مثل ڈھال کے روکتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ جب جنگ سے فارغ ہو گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔ اُس کواڑ کو آپ نے پھینک دیا۔ ابورافع کہتے ہیں اور کواڑ اتنا بڑا بھاری تھا کہ میرے ساتھ سات آدمیوں نے اُس کو اٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھا سکے۔[1]

خیبر کی بکریاں

ابوالسیر کعب بن عمرو سے روایت ہے کہتے ہیں ہم خیبر کی جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ہم نے ایک قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ شام کو ہم نے دیکھا کہ بکریوں کا ایک ریوڑ قلعہ میں جا رہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کوئی ایسا شخص ہے جو ہم کو ان بکریوں کا گوشت کھلائے۔ ابوالیسر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں جاتا ہوں فرمایا جاؤ میں بکریوں کی طرف دوڑا۔ حضورؐ نے جب مجھ کو دوڑتے ہوئے دیکھا فرمایا اے خدا ہم کو اس کے ساتھ نفع پہنچا۔ ابوالیسر کہتے ہیں آگے کی بکریاں تو قلعہ کے اندر پہنچ گئی تھیں۔ پچھلی بکریوں میں سے میں نے دو بکریاں پکڑیں اور ان کو بغل میں دبا کر بھاگا۔ اور حضور کے آگے لا کر اُن کو چھوڑ دیا پھر لوگوں نے اُن کو ذبح کر کے پکایا اور کھایا۔

ابوالیسر کا سب صحابہ کے بعد انتقال ہوا ہے اور جب یہ کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو روتے تھے اور کہتے تھے اے لوگو! میری عمر کے ساتھ نفع حاصل کر۔ کیونکہ سب صحابہ سے پیچھے رہ گیا ہوں۔

حضرت صفیہ کا حضور کی زوجیت میں آنا اور ان کا عجیب خواب

جب حضورؐ نے بنی ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح کر لیا اور بلال حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب کو اور ایک اور عورت کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو راستہ میں یہود کے مقتولوں پر سے اُن کا گذر ہوا۔ پس اس عورت نے جو اپنے مقتولوں کو دیکھا چیخیں مار کر رونے لگی اور اپنے منہ پر خوب اُس نے طمانچے مارے اور سر میں خاک ڈالی جب حضورؐ نے اس کی یہ حالت دیکھی فرمایا اس شیطانہ کو میرے پاس

[1] ان روایتوں کے متعلق علامہ سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے۔ کلها واهية (یہ سب کی سب روایتیں فضولیات کا مجموعہ ہیں) علامہ زہبی نے بیان کیا ہے کہ یہ روایت منکر ہے۔ اس روایت کے راوی بریدہ بن سفیان کو امام ابوداؤد اور دارقطنی معتبر نہیں سمجھتے (میزان الاعتدال) علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں یہ بازاری قصے ہیں۔ (سیرت النبی جلد اوّل صفحہ 448)

سے دور لے جاؤ اور حضرت صفیہ کو اپنے پس پشت بیٹھنے کا حکم دیا اور اپنی چادر اُن کو اُڑا دی جس سے مسلمانوں نے جان لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے واسطے مخصوص فرما لیا ہے۔ راوی کہتا ہے جب حضرت صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک چاند میری گود میں آیا ہے پھر اُنہوں نے یہ خواب اپنے خاوند کنانہ سے بیان کیا کنانہ نے کہا اِس کی تعبیر اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ تو حجاز کے بادشاہ محمد کے پاس جانا چاہتی ہے اور پھر کنانہ نے ایک طمانچہ ان کے اس زور سے مارا کہ اُن کی آنکھ کو سخت صدمہ پہنچا اور اس کا نشان بھی باقی رہا چنانچہ اُسی نشان کو دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ سے اسکا سبب دریافت فرمایا۔ تب انہوں نے اپنے خواب کا سارا واقعہ عرض کیا۔

کنانہ بن ربیع کا قتل

کنانہ بن ربیع حضور کی خدمت میں گرفتار کر کے لایا گیا اور اسی کے پاس بنی نضیر کا خزانہ تھا حضورؐ نے اس سے خزانہ کا مقام دریافت کیا اس نے صاف انکار کیا پھر ایک یہودی نے آن کر بیان کیا کہ میں نے اس کو فلاں جگہ اکثر آتے جاتے دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور وہاں خزانہ ہے حضورؐ نے کنانہ سے فرمایا کہ اگر اس جگہ سے خزانہ مل گیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے اس نے کہا بہتر ہے پھر حضورؐ نے اُس مقام کو کھدوایا تو وہاں سے کچھ خزانہ نکلا باقی خزانہ کو پھر کنانہ سے دریافت کیا مگر اُس نے نہ بتایا تب حضورؐ نے کنانہ کو محمد بن مسلمہ کے سپرد کیا تا کہ اپنے بھائی محمود بن مسلمہ کے عوض میں اس کو قتل کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس کی گردن ماردی۔[1]

خیبر کے آخری قلعوں کی فتح

حضورؐ نے خیبر کے آخری قلعوں وطیح اور سلام کا محاصرہ جاری رکھا۔ جب ان قلعوں کے لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ تب اُنہوں نے حضورؐ کو پیغام بھیجا کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ آپ ہماری جان بخشی کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو منظور کر لیا۔

خیبر کا مال واسباب حضورؐ کے قبضہ میں آنا

اور خیبر کا تمام مال و اسباب حضور کے ہاتھ آیا سو اِن دو قلعوں کے جب یہ خبر فدک کے لوگوں کو پہنچی

[1] کنانہ کا قتل اس لئے نہیں ہوا کہ اُس نے خزانہ بتانے سے انکار کر دیا تھا بلکہ وہ محمود بن مسلمہ کو شہید کرنے کے جرم میں پکڑا گیا اور مارا گیا۔ علامہ شبلی نعمانی اپنی سیرۃ میں فتح خیبر کا حال بیان کرتے ہوئے کنانہ کے قتل پر محققانہ بحث کی ہے۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

انہوں نے بھی حضورؐ کو یہی پیغام بھیجا کہ ہم تمام مال اپنا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ ہماری جان بخشی ہو جائے۔ حضور نے اس بات کو منظور کر لیا اور حضورؐ کی طرف سے اس گفتگو کے کرنے والے محیصہ بن مسعود حارثی تھے۔

خیبر کی زمینوں کے متعلق یہود کی درخواست اور حضورؐ کی منظوری

جب خیبر والوں کو جان سے امن ملا۔ تب انہوں نے حضورؐ کو پیغام بھیجا کہ حضورؐ ہم کو ہمارے باغوں اور کھیتی باڑی پر برقرار رکھیں۔ ہم نصف پیداوار حضورؐ کو خراج میں دیا کرینگے اور نصف اپنی محنت کا حق سمجھ کر لے لیں گے۔ اور ہم کو اس کام کی بہت واقفیت ہے اور زمین کو درست کرنے اور قابل زراعت بنانے میں ہم بڑے تجربہ کار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو منظور کر لیا اور یہ شرط اس سے کر لی کہ جس وقت ہم چاہیں گے تم کو نکال دینگے۔ یہی اقرار فدک کے لوگوں سے بھی ہوا۔

خیبر اور فدک کے متعلق حضورؐ کا طرز عمل

خیبر تو کُل مسلمانوں کے حصہ میں تھا اور فدک کو حضورؐ نے خاص اپنے اخراجات کے واسطے رکھا تھا۔ کیونکہ فِدک بغیر مسلمانوں کی لشکر کشی کے فتح ہوا تھا۔

ایک یہودیہ کی حضورؐ کو زہر دینے کی کوشش

جب حضورؐ فتوحات سے فارغ ہوئے تب زینب حرث کی بیٹی اور سلام بن مشکم یہودی کی بیوی اور مرحب کی بھاوج نے بکری کا گوشت بُھون کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور لوگوں سے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا گوشت پسند ہے۔ لوگوں نے کہا دست کا۔ پس اُس نے دست میں بہت سا اور باقی گوشت میں خُوب زہر ملا کر حضور کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور حضور نے اس میں سے ایک بوٹی اُٹھا کر منہ میں رکھی۔ اور اس کو چبایا مگر نگلا نہیں بلکہ اس کو تھوک دیا اور بشر بن براء بن معرور بھی حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے ایک بوٹی چبا کر نگل لی اور حضورؐ نے فرمایا یہ ہڈی مجھ سے کہتی ہے کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے۔ پھر حضورؐ نے اس عورت کو بلا کر دریافت کیا اُس نے اقرار کیا کہ ہاں میں نے زہر ملایا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تُو نے یہ کام کیوں کیا؟ عورت نے کہا اس واسطے کہ میری قوم کی جو حالت تم نے کی ہے وہ تم جانتے ہو۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر تم بادشاہ ہو تو میں تم کو زہر دے کر ہلاک کر دوں گی اور تم سے ہم کو نجات مل جائے گی اور اگر تم نبی ہو تب تم کو ضرور اس زہر کی خبر ہو جائے گی۔

ایک غلط روایت

حضور نے اس عورت سے درگذر کی اور بشر بن براء نے اس ایک نوالہ کے کھانے سے انتقال کیا۔ راوی کہتا ہے جب حضور کا آخری وقت ہوا اور بشر بن براء کی بہن آپ کی مزاج پُرسی کو آئیں تو آپ نے فرمایا اے بشر کی بہن یہ مرض جو مجھ کو ہے میں اس میں اپنی رَگوں کو اسی نوالہ کے اثر سے منقطع دیکھتا ہوں جو میں نے خیبر میں تمہارے بھائی بشر بن براء کے ساتھ کھایا تھا۔[1]

اسی سبب سے مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں باوجود نبوت کی بزرگی کے شہادت کی فضیلت بھی دیکھتے ہیں۔

وادی القریٰ کا محاصرہ اور فتح

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی فتح سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو راستہ میں آپ نے چند رات وادی القریٰ کے لوگوں کا محاصرہ کیا اور پھر وہاں سے مدینہ کو واپس تشریف لائے۔[2]

مال خیبر کے کچھ چور

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جب ہم حضور کے ساتھ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القریٰ میں آئے تو قریب غروب آفتاب کے ہم نے وہاں قیام کیا۔ اور حضورؐ کا ایک غلام تھا جو رفاعہ بن زید خزاعی ثم الضبی نے حضورؐ کی نذر کیا تھا اور اس کا نام مدعم تھا۔ یہ غلام حضور کا کجاوہ اُٹھا کر رکھ رہا تھا کہ ایک تیر کہیں سے اس غلام کے آنکر لگا اور معلوم نہ ہوا کہ کس نے مارا ہے غلام تیر کے صدمہ سے مر گیا ہم لوگ کہنے لگے واہ واہ کیا جنتی آدمی ہے حضورؐ نے ہمارے اس کلام کو سُن کر فرمایا ہرگز نہیں۔ قسم ہے خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا شملہ آگ میں جل رہا ہے اور یہ شملہ اس غلام نے خیبر سے مالِ غنیمت سے چرایا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سُن کر ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ جوتیوں کے وہ تسمے تو میں نے بھی مالِ غنیمت میں سے لئے تھے۔ فرمایا ان کی برابر تجھ کو دوزخ میں جلنا ہوگا۔

---

[1] یہ روایت صحیح نہیں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ یعنی اے محمد! اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں کے ہاتھ سے محفوظ رکھے گا۔ اس خدائی ارشاد کی موجودگی میں یہ کس طرح ممکن ہوسکتا ہے کہ زہر دینے سے حضور کی شہادت واقع ہوتی۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

[2] وادی القریٰ ان بستیوں کا نام تھا جو تیماء اور خیبر کے درمیان واقع تھیں یہاں کے لوگوں نے کچھ دن کے محاصرہ کے بعد اپنی شکست مان لی اور مسلمانوں کی اطاعت اختیار کی۔ (اسماعیل)

حضورؐ کی ایک چور پر مہربانی

عبداللہ بن مغفل مزنی کہتے ہیں خیبر کے مالِ غنیمت میں سے ایک کُپا جس میں چربی بھری ہوئی تھی لے کر میں اپنے ڈیرے میں آ رہا تھا کہ مالِ غنیمت کے محافظ نے مجھے دیکھ لیا۔ اور آن کر وہ کُپا مجھ سے چھیننے لگا۔ میں نے کہا قسم ہے خُدا کی یہ کپا میں تجھ کو نہ دُوں گا۔ اُس نے کہا تو اس کو چھوڑ دے جب مال مسلمانوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ جب لے لیجیو۔ اسی اثنا میں حضورؐ تشریف لائے اور ہنس کر فرمایا کہ اس کو لے جانے دو۔ عبداللہ کہتے ہیں میں اس کو اپنے ڈیرے میں لایا اور میرے سب ساتھیوں نے اُس کو کھایا۔

حضرت صفیہ کی شادی اور حضرت ابواُیوب کی محبت رسول

خیبر میں آتے ہوئے راستہ میں حضورؐ نے صفیہ کے شادی فرمائی اور اُم سلیم انس بن مالک کی ماں نے صفیہ کو دُلہن بنایا اور رات کو حضورؐ اُن کے ساتھ ایک خیمہ میں رہے اور ابوایوب انصاری تلوار لئے ہوئے رات بھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ کے گرد پہرا دیا۔ جب صبح کو حضورؐ نے ان کو دیکھا تو فرمایا اے ابوایوب تم نے کس واسطے تکلیف کی ابوایوب نے عرض کیا یا رسول مجھ کو اس عورت سے حضورؐ کے حق میں خوف تھا۔ کیونکہ اس عورت کا باپ اور خاوند اور ساری قوم قتل ہوئی ہے۔ اور یہ عورت نومسلم ہے اس سبب سے مجھ کو اس کی طرف سے اندیشہ تھا۔ حضورؐ نے ایوب کے حق میں دعا فرمائی کہ اے خدا جیسے ابوایوب نے رات بھر میری حفاظت کی ہے تو اس کی ہمیشہ حفاظت فرمائیو۔

حضورؐ کا رحم و مروت کا سلوک حضرت بلالؓ سے

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس ہوئے تو راستہ میں ایک رات حضورؐ نے فرمایا آج رات کو کون ایسا شخص ہے جو ہماری حفاظت کرے اور آخر رات کا وقت تھا۔ فرمایا شاید ہم سو جائیں اس واسطے صبح کے وقت جگانے کے واسطے ایک آدمی ضرور چاہیئے۔ بلال نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں جاگوں گا۔ پس حضورؐ اور سب لوگ سو رہے اور بلال نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے اور پھر بلال مشرق کی طرف منہ کر کے صبح کا انتظار میں اپنی کاٹھی سے سہارا لگا کر بیٹھ گئے اور نیند ان پر غالب ہوگئی۔ پھر سورج کی حرارت سے سب لوگوں کی آنکھ کُھلی اور سب سے پہلے حضور جاگے اور بلال سے فرمایا کہ یہ تو نے کیا کیا؟ بلال نے عرض کیا یا رسول جس نے آپ کو سلایا اُسی نے مجھ کو بھی سلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو سچ کہتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو تھوڑی دور لے جا کر بٹھایا۔ اور وہیں وضو کیا اور سب لوگوں نے بھی وضو کیا پھر بلال نے تکبیر کہی اور حضورؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد فرمایا کہ جب نماز کو بھول جاؤ تو پھر جس

وقت یاد آئے اسی وقت اس کو پڑھ لو کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔

خیبر کی مرغیاں

خیبر کو فتح کر کے حضورؐ نے وہاں کی مرغیاں وغیرہ ابن لقیم العبسی کو عنایت فرمائی تھیں۔

جنگ خیبر کی تاریخ

اور خیبر کا غزوہ ماہِ صفر سنہ 7 ھ میں ہوا تھا۔

جنگ خیبر میں مسلم خواتین کی شرکت

خیبر کی جنگ میں مسلمانوں کی عورتیں بھی شریک تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے ان کو بھی کچھ دیا تھا مگر مردوں کے ساتھ ان کا حصہ نہیں لگایا تھا۔

بنی غفار کی ایک عورت پر حضورؐ کی مہربانی

بنی غفار میں سے ایک عورت کا بیان ہے کہ جب حضورؐ نے خیبر کا قصد کیا میں چند عورتوں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم عورتیں چاہتی ہیں کہ حضورؐ کے ساتھ جہاد میں ہم بھی چلیں ہم زخمیوں کی تیمارداری کریں گی۔ اور جہاں تک ہم سے ہوگا مسلمانوں کو مدد پہنچا کر ثواب کی مستحق ہونگی حضورؐ نے فرمایا چلو خدا تمہارے ارادہ میں برکت دے چنانچہ ہم حضورؐ کے ساتھ روانہ ہوئیں اور حضور نے مجھ کو اپنے اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھا لیا اور جب صبح کو حضورؐ منزل پر اُترے اور میں بھی اُونٹ پر سے اُتری تو اس کی کاٹھی اور اپنے کپڑے پر میں نے خون کا نشان دیکھا مجھ کو پہلا حیض آیا تھا۔ جب حضورؐ نے اُس خون کے نشان کو دیکھا تو مجھ سے فرمایا شاید تجھ کو خون آیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں فرمایا تو اپنے کپڑے دھو کر پانی میں تھوڑا نمک ملا کر اس سے کاٹھی کو دھوڈال اور پھر سوار ہو جا۔ کہتی ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم عورتوں کو بھی مالِ غنیمت میں سے عنایت کیا اور یہ ہار جو میرے گلے میں ہے۔ خود حضور نے اپنے ہاتھ سے میرے گلے میں باندھا ہے میں اس کو کبھی جُدا نہیں کرتی۔ راوی کہتا ہے یہ ہار آخر وقت تک اس عورت کے گلے میں رہا اور پھر اس کی وصیت کے موافق اس کے ساتھ دفن کیا گیا اور ہمیشہ یہ عورت حیض سے پاک ہونے کے واسطے پانی میں نمک ملاتی تھیں۔ اور وصیت کی تھی کہ میری لاش کو بھی نمک کے پانی سے غسل دینا۔

شہدائے خیبر کے نام

بنی اُمیہ کے حلیفوں میں سے ربیعہ بن اکسم بن صخیرہ بن عمرہ بن لکیر بن عامر بن غنم بن دودان بن اسد

اور ثقف بن عمر واور رفاعہ بن مسروح۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے عبداللہ بن ہیب بن اہیب بن سحیم بن غیرہ یہ اصل میں بنی سعد بن لیث سے تھے مگر بنی اسد میں اس سبب سے شمار ہوئے کہ ان کے حلیف اور ان کے بھانجے تھے۔

اور انصار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے بنی سلمہ سے بشر بن براء بن معرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زہر ملا ہوا گوشت کھا کر شہید ہوئے اور فضیل بن نعمان۔

اور بنی زریق میں سے مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق۔

اور اوس کی شاخ بنی عبدالاشہل سے محمود بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حرث یہ بنی حارثہ میں سے ان کے حلیف تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف سے ابوصیاح بن ثابت بن نعمان بن اُمیہ بن امری القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف اور حرث بن حاطب اور عروہ بن مرہ بن سراقہ اور اوس بن فائد اور انیف بن حبیب اور ثابت بن اثلہ اور طلحہ۔

اور بنی غفار سے عمارہ بن عقبہ تیر سے شہید ہوئے۔

اور بنی اسلم سے عامر بن اکوع اور اسود راعی جن کا نام اسلم تھا یہ خیبر ہی کے رہنے والے تھے اور خیبر کی جنگ میں شہید ہوئے۔

زہری نے شہداء خیبر میں ان لوگوں کو بھی ذکر کیا ہے۔ بنی زہرہ میں سے مسعود بن ربیعہ جو بنی قارہ میں سے ان کے حلیف تھے اور بنی عمرو بن عوف سے اوس بن قتادہ شہید ہوئے۔

خیبر میں ایک چرواہے کا مسلمان ہونا اور فوراً شہید ہو جانا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو اسود راعی بکریاں لئے ہوئے حضورؐ کے پاس آیا۔ اور یہ ایک یہودی کی بکریاں چرانے پر نوکر تھا۔ اور اس نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھ کو مسلمان کیجئے۔ حضورؐ نے اُس کو مسلمان کیا اور حضورؐ کسی شخص کے مسلمان کرنے میں یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ ادنیٰ آدمی ہے یا اعلیٰ سب کو مسلمان کرتے تھے اسود نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ان بکریوں کو کیا کروں؟ فرمایا ان کو مار کر ہکا دے یہ اپنے مالک کے پاس چلی جائیں گی۔

اسود نے ایک مٹھی کنکر لے کر بکریوں پر مارے اور ان کو قلعہ کی طرف ہکا دیا۔ بکریاں سیدھی قلعہ میں چلی گئیں۔

پھر اسود اسی قلعہ پر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوا۔ اسی اثناء میں ایک پتھر قلعہ پر سے ایسا اسود کے سر پر لگا کہ اس کے صدمہ سے شہید ہو گیا۔ لوگ اس کی لاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے اور ایک کپڑا لاش پر اُڑھا دیا۔ حضورؐ چند صحابہ کے ساتھ اُس کی لاش پر آئے اور پھر آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ایک شخص نے عرض کیا حضورؐ اُس کی طرف سے آپ نے منہ کیوں پھیرا؟ فرمایا ایک حور جو اس کی بیوی ہے اس کے پاس بیٹھی ہے۔ راوی کہتا ہے اسود نے ایک نماز بھی نہ پڑھی تھی۔

روایت ہے کہ جب شہید گرتا ہے تو اس کی بیوی حوروں میں سے اس کے منہ سے خاک پُونچھتی ہے اور کہتی ہے جس نے تجھ کو خاک آلود کیا ہے۔ خدا اس کو خاک آلود کرے اور جس نے تجھ کو قتل کیا ہے خُدا اس کو قتل کرے۔

حجاج کے اسلام لانے کا دلچسپ واقعہ

جب خیبر فتح ہو گیا تو حجاج بن علاط سلمی ثم الیہزی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ مکہ میں میرا بہت سا مال ہے اور بہت مال میرا میری بیوی اُم شیبہ بنت ابی طلحہ کے پاس ہے اور سوداگروں کے پاس بھی متفرق مال بہت ہے حضورؐ مجھ کو اجازت دیں تا کہ میں اپنا مال لے آؤں اور مناسب وقت جیسا چاہوں کہوں حضورؐ نے اجازت دی اور حجاج مکہ کی طرف روانہ ہوئے جب مقام ثبنیۃ البیضا میں آئے۔ تو دیکھا کہ قریش کے چند لوگ بیٹھے ہیں۔ یہ لوگ مکہ سے نکل کر راستہ میں آنے جانے والوں سے حضورؐ کی خبر پوچھا کرتے تھے اور ان کو خبر لگی تھی کہ حضورؐ نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے اب جو انہوں نے حجاج کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے حجاج بن علاط آ رہے ہیں۔ ان کو ضرور کچھ خبر ہو گی اور حجاج کے مسلمان ہونے کی قریش کو بالکل خبر نہ تھی۔ اور قریش یہ بھی جانتے تھے کہ خیبر حجاج میں اوّل درجہ کا سرسبز اور آباد ملک ہے اور اس کا فتح ہونا محمد سے دشوار ہے۔ غرضیکہ حجاج سے اِن لوگوں نے کہا کہ اے حجاج! ہم نے سُنا ہے کہ قاطع [1] نے خیبر پر لشکر کشی کی ہے سناؤ تو سہی کیا ہوا۔ حجاج نے کہا ہاں میں نے بھی یہ خبر سُنی ہے اور میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس سے تم بہت خوش ہو گے۔ حجاج کہتے ہیں میرے اس کہنے سے سب لوگوں نے چاروں طرف سے

[1] پاکوں کے سردار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو نامعقول اور بیہودہ نام قریش مکہ نے رکھ چھوڑے تھے ان میں سے ایک نام قاطع بھی ہے جس کے معنی ہیں ہر ایک رشتہ داری اور عزیز داری اور ہمدردی کے تعلقات کو ختم کرنے اور توڑنے والا۔ حالانکہ حضورؐ نے جس قدر ان تعلقات کا خیال اور لحاظ رکھا اور جتنا اور جس قدر ان کو قائم اور استوار کیا اس کی کوئی دوسری نظیر موجود نہیں۔

میرے اُونٹ کو گھیر لیا اور کہا کہ اے حجاج جلد اس خبر کو بیان کرو۔ میں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی شکست ہوئی کہ کبھی تم نے نہ سُنی ہوگی تمام ساتھی جو اس کے قتل ہوئے اور وہ خود قید ہوئے۔ اور یہودیوں نے کہا کہ ہم محمدؐ کو قریش کے پاس مکہ میں بھیجیں گے تا کہ قریش اپنے لوگوں کے معاوضہ میں محمدؐ کو قتل کر ڈالیں۔ حجاج کہتے ہیں یہ بات سُنتے ہی وہ لوگ مکہ میں شور وغل مچاتے ہوئے داخل ہوئے اور اپنے دوستوں سے کہتے تھے اب محمدؐ تمہارے پاس آتے ہیں تم اس کو قتل کرنا حجاج کہتے ہیں میں نے کہا اے قریش تم میرا مال جمع کرا دو۔ میں بہت جلد خیبر کو جانا چاہتا ہوں تا کہ سوداگروں کے پہنچنے سے پہلے سستی قیمت پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کا مال جو یہودیوں کے ہاتھ آیا ہے خرید کروں۔ پس قریش نے نہایت ہی جلد میرا سارا مال جمع کر دیا۔ اور میں نے اپنی بیوی سے بھی یہی کہا کہ میں خیبر میں جا کر مال خریدوں گا۔ تو سب مال مجھ کو دیدے اُس نے بھی سب مال دے دیا۔ پھر یہ خبر حضرت عباس کو ہوئی وہ میرے پاس میرے خیمہ میں جو تاجرانہ وضع کا تھا آن کر کھڑے ہوئے اور مجھ سے کہا اے حجاج یہ تو نے کیا خبر بیان کی ہے؟ میں نے کہا اس وقت تو تم مجھ کو مال اکٹھا کرنے دو جس وقت میں چلنے لگوں گا۔ اس وقت تنہائی اور علیحدگی میں مجھ سے ملنا۔ چنانچہ جب میں رُخصت ہونے لگا۔ تو عباس میرے پاس آئے۔ میں نے کہا اے عباس جو بات تم سے کہوں تین دن تک تم اس کو ہرگز کسی سے ظاہر نہ کرنا اور بعد اس کے تم کو اختیار ہے شوق سے کہہ دینا میں تمہارے بھتیجے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کے بادشاہ کی بیٹی صفیہ سے شادی کرتے چھوڑ کر آیا ہوں۔ تمام خیبر اُنہوں نے فتح کر لیا ہے۔ عباس نے کہا اے حجاج یہ تُو کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی میں سچ کہتا ہوں اور میں مسلمان ہو گیا ہوں یہ حیلہ میں فقط اپنا مال جلد وصول کرنے کے واسطے کیا تھا تم ہرگز تین دن کے اندر اس بات کو ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ یہ قریش کے لوگ میرا پیچھا کریں گے مگر تین دن میں دور نکل جاؤں گا۔ پھر تم شوق سے کہہ دینا۔

چنانچہ جب حجاج کو مکہ سے گئے ہوئے تین روز گزر گئے تب حضرت عباس نے اپنا حُلہ پہنا اور عصا ہاتھ میں لے کر کعبہ میں آئے اور طواف کرنے لگے۔ قریش نے جو اس شان سے ان کو دیکھا تو کہا اے ابوالفضل[1] آپ اس قدر خوش وخرم کیوں ہیں آپ کو تو اپنے بھتیجے کے قتل ہو جانے پر رنجیدہ ہونا چاہئیے تھا۔ حضرت عباس نے فرمایا اس خُدا کی قسم ہے جس کی تم قسم کھاتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اُنہوں نے خیبر کو فتح

---

[1] ''ابوالفضل'' حضرت عباسؓ کی کنیت تھی عرب میں کسی کا نام عزت سے لینا ہوتا تھا تو اس کی کنیت کے ساتھ اسے مخاطب کرتے تھے۔ (اسماعیل)

کر لیا ہے اور وہاں کے تمام مال و اسباب پر قابض ہو گئے ہیں اور خیبر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے نکاح میں لے آئے ہیں۔ اسی خوشی میں مَیں نے یہ لباس آج پہنا ہے۔ قریش نے کہا یہ خبر تم کو کس نے دی۔ حضرت عباس نے کہا حجاج بن علاط نے۔ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ اس حیلہ سے وہ تم سب سے مال لینے آیا تھا اور اب وہ محمدؐ سے جا ملا ہے۔ قریش نے یہ بات سُن کر سخت پیچ و تاب کھایا اور حجاج کی نسبت کہنے لگے کہ وہ خبیث اس طرح ہمارے پاس سے بھاگ گیا۔ اگر ہم کو اسی وقت خبر ہو جاتی تو ہم اس کی دغا بازی کا اچھی طرح سے مزہ چکھاتے۔ پھر اس کے بعد اور لوگوں سے بھی قریش کو خیبر کے فتح ہونے کی خبر معلوم ہوئی جس سے وہ سخت رنجیدہ ہوئے۔

(اس کے بعد ابن ہشام نے بہت سے اشعار لکھے ہیں جو مسلمانِ شعراء نے خیبر کی خوشی میں کہے مگر ہم انہیں چھوڑتے ہیں۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

خیبر کے مال غنیمت کی تقسیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں سے خمس خدا و رسول اور ذوی القربیٰ یتامیٰ و مساکین کے حصہ کا نکالا اور اسی میں حضورؐ کی ازواج کا خرچ تھا اور ان لوگوں کو بھی حضورؐ نے اس میں سے عنایت کیا جنہوں نے اہلِ فدک سے صلح کرائی تھی اور انہی لوگوں میں سے ایک محیصہ بن مسعود تھے ان کو حضورؐ نے تیس وسق [1] کھجوریں عنایت کیں اور باقی مالِ غنیمت اُن مسلمانوں پر تقسیم کیا جو حدیبیہ کے واقع میں حضور کے ساتھ تھے۔ چنانچہ سب لوگ جو حدیبیہ میں تھے خیبر کی جنگ میں بھی تھے۔ سوا ایک جابر بن عبداللہ کے کہ یہ خیبر کی جنگ میں شریک نہ تھے مگر حضورؐ نے ان کا بھی حصہ لگایا۔

خیبر کی جنگ میں چودہ سو آدمی تھے اور دو سو گھوڑے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کُل مال کے اٹھارہ سو حصہ کئے چودہ سو حصے آدمیوں کے اور چار سو حصے دو سو گھوڑوں کے اور سو سو آدمیوں کا ایک حصہ قرار دے کر اٹھارہ حصے کل مال کے کر دیئے۔

خیبر کی جنگ میں عربی گھوڑے کو حضورؐ نے عربی اور ہجین گھوڑے کا ہجین [2] ٹھہرایا۔ حضرت علی اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبداللہ اور عمر بن خطاب اور عبدالرحمٰن بن عوف اور عاصم بن عدی اور اسید بن حضیر ایک حصہ میں شریک تھے اور ایک حصہ بنی حرث بن خزرج کا اور ایک حصہ ناعم کا اور ایک حصہ بنی بیاضہ کا اور ایک

---

[1] وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کا۔

[2] ہجین وہ گھوڑا ہے جو عمدہ نسل کا نہ ہو۔

حصہ بنی عبید کا اور ایک حصہ بنی خرام کا جو بنی سلمہ میں سے تھے اور ایک حصہ عبید بن اوس کا اُنہوں نے یہ حصہ خرید لیا تھا۔ اور ایک حصہ بنی ساعدہ کا اور ایک حصہ بنی غفار اور اسلم کا اور ایک حصہ بنی نجار کا اور ایک حصہ بنی حارثہ کا اور ایک حصہ اوس کا تھا۔ پس سب سے پہلے جو حصہ خیبر سے نکالا گیا وہ خیبر وادی خاص سے زبیر بن عوام کا حصہ تھا اور اسی وادی کو نطارۃ بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل پانچ حصے تھے اور اس کے پاس دوسری وادی سریر نام تھی اور شق بھی اس کو کہتے تھے اس میں تیرہ حصے تھے کل اٹھارہ ہوئے اور ہر حصہ میں سو آدمی شریک تھے۔ چنانچہ نطاۃ میں سے زبیر کا حصہ نکال کر دوسرا حصہ بنی بیاضہ کا اور تیسرا بنی اُسید کا اور چوتھا بنی حرث بن خزرج کا اور پانچواں ناعم بن عوف بن خزرج اور مرینہ وغیرہ کا نکالا گیا۔

پھر شق میں سے پہلا حصہ عاصم بن عدی کا نکالا اور انہیں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حصہ تھا پھر عبدالرحمٰن بن عوف کا پھر بنی ساعدہ کا پھر بنی نجار کا پھر حضرت علی کا پھر طلحہ بن عبیداللہ کا۔ پھر بنی غفار اور اسلم کا پھر عمر بن خطاب کا پھر بنی عبید کا پھر بنی حرام کا پھر بنی حارثہ کا پھر عبید کا پھر اوس کا پھر نصیف کا حصہ نکالا۔ اس میں جہینہ اور مختلف قبائل عرب کے لوگ تھے۔

اور پھر حضور نے کتیبہ کو جو وادی خاص تھی اپنی ازواج اور اقربا کے درمیان میں تقسیم فرمایا اور بعض مسلمانوں کو بھی اس میں سے عنایت کیا چنانچہ اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو دوسو وسق دیئے اور حضرت علی کو ایک سو وسق اور اسامہ بن زید کو دوسو وسق پچاس وسق کھجوریں اور حضرت اُم المومنین عائشہ کو دوسو وسق اور حضرت ابوبکر کو سو وسق اور عقیل بن ابی طالب کو ایک سو چالیس وسق اور اولاد جعفر بن ابی طالب کو پچاس وسق اور ربیعہ بن حرث کو سو وسق اور صلت بن مخرمہ کو معہ ان کے دونوں بیٹوں کے سو وسق اس طرح کہ صلت کے چالیس اور ابی بنقہ کے پچاس اور رکانہ بن عبد یزید کے پچاس وسق اور قیس بن مخرمہ کے تیس وسق اور ابن قاسم بن مخرمہ کو چالیس وسق۔ اور عبیدہ بن حرث کی بیٹیوں اور ان کے بیٹے حصن بن حرث کو سو وسق اور بنی عبید بن عبد یزید کو ساٹھ وسق اور اوس بن مخرمہ کے بیٹے کو تیس وسق اور مسطح بن اثاثہ اور الیاس کے بیٹے کو پچاس وسق اور اُم رمیثہ کو چالیس وسق اور نعیم بن ہند کو تیس وسق اور بحینہ بنت حرث کو تیس وسق اور عجیر بن عبد یزید کو تیس وسق اور ام حکم کو تیس وسق اور حمانہ بنت ابی طالب کو تیس وسق اور ابن ارقم کو پچاس وسق اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو چالیس وسق اور حمنہ بنت جحش کو تیس وسق اور زبیر کی والدہ کو چالیس وسق صباعہ بنت زبیر کو چالیس وسق اور ابن ابی حنیس کو تیس وسق اور ام طالب کو چالیس وسق اور ابی نضیرہ کو بیس دس اور نمیلہ کو پچاس وسق اور عبداللہ بن وہب کو مع ان کے دونوں بیٹوں کے نوے وسق جن میں سے بیٹوں کے چالیس تھے اور ام حبیب بنت جحش کو تیس وسق اور مکرز بن عبدہ کو تیس وسق اپنی کُل ازواج کو نو سو وسق عنایت

فرمائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں یہ وسق گیہوں اور جَو اور کھجور وغیرہ کے تھے جو ہر شخص کو اس کی ضرورت کے موافق ان اجناس سے دیئے گئے اور چونکہ بنی عبدالمطلب سے زیادہ ضرورت مند تھے اس سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زیادہ مرحمت کیا یعنی بنی عبدالمطلب کو ایک سو اسی 180 وسق دیئے اور حضرت فاطمہ کو پچاسی وسق اور اُسامہ بن زید کو چالیس وسق اور مقداد بن اسود کو پندرہ وسق اور اُم رمیثہ کو پانچ وسق عنائت کئے۔

حضورؐ نے اپنی وفات کے وقت چھ باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔

ایک تو رہاوین کو خیبر سے سو وسق دیئے جائیں۔

داریین کو سو وسق۔

اور سبائین کو سو وسق دیئے جائیں۔

اور اشعرین کو سو وسق دیئے جائیں۔

اور اسامہ بن زید کا لشکر بھیجا جائے۔

اور ملک عرب میں دو دین نے چھوڑے جائیں۔ (یعنی تبلیغِ دین کر کے تمام عرب کو مسلمان کر لیا جائے۔)

فدک کی فتح

جب حضور خیبر کی جنگ سے فارغ ہوئے اہلِ فدک کے دل میں بھی خُدا نے حضورؐ کا رعب ڈال دیا اور انہوں نے اپنا ایلچی حضور کی خدمت میں بھیجا تا کہ حضورؐ نصف پیداوار پر اُن سے صلح کر لیں۔ حضورؐ نے منظور فرمایا اور حضورؐ اس وقت خیبر میں یا خیبر اور مدینہ کے درمیان میں یا مدینہ میں واپس آ گئے تھے اور چونکہ فدک بغیر جنگ اور لشکر کشی کے فتح ہوا اس وجہ سے یہ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مال تھا۔

بنی دار کے وہ لوگ جن کو خیبر میں سے حصہ دینے کے لئے حضور نے حکم دیا

یہ لوگ بنی دار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لخم کی اولاد سے ہیں اور حضور کی خدمت میں ملک شام سے آئے تھے۔ تمیم بن اوس۔ نعیم بن اوس۔ یزید بن قیس۔ عرفہ بن مالک ان کا نام حضور نے عبدالرحمٰن رکھا تھا۔ مروان بن مالک۔ عزہ بن مالک۔ فاکہہ بن نعمان۔ جبلہ بن مالک۔ ابو ہند بن برداور ان کے بھائی طیب بن برفسمار کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھا تھا۔

عبداللہ محصل خیبر کا عجیب واقعہ

حضورؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو اہلِ خیبر کے پاس بھیجا اور اُنہوں نے کھیتوں اور پھلوں کا اندازہ کیا یہود نے کہا تم نے اندازہ میں ہم پر زیادتی کی ہے اور انصاف نہیں کیا۔ عبداللہ نے کہا میں نے تو اپنے نزدیک دونوں حصے برابر کئے ہیں لیکن اے یہود! اگر تمہیں میری تقسیم پر اعتماد نہیں تو یہ دونوں حصے تمہارے سامنے پڑے ہوئے ہیں۔ ان میں سے جس حصہ کو تم زیادہ سمجھو وہ خود لے لو۔ جسے کم سمجھو وہ مجھے دے دو۔ عبداللہ کی زبان سے یہ سن کر یہود حیران ہو گئے۔ اور انہوں نے کہا ایسے ہی انصاف سے آسمان وزمین قائم ہیں۔

عبداللہ بن رواحہ نے ایک ہی سال اندازہ کیا تھا کہ پھر غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے۔

اس عہدے پر عبداللہ کے بعد جبار کی تقرری

عبداللہ کے بعد جبار بن صخر بن اُمیہ بن خنساء سلمی ہر فصل پر خیبر میں جا کر اندازہ کیا کرتے تھے۔ یہود اسی طرح ایک مُدّت عہد پر قائم رہے اور مسلمان ان کی طرف سے مطمئن ہو گئے۔

خیبر میں ایک مسلمان کا قتل اور حضورؐ کا بے نظیر عدل وانصاف

پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ میں عبداللہ بن سہل جارثی کو شہید کر دیا۔ اور مسلمانوں نے اس قتل کا ان پر دعویٰ کیا۔

عبداللہ بن سہل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کھجوریں دیکھنے خیبر میں گئے تھے پھر ساتھیوں سے الگ ہو گئے اور ان کی لاش ایک نالہ میں سے پڑی ہوئی ملی۔ یہود نے ان کو شہید کر کے لاش کو غائب کر دیا تھا پھر ان کے ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور یہ واقعہ عرض کیا اور یہ خبر سُن کر عبدالرحمٰن بن سہل عبداللہ بن سہل کے بھائی اور ان کے چچا زاد دونوں بھائی حویصہ اور میصہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عبدالرحمٰن ان سب میں نوعمر تھے اور خون کے حقدار بھی یہی تھے اُنہوں نے حضورؐ سے گفتگو کرنی چاہی حضور نے فرمایا بڑے کو لاؤ۔ بڑے کو تب مُحیصہ اور حویصہ نے گفتگو کی حضورؐ نے فرمایا اگر تم قاتل کا نام بتلاؤ اور پھر اُس پر پچاس قسمیں تم کھاؤ تو ہم اس کو تمہارے سپرد کریں گے۔ اُنہوں نے عرض کیا ہم کو قاتل کی کیا خبر اس حالت میں پھر ہم قسم کیا کھائیں۔ فرمایا اچھا تم یہودیوں سے پچاس قسمیں لے لو اور جب وہ قسم کھا لیں گے کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے تب وہ بری ہو جائیں گے حویصہ وغیرہ نے عرض کیا حضورؐ ہم کو اُن کی قسموں کا کیا اعتبار یہ کفر کرتے ہیں پھر جھوٹی قسم کھانے میں اُن کو کیا تامل ہو گا۔

حضورؐ نے عبدالرحمٰن کو اس کے بھائی عبداللہ کا خونبہا یعنی سو اونٹ اپنے پاس سے عنایت کئے۔ سہل بن

ابی حثمہ کہتے ہیں مجھ کو خوب یاد ہے کہ اُن اُونٹوں میں ایک سُرخ اُونٹنی تھی جب میں اُن کو گھیر رہا تھا۔ تو اُس نے مجھ کو مارا تھا۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں سہل بن ابی حثمہ کو اس واقعہ کا مجھ سے زیادہ علم نہیں ہے مگر وہ اُس وقت عمر میں مجھ سے بڑے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حویصہ وغیرہ سے قسم کھانے کو نہیں فرمایا تھا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہیں تھے کہ بغیر علم والے کو قسم دلواتے لیکن حضورؐ نے خیبر میں یہودیوں کو لکھا تھا کہ تمہارے مکانوں کے درمیان میں ہمارا ایک آدمی مقتول پایا گیا ہے اُس کا خونبہا تم ادا کرو۔ یہودیوں نے جواب میں قسم کھا کر لکھا کہ ہم کو نہیں معلوم کس شخص کو قتل کیا ہے تب حضورؐ نے اپنے پاس سے خونبہا ادا کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو یہ لکھا تھا کہ کہ یا تو خُونبہا ادا کرو اور یا جنگ کے واسطے تیار ہو جاؤ۔

خیبر کے باغات کے متعلق حضورؐ کا یہود سے عہد و پیمان

میں نے ابن شہاب زہری سے دریافت کیا کہ حضورؐ نے خیبر کے باغات اور کھجوریں کس شرط پر یہودیوں کو عنایت کی تھیں زہری نے کہا خیبر کو فتح کر کے حضورؐ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور جو لوگ اپنا مال و اسباب چھوڑ کر جلا وطنی پر آمادہ ہوئے۔ حضورؐ نے اُن سے فرمایا اگر تم کو ہم تمہارے باغوں اور مالوں پر قائم رکھیں اور پیداوار نصف تمہاری اور نصف ہماری ہو تو تمہیں منظور ہے یا نہیں یہود نے عرض کیا ہمیں منظور ہے اور حضورؐ نے یہ بھی شرط کر لی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو یہاں سے نکال دینگے یہود نے منظور کیا۔ تب حضور نے فصل پر عبداللہ بن رواحہ کو پھلوں کا اندازہ کرنے بھیجا اور جب وہ پھل وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے حضور نے ان کو تقسیم فرما دیا۔ پھر جب حضورؐ کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکر نے بھی یہود سے یہی معاملہ رکھا۔

یہود کا خیبر سے اخراج

حضرت عمر نے بھی ابتداء خلافت میں یہی معاملہ رکھا پھر ان کو معلوم ہوا کہ حضورؐ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا تھا کہ دو دین ملک عرب میں نہ رہیں۔ حضرت عمر نے اس حدیث کی تحقیق کی اور جب ان کو ثابت ہوگئی۔ تب انہوں نے خیبر کے یہود کو لکھا کہ خدا نے تم کو جلا وطن ہونے کا حکم دیا ہے۔ مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا تھا۔ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔ پس جس یہودی کے پاس کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہو وہ اس کو لے کر میرے پاس آئے اور جس کے پاس کوئی عہد نہ ہو بہت جلد شہر بدر

ہونے کا سامان کرے چنانچہ حضرت عمر نے ان سب یہودیوں کو جن کے پاس کوئی عہد نہ تھا خیبر سے نکال دیا۔

یہود کے اخراج کے متعلق دوسری روایت

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں میں اور مقداد بن اسود اور زبیر ہم تینوں خیبر میں اپنا مال دیکھنے گئے اور مال کے دیکھنے میں ہم تینوں متفرق ہو گئے رات کا وقت تھا اور میں اپنے بچھونے پر سوتا تھا کہ ایک شخص نے مجھ پر حملہ کیا اور اس کی ضرب سے میرے ہاتھ کہنی کے جوڑ پر سے اُتر گیا۔ جب صبح ہوئی تو میرے دونوں ساتھی میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کہ یہ کس نے تم کو مارا میں نے کہا مجھے خبر نہیں اُن ساتھیوں نے میرے ہاتھ کو درست کیا پھر ہم حضرت عمر کے پاس آئے اور سارا قصہ بیان کیا انہوں نے کہا یہ یہودیوں کی شرارت ہے پھر کھڑے ہو کر انہوں نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! حضور نے یہودیوں کو اس شرط سے خیبر میں رکھا تھا کہ جب ہم چاہیں گے ان کو نکال دیں گے اب یہود نے عبداللہ بن عمر پر زیادتی کی اور اس کے ہاتھ کو زخمی کیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور اس سے پہلے ضرور انصاری کو بھی انہوں ہی نے شہید کیا تھا ہم کو اس میں کچھ شک نہیں رہا پس اب میں ان کو خیبر سے نکالنا چاہتا ہوں تم میں سے جن جن لوگوں کا مال وہاں ہے وہ اپنے اپنے مال کو جا کر سنبھال لیں۔ کیوں کہ اب یہاں ہمارا بجز ان یہود کے اور کوئی دشمن نہیں ہے پھر حضرت عمر نے ان کو نکال دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضرت عمر نے یہود کو خیبر سے نکالا تو خود انصار اور مہاجرین کو لے کر سوار ہوئے اور جبار بن اُمیہ جو خیبر کی پیداوار کا اندازہ کرنے جایا کرتے تھے اور یزید بن ثابت کو بھی ساتھ لیا اور ان دونوں شخصوں نے اسی تقسیم کے موافق جو پہلے سے تھی ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر دیا۔

وادی قریٰ کی پیداوار کی تقسیم

اور وادی قریٰ کو حضرت عمر نے اس طرح تقسیم کیا کہ ایک حصہ حضرت عثمان کا ایک حصہ عبدالرحمٰن بن عوف کا اور ایک حصہ عمرو بن ابی سلمہ کا اور ایک حصہ عامر بن ابی ربیعہ کا اور ایک حصہ عمرو بن سراقہ کا اور ایک حصہ اشیم کا اور ایک حصہ اولادِ جعفر کا اور ایک حصہ میقیب کا اور ایک حصہ عبداللہ بن ارقم کا اور ایک حصہ عبداللہ کا۔ اور ایک حصہ عبیداللہ کا ایک حصہ عبداللہ بن جحش کے بیٹے کا اور ایک حصہ بکیر کے فرزند کا اور ایک حصہ معتمر کا اور ایک حصہ زید بن ثابت کا اور ایک حصہ ابی بن کعب اور ایک حصہ معاذ بن عفراء کا اور ایک حصہ ابو طلحہ اور حسن کا اور ایک حصہ جبار بن صخر کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن رئاب کا اور ایک حصہ مالک بن

صعصعہ کا اور ایک حصہ جابر بن عبداللہ بن عمرو کا اور ایک حصہ ابن حضیر کا اور ایک حصہ سعد بن معاذ کے بیٹے کا اور ایک حصہ سلامہ بن سلامہ کا اور ایک حصہ عبدالرحمٰن بن ثابت اور ابی شریک کا اور ایک حصہ ابی عبس بن جبیر کا اور ایک حصہ محمد بن مسلمہ کا اور ایک حصہ عبادہ بن طارق کا اور بعض کہتے قتادہ کا اور آدھا حصہ جبیر بن عتیک کا اور آدھا حصہ حرث بن قیس کے دونوں بیٹوں کا اور ایک حصہ ابن خزمہ اور ضحاک کا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب اور مہاجرین حبشہ کا آنا

جس دن خیبر کی فتح ہوئی اسی روز جعفر بن ابی طالب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھتے ہی گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا۔ میں نہیں جانتا کہ مجھ کو کس بات کی زیادہ خوشی ہے آیا خیبر کے فتح ہونے کی یا جعفر کے آنے کی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جن صحابہ نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی تھی اور وہاں مقیم تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بلانے کے واسطے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی بادشاہ حبش کے پاس بھیجا اور نجاشی نے ان مہاجرین کو دو جہازوں میں سوار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اور یہ لوگ اس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے جس روز آپ خیبر کی فتح سے فارغ ہوئے تھے اور وہ لوگ ہیں۔

حبش سے آنے والے مہاجرین کے نام

بنی ہاشم بن مناف سے جعفر بن ابی طالب ان کے ساتھ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس خثعمیہ بھی تھیں اور ان کے فرزند عبداللہ بن جعفر بھی تھے جو حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت جعفر جنگ موتہ میں مضافات ملک شام میں حضورؐ کے لشکر کے سردار ہو کر گئے اور وہیں شہید ہوئے بنی ہاشم میں سے یہ ایک شخص حبشہ سے آئے۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے خالد بن سعید بن عاص بن اُمیہ بن عبد شمس مع اپنی بیوی اُمینہ بنت خلف بن اسد کے اور اِن کے بیٹے سعید بن خالد اور بیٹی امۃ بنت خالد یہ دونوں حبشہ میں ہی پیدا ہوئے تھے۔ خالد مرج الصفر کی جنگ میں جو خلافت صدیق میں ملک شام میں ہوئی تھی شہید ہوئے اور خالد کے بھائی عمرو بن سعید بن عاص مع اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن اُمیہ بن محرث کنانی کے اس خاتون کا انتقال حبشہ میں ہوا۔ عمرو بن سعید بن عاص حضرت صدیق کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں جو شام کا ایک شہر ہے شہید ہوئے اور معیقیب بن ابی فاطمہ جن کو حضرت عمر نے اپنی خلافت میں بیت المال کا خزانچی بنایا تھا۔ یہ سعید بن العاص کی اولاد میں سے تھے۔ اور ابو موسیٰ اشعری عبداللہ بن قیس آل عتبہ بن ربیعہ کے حلیف یہ

چار شخص حبشہ سے آئے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ میں سے اسود بن نوفل بن خویلد ایک شخص۔

اور بنی عبدالدار بن قصی سے جہم بن قیس بن عبد شرحبیل مع اپنی اولاد عمرو بن جہم اور خزیمہ بنت جہم اور اپنی بیوی حرملہ بنت عبدالاسود کے جن کا حبشہ ہی میں انتقال ہو گیا تھا۔

اور بنی زہرہ بن کلاب سے عامر بن ابی وقاص اور عتبہ بن مسعود ہذیل سے اِن کے حلیف دو شخص۔

اور بنی تیم بن مرہ بن کعب سے حرث بن خالد بن صخر مع اپنی بیوی ریطہ بنت حرث بن حبیلہ کے جن کا انتقال حبشہ ہی میں ہوا ایک شخص۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عثمان بن ربیعہ بن احبان ایک شخص۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص سے محمیہ بن جوان کے حلیف بنی زبید سے اِن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کے خمس کا محافظ مقرر کیا تھا۔ ایک شخص۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے معمر ابی عبداللہ بن نضلہ۔ ایک شخص۔

اور بنی عامر بن لوئی بن غالب سے ابوطالب بن عمرو بن عبد شمس۔ اور مالک بن ربیعہ بن قیس بن عبد شمس مع اپنی بیوی عمرہ بنت سعدیٰ بن وقدان بن عبد شمس کے دو شخص۔

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے حرث بن عبد قیس بن لقیط۔ ایک شخص۔

اور جن مہاجرین کا ملک حبش میں انتقال ہو گیا تھا۔ اُن کی عورتوں کو بھی نجاشی نے کشتیوں میں سوار کر کے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ پس یہ سب لوگ جو اس وقت حبش سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے سولہ آدمی تھے۔

جو مہاجرین بدر کی جنگ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حبشہ سے آئے یا جنہوں نے حبشہ ہی میں انتقال کیا یا جو ان کشتیوں کے آنے کے بعد آئے اُن کے نام یہ ہیں۔

بنی اُمیہ بن عبد شمس سے عبیداللہ بن جحش بن رئاب اسدی بنی خزیمہ میں سے بنی اُمیہ کے حلیف مع اپنی بیوی ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور اپنی بیٹی حبیبہ بنت عبیداللہ کے حبشہ میں ہجرت کر کے گیا اُم حبیبہ کا نام رملہ تھا۔ عبیداللہ جش میں پہنچا تو اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہو گیا۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی اُم حبیبہ سے شادی فرمائی۔

عروہ سے روایت ہے کہ عبیداللہ بن جحش مسلمانوں کے ساتھ مسلمان ہو کر حبشہ میں گیا تھا۔ جب وہاں جا کہ نصرانی ہو گیا تو مسلمانوں سے کہا کرتا تھا کہ ہم نے تو دیکھ لیا اور تم ابھی ڈھونڈ ھتے پھرتے ہو یعنی تم دین

کی تلاش میں ہوا اور مجھ کو دین مل گیا۔

اور قیس بن عبداللہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے ایک شخص تھا۔ اور یہ اُمیہ بنت قیس کا باپ تھا اور اُمیہ اس کی بیٹی حضرت اُم حبیبہ کے ساتھ تھی اور قیس کی بیوی برکتہ بنت یسار ابوسفیان کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھی۔ جب عبیداللہ اور قیس حبشہ کو گئے ہیں تو اِن دونوں عورتوں یعنی اُم حبیبہ اور اُمیہ کو ساتھ لے گئے تھے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے یزید بن زمعہ بن اسود بن المطلب بن اسد یہ حنین کی جنگ میں شہید ہوئے اور عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد ان کا ملک حبش میں انتقال ہوا۔

اور بنی عبدالدار بن قصیٰ سے ابوالروم بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار اور فراس بن نضر بن حرث بن کلاہ بن علقمہ بن عبدمناف بن عبدالدار۔

اور بنی زہرہ بنی کلاب بن مرہ سے مطلب بن از ہر بن عبدعوف بن عبدالحرث بن زہرہ مع اپنی بیوی رملہ بنت ابی عوف بن صبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم کے حبش گئے اور وہیں ان کا بیٹا عبداللہ بن مطلب پیدا ہوا اور وہیں مطلب کا انتقال ہوا کہتے ہیں اسلام میں سب سے پہلے عبداللہ ہی اپنے باپ کا وارث ہوا ہے۔

اور نبی تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی سے عمرو بن عثمان بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ قادسیہ کی جنگ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے لشکر کے ساتھ شہید ہوئے۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ بن کعب سے ہبار بن سفیان بن عبدالاسد یہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں اجنادین کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان حضرت عمر کی خلافت میں یرموک کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کی شہادت میں شک ہے کہ قتل ہوئے یا نہیں۔ اور ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ یہ تین شخص ہیں۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص کعب سے حاطب بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح معہ اپنے دونوں بیٹوں حرث اور محمد اور اپنی بیوی فاطمہ بنت مجلل کے حبشہ کو گئے۔ حاطب نے تو وہیں حبشہ میں انتقال کیا اور ان کی بیوی دونوں بیٹوں کو لے کر انہیں کشتیوں میں سے ایک کشتی میں سوار ہو کر مدینہ میں آئیں اور حاطب کے بھائی خطاب بن حرث بھی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کو لے کر حبشہ گئے اور وہیں انتقال کیا اور ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار کشتی میں سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور سفیان بن معمر بن حبیب اور ان کے دونوں بیٹے جنادہ اور جابر اور ان کی بیوی حسنہ اور حسنہ کی ماں شریک بھائی شرحبیل بن حسنہ یہ سب حبشہ گئے اور سفیان اور ان کے بیٹوں جنادہ اور جابر نے حضرت عمر کی خلافت میں انتقال کیا۔ چھ شخص۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم شاعر ان کا

حبش میں انتقال ہوا۔ اور قیس بن حذیفہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم اور ابوقیس بن حرث بن قیس بن عدی یہ حضرت ابوبکر کی خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوئے اور عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم انہی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایلچی بنا کر کسریٰ بادشاہ ایران کے پاس بھیجا تھا اور حرث بن حرث بن قیس بن عدی اور معمر بن حرث بن قیس بن عدی بن بشر بن حرث بن قیص بن عدی اور ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو جو جنادین کی جنگ میں شہید ہوئے اور سعید بن حرث بن قیس جو یرموک میں شہید ہوئے اور سائب بن حرث بن قیس جو حضورؐ کے ساتھ طائف کی جنگ میں زخمی ہوئے اور حضرت عمر کی خلافت میں جنگ محل میں شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں خیبر میں شہید ہوئے اور عمیر بن رئاب بن حذیفہ بن محشم بن سعید بن سہم معرکہ عین التمر میں شہید ہوئے۔ گیارہ شخص۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب حبشہ میں فوت ہوئے اور عدی بن نضلہ بن عبدالعزیٰ بن حرثان حبشہ میں فوت ہو دو شخص عدی کے ساتھ ان کا بیٹا نعمان بن عدی بھی تھا جو اب مہاجرین کے ساتھ مدینہ میں آ گیا اور حضرت عمر نے اس کو علاقہ بصرہ میں شہر میسان کا حاکم بنایا تھا۔ یہ ایک شاعر شخص تھا۔ اس نے چند اشعار کہے اور ان میں شراب اور معشوق کی تعریف کی۔[1] جیسے کہ شاعروں کا دستور ہے وہ اشعار حضرت عمر بھی سُنے فوراً اس کو معزول کر دیا یہ حضرت عمر کی خدمت حاضر ہوا اور عرض کیا اے امیر المومنین میں ایک شاعر ہوں قسم ہے خدا کی میں ان افعال کا مرتکب نہیں ہوا ہوں جو اشعار میں بیان کئے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا جو تُو نے کہا سو کہا مگر اب تو جب تک زندہ ہے ہرگز میری طرف سے کہیں کا حاکم نہ بنے گا۔

اور بنی عامر بن لوئی بن غالب بن فہر سے سلیط بن عمرو بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر انہی کو حضورؐ نے پیغامبر بنا کر ہوذہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ میں بھیجا تھا۔

اور بنی حرث بن فہر بن مالک سے عثمان بن عبدغنم بن زہیر بن ابی شداد اور سعد بن عبدقیس بن لقیظ بن عامر بن اُمیہ بن ظرب بن حرث بن فہر اور عیاض بن زہیر بن ابی شداد۔ تین شخص۔

پس جو لوگ حبشہ کے مہاجرین میں سے بدر کی جنگ میں شریک نہ تھے اور نہ مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے تھے اور جو لوگ اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں آئے اور جن کو نجاشی نے اِن دونوں جہازوں میں سوار نہیں کیا تھا یہ سب چونتیس آدمی تھے۔

---

[1] ابن ہشام نے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو نعمان بن عدی نے کہے تھے مگر ہم نے ان کو چھوڑ دیا۔ (محمد اسمٰعیل)

اور جولوگ یا اُن کی اولادیں جو حبشہ میں فوت ہوئیں ان کے نام یہ ہیں۔

حبشہ میں فوت ہونے والے

بنی عبد شمس بن عبد مناف سے عبداللہ بن جحش بن رئاب نصرانی ہو کر حبشہ میں مر گیا۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصیٰ سے عمرو بن اُمیہ بن حرث بن اسد۔

اور بنی جمح سے حاطب بن حرث اور ان کے بھائی خطاب بن حرث۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب سے عبداللہ بن حرث بن قیس۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی سے عروہ بن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف اور عدی بن نضلہ سات شخص اور ان کی اولاد میں بنی تمیم بن مرہ سے موسیٰ بن حرث بن خالد بن صخر بن عامر ایک شخص۔

راوی کہتا ہے کل عورتیں جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی سولہ تھیں علاوہ اُن لڑکیوں کے جو حبشہ میں پیدا ہوئیں۔ بنی ہاشم میں سے حضرت رقیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی۔

اور بنی اُمیہ سے اُم حبیبہ بنت ابی سفیان اور ان کی بیٹی حبیبہ بھی ان کے ساتھ تھیں اور ساتھ ہی آئیں اور بنی مخزوم سے اُم سلمہ بنت ابی اُمیہ اپنی بیٹی زینب بنت ابی سلمہ کو لے کر حبشہ سے آئیں یہ لڑکی حبشہ ہی میں پیدا ہوئی تھی۔

اور بنی تیم بن مرہ سے ریطہ بنت حرث بن حبیلہ ان کا راستہ میں انتقال ہوا۔ اور ان کے دولڑکیاں حبشہ میں پیدا ہوئی تھیں عائشہ بنت حرث اور زینب بنت حرث اور ان لڑکیوں کا بھائی موسیٰ بن حرث یہ سب راستہ میں پانی پی کر ہلاک ہوئے اور ریطہ کی اولاد سے صرف ایک لڑکی فاطمہ نام بچی تھی وہ مدینہ میں آئی۔

اور بنی سہم بن عمرو سے رملہ بنت ابی عوف بن صبیرہ۔

اور بنی عدی بن کعب سے لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن خانم۔

اور بنی عامر بن لوئی سے سودہ بنت زمعہ بن قیس اور سہلہ بنت سہیل بن عمرو اور مجلل کی بیٹی اور عمرہ بنت سعدیٰ بن وقدان اور ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو۔

اور مختلف قبائل عرب سے اسماء بنت عمیس بن نعمان خثعیمہ اور فاطمہ بنت صفوان بن اُمیہ بن محرث کنانیہ اور فکیہہ بنت یسار اور برکہ بنت یسار اور حسنہ شرحبیل بن حسنہ کی والدہ۔

حبش میں مہاجرین کے جو بچے پیدا ہوئے

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب بنی ہاشم سے اور بنی عبد شمس سے محمد بن ابی حذیفہ۔ اور سعید بن خالد بن

سعید اور ان کی بہن اُمۃ بنت خالد۔

اور بنی مخزوم سے زینب بنت ابی سلمہ بن عبدالاسد۔

اور بنی زہرہ سے عبداللہ بن مطلب بن ازہر۔

اور بنی تیم سے موسیٰ بن حرث بن خالد اور ان کی بہنیں عائشہ بنت حرث اور فاطمہ بنت حرث اور زینب بنت حرث۔ یہ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔لڑکے عبداللہ بن جعفر اور محمد بن ابی حذیفہ اور سعید بن خالد اور عبداللہ بن مطلب اور موسیٰ بن حرث اور لڑکیاں امۃ بنت خالد اور زینب بنت ابی سلمہ اور عائشہ اور زینب اور فاطمہ حرث بن خالد بن صخر کی بیٹیاں۔

خیبر کے بعد حضورؐ کا مدینہ میں قیام

خیبر سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ربیع الاوّل ربیع الآخر جمادی الاوّل جمادی الآخر رجب شعبان رمضان اور شوال آٹھ مہینہ رہے اور ان مہینوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جا بجا چھوٹے چھوٹے لشکر روانہ فرمائے پھر ذیقعدہ کے مہینہ میں عمرۃ القضا کی تیاری کی۔

عمرۃ القضا

عمرہ کے لئے حضورؐ کی روانگی

یہ وہی مہینہ ہے جس میں پچھلے سال مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ نہ کرنے دیا تھا اور مقام حدیبیہ سے حضورؐ واپس تشریف لے آئے تھے اب اس عمرہ کی قضا کرنے حضورؐ تشریف لے گئے اسی وجہ سے اس عمرہ کا نام عمرۃ القضا رکھا گیا ہے۔اور بعض اِس کو عمرۃ القصاص بھی کہتے ہیں کیونکہ مشرکوں نے حضورؐ کو سنہ 6 ھ میں مسجد حرام میں جانے سے روکا تھا۔پس اب حضور اس کے قصاص میں تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں ذی قعدہ کے مہینہ سنہ 7 ھ میں داخل ہوئے۔

ابن عباس کہتے ہیں اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے وَ الْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ ۔اور مدینہ میں حضورؐ نے عویف بن اَضبط دیلی کو حاکم مقرر کیا۔

حضورؐ مکہ میں

اس عمرہ میں وہ سب مسلماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جو اس سے پہلے حدیبیہ میں روکے گئے تھے اور یہ سنہ 7 ھ کا واقعہ ہے۔

جب اہلِ مکہ نے حضورؐ کے آنے کی خبر سُنی تو مسجد حرام سے نکل کر سب دار الندوہ میں جمع ہوئے تا کہ حضور کے آنے کی سیر دیکھیں اور آپس میں کہتے تھے کہ محمد کے اصحاب نہایت تنگ حال اور بھوکے کمزور لوگ ہیں حضورؐ نے بھی یہ سُنا اور جب آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو چادر میں سے داہنا شانہ اپنا باہر نکال لیا۔ جیسا کہ طواف میں قاعدہ ہے اور فرمایا خدا اس شخص پر فضل فرمائے جو آج اپنی قوت ان مشرکین کو دکھائے اور اور پھر مع اصحاب آپ نے دوڑ کر تین طواف کئے اور رکن یمانی اور حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔

ابن عباس کہتے ہیں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ طواف میں دوڑنا اور شانہ کو کھلا رکھنا لازم نہیں ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل مشرکین کے دکھانے کو کیا تھا مگر جب حضور نے حجۃ الوداع میں بھی ایسا ہی کیا تب یہ طریقہ جاری ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں جب حضورؐ مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھے۔

حضور کا حضرت میمونہ سے شادی کرنا

اسی سفر میں حضور نے میمونہ بنت حرث سے بحالت احرام شادی کی اور یہ شادی حضرت عباس نے کرائی تھی۔ حضرت میمونہ نے اپنی شادی کا اختیار اپنی بہن اُم فضل کو جو حضرت عباس کی بیوی تھیں دیا تھا اور اُم فضل نے وہ اختیار حضرت عباس کو دیا۔ حضرت عباس نے ان کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دی اور حضورؐ نے میمونہ کے مہر کے چار سو درہم عنایت کئے۔

مکہ سے جانے کے متعلق قریش کا نوٹس حضورؐ کو اور حضورؐ کا جواب

حضورؐ مکہ میں تین روز رہے جب تیسرا روز ہوا تو قریش نے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نضر بن مالک بن حسل کو چند قریش کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کہ اب تمہاری مدّت اقامت پوری ہو گئی لہٰذا تم اب چلے جاؤ۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر ہم ذرا اور قیام کریں تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے ہم یہاں شادی کر کے کھانا پکائیں گے اور تمہاری بھی دعوت کریں گے۔ قریش نے کہا ہمیں تمہاری دعوت نہیں چاہیئے۔

مکہ سے حضورؐ کی روانگی

تب حضورؐ خود معہ صحابہ کے روانہ ہو گئے اور ابورافع اپنے غلام کو حضرت میمونہ کے پاس چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابورافع ان کو لے کر مقام سرف میں حضورؐ سے جا کر ملے اور وہیں حضورؐ نے میمونہ سے خلوت فرمائی اور ذیحجہ

کے مہینہ میں مدینہ واپس تشریف لائے۔

غزوۂ موتہ

حضور کا قیام مدینہ میں

مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم باقی مہینہ ذی الحجہ کا اور محرم اور سفر اور ربیع الاوّل اور ربیع الثانی کا مہینہ رہے۔

موتہ کی طرف لشکر کی روانگی اور حضورؐ کی ہدایت سردار لشکر کے متعلق

سنہ 8 ہجری آپ نے مقام موتہ کی طرف جو مضافات ملک شام سے ہے اپنا لشکر روانہ فرمایا۔ اس لشکر کا حضورؐ نے زید بن حارثہ کو سردار کیا تھا اور فرمایا تھا اگر زید شہید ہوں تو پھر جعفر سردار بنائے جائیں اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائیں تب عبداللہ بن رواحہ کو سردار بنایا۔

جب یہ لشکر جس کی تعداد تین ہزار تھی جانے کے لئے تیار ہوا تو عبداللہ بن رواحہ حضورؐ کی خدمت میں رخصت ہونے کو حاضر ہوئے حضورؐ نے اِن کو رخصت کیا اور مشایعت کے طور پر مدینہ کے باہر تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور پھر رخصت فرما کر مدینہ میں واپس آئے۔

لشکر کا شام میں پہنچنا اور مسلمانوں کا ایک ہولناک خبر سُننا

جب یہ لشکر چلتے چلتے مقام معان میں پہنچا جو زمین شام کے متعلق ہے تو ان کو اطلاع ملی کہ ہرقل بادشاہ روم وشام نے ایک لاکھ رومیوں کی فوج اور ایک لاکھ فوج قبائل لخم وجذام اور بہراء اور قین اور بلی سے جمع کی ہے اور شہر آب میں جو بلقاء کے متعلق ہے آن کر ٹھہرا ہے اور قبائل کی فوج پر اس نے مالک بن رافلہ ایک شخص کو سردار مقرر کیا ہے۔

مسلمانوں کی پریشانی اور باہم مشورہ

مسلمان اس خبر کے سننے سے دورات تک مقام معان میں متردّد رہے کہ کیا کریں بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھیں کہ دشمن اس قدر تعداد کثیر رکھتا ہے پھر یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مدد کو اور لشکر روانہ کریں گے اور یا جیسا حکم کریں گے اس کے موافق ہم کاربند ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی پُرجوش تقریر

عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کے دل اپنی تقریر سے بڑھائے اور کہا اے لوگو تم تو شہادت کی تلاش میں

آئے ہو اور پھر تم کو دشمن کی تعداد اور کثرت کا کیا اندیشہ ہے تم لوگ تعداد اور شمار اور کثرت وقلّت کے حساب سے جنگ نہیں کرتے تم دین حق کی اشاعت کے واسطے نکلے ہو جس دین کے ساتھ خدا نے تم کو بزرگی دی ہے اور شہادت تمہارا مقصود ہے پس بِسْمِ اللّٰہ کر کے قدم بڑھاؤ دونوں بھلائیوں میں سے ایک بھلائی تمہارے واسطے ضرور ہے یا خدا تم کو غالب کرے گا اور یا تم شہید ہو گے۔ پس تمہارا مطلب کسی طرح فوت نہ ہو گا۔

لشکر اسلام کا جنگ پر آمادہ ہونا

تمام لشکر نے عبداللہ کی تقریر کو سُن کر کہا اے عبداللہ بیشک تم سچ کہتے ہو اور لشکر آگے کو روانہ ہوا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کا شوق شہادت

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن رواحہ کے پاس رہتا تھا کیونکہ میں یتیم تھا اور وہ میری پرورش کرتے تھے وہ اس سفر میں بھی مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اپنے پیچھے اُونٹ پر سوار کر لیا۔ پس ایک رات میں نے سُنا کہ وہ شہادت کے اشتیاق میں اپنے اشعار[1] پڑھ رہے تھے میں رونے لگا تو اُنہوں نے اپنا کوڑا اٹھا کر مجھے دھمکایا کہ کیوں روتا ہے خدا مجھ کو شہادت نصیب فرمائے گا۔

مسلمانوں کے لشکر کی ترتیب

جب مسلمان زمین بلقاء میں پہنچے تو ہرقل کا لشکر بھی آن پہنچا جس میں روم اور عرب کی فوجیں تھیں مسلمانوں کا لشکر تو موتہ نام ایک گاؤں کے پاس اُترا اور دشمن کا لشکر مشارف نام ایک گاؤں کے قریب ٹھہرا۔

جنگ مغلوبہ اور حضرت زید اور حضرت جعفر کی شہادت

مسلمانوں نے اپنے لشکر کا اس طرح انتظام کیا کہ میمنہ پر قطبہ بن قتادہ بنی عذرہ کے ایک شخص کو مقرر کیا اور میسرہ پر عبایہ بن مالک انصاری کو مقرر کیا۔ پھر جنگ مغلوبہ واقع ہوئی اور زید بن حارثہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے ساتھ خوب جنگ کی یہانتک کہ جب شہید ہو گئے تو حضرت جعفر نے نشان ہاتھ میں لیا اور خوب زور کے ساتھ جہاد کیا اور جب گھمسان کی لڑائی ہوئی تو حضرت جعفر نے گھوڑے سے اُتر اس کی

---

[1] (حاشیہ: ابن ہشام نے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو حضرت عبداللہ بن رواحہ اس موقعہ پر شوق شہادت میں پڑھ رہے تھے مگر ہم نے انہیں چھوڑ دیا ہے۔ (اسماعیل)

کونچیں کاٹ دیں اور خود اس قدر جہاد کیا کہ آخر شہید ہو گئے۔

حضرت جعفر کی شجاعت

حضرت جعفر نے دائیں ہاتھ میں جھنڈا لیا تھا وہ ہاتھ آپ کا کٹ گیا تب آپ نے بائیں ہاتھ میں لیا۔ جب وہ بھی کٹ گیا تو نشان کو سینہ سے دبا لیا یہاں تک کہ شہید ہوئے اور حضرت جعفر کی عمر 33 برس کی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جعفر کو ہاتھوں کے معاوضہ میں دو پر عنایت کئے جن سے وہ جنت میں اُڑتے پھرتے ہیں۔[1] بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت جعفر کے ایسی تلوار ماری تھی جس سے آپ کے دو حصہ ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ کی شہادت

جعفر کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور یہ اس وقت اپنے گھوڑے پر سوار تھے اور کچھ متردد تھے پھر یہ گھوڑے سے نیچے اُترے اور ان کا ایک چچا زاد بھائی بھنا ہوا گوشت کا ٹکڑا لے کر آیا اور کہا اس کو کھا کر ذرا اپنی کمر کو مضبوط کرو۔ کیونکہ تم بھوکے ہو عبداللہ نے اس گوشت کے ٹکڑے کو ذرا سا کھایا تھا کہ لشکر کے ایک طرف سے غل کی آواز آئی۔ پس اُس گوشت کو پھینک کر لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر لڑے کہ آخر شہید ہوئے۔

ثابت بن اقرم کا جھنڈا بلند کرنا

ان کے بعد ثابت بن اقرم بن عجلان کے ایک شخص نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا کہ اے مسلمانو! اب تم ایک سردار مقرر کرو۔ مسلمانوں نے کہا کہ کیا تم کو مقرر کریں۔ ثابت نے کہا میں سرداری نہیں کرتا۔ تب سب نے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا اور خالد نے فوراً دشمن کو مارتے مارتے بھگا دیا اور پھر لوگوں کے ساتھ اپنی قیام گاہ پر آئے۔

حضورؐ نے شہدائے موتہ کی خبر دی

جب یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا کہ زید بن حارثہ نے نشان اپنے ہاتھ میں لیا اور اس قدر لڑے کہ شہید ہوئے پھر جعفر نے لیا اور وہ بھی لڑ کر شہید ہوئے یہ کہہ کر حضورؐ خاموش ہو گئے۔ انصار سمجھ گئے اور ان کے چہرے متغیر ہوئے کہ ضرور عبداللہ بن رواحہ بھی شہید

---

[1] اس لئے آپ کا لقب ''میار'' ہے۔

ہوئے۔ چنانچہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بن رواحہ نے نشان لیا اور وہ بھی لڑے یہاں تک شہید ہوئے۔ پھر فرمایا میں نے ان لوگوں کو خواب میں جنت کے اندر سونے کے تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے عبداللہ بن رواحہ کے تخت میں بمقابلہ جعفر اور زید کے تخت کے ایک قسم کی کمی دیکھی میں نے پوچھا یہ کس سبب سے ہے کہا گیا کہ ان دونوں نے کچھ تردد نہیں کیا تھا اور عبداللہ بن رواحہ نے تھوڑا تردد کیا تھا۔

جعفر کے پسماندگان سے حضورؐ کی شفقت

اسماء بنت عمیس کہتی ہیں جس روز جعفر اور اُن کے ساتھی شہید ہوئے حضورؐ میرے پاس تشریف لائے اس وقت میں پکانے کا سامان کر رہی تھی حضور نے مجھ سے فرمایا جعفر کے بچوں کو میرے پاس لاؤ میں ان کو حضورؐ کے پاس لائی حضورؐ نے اُن کو پیار کیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا جعفر کی کچھ خبر آئی ہے؟ فرمایاہاں آج ہی وہ شہید ہوئے ہیں۔

مردے کے گھر کھانا بھجوانا سُنت ہے

اسماء کہتی ہیں میں کھڑی ہو کر اس صدمہ سے چیخنے اور رونے لگی محلّہ کی عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے نکل کر اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا جعفر کی بیوی اور بچوں کے واسطے کھانا تیار کراؤ۔ کیونکہ ان کو رَنج کے سبب سے پکانے کی فرصت نہ ہوگی۔

حضورؐ نے مردے پر بین کرنے اور رونے سے منع فرمایا

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب جعفر کے شہید ہونے کی خبر حضورؐ نے بیان کی تو میں نے آپ کو چہرہ میں رنج و ملال پایا اور ایک شخص نے آن کر عرض کیا کہ حضورؐ عورتیں بہت رو پیٹ رہی ہیں حضورؐ نے فرمایا ان کو منع کرو وہ شخص پھر آیا اور عرض کیا حضور وہ باز نہیں آتیں فرمایا ان کو جا کر منع کر اور اگر باز نہ آئیں تو اُن کے مُونہوں میں خاک ڈال حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے اپنے دل میں اُس شخص کو کہا خدا تجھ کو غارت کرے۔ تُو نے اپنے تئیں بھی نہیں چھوڑا یعنی تو عورتوں کی شکایت کرنے آیا تھا اب تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کریگا یعنی میں جانتی تھی کہ یہ عورتوں کے مُونہوں میں خاک نہیں ڈال سکتا۔

قطبہ بن قتادہ عذری نے جو مسلمانوں کے لشکر کے میمنہ کے سردار تھے نیزہ کی ضرب سے مالک بن رافلہ کو جو ہرقل کی طرف سے قبائل کی فوج کا سردار تھا قتل کیا۔

لشکر اسلام کی موتہ سے واپسی

بنی غنم میں ایک عورت کاہنہ تھی اُس نے اپنی قوم سے حضورؐ کے لشکر کی آمد کی خبر سن کر کہا کہ یہ ایسا تیز اور چالاک لشکر آ رہا ہے جو بہت خون بہائے گا اور خوب قتل کرے گا۔ پس یہ لوگ اس کاہنہ کے کہنے سے صحابہ کے مقابل نہ آئے اور مقابل پر جو لوگ آئے وہ قبیلہ حدس کی شاخ بنی ثعلبہ سے تھے جب خالد لشکر کو لے کر مقام موتہ سے واپس ہوئے تو اُن کی طرف بھی آئے۔

لشکر کی مدینہ میں آمد

جب یہ لشکر مدینہ کے قریب پہنچا تو مدینہ کے لوگ انکے استقبال کو آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہو کر تشریف لائے لڑکے جو لشکر کے ساتھ تھے وہ دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا ان بچوں کو گود میں لے لو اور جعفر کے بیٹے کے مجھے دو اور حضورؐ نے عبداللہ بن جعفر کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

مدینہ کے بعض لوگوں کا غلط خیال

مدینہ کے بعض لوگوں نے اس لشکر پر خاک ڈالنی شروع کی اور کہا تم لوگ راہ خدا سے بھاگ کر آئے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ بھاگ کر نہیں آئے ہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پھر دوبارہ جانے والے ہیں۔

اُم سلمہ فرماتی ہیں میں نے سلمہ بن ہشام بن عاص بن مغیرہ کی بیوی سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ میں سلمہ کو نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں دیکھتی سلمہ کی بیوی نے کہا قسم ہے خدا کی وہ مجبور ہیں کیا کریں جب گھر سے نکلتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں اے بھگوڑو تم راہ خدا سے بھاگ آئے۔ پس اس سبب سے وہ تنگ ہو کر گھر میں بیٹھ گئے ہیں۔

خالد بن ولید کی سرداری

موتہ کی جنگ میں جب مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے ان کے ہاتھوں پر اس جنگ کی فتح کی تو مدینہ میں آنے تک یہی اس لشکر کر سردار رہے۔

شہدائے جنگ موتہ کے نام

بنی ہاشم میں سے جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ اور بنی عدی بن کعب میں سے مسعود بن اسود بن نضلہ اور بنی مالک بن حسل سے وہب بن سعد بن ابی سرح اور انصار کے بنی حرث بن خزرج

سے عبداللہ بن رواحہ اور عباد بن قیس اور بنی غنم بن مالک بن نجار سے حرث بن نعمان بن اساف بن نضلہ بن عبد بن عوف بن غنم اور بنی مازن بن نجار سے قراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ اس جنگ میں بنی مازن بن نجار میں سے یہ لوگ شہید ہوئے۔ ابوکلیب اور جابر عمرو بن زید بن عوف بن مبذول کے دونوں بیٹے اور بنی مالک بن افصیٰ سے عمرو اور عامر بن سعد بن حرث بن عباد بن سعد بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن افصیٰ کے دونوں بیٹے۔ بس یہ لوگ اس جنگ میں شہید ہوئے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

فتح مکہ کا بیان

مکہ پر لشکر کشی کا سبب

موتہ کی طرف لشکر روانہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں جمادی الآخر اور رجب کا مہینہ رہے اسی اثناء میں بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ نے بنی خزاعہ پر زیادتی کی جس کا باعث یہ ہوا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص مالک بن عباد حضرمی نام بنی اسود بن رزن کا حلیف تھا اور سوداگری کے واسطے نکلا تھا۔ جب یہ خزاعہ کے علاقہ میں پہنچا تو بنی خزاعہ نے اس کو قتل کر کے سارا مال لُوٹ لیا پھر بنی بکر نے خزاعہ کے ایک آدمی کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ نے اس کے بدلہ میں مقام عرفہ کے اندر حرم کے پاس بنی اسود بن رزن میں سے تین شخصوں کو جو بنی کنانہ کے سرگروہ اور فخر تھے یعنی سلمیٰ اور کلثوم اور ذویب ان کو قتل کر دیا بنی اسود زمانہ جاہلیت میں اپنے مقتول کے دو خونبہا لیتے تھے اور باقی سب لوگ ایک خونبہا لیا کرتے تھے اور یہ اُن کی فضیلت کی تھی۔

صلح حدیبیہ کی ایک ضروری شرط

بنی خزاعہ اور بنی بکر آپس کے انہیں جھگڑوں میں گرفتار تھے کہ اسلام نے شائع ہو کر سب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور قبائل کے فساد کم ہو گئے اور اب جو حدیبیہ کی صلح ہوئی اور اُس میں یہ بھی ایک شرط لکھی گئی کہ جس کا جی چاہے وہ حضور کی حمایت میں شامل ہو اور جس کا چاہے وہ قریش کی حمایت میں داخل ہو تو بنی خزاعہ حضورؐ کی حمایت میں داخل ہوئے اور بنی بکر قریش کی حمایت میں داخل ہوئے۔

صلح کی خلاف ورزی میں بنی بکر کا بنی خزاعہ پر حملہ

بنی دیل نے جو بنی بکر کی ایک شاخ تھے اس صلح کو غنیمت سمجھ کر چاہا کہ بنی اسود کے ان لوگوں کا جو بنی

خزاعہ نے قتل کئے تھے قصاص لیں۔ پس نوفل بن معاویہ دیلی جو بنی دیل کا سردار تھا اپنی قوم کو ساتھ لے کر بنی خزاعہ کے ایک چشمہ پر جس کو وتیر کہتے تھے پہنچا اور خزاعہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ بنی خزاعہ بھی اس سے لڑنے کو تیار ہوئے اور دونوں قبیلوں میں خوب جنگ ہوئی۔ قریش نے ہتھیار وغیرہ سامان سے بنی بکر کو مدد پہنچائی اور رات کے وقت پوشیدہ ان کی طرف سے جنگ بھی کی یہاں تک کہ خزاعہ پیچھے ہٹتے ہٹتے حرم کے پاس آ گئے اُس وقت بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا کہ اے نوفل اب تو ہم حرم میں آ گئے جنگ موقوف کرنی چاہیئے خدا سے ڈر نوفل نے اس وقت یہ سخت کلمہ کہا کہ اے بنی بکر اس وقت خدا نہیں ہے تم اپنا بدلہ لو اور تمہارے لوگوں کو بھی تو انہوں نے حرم ہی میں قتل کیا تھا پھر تم ان کو حرم میں کیوں نہیں قتل کرتے۔

جس شخص کو اُنہوں نے چشمہ پر قتل کیا تھا۔ اس کا نام منبہ تھا اس نے اپنے ساتھی تمیم بن اسد سے کہا کہ اے تمیم تو بھاگ جا۔ میں ان کے مقابل ہو کر مر جاؤں گا یا یہ مجھ کو چھوڑ دیں گے اور یہ شخص بڑا کمزور تھا۔ چنانچہ یہ تو مقابل ہوا اور مارا گیا اور تمیم وہاں سے بھاگ آیا پھر جب خزاعہ مکہ میں داخل ہوئے تو بدیل بن ورقا اور ایک اور شخص کے مکان میں جو ان کا حلیف تھا پناہ لی۔[1]

بنی خزاعہ کی فریاد دربار نبوی میں

جب بنی بکر اور قریش نے بنی خزاعہ پر اس قدر زیادتی کی اور ان کو قتل و غارت کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کو توڑ دیا (کیونکہ بنی خزاعہ حضورؐ کی حمایت میں داخل تھے) تو عمرو بن سالم خزاعی مکہ سے روانہ ہو کر حضورؐ کی خدمت میں پہنچا حضورؐ اُس وقت مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ اُس نے حاضر ہو کر تمام واقعہ عرض کیا اور مدد کی درخواست کی۔ حضورؐ نے فرمایا اے عمرو بن سالم تیری مدد کی جائیگی پھر ایک بادل حضورؐ کو آسمان پر دکھائی دیا۔ فرمایا یہ بادل بنی کعب یعنی خزاعہ کی مدد کے واسطے آیا ہے۔ پھر اس کے بعد خزاعہ کے اور چند لوگ جن میں بدیل بن ورقا بھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قریش کے بنی بکر کی مدد کرنے اور خزاعہ پر ظلم و زیادتی کرنے کا سارا حال بیان کیا پھر مکہ میں واپس آ گئے اور حضورؐ نے لوگوں سے فرمایا کہ ابوسفیان عنقریب ہی تمہارے پاس آیا چاہتا ہے اور عہد کی مضبوطی اور مدت کی زیادتی کی درخواست کرے گا۔

---

[1] اس واقعہ کے متعلق شعراء نے جو اشعار کہے ہیں اور جو ابن ہشام نے نقل کئے ہیں وہ ہم نے چھوڑ دیئے ہیں۔ (محمد اسمٰعیل پانی پتی)

تجدید صلح کے لئے ابوسفیان کا مدینہ میں آنا اور مختلف لوگوں سے صلح کی بات چیت کرنا

چنانچہ بدیل بن ورقا وغیرہ خزاعہ کے لوگ جب مکہ کو واپس جا رہے تھے تو ابوسفیان اِن کو مقام عسفان میں آتا ہوا ملا۔ قریش نے اس کو مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عہد کے استحکام اور جنگ کے موقوف ہونے کی مدت بڑھانے کے واسطے بھیجا تھا۔ جب ابوسفیان نے بدیل بن ورقا کو دیکھا تو پوچھا کہ اے بدیل کہاں سے آتے ہو اور ابوسفیان کو یہ یقین تھا کہ یہ ضرور حضورؐ کے پاس آیا ہے بدیل نے کہا میں کسی کام کو ساحل کی طرف گیا تھا ابوسفیان نے کہا محمدؐ کے پاس تو نہیں گئے۔ بدیل نے کہا نہیں پھر بدیل تو آگے روانہ ہو گیا اور ابوسفیان نے کہا اگر یہ مدینہ گیا ہے تو ضرور اس کے اُونٹ نے کھجوریں کھائی ہوں گی پھر اُس نے بدیل کو اُونٹ کی جگہ کے پاس آ کر اس کی مینگنی کو توڑ کر دیکھا تو اس میں سے گٹھلی نکلی۔ ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ مدینہ گیا تھا۔

ابوسفیان اور ام حبیبہ

پھر ابوسفیان مدینہ میں آیا اور پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ کے پاس گیا جو ام المومنین تھیں اور حضورؐ کے خاص بچھونے پر اُس نے بیٹھنا چاہا ام المومنین نے اُس بچھونے کو لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے کہا اے بیٹی کیا تم اس بچھونے کو مجھ سے بہتر سمجھتی ہو؟ اُم حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور میں مناسب نہیں سمجھتی کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو کر اس پر بیٹھو ابوسفیان نے کہا کہ اے بیٹی میرے پیچھے تو شر میں مبتلا ہو گئی۔

ابوسفیان آنحضرتؐ کی خدمت میں

پھر ابوسفیان حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے گفتگو کی آپ نے کچھ جواب نہ دیا۔

ابوسفیان اور حضرت ابوبکرؓ

تب یہ حضرت ابوبکر کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ تم چل کر صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے واسطے گفتگو کرو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں یہ کام نہیں کر سکتا۔

ابوسفیان اور حضرت عمرؓ

پھر ابوسفیان حضرت عمر کے پاس آیا اور اُن سے کہا اُنہوں نے نے جواب دیا کہ کیا میں تیری سفارش کروں؟ قسم ہے خدا کی اگر میرے پاس ایک تنکا بھی ہو گا تب بھی اس کے ساتھ تم لوگوں سے جنگ کرونگا۔

ابوسفیان اور حضرت علیؓ اور فاطمہؓ

تب ابوسفیان حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ حضرت فاطمہؓ بھی وہیں تھیں اور حضرت امام حسن علیہ السلام ان کی گود میں بیٹھے تھے۔ ابوسفیان نے کہا اے علیؓ تم سب سے زیادہ رشتہ میں میرے قریبی ہو۔ اور میں ایک حاجتمند ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں اگر میں جیسا آیا ہوں ویسا ہی ناکامیاب چلا گیا۔ تو بہت ذلیل ہونگا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابوسفیان حضورؐ کو ایک ایسا امر درپیش ہے کہ ہم ہرگز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتے۔

پھر ابوسفیان حضرت فاطمہؓ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے محمدؐ کی صاحبزادی تم ایسا کر سکتی ہو کہ اپنے صاحبزادوں کو حکم دو کہ یہ لوگوں میں پناہ پُکار دیں حضرت فاطمہؓ نے فرمایا یہ بچے ہیں۔ ان کو ایسی باتوں سے کیا تعلق ہے۔ ابوسفیان نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اے ابوالحسن میں سخت مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں تم مجھے کوئی تدبیر بتاؤ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں کوئی ایسی ترکیب نہیں جانتا جس سے تم کو فائدہ پہنچ سکے صرف یہ بات ہے کہ تم بنی کنانہ کے سردار ہو پس تم لوگوں میں کھڑے ہو کر پناہ پکار دو اور پھر اپنے گھر میں چلے جاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کیا اس ترکیب سے مجھے فائدہ پہنچے گا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ فائدہ پہنچے گا یا نہیں مگر اس کے سوا اور کوئی ترکیب نہیں ہے۔ ابوسفیان یہ سُن کر مسجد میں آیا اور پکار کر کہا اے لوگو! میں نے سب کے درمیان پناہ قائم کر دی۔ میں صُلح نامہ حدیبیہ کی تجدید کے لئے یہاں آیا تھا۔ یہ تجدید میں نے کر دی اور اب واپس جا رہا ہوں۔

ابوسفیان کی ناکام واپسی

پھر ابوسفیان مکہ کو روانہ ہوا۔ جب قریش کے پاس پہنچا تو قریش نے کہا کہو کہ خبر لائے ابوسفیان نے کہا محمدؐ نے تو مجھ کو کچھ جواب نہیں دیا پھر میں ابوبکرؓ کے پاس گیا۔ اُس میں بھی میں نے کچھ بھلائی نہیں پائی پھر میں عمرؓ کے پاس گیا اس کو میں نے سب سے زیادہ دشمن پایا۔ پھر میں علیؓ کے پاس گیا اُن کو سب سے زیادہ نرم پایا اور انہوں نے ایک ترکیب مجھ کو بتائی جو کر کے آیا ہوں اور یہ میں نہیں جانتا کہ اُس سے مجھ کو کچھ فائدہ بھی پہنچا یا نہیں؟ قریش نے کہا علیؓ نے تجھ سے کیا کہا؟ ابوسفیان نے کہا کہ علیؓ نے مجھ سے یہ کہا۔ لوگوں میں پناہ پکار دے۔ چنانچہ میں نے پکار دی۔ قریش نے کہا پھر محمدؐ نے بھی اس کو جائز رکھا یا نہیں ابوسفیان نے کہا نہیں۔ قریش نے کہا پس علی نے تجھ سے ایک کھیل کرایا۔ اور تجھ سے مذاق کیا ابوسفیان نے کہا قسم ہے خدا کی اور کوئی بات اس کے سوا مجھے معلوم نہیں ہوئی۔

فتح مکہ کے لئے حضورؐ کی تیاری

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور حضورؐ کی ازواج بھی حضور کے سامانِ سفر کو درست کرنے لگیں۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور وہ حضورؐ کا سامان درست کر رہی تھیں۔ ابوبکرؓ نے پوچھا اے بیٹی حضورؐ کا کس طرف جانے کا قصد ہے عائشہ نے کہا یہ تو حضورؐ نے ظاہر نہیں کیا پھر حضورؐ نے لوگوں کو خبر دی کہ آپ کا ارادہ فتح مکہ کا ہے اور بہت جلد تیار ہونے کا حکم دیا اور دعا کہ اے اللہ مخبروں اور خبروں کو اہل مکہ سے روک دے تاکہ ان کو ہمارے پہنچنے کی بالکل خبر نہ ہو اور ہم ایک دم اُن پر جا پڑیں۔ پس لوگ نہایت چُستی سے تیار ہوئے۔

ایک صحابی کا اہل مکہ اطلاع بھجوانا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر مکہ کی تیاری کی تو حاطب بن ابی بلتعہ نے ایک خط اہل مکہ کے نام حضورؐ کی تیاری اور لشکر کشی کے متعلق لکھ کر ایک عورت سارہ نام کے ہاتھ کچھ مزدوری دے کر مکہ روانہ کیا یہ عورت بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی آزاد لونڈی تھی۔ جب یہ عورت روانہ ہوگئی تو حضورؐ کو بذریعہ وحی اس حال سے اطلاع ہوئی اور آپ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو اُس عورت کی تلاش میں روانہ کیا اور فرمایا فلاں مقام پر وہ تم کو ملے گی۔ اس کے پاس حاطب کا خط ہے وہ خط اس کے پاس سے لے آؤ۔ اور اُس عورت نے حاطب کا خط اپنے بالوں میں رکھ کر اوپر سے جوڑا باندھ لیا تھا حضرت علیؓ اور حضرت زبیر نے اس کو مقام خلیقہ بنی احمد میں پایا اور تمام اسباب کے اس کی تلاشی لی مگر خط نہ ملا تب حضرت علیؓ نے کہا قسم ہے خدا کی حضورؐ نے غلط خبر نہیں دی اے عورت یا تو خط ہم کو دے دے ورنہ ہم تجھ کو برہنہ کرتے ہیں۔ عورت جب لاچار ہوئی تب اُس نے اپنے بالوں میں سے خط نکال کر حضرت علیؓ کو دیا اور وہ اُس کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب کو بلایا اور فرمایا یہ حرکت تم نے کیوں کی۔ حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے خدا کی میں مسلمان ہوں ہرگز میں نے اپنے دین کو نہیں بدلا اور یہ کام میں نے اس واسطے کیا تھا کہ مکہ میں میرا قوم قبیلہ کچھ نہیں ہے مگر میرے اہل وعیال ہیں اس کارروائی سے مجھ کو امید تھی کہ قریش میرے بال بچوں کی نگہداشت کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا حضورؐ مجھ کو اجازت دیں کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں۔ حضورؐ نے فرمایا اے عمر تم نہیں جانتے ہو کہ حاطب اہل بدر سے ہے اور اہلِ بدر کی شان میں خدا نے فرمایا ہے کہ تم جو چاہو کرو خدا نے تم کو بخش دیا۔

حضورؐ کی مدینہ سے روانگی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ابو دہم کلثوم بن حصین بن عتبہ بن خلف غفاری کو حاکم مقرر کر کے دسویں تاریخ ماہِ رمضان کی مکہ کو روانہ ہوئے۔ اور حضور مع سب لوگوں کے روزہ دار تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام کدید میں پہنچے جو عسفان اور ارج کے درمیان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار فرمایا۔

راوی کہتا ہے جب حضورؐ مقام ظہران میں پہنچے تو آپ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا اور مہاجرین اور انصار میں سے کوئی شخص پیچھے نہ رہا تھا۔ سب اس جہاد میں شریک تھے۔ پس جب آپ مرالظہران میں پہنچے تو قریش کو اس وقت تک حضورؐ کی کوئی خبر نہیں پہنچی تھی اور ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ حضور کیا کر رہے ہیں۔

حضرت عباس کی ہجرت

حضرت عباس اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینہ کو جا رہے تھے جو حضورؐ کو مقام جحفہ میں ان کی ملاقات ہوئی اور پہلے حضرت عباس مکہ میں اپنے عہدہ سقایت پر قائم تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے راضی تھے۔

روسائے مکہ کا تلاش وتجسس کے لئے مکہ سے نکلنا

اسی اثناء میں ایک روز ابوسفیان بن حرب اور حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء تلاش وتجسس میں مکہ سے باہر نکلے۔

حضورؐ کے چچا کے بیٹے اور حضورؐ کے پھوپھی کے بیٹے کا قبولِ اسلام

مقام نیق عقاب میں حضورؐ کا لشکر ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ کو ملا یہ مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے پس انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا چاہا اور ام سلمہ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے چچا زاد اور پھوپھی کا بیٹا جو آپ کا سالا بھی ہے آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔[1] حضورؐ نے فرمایا مجھ کو اُن کے ملنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے میرے چچا کے بیٹے نے تو میری آبروریزی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہے اور میرا پھوپھی کا بیٹا جو میرا سالا بھی ہے اس نے مکہ میں مجھ کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا ہے۔

---

[1] ابوسفیان بن حارث حضورؐ کے چچا کا لڑکا تھا اور عبداللہ حضرت اُم المومنین اُم سلمہ کا بھائی عاتکہ کا فرزند اور ابوامیہ کا بیٹا تھا۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

جب یہ خبر ان دونوں کو پہنچی تو ابوسفیان کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس نے کہا کہ اچھا ہم دونوں باپ بیٹا جنگ میں نکل جاتے ہیں اور وہاں بھوکے پیاسے مر جائیں گے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ جب حضور نے یہ سُنا تو آپ چونکہ نہایت رحمدل اور خلق مجسم تھے۔ اس لئے ان کو حضوری کی اجازت دی۔ پس ابوسفیان اور عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور ابوسفیان نے اپنی گذشتہ کارروائیوں کا جو اسلام اور مسلمانوں کی عداوت میں کی تھیں از حد غدر کیا۔

حضرت عباس سے ابوسفیان کا ملنا اور اس کا خدمت نبوی میں حاضر ہونا

حضرت عباس کہتے ہیں جب حضورؐ نے مقام ظہران میں قیام کیا تو میں نے دل میں کہا افسوس ہے کہ قریش کی ہلاکی اور نیست و نابود ہونے کا وقت آ گیا کاش کوئی آدمی ہو تو میں اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لشکر کشی کی خبر کروں اور وہ قریش مکہ پر حضورؐ کے حملہ کرنے سے پہلے آن کر امن مانگ لیں پھر میں اسی خیال میں حضورؐ کے سفید خچر پر سوار ہو کر میدان آراک میں آیا تا کہ کوئی شخص لکڑیاں چننے والا یا دودھ والا یا کوئی اور شخص مل جائے تو میں قریش کو اس کی خبر کروں۔ پس فرماتے ہیں کہ میں اسی فکر میں تھا کہ میں نے ابوسفیان اور بدیل بن ورقا کی آواز سنی کہ یہ دونوں آپس میں کہہ رہے ہیں کہ جیسے آج کی رات ہم نے روشنی دیکھی ہے ایسی کبھی نہیں دیکھی ضرور یہ کوئی زبردست لشکر ہے بدیل نے کہا ضرور یہ خزاعہ کا لشکر معلوم ہوتا ہے جنگ کے واسطے آئے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا خزاعہ کے پاس یہ جمعیت کہاں ہے جو اس قدر روشنی اُن کے لشکر کی ہوتی حضرت عباس کہتے ہیں میں نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی۔ اور اس کو پکار کر کہا اے ابوسفیان اس نے بھی میری آواز پہچانی اور کہا ابوالفضل ہیں (حضرت عباس کی کنیت ہے) میں نے کہا ہاں کہنے لگا میرے باپ تم پر قربان ہو تم یہاں کہاں؟ میں نے کہا اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو تو نہیں جانتا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر ہے۔ قریش کی ہلاکی کا وقت قریب آ گیا۔

ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھ کو تو کوئی ترکیب نجات کی بتاؤ۔ میں نے کہا میں کیا بتاؤں اگر تو مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا فوراً تیری گردن مار دیں گے خیر تو میرے پیچھے خچر پر سوار ہو جا میں تجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلتا ہوں اور تیرے واسطے امن کی درخواست کرونگا۔

حضرت عباس فرماتے ہیں ابوسفیان میرے پیچھے سوار ہو گیا اور دونوں ساتھی اس کے الٹے پھر گئے اور میں اس کو لے کر لشکر میں آیا جس خیمہ کے پاس گذرتا تھا لوگ پوچھتے تھے کہ کون جاتا ہے پھر مجھ کو دیکھ کر کہتے

تھے کہ رسول خدا کے چچا رسولِ خدا کے خچر پر سوار ہیں۔ یہاں تک کہ میں عمر بن خطاب کے خیمہ کے پاس سے گذرا تو عمر کھڑے ہو گئے اور ابوسفیان کو میرے پیچھے سوار دیکھ کر کہنے لگے۔ یہ ابوسفیان خدا کا دشمن ہے شکر ہے خدا کا کہ خدا نے مجھ کو اس پر قابو دیا۔ اور کوئی عہد و پیمان بھی اس کی جان کے بچنے کے واسطے نہیں ہے اور پھر حضرت عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوڑے۔ حضرت عباس کہتے ہیں میں نے بھی خچر کو دوڑایا تا کہ میں عمر سے پہلے حضورؐ کی خدمت میں پہنچ جاؤں اور ابوسفیان کے واسطے امن اور پناہ لے لوں۔ پس میں عمر سے پہلے حضورؐ کی خدمت میں پہنچ گیا اور عمر بھی اسی وقت آ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ابوسفیان پر خدا نے مجھ کو بغیر کسی عہد و پیمان کے قابو دے دیا ہے۔ پس مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں۔ عباس کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابوسفیان کو پناہ دے دی ہے اور قسم ہے خد کی آج کی رات میں اپنے پاس اس کو رکھوں گا۔ پھر جب عمر نے ابوسفیان کے قتل میں بہت اصرار کیا تو میں نے کہا اے عمر! اگر بنی عدی بن کعب میں سے یہ شخص ہوتا تو میں ہرگز اس کی سفارش نہ کرتا مگر چونکہ یہ بنی عبد مناف سے ہے اس سبب سے میں نے اس کی سفارش کی ہے۔ اگر ابوسفیان تمہاری قوم بنی عدی میں سے ہوتا تو تم اس کے قتل پر ہرگز اصرار نہ کرتے عمر نے کہا اے عباس سنو قسم ہے خدا کی جس روز تم مسلمان ہوئے ہو اس روز میں اس قدر خوش ہوا کہ اپنے باپ خطاب کے اسلام سے بھی اتنا خوش نہ ہوتا اگر وہ اسلام کو قبول کرتا اور یہی میں خدا کے رسول کے متعلق خیال کرتا ہوں کہ جس قدر خوشی ان کو تمہارے اسلام سے ہوئی ہے میرے باپ کے اسلام سے نہ ہوتی۔ حضور نے فرمایا اے عباس اب تو تم اس کو لے جاؤ اور صبح کو میرے پاس لے آنا۔

ابوسفیان کا قبول اسلام

حضرت عباس کہتے ہیں رات کو ابوسفیان میرے پاس ہی رہا۔ اور صبح کو میں اس کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی فرمایا کہ اے ابوسفیان تجھ کو خرابی ہو کیا ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ تو خدا کی وحدانیت کو جانے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حلیم اور کریم اور رشتہ کے ملانے والے ہیں بیشک میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے ساتھ کوئی اور معبود ہوتا تو ضرور مجھ کو کچھ نفع پہنچاتا کیونکہ میں اس کو پوجا کرتا تھا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے ابوسفیان کہ کیا تیرے واسطے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو میرے رسالت کا اقرار کرے ابوسفیان نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس قدر حکیم و کریم اور

رشتہ کا خیال اور پاس کرنے والے ہیں۔قسم ہے خدا کی اس بات سے اس وقت تک دل میں کچھ شک ہے حضرت عباس نے فرمایا تجھ کوخرابی ہوگردن کے مارے جانے سے پہلے اسلام قبول کرلےاور لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْل کی گواہی دے۔پس ابوسفیان نے گواہی دی اوراسلام قبول کیا۔

ابوسفیان کا اعزازنہ

حضرت عباس کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان چونکہ قوم کا سردار ہے اس لئے ہر بات میں اپنا اعزاز واکرام چاہتا ہے پس ایسی بات کر دیجئے جس میں اس کوفخر ظاہر کرنے کا موقع ملے۔اس پر حضورؐ نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو امن[1] ہے اور جو اپنا دروازہ بند کرے گا اس کو امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہوگا اس کو امن ہے۔

ابوسفیان کا لشکر اسلام کو دیکھ کر مرعوب ہونا

جب ابوسفیان رخصت ہو کر چلنے لگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس اس کو راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا کر کے لشکر اسلام کے گذرنے کی سیر دکھاؤ۔عباس کہتے ہیں میں ابوسفیان کو لے کر ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا جہاں حضورؐ نے مجھ کو کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا۔اور قبائل کی فوجیں گذرنی شروع ہوئیں اور جو قبیلہ گذرتا ااابوسفیان پوچھتا کہ یہ کونسا قبیلہ ہے میں بتلاتا کہ یہ سلیم ہے اور یہ مزینہ اور یہ فلاں ہے اور یہ وہ ہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سبز لشکر کے ساتھ گذرے اور سبز اس لشکر کو اس سبب سے کہا گیا کہ اس کے تمام لوگ لوہے میں غرق تھے یعنی زرہ اور خود وغیرہ سامانِ حرب سے اس قدر مسلح اور مکمل تھے کہ صرف ان کی آنکھیں دکھائی دیتی تھیں اور کچھ نہ معلوم ہوتے تھے جب یہ لوگ گذرے تو ابوسفیان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں میں نے کہا یہ مہاجرین اور انصار ہیں اور وہ حضورؐ بھی انہیں کے ساتھ ہیں۔ابوسفیان نے کہا سُبْحَـانَ اللّٰـہ اے عباس بھلا ان لوگوں سے مقابلہ کرنے کی کس میں تاب وطاقت ہے۔قسم ہے خدا کی اے ابوالفضل تمہارے بھتیجے کی سلطنت تو اب بڑی زبردست ہوگئی ہے حضرت عباس نے کہا یہ سلطنت نہیں ہے بلکہ نبوت ہے۔ابوسفیان نے کہا ہاں بیشک نبوت ہے۔

ابوسفیان کا مکہ پہنچ کر قریش کو لشکر اسلام کی آمد کی اطلاع دینا

حضرت عباس کہتے ہیں میں نے ابوسفیان سے کہا کہ اب دوڑ کر جا اور اپنی قوم کو نجات کا طریقہ بتلا

---

[1] حضرت عباس نے سچ کہا تھا۔ابوسفیان نے حضور علیہ السلام کے اس اعزاز کا مکہ پہنچ کر بڑے فخر اور بڑی شان سے بار بار اظہار کیا جیسا کہ ناظرین آگے پڑھیں گے۔(محمد اسمٰعیل پانی پتی)

ابوسفیان دوڑا اور مکہ میں آ کر چیخا اور پکار کر کہا اے قریش محمد صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور ایسا لشکر اُن کے ساتھ ہے جن کے مقابلہ کی تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے۔ پس جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے۔ محمدؐ کا حکم ہے کہ اُسے امن دیا جائیگا اور اُسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔ پس جو اپنی خیر چاہتا ہے وہ بھاگ کر میرے گھر میں چھپ جائے ورنہ مارا جائے گا۔

ہندہ جگر خوار (ابوسفیان کی بیوی) کی لعنت ملامت اپنے شوہر کو

ہندہ بنت عتبہ نے ابوسفیان کا یہ کلام سُن کر اُس کی مُونچھ پکڑ لی اور قریش سے کہا کہ اس پہلوان موٹے فربہ کو قتل کرو کہ ایک ذرا سے لشکر کو دیکھ کر حواس باختہ ہو گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے قریش تم اس عورت کے بہکانے میں آن کر اپنی جان نہ کھونا محمد تمہارے سر پر ہیں پس جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائیگا اس کو امن[1] ہے قریش نے کہا تجھ کو خرابی ہو تیرے گھر میں ایسے کس قدر لوگ سمائیں گے۔

حضورؐ کی رحمت وشفقت اہل مکہ پر

اس پر ابوسفیان نے کہا جو اپنے دروازے بند کر لے گا اس کو بھی امن ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو گا اس کو بھی امن ہے۔ پس یہ سُنتے ہی بہت سے لوگ اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام کو بھاگ گئے۔

حضورؐ کا قیام ذی طوےٰ میں

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوےٰ میں پہنچے تو آپ اپنی سواری پر ٹھہرے اور آپ اُس وقت سُرخ رنگ کی چادر سر پر اوڑھے ہوئے تھے اور خدا کی اس عنایت نور فتح کو دیکھ کر اپنا سر تواضع سے خدا کے سامنے جھکاتے تھے اور یہاں تک کہ آپ کی ٹھوڑی اونٹ کی کاٹھی سے لگنے کے قریب ہو جاتی تھی۔

---

[1] (حاشیہ: ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا جو ہتھیار پھینک دے گا اسے بھی امن ہے۔ تاریخ یعقوبی میں لکھا ہے کہ حضورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ جو بلال کے جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اسے بھی امن ہے وہ شاہد اور عنید دشمن جو لگا تار 21 برس تک آپ کو سخت سے سخت تکلیفیں دیتے رہے ان کے متعلق عفو عام کا ایسا عجیب وغریب اعلان حضور علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کا ایک ایسا محیر العقول نمونہ ہے جس کی نظیر کسی سپہ سالار اور کسی فاتح کی زندگی میں نظر نہیں آتی۔

کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

(محمد اسمٰعیل پانی پتی)

حضرت ابوبکر کے والد کا مسلمان ہونا

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذی طویٰ میں پہنچے ہوئے تھے ابو قحافہ حضرت ابوبکر کے والد نے اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے کہا کہ اے بیٹی تو مجھ کو ابوقبیس پہاڑ پر لے چل اور ابو قحافہ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں پس یہ لڑکی ان کو لے کر پہاڑ پر آئی انہوں نے پوچھا اے لڑکی تجھے کیا دکھائی دے رہا ہے لڑکی نے کہا بہت سے سوار اور لشکر ہے اور ایک شخص ان کے درمیان میں آ رہا ہے۔ ابو قحافہ نے کہا اے لڑکی یہ وہ شخص ہے جو سواروں کو مرتب کرتا ہے پھر لڑکی نے کہا اب قسم ہے خدا کی یہ لشکر چلنا شروع ہو گیا۔ ابو قحافہ نے کہا اب یہ لشکر یہاں آ جائے گا۔ بس بیٹی تو جلدی سے مجھ کو گھر لے چل۔ لڑکی ان کو لے کر نیچے اتری کہ سواروں نے آن لیا۔ اِس لڑکی کے گلے میں ایک چاندی کی ہنسلی تھی وہ کسی سوار نے اس کے گلے سے اُتار لی۔ پھر جب مکہ داخل ہوئے تو ابوبکرؓ اپنے باپ کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ تم نے بڑے میاں کو ناحق تکلیف دی ہے خود ملنے کو ان کے گھر جاتا ابوبکرؓ نے عرض کیا حضورؐ کے تشریف لے جانے سے مجھ کو یہ بات بہتر معلوم ہوئی کہ میں اُن کو آپ کی خدمت میں لے آؤں۔ حضورؐ نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اور ان کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور ان کو اسلام کی تبلیغ کی۔ اُنہوں نے اسلام قبول کیا۔

جب ابوبکرؓ اپنے والد کو لائے ہیں تو ان کا سر بالکل سفید بگلا سا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا ان کے بالوں میں خضاب لگایا کرو۔

حضرت ابوبکرؓ کی بہن کا ہار گم ہونا

پھر ابوبکرؓ نے اپنی بہن کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں خدا کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں میری اس بہن کا جس نے ہار لیا ہو وہ دے دے مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ تب ابوبکر نے اپنی بہن سے کہا اے بہن تو اپنی ہنسلی پر صبر کر اس زمانہ میں امانت لوگوں میں بہت کم ہے۔

حضورؐ کا لشکر کے ساتھ مکہ میں داخلہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طویٰ سے لشکر کو روانہ کیا تو بیر بن عوام کو میسرہ لشکر کے ساتھ مقام کداء کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا اور سعد بن عبادہ کو بھی کچھ لشکر کے ساتھ اس طرف روانہ کیا۔ سعد بن عبادہ جب مکہ میں داخل ہونے لگے تو انہوں نے یہ کہا کہ آج جنگ عظیم کا روز ہے اور آج کے دن حرمت حلال ہو جائے گی۔ حضرت عمر کو سعد کے اس کلام سے اندیشہ ہوا۔ اور حضور سے عرض کیا کہ رسول اللہ ہم کو

سعد بن عبادہ کے کلام سے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ قریش پر سخت حملہ نہ کریں۔ حضورؐ نے علیؓ سے فرمایا کہ تم جا کر سعد سے نشان لے لو اور مکہ میں داخل ہو۔

اور خالد بن ولید کو حضورؐ نے میمنہ لشکر کا سردار کیا جس میں اسلم اور سلیم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ وغیرہ قبائل عرب کی فوج تھی اور خالد اس کو لے کر مکہ کے حصہ زیریں کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔

اور ابوعبیدہ بن جراح مسلمانوں کا لشکر لے کر حضورؐ کے آگے آگے اواخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئے اور وہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خیمہ کھڑا کیا گیا۔

عکرمہ بن ابی جہل کا حملہ خالد بن ولید پر

صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو چند لوگوں کو ساتھ لے کر جنگ کے ارادہ سے مقام خندمہ پر حضرت خالد بن ولید کے مقابل آئے۔

ایک کافر کی تعلیٰ کی دلچسپ حکایت

بنی بکر سے ایک شخص حماس بن قیس بن خالد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے اپنے ہتھیاروں کو تیز اور درست کیا کرتا تھا۔ اس کی بیوی نے ایک روز اس سے پوچھا تو کس واسطے یہ ہتھیار تیز کرتا ہے؟ اس نے کہا محمد اور اُن کے اصحاب کی جنگ کے واسطے عورت نے کہا میرے نزدیک تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان میں سے کوئی چیز بھی نہیں ٹھہر سکتی۔ حماس نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو امید ہے کہ میں مسلمانوں میں سے کسی کو پکڑ کر تیری خدمت کے واسطے لاؤں گا۔ پھر یہ حماس بھی خندمہ کی لڑائی میں صفوان اور عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ شریک ہوا۔ جب عکرمہ کے حملے کا خالد نے نہایت سختی سے جواب دیا تو خالد کے حملے کی تاب نہ لا کر مشرکین بھاگ کھڑے ہوئے ایک آدمی بھی موقع پر کھڑا نہ رہا۔ حماس جو بہادری کے بڑے دعوؤں کے ساتھ آ کر شریک جنگ ہوا تھا۔ سر پر پیر رکھ کر بھاگا اور بڑی گھبراہٹ کے ساتھ گھر میں گھس کر بیوی سے کہنے لگا جلدی سے دروازہ بند کر دے۔ یہ نظارہ دیکھ کر اس کی بیوی نے کہا تو اُس دن کیا کہہ رہا تھا۔ اور اب ایسا نامراد ہو گیا حماس نے جواب دیا اگر تو خندمہ کی جنگ میں موجود ہوتی جبکہ صفوان اور عکرمہ بھاگ گئے اور ابویزید بھی حیران و پریشان کھڑا رہ گیا۔ اور میں ایسی تلواروں کے ساتھ ان کے آگے بڑھا جو کلائی اور کھوپڑی کو کاٹ کر ڈال دیتی تھیں اور ایسی مارتی تھیں کہ بجز چیخم دھاڑ کے کچھ سنائی نہ دیتا تھا۔ اگر تو اس موقع کو دیکھتی تو ایک لفظ بھی ملامت کا میری نسبت نہ کہتی۔

مسلمان شہداء

اس جنگ میں دو صحابی مہارب بن فہر اور خنیس بن خالد بن ربیعہ بن احرم حضرت خالد کے لشکر سے علیحدہ ہو گئے۔ مشرکین نے جب ان کو دیکھا تو دونوں کو شہید کر دیا کہ ز بن جابر نے جب ان کی لاشوں کو دیکھا تو وہ آگے بڑھ کر اس شدت سے لڑے کہ آخر شہید ہو گئے ان کے علاوہ قبیلہ جہینہ میں سے حضرت سلمہ بن میلاء شہید ہوئے یہ کل چار آدمی ہوئے۔

مشرکین جو قتل ہوئے

مکہ کے کافر اس جنگ میں اپنی بارہ یا تیرہ لاشیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

ان جنگوں میں مسلمانوں کا شعار

فتح مکہ اور حنین اور طائف میں مہاجرین کا شعار یا بنی عبد الرحمٰن تھا اور انصار کا شعار یا بنی عبد اللہ تھا۔

دربار رسالت سے بعض معاندین کے قتل کا حکم

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امراء لشکر سے عہد لے لیا تھا کہ جو شخص تم سے لڑے اُس سے تم بے شک لڑنا مگر ویسے کسی کو قتل نہ کرنا اور چند لوگوں کے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو جہاں پاؤ وہیں قتل کرنا اور اگر یہ لوگ کعبہ کے پردے کے اندر گھسے ہوئے ہوں تب بھی ان کو نہ چھوڑنا۔

1۔ عبد اللہ بن سعد

ان ہی لوگوں میں سے ایک شخص عبد اللہ بن سعد عامری تھا اس کے قتل کرنے کا حکم حضورؐ نے اس سبب سے دیا تھا کہ یہ پہلے مسلمان ہوا تھا اور وحی کو حضورؐ کے پاس لکھا کرتا تھا۔ پھر یہ مرتد ہو کر قریش سے آملا۔ اور اب اس جنگ میں یہ حضرت عثمان کے پاس آ چھپا۔ کیونکہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ یہاں تک کہ جب مکہ میں اطمینان ہو گیا تو حضرت عثمان اس کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں امن لانے کے واسطے آئے۔ حضورؐ بہت دیر تک خاموش رہے۔ جب عثمان نے اصرار کیا تو حضورؐ نے فرمایا ہاں اور جب عثمان آپ کو لے کر چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ میں اتنی دیر تک خاموش رہا تم میں سے کسی نے کھڑے ہو کر اس کو قتل نہ کر دیا۔ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا حضورؐ آنکھ سے مجھ کو اشارہ فرما دیتے۔ فرمایا نبی ایسی رکیک حرکت نہیں کیا کرتے۔

بعد میں عبد اللہ بن سعد دوبارہ مسلمان ہو گیا تھا اور حضرت عمر نے اس کو کسی جگہ کا حاکم بھی بنایا تھا۔

حضرت عمر کے بعد حضرت عثمان نے بھی اس کو حاکم بنایا تھا۔

2۔عبداللہ بن خطل اور اس کی لونڈی

اور ایک شخص عبداللہ بن خطل نامی قتل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا جو بنی تمیم بن غالب سے تعلق رکھتا تھا اس کے سبب یہ تھا کہ یہ بھی مسلمان ہوا تھا اور حضورؐ نے کسی طرف اس کو زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ اور ایک انصاری کو بھی اس کے ساتھ کیا تھا اور اُس کا ایک غلام مسلمان بھی اس کے ساتھ تھا۔ جب یہ منزل پر اُترا تو اپنے غلام سے اُس نے کہا کہ ایک بکرا ذبح کر کے پکالے غلام بے چارہ سو گیا اور کھانا اُس نے نہ پکایا اس نے اُس غلام کو شہید کیا اور مرتد ہو کر قریش سے آن ملا اور اپنی لونڈیوں سے حضورؐ کی ہجو کے اشعار گویا کرتا تھا حضورؐ نے اس کے اور اسکی دونوں لونڈیوں کے قتل کا حکم فرمایا۔

3۔حویرث

اور ایک حویرث بن نقید بن وہب بن عبد قصی کے قتل کا حکم دیا کیوں کہ یہ مکہ میں حضورؐ کو ستایا کرتا تھا اور جب حضرت عباس حضرت فاطمہ اور اُم کلثوم حضور کی صاحبزادیوں کو مکہ سے لے کر مدینہ پہنچانے چلے ہیں تو اسی حویرث نے ان دونوں کو اُونٹ پر سے زمین پر گرا دیا تھا۔

4۔مقیس

اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سبب سے حکم دیا کہ یہ ایک انصاری کو شہید کر کے جنہوں نے اس کے بھائی کو خطا سے قتل کیا تھا مکہ میں مُرتد ہو کر بھاگ آیا تھا۔

5۔سارہ

اور سارہ کے قتل کا حکم دیا جو بنی عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں بہت بُرا بھلا کہا کرتی تھی۔

6۔عکرمہ

اور عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا بھی حضورؐ نے حکم دیا تھا مگر یہ یمن کی طرف بھاگ گیا اور اس کی بیوی اُم حکیم بنت حرث بن ہشام مسلمان ہوئی اور اس نے حضورؐ سے اس کے واسطے امن لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امن دے دیا۔ تب وہ یمن میں اس کو تلاش کرنے گئی اور پھر حضورؐ کی خدمت میں لے کر آئی اور عکرمہ مسلمان ہوا۔

عبداللہ بن خطل کو تو سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمٰی نے مل کر شہید کیا۔ اور مقیس بن صبابہ کو اسی کی قوم کے ایک شخص نمیلہ بن عبداللہ نے قتل کیا اور حویرث بن نقید کو حضرت علی نے قتل کیا۔ اور عبداللہ بن خطل کی دونوں لونڈیوں میں سے ایک لونڈی تو قتل ہوئی اور دوسری بھاگ گئی اس کے واسطے حضورؐ سے امن لیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امن دے دیا۔ اور سارہ کے واسطے بھی امن مانگا اس کو بھی حضور نے امن دیا پھر حضرت عمر کے زمانہ میں ایک گھوڑی کی روندن میں آ کر مقام مقام ابطح میں ہلاک ہوئی۔

7۔حرث بن ہشام 8۔زہیر بن ابی اُمیہ

اُم ہانی بنت ابی طالب (حضرت علی کی بہن) کہتی ہیں کہ جس وقت حضورؐ مکہ کی بلند جانب رونق افروز تھے تو حرث بن ہشام اور زہیر بن اُمیہ بن مغیرہ بھاگ کر میرے گھر میں آئے اور میں نے کوٹھڑی میں ان کو بند کر دیا۔ اور ان کے پیچھے ہی میرے بھائی علی بن ابی طالب تلوار لئے ہوئے آئے اور کہا میں ان کو قتل کرتا ہوں۔ اُم ہانی کہتی ہیں یہ دونوں شخص میرے خاوند ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی کے رشتہ دار تھے۔ میں ان کو بند کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت ایک برتن سے جس میں کچھ آٹا بھی لگا ہوا تھا پانی لے کر غسل کر رہے تھے اور حضرت فاطمہ آپ کی صاحبزادی چادر سے پردہ کئے ہوئے تھے۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو چادر لپیٹ کر آپ نے چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں ادا کیں۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آؤ اے اُم ہانی خوب آئیں اچھی ہو میں نے عرض کیا حضورؐ میرے خاوند کے دو رشتہ دار میرے گھر میں پناہ گزیں ہیں اور میرے بھائی علی ان کے قتل کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا جس کو تم نے امن دیا اس کو ہم نے امن دیا۔ اور جس کو تم نے پناہ دی اس کو ہم نے پناہ دی جاؤ علی ان کو قتل نہ کریں گے۔

حضور علیہ السلام کا حرم کعبہ میں داخلہ

صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں آن کر اُترے اور لوگوں میں امن ہو گیا تو حضورؐ نے کعبہ کے سات طواف کئے اور اس وقت آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور ایک چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجرِ اسود کو سلام کرتے تھے پھر حضورؐ نے عثمان بن طلحہ کو بلا کر کعبہ کی کنجی اُس سے لی اور کعبہ کے اندر داخل ہوئے وہاں لکڑی کا ایک کبوتر بنا ہوا رکھا دیکھا اس کو توڑ پھینک دیا۔ اور پھر کعبہ کے دروازہ پر آن کر کھڑے ہوئے اور مسلمان تمام مسجد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔

حضورؐ کی تقریر دروازہ کعبہ پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَ نَصَرَ عَبْدَہٗ وَ حَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔[1] اے لوگو! جس باپ دادا کے فخر یا خون یا مال کا دعویٰ کیا جائے پس وہ میرے اِن دونوں قدموں کے نیچے ہے مگر خانہ کعبہ کا کلید برداری اور زمزم سے پانی پلانے کی خدمت اُنہی کو ملے گی جن کے پاس پہلے سے یہ خدمت ہے۔ اے لوگو! خطا سے جو شخص مارا جائے یعنی لکڑی یا کوڑے وغیرہ سے پس اُس میں پورا خونبہا یعنی سو 100 اونٹ لازم ہیں۔ اے قریش خداوند تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کے نخوت اور فخر کو دور کر دیا جو باپ دادا کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم کی پیدائش مٹی سے ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے اندر شاخیں اور قبیلے بنائے ہیں تا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو شناخت کرو (اور) بیشک خدا کے نزدیک تم میں بزرگ مرتبہ وہ ہے جو بڑا متقی ہے۔

حضورؐ کا رحم وکرم کا برتاؤ اہلِ مکہ سے

پھر فرمایا اے قریش تم کیا خیال کرتے ہو کہ میں تم میں کیسی کارروائی کروں گا۔ قریش نے کہا آپ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے۔ آپ ہمارے بھائی کریم ابن الکریم ہیں فرمایا اچھا اب جاؤ تم سب آزاد ہو۔

کعبہ کی کنجی اور کعبہ کی سقایت

پھر حضورؐ مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور حضرت علی خانہ کعبہ کی کنجی ہاتھ میں لے کر سامنے آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ حجابت بھی سقایت کے ساتھ ہم کو عنایت فرمایئے حضورؐ نے فرمایا عثمان بن ابی طلحہ کہاں ہے عثمان حاضر ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا اے عثمان اپنی کنجی سنبھال آج کا دن نیکی اور وفا کا ہے۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ ہم تم کو ایسی چیز عنایت کریں گے جس سے تم مشقت میں نہ پڑو گے۔

---

[1] خدائے وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اپنے وعدہ کو اس نے سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور تنہا تمام کفاروں کے لشکروں کو اس نے ہزیمت دی۔

کعبہ کی تصویروں کے مٹانے کا حکم

جب حضور فتح مکہ کے روز کعبہ میں داخل ہوئے تو اُس کے اندر آپ نے فرشتوں کی تصویریں دیکھیں اور ایک تصویر حضرت ابراہیم کی دیکھی کہ ازلام[1] کے ساتھ قرعہ ڈال رہے ہیں اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ان کو خدا غارت کرے ہمارے بزرگ کی کس صورت سے تصویر بنائی ہے بھلا حضرت ابراہیم کو اس قرعہ بازی سے کیا تعلق پھر آپ نے یہ فرمایا کہ ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے وہ تو یکسو ہونے والے مسلمان تھے۔ اور ہرگز وہ مشرکوں میں سے نہ تھے پھر اُن تصویروں کے مٹانے کا حکم فرمایا چنانچہ اُسی وقت وہ مٹا دی گئیں۔

حضور علیہ السلام حضرت بلال کے ساتھ خانہ کعبہ میں

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر داخل ہوئے ہیں تو بلال بھی آپ کے ساتھ تھے جب حضورؐ باہر نکل آئے تو بلال پیچھے رہ گئے تو عبداللہ بن عمر نے بلال سے پوچھا کہ حضورؐ نے کس جگہ نماز پڑھی ہے؟ مگر یہ نہ پوچھا کہ کس قدر پڑھی ہے پھر ابن عمر جب کعبہ میں داخل ہوتے تھے تو سیدھے اندر جا کر...... کی طرف پشت کر کے تین ہاتھ دیوار سے ورے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی بلال نے ان کو بتلائی ہے۔[2]

کعبہ میں اذان اور قریش کی چہ میگوئیاں

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے ہیں تو بلال کو آپ نے اذان کہنے کا حکم دیا۔ اس وقت ابوسفیان بن حرب اور عتاب بن اُسید اور ہشام بن حرث کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتاب بن اسید نے کہا کہ اُسید کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بزرگی دی کہ اُس نے یہ اذان نہیں سُنی ورنہ وہ ضرور ایسی بات کہتا جس سے اُن کو یعنی حضور کو غصہ آتا۔ حرث نے کہا اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ حق پر ہیں تو میں ان کا اتباع کر لوں۔ ابوسفیان نے کہا میں تو کچھ نہیں بولتا۔ اگر میں ایک حرف بھی کہوں گا تو یہ کنکریاں میری بات ان سے کہہ

---

[1] ازلام ان تیروں کو کہتے ہیں جو خاص قرعہ ڈالنے کے کام آتے ہیں۔

[2] حضورؐ کی غربا پروری کی یہ نہایت شاندار مثال ہے۔ جب حضورؐ شہر مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اپنے آگے اونٹ پر اپنے غلام زادہ اسامہ کو بٹھا رکھا تھا۔ حسن اور حسین کو نہیں۔ جب خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو حبشی غلام کو اپنے ساتھ لے گئے ابوبکر۔ عمر۔ عثمان یا علی کو نہیں (محمد اسمٰعیل پانی پتی)

دیں گی۔

پھر حضور کعبہ سے باہر آن کران کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم نے جو کچھ باتیں کی ہیں سب مجھے معلوم ہیں اور سب ان سے بیان کر دیں عتاب اور حرث نے کہا بیشک ہم گواہی دیتے ہیں تم خدا کے رسول ہو کیونکہ اس وقت ہماری گفتگو میں کوئی شخص نہ تھا جس کو ہم کہہ سکتے کہ اُس نے تم سے کہا ہوگا۔

احمر کا قتل اس کے اپنے آدمی کے ہاتھ سے

بنی اسلم میں ایک شخص احمر نام بڑا بہادر تھا اور جب یہ سوتا تھا تو بڑے زور سے خراٹے لیا کرتا تھا اور اسی سبب سے الگ سوتا تھا۔ اور جب لوگ اس کو پکارتے تو مثل شیر کے اُٹھ کر آتا تھا اور کسی سے خوف نہ کرتا تھا۔

بنی ہذیل کے چند لوگ مقام حاضرہ کو جاتے تھے۔ جب یہ حاضرہ کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک شخص ابن اثوغ ہذلی نے کہا کہ تم لوگ جلدی نہ کرو۔ میں جا کر دیکھ آؤں کہ یہاں احمر بھی ہے یا نہیں اگر وہ ہوگا تو اس کے خراٹے کی آواز ضرور آئے گی اور یہ رات کا وقت تھا پھر ابن اثوغ نے احمر کے خراٹے کی آواز سن کر اس کے سینہ پر تلوار رکھ کر زور کیا اور اس کو مار ڈالا پھر حاضرہ کے لوگوں کو لوٹ لیا۔ انہوں نے احمر، احمر کہہ کر پکارا۔ مگر احمر بیچارہ کہاں تھا جو ان کی مدد کو جاتا۔

اب جو صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کیا تو فتح کے دوسرے روز ابن اثوغ مکہ میں لوگوں کا حال دریافت کرنے آیا اور اُس وقت تک یہ مشرک ہی تھا بنی خزاعہ نے اس کو پہچان کر چاروں طرف سے اِس کو گھیر لیا اور کہا احمر کا قاتل تو ہی ہے اس نے کہا ہاں احمر کا قاتل ہوں پھر اتنے میں خراش بن امیہ تلوار لئے ہوئے آئے اور اس کو قتل کر دیا۔ جب حضور ؐ کو یہ خبر پہنچی فرمایا اے خزاعہ اب تم قتل سے اپنے ہاتھ روک لو۔ کیونکہ بہت لوگ قتل ہو چکے ہیں اور یہ تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا مجھ کو خونبہا دینا پڑے گا۔

حرمت کعبہ کے متعلق حضور ؐ کا ارشاد

ابو شریح خزاعی کہتے ہیں جب عمرو بن زبیر مکہ میں اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کو آئے تو میں اُن کے پاس گیا اور میں نے کہا اے شخص ہم فتح مکہ میں حضور ؐ کے ساتھ تھے جب فتح کا دوسرا دن ہوا تو خزاعہ نے ایک مشرک کو قتل کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! مکہ جس دن سے کہ خدا نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ حرم ہے اور قیامت تک حرم رہے گا۔ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اس میں خونبہائے یا اس کا درخت کاٹے مجھ سے پہلے کسی کے واسطے یہ حلال نہیں کیا گیا اور نہ میرے بعد کسی کے

واسطے یہ حلال ہوگا۔ صرف میرے لئے ایک ساعت کے واسطے حلال ہوا تھا اب پھر اس کی حرمت ویسی ہی ہوگئی ہے جیسی کہ تھی۔ جو لوگ تم میں سے موجود ہیں اُن کو لازم ہے کہ جو لوگ غائب ہیں ان کو یہ حکم پہنچا دیں۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ رسولِ خدا نے اس میں قتل وقتال کیا ہے تو اس سے کہہ دو کہ رسولِ خدا نے صرف ایک ساعت کے واسطے یہاں کے لوگوں کی سرکشی کے سبب سے اجازت دی تھی اور اے خزاعہ تمہارے واسطے خدا نے اس کو حلال نہیں کیا ہے تم قتل سے اپنے ہاتھ اُٹھالو بہت قتل وقتال ہو چکا ہے اور تم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا خونبہا مجھ کو دینا پڑے گا اور اس کے بعد جو شخص قتل ہوگا اس کے وارثوں کو اختیار رہے کہ چاہیں قصاص لیں اور چاہیں خونبہا پر راضی ہو جائیں۔

عمرو بن زبیر نے ابوشریح سے یہ گفتگو سُن کر کہا آپ تشریف لے جائیے۔ میں آپ سے زیادہ کعبہ کی حرمت کو جانتا ہوں کعبہ کی حرم قاتل اور باغی کو پناہ نہیں دیتی ابوشریح نے کہا جس وقت حضورؐ نے فرمایا ہے میں موجود تھا اور تو موجود نہ تھا۔ پس میں نے تجھ کو یہ حکم پہنچا دیا۔ اب تو جانے اور تیرا کام جائے۔

ایک مقتول کا خونبہا

فتح مکہ کے مقتولوں میں سب سے پہلے جس مقتول کا حضورؐ نے خونبہا دیا وہ جنیدب بن اکوع تھا۔ بنی کعب نے اس کو قتل کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خونبہا میں سو اُونٹ عنایت کئے۔

مکہ میں سکونت کے متعلق انصار کا خیال اور حضورؐ کا جواب

جب مکہ فتح ہوگیا تو حضورؐ صفا پہاڑ پر دعا و مناجات میں مشغول ہوئے اور انصار نے آپس میں کہا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کا شہر فتح کر دیا ہے۔ شاید حضورؐ یہیں رہنا اختیار کریں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا کہ تم کیا کر رہے تھے جو کچھ وہ کہہ رہے تھے انہوں نے عرض کر دیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا! گوا ایسا نہیں ہوسکتا میری زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور موت بھی تمہارے ساتھ ہوگی۔

حرم کعبہ کے اردگرد کے بتوں کا انہدام

فتح مکہ کے بعد جب حضورؐ نے اُونٹنی پر سوار ہو کر کعبہ کے گرد طواف کیا تو کعبہ کے گرد بت سیسہ سے جڑے ہوئے نصب تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی اُن بتوں کی طرف اشارہ کرنا شروع کیا جس بت کے منہ کی طرف آپ اشارہ فرماتے وہ منہ کے بل اور پشت کی طرف اشارہ فرماتے وہ پشت کے بل گر پڑتا یہاں تک کہ اسی طرح سب بت گر پڑے۔

ایک شخص کا حضورؐ کو قتل کرنے کا ارادہ

قیام مکہ کے دوران میں فضالہ بن عمیر بن ملوح لیثی نے ارادہ کیا کہ حضورؐ کو شہید کر دے اور جب حضورؐ کے قریب پہنچا اور آپ اس وقت کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا فضالہ ہے عرض کیا حضورؐ ہاں میں ہوں فرمایا تم کس ارادہ سے آئے ہو عرض کیا کچھ نہیں خدا کو یاد کر رہا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خُدا سے مغفرت مانگو۔ اور پھر آپ نے اپنا ہاتھ فضالہ کے سینہ پر رکھا جس سے اُس کے دل کو تسکین ہوئی۔ فضالہ کہتا ہے حضورؐ کے میرے سینہ پر ہاتھ رکھنے سے حضورؐ کی محبت میرے دل میں جوش مارنے لگی۔

صفوان بن امیہ کو معافی

مشہور دشمن اسلام صفوان بن اُمیہ مکّہ سے بھاگ کر جدہ میں آیا تا کہ جہاز میں سوار ہو کر یمن کو چلا جائے۔ عمیر بن وہب نے حضورؐ سے عرض کیا ''یا نبی اللہ صفوان بن اُمیہ اپنی قوم کا سردار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو امن عنایت کریں۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امن دے دیا۔ عمیر نے کہا اس کی کچھ نشانی بھی کو مرحمت ہو۔ حضورؐ نے اپنا وہ عمامہ جس کو باندھے ہوئے آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے دے دیا عمیر عمامہ کو لے کر جدہ میں صفوان کے پاس آئے اور کہا حضورؐ نے تم کو امن دیا ہے اب تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو یہ عمامہ بھی حضورؐ کا میں نشانی کے واسطے لایا ہوں۔ صفوان نے کہا اے عمیر تو میرے سامنے سے چلا جا اور مجھ سے بات نہ کر۔ عمیر نے کہا اے صفوان حضورؐ تیرے بھائی اور نہایت حلیم اور کریم اور رحیم ہیں تو اُن کے پاس چل ان کی عزّت تیری عزّت ہے اور ان کی سلطنت تیری سلطنت ہے۔ صفوان نے کہا مجھ کو اپنی جان کا خوف ہے۔ عمیر نے کہا انہوں نے تجھ کو امن دے دیا ہے۔ پھر صفوان عمیر کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یہ عمیر کہتا ہے کہ آپ نے مجھ کو امن دیا ہے حضورؐ نے فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔ صفوان نے عرض کیا تو پھر آپؐ مجھ کو دو مہینہ تک اختیار دیں۔ حضورؐ نے فرمایا تم کو چار مہینہ تک اختیار ہے۔ (یعنی اسلام قبول کرنے کے متعلق تم چار ماہ تک خُوب غور و تحقیق کرو پھر اسلام لانا۔)[1]

ام حکیم اور فاختہ کا اسلام اپنے شوہروں سے پہلے

زہری کہتے ہیں کہ ام حکیم بنت حرث عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی تھی جو حضورؐ سے عکرمہ کے واسطے امن

---

[1] یہ واقعہ بہت بڑا ثبوت اس بات کا ہے کہ حضورؐ نے کبھی کسی شخص پر اسلام قبول کرنے کے لئے کسی قسم کا جبر نہیں کیا۔ اور ان کو کھلی چھٹی غور و تحقیق کی دے دی۔ (محمد اسمٰعیل)

لے کر یمن کو گئی اور وہاں سے اس کو لائی اور فاختہ بنت ولید صفوان کی بیوی تھی یہ دونوں عورتیں اپنے خاوندوں سے پہلے اسلام لائی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اُسی پہلے نکاح پر قائم رکھا۔

فتح مکہ کے وقت لشکر اسلام کی تعداد قبائل وار

مکہ کی فتح میں لشکر اسلام کی تعداد دس ہزار تھی۔ بنی سلیم میں سے سات سو اور بعض کہتے ہیں ایک ہزار تھی۔ اور بنی غفار میں سے چار سو اور بنی اسلم میں سے چار سو اور بنی مزینہ میں سے ایک ہزار تین اور باقی مہاجرین اور انصار اور ان کے خلفاء اور مختلف قبائل عرب مثل بنی تمیم و بنی قیس و بنی اسد وغیرہ میں سے تھے۔

ضمار نامی بت کے اندر سے آواز کا آنا اور عباس بن مرداس کا اسلام لانا

مرداس نامی ایک شخص ایک پتھر کے بت کی پُوجا کیا کرتا تھا۔ جس کا نام ضمار تھا۔ جب وہ مرنے لگا تو اُس نے اپنے بیٹے عباس کو وصیت کی کہ ''اے فرزند'' تم ہمیشہ اسی بت ضمار کی پرستش کرتے رہنا۔ کیونکہ تمہارے نفع اور نقصان کا مالک یہی ہے۔ چنانچہ اپنے باپ کی تعمیل میں عباس ضمار کی پرستش کیا کرتا تھا۔ ایک زمانہ اس کو اسی حالت میں گذر گیا۔ ایک روز اس نے بیٹھے بیٹھے یکا یک محسوس کیا کہ گویا بت کے اندر بیٹھا ہوا کوئی شخص یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔

قل للقبائل من سنیم کلها

اودی ضمار و عاش اهل المسجد

ان الذی ورث النبوة و الهدی

بعد ابن مریم من قریش مهتدی

اودی ضمار و کان یعبد مرةً

قبل الکتاب الی النبی محمد

''یعنی بنی سلیم کے تمام قبائل سے کہہ دو کہ ضمار کو توڑ ڈالیں اور اسلام کو اختیار کرلیں۔ ابن مریم کے بعد جو شخص نبوت اور ہدایت کا وارث ہوا وہ قریش کا ایک ہدایت یافتہ فرزند ہے ضمار کو ہلاک کردو۔ اگرچہ اس کی پرستش محمد کو نبوّت ملنے سے پہلے کی جایا کرتی تھی۔''

جب عباس نے یہ اشعار سُنے تو اس کو بڑی حیرت ہوئی اس نے ضمار کو اٹھا کر آگ میں ڈال دیا۔ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کو اختیار کرلیا۔

فتح مکہ کے بعد

حضورؐ کا حضرت خالد بن ولید کو دعوت اسلام کے لئے بنی جذیمہ کی طرف بھیجنا

فتح مکہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو سلیم بن منصوبہ اور مدلج بن مُرّہ کے قبائل کے کچھ آدمیوں کے ساتھ دعوت اسلام کے واسطے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمایا قتل وقتال کا حکم نہیں دیا۔ جب خالد بن جذیمہ کے علاقہ میں پہنچے تو اُن لوگوں نے اُن لوگوں کو دیکھ کر ہتھیار اٹھائے۔ انہوں نے اُن کو حکم دیا کہ اپنے ہتھیار ڈال دو کیونکہ مکہ فتح ہو گیا اور قریش نے اسلام قبول کرلیا ہے اب مقابلہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

خالد کی غلطی اور بنی جذیمہ کا قتل

بنی جذیمہ کے ایک شخص کا بیان ہے کہ جب خالد نے ہم کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیا تو ہم میں سے ایک شخص حجدم نام نے کہا کہ اے بنی جذیمہ اگر تم نے ہتھیار ڈال دیئے تو خالد تم کو قید کر کے قتل کر دیں گے۔ میں تو اپنے ہتھیار نہ ڈالوں گا۔ بنی جذیمہ نے کہا اے حجدم تو ہم سب کا خون کرانا چاہتا ہے۔ سب لوگ مسلمان ہو گئے ہیں اور سب نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں اور امن قائم ہو گیا ہے۔ پھر ان سب لوگوں نے حضرت خالد کے کہنے سے ہتھیار ڈال دیئے جب یہ لوگ ہتھیار ڈال چکے تب حضرت خالد نے ان کی مشکیں باندھ کر چند لوگوں کو اس میں سے قتل کر دیا۔ جب یہ خبر حضورؐ کو پہنچی۔ آپ نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے دعا کی کہ اے پروردگار میں خالد کی کارروائی سے بری ہوں۔

بنی جذیمہ کے متعلق حضورؐ کا خواب

حضورؐ نے ایک روز فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے نوالہ کھایا اور اس کا مزہ مجھ کو اچھا معلوم ہوا پھر وہ نوالہ میرے حلق میں اٹک گیا تب علی نے اپنا ہاتھ ڈال کر اس کو میرے حلق سے نکالا حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر آپ روانہ فرمائیں گے پھر کچھ کارروائی سے اس کی آپ خوش ہونگے اور کچھ کارروائی اُس کی قابل اعتراض ہو گی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گذرے۔

خالد کی اس کارروائی کی مخالفت

جب خالد نے یہ کارروائی کی تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا

عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا مسلمانوں میں سے کسی نے خالد کی مخالفت بھی کی تھی یا نہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ایک شخص سفید میانہ قد نے خالد کو منع کیا تھا مگر خالد نے اس کو جھڑک دیا۔ پس وہ خاموش ہو گیا اور ایک شخص دراز قد نے خالد کی بڑے زور سے مخالفت کی اور بہت دیر تک اُن میں گفتگو ہوتی رہی۔ حضرت عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلا شخص تو میرا بیٹا عبداللہ ہے اور دوسرا شخص سالم ابو حذیفہ کا آزاد غلام ہے۔

حضورؐ کا حضرت علیؓ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجنا

پھر حضورؐ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ علیؓ تم جا کر اس قوم کے مقدمہ میں نظر کرو اور جاہلیت کے زمانہ کی باتوں کو اپنے پیروں کے نیچے کر دینا یعنی اُن باتوں کو اب کچھ خیال نہ کرنا حضرت علیؓ بہت سا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لے کر اس قوم کے پاس آئے اور جس قدر لوگ اس قوم کے خالد نے قتل کئے تھے ان سب کا خُونبہا دیا اور تمام مال جو خالد نے لوٹا تھا۔ سب ان کو واپس کر دیا۔ ادنیٰ سے ادنیٰ چیز بھی باقی نہیں رکھی۔ جب سب ادا کر چکے تب بھی حضرت علیؓ کے پاس کچھ مال بچا حضرت علی نے اس قوم سے فرمایا کہ اگر تمہارا کوئی اور خونبہا یا مال باقی ہو تو اس کے بدلہ میں یہ مال لے لو۔ قوم نے کہا ہمارا اب کچھ باقی نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا مگر یہ مال میں تم ہی لوگوں کو دیئے دیتا ہوں شاید تمہارا ایسا خُونبہا مال رہ گیا ہو جس کی نہ تم کو خبر ہو نہ ہم کو بس یہ اس کے معاوضہ میں سمجھو۔

اور پھر حضرت علی نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کارروائی عرض کی حضورؐ نے فرمایا تم نے بہت اچھا اور درست کیا۔

حضرت خالد کی کارروائی سے حضورؐ نے اپنی بریت کا اظہار فرمایا

اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رو کھڑے ہوئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کر کے دُعا کی اے خُدا میں خالد کی کارروائیوں سے تیری بارگاہ میں اپنی بریت ظاہر کرتا ہوں۔ تین بار یہی فرمایا۔

خالد کا عذر

بعض لوگوں کا بیان ہے جو خالد کو اس قتل کرنے سے معذور ٹھہراتے ہیں کہ عبداللہ بن حذیفہ سہمی نے خالد سے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو ان لوگوں کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے اگر یہ اسلام سے باز رہیں۔

حضرت خالد کا دوسرا عذر

روایت ہے کہ جب خالد اس قوم کے پاس آئے تو اِن لوگوں نے کہنا شروع کیا۔ صَبَانا صَبَانَا یعنی ہم

لوگ بے دین ہو گئے۔ اور ہم نے اپنا دین چھوڑ دیا۔

جحدم کا طعنہ قوم کو

جب خالد نے ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا تو جحدم نے کہا اے قوم تم ہتھیار ڈال کر اسی بات میں مبتلا ہوئے جس سے میں تم کو ڈراتا تھا مگر تم نے میرا کہا نہ مانا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور خالد میں گفتگو

اس قتل کے متعلق عبدالرحمٰن بن عوف اور خالد بن ولید میں بڑی بحث ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے خالد سے کہا کہ یہ تم نے زمانہ جاہلیّت کی کارروائی کی ہے خالد نے کہا میں نے تمہارے باپ کا ان سے قصاص لیا ہے۔ عبدالرحمٰن نے کہا تم جھوٹے ہو میں اپنے باپ کے قاتل کو قتل کر چکا ہوں۔ بلکہ تم نے اپنے چچا فاکہہ بن مغیرہ کا قصاص لیا ہے آخر یہاںتک یہ گفتگو ان میں بڑھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک اس کی خبر پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خالد تم میرے اصحاب کے پیچھے نہ پڑو۔ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی راہِ خدا میں خرچ کرو گے تب بھی ان میں سے تم کسی کے ایک دن یا رات کے عمل کے برابر ثواب نہ پاؤ گے۔

بنی جذیمہ اور خالد

فاکہہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم اور عوف بن عبد مناف بن عبدالحرث بن زہرہ اور عفان ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس یمن کی طرف مالِ تجارت لے کر گئے تھے اور عفان کے ساتھ ان کے بیٹے عثمان اور عوف کے ساتھ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بھی تھے جب یہ لوگ یمن سے واپس ہوئے تو بنی جذیمہ میں سے ایک شخص کا مال بھی ان کے ساتھ تھا جو یمن میں مر گیا تھا۔ پس بنی جذیمہ میں سے ایک شخص خالد بن ہشام نے راستہ میں ان سے اس شخص کا مال طلب کیا حالانکہ یہ ابھی اس کے وارثوں کے پاس بھی نہ پہنچے تھے۔ اس سبب سے انہوں نے خالد سے انکار کیا۔ خالد اپنی قوم کے ساتھ ان سے جنگ پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ عوف بن عبد عوف اور فاکہہ بن مغیرہ مارے گئے اور عفان بن ابی العاص مع اپنے فرزند عثمان کے بچ گئے اور فاکہہ بن مغیرہ کا مال بھی ان کے پاس رہا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے باپ کے قاتل خالد بن ہشام کو قتل کیا پھر قریش نے بنی جذیمہ پر لشکر کشی کا قصد کیا بنی جذیمہ نے کہا تم ناحق ہم پر لشکر کشی کرتے ہو۔ ہماری قوم میں سے چند لوگ بسبب جہالت کے تمہارے آدمیوں پر جا پڑے اور ان کو قتل کر دیا۔ ہم ان کا خونبہا دیئے دیتے ہیں قریش بھی راضی ہو گئے اور جنگ موقوف ہو گئی۔

عشق ومحبت کا ایک فسانہ

ابودواد کہتے ہیں بنی جذیمہ کی جنگ میں مَیں خالد بن ولید کے ساتھ تھا۔ پس بنی جذیمہ کے قیدیوں میں سے ایک شخص نے جونو جوان تھا۔ اور اُس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے مجھ سے کہا کہ اے شخص تو میرا ایک کام کر سکتا ہے۔ میں نے کہا کہہ کیا کہتا ہے۔ اُس نے کہا مجھ کو ذرا عورتوں کے گروہ پاس لے چل جو اس سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھیں مَیں ایک بات اُن سے کہہ لُوں پھر مجھ کو یہیں لے آئیو۔ میں نے کہا یہ کیا مشکل ہے اور میں اس کو لے کر عورتوں کے قریب آیا۔ اس جوان نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر چند اشعار عاشقانہ پڑھے۔ ابوداء کہتے ہیں پھر میں اس جوان کو اسی جگہ لے آیا جہاں یہ پہلے کھڑا تھا اور پھر اس کی گردن ماردی گئی۔ اسی وقت وہ عورت اس کی لاش کے پاس آئی اور لپٹ کر اس کے بوسہ لیتی لیتی خود بھی مرگئی۔

حضرت خالد کا عزیٰ کو منہدم کرنا

پھر خالد بن ولید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عزیٰ کے ڈھانے کے واسطے روانہ فرمایا۔ مقام نخلہ میں یہ ایک بت خانہ تھا اور قریش اور کنانہ اور مصر وغیرہ قبائل اس کی تعظیم کرتے تھے اور بنی سلیم کی شاخ بنی شیبان جو بنی ہاشم کے حلیف تھے۔ اس بت خانہ کے خادم تھے جب ان کو خالد بن ولید کے اس طرف آنے کی خبر ہوئی تو اس بت خانہ کے خُدام کے سردار نے اس کے دروازہ میں اپنی تلوار لٹکا دی اور کہا اے عزیٰ اس تلوار سے خالد اور اس کے لشکر کو اس قدر قتل کر کہ ایک بھی ان میں سے باقی نہ رہے اور پھر خود پہاڑ میں بھاگ گیا خالد نے یہاں پہنچ کر اس مکان کو مسمار کر دیا اور پھر حضورؐ کی خدمت میں واپس چلے گئے۔

مکہ کی فتح کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں پندرہ راتیں رہے اور نماز قصر ادا کی۔

غزوہ حنین

فتح مکہ کے بعد سنہ 8 ہجری میں

مختلف عرب قبائل کا آنحضرت کے خلاف جمع ہونا

جب ہوازن کو مکّہ کے فتح ہونے کی خبر ہوئی تو اُن کے سردار مالک بن عوف نصری نے قبائل عرب کو اپنے پاس جمع کرنا شروع کیا۔ پس اس کے پاس ہوازن کے ساتھ تمام بنی ثقیف اور بنی نصر اور بنی جشم اور بنی سعد بن بکر اور چند لوگ بنی ہلال کے جمع ہوئے۔ مگر بنی قیس اور بنی کعب اور بنی کلاب میں سے کوئی بھی

شخص ان کے ساتھ نہ ہوا۔

لشکر کا درید کو ساتھ لینا

بنی جشم میں ایک شخص بہت بوڑھا درید بن صمہ نام تھا۔ اس کو بسبب اس کی تجربہ کاری اور بزرگی کے اُنہوں نے اپنے ساتھ لے لیا۔

لشکر کے سردار

بنی ثقیف میں دوسردار تھے ایک قارب بن اسود بن مسعود بن معتب اور ایک ذوالخمار سبیع بن حرث بن مالک اور ایک اس کا بھائی احمد بن حرث اور اس تمام لشکر کا سردار مالک بن عوف نصری مقرر کیا گیا تھا۔

درید کا سردار لشکر پر اعتراض اور اس کا سخت جواب

جب لشکر روانہ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے واسطے مقام اوطاس میں پہنچا تو وہ بوڑھا شخص یعنی درید بن صمہ بھی ایک اُونٹ پر ہودج میں سوار تھا۔ جب یہاں لشکر اترا تو درید نے پوچھا یہ کیا مقام ہے لوگوں نے کہا اوطاس ہے درید نے کہا جنگ کے واسطے یہ بہت اچھی جگہ ہے۔ یہاں کی زمین بہت سخت ہے جس پر سے پیر پھسلیں نہ بہت نرم ہے جس میں پیر نہ دھسیں۔ پھر کہا یہ بات ہے کہ مجھ کو اُونٹ اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ لوگوں نے کہا مالک بن عوف لوگوں کے سب مال و اسباب اور بیوی بچوں کو ساتھ لایا ہے۔ درید نے کہا اچھا مالک کو بلاؤ۔ مالک کو بلایا گیا۔ جب وہ آ گیا تو درید نے کہا اے مالک کیا وجہ ہے کہ مجھ کو اُونٹوں اور گدھوں اور بکریوں اور بچوں کی آوازیں آ رہی ہیں اور تو سارے لشکر کا سردار بنا ہے۔ اس کا سبب مجھ کو بتلا مالک نے کہا میں سب لوگوں کے مال واسباب اور آل اولاد کو اس سبب سے ساتھ لایا ہوں تاکہ ہر شخص اس کے خیال سے خُوب جان توڑ کر کوشش کرے۔ درید نے کہا یہ تُو نے بڑی غلطی کی شکست خوردہ کو کسی بات سے نفع نہیں پہنچتا۔ اگر تیری فتح ہوئی تو صرف تلوار اور نیزہ سے تجھ کو نفع پہنچے گا۔ اور اگر تیری شکست ہوئی تُو نے خود اپنا مال و اولاد دشمنوں کے حوالہ کیا۔

پھر درید نے پوچھا کہ بنی کعب اور کلاب ہیں لوگوں نے کہا وہ نہیں آئے۔ درید نے کہا معلوم ہوا کہ اگر یہ جنگ رفعت اور بلندی کی ہوتی تو ضرور کعب اور کلاب شریک ہوتے اور میں چاہتا ہوں کہ کاش تم لوگ بھی ایسا ہی کرتے جیسا کہ کعب اور کلاب نے کیا۔

پھر پوچھا کہ تمہارے ساتھ کون کون لوگ ہیں۔ لوگوں نے کہا عمرو بن عامر اور عوف بن عامر ہیں۔ درید نے کہا یہ دونوں ایسے ہیں کہ کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

پھر درید نے مالک سے کہا کہ اے مالک یہ حرکت تُو نے بالکل نامعقول کی ہے۔ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ تُو اپنی قوم کو لے کر محفوظ مقامات میں چلا جا اور وہاں ان کے مال اولاد کو چھوڑ کر پھر جنگ میں مشغول ہوتا کہ اگر تیری فتح ہوگی تب تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ اور اگر تیری شکست ہوگی تب تیری آل اولاد تو محفوظ رہے گی۔ مالک نے کہا قسم ہے خُدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا اے پیر مزخوف بڑھاپے میں تیری عقل جاتی رہی ہے۔ پھر ہوازن نے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے ہوازن یا تو تم میری اطاعت کرو۔ ورنہ میں اپنی تلوار اپنے پیٹ میں مار لیتا ہوں اور یہ مالک نے اس واسطے کہا تا کہ کوئی شخص درید کی بات نہ مانے ہوازن نے کہا اے مالک ہم ہر طرح تمہارے تابعدار ہیں مالک نے کہا جب تم مسلمانوں کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے میان توڑ کر پھینک دو اور ننگی تلواریں لے کر ایک دم اس طرح ان پر جا پڑو جیسے ایک بہادر آدمی جا پڑتا ہے۔

سردار لشکر کا مسلمانوں کا حال معلوم کرنے کے لئے مخبر بھیجنا

مالک بن عوف نے مسلمانوں کا حال دریافت کرنے کے لئے مخبر روانہ کئے۔ جب وہ اس کے پاس واپس آئے تو نہایت پریشان اور حواس باختہ تھے اس نے پوچھا تم کو خرابی ہوا ایسے حواس باختہ کیوں ہو رہے ہو۔ انہوں نے کہا ہم نے سفید لوگ ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہیں۔ پس ان کو دیکھ کر ہمارے ہوش و حواس سب گم ہو گئے مگر اس بات کو سن کر مالک بن عوف کچھ متاثر ہوا اور آگے کوچ کر دیا۔

حضورؐ کو لشکر کفار کی آمد کی خبر ہونا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قوم ہوازن کے آنے کی خبر ہوئی تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدر واسطے کو حکم دیا کہ تم ہوازن میں جا کر خبر لاؤ۔ چنانچہ عبداللہ ہوازن کے لشکر میں گئے اور ان کے سب حالات معلوم کر کے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری خبر بیان کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب کو بلا کر ان سے مشورہ کیا۔ عمر نے کہا جھوٹ بولتا ہے عبداللہ نے کہا اے عمر تم نے مجھ کو جھٹلایا تو حق بات کو جھٹلایا۔ اے عمر اگر تم نے مجھ کو جھوٹا کہا تو بیشک ان کو جھوٹا کہا جو مجھ سے بہتر ہیں۔ عمر نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ سنتے ہیں کہ عبداللہ کیا کہتا ہے۔ حضور نے فرمایا اے عمر تم پہلے گمراہ تھے اب خدا نے تم کو ہدایت کر دی ہے۔ ایسی بدگمانی نہ کیا کرو۔

حضورؐ کا صفوان بن اُمیہ سے ہتھیار لینا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے مقابلے پر جانے کی تیاری کی تو کسی نے عرض کیا کہ صفوان

بن اُمیہ کے پاس زرہ اور ہتھیار بہت ہیں۔ حضورؐ نے صفوان کے پاس جو ہنوز مشرک تھے آدمی بھیجا کہ بطور عاریت کے تم اپنی زر ہیں اور ہتھیار ہمیں دے دو تا کہ ہم ان کے ساتھ اپنے دشمن سے جنگ کریں۔ صفوان نے کہا کیا آپ میرا مال غصب کرتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ہم غصب نہیں کرتے بلکہ بطورِ امانت کے مانگتے ہیں۔ جنگ سے فارغ ہو کر پھر تم کو بحسنہٖ واپس دے دیں گے۔ تب صفوان نے ایک سو زر ہیں مع ان کے ہتھیاروں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیں۔

حضورؐ کی لشکر کے ساتھ مکہ سے روانگی

پس حضورؐ دس ہزار لشکر پہلا جو فتح مکہ کے واسطے آپ کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار لشکر اہلِ مکہ کا کل بارہ ہزار لشکر ساتھ لے کر ہوازن کی مہم پر روانہ ہوئے۔

حضورؐ کا عتاب کو مکّہ کا حاکم مقرر کرنا

اور مکّہ میں آپ نے عتاب بن اُسید بن ابی العیص بن امیہ بن عبد شمس کو ان لوگوں پر حاکم مقرر کیا جو یہاں رہ گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گئے تھے۔

سفر میں مسلمانوں کا آنحضرتؐ سے ایک نہایت جاہلانہ سوال

حرث بن مالک کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس وقت نو مسلم تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کے مقابل مقام حنین میں گئے ہیں کہتے ہیں ایک درخت ذات انواط نام تھا۔ قریش اور تمام عرب سال بھر میں ایک روز اس درخت کی زیارت کو آیا کرتے تھے اور یہاں قربانیاں کر کے اپنے ہتھیار اس درخت میں لٹکاتے تھے اور ایک دن حاضر رہتے تھے۔ اس سفر میں جب ہم حضورؐ کے ساتھ جا رہے تھے تو ہم نے ایک درخت بیری کا بہت بڑا اور سرسبز دیکھا۔ ہم نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جیسے مشرکوں کا ذاتِ انواط ہے۔ ہمارے واسطے بھی ایک ذات انواط مقرر فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بڑی سخت بات کہی ایسی ہی بات موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے کہی تھی کہ اے موسیٰ جیسے بت پرستوں کے معبود بت ہیں تم بھی ہمارے واسطے ایسے ہی معبود مقرر کر دو۔ موسیٰ نے فرمایا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔

کفار کا اچانک حملہ اور مسلمانوں کا منتشر ہو جانا

جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ جب مسلمان حنین کی وادی میں پہنچے تو یہ وادی بہت ہی نشیب میں تھی اس میں لوگ اترنے لگے اور صبح صادق کا وقت تھا اور دشمن ہم سے پہلے وہاں پہنچ کر ٹیلوں اور گڑھوں میں چھپ گئے

تھے۔ مسلمانوں کو اس کی خبر نہ تھی اب جو مسلمان بے دھڑک اُس وادی میں اُترے تو یکبارگی ہوازن نے چاروں طرف سے ان پر حملہ کیا۔ مسلمان وہاں سے اُلٹے پھرے اور حضورؐ لشکر کے دائیں طرف تھے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو آواز دینی شروع کی کہ اے لوگو میری طرف چلے آؤ۔ میں رسول خدا کا یہاں موجود ہوں اور مہاجرین اور انصار اور اہلِ بیت کے لوگ آپ کے ساتھ تھے یعنی ابوبکر اور علی اور عباس اور ابوسفیان بن حرث اور ان کا بیٹا اور فضل بن عباس اور ربیعہ بن حرث اور اسامہ بن زید اور ایمن بن امام ایمن بن عبیدہ جو اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ابوسفیان بن حرث کا نام مغیرہ اور ان کے بیٹے کا نام جعفر تھا اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ بجائے جعفر کے قثم بن عباس تھے۔

جابر کہتے ہیں ہوازن میں ایک شخص سُرخ اونٹ پر سوار تھا اور ہاتھ میں اس کے سیاہ نشان لمبے نیزہ میں لگا ہوا تھا۔ جب کوئی شخص اس کی زد پر آتا۔ یہ نیزہ سے اس کو اونچا کرتا تو سب لوگ اس کی قوم کے اس کے گرد آجاتے۔

راوی کہتا ہے حضرت علی بن ابی طالب اور ایک شخص انصار میں سے یہ دونوں اس کی طرف چلے اور حضرت علی نے پیچھے سے جا کر اُونٹ کے ایسی تلوار ماری کہ اُونٹ گر پڑا۔ اور انصاری نے اس کافر کے ایسی تلوار لگائی کہ ایک پیر اس کا مع نصف پنڈلی کے کٹ گیا اور کجاوہ پر سے نیچے گر کر مر گیا۔

اس موقع پر بعض نومسلموں کے خیالات

جس وقت مسلمان بھاگے ہیں تو بعض مکہ کے لوگ جو لشکر کے ساتھ تھے اُنہوں نے بعض ایسی باتیں کہیں جو ان کے اندرونی بغض وحسد کو ظاہر کرتی تھیں۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرث کہنے لگا کہ ''اب یہ لوگ جو بھاگے ہیں تو سمندر کے کنارے تک دم نہ لیں گے۔'' اور اس کے ترکش میں قرعہ اندازی کے تیر یعنی ازلام تھے جن کو یہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ اور جبلہ بن حنبل نے پکار کر آواز دی کہ ''آج سحر باطل ہو گیا'' یہ جبلہ صفوان بن اُمیہ کا بھائی تھا صفوان نے جو ہنوز مشرک تھا اس سے کہا ''خدا تیرے منہ کو خراب کرے یہ کیا بیہودہ بکتا ہے قسم ہے خدا کی اگر قریش کا کوئی شخص میرا سردار بنے تو یہ مجھ کو منظور ہے مگر ہوازن میں سے کسی کی سرداری مجھ کو منظور نہیں ہے۔'' اور شیبہ بن عباس بن ابی طلحہ کہتا ہے میرے دل میں خیال آیا کہ آج موقع ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اپنے باپ کا قصاص لُوں۔ کیونکہ میرا باپ اُحد کی جنگ میں مارا گیا تھا۔ پھر میں اس ارادہ سے حضورؐ کے قریب آیا اور اسی تاک میں آپ کے گرد پھرنے لگا یکایک ایک ایسا خوف میرے دل پر

طاری ہوا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل نہ کر سکا اور میں نے جان لیا کہ ہرگز یہ کام نہیں کر سکتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضورؐ مکہ سے حنین کی طرف چلے ہیں اور اپنے لشکر کی کثرت ملاحظہ کی ہے تو فرمایا تھا کہ ہم مغلوب نہ ہوں گے۔ اور بعض کہتے ہیں یہ بات بنی بکر میں سے ایک شخص نے کہی تھی۔

مسلمانوں کی سخت بدحواسی کا عالم اور حضورؐ کی استقامت

حضرت عباس بن عبدالمطلب کہتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کو پکڑے ہوئے کھڑا تھا اور میں ایک جسیم اور بلند آواز شخص تھا۔ جب حضورؐ نے لوگوں کو شکست کی حالت میں دیکھا تو آواز دی کہ اے لوگو! کہاں جاتے ہو۔ عباس کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ لوگوں نے حضورؐ کی آواز نہیں سنی۔ تب حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عباس تم لوگوں کو آواز دو کہ اے انصار کہاں جاتے ہو۔ پس میں نے آواز دی اور انصار لبیک لبیک کہہ کر آنے شروع ہوئے کہتے ہیں اور لوگوں کی ایسی بدحواسی کی حالت تھی کہ اُونٹ پر چڑھنا چاہتے تھے اور چڑھ نہ سکتے تھے۔ کوئی اُونٹ کی گردن پر اپنی زرہ پھینک دیتا تھا کوئی اونٹ کو چھوڑ دیتا تھا۔

شکست فتح میں بدل گئی

یہاں تک کہ جب حضورؐ کے پاس سو آدمی جمع ہو گئے تو آپ دشمن پر پلٹے اور سخت لڑائی لڑے۔ پھر خزرج کو آواز دی یہ لوگ جنگ میں بڑی استقامت دکھانے والے تھے پھر حضورؐ جنگ کی حالت کو ملاحظہ کرنے کے لئے ایک ٹیلے پر چڑھے اور صحابہ اس وقت خُوب تیزی سے جنگ میں مصروف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب لڑائی گرم ہوئی ہے باقی لوگ شکست کھا کر بھاگے تھے وہ جس وقت واپس آئے ہیں تو انہوں نے دیکھا کہ قیدی گرفتہ وبستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے تھے۔

جنگ میں حضورؐ نے دیکھا تو ابوسفیان بن حرث بن عبدالمطلب کو اپنے پاس پایا یہ اُن لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضورؐ کے ساتھ جنگ میں استقامت دکھائی تھی اور ان کا اسلام بہت اچھا تھا اور وہ حضورؐ کے خچر کو پکڑے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کون ہے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی ماں کا بیٹا (یعنی آپ کا چچا زاد بھائی)۔

اس جنگ میں حضرت اُمِ سلیم کی بہادری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی وقت ام سلیم بنت ملحان کو دیکھا کہ اُونٹ پر سوار ہیں۔ اور انہوں نے اپنی کمر باندھ کر رکھی تھی کیونکہ عبداللہ بن ابی طلحہ اس وقت اُن کے حمل میں تھے اور یہ اپنے خاوند ابی طلحہ کے

ساتھ اس جنگ میں آئیں اور اُونٹ کے شرارت کے خوف سے اس کی نکیل بہت قریب سے انہوں نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ حضورؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا ام سلیم ہیں اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں ہاں میں ہوں یا رسول اللہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں اسی طرح آپ ان مسلمانوں کو بھی قتل کریں جو آج جنگ سے بھاگے ہیں کیونکہ یہ بھگوڑے اسی سزا کے لائق ہیں حضورؐ نے فرمایا اے اُم سلیم خدا میرے لئے کافی ہے میں کسی کو سزا دینا نہیں چاہتا۔

راوی کہتا ہے اُم سلیم کے پاس ایک خنجر تھا اِن کے خاوند ابوطلحہ نے اس کو دیکھ کر پوچھا کہ اے ام سلیم یہ خنجر تمہارے پاس کیا ہے۔ اُم سلیم نے کہا یہ خنجر نے اس واسطے لیا ہے کہ اگر کوئی مشرک میرے قریب آئے گا تو اس خنجر سے میں اس کا پیٹ پھاڑوں گی۔ ابوطلحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سُنتے ہیں کہ اُم سلیم کیا کہہ رہی ہے یہ واقعی بہادر عورت ہے۔

ابوقتادہ کی کہانی

ابوقتادہ کہتے ہیں حنین کی جنگ میں مَیں نے دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک مشرک باہم جنگ میں مشغول ہیں اور مشرکین میں سے ایک اور شخص اِس مشرک کی مدد کرنے کو آ رہا ہے۔ میں اس کے مقابل گیا۔ اور میں نے ایسی تلوار اس کے لگائی کہ ایک ہاتھ اس کا کٹ گیا اور دوسرے ہاتھ سے وہ مجھ کو آن کر چمٹ گیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اس میں سے موت کی بو آئی اور وہ گر پڑا۔ پھر میں نے اس کو قتل کیا ورنہ قریب تھا کہ وہ مجھ کو قتل کر دے اور اس شخص کے جسم پر ہتھیار بہت تھے مگر اُن کو چھوڑ کر جنگ میں مشغول ہو گیا۔ اور مکہ کے ایک شخص نے اس کا سارا مال اور کپڑے اور ہتھیار وغیرہ لے لئے جب لڑائی ختم ہو گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جس کو قتل کیا ہو۔ اس کا مال اس کا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا پھر میں تو جنگ میں مشغول ہو گیا اب مجھے نہیں معلوم کہ اس کا اسباب کس نے لیا۔ مکہ کا وہ شخص کھڑا ہوا۔ اور اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ سچ کہتا ہے اُس کا اسباب میرے پاس ہے آپ اس کو مجھ سے راضی کر دیجئے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا قسم ہے خدا کی یہ ہرگز تجھ سے راضی نہ ہوں گے۔ خُدا کے شیر تو خدا کے دین کی طرف سے لڑیں اور تو اُن کا مال لیتا پھرے۔ جا سب مال لا کر اُن کو دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ ابوبکر سچ کہتے ہیں۔ سب مال تو واپس کر۔ چنانچہ سب مال اُس نے قتادہ کو دے دیا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اس مال کو میں نے فروخت کر کے اس قیمت سے ایک باغ خریدا۔ اور یہ پہلا مال مجھ کو حاصل ہوا تھا۔

حضرت انس بن مالک نے بیس کافروں کو قتل کیا

انس بن مالک کہتے ہیں اس جنگ میں ابوطلحہ نے فقط تنہا بیس آدمیوں کا اسباب لیا کیوں کہ انہوں نے ان کو قتل کیا تھا۔

حضرت جبیر بن مطعم کی روایت

جبیر بن مطعم کہتے ہیں کفار کی شکست سے پہلے جبکہ خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ میں نے آسمان سے ایک سیاہ چیز آتی دیکھی اور پھر وہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان میں پھیل گئی اور وہ سیاہ چونٹیاں تھیں جو اس تمام جنگل میں بھر گئی تھیں اور اسی وقت مسلمانوں کی فتح اور مشرکوں کی ہزیمت ہوئی۔ پس مجھ کو اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ بیشک وہ فرشتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اور مسلمانوں کو مشرکوں پر غالب کیا مسلمانوں میں سے ایک عورت نے یہ شعر کہا

جنگ کے متعلق ایک مسلمان عورت کا شعر

غَلَبَتْ خَيْلُ اللّٰهِ خَيْلَ اللَّاتِ

وَ خَيْلُهُ اَحَقُّ بِالثَّبَاتِ

(یعنی بے شک خدا کا لشکر لات کے لشکر یعنی بت پرستوں پر غالب ہو گیا اور اسی کا لشکر زیادہ حقدار ہے غالب رہنے کا)

قریش کے ایک بڑے دشمن کی ہلاکت

جب ہوازن کو شکست فاش ہوئی۔ تو ان کے قبیلہ بنی مالک میں سے ستر آدمی قتل ہوئے۔

اور اس قوم کا سردار ذی الخمار تھا جب وہ قتل ہو گیا تو ان کا نشان عثمان بن عبداللہ بن ربیعہ بن حرث بن حبیب نے اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر یہ بھی قتل ہوا۔ جب اس کے قتل کی خبر حضور ؐ کو پہنچی تو فرمایا خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کرے یہ قریش کا بڑا دشمن تھا۔

عثمان بن عبداللہ کے ساتھ اس کا ایک نصرانی غلام بھی قتل ہوا تھا۔ جب لڑائی کے بعد مسلمان مشرکین کا اسباب لینے لگے تو انصار میں سے ایک شخص نے اس غلام کے بھی کپڑے اتارے اور اس کو دیکھا تو یہ بغیر ختنہ کئے ہوئے تھا۔ انصاری نے پکار کر کہا اے گروہِ عرب ثقیف میں بغیر ختنہ کیا ہوا آدمی ہے۔ مغیرہ بن

شعبہ کہتے ہیں میں نے اُن انصاری کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایسی بات نہ کہو میرے ماں باپ تم پر فِدا ہوں۔ یہ غلام نصرانی تھا اور پھر میں نے بنی ثقیف کے اور مقتولوں کو کھول کر دکھایا کہ دیکھو تو یہ ختنہ کئے ہوئے ہیں یا نہیں۔

جوانانِ ثقیف کے سردار کا قتل

ہوازن میں سے احلاف کا نشان قارب بن اسود کے پاس تھا یہ اپنے نشان اور قوم کو لے کر بھاگ گیا اور اس قوم میں سے صرف دو آدمی قتل ہوئے ایک بنی غبرہ میں سے جس کو دہب کہتے تھے اور دوسرا بنی کعبہ میں سے جس کا نام حلاج تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا **قتل الیوم سید شباب ثقیف** (آج بنی ثقیف کے جوانوں کا سردار قتل ہوا۔)

دشمن مختلف مقامات پر بھاگ گئے

جب ہوازن کو شکست ہوئی تو بعض لوگ بھاگ کر طائف میں آئے اور ان کا سردار مالک بن عوف تھا اور بعض اوطاس کو چلے گئے اور بعض مقام نخلہ کی طرف بھاگ گئے اور یہ لوگ ثقیف میں سے بنی غبرہ تھے اور انہیں کے تعاقب میں حضورؐ کا لشکر بھی آیا۔

درید بن صمہ کے قتل کا واقعہ

ربیعہ بن رفیع بن اہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن سمال بن عوف بن امری القیس نے جن کو ابن دغنہ بھی کہتے تھے۔ درید[1] بن صمہ کو ایک اُونٹ پر سوار جاتے دیکھا ربیعہ بن رفیع یہ سمجھے کہ یہ کوئی عورت ہے۔ کیونکہ درید بن صمہ ہووج میں سوار تھا۔ جب ربیعہ نے اُونٹ کو پکڑ کر بٹھایا تو دیکھا کہ اس میں ایک بوڑھا آدمی سوار ہے ربیعہ نے اُس کو نہ پہچانا اور درید نے ربیعہ سے پوچھا تو کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ ربیعہ نے کہا میں ربیعہ بن رفیع ہوں اور تجھ کو قتل کرنا چاہتا ہوں پھر ربیعہ نے ایک تلوار اُس کے لگائی مگر وہ کچھ کارگر نہ ہوئی۔ درید نے کہا تیری ماں نے تجھ کو فن سپاہگری کی تعلیم نہیں دلائی۔ دیکھ یہ میری تلوار لے اور کجاوے کے پیچھے سے میرے اوپر وار کر ہڈیوں کے اوپر اور دماغ کے نیچے ضرب لگا۔ میں اسی طرح سے لوگوں کو قتل کیا کرتا تھا۔ اور جب تو اپنی ماں کے پاس جائے تو اس سے کہہ دیجو کہ تو نے درید بن صمہ کو قتل

---

[1] یہ درید وہی شخص ہے جس کو بوڑھا اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے ہوازن نے ساتھ لیا تھا تا کہ وہ جنگ میں ان کی رہبری کرے۔ (اسماعیل)

کیا ہے۔ تیری ماں مجھ کو جانتی ہے۔ کیونکہ قسم ہے خدا کی میں نے بہت جنگوں میں تیرے قبیلے کی عورتوں کی حفاظت کی ہے اور انہیں دُشمن سے بچایا ہے۔

ربیعہ کہتے ہیں جب میں نے اس کو قتل کر دیا تو اس کی رانوں کی کھال کو نیچے کی طرف سے دیکھا کہ گھوڑے پر کثرت کے ساتھ سوار ہونے کے باعث مثل کاغذ کے تھی۔ پھر جب ربیعہ اپنی ماں کے پاس آئے اور یہ واقعہ بیان کیا تو اُن کی ماں نے کہا کہ قسم ہے خدا کی اس نے یہ بات اس لئے کہی تھی کہ وہ تجھے اپنے احسانات یاد دلائے مگر تو نہ سمجھا اور اپنے محسن کو قتل کر دیا۔ اس نے ایک مرتبہ جنگ میں تیری تین ماؤں کو دشمنوں سے چھڑایا تھا۔ یعنی مجھے، تیری نانی کو اور تیری دادی کو۔

ابن ہشام کہتا ہے کہ درید بن صمہ کو جس شخص نے قتل کیا ہے اُس کا نام عبداللہ بن اُہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ ہے۔

دشمنوں کا تعاقب

جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگے تھے اُن کے تعاقب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عامر اشعری کو فوج دے کر روانہ کیا اور ابو عامر نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جا لیا۔ مگر ابو عامر کے ایک تیر ایسا لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جو ان کے چچازاد بھائی تھے نشان اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ان کے ہاتھ پر خدا نے اس جنگ کو فتح کیا۔ بعض کہتے ہیں جس نے ابو عامر کے تیر مارا تھا وہ درید بن صمہ کا بیٹا سلمہ تھا۔

بنی ریاب کی تباہی

ہوازن کے لشکر بنی نصر کی شاخ رِیَاب میں سے جب بہت لوگ غازیان اسلام نے تہ تیغ کئے تو عبداللہ بن قیس ریابی نے جن کو ابن العورا بھی کہتے ہیں۔ حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بنی رِیَاب ہلاک ہو گئے۔ حضور نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم اجبر مصیبتم.

سردار لشکرِ کفار مالک بن عوف کی کہانی

جب ہوازن کی شکست ہوئی تو مالک بن عوف اپنی قوم کے چند سواروں کے ساتھ بھاگ کر راستہ کے ایک ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا یہاں ٹھہر جاؤ تا کہ اور جو لوگ بھاگے ہوئے آئیں وہ بھی تم سے مِل جائیں۔ چنانچہ چند لوگ اور آن کر ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ پھر ایک لشکر آتا ہوا ان کو دکھائی دیا۔ مالک نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ اُنہوں نے کہا یہ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنے

نیزوں کو اپنے گھوڑوں کے دونوں کانوں کے بیچ میں لمبا رکھ چھوڑا ہے۔ مالک نے کہا یہ لوگ بنی سلیم ہیں۔ تم ان سے کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ بنی سلیم سیدھے نکلے چلے گئے۔ پھر ایک اور لشکر آتا ہوا معلوم ہوا۔ مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں ساتھیوں نے کہا یہ لوگ نیزے تانے ہوئے چلے آتے ہیں اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ مالک نے کہا یہ اوس اور خزرج ہیں۔ ان سے بھی کچھ خوف نہ کرو۔ چنانچہ یہ لوگ بھی بنی سلیم کے پیچھے چلے گئے۔ پھر ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ مالک نے پوچھا اب کون ہے ساتھیوں نے کہا ایک سوار شانہ پر نیزہ رکھے اور سرخ عمامہ باندھے چلا آتا ہے۔ مالک نے کہا قسم ہے لات کی یہ زبیر بن عوام ہے اور یہ ضرور تم سے معترض ہوگا۔ تم اس کے مقابلہ کو تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ جب زبیرؓ اس ٹیلہ کے پاس پہنچے اور ان لوگوں کو انہوں نے دیکھا تو فوراً ان پر حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کو وہاں سے بھگا دیا۔

ابو عامر کا جنگ میں دس بھائیوں میں سے نو بھائیوں کو قتل کرنا

ابو عامر کی اوطاس کی جنگ میں مشرکین میں سے دس بھائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی اور یکے بعد دیگرے ابو عامر نے ان میں سے نو کو قتل کیا اور جب ابو عامر حملہ کرتے تھے تو پہلے دعوتِ اسلام کر کے کہتے تھے۔ اور کہتے تھے خدا اس پر گواہ رہیو۔ پھر اس شخص کو قتل کرتے تھے جب دسویں بھائی کی باری آئی تو اس کو بھی دعوتِ اسلام کر کے اُنہوں نے کہا اے خدا اس پر گواہ ہو جیو اور پھر اُنہوں نے اس پر حملہ کرنا چاہا مگر اس شخص نے کہا اے خدا مجھ پر گواہ نہ ہو جیو۔ اس بات کو سُن کر عامر نے اپنا حملہ روک لیا اور یہ شخص بھاگ گیا۔ پھر یہ مسلمان ہوا۔ اور اس کا اسلام بہت اچھا ہوا اور جب حضورؐ اس شخص کو دیکھتے تھے فرماتے تھے یہ ابو عامر کا بھگایا ہوا ہے۔

ابو عامر کی شہادت

پھر اسی اوطاس کی جنگ میں دو بھائیوں اعلیٰ اور ادنیٰ نے جو حرث کے بیٹے اور بنی جشم بن معاویہ کے قبیلہ سے تھے۔ ایک ساتھ دونوں نے ابو عامر کے تیر مارے ایک کا تیر ابو عامر کے دل میں اور دوسرے کا گھٹنہ میں لگا۔ ابو عامر شہید ہوئے۔ ان کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے لشکر کا نشان سنبھالا۔ اور ان دونوں بھائیوں کو مع باقی دشمنوں کے قتل کیا۔

حضرت خالد کا ناواجب فعل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کی لاش کے پاس سے گزرے جس کو خالد بن ولید نے قتل کیا تھا اور لوگ بہت سے اس لاش کے گرد جمع تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے کسی نے عرض کیا اس عورت کو خالد بن ولید نے قتل کیا ہے۔ حضور نے ایک شخص سے فرمایا کہ تم خالد کے پاس جا کر کہہ دو کہ رسول

خدا تم کو عورت اور بچہ اور بوڑھے کے قتل کرنے سے منع فرماتے ہیں۔

بی بی حلیمہ کی بیٹی کی گرفتاری اور حضورؐ کی اس پر شفقت

اسی روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے افسرانِ لشکر سے فرمایا کہ اگر بنی سعد بن بکر میں سے بُجاد تمہارے ہاتھ آ جائے تو ہرگز اس کو نہ چھوڑنا۔ اس شخص نے بڑی گمراہی پھیلائی تھی۔ صحابہ کرام نے اس کو گرفتار کیا اور مع اس کے اہل وعیال کے لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسی کے ساتھ شیما بنت حرث بن عبدالعزیٰ حضورؐ کی دودھ شریک بہن تھیں راستہ میں ان لوگوں کو صحابہ نے جلد چلنے کی تکلیف دی۔ شیما نے کہا اے لوگو تم جانتے ہو کہ میں رسولؐ کی دودھ شریک بہن ہوں۔ تم کو میری حرمت کرنی چاہیئے۔ صحابہ نے اس کی بات کو جھوٹ سمجھا یہاں تک جب یہ قافلہ حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو شیما نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں آپ کی دودھ شریک بہن ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی کوئی نشانی بھی تمہارے پاس ہے؟ شیما نے کہا ہاں ایک دفعہ آپ نے میری پشت پر کاٹ لیا تھا۔ اُس کا نشان اب تک موجود ہے۔ تب حضورؐ کو بھی یاد آیا۔ اور اپنی چادر آپ نے بچھا کر اُس پر شیما کو بٹھایا۔ اور فرمایا اگر تم چاہو تو عزت کے ساتھ میرے پاس رہو۔ اور اگر تم چاہو تو اپنی قوم میں چلی جاؤ۔ میں تم کو اچھی طرح رخصت کردوں۔ شیما نے عرض کیا میں اپنی قوم میں رہنا چاہتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سا مال واسباب دے کر رخصت کیا۔ بنی سعد کے لوگ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے شیما کو ایک غلام مکحول نام اور ایک لونڈی بھی دی تھی۔ اور آپس میں ان دونوں کی شادی کرادی تھی۔ اور ان کی نسل اب تک باقی ہے۔

جنگ حنین کا ذکر قرآن کریم میں

جنگ حنین کے متعلق خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَةٍ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ ذٰلِکَ جَزَآءُ الْکٰفِرِیْنَ یعنی بیشک خدا نے تمہاری بہت سے موقعوں پر مدد کی۔ اور خاص حنین کی جنگ کے روز جب کہ تم اپنی کثرت فوج سے خوش تھے۔

غزوہ حنین کے شہداء

قریش کی شاخ بنی ہاشم میں سے ایمن بن عبید اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے یزید بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد ان کے گھوڑے نے جس کا نام جناح تھا۔ چمک کر ان کو شہید کیا۔ اور انصار میں سے سراقہ بن حرث بن عدی اور بنی اشعر میں سے ابو عامر اشعری شہید ہوئے۔

قیدیوں اور مال غنیمت کی حفاظت کا حکم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے تمام مالِ غنیمت اور قیدیوں کو جمع کر کے مسعود بن عمرو غفاری کو حکم دیا کہ ان کو مقام جعرانہ میں لے جا کر حفاظت سے رکھو۔

غزوہ طائف

(حنین کے بعد سنہ 8 ہجری میں)

قبیلہ ثقیف کا طائف پہنچ کر قلعہ بند ہونا

جب قبیلہ ثقیف کے لوگ بھاگ کر طائف میں پہنچے تو انہوں نے اس کے اندر داخل ہو کر دروازوں کو بند کر لیا۔ اور بروج وفضائل کی خوب مضبوطی کر کے جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔

عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین اور طائف کے محاصرہ کی جنگ میں موجود تھے۔ کیونکہ یہ دونوں مقام جرش میں منجنیق وغیرہ آلات حرب کے بنانے کی ترکیب سیکھنے گئے ہوئے تھے۔

حضورؐ کی روانگی طائف کی طرف اور آپ کی منازل سفر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب حنین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو آپ نے طائف کے فتح کرنے کا قصد فرمایا اور مع لشکر کے کوچ فرما کر مقام نخلہ یمانیہ سے قرن اور قرن سے ملیح اور یہاں سے بحرۃ الرغاء میں پہنچے یہاں آپ کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی۔ اور اس میں آپ نے نماز ادا کی اور یہیں ایک مسلمان نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور اس کے قصاص میں قاتل قتل کیا گیا۔ یہ پہلا قصاص تھا جو اسلام میں لیا گیا ہے اور یہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن عوف کے قلعہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ مسمار کیا گیا پھر آپ ایک راستہ سے جس کا نام ضیقہ تھا تشریف لے چلے اور دریافت فرمایا کہ اس راستہ کا کیا نام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اس کا ضیقہ کہتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ یہ یسریٰ ہے۔

پھر یہاں سے آپ مقام نخب میں بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ اس درخت کا نام صادرہ تھا۔ اور یہاں بنی ثقیف میں سے ایک شخص کا باغ تھا۔ حضورؐ نے ایک صحابی کو اس شخص کے بلانے کے واسطے بھیجا اس نے حاضری سے انکار کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یا تو حاضر ہو ورنہ ہم باغ کو اجاڑ دیں گے جب بھی وہ حاضر نہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باغ کے برباد کرنے کا حکم دیا اور اسی وقت وہ باغ مسمار کر دیا گیا۔

طائف کا محاصرہ

اس کے بعد حضورؐ نے مع لشکر کے طائف کا محاصرہ کیا اور چونکہ صحابہ فصیل کے قریب پہنچ گئے تھے اس سبب سے کئی آدمی تیروں کی ضرب سے شہید اور زخمی ہوئے اور دروازہ بند ہونے کی وجہ سے اندر داخل نہ ہو سکتے تھے۔ جب یہ لوگ شہید ہوئے تب مسلمانوں نے اپنا لشکر اُس مقام پر ڈالا جہاں اب حضورؐ کی مسجد طائف میں بنی ہوئی ہے۔

راوی کہتا ہے حضورؐ نے طائف کا کچھ اوپر بیس راتیں محاصرہ رکھا۔ اور بعض کہتے ہیں سترہ 17 رات محاصرہ رکھا۔

امہات المومنین جو حضورؐ کے ساتھ تھیں

اس سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی دو بیبیاں تھیں جن میں سے ایک اُم سلمہ اور دوسری کوئی اور[1] تھیں اور ان کے خیمے پاس پاس استادہ تھے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں خیموں کے درمیان نماز پڑھتے تھے۔ جب بنی ثقیف یعنی اہلِ طائف نے اسلام قبول کر لیا تب عمرو بن اُمیہ بن دہب بن معتب بن مالک نے حضورؐ کے مصلّے کی جگہ مسجد تعمیر کی (اسی کا نام ''مسجد طائف'' ہے)

لوگ کہتے ہیں کہ اسی میں ایک ستون تھا کہ جب دھوپ اس پر پڑتی تو اُس میں سے آواز سُنائی دیتی تھی۔

راوی کہتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور خُوب جنگ ہوئی تیر اندازوں نے اپنے ہنر ظاہر کئے اور حضورؐ نے منجنیق لگا کر اہل طائف کو مارنا شروع کیا۔ اسلام میں سب سے پہلے منجنیق اہل طائف ہی پر لگا ہے۔

طائف میں مسلمانوں کا داخلہ اور واپسی

آخر ایک روز طائف کی فصیل میں ایک سوراخ ہوا۔ چند مسلمان اُس میں سے شہر کے اندر داخل ہوئے اور سوراخ کو انہوں نے بڑھانا چاہا تا کہ اور لشکر بھی شہر کے اندر داخل ہو جائے۔ طائف والوں نے اِن مسلمانوں پر لوہے کے ٹکڑے گرم کئے ہوئے مارنے شروع کئے تب یہ لاچار ہو کر باہر نکل آئے پھر طائف

---

[1] اس دوسری بیوی کا نام دوسرے مؤرخین نے حضرت زینب لکھا ہے۔ (محمد اسمٰعیل پانی پتی)

والوں نے ان پر تیر برسائے اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔

طائف کے باغات کاٹنے کا حکم دیا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف والوں کے انگور کی بیلوں اور باغوں کے کاٹ دینے کا حکم دیا۔لشکر نے اُن کو کاٹنا شروع کیا۔

طائف میں قریش کی عورتیں

ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ اہل طائف کے پاس گئے اور ان سے کہا اگر تم ہم کو امن دو تو ہم تم سے ایک بات کہیں۔ طائف والوں نے ان کو امن دیا پھر ان دونوں نے قریش اور بنی کنانہ کی عورتوں کو اپنے پاس بلایا۔اور یہ ان کے قید ہو جانے سے خوف زدہ تھے۔ کیونکہ یہ عورتیں بنی ثقیف کے پاس تھیں اور ان میں سے ایک آمنہ ابوسفیان کی بیٹی عروہ بن مسعود کی بیوی تھی۔ اور عروہ سے اس کے ہاں داؤد پیدا ہوا تھا۔اور بعض کہتے ہیں عروہ کی بیوی میمونہ بنت ابی سفیان تھی۔

ایک اور فراسیہ بنت سوید بن عمرو بن ثعلبہ تھی جس کا بیٹا عبدالرحمان بن قارب تھا اور ایک اُمیہ بنت ناش اُمیہ بنت قلع کی بیوی تھی۔

جب ان عورتوں کو ابوسفیان اور مغیرہ نے بلایا تو انہوں نے ان کے ساتھ آنے سے انکار کیا۔

اہل طائف کا درختوں کو محفوظ رکھنے کی التجاء کرنا اور حضورؐ کا ان کی درخواست کو منظور کرنا

ابن اسود بن مسعود نے ان سے کہا کہ اے ابوسفیان اور اے مغیرہ جو بات تم چاہتے ہو۔اس سے بہتر میں تم کو بتاتا ہوں۔ ہمارے باغات جس جگہ ہیں۔تم جانتے ہو جن سے بہتر باغ طائف میں کہیں نہیں ہیں۔اور اگر وہ اُجڑ گئے تو پھر تیار نہیں ہو سکتے ہیں۔تم محمدؐ سے جا کر اُن باغات کے واسطے گفتگو کرو کہ وہ اُن کو مسمار نہ کریں یا تو اپنے واسطے رہنے دیں یا خدا کے اور رشتہ کے واسطے ہم کو عنائت کر دیں۔ کیونکہ ہمارا جو اُن سے رشتہ ہے وہ پوشیدہ نہیں ہے۔

حضور اپنے لشکر کو لئے ہوئے وادی عقیق میں فروکش تھے جو طائف اور ان باغوں کے درمیان میں تھا اور ان باغوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر ان کے واسطے چھوڑ دیا تھا۔

حضورؐ کا خواب اور حضرت ابوبکرؓ کی تعبیر

جب حضرت ابوبکرؓ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو حضورؐ نے اُن سے فرمایا کہ اے ابوبکرؓ میں نے آج

خواب میں دیکھا ہے کہ ایک برتن میں مسکا بھرا ہوا میرے پاس تحفہ میں آیا ہے پھر ایک مرغ نے چونچ مار کر اس برتن کو گرا دیا۔ ابوبکر نے عرض کیا میرا خیال تو یہ ہے کہ آج حضورؐ کی فتح ہو گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا بھی یہی خیال ہے۔

حضورؐ کا محاصرہ اٹھانے کا حکم دینا

خویلہ بنت حکیم بن اُمیہ بن حارثہ بن اوقص سلیمہ جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں اُنہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ کی فتح ہو تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ یا فارعہ بنت عقیل کا زیور مجھ کو عنایت کیجئے گا۔ کیونکہ تمام ثقیف میں ان عورتوں کے برابر کسی عورت کے پاس قیمتی زیور نہ تھا۔ حضورؐ نے فرمایا اے خویلہ جب تک مجھ کو ثقیف کے متعلق حکم نہ ہو میں کیسے دے سکتا ہوں خویلہ نے یہ بات حضرت عمر سے کہی۔ عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یارسول اللہ خویلہ سے جو بات میں نے سنی ہے کیا واقعی آپ نے فرمائی ہے فرمایا ہاں میں نے کہی ہے عمر نے عرض کیا تو پھر جب حضورؐ کو بنی ثقیف کے متعلق حکم نہیں ہوا ہے۔ تو میں لشکر میں یہاں سے کوچ کا اعلان کر دوں۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں عمر نے کوچ کا اعلان کیا۔

ایک منافق کی گفتگو

جب لوگ تیار ہوئے تو سعید بن عبید بن اُسید بن ابی عمرو بن حلاج نے آواز دی کہ قبیلہ کے لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں عینیہ بن حصن نے کہا ہاں بیشک قسم ہے خدا کی بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ ہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عینیہ سے کہا خدا تجھ کو غارت کرے تو مشرکین کی تعریف کرتا ہے۔ حالانکہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کے واسطے آیا تھا۔ عینیہ نے کہا میں اس واسطے تھوڑا ہی آیا تھا کہ تمہارے ساتھ ہو کر ثقیف سے لڑوں میں تو فقط اس واسطے آیا تھا کہ اگر محمد نے طائف کو فتح کیا۔ تو ایک عورت مَیں بھی لُونگا شاید کہ اس عورت سے میرے ہاں اولاد ہو۔ کیونکہ ثقیف نے اس عورت کو مجھے دینے سے انکار کر دیا تھا۔

محاصرہ کے ایام میں چند غلاموں کا مسلمان ہونا

طائف کے محاصرہ کے دنوں میں چند غلام اہل طائف کے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ حضورؐ نے اُن کو آزاد کر دیا۔ اور جب اہل طائف بھی مسلمان ہوئے تو اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان غلاموں کے واسطے گفتگو کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ خدا کے آزاد کئے ہوئے ہیں۔

قیدیوں کا تبادلہ

محاصرہ کے دوران میں بنی ثقیف نے مردان بن قیس دوسی کے اہل وعیال کو گرفتار کرلیا تھا۔ اور مردان مسلمان ہو کر حضورؐ کی امداد کو آئے تھے۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا اے مردان تم کو جو شخص ملے تم بھی اس کو اپنے اہل وعیال کے بدلہ میں پکڑ لاؤ۔ اس پر وہ ابی بن مالک قشیری کو پکڑ لائے۔ ضحاک بن صفیان بن کلابی نے اس معاملہ میں ثقیف سے گفتگو کی اور ثقیف نے مردان کے اہل وعیال کو چھوڑ دیا۔ مردان نے بھی ابی بن مالک قشیری کو رہا کر دیا۔

شہدائے طائف کے اسم ہائے گرامی

بنی اُمیہ بن عبد شمس میں سے سعید بن سعید بن عاص بن اُمیہ اور عرفطہ بن خباب بنی اسد بن غوث سے ان کا حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ سے عبداللہ بن ابی بکر صدیق ایک تیر کے لگنے سے سخت زخمی ہوئے اور مدینہ میں آن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسی زخم کے باعث ان کا انتقال ہو گیا۔

اور بنی مخزوم میں سے عبداللہ بن ابی اُمیہ بن مغیرہ یہ بھی ایک تیر سے شہید ہوئے اور بنی عدی بن کعب سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ان کے حلیف۔

اور بنی سہم بن عمرو سے سائب بن حرث بن قیس بن عدی اور ان کے بھائی عبداللہ بن حرث اور بنی سعد بن لیث سے جیحہ بن عبداللہ شہید ہوئے اور انصار میں بنی سلمہ سے ثابت بن جذع۔

اور بنی مازن بن نجار سے حرث بن سہل بن ابی صعصعہ اور بنی ساعدہ میں سے منذر بن عبداللہ اور بنی اوس میں سے رقیم بن ثابت بن ثعلبہ بن زید بن لوذان بن معاویہ۔

شہدائے طائف کی قبائل وار تقسیم

یہ سب بارہ شخص صحابہ کرام سے طائف کی جنگ میں شہید ہوئے جن میں سے سات قریش سے اور چار انصار سے اور ایک بنی لیث سے تھے۔

ہوازن کے مالِ غنیمت اور قیدیوں کا بیان

طائف سے حضورؐ کا جعرانہ میں تشریف لے جانا

طائف سے واپس ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام جعرانہ میں تشریف لائے ہوازن کے بہت سے قیدی

آپ کے ساتھ تھے۔

ثقیف کی ہدایت کے لئے دُعا

روایت ہے کہ جنگ میں ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ثقیف پر بددعا فرمائیے۔ حضورؐ نے دعا کی **اللھم اھد ثقیفا و ائت بھم** یعنی کہ اے خدا ثقیف کو ہدایت دے کر میرے پاس بھیج۔

ہوازن کا وفد حضورؐ کی خدمت میں

مقام جعرانہ میں ہوازن کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضورؐ کے پاس چھ ہزار عورتیں اور بچے ہوازن کے قید تھے اور اونٹ اور بکری وغیرہ کا تو کچھ حساب ہی نہ تھا۔ جب یہ وفد ہوازن حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ لوگ مسلمان ہو کر آئے تھے۔ اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ شریف خاندان ہیں اور ہم جس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ حضورؐ پر پوشیدہ نہیں ہے۔ پس حضورؐ ہم پر احسان فرمائیں خدا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان کرے گا۔

اور ہوازن کی شاخ بنی سعد بن بکر میں سے ایک شخص زہیر نے جس کی کنیت ابو مرد تھی عرض کیا یا رسول اللہ ان قیدیوں میں آپ کی پھوپھیاں[1] اور خالائیں اور وہ عورتیں ہیں جنہوں نے آپ کو پرورش کیا ہے۔ اگر ہم حرث بن ابی شمر یا نعمان بن منذر والی حیرہ کو دودھ پلاتے اور پھر اسی طرح مغلوب ہوتے جیسے کہ آپ سے ہوئے تو اس سے بھی ہم یہ اُمید رکھ سکتے تھے جو آپ سے رکھتے ہیں اور پھر آپ تو سب سے زیادہ مہربان ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا تم لوگوں کو اپنی عورتیں اور اولادیں زیادہ عزیز ہیں یا مال و اسباب؟

ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جب آپؐ نے ہم کو مال اور اولاد میں سے ایک چیز کے اختیار کرنے کو فرمایا تو بس ہماری عورتیں اور اولادہم کو عنایت کر دیجئے کیونکہ یہی ہم کو زیادہ پیاری ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا میرے اور بنی عبد المطلب کے حصہ میں جو تمہارے قیدی آئے ہیں وہ میں نے تم کو دیئے باقی کے لئے جس وقت ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھ چکوں تو تم کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم رسولِ خدا کو شفیع گردان کر مسلمانوں کو شفیع گردان کر رسولِ خدا سے عرض کرتے ہیں کہ ہماری اولادیں اور عورتیں ہم کو

---

[1] ہوازن کے قبیلے بنی سعد میں سے حضرت حلیمہ سعدیہ تھیں۔ جنہوں نے حضور علیہ السلام کو دودھ پلایا تھا اور اسی قبیلے میں حضورؐ نے پانچ برس تک پرورش پائی تھی۔ زہیر کا اشارہ اسی رشتہ کی طرف تھا۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

واپس مل جائیں۔ پس اُس وقت میں تم کو دے دوں گا۔

حضورؐ کا قیدیوں کو چھوڑ دینا

چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز جماعت سے ادا کی۔ ان لوگوں نے حضورؐ کی تعلیم کے موافق وہ کلام کہا جس پر حضورؐ نے فرمایا میں نے اپنا اور بنی عبدالمطلب کا حصہ تم کو دیا۔ حضورؐ کی زبان سے یہ سُن کر مہاجرین اور انصار نے کہا کہ ہم نے بھی اپنا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کیا۔

بعض لوگوں کا قیدی چھوڑنے سے انکار کرنا

مگر اقرع بن جابس نے کہا میں اپنا اور بنی تمیم کا حصہ نہیں دیتا۔ اور عیینہ بن حصن نے کہا میں اپنا اور بنی فرازہ کا حصہ نہیں دیتا۔ اور عباس بن مرداس نے کہا میں بھی اپنا اور بنی سلیم کا حصہ نہیں دیتا۔ بنی سلیم نے عباس کا یہ قول سُن کر کہا نہیں ہم اپنا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کرتے ہیں۔ عباس نے ان سے کہا تم نے مجھ کو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سب لوگوں کے سامنے شرمندہ کیا۔

عام طور پر لوگوں کا قیدیوں کو چھوڑ دینا

پھر حضورؐ نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جو شخص ان قیدیوں میں سے اپنے حصہ کے قیدی لے گا اُس پر چھ باتیں فرض ہونگی۔ یہ سُن کر سب لوگوں نے اپنے قیدی واپس کر دیئے۔ ان قیدیوں میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو ایک لونڈی ریطہ بنت ہلال بن حیان عمیرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بلر عنایت کی تھی اور ایک لونڈی حضرت عثمان کو دی تھی جس کا نام زینب بنت حیان بن عمرو بن حیان تھا اور ایک لونڈی عمر بن خطاب کو دی۔ جو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بخش دی تھی۔ عبداللہ کہتے ہیں میں نے اس لونڈی کو اپنے ماموں کے پاس بھیجا تھا۔ جو بنی جمح میں تھے تا کہ وہاں وہ اس کا بناؤ سنگار کریں اور میں کعبہ کا طواف کر کے ان کے پاس پہنچ جاؤں بس جس وقت میں طواف کر کے مسجد حرام سے نکلا۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے اُنہوں نے کہا حضورؐ نے ہماری عورتیں اور اولادیں ہم کو عنایت کر دیئے۔ میں نے کہا ایک عورت تمہاری بنی جمح میں ہے اس کو لیتے جاؤ۔ پس وہ لوگ اس لڑکی کو لے گئے۔

عینیہ کا قصہ

عینیہ بن حصن نے ہوازن کے قیدیوں میں سے ایک بڑھیا لی تھی۔ اور کہتا تھا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ

بڑھیا کسی امیر گھرانے کی ہے۔اس کے فدیہ میں بہت سارو پیہ میرے ہاتھ آئے گا۔ پھر جب حضورؐ نے ہوازن کو قیدی واپس کئے تو عیینہ نے اُس بڑھیا کے دینے سے انکار کیا۔ زہیرابوصرد نے اس سے کہا اے عیینہ تو اس بڑھیا کو کیا کرے گا نہ اس کی لبوں میں ٹھنڈک اور شیرنی ہے اور نہ اس کی پستانیں نوخیز ہیں۔ نہ اس کا پیٹ جننے کے لائق ہے۔عمر اس کی ایسی ہے کہ اس کے خاوند کو تلاش کرو۔ تو کہیں نہ ملے گا۔ اور نہ اس کی چھاتی میں دودھ باقی رہا ہے۔ پس تو بھی اس کو واپس کردے۔

حضورؐ کی بارگاہ سے مالک بن عوف کو معافی اور اس کا مسلمان ہونا

حضورؐ نے ہوازن کے وفد سے مالک بن عوف کو دریافت کیا۔ انہوں نے کہا وہ طائف میں ثقیف کے پاس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کے اہل وعیال کو بھی اُسے واپس کر دوں اور سو اُونٹ بطورِ انعام اس کو اور دوں۔ جب مالک بن عوف کو یہ خبر ہوئی۔ تو اس نے خیال کیا کہ اگر ثقیف کو میرے حضور کے پاس جانے کی خبر ہو گی۔ تو ضرور مجھ کو روکیں گے۔ پس اس خیال سے اُس نے اپنی اونٹنی کو طائف سے کچھ فاصلہ پر تیار کھڑا کرا دیا اور پھر رات کو گھوڑے پر سوار ہو کر طائف سے نکل کر اُونٹنی پر سوار ہوا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں جعرانہ یا مکہ میں پہنچ گیا اور اسلام سے مشرف ہوا اور بہت اچھا اسلام لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسبِ وعدہ اس کے اہل وعیال اس کو دے دیئے او رمزید ایک سو اُونٹ بھی مرحمت فرمائے۔

حضورؐ کا مالک بن عوف کو سردار مقرر کرنا

پھر حضورؐ نے مالک بن عوف کو ان قبائل کا سردار کر دیا جو ان کی قوم سے مسلمان ہوئے تھے اور یہ قبائل ثمالہ اور سلمہ اور فہم تھے مالک ان کو لے کر بنی ثقیف پر حملے کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کو تنگ کریں۔

مالِ غنیمت کی تقسیم پر لوگوں کا اصرار اور حضورؐ کا جواب

جب حضورؐ ہوازن کے قیدیوں کے واپس کرنے سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ سے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اُونٹ اور بکریاں وغیرہ جو کچھ مال ہے اس کو تو حضورؐ ہم میں تقسیم فرماویں یہاں تک کہ درخت کے سایہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کے لئے بہت مصر ہوئے اور حضور کی چادر اس درخت سے اُلجھ کر گر پڑی۔ فرمایا اے لوگو میری چادر تو مجھ کو دو قسم ہے خدا کی اگر تہامہ کے ملک کے درختوں کی گنتی کے برابر بھی مال ہوتا تو میں اس کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیا۔ اور تم ہرگز مجھ کو نہ بخیل پاتے اور نہ جھوٹا۔ پھر آپ ایک اُونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے۔ اُونٹ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کے کوہان کے

چند بال اپنی دوانگلیوں میں پکڑ کر فرمایا اے لوگو میرے واسطے تمہارے مالِ غنیمت اوران بالوں میں سے سوا خمس کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ خمس بھی پھر تمہیں پر واپس ہو جاتا ہے۔

حضورؐ کا حکم مالِ غنیمت کے متعلق

پس اب تم سوئی اور دھاگہ یا جوادنیٰ چیز بھی مالِ غنیمت کی کسی کے پاس ہو سب لا کر جمع کر دو۔ کیوں کہ خیانت خائن کے واسطے عار اور نار اور شنار ہے قیامت کے روز۔

ایک انصاری کی دیانت داری اور اخلاص کا عمدہ نمونہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سُن کر انصار میں سے ایک شخص نے اُون کے دھاگوں کا ایک گچھا اٹھایا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ان دھاگوں کو اپنے اُونٹ کا پالان درست کرنے کے واسطے رکھ لیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا اس میں جس قدر میرا حصہ ہے وہ میں نے تجھ کو دیا۔ اس شخص نے کہا جب یہ بات ہے تو میں اس کو نہیں لیتا۔ اور اُس نے اُس کو ڈال دیا۔

مالِ غنیمت میں سے مولفۃ القلوب کو عطیات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مالِ غنیمت میں مولفۃ القلوب میں سے جو معزز لوگ تھے ان کے دل مائل کرنے کے واسطے بہت سا مال ان کو عنایت کیا۔

چنانچہ سو اونٹ ابوسفیان بن حرب کو اور سو اُونٹ اس کے بیٹے معاویہ کو دیئے اور سو اونٹ حکیم بن خزام اور سو اُونٹ حرث بن حرث بن کلاہ کو دیئے اور سو اُونٹ حارث بن ہشام کو۔ اور سو اُونٹ سہیل بن عمرو کو اور سو اُونٹ حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس کو اور سو اُونٹ علاء بن جاریہ بن ثقفی کو اور سو اُونٹ عینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو اور سو اونٹ اقرع بن جابس تمیمی کو اور سو اُونٹ مالک بن عوف نصری کو اور سو اُونٹ صفوان بن اُمیہ کو عنائت کئے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سو 100 سو 100 اُونٹ عنایت کئے اور باقی قریش میں سے جن لوگوں کو سو 100 سے کم اُونٹ عنایت کئے اُن میں سے بعض یہ ہیں۔ مخرمہ بن نوفل زہری اور عمیر بن دسب جمحی اور ہشام بن عمرو عامری وغیرہم۔ یہ مجھ کو یاد نہیں کہ حضورؐ نے ان کو کیا کیا عنایت کیا۔ مگر یہ ضرور ہے کہ سو سے کم کم دیئے تھے۔

سعید بن یربوع بن عنکشہ بن عامر بن مخزوم اور سہمی کو پچاس پچاس اُونٹ دیئے۔ سہمی کا نام عدی بن قیس تھا۔

اور عباس بن مرداس کو حضورؐ نے چند اُونٹ عنایت کئے مگر اس نے انہیں بہت کم سمجھا اور ناراض ہو کر چند

اشعار کہے جن میں انعام کے قلیل ہونے کا ذکر ہے۔اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اس کو لے جا کر میری جانب سے اس کی زبان کاٹ دو۔ چنانچہ صحابہ نے لے جا کر اس کو اتنا مال دیا کہ یہ خوش ہو گیا اور یہی اس کی زبان کا کٹنا تھا۔

قبائل کے جن افراد کو انعامات دیئے گئے

بنی اُمیہ بن عبد شمس میں سے ابوسفیان بن حرب بن امیہ اور طلیق بن سفیان بن امیہ اور خالد بن اُسید بن ابی العیص بن امیہ کو دیا۔

اور بنی عبدالدار بن قصےٰ میں سے شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار اور ابو السنابل بن بعکل بن حرث بن عمیلہ بن سباق بن عبدالدار اور عکرمہ بن عامر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبد الدار۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے زہیر بن ابی اُمیہ بن مغیرہ۔حرث بن ہشام بن مغیرہ اور خالد بن ہشام بن مغیرہ اور سفیان بن عبدالاسد بن عبداللہ بن عمر بنی مخزوم اور سائب بن ابی سائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

اور بنی عدی بن کعب سے مطیع بن اسود بن حارثہ بن نضلہ اور ابوجہم بن حذیفہ بن خانم۔

اور بنی جمح بن عمرو سے صفوان بن اُمیہ بن خلف اور اُصحہ بن اُمیہ بن خلف اور عمیر بن وہب بن خلف۔

اور بنی سہم میں سے عدی بن قیس بن حذافہ۔

اور بنی عامر بن لوئی سے حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود اور ہشام بن عمرو بن ربیعہ بن حرث بن حبیب۔

اور دیگر قبائل عرب سے بنی بکر بن عبدمناۃ بن کنانہ سے نوفل بن معاویہ بن عروہ بن صخر بن رزن بن یعمر بن نغاثہ بن عدی بن الدیل۔

اور بنی کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے علقمہ بن علاثہ بن عوف بن احوص بن جعفر بن کلاب اور لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب۔

اور بنی عامر بن ربیعہ سے خالد بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن صعصعہ اور حرملہ بن ہوذہ بن ربیعہ بن عمرو۔

اور بنی نصر بن معاویہ سے مالک بن عوف بن سعید بن یربوع۔

اور بنی سلیم بن منصور سے عباس بن مرداس بن ابی عامر۔
اور بنی عطفان کی شاخ بنی فزارہ سے عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر۔
اور بنی تمیم کی شاخ بنی حنظلہ سے اقرع بن حابس بن عقال۔
ان سب لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال سے عنایت کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ کسی صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اقرع بن حابس اور عینیہ بن حصن کو تو اس مال میں سے سو100 سو100 اُونٹ عنایت کئے اور جعیل بن سراقہ کو کچھ بھی نہ دیا۔ حالانکہ وہ نہایت بہادر اور شجاع انسان ہے۔ آپ نے فرمایا ان دونوں کو میں نے ان کی تالیف قلوب کے واسطے دیا ہے اور جعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا۔

ایک گُستاخ کی گُستاخی

مقسم ابوالقاسم کہتے ہیں (عبداللہ بن حرث کے غلام) میں اور تلید بن کلاب لیثی ہم دونوں عبداللہ بن عمرو بن عاص کے پاس آئے اور وہ ہاتھوں میں جوتیاں لئے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے تھے ہم نے اُن سے کہا کہ کیا آپ اُس وقت موجود تھے جب حنین کے دن تمیمی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی ہے۔ عبداللہ نے کہا ہاں۔ میں موجود تھا کہ ایک تمیمی شخص جس کو ذوالخویصرہ کہتے تھے۔ حضورؐ کے پاس آ کر کھڑا ہوا اور حضورؐ اُس وقت لوگوں کو مال تقسیم کر رہے تھے اس نے کہا اے محمدؐ میں نے خواب دیکھا۔ جیسا تم آج کر رہے ہو۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں تو نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا تم نے مال تقسیم کرنے میں انصاف نہیں کیا۔ حضورؐ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو۔ جب میرے پاس انصاف نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس انصاف ہوگا اور حضورؐ کو اس کے اس کہنے سے بہت غصہ آیا۔ حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑا دوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر اس کو چھوڑ دے۔ عنقریب اس کے ساتھی ایسے لوگ ہوں گے جو دین کی باتوں میں بہت غلہ کریں گے حالانکہ دین سے بالکل نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے اور کچھ اثر شکار کے خون وغیرہ کا اس کے پیکان یا پھل یا پروں پر دکھائی نہیں دیتا۔

غنیمت کی تقسیم پر بعض انصار کا اعتراض اور حضورؐ کا جواب

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بخشش قریش اور دیگر قبائل عرب پر کیں اور انصار کو کچھ عنایت نہ کیا تو انصار کے دلوں میں طرح طرح کے خیال پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ان میں اس بات کی گفتگو میں ہونے لگیں کہ حضورؐ نے اپنے اقرباؤں کو اس قدر مال عنایت کیا۔ اور ہم کو کچھ نہ

دیا۔ جب بہت قیل وقال ہوئی تو سعد بن عبادہ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ انصار ایسا ایسا کہہ رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد کیا تم بھی ان کے ساتھ ہو سعد نے کہا یا رسول اللہ میں تو اس بات میں ان کا شریک نہیں ہوں مگر میری قوم کی یہی گفتگو ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تم جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ[1] میں جمع کرو۔ سعد بن عبادہ نے جا کر سب انصار کو ایک خطیرہ میں جمع کیا۔ اور حضورؐ کو خبر کی حضورؐ تشریف لائے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے انصار مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم لوگوں کے دل میں میری طرف سے خیالات پیدا ہوئے ہیں کیا میں تمہارے پاس ایسے وقت میں نہیں آیا جب کہ تم گمراہ تھے پھر خدا نے تم کو ہدایت کی اور تم فقیر تھے۔ خدا نے تم کو غنی کیا اور تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تم کو دوست بنا دیا۔ انصار نے کہا بے شک خدا اور رسول نے ہم پر بڑا احسان اور فضل کیا۔ پھر کیا آپ نے فرمایا اے انصار مجھ کو جواب کیوں نہیں دیتے؟ انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کو کیا جواب دیں آپ کا ہم پر بڑا احسان اور فضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم مجھ کو یہ جواب دو تو دے سکتے ہو اور اس میں تم سچے ہو اور جو سُنے وہ تم کو سچا کہے تم مجھ کو یہ جواب دے سکتے ہو۔ کہ اے رسول جب تم ہمارے پاس آئے ہو تو لوگ تم کو جھٹلاتے تھے۔ ہم نے تمہاری تصدیق کی اور تمہارے لوگوں نے تم سے تعلق توڑ دیا۔ ہم نے تمہاری مدد کی تمہارے لوگوں نے تم کو نکال دیا۔ ہم نے تم کو جگہ دی اور تم دل شکستہ تھے ہم نے تمہاری دلجوئی کی۔ اے انصار! کیا اس دنیوی مال کے دینے سے جو ایک ذلیل چیز ہے۔ تم نے اپنے دلوں میں ایسے خیالات کو جگہ دی؟ واقعہ یہ ہے کہ یہ مال میں نے ان لوگوں کو دیا ہے جن کو میں اسلام کی طرف راغب کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم کو میں نے تمہارے اسلام کے سپرد کیا ہے۔ اے انصار کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ کوئی اُونٹ کو لے جائے اور تم خُدا کے رسول کو اپنے ساتھ لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا اور اگر تمام لوگ ایک طرف چلیں اور انصار دوسرے راستہ پر چلیں تو میں انصار ہی کا راستہ اختیار کروں گا۔ اے خدا انصار پر رحم فرما۔ اور انصار کے بیٹوں اور بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما۔

حضورؐ کے اس فرمان کو سُن کر انصار اس قدر روئے کہ اُن کی داڑھیاں تو ہو گئیں اور سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم حضورؐ کی بخشش اور تقسیم سے بدل وجان راضی ہو گئے اس کے بعد حضورؐ بھی تشریف لے گئے اور

---

[1] خطیرہ کے معنی باڑ یا احاطہ کے ہیں۔ (اسماعیل)

انصار بھی چلے گئے۔

جعرانہ سے مکہ اور مکہ سے مدینہ کو واپسی

باقی مالِ غنیمت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی مالِ غنیمت کو مقام مجنہ میں جو قصبہ مرالظہر ان کے قریب ہے لے جانے کا حکم دیا۔

حضورؐ کا مکہ تشریف لے جانا اور عقاب بن اُسید کو وہاں کا حاکم مقرر کرنا

اور خود عمر کے واسطے مکہ میں تشریف لائے اور عمرہ سے فارغ ہو کر عتاب بن اسید کو مکہ کا حاکم مقرر کر کے مدینہ کو روانہ ہوئے اور معاذ بن جبل کو بھی لوگوں کی تعلیم و تلقین کے واسطے مکہ میں چھوڑ گئے۔

حاکم مکہ کی تنخواہ

جب حضورؐ نے عتاب کو مکہ کا حاکم مقرر کیا ہے تو ایک درم روزانہ اِن کی تنخواہ مقرر کی تھی۔ عتاب نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ پڑھا اور بیان کیا کہ اے لوگو! جس کو ایک درہم روز ملے اور پھر وہ بھوکا رہے خدا اس کا کبھی پیٹ نہ بھرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ایک درہم روز مقرر کیا ہے۔ اب مجھ کو کسی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

حضورؐ کا واپس مدینہ میں آنا

یہ عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذیقعد سنہ 10 ھ میں ہوا۔ اور آخری ذیقعد یا شروع ذلحجہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور باقی مالِ غنیمت بھی آپ کے ساتھ تھا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف فرما ہوئے ہیں تو چھ راتیں ذی قعد کی باقی تھیں۔

اس سال عرب نے جس طرح حج کرتے تھے اسی طرح حج [1] کیا اور عتاب نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اور طائف کے لوگ اسی طرح اپنے شرک پر رمضان سنہ 9 ھ تک قائم رہے۔

مشہور شاعر کعب بن زہیر کا اسلام قبول کرنا

بجیر بن زہیر کا تبلیغی خط اپنے بھائی کعب کے نام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس ہوئے تو بجیر بن زہیر بن ابی سلمٰی نے اپنے بھائی کعب بن

[1] مطلب یہ ہے کہ کفار اور مشرکین نے بھی حج کیا اور مسلمانوں نے بھی۔ (اسماعیل)

زہیر کو لکھا کہ حضورؐ نے مکہ میں ان شاعروں کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ کو ایذا دیتے تھے اور قریش کے شعراء میں سے ابن زبعری اور ہبیرہ بن دہب بھاگ گئے ہیں ان کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ پس اگر تمہارا دل چاہے تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اختیار کرو۔ کیونکہ حضورؐ اس شخص کو قتل نہیں کرتے ہیں جو آپ کے پاس تائب ہو کر آتا ہے اور اگر یہ بات تمہارا دل قبول نہ کرے تو جہاں تمہارے سینگ سمائیں بھاگ جاؤ۔

کعب کی مدینہ کو روانگی اور اسلام قبول کرنا

جب کعب کے پاس یہ خط پہنچا نہایت حیران ہوئے کہ کیا کروں اور جو لوگ اس کے دوست وہاں موجود تھے۔ انہوں نے بھی اس کو ڈرایا کہ تم ضرور وہاں جاتے ہی قتل کر دیئے جاؤ گے۔ آخر لاچار ہو کر کعب نے وہ قصیدہ کہا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور کی تعریف کی ہے اور اپنے خوف اور پریشانی اور دشمنوں کی بدگوئی سے ڈرنے کا حال نظم کیا ہے۔

اور پھر یہ مدینہ میں آن کر جہینہ میں سے ایک شخص کے پاس جس سے ان کی جان پہچان تھی ٹھہرا وہ شخص صبح کے وقت ان کو لے کر مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور جب حضورؐ نماز سے فارغ ہوئے تو اُس شخص نے اس کو اشارہ سے بتلایا کہ حضورؐ وہ تشریف رکھتے ہیں تم جا کر حضور سے اپنے واسطے امن لو۔ کعب بن زہیر حضورؐ کے پاس آیا اور آپ کے قریب بیٹھ کر اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر رکھ دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پہچانتے نہ تھے پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر کعب بن زہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے تو اس کی توبہ قبول کر لیں گے؟ اگر میں اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں میں اس کی توبہ قبول کر لوں گا۔ کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص اس بات کو سُن کر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس دشمن خدا کی گردن اُڑا دوں۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں اس کو چھوڑ دو یہ توبہ کر کے آیا ہے۔

کعب بن زہیر اور انصار

اسی سبب سے کعب بن زہیر کے دل میں انصار کی طرف سے برائی پیدا ہو گئی تھی۔ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے کعب کے حق میں بجز بھلائی کے کوئی بات نہیں کہی اور اسی سبب سے کعب نے اپنے اس قصیدہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے وقت پڑھا ہے۔ مہاجرین کی تعریف کی ہے اور انصار کی ہجو کی طرف اشارہ کیا ہے۔

یہ سن کر انصار کعب پر بہت خفا ہوئے کعب کو جب انصار کی ناراضگی کا علم ہوا تو انہوں نے انصار کی تعریف میں یہ اشعار کہے

مَنْ سَرَّهُ كَرَمُ الْحَيَاةِ فَلَا يَزَلْ

فِي مَقْنَبٍ مِنْ صَالِحِي الْأَنْصَارِ

(ترجمہ) جس شخص کو عمدہ زندگی گذارنی منظور ہو اسے لازم ہے کہ ہمیشہ انصار کے نیک لوگوں کی جماعت میں شامل رہے۔

وَرَثُوا الْمَكَارِمَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ

انَّ الْخِيَارَهُمُ بَنُور الْأَخْيَارِ

بزرگیوں کو انہوں نے باپ دادا سے پایا ہے۔ بیشک یہ لوگ خود نیک ہیں اور نیکوں کی اولاد ہیں۔

ابن ہشام کا قول ہے کہ جب کعب نے حضورؐ کی مسجد میں اپنا قصیدہ بانت سعاد بنایا۔ تو حضورؐ نے فرمایا اے کعب بن زہیر تُو نے اپنے قصیدہ میں انصار کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیوں نہ کیا۔ یہ لوگ اس لائق ہیں کہ ان کا بھلائی کے ساتھ ذکر کیا جائے تب کعب بن زہیر نے انصار کی تعریف میں وہ اشعار کہے ہیں جو اوپر بیان ہوئے۔

غزوہ تبوک

(ماہِ رجب سنہ 9 ہجری میں)

رومیوں پر جہاد کا حکم

ذیقعد سے لے کر رجب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما رہے پھر رجب میں آپ نے مسلمانوں کو رومیوں پر جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دیا۔ اور یہ ایسا وقت تھا کہ گرمی کی بہت شدت تھی اور لوگوں کے باغات وغیرہ میں پھل تیار نہ ہوئے تھے۔ اس سبب سے لوگ اپنے گھروں اور سایہ میں رہنا چاہتے تھے۔

جنگوں کے متعلق حضورؐ کا عام طریقہ کار

غزوات کے لئے روانہ ہوتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جدھر جانا ہوتا اس کے برخلاف روانہ ہوتے اور بہت پھیر کھا کر موقعہ پر پہنچتے تا کہ دشمن کو خبر ہوئے بغیر اچانک اس کے سر پر پہنچ جائیں۔

غزوہ تبوک کے متعلق تیاری کا حکم

مگر اس غزوہ تبوک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب مشقت اور تکلیف کے جو اس سفر میں پیش آنی مقصود تھی ظاہر فرما دیا۔ اور دشمن کی تعداد بھی اس طرف کثیر تھی۔ اسی واسطے حضورؐ نے اس کو ظاہر کیا تا کہ لوگ کثرت کے ساتھ جمع ہوں اور اچھی طرح ساز و سامان درست کریں۔ اور لوگوں سے صاف طور پر فرما دیا کہ ہمارا ارادہ رومیوں پر جہاد کرنے کا ہے۔

جنگ کے متعلق ایک منافق کی گفتگو حضورؐ سے

انہی تیاری کے دنوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جد بن قیس سے جو بنی سلمہ میں سے ایک شخص تھا۔ فرمایا اے جَد تو بھی رومیوں کے جہاد میں چلے گا؟ اُس نے کہا حضورؐ مجھ کو تو معافی دیجئے اور فتنہ میں نہ ڈالئے قسم ہے خدا کی میری قوم خوب جانتی ہے کہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص عورتوں کا چاہنے والا نہیں ہے اور مجھ کو ڈر ہے کہ میں نے رومیوں کی عورتوں کو دیکھا تو پھر اپنے قابو سے باہر ہو جاؤنگا۔ اور ہرگز صبر نہ کرسکوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا یہ جواب سن کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

اس موقع پر بعض منافقوں نے بعض منافقوں سے کہا کہ تم کیوں گرمی کے موسم میں سفر کر کے حیران و پریشان ہوتے ہو خداوند تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِی الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ. فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّ لْيَبْكُوْا كَثِيْرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔ اور منافقوں نے کہا کہ اس گرمی کے موسم میں جہاد کو نہ جاؤ اے پیغمبر! کہہ دو آتشِ دوزخ کی گرمی بڑی سخت ہے۔ کاش ان کو اتنی سمجھ ہوتی۔ ایک دن ضرور ایسا آئے گا کہ یہ لوگ ہنسیں گے کم اور روئیں گے زیادہ۔ اور یہ بدلہ ہوگا اُن اعمال کا جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔ (سورۃ توبہ آیت 82-81)

غزوہ تبوک کی تیاری کے لئے حضورؐ کا ارشاد اور صحابہ کا اخلاص

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ کی تیاری کا بہت زور سے حکم دیا اور تونگر لوگوں کو مال خرچ کرنے کا اور راہِ خدا میں غریب لوگوں کو سواریاں دینے کی ترغیب دی۔ چنانچہ بہت لوگوں نے اپنے مال راہِ خدا میں خرچ کئے اور بہت نے نہ کئے اور حضرت عثمان نے اس غزوہ میں اس قدر مال خرچ کیا کہ کسی نے نہ کیا تھا۔

جنگ تبوک میں حضرت عثمان کی مالی امداد

حضرت عثمان نے جیش عُسرت یعنی غزوہ تبوک میں ایک ہزار دینار زرسرخ خرچ کئے تھے اور حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ اے خدا میں عثمان سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو۔

بعض غریب مسلمان جو سواریاں نہ ہونے کی وجہ سے جنگ میں شامل نہ ہو سکے

اس کے بعد سات آدمی انصار وغیرہ قبائل سے روتے ہوئے حضورؐ کی خدمت میں آئے نام ان کے یہ ہیں بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمیر اور بنی حارثہ سے عطیہ بن زید اور بنی مازن بن نجار سے ابولیلیٰ عبد الرحمٰن بن کعب اور بنی سلمہ سے عمرو بن حمام بن جموح اور عبداللہ بن مغفل مزنی اور بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو مزنی اور ہرمی بن عبداللہ واقفی اور عرباض بن ساریہ فزاری اور ان لوگوں نے حضور سے سواریاں طلب کیں۔ حضور نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ جس پر میں تم کو سوار کروں۔ پس یہ لوگ اپنی مفلسی سے روتے ہوئے حضور کے پاس سے رخصت ہوئے۔

ابن یامین بن عمیر بن کعب نضری نے ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو روتے دیکھ کر پوچھا کہ کیوں روتے ہو۔ اُنہوں نے کہا ہم حضورؐ کے پاس سواری طلب کرنے گئے تھے۔ حضور فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے جو میں تم کو دوں۔ ابن یامین نے اپنے پاس سے ایک اونٹ دیا۔ اور یہ دونوں اس پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے۔

بعض عرب جنہوں نے جنگ میں شرکت سے معذوری ظاہر کی

پھر حضور کے پاس عرب کے لوگ جہاد کی شرکت سے معذوری ظاہر کرنے آئے کہ ہم بسبب عذر کے شریک نہیں ہو سکتے ہیں جن کا ذکر خداوند تعالیٰ قرآن شریف میں کیا ہے یہ لوگ بنی غفار میں سے تھے۔

بعض مخلص مسلمان جو جنگ میں شامل ہونے سے رہ گئے

بعض سچے مسلمان بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ اس جہاد میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے۔ جن میں سے بعض لوگ یہ ہیں کعب بن مالک بن ابی کعب سلمٰی اور مرارہ بن ربیع اور بلال بن اُمیہ واقفی اور ابوخیثمہ سالمی۔ یہ لوگ سچے مسلمان تھے نفاق وغیرہ سے متہم نہ کئے جاتے تھے۔

حضورؐ کی روانگی

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری تیاری کر کے سفر شروع کیا تو پہلے اپنے لشکر کو آپ نے مقام ثنیۃ الوداع میں ٹھہرایا اور مدینہ پر محمد بن مسلمہ انصاری کو اور بعض کہتے ہیں سباع بن عرفطہ کو حاکم مقرر کیا۔

منافقوں کی منافقت

اور عبداللہ بن ابی نے اپنا لشکر علیحدہ حضورؐ کے لشکر سے کچھ فاصلہ پر کھڑا کیا تمام منافقین اور اہل شک و

ریب اس کے ساتھ تھے۔ جب حضورؐ آگے روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی منافقوں کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ گیا۔

حضرت علیؓ اور حضورؐ

حضورؐ نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے گھر کی حفاظت کے واسطے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ منافقوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ علی کو نکما سمجھ کر چھوڑ گئے ہیں اعلیٰ اس بات کو سُن کر بہت رنجیدہ ہوئے اور اپنے ہتھیار پہن کر مقام جرف میں حضورؐ کے پاس پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بار خاطر خیال کر کے مجھے چھوڑ آئے ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے تم سے یہ بات کہی جھوٹ بولتے ہیں۔ میں نے تم کو فقط اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے واسطے چھوڑا ہے تم جاؤ اور وہیں رہو اے علی کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔ مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں ہے۔ (اور ہارون تو نبی تھے) پس حضرت علی تو مدینہ چلے آئے اور حضورؐ آگے روانہ ہوئے (حضورؐ کے الفاظ یہ تھے **فلا ترضیٰ یا علی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ.**)

عشق رسول کا ایمان افروز واقعہ

جب حضورؐ کو مدینہ سے گئے ہوئے کئی روز گذر گئے ابوخثیمہ ایک دن اپنے گھر میں آئے اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا دیکھا کہ ان کی دونوں بیویوں نے ان کے واسطے پانی خوب ٹھنڈا کر رکھا ہے اور کھانا بھی تیار ہے۔ ابوخثیمہ نے اس سامان کو دیکھ کر کہا۔ افسوس ہے کہ رسول خدا تو اس گرمی اور لُو کے سفر میں ہوں اور ابوخثیمہ یہ ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا خوبصورت عورت کے پاس بیٹھ کر کھائے اور پیئے ہرگز یہ انصاف نہیں ہے پھر اُسی وقت ابوخثیمہ نے اپنی بیویوں سے کہا کہ جلد سامانِ سفر میرے واسطے تیار کرو تا کہ میں حضورؐ کے پاس پہنچوں بیویوں نے سامان درست کیا ابوخثیمہ اُونٹ پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں جا رہے تھے راستے میں ان کو عمرو بن وہب جمحی بھی مِل گئے۔ یہ بھی حضورؐ کی تلاش میں جا رہے تھے۔ یہانتک تبوک میں یہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ جب مسلمانوں نے دُور سے ان کو آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ راستہ میں ایک سوار آ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوخثیمہ ہوگا۔ جب یہ نزدیک پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہاں ابوخثیمہ ہی ہیں۔ اور ابوخثیمہ نے راستہ میں عمیر بن وہب سے کہا تھا کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے تم میرے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلنا مجھ سے الگ نہ ہو جانا۔ چنانچہ جب یہ حضورؐ کی خدمت میں آئے اور اسلام کیا تو حضورؐ نے فرمایا اے ابوخثیمہ تم کیوں

پیچھے رہ گئے تھے اس پر ابوخیثمہ نے سارا اپنا قصہ بیان کیا جسے سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اس کے حق میں دعائے خیر کی۔

حضور کا گذر ایک ایسی سرزمین سے جس پر خدا کا غضب نازل ہوا

اس سفر میں جب حضورؐ مقام حجر میں پہنچے تو یہاں ٹھہرے لوگوں نے یہاں کے کنوئیں سے پانی بھرا حضورؐ نے فرمایا یہاں کا پانی کوئی نہ پئے نہ نماز کے واسطے اس پانی سے وضو کرے اور جو آٹا تم نے گوندھا ہو اس کو بھی اُونٹوں کو کھلا دو خود نہ کھاؤ اور رات کو جو شخص تم میں سے لشکر کے باہر جائے وہ تنہا نہ جائے بلکہ کسی دوسرے کو ساتھ لے جائے۔[1]

حضورؐ کے ارشاد کا خیال نہ رکھنے کا نتیجہ

حضورؐ کے ارشاد کے موافق سب لوگوں نے عمل کیا مگر بنی ساعدہ کے دو شخص بھول گئے اور ان میں سے ایک قضاء حاجت کے واسطے رات کو تنہا گیا۔ پس عین قضاء حاجت میں اس کو خناق کا عارضہ ہو گیا۔ اور دوسرا اپنا اُونٹ تلاش کرنے گیا تھا اس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں کے درمیان میں جو یہاں سے ایک مدّت کے راستہ پر دُور تھے پھینک دیا۔ جب حضورؐ کو یہ خبر ہوئی فرمایا اسی واسطے میں نے تم کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ تنہا کوئی شخص باہر نہ نکلے۔ پھر حضورؐ نے اس شخص کے واسطے دعا کی۔ جس کو خناق ہو گیا تھا۔ خُدا نے اس کو شفا دی اور دوسرا شخص جس کو آندھی نے بنی طے کے پہاڑوں میں پھینک دیا تھا۔ اس کو جب قبیلہ طے کے لوگ مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو اپنے ساتھ لیتے آئے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں ان دونوں آدمیوں کا قِصّہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے اور ان سے عباس بن سعد ساعدی نے بیان کیا تھا اور عبداللہ کہتے تھے کہ عباس نے مجھ کو ان دونوں آدمیوں کے نام بھی بتائے ہیں مگر اس بات کا عہد لے لیا تھا کہ کسی اور کو اُن کے نام نہ بتانا ابن اسحاق کہتے ہیں اسی سبب سے عبداللہ نے مجھ اُن کے نام نہیں بتائے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام حجر سے گذرے تو کپڑے سے آپؐ نے اپنا چہرہ ڈھک لیا تھا اور صحابہ سے فرماتے تھے کہ ظالموں کے مکانوں سے روتے ہوئے گذرو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس بلا میں گرفتار ہو جاؤ۔

---

[1] اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سرزمین تھی جہاں قوم ثمود آباد تھی اپنے نبی کے انکار کے باعث یہ تمام بستیاں تباہ اور برباد کر دی گئیں اور ان بستیوں کے کھنڈروں پر اب بھی خدا کا غضب برس رہا تھا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے اس سرزمین کی کسی چیز کو استعمال کرنے کی مخالف کر دی تھی۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

جس میں وہ گرفتار ہوئے تھے۔

حضورؐ کا ایک معجزہ جو جنگل میں ظاہر ہوا اور اس موقع پر منافقوں کا نفاق

جب صبح ہوئی تو لوگوں نے حضورؐ سے پانی کی شکایت کی۔ حضورؐ نے خُدا سے دُعا کی۔ خداوند تعالیٰ نے اسی وقت ایک ابر بھیجا اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ سیراب ہو گئے اور پانی سے مشکیں بھر لیں۔

بنی عبدالاشہل میں سے ایک شخص کہتے ہیں۔ میں نے محمود سے پوچھا کہ کیا نفاق لوگوں میں ظاہر معلوم ہوتا تھا۔ محمود نے کہا ہاں قسم ہے خدا کی ہر شخص اپنے بھائی اور باپ اور رشتہ دار کے منافق لوگوں کو جانتا تھا مگر پھر وہ مشتبہ ہو جاتا تھا۔ پھر محمود نے کہا میری قوم کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ غزوہ تبوک میں ایک منافق جس کا نفاق ظاہر تھا۔ حضورؐ کے ساتھ تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے یہ بادل آیا اور بارش ہوئی اور لوگ سیراب ہوئے تو بعض مسلمانوں نے اس منافق سے کہا اب ایسا معجزہ دیکھ کر بھی تجھ کو کچھ شبہ ہے۔ اُس نے کہا معجزہ کیسا۔ ایک چلتا ہوا بادل تھا برس گیا۔

حضورؐ کی اونٹنی کا گم ہونا اور ایک منافق کا اعتراض

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی سفر میں ایک جگہ اُترے تھے تو آپؐ کی سواری کی سانڈنی گُم ہو گئی تھی۔ لوگ اس کو تلاش کرنے گئے تھے اور عمارہ بن حزم آپ کے صحابی جو بیعت عقبہ اور جنگ بدر میں شریک تھے۔ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر تھے اور عمارہ کے خیمہ میں ایک شخص زید بن لصیت نام منافق تھا۔ اس نے اپنے پاس کے لوگوں سے کہا کہ کیا محمدؐ یہ نہیں کہتے کہ میں نبی ہوں۔ اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ پھر کیا وجہ کہ ان کی سانڈنی گم ہو گئی۔ اور اُس کی ان کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ اس شخص نے یہاں یہ بات کہی اور وہاں حضورؐ نے عمارہ بن حزم سے فرمایا کہ اس وقت ایک شخص کہہ رہا ہے کہ محمدؐ کہتے ہیں میں نبی ہوں اور میرے پاس آسمان سے خبر آتی ہے حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے اور قسم ہے خدا کی مجھے تو صرف اس بات کا علم ہوتا ہے جو خدا مجھ کو بتلاتا ہے۔ جاؤ تم جنگل کی فلاں گھاٹی میں دیکھو اُونٹنی کی مہار ایک درخت میں اُلجھ گئی ہے اور وہ وہاں کھڑی ہوئی ہے تم اُس کو لے آؤ۔ صحابہ گئے اور اس سانڈنی کو حضورؐ کی خدمت میں لے آئے۔ اس کے بعد عمارہ بن یا حزم اپنے خیمہ میں آئے اور کہا اس وقت ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عجیب بات بیان کی جس کی خبر خدا نے آپ کو دی کہ ایک شخص ایسا اور ایسا کہہ رہا ہے جو لوگ اس وقت خیمہ میں موجود تھے انہوں نے کہا واقعی یہ بات زید بن لصیت نے ابھی کہی تھی عمارہ بن حزم نے یہ سُنتے ہی زید بن لصیت کی گردن پکڑ کر کہا اے دشمن خدا میرے خیمہ سے باہر نکل مجھے خبر نہ تھی کہ یہ

خبیث میرے ہی خیمہ میں ہے۔خبر دار جواَب کبھی تو میرے پاس آیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں۔بعض لوگوں کا بیان ہے کہ زید بن لصیت نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ آخر دم تک وہ ایسی ہی باتیں کرتا رہا۔

بعض کمزور ایمان والوں کا پیچھے رہ جانا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منزل سے کوچ فرمایا اور لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ایک ایک دو منزل میں پیچھے رہتے جاتے تھے۔صحابہ حضورؐ سے عرض کرتے کہ یا رسول اللہ آج فلاں شخص پیچھے رہ گیا۔حضورؐ فرماتے تم بھی اس کو چھوڑ دو اگر اس میں کچھ بھلائی ہو گی خدا تم سے اس کو ملا دے گا۔

حضرت ابوذر کا پیچھے رہ جانا اور حضورؐ کی ان کے متعلق پیشگوئی

ایک منزل میں حضرت ابوذر پیچھے رہ گئے یہ نفاق کی وجہ سے پیچھے نہ رہے تھے بلکہ ان کا اُونٹ تھک گیا تھا اور چلتا نہ تھا۔آخر جب یہ لاچار ہو گئے تب اسباب اُنہوں نے اپنے کندھے پر رکھا اور پیدل روانہ ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے قریب پہنچے تو صحابہ نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک آدمی چلا آتا ہے۔حضورؐ نے فرمایا ابوذر ہو گا۔جب یہ نزدیک آئے تو اس شخص نے عرض کیا حضورؐ ہاں قسم ہے خدا کی ابوذر ہیں۔حضورؐ نے فرمایا ابوذر پر خدا رحم کرے تنہا پیدل چلتا ہے اور تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اُٹھے گا۔حضورؐ کے یہ الفاظ تھے رحم الله ابا ذر يمشي وحده و يموت وحده و يبعث وحده۔

ابوذر کا انتقال اور پیشگوئی کا پورا ہونا

جب حضرت عثمان نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مقام ابذہ کی طرف شہر بدر کیا اور وہاں یہ بیمار ہوئے ہیں تو ان کے پاس اُس وقت صرف ان کی بیوی اور ایک غلام تھا۔اور انہوں نے اس وقت وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو نہلا کر کفن دینا۔اور پھر میرا جنازہ راستہ کے بیچ میں رکھ دینا اور جو شخص پہلے راستہ سے گزرتا ہوا ملے اس سے کہنا کہ یہ ابوذر صحابی رسول کا جنازہ ہے اے شخص تم ہماری اس کے دفن کرانے میں مدد کرو۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہو گیا تو بیوی اور غلام نے ایسا ہی کیا نہلانے اور کفن دینے کے بعد ان کا جنازہ راستہ پر رکھ دیا اور کسی آنے والے کے منتظر رہے کہ اتنے میں عبداللہ بن مسعود چند اہلِ عراق کے ساتھ اس طرف سے گذرے۔اور قریب تھا کہ ان کے اُونٹ ابوذر کے جنازہ کو روند ڈالیں کہ غلام نے کھڑے ہو کر کہا یہ جنازہ ابوذر رسولِ خدا کے صحابی کا ہے۔اے جانے والو تم ان کے دفن کرنے میں ہماری مدد کرو۔عبد اللہ بن مسعود نے یہ سُن کر کہا۔اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔اور بہت روئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہٖ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ ابوذرؓ تنہا پیدل چلتا ہے تنہا ہی مرے گا اور تنہا ہی قبر سے اُٹھے گا۔ اور پھر عبداللہ بن مسعود نے غزوہ تبوک میں ابوذر کا قصہ بیان کیا اور ابوذر کو دفن کر کے چلے گئے۔

غزوہ تبوک کے متعلق بعض منافقین کی گفتگو

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو جا رہے تھے تو چند مناق آپ کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ کیا تم رومیوں کی جنگ کو بھی مثل عرب کی جنگ کے سمجھے ہو کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے لڑتا ہے قسم ہے خدا کی ہم کل ہی تم کو رسیوں میں مشکیں بندھی ہوئی دکھاویں گے۔ اور ان باتوں سے منافقوں کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو خوفزدہ کریں۔ ان منافقوں میں سے بعض لوگوں کے نام یہ ہیں ودیعہ بن ثابت بنی عمرو بن عوف میں سے اور مخشن بن حمیر اشجع میں سے اس گفتگو میں مخش بن حمیر نے کہا۔ میں اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں کہ تمہارے اس کہنے کے بدلہ میں سو 100 سو 100 کوڑے ہم میں سے ہر ایک شخص کے لگیں مگر قرآن ہماری اس گفتگو کے بارے میں نازل نہ ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمار بن یاسر کو حکم فرمایا کہ تم ان لوگوں سے جا کر دریافت کرو کہ کیا باتیں کر رہے تھے اور اگر وہ انکار کریں پس تم کہنا کیا تم ایسا ایسا نہیں کہہ رہے تھے۔ عمار ان لوگوں کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عذر نا معقول کرنے لگے اور ودیعہ بن ثابت نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو ہنسی مذاق کر رہے تھے اور مخشن بن حمیر نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا اور میرے باپ کا نام اچھا نہیں ہے۔ اس کی یہ نحوست مجھ پر ہے۔ پھر مخشن نے اپنا نام عبدالرحمٰن اور خدا سے دعا کی کہ میں اس طرح شہید ہوں کہ کسی کو میری خبر نہ ہو۔ چنانچہ یمامہ کی جنگ میں یہ شہید ہوئے اور کسی کو ان کا پتہ نہ معلوم ہوا۔

ملک ایلہ اہل جرباء اور اذرح سے عہد نامہ

جب حضورؐ تبوک میں پہنچے یحنہ بن رویہ ملک ایلہ کا بادشاہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جزیہ دینا اس نے قبول کیا۔ حضورؐ نے اس سے صلح کر لی اور اہلِ جرباء اور اذرح نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو اس کا ایک عہد نامہ لکھ دیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ یہ امن ہے خدا اور محمد نبی رسولِ خدا کی طرف سے یحنہ بن روابہ اور اہل ایلہ کے واسطے کہ ان کی کشتیاں اور ان کے مسافر خشکی اور تری کے سفر میں خدا اور محمدؐ نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور شام اور یمن اور سمندر کے جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ بھی اس امن میں شریک ہیں اور جو شخص ان میں سے کوئی خلاف کارروائی کرے گا۔ پس اس کا مال اور خون حلال ہو گا۔ اور یہ لوگ چشمہ پر اُترنے یا خشکی و

تری میں گذرنے سے روکے نہ جائیں گے۔

آنحضرتؐ کا خالد بن ولید کو اکیدر دوائی رومۃ الجندل کی طرف روانہ کرنا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبوک ہی میں خالد بن ولید کو بلا کر لشکوان کے ساتھ کر کے اکیدر بادشاہ بنی اکندہ کی طرف روانہ کیا اور فرمایا تم کو وہ گائے کا شکار کرتا ہوا ملے گا یہ بادشاہ نصرانی تھا خالد اس کی طرف روانہ ہوئے اور جب اس قلعہ کے اس قدر قریب پہنچے کہ سامنے وہ دکھائی دینے لگا تو یہاں یہ واقعہ ہوا کہ اس کے قلعہ کے دروازہ میں ایک جنگلی گائے نے آ کر ٹکریں مارنی شروع کیں۔ اکیدر کی بیوی نے اس سے کہا کہ تم نے کبھی ایسا واقعہ دیکھا ہے کہ جنگ سے گائے اس طرح آن کر محل کے دروازہ پر ٹکر مارے اکیدر نے کہا میں نے کبھی ایسا موقعہ نہیں دیکھا اور اب میں اس کو کب چھوڑتا ہوں ابھی شکار کر کے لاتا ہوں پھر اکیدر اور اس کا ایک بھائی احسان نام اور چند لوگ سوار ہو کر اور ہتھیار لے کر اس جنگلی گائے کا شکار کرنے روانہ ہوئے رات خوب چاندنی تھی بے دھڑک یہ شکاری شکار کے پیچھے چلے جاتے تھے کہ سامنے سے لشکر اسلام نمودار ہوا۔ اور ان شکاریوں کو شکار کر لیا۔

اکیدر کی گرفتاری

اکیدر گرفتار ہوا اور حسان مارا گیا اس کے سر پر دیباج کی قبا تھی جس میں بہت سا سونا لگا ہوا تھا۔ خالد نے اس قبا کو اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا اور پھر خود اکیدر کو لے کر روانہ ہوئے۔ جب یہ قبا حضورؐ کی خدمت میں پہنچی تو صحابہ اس کو ہاتھ لگا کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے حضورؐ نے فرمایا تم اس کو دیکھ کر تعجب کرتے ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہت بہتر ہیں۔

جزیہ ادا کرنے پر اکیدر کی رہائی

جب خالد اکیدر کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے اکیدر سے جزیہ قبول کر کے صلح کر لی اور اس کو چھوڑ دیا۔

حضورؐ کی مدینہ کو روانگی

اور خود تبوک میں کچھ اوپر دس راتیں ٹھہر کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

ایک چشمہ کے متعلق حضورؐ کا حکم

راستہ میں ایک چشمہ تھا جس میں اتنا تھوڑا پانی تھا کہ فقط ایک یا دو آدمی پی سکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جو لوگ ہمارے لشکر کے پہلے چشمہ پر پہنچیں وہ پانی کو ہمارے پہنچنے تک کام میں نہ لائیں۔

منافقین کی طرف سے حکم خلاف ورزی

یہ سن کر چند منافقین پہلے سے اس چشمہ پر پہنچے اور پانی کو کام میں لے آئے۔ جب حضورؐ وہاں پہنچے اور چشمہ کو دیکھا تو اس میں ایک قطرہ بھی پانی باقی نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ یہ پانی کس نے خرچ کیا عرض کیا گیا کہ فلاں فلاں لوگ پہلے آئے تھے اور اُنہوں نے خرچ کیا ہے۔ فرمایا کیا میں نے منع نہیں کیا تھا کہ میرے پہنچنے تک خرچ نہ کرنا۔ پھر آپ نے ان لوگوں پر لعنت کی اور ان کے حق میں بددُعا فرمائی۔

حضورؐ نے خشک چشمہ کو پانی سے بھر دیا

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چشمہ کو آن کر اپنا ہاتھ اس کے اندر رکھا اور پانی آپ کے ہاتھ سے ٹپکنے لگا۔ اور آپ دعا فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ میں کڑک اور گرج کی سی آواز آئی اور پانی مثل نہر کے چشمہ سے جاری ہوا۔ اور حضورؐ نے فرمایا اگر تم لوگ زندہ رہے یا تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ اس جنگل کو تمام جنگلوں سے زیادہ سرسبز اور پیداوار والا دیکھے گا۔

عبداللہ ذوالبجادین کا انتقال

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں میں غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پس ایک دفعہ رات کو جو میں اُٹھا تو لشکر میں ایک طرف میں نے روشنی دیکھی میں اس کے قریب گیا۔ تو میں نے دیکھا کہ حضورؐ اور ابوبکر اور عمر ہیں اور عبداللہ ذوالبجادین مزنی کا انتقال ہو گیا ہے اس کے واسطے قبر کھدوا رہے ہیں۔ پھر حضورؐ قبر کے اندر اُترے اور ابوبکر اور عمر نے اوپر سے لاش کو حضورؐ کے ہاتھوں میں دیا اور حضورؐ نے قبر کے اندر لٹایا اور دعا کی کہ اے خدا میں اس سے راضی ہوں۔ تو بھی اس سے راضی ہو۔ عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں میں نے اس وقت تمنا کی کہ کاش یہ قبر والا میں ہوتا۔

ابن ہشام کہتے ہیں عبداللہ مزنی کا لقب ذوالبجادین اس سبب سے ہو گیا تھا کہ جب یہ مسلمان ہوئے تو ان کی قوم نے ان کو قید کر دیا تھا اور صرف ایک بجاد یعنی چادر ان کے پاس رکھی تھی اور سب کپڑے چھین لئے

تھے آخر ایک روز موقع پا کر یہ قید سے بھاگ نکلے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچے تو اس چادر کو پھاڑ کر دو حصے کئے ایک حصہ کا تہ بند باندھا اور ایک حصہ اوڑھ لیا۔ اس روز سے ذوالبجادین ان کا لقب ہوا یعنی دو چادر والے۔

ابورہم سے جنگلی امور کے متعلق حضور علیہ السلام کی باتیں

ابورہم کلثوم بن حصن جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور بیعۃ الرضوان میں شریک تھے کہتے ہیں غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور رات کو ہم چل رہے تھے اور میرا اونٹ حضورؐ کی سانڈنی کے قریب تھا اور مجھ کو نیند چلی آتی تھی۔ مگر میں اس خیال سے ہوشیار ہو جاتا تھا کہ کہیں میرا کجاوہ حضورؐ پیر کو نہ لگ جائے آخر مجھے اُونگھ آ گئی اور میرا کجاوہ حضورؐ کے پیر کو لگا۔ اور حضورؐ نے میرے اُونٹ کو ہٹایا اس ہٹانے سے میری آنکھ کھلی اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے واسطے مغفرت مانگئے حضورؐ نے فرمایا کچھ ڈر نہیں آگے چلو اور پھر آپ نے لوگوں کی نسبت مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا بنی غفار میں سے جو اس غزوہ میں نہیں آئے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے رنگ سُرخ قد دراز بال سیدھے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضورؐ وہ لوگ رہ گئے اور اس جہاد میں شریک نہیں ہوئے۔ پھر فرمایا اور وہ لوگ کہاں ہیں جن کے قد چھوٹے اور رنگ سیاہ اور بال گھونگر والے ہیں۔ مَیں نے ان لوگوں کو نہ پہچانا اور عرض کیا کہ حضورؐ یہ لوگ بھی کیا ہم ہی میں سے ہیں فرمایا ہاں تب مجھ کو یاد آیا اور میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ قبیلہ اسلم کے ہیں اور ہمارے حلیف ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کیا کسی نے ان کو اس بات سے بھی منع کیا تھا کہ جب وہ خود اس غزوہ میں شریک نہ ہوئے تھے تو اونٹ پر کسی جہاد کے شائق شخص کو بٹھا کر روانہ کرتے اور فرمایا مجھ کو اس بات کا زیادہ خیال ہوتا ہے کہ میرے لوگوں میں سے جو قریش میں سے مہاجرین اور انصار اور بنی غفار اور بنی اسلم ہیں۔ ان میں سے کوئی شخص جہاد میں میرے ساتھ شریک نہ ہو اور پیچھے رہ جائے۔

حضورؐ تبوک سے واپس آتے ہوئے مقام آوان پر پہنچے۔ یہاں سے مدینہ صرف ایک گھنٹہ کا راستہ تھا۔

مسجد ضرار کا انہدام

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پر جانے کی تیاری کر رہے تھے تو مسجد ضرار کے بانی حضورؐ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ہم نے مسافروں اور اندھیری اور جاڑے کی رات میں چلنے والوں مسافروں کے لئے ایک مسجد بنائی ہے۔ آپ اس میں قدم رنجہ فرما کر ایک دفعہ نماز پڑھائیے۔ حضورؐ نے

فرمایا اب تو میں سفر کی تیاری میں مشغول ہوں ۔ ہاں جب انشاء اللہ تعالیٰ واپس آؤنگا تو اُس وقت دیکھی جائیگی اب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے آتے ہوئے مقام ذی آوان میں پہنچے تو خداوند تعالیٰ نے اس مسجد کے حال سے آپ کو مطلع کیا۔ اور آپ نے مالک بن دخشم اور معن بن عدی یا ان کے بھائی عاصم بن عدی دو شخصوں کو حکم دیا کہ تم جا کر ان ظالموں کی مسجد جلا دو اور مسمار کر دو پس یہ دونوں شخص فوراً روانہ ہوئے اور مالک نے معن بن عدی سے کہا کہ تم ذرا ٹھہرو میں اپنے گھر سے آگ لے آؤں اور کھجوروں کی سنٹیوں کا ایک مٹھا اپنے گھر سے جلا کر لائے ۔ پھر دونوں نے مِل کر اس مسجد میں آگ لگائی اور اس کو بالکل گرا دیا۔ جو لوگ اس وقت مسجد میں تھے بھاگ گئے ۔

قرآن شریف کی اس آیت میں اس مسجد کا بیان ہے۔ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ آخر تک یعنی وہ لوگ جنہوں نے مسلمانوں کو ضرر پہنچانے ان میں پھوٹ ڈالنے اور کفر کی غرض سے مسجد تعمیر کی......الخ جن لوگوں نے یہ مسجد بنائی تھی وہ بارہ شخص تھے جن کے نام یہ ہیں۔

مسجد ضرار کے بانیوں کے نام

خذام بن خالد بنی عمرو بن عوف سے اور اسی نے اپنے گھر میں سے جگہ نکال کر مسجد شقاق بنائی تھی۔ اور ثعلبہ بن حاطب بن اُمیہ بن زید اور معتب بن قیشر بنی ضبیعہ بن زید سے۔ اور ابوحبیبہ بن ازعر بنی ضبیعہ میں سے اور عباد بن حنیف سہل بن حنیف کا بھائی بنی عمرو بن عوف سے۔ اور جاریہ بن عامر اور اس کے دونوں بیٹے مجمع بن جاریہ اور زید بن جاریہ اور نبتل بن حرث بنی ضبیعہ سے اور بخرج بنی ضبیعہ سے اور بجاد بن عثمان بنی ضبیعہ سے اور دو یعہ بن ثابت بنی اُمیہ سے۔

تبوک سے مدینہ منورہ تک کی مساجد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجدیں مدینہ سے تبوک تک مشہور و معروف تھیں۔ چنانچہ ایک مسجد [۱] خاص تبوک میں تھی اور ایک [۲] مسجد شیتہ مداران میں اور ایک [۳] مسجد ذات الذراب میں اور ایک مسجد [۴] مقام اخضر میں اور ایک [۵] مسجد ذات الخطمی میں اور ایک [۶] مسجد مقام بالا میں۔ اور ایک [۷] مسجد بتراء میں اور ایک [۸] مسجد شق تارا میں اور ایک [۹] مسجد ذی الجیفہ میں اور ایک [۱۰] مسجد صدر حوضی میں اور ایک [۱۱] مسجد حجر میں اور ایک [۱۲] مسجد وادی القریٰ میں اور ایک [۱۴] مسجد مقام رقعہ میں جو شقہ بنی عذرہ کے قریب ہے اور ایک [۱۵] مسجد ذی مروہ میں اور ایک [۱۶] مسجد قیضا میں اور ایک [۱۷] مسجد ذی خشب میں تھی۔

وہ تین صحابہ جو جنگ تبوک میں شامل نہیں ہوئے

مسلمانوں میں سے یہ تین شخص تبوک کے غزوہ میں نہ گئے تھے کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ اور یہ لوگ منافق یا دین میں شک رکھنے والے نہ تھے (صرف سستی اور کاہلی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ تم ان تینوں شخصوں سے بات نہ کرنا۔ چنانچہ صحابہ میں سے کسی نے ان لوگوں سے بات نہ کی۔

اس موقع پر منافقوں کا طرز عمل اور حضورؐ کا برتاؤ ان کے ساتھ

اور منافق حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر قسمیں کھا کھا کر اپنے نامعقول عذر بیان کرنے لگے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور نہ کوئی عذر ان کا خدا اور رسول کے ہاں قبول ہوا۔ اگرچہ بظاہر حضور نے ان کو کچھ تنبیہ نہ فرمائی نہ مسلمانوں کو ان کی بات چیت سے منع کیا۔ بلکہ ان کے واسطے دعا مغفرت کی مگر ان کے باطن کو خدا کے سپرد کیا۔

صحابہ کا پیچھے رہ جانے کا مفصل واقعہ کعب بن مالک کی زبانی

کعب بن مالک تبوک کے غزوہ سے اپنے اور اپنے دونوں ساتھیوں مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ کے رہ جانے کا واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک ہونے سے پیچھے نہ رہا تھا۔ سوائے بدر اور تبوک کے اور بدر کا غزوہ ایسا تھا کہ اس میں جو لوگ شریک نہ ہوئے تھے۔ اُن پر خدا اور رسول نے کچھ ملامت نہیں فرمائی۔ کیونکہ حضورؐ قریش کا قافلہ لُوٹنے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے۔[1] وہاں قریش سے مقابلہ کا موقع ہو گیا اور میں نے مقام عقبہ میں حضورؐ کی بیعت کی تھی جو مجھ کو بدر کی شرکت سے زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ بدر کا واقعہ لوگوں میں زیادہ مشہور ہوا ہے۔

اب جو میں تبوک کے غزوہ سے رہ گیا حالانکہ سب سامان میرے پاس تیار تھا اور جانے میں مجھ کو کچھ دقت نہ تھی یعنی کسی غزوہ میں جانے کے وقت دو اُونٹ میرے پاس نہ تھے اور اس وقت موجود تھے مگر پھر بھی

---

[1] یہ ابن ہشام کا قطعاً غلط خیال ہے حضورؐ ہرگز قافلہ کو لوٹنے کے لئے نہیں گئے تھے اور تحقیقی حالات کیلئے دیکھو سیرۃ خاتم النبیین جلد دوم میاں بشیر احمد ایم اے۔ سیر النبی شبلی جلد اوّل تحقیق الجہاد۔ نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی اور حدیث دفاع شائع کردہ فروز سنز۔ (اسماعیل)

میں نہ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی جہاد کا ارادہ فرماتے تھے تو لوگوں کو تیاری کا حکم دیتے تھے مگر یہ ظاہر نہ فرماتے تھے کہ کدھر کا قصد ہے۔ اَب جو آپ نے تبوک کا قصد کیا تو اس کو ظاہر فرما دیا۔ کیونکہ موسم نہایت گرمی اور دور دراز کا تھا۔ اور زبردست دشمن کا مقابلہ تھا۔ اور لوگ ان دنوں میں ٹھنڈک میں رہنا پسند کرتے تھے۔ اس سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادہ کو ظاہر فرمایا تا کہ مسلمان کثرت سے جمع ہوں اور خوب تیاری کر لیں اور فضل الٰہی سے مسلمانوں کی تعداد بھی اس وقت اس قدر ہو گئی تھی جو کسی دفتر میں نہیں سما سکتی۔

کعب کہتے ہیں اس کثرت کے سبب سے بعض لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اگر ہم نہ گئے تو کسی کو ہمارے نہ جانے کی خبر بھی نہ ہو گی۔ بشرطیکہ قرآن کی آیت ہمارے متعلق نازل نہ ہو۔

پس جب حضورؐ نے اس غزوہ کی تیاری میں بھی روز ارادہ کرتا تھا کہ تیاری کروں مگر کچھ نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ روانہ بھی ہو گئے اور میں یونہی رہ گیا کہ آج تیاری کرتا ہوں اور کل کرتا ہوں اور حضور کے جانے کے بعد بھی یہی خیال کرتا رہا کہ بس اب میں بھی روانہ ہو کر حضورؐ سے جا مِلوں گا۔ یہاں تک کہ حضورؐ تبوک میں پہنچ بھی گئے اور حضور کے جانے کے بعد جو میں مدینہ میں پھرتا تو ایسے ہی لوگ پیچھے رہنے والے مجھ کو دکھائی دیتے جو منافق تھے یا جانے سے واقعی معذور تھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں پہنچے تو صحابہ سے آپ نے فرمایا کہ کعب بن مالک کہاں ہے۔ بنی سلمہ میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ عیش و آرام نے اس کو آنے سے روک دیا۔ معاذ بن جبل نے اس شخص کو جواب دیا کہ تم نے درست نہیں کہا۔ ہم نے کعب میں بجز بھلائی اور خیر کے کچھ برائی نہیں دیکھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموش ہو گئے۔

کعب بن مالک کہتے ہیں جب مجھ کو خبر پہنچی کہ حضورؐ تبوک سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ تو میں اس فکر میں ہوا کہ حضورؐ سے کیا بہانہ کروں گا اور کچھ جھوٹی باتیں بنانے کے لئے سوچنے لگا اور اپنے گھر کے لوگوں سے بھی اس بات میں مشورہ کرتا تھا یہاں تک کہ جب مجھ کو خبر پہنچی کہ حضورؐ تشریف لے آئے تو سارا جھوٹ خدا نے مجھ سے دور کر دیا۔ اور میں نے ارادہ کر لیا کہ بس سچ بولنے ہی میں نجات ہے میں سچ ہی حضورؐ سے عرض کروں گا۔

حضورؐ صبح کے وقت مدینہ میں تشریف لائے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر لوگوں سے ملنے کے واسطے تشریف رکھتے۔ پھر گھر میں جاتے تھے۔ چنانچہ اب بھی جو سفر سے آپ تشریف لائے تو دو رکعتیں پڑھ کر مسجد میں بیٹھے اور منافق جو حضورؐ کے ساتھ نہیں گئے تھے

حاضر ہوئے اور قسمیں کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے واسطے دعا مغفرت کرتے تھے۔ اور ان کے باطن کو خدا کے سپرد فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ میں بھی حاضر ہوا میں (نے) سلام کیا۔ حضورؐ نے تبسم فرمایا جیسے غصہ میں آدمی تبسم کرتا ہے اور مجھ سے فرمایا آؤ میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ فرمایا تم کیوں جہاد سے رہ گئے۔ کیا تم نے اُونٹ نہیں خریدا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسولِ اللہ قسم ہے خدا کی اگر میں کسی دنیادار کے پاس بیٹھا ہوتا تو خیال کر سکتا تھا کہ کچھ عذر کر کے اس کے غصہ سے بچ جاؤں گا۔ اور اگر حضورؐ کی خدمت میں بھی جھوٹ بولوں تو شاید حضورؐ راضی ہو جائیں مگر پھر خدا آپ کو میرے حال سے مطلع کر کے مجھ پر خفا کرا دے گا۔ اس سبب سے میں سچ ہی عرض کرتا ہوں اور سچ ہی بولنے سے اُمید رکھتا ہوں کہ خدا میری عقبےٰ کو پاک کرے گا۔ اور نجات دے گا۔ قسم ہے خدا کی کچھ عذر نہ تھا۔ بلکہ اس وقت میرے واسطے بڑی آسانی اور سہولت تھی جو اور کسی وقت میسر نہیں ہوئی اور پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا سکا۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں تو نے سچ کہا۔ اچھا جا یہاں تک کہ خدا تیرے معاملہ میں فیصلہ فرمائے۔

کعب کہتے ہیں میں کھڑا ہوا اور بنی سلمہ کے چند آدمی بھی میرے ساتھ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے بھی کوئی گناہ کیا ہوگا کیا تم اس بات سے عاجز تھے کہ حضورؐ سے کوئی عذر بیان کر دیتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے واسطے مغفرت کی دعا کرتے جیسے کہ اور لوگوں کے واسطے کی ہے اور وہی دعا تمہارے گناہ کے واسطے کافی ہو جاتی۔

کعب کہتے ہیں ان لوگوں نے اس قدر مجھ سے بار بار یہ بات کہی کہ آخر میں نے قصد کیا کہ میں پھر حضورؐ کی خدمت میں جا کر کچھ عذر کروں اور دعا کراؤں اس پر میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ کوئی اور شخص بھی ایسا ہے جس نے یہی بات کہی ہو۔ جو میں نے حضورؐ سے عرض کی ہے ان لوگوں نے کہا ہاں دو آدمی اور ہیں انہوں نے بھی حضورؐ سے یہی کہا ہے جو تم نے کہا اور حضورؐ نے بھی ان سے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا۔ میں نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا ایک مرارہ بن ربیع عمری اور ایک ہلال بن اُمیہ واقفی میں نے خیال کیا کہ یہ دونوں آدمی بھی نیک ہیں جو ان کا حشر ہوگا وہی میرا ہوگا۔ اس لئے میں خاموش ہو رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ عرض نہ کیا۔

کعب کہتے ہیں حضورؐ نے صحابہ کو ہم تینوں سے کلام کرنے سے منع فرما دیا تھا۔ چنانچہ لوگ ہم سے پرہیز کرتے تھے اور میں ایسا دل تنگ تھا کہ کہیں اپنے واسطے ٹھکانہ نہ پاتا تھا۔ اور میرے دونوں ساتھی تو اپنے گھروں میں بیٹھ رہے تھے مگر میں نماز میں حضورؐ کے ساتھ شریک ہوتا تھا اور بازاروں میں بھی پھرتا تھا مگر

کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا۔ جب میں حضورؐ کی خدمت میں آتا اور سلام کرتا تو دیکھتا تھا کہ حضورؐ نے بھی جواب کے واسطے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں۔ اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی نماز پڑھتا تھا۔ اور نظر چرا کر دیکھتا تھا کہ حضورؐ میری طرف دیکھتے ہیں یا نہیں۔ پس جب میں نماز میں ہوتا تو حضورؐ میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو منہ پھیر لیتے۔ جب اسی طرح بہت روز گذر گئے اور مسلمانوں نے مجھ سے بات نہ کی تو میں بہت پریشان ہوا اور ابوقتادہ کے پاس گیا جو میرے چچا زاد بھائی تھے اور سب سے زیادہ مجھ کو اُن سے محبت تھی اور وہ بھی مجھ سے بے انتہا محبت کرتے تھے میں نے ان کو سلام کیا۔ اُنہوں نے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ میں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں مگر ابوقتادہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ میں نے دوبارہ کہا جب بھی وہ خاموش رہے ہیں۔ سہ بارہ کہا تب اُنہوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے صرف اتنا کہا کہ ''خدا اور رسول کو خبر ہے۔'' اس وقت میں رونے لگا۔ پھر میں صبح کو بازار میں آیا میں نے دیکھا کہ ایک نبطی شخص شام کا رہنے والا لوگوں سے مجھ کو دریافت کر رہا تھا یہ شخص مدینہ میں تجارت کے واسطے آیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو لوگوں نے اشارہ سے اُس شخص کو مجھے بتلا دیا وہ شخص میرے پاس آیا اور بادشاہ غسان کا خط جو حریر پر لکھا ہوا تھا مجھ کو دیا میں نے اُس کو پڑھا تو اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سُنا ہے تمہارے صاحب نے تم پر ظلم کیا ہے۔ اس واسطے مناسب ہے کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ۔ ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں گے۔

کعب کہتے ہیں اس خط کو پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میرے واسطے ایک فتنہ ہے مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں ایک مشرک کے پاس جا کر پناہ لُوں پھر میں نے اس خط کو ایک بھڑکتے ہوئے تنور میں ڈال دیا۔

کعب کہتے ہیں اسی حالت میں جب چالیس راتیں ہم پر گذریں تو ایک شخص نے مجھ سے آن کر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تم کو حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو اور اپنے دونوں ساتھیوں سے بھی کہہ دو کہ میں نے اس شخص سے کہا کہ کیا میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں۔ اس شخص نے کہا نہیں یہ حضورؐ نے نہیں فرمایا ہے فقط تم اپنی بیوی سے الگ رہنا اختیار کرو۔ پس میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ اور جب تک خدا ہمارے مقدمہ کو فیصل نہ کرے تم وہیں رہو۔

کعب کہتے ہیں ہلال بن اُمیہ کی بیوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول! ہلال بن اُمیہ بہت بوڑھا شخص ہے اور کوئی اس کی خدمت کرنے والا نہیں ہے۔ اگر حضورؐ مجھ کو اجازت دیں تو اس کی خدمت کر دیا کروں۔ حضورؐ نے فرمایا تم اس سے قربت نہ کرنا۔ عورت نے کہا حضورؐ وہ

بہت بوڑھا ہے کچھ حس وحرکت کی اس میں طاقت نہیں ہے اور جب سے یہ واقعہ ہوا ہے وہ ہر روز اس قدر روتا ہے کہ مجھ کو اس کے نابینا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اجازت دے دی۔

کعب کہتے ہیں میرے بعض گھر والوں نے بھی مجھ سے کہا کہ تم بھی حضورؐ سے اپنی بیوی کے واسطے اجازت لے لو۔ میں نے کہا ہرگز ایسی اجازت نہیں لے سکتا اور میں نہیں جانتا کہ حضورؐ اس بات کا مجھ کو کیا جواب دیں۔ جس کو حضورؐ نے اجازت دی ہے وہ بوڑھا آدمی ہے۔ اور میں جوان آدمی ہوں۔ میں کیوں کر اجازت لُوں۔

کعب کہتے ہیں جب اسی طرح پچاس راتیں ہم پر پوری ہوئیں تو پچاسویں رات کی صبح کو میں اپنے گھر کی چھپ پر نماز پڑھ رہا تھا کہ مجھ کو ایک شخص کی آواز آئی جس نے پکار کر کہا اے کعب تم کو مبارک ہو یہ سُنتے ہی میں سجدہ میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ اب کشادگی میرے واسطے ہوگئی۔

کعب کہتے ہیں اُس روز صبح کی نماز پڑھتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہماری توبہ کی قبولیت سے خبردار کر دیا تھا۔ اور لوگ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو خوش خبری دینے آتے تھے۔ ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر خوشخبری دینے میرے پاس آیا اور ایک نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز کے ساتھ مجھ کو مبارک باد دی اور اس کی آواز مجھ کو سوار کے آنے سے پہلے پہنچ گئی۔ اور جس شخص نے پہلے مجھ کو خوش خبری سنائی تھی اس کو میں نے اپنے دونوں کپڑے جو پہنے ہوئے تھا بخش دیئے حالانکہ اس وقت میرے پاس اور کپڑے بھی نہ تھے ایک شخص سے عاریۃً مانگ کر اور کپڑے پہنے اور حضورؐ کی خدمت میں روانہ ہوا جو لوگ ملتے تھے مبارک باد دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ پہنچا۔ آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ آپ کے گرداگرد بیٹھے تھے طلحہ بن عبداللہ مجھ دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور مبارک باد دینے لگے اور قسم ہے خدا کی مہاجرین میں سے اور کوئی شخص میری طرف طلحہ کے سوا کھڑا نہیں ہوا۔ اور کعب طلحہ کی اس محبت کا ہمیشہ ذکر کرتے تھے اور کبھی اس کو نہیں بھولے۔

کعب کہتے ہیں جب میں نے حضورؐ کو سلام کیا تو حضورؐ نے فرمایا خوش ہو جاؤ کہ ایسا خوشی کا دن جب سے تم پیدا ہوئے تمہارے واسطے نہ ہوا ہوگا۔ اور حضورؐ کا چہرہ مبارک اس وقت مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن منور تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خوشی میرے واسطے آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے فرمایا۔ خدا کی طرف سے خوشی کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اسی طرح روشن ہو جاتا تھا اور

ہم سمجھ جاتے تھے کہ اس وقت حضورؐ خوش ہیں۔ پھر جب میں حضورؐ کے پاس بیٹھا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ خدا نے میری توبہ قبول کی ہے میرا جی چاہتا ہے اس خوشی میں اپنے تمام مال سے کچھ خدا اور رسولؐ کے لئے نکال کر دست بردار ہو جاؤں۔ حضورؐ نے فرمایا تم اپنا مال اپنے ہی پاس رہنے دو یہی تمہارے واسطے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا حضورؐ خیبر میں جو میرا حصہ ہے وہ میں رہنے دیتا ہوں باقی تمام صدقہ کر دیتا ہو۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ خدا نے مجھ کو سچ بولنے کے سبب سے نجات دی ہے اب میں عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا۔

کعب کہتے ہیں جس وقت سے میں نے حضورؐ کے سامنے سچ بولنے پر عہد کیا تھا پھر کبھی جھوٹ بولنے کا قصد نہیں کیا۔ ہمیشہ وہ عہد مجھ کو یاد آ جاتا تھا۔

کعب کہتے ہیں پس اسلام لانے کے بعد خدا نے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت مجھ پر نہیں کی کہ اس روز میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سچ بولا اور منافقوں کی طرح سے جھوٹ نہ بولا اور نہ جیسے وہ منافقین جھوٹ بولنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ میں بھی ہلاک ہو جاتا۔

کعب کہتے ہیں ہم تینوں آدمی منجانب اللہ اس جہاد سے پیچھے رکھے گئے تھے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۔ اور اسی سب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے متعلق حکم الٰہی کا انتظار کیا بخلاف منافقین کے کہ حضورؐ نے ان کی قسموں اور عذروں کو سُن کر کچھ نہ فرمایا پس اس آیت میں خدا نے ہمارے پیچھے رہنے کا ذکر نہیں کیا ہے۔ بلکہ خود ہم کو پیچھے رکھنے اور پھر ہماری توبہ قبول فرمانے کا ذکر کیا ہے۔

تبوک سب سے آخری غزوہ تھا جس میں حضورؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود تشریف لے گئے تھے۔

---

[1] خدا اور رسول کی محبت کا کس قدر عجیب نمونہ حضرت کعب نے اس موقع پر دکھایا۔ اوّل تو نہایت صفائی کے ساتھ اپنے قصور کا اعتراف کر لیا اور کوئی عذر نہیں کیا پھر جو سزا ان کو ملی اسے نہایت صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ اس کے خلاف زبردست ترغیب ان کو دی گئی اسے حقارت کے ساتھ رد کر دیا اور جب خدا تعالیٰ نے توبہ قبول کر لی تو اس خوشی میں اپنا مال خدا کی راہ میں پیش کر دیا یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ جیسے مخلص خادم حضور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے اور انہوں نے اپنے ایمان و اخلاص کے جیسے عجیب اور محیر العقول نمونے دکھائے ایسے کسی نبی کے پیروؤں سے ظہور میں نہیں آئے۔ (اسمٰعیل)

ثقیف کے وفد کا مدینہ آ کر اسلام قبول کرنا

(رمضان سنہ 9 ھجری)

وفد بنی ثقیف حضور کی خدمت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آ کر رمضان کے مہینہ میں مدینہ میں رونق افروز ہوئے اور اسی مہینہ میں نبی ثقیف کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت عُروہ بن مسعود ثقفی کی شہادت

اصل اس واقع کی اس طرح ہے کہ جب حضورؐ طائف سے واپس آ رہے تھے تو راستہ میں عُروہ بن مسعود ثقفی آپ کو ملے یہ طائف کو جا رہے تھے۔ حضورؐ سے مل کر اُنہوں نے اسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ حضور مجھ کو اجازت دیں تو میں اپنی قوم بنی ثقیف کو اسلام کی دعوت کروں۔ حضورؐ جو اس قسم کی سختی اور کفر پر مضبوطی ملاحظہ کر چکے تھے فرمانے لگے کہ وہ لوگ تم سے لڑیں گے۔ عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اُن لوگوں کو اُن کو آنکھوں سے زیادہ پیارا ہوں۔ اور واقعی یہ اپنی قوم میں ہر دلعزیز تھے حضورؐ خاموش ہو رہے۔ اور عروہ نے اپنی قوم ثقیف میں پہنچ کر دعوتِ اسلام شروع کی اور اپنا عقیدہ بھی ظاہر کر دیا۔ اس پر قوم نے چاروں طرف سے ان پر تیر مارے سے چنانچہ یہ شہید ہو گئے بنی مالک یہ کہنے لگے کہ عروہ کو بنی سالم کے شخص اوس بن عوف نے قتل کیا ہے اور احلاف یہ کہنے لگے کہ عروہ کو وہب بن جابر بنی عتاب بن مالک کے ایک شخص نے قتل کیا ہے۔ آخر عروہ سے کہ ابھی ان میں کچھ جان باقی تھی دریافت کیا۔ اُنہوں نے کہا جیسے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شہید ہوئے ہیں ایسا ہی مجھ کو بھی خیال کرو اور جہاں وہ لوگ دفن ہیں وہیں مجھ کو بھی دفن کر دینا۔ چنانچہ ان کی قوم نے ایسا ہی کیا۔ راوی کہتا ہے حضورؐ نے عروہ کی شہادت کی خبر سُنی فرمایا عروہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا قرآن کریم کی سورہ یٰسین میں خداوند تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔

ثقیف کا باہم مشورہ کہ اسلام لے آنا چاہیے

عروہ کو شہید کرنے کے کئی مہینے بعد تک بنی ثقیف خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ ہمارے چاروں طرف کے عرب مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ہم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

طائف کے عمرو بن اُمیہ علاجی اور عبد یالیل بن عمرو میں کسی رنج کے سبب سے ترک ملاقات تھی۔ پس

ایک روز عمرو بن اُمیہ عبد یالیل کے مکان پر گیا اور ایک شخص کو اس کے بلانے کے واسطے بھیجا۔ اِس شخص نے عبد یالیل سے کہا کہ عمرو بن اُمیہ تم کو بلاتا ہے باہر آ ؤ عبد یالیل نے کہا کیا عمرو بن اُمیہ نے تجھ کو بھیجا ہے۔ اس نے کہا ہاں دیکھ یہ کھڑا ہوا ہے۔ عبد یالیل نے کہا مجھ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ عمرو بن اُمیہ میرے گھر پر آئے گا۔ پھر جب یہ باہر نکلا تو عمرو بن اُمیہ سے اچھی طرح مِلا اور مزاج پُرسی کی۔ عمرو نے کہا تم جانتے ہو کہ آج کل ہم سب جس مخمصہ میں گرفتار ہیں۔ اس وقت میں ہمیں جُدا رہنا مناسب نہیں ہے باہم مل کر کچھ مشورہ کرو کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ محمد کی طاقت دن بدن ترقی پر ہے۔ تمام عرب نے اسلام قبول کرلیا ہے اور ہم کو ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔

ثقیف کے چھ آدمیوں کے وفد کی مدینہ آنا

عمرو کے اس کہنے سے بنی ثقیف مشورہ پر آمادہ ہوئے۔ اور یہ صلاح قرار پائی کہ ایک شخص کو حضور کی خدمت میں روانہ کریں جیسے پہلے عروہ بن مسعود کو روانہ کیا تھا۔ اور عبد یالیل سے کہا کہ تم ہی جاؤ۔ عبد یالیل عروہ کا واقعہ دیکھ چکے تھے جانے سے انکار کرنے لگے۔ کیونکہ جب یہ واپس آتے تو پھر ثقیف عروہ کی طرح سے ان کو بھی قتل کر دیتے۔ آخر یہ رائے قرار پائی کہ عبد یالیل کے ساتھ دو آدمی احلاف سے اور تین بنی مالک سے۔ یہ سب چھ آدمی یہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوں۔ چنانچہ عبد یالیل کے ساتھ یہ لوگ روانہ ہوئے۔ حکم بن عمرو بن وہب بن معتب اور شرحبیل میں غیلان بن سلمہ بن معتب اور بنی مالک سے عثمان بن ابی العاص بن بشر بن عبد وہمان اور اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ بن ربیعہ۔ پس عبد یالیل ان لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ اور یہی اس وفد کے سردار تھے اور ان لوگوں کو ساتھ لے کر اسی سبب سے آئے تھے تاکہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کے ساتھ بدسلوکی نہ کریں اور ان لوگوں کے ساتھ ہونے سے ہر قوم اپنے آدمی کی پاسداری کریگی۔

وفد سے مغیرہ بن شعبہ کا ملنا

پس یہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو سب سے پہلے مغیرہ بن شعبہ نے ان کو دیکھا۔ اور مغیرہ کا وہ دن حضورؐ کے اُونٹوں کے چرانے کی باری کا تھا۔ کیونکہ صحابہ حضورؐ کے اُونٹوں کو نوبت نوبت چرایا کرتے تھے۔ جب مغیرہ نے ان لوگوں کو دیکھا اُونٹ ان کے پاس چھوڑ کر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کے آنے کی خبر کرنے کو روانہ ہوئے۔

مغیرہ کا حضرت ابوبکرؓ سے ثقیف کے آنے کا حال کہنا اور ابوبکرؓ کا حضور سے ذکر کرنا

مغیرہ کو راستہ میں اتفاقاً حضرت ابوبکرؓ مل گئے مغیرہ نے ان سے اِن لوگوں کے آنے کا حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا میں تم کو خُدا کی قسم دیتا ہوں تم یہیں ٹھہر جاؤ۔ میں ان کے آنے کا حال تم سے پہلے جا کر حضورؐ سے عرض کر آؤں۔ مغیرہ ٹھہر گئے۔ اور ابوبکر نے حضورؐ سے جا کر عرض کیا کہ بنی ثقیف کا وفد مسلمان ہونے آیا ہے اور وہ کچھ شرائط بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کے واسطے منظور کرانی اور لکھوانی چاہتے ہیں۔

مغیرہ کا بنی ثقیف کو تعلیم دینا کہ کس طرح حضورؐ نبوی میں حاضر ہوں

مغیرہ بنی ثقیف کے پاس چلے آئے اور ان کو بتایا کہ جب حضورؐ کی خدمت میں جاؤ تو اس طرح سے سلام کرنا اور اس طریقہ سے داخل ہونا اور گفتگو کرنا۔ مگر ان لوگوں کی سمجھ میں مغیرہ کی تعلیم نے کچھ اثر نہ کیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسی جاہلیت کے طریقے سے سلام ادا کیا۔

بنی ثقیف کی شرائط

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے ایک گوشہ میں ان کے واسطے جگہ مقرر فرمائی۔ خالد بن سعید بن عاص حضورؐ کے اور ان کے درمیان میں گفتگو کرتے تھے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہوا خالد ہی نے اپنے ہاتھ سے اس کو لکھا اور اس عہد نامہ کے مکمل ہونے سے پہلے جو کھانا حضورؐ کے ہاں سے ان کے واسطے آتا تو یہ لوگ بغیر خالد کے کھلائے نہ کھاتے یہاں تک کہ عہد نامہ تیار ہو گیا۔ اور ان لوگوں نے مسلمان ہو کر حضورؐ کی بیعت کی۔ اس عہد نامہ کی شرائط میں سے ایک یہ شرط بھی انہوں نے پیش کی تھی کہ بڑا بت خانہ جس میں لات کا بت تھا اس کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے۔ حضور نے اس شرط کے قبول کرنے سے انکار کیا پھر انہوں نے ایک سال تک کہا۔ حضورؐ نے اس کو بھی منظور نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ مدت کم کرتے کرتے یہ ایک مہینہ پر آ گئے۔ اس پر بھی حضورؐ نے انکار کیا اور کسی مدّت مقرر تک اس کے چھوڑنے کا اقرار نہ فرمایا۔

اس درخواست سے اِن لوگوں کا منشاء یہ تھا کہ فوراً بت خانہ کے منہدم کرنے سے ان کی قوم کے جاہل لوگ اور عورتیں بگڑ جائیں گے اور اگر چند روز بعد اس کو منہدم کریں گے تو اس عرصہ میں وہ لوگ کچھ کچھ اصلاح پر آ جائیں گے۔ مگر حضورؐ نے اس شرط کو بالکل منظور نہیں کیا۔ اور مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان بن حرب کو اِن لوگوں کے ساتھ جا کر اس بُت خانہ کے منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اور ایک شرط اِن لوگوں نے یہ بھی پیش کی تھی کہ نماز سے ہم کو معافی دی جائے۔ اور ہم اپنے بتوں کو اپنے

ہاتھوں سے نہ توڑیں گے۔ حضور نے فرمایا خیر بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھ سے توڑنے سے تو ہم معافی دیتے ہیں۔ مگر اِس دین میں کچھ خیر نہیں ہے جس میں نماز نہ ہو اس سے ہم معافی نہیں دے سکتے۔

حضورؐ کا عثمان بن ابی العاص کو ثقیف کا سردار بنایا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد نامہ ان کو لکھ دیا اور یہ مسلمان ہوگئے۔ عثمان بن ابی العاص کو حضورؐ نے ان کا سردار مقرر فرمایا۔ حالانکہ عثمان ان سب میں نوعمر تھے مگر ان کو عِلم دین اور قرآن شریف کے حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا اور حاصل بھی کرلیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ اس لڑکے کو میں علم دین کے حاصل کرنے اور قرآن کریم کے سیکھنے میں بڑا حریص پاتا ہوں اسی سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار بنایا۔

وفد کے ایک شخص کی روایت

اسی وفد کے ایک شخص سے روایت ہے کہتے ہیں جب ہم مسلمان ہوگئے تو رمضان کے باقی مہینہ کے ہم نے بھی حضورؐ کے ساتھ روزے رکھے اور بلال افطار اور سحری کے وقت ہمارے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سے کھانا لاکر ہم کو کھلاتے تھے۔ پس بلال افطار کے وقت آتے اور ہم سے کہتے کہ روزہ کھول لو ہم کہتے کہ ابھی تو سورج اچھی طرح غروب نہیں ہوا۔ بلال کہتے ہیں حضورؐ کو روزہ افطار کرا کے آیا ہوں اور بلال ایک نوالہ کھاتے۔ پس ہم بھی افطار کرتے اور ایسے ہی سحری کے وقت جب بلال آتے تو ہم کہتے کہ اب تو فجر طلوع ہوگئی۔ بلال کہتے ہیں حضورؐ کو کھاتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں۔ پس ہم لوگ بھی سحری کھاتے۔

سردار قوم کو نمازیں بہت مختصر پڑھانے کا حکم

عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بنی ثقیف کا سردار بنا کر بھیجا تو فرمایا کہ اے عثمان نمازیں بہت مختصر پڑھایا کرنا۔ کیونکہ مقتدی بوڑھے اور بیمار اور کاروباری لوگ بھی ہوتے ہیں۔

ثقیف کا بت خانہ ڈھانے کے لئے مغیرہ بن شعبہ اور ابوسفیان کا طائف جانا

جب حضورؐ نے ان لوگوں کو واپس ان کے شہر کی طرف روانہ کیا تو ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھی بت خانہ کے منہدم کرنے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ طائف میں پہنچے تو مغیرہ نے ابوسفیان سے کہا کہ تم آگے بڑھو مگر ابوسفیان نے انکار کیا آخر مغیرہ کدال لے کر بت خانہ پر چڑھے اور اس کو ڈھانا شروع کیا اور مغیرہ کی قوم بنی معتب کے لوگ ان کے گرد آن کر کھڑے ہوگئے تا کہ عروہ کی طرح سے بنی ثقیف ان کو تیر

نہ ماریں اور ابوسفیان ذی ہرم میں جہاں اس کی جائداد تھی چلا گیا۔ پھر آن کر مغیرہ کے ساتھ بت خانہ کے منہدم کرنے میں شریک ہوا۔ بنی ثقیف کی عورتیں بت خانہ کو منہدم ہوتے ہوئے دیکھ کر روتی اور چلاتی تھیں مغیرہ نے تمام زیور اور سونا جو اس بت خانہ میں تھا۔ ابوسفیان کے پاس بھیج دیا۔

جب عروہ کو بنی ثقیف نے شہید کیا ہے تو ابوالملیح بن عروہ اور قارب بن اسود عروہ کے بھتیجے یہ دونوں ثقیف کے وفد کے آنے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے تھے اور عرض کیا تھا کہ ہم اب ثقیف سے کبھی نہ لیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جس سے چاہو محبت کرو۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ ہم تو خدا اور رسول سے محبت کرتے ہیں اور اسی کو اپنا ولی بناتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ابوسفیان بھی تو تمہارے ماموں ہیں انہوں نے عرض کیا حضورؐ ہاں ہمارے ماموں ہیں اب جو حضورؐ نے مغیرہ اور ابوسفیان کو بُت خانہ کے منہدم کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ تو ابوالملیح بن عروہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ عروہ کے ذمہ میں قرض ہے۔ اگر حضورؐ حکم دیں تو اس بت خانہ کے مال سے وہ قرض ادا کر دیا جائے۔ حضورؐ نے فرمایا اچھی بات ہے قارب بن اسود نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضورؐ میرے باپ اسود کے قرض کو بھی ادا کر دیں۔ حضورؐ نے فرمایا وہ تو مشرک مرا تھا۔ قارب نے عرض کیا حضورؐ مسلمانوں کے ساتھ سلوک کریں یعنی میرے ساتھ کیونکہ اب تو یہ قرض مجھ کو دینا ہے اور میں ہی اس کا دیندار ہوں۔ پس حضورؐ نے ابوسفیان کو حکم کیا کہ عروہ اور اسود کا قرض بت خانہ کے مال سے ادا کر دیا جائے۔ چنانچہ جب مغیرہ نے سب مال بت خانہ کا جمع کیا۔ تو ابوسفیان سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ کو حکم فرمایا ہے کہ عروہ اور اسود کا قرض اس مال سے ادا کر دے۔ ابوسفیان نے اِن کو قرض ادا کر دیئے۔

بنی ثقیف کے عہد نامہ کا مضمون

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی ثقیف کو جو عہد نامہ لکھ دیا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ یہ عہد نامہ محمد نبی رسول کا خدا کی طرف سے مومنوں کے واسطے یہاں کی گھاس اور لکڑی نہ کاٹی جائے اور نہ یہاں کے جانور کا شکار کیا جائے۔ اور جو شخص ایسا کرتا ہوا پایا جائے گا۔ اس کے کوڑے لگیں گے اور کپڑے اتار لئے جائیں گے اور اگر اور زیادہ زیادتی کرے گا تب وہ گرفتار کر کے محمد رسولِ خدا کی خدا کی خدمت میں بھیجا جائے گا۔ یہ حکم محمد نبی رسولِ خدا کا ہے۔ اور اُنہیں کے حکم سے اس فرمان کو خالد بن سعید نے لکھا ہے پس ہر شخص پر لازم ہے کہ اس فرمان کے خلاف نہ کرے ورنہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔ یہ حکم محمد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ صدیق کا سنہ 9 میں مسلمانوں کے ساتھ حج کرنا

حضرت ابوبکر کا تقرر بحیثیت امیرالحج

حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور شوال اور ذیقعدہ مدینہ میں تشریف فرما رہے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر کو ذی قعد میں مسلمانوں کا امیر بنا کر حج کے واسطے روانہ فرمایا۔ اور اسی وقت سورہ براۃ اس عہد کے شکستہ کرنے کے واسطے نازل ہوئی جو حضورؐ اور مشرکوں کے درمیان میں تھا کہ کوئی خانہ کعبہ میں آنے سے روکا نہ جائے اور نہ اشہر حُرم میں کوئی کسی سے خوف کرے یہ عہد عام طور پر سب لوگوں سے تھا اور ہر قبیلہ سے اس عہد کی مُدّت مقرر تھی اور سورہ براۃ میں اُن منافقوں کا بھی ذکر ہے جو غزوہ تبوک میں حضورؐ کے ساتھ نہ گئے تھے۔[1]

سورۃ توبہ کا اعلان کرنے کے لئے آنحضرت کا حضرت علی کو مکہ بھیجنا

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ کے حج کے واسطے جانے کے بعد سورۂ براۃ حضورؐ پر نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا کہ حضور ابوبکر کو کہلا بھیجیں کہ وہ لوگوں میں حج کے روز اس کا اعلان کردیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کام میرے اہلِ بیت ہی میں سے ایک شخص کرے گا۔ اور پھر آپ نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا کہ تم جاؤ اور حج میں قربانی کے روز جس وقت سب لوگ منیٰ میں جمع ہوں سورہ برأت کے شروع کی آیات سب کو پڑھ کر سنادو اور اعلان کردو کہ جنت میں کافر نہ داخل ہوگا۔ اور آئندہ سال سے مشرک حج کو نہ آئے اور نہ کوئی شخص برہنہ ہوکر کعبہ کا طواف کرے اور جس شخص کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد کسی مدت تک مقرر ہے وہ عہد اس مُدّت تک برقرار رہے۔

پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاص حضورؐ کی سانڈنی پر جس کا نام غضباء تھا سوار ہوکر روانہ ہوئے اور راستہ میں ہی ابوبکر سے جا ملے۔ جب حضرت ابوبکر نے حضرت علی کو دیکھا تو پوچھا کہ آپ امیر ہوکر آئے ہیں یا مامور ہوکر؟ حضرت علی نے فرمایا میں مامور ہوں۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔

جب ابوبکرؓ نے لوگوں کو حج کرایا۔ تمام قبائل عرب اپنی اپنی ان ہی جگہوں پر اُترے ہوئے تھے جہاں

---

[1] اس کے بعد ابن ہشام نے نہایت تفصیل اور تشریح کے ساتھ سورۂ توبہ کی تفسیر کئی صفحات میں بیان کی ہے چونکہ سیرۃ نبوی سے اس تفسیر کا کوئی خاص تعلق نہیں اس لئے حضرت عمر کی ایک اہم اور ضروری روایت کے علاوہ ہم نے سورۃ توبہ کے باقی تفسیری مضامین کو چھوڑ دیا ہے۔ (اسماعیل)

جاہلیت کے زمانہ میں اترے تھے۔

حضرت علی کا اعلان مشرکوں کے متعلق

جب قربانی کا روز ہوا تو حضرت علی نے لوگوں کو جمع کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا اعلان کیا اور فرمایا اے لوگو جنت میں کافر نہ داخل ہوگا اور نہ اس سال کے بعد سے مشرک کعبہ کا حج کرنے پائے گا۔ نہ برہنہ ہو کر کوئی شخص کعبہ کا طواف کر سکے گا اور جس شخص کے پاس حضورؐ کا عہد کسی مدت مقررہ تک ہے وہ اس مدت تک پورا کیا جائے گا اور آج سے لوگوں کو چار مہینہ تک مہلت ہے تا کہ سب اپنے اپنے شہروں کو پہنچ جائیں۔ پھر کسی مشرک کے واسطے عہد اور ذمہ داری نہیں ہے۔ سوا اُن لوگوں کے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدتِ معینہ تک عہد ہے۔ پس وہ عہد اُس تک رہے گا۔ پس اس سال کے بعد سے کوئی مشرک حج کو نہ آئے اور نہ برہنہ ہو کر کعبہ کا طواف کرے۔

حضرت علی اور حضرت ابوبکر کی واپسی

اس کے بعد حضرت علی اور حضرت ابوبکر حضورؐ کی خدمت میں واپس چلے آئے۔

آنحضرت کا رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے جنازہ کی نماز پڑھنا

حضرت عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو حضورؐ کو اس کے جنازہ کی نماز پڑھانے کے لئے بلایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور جب آپ نماز پڑھنے کے واسطے تیار ہوئے۔ تو میں آپ کے سامنے آن کر کھڑا ہوا۔ اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس دشمنِ خدا عبداللہ بن ابی بن سلول کی نماز پڑھاتے ہیں جس نے فلاں روز یہ کہا تھا اور فلاں روز یہ کہا تھا غرض سارے واقعات مَیں اس کے بیان کرنے لگا۔ مگر حضورؐ تبسم فرماتے رہے۔ آخر جب میں بہت کہا تو حضورؐ نے فرمایا اے عمر تم ہٹ جاؤ خدا نے (منافقوں کے لئے) مجھ کو اختیار دیا ہے۔ چنانچہ اُس نے فرمایا ہے کہ **اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ** ۔یعنی اے رسول تم چاہے منافقوں کے واسطے مغفرت کی دعا کرو یا نہ کرو۔ اگر تم ان کے واسطے ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دعا کرو گے۔ پس ہرگز خدا ان کو نہ بخشے گا۔ حضور نے فرمایا اے عمر اگر مجھ کو معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ دعائے مغفرت کرنے سے خدا ان کو بخش دے گا۔ تو میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ ان کے واسطے مغفرت کی دُعا کروں عمر کہتے ہیں پھر حضورؐ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر پر تشریف لے گئے۔ اور مجھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی اس جرأت اور دلیری سے بڑی شرمندگی ہوئی پھر تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ یہ دونوں

آیتیں نازل ہوئیں وَ لَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فَاسِقُوْنَ ۔ یعنی اے رسول تم ان منافقوں میں سے کسی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھاؤ نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو بیشک ان لوگوں نے خدا اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور فاسق مرے ہیں۔

حضرت عمر کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی منافق کے جنازے پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ کسی کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

سنہ 9ھ کے واقعات جس کا نام "سنۃ الوفود" ہے

تمام قبائل عرب کا مدینہ میں آ کر اسلام قبول کرنا

فتح مکہ کے بعد اسلام کی بکثرت اشاعت

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی فتح اور تبوک کے غزوہ سے فارغ ہوئے اور بنی ثقیف نے بھی اسلام قبول کر لیا پھر تو چاروں طرف سے قبائل عرب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت اور اسلام سے مشرف ہونے لگے۔

عرب کے اسلام قبول نہ کرنے میں بڑی روک قریش تھے۔

اصل میں تمام قبائل عرب اسلام لانے میں قریش کے منتظر تھے کہ دیکھیں قریش اور حضورؐ کی لڑائیوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔ کیونکہ قریش تمام عرب کے ہادی اور پیشوا سمجھے جاتے تھے اور کل عرب کے لوگ بیت اللہ کی خدمت کرنے اور حضرت اسمٰعیل بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے ان کی از حد تعظیم وتکریم کرتے تھے اور قریش ہی کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالفت کے سبب تمام قبائل عرب قبول اسلام سے رُکے ہوئے تھے اب جو مکہ فتح ہو گیا اور قریش کا زور اسلام نے توڑ دیا تو سب عرب سمجھ گئے کہ ہم کس طرح رسولِ خدا کی مخالفت نہیں کر سکتے اس لئے گروہ کے گروہ اور فوجیں کی فوجیں خدا کے دین میں داخل ہونے لگیں۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ فرمایا ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ. وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۔ جب کہ آ گئی مدد اللہ کی اور فتح اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں خُدا کے دین میں فوجیں کی فوجیں پس اپنے رب کی حمد اور تسبیح کرو۔ اور اس سے بخشش طلب کرو۔ بیشک وہ بڑا ہی رجوع برحمت ہونے والا ہے۔

(وہ گروہ۔ وہ وفد وہ معززین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے یا انہوں نے اطاعت کا اقرار کیا۔ ان کا مختصراً تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔)

وفد بنی تمیم

منجملہ اور وفود کے بنی تمیم کا وفد بھی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس میں بنی تمیم کے مندرجہ ذیل معزز حضرات شامل تھے۔

عطارد بن حاجب بن زرارہ بن عدس۔ اقرح بن جابس۔ زبرقان بن بدر۔ عمرو بن اثیم اور حتات بن یزید المجاشی اور حتات وہ شخص ہے جسے حضورؐ نے معاویہ بن ابی سفیان کا بھائی بنایا تھا۔ جس طرح دوسرے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت قائم کیا تھا۔ حتات بن یزید نے معاویہ کی خلافت کے زمانے میں اس کے پاس انتقال کیا اور اس اخوت کے سبب سے معاویہ نے تمام مال حتات کا وارث بن کر اپنے قبضے میں کر لیا اسی سبب سے فرزدق شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں معاویہ کی ہجو کی ہے۔

اور یہ لوگ بھی بنی تمیم کے وفد میں تھے نعیم بن یزید اور قیس بن حرث اور قیس بن عاصم۔

ابن ہشام کہتے ہیں عطارد بن حاجب بنی تمیم کی شاخ بنی دارم بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں سے تھے۔

اور زبرقان بن بدر بن بھدلہ بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔

اور عمرو بن اہتم بن منقر بن عبید بن حرث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم سے تھے۔

اور قیس بن عاصم بھی بنی منقر بن عبید سے تھے۔

اور ان لوگوں کے ساتھ عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر انضر ازی بھی تھے۔ عینیہ بن حصن اور اقرع بن جابس فتح مکہ اور حنین اور طائف میں حضورؐ کے ساتھ شریک تھے۔

جب یہ لوگ مسجد شریف میں داخل ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان لوگوں نے آوازیں دینی شروع کیں کہ اے محمدؐ باہر آؤ۔ ہم تم سے مفاخرت کرنے آئے ہیں حضورؐ کو ان کے چیخنے اور آوازیں دینے سے تکلیف ہوئی۔ مگر اسی وقت باہر تشریف لائے انہوں نے عرض کیا ہمارے خطیب کو آپ اجازت دیں تا کہ وہ ہمارے فخر کا خطبہ بیان کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اجازت دی تمہارا خطیب کہے کیا کہتا ہے۔ پس عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت سے اُس نے یہ خطبہ پڑھا۔

بنی تمیم کا خطبہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجازت دینے کے بعد بنی تمیم کا خطیب عطارد بن حاجب کھڑا ہوا اور نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ اس نے یہ خطبہ پڑھا۔

اُس خدا کو تعریف ہے جس کا ہم پر بہت بڑا فضل و احسان ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے جس نے ہم کو بادشاہ بنایا اور بڑی ثروت اور دولت عنایت کی۔ جس کو ہم نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔ اور تمام مشرقی عرب میں ہم کو اس نے سب سے زیادہ باعزت کیا ہے اور تعداد و شمار میں بھی ہم سب سے زیادہ ہیں۔ کل نوع انسان میں ایسا کون ہے جو ہماری ہم سری کا دعویٰ کر سکے کیا ہم سب کے سردار نہیں ہیں۔ اور سب سے فضیلت نہیں رکھتے۔ اگر کسی کو ہمارے سامنے اپنا فخر ظاہر کرنا ہے تو جیسے فضائل ہم نے اپنے بیان کئے ہیں وہ بھی ظاہر کرے اور ہم نے نہایت مختصر بیان کیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو بہت کچھ بیان کر سکتے ہیں مگر ہم کو اپنے مناقب اور اپنی نعمتوں کے بیان کرنے سے جو خدا نے ہم کو دی ہیں شرم آتی ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ جس کو دعویٰ ہو وہ بھی ہمارے سامنے اپنے مفاخر بیان کرے اور لازم ہے کہ جو فضائل وہ بیان کرے وہ ہمارے فضائل سے افضل ہوں۔

مسلمانوں کی طرف سے اس خطبہ کا جواب

بنی تمیم کے اس خطبہ کو سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس بن شماس سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر اس کے خطبہ کا جواب دو۔ ثابت کھڑے ہوئے اور یہ خطبہ پڑھا۔

اُس خدا کو حمد و ثناء سزاوار ہے۔ جس نے آسمان و زمین کو پیدا کر کے اپنا حکم ان کے اندر جاری کیا اور اس کا علم کل اشیاء کو احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر بات اُسی کے فضل پر موقوف ہے پھر اسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ اُس نے ہم کو زمین کا مالک اور بادشاہ بنایا۔ اور اپنی کل مخلوق میں اپنے نبی کو برگزیدہ کیا جو تمام خلقت میں از روئے نسب کے بزرگ اور از روئے حسب کے افضل اور صدق گفتار اور حسنِ کردار سے آراستہ ہیں۔ خدا نے اُن کو تمام عالم میں سے مخصوص کر کے اپنی مخلوق پر امین کیا۔ پھر ہمارے رسول نے لوگوں کو ایمان کی دعوت کی مہاجرین جو رسول کے اقربا اور ذی رحم اور حسب و نسب میں سب سے بہتر اور حُسنِ صورت اور حُسنِ سیرت سے آراستہ ہیں۔ سب سے پہلے اس دعوت کے مطیع ہوئے اور خدا اور رسول کے حکم کو قبول کیا۔ پھر ہم انصار نے اس دعوت کے قبول کرنے میں سبقت کی۔ پس ہم خدا کے انصار اور اس کے رسول کے وزیر ہیں۔ کفار و مشرکین کو ہم قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ خدا و رسول کے ساتھ ایمان لائیں۔

پس جو اُن میں سے ایمان لائے گا۔ وہ ہم سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھے گا اور جو انکار کرے گا۔ ہم ہمیشہ اُس پر جہاد کریں گے اور اس کا قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہوگا۔ اب میں اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں اور اپنے اور تمہارے واسطے خدا سے بخشش کی دعا کرتا ہوں اور کل مومن مردوں اور عورتوں کے واسطے بھی اور اس پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

مشاعرہ

اس کے بعد بنی تمیم کے وفد میں سے زبرقان بن بدر نے کھڑے ہو کر اپنی قوم کی تعریف اور فخر میں ایک نظم پڑھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو جو اس وقت وہاں موجود نہ تھے بلوایا۔ جب حسان آئے تو حضور نے فرمایا کہ تم اس کی نظم کا جواب دو حسان نے ایک طویل نظم فی البدیہہ اسلام اور مسلمانوں کے فخر اور تعریف میں پڑھی۔ جس کو سُن کر اقرع بن حابس تمیمی نے کہا قسم ہے میرے باپ کی ان کا خطیب میرے خطیب سے بڑھ کر اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے افضل و بہتر ہے اور ان کی آوازیں ہماری آوازوں سے زیادہ شیریں ہیں۔

بنی تمیم کا مسلمان ہونا

پھر اس مفاخرہ اور مشاعرہ کے بعد یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے اور حضورؐ نے بہت کچھ انعام واکرام سے ان کو سرفراز فرمایا۔ ان میں ایک لڑکا عمرو بن اہتم نام تھا۔ اس کو یہ اپنے ٹھکانے پر چھوڑ آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی وہی انعام دیا جو ان کو دیا۔

وفد بنی عامر

بنی عامر کے وفد میں یہ لوگ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عامر بن طفیل اور اربد بن قیس بن جزء بن خالد بن جعفر اور جبار بن سلمٰی بن مالک بن جعفر یہ تینوں شخص بنی عامر کے سردار اوّل درجہ کے شیاطین تھے اور عامر بن طفیل اس وفد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدی کے ارادہ سے آیا تھا لوگ اس سے کہتے تھے کہ اے عامر سب آدمی مسلمان ہو گئے ہیں۔ تو بھی اسلام قبول کرے اس نے کہا میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس بات کی کوشش ہمیشہ کرتا رہوں گا کہ تمام عرب میرے مطیع ہوں پھر اب میں اس شخص کا کیسے مطیع ہو سکتا ہوں۔ پھر عامر نے اربد سے کہا کہ جب ہم محمدؐ کے پاس پہنچیں گے تو میں اُن کو باتوں میں مشغول کرلوں گا۔ تو ان پر تلوار کا وار کیجیئو۔ پس جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ اے محمد مجھ سے خلوت میں کچھ باتیں کیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا تو پہلے خدا اور

رسول پر ایمان لا پھر اس نے حضورؐ کو باتوں میں لگایا اور اربد کی طرف دیکھنا شروع کیا تا کہ جس بات کا اس کو حکم دیا تھا اس کو وہ پورا کرے مگر اربد خاموش کھڑا رہا جب عامر نے دیکھا کہ اربد کچھ نہیں کرتا تو غصہ میں وہاں سے کھڑا ہوا اور حضورؐ سے کہنے لگا کہ قسم ہے خدا کی سواروں اور پیدلوں سے تمہارے مقابلہ پر زمین کو بھر دونگا۔ حضورؐ نے بددُعا کی کہ اے خُدا تو میری طرف سے عامر بن طفیل کو کافی ہو۔ جب عامر حضورؐ کے پاس سے نکلا اربد پر بہت خفا ہوا کہ تو نے محمدؐ کو قتل کیوں نہ کیا۔ اربد نے کہا تو ناحق خفا ہوتا ہے جب میں نے یہ ارادہ کیا بجز تیرے کوئی مجھ کو دکھائی نہ دیا تو پھر کیا میں تجھ کو قتل کرتا۔

پھر یہ لوگ اپنے شہروں کو واپس ہوئے اور راستہ ہی میں عامر بن طفیل مرضِ طاعون میں گرفتار ہوا گردن میں اس کے ایک گانٹھ پیدا ہوئی اور بنی سلول میں سے ایک عورت کے گھر میں مر گیا۔ دونوں ساتھی اس کے اس کو دفن کر کے آگے روانہ ہوئے۔ جب اپنے شہر میں پہنچے تو قوم نے اربد سے پوچھا کہ کہو کیا خبر لائے۔ اربد نے کہا کچھ بھی نہیں قسم ہے خدا کی ہم کو ایسی چیز کی عبادت کی طرف بلایا کہ اگر وہ میرے پاس اب ہوتی تو میں اس کے تیر مارتا اور قتل کر دیتا۔ پھر اس کے ایک یا دو دن کے بعد اربد اپنے اُونٹ کو لے کر کہیں جا رہا تھا کہ یکا یک بجلی گری اور اس نے اس کو مع اُونٹ کے جلا دیا یہ اربد بن قیس بعید بن ربیعہ کا ماں شریک بھائی تھا۔

وفد بنی سعد

بنی سعد بن بکر نے اپنی قوم سے ایک شخص ضمام بن ثعلبہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ ابن عباس کہتے ہیں۔ جب ضمام بن ثعلبہ مدینہ میں آئے اپنے اُونٹ کو مسجد شریف کے دروازہ پر بٹھا کر آپ اندر داخل ہوئے اور حضورؐ اس وقت صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ ضمام نے آن کر پوچھا تم لوگوں میں عبدالمطلب کے فرزند کون صاحب ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا میں ہوں۔ ضمام نے کہا کیا آپ ہی محمدؐ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ہاں۔ ضمام نے کہا میں آپ سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں اور وہ سوال بھی سخت ہیں اگر آپ ناراض نہ ہو تو میں دریافت کروں۔ حضورؐ نے فرمایا میں ناراض نہ ہوں گا۔ تم کو جو کچھ دریافت کرنا ہے کرو ضمام نے کہا میں آپ کو آپ کے خدا کی اور ان لوگوں کی جو آپ سے پہلے تھے اور آپ کے بعد ہوں گے قسم دیتا ہوں اور سوال کرتا ہوں کہ خدا نے آپ کو رسول بنا کر ہماری طرف بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

ضمام نے پھر اسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدا نے آپ کو حکم دیا ہے کہ خاص اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ اور ان بتوں کی پرستش چھوڑ دیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے

تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں۔

ضمام نے پھر اسی طرح قسم دے کر سوال کیا کہ کیا خدانے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ ہم ان پانچوں نمازوں کو پڑھیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایاہاں۔

غرضیکہ اسی طرح ضمام نے تمام ارکانِ اسلام زکوٰۃ اور حج اور روزہ کی نسبت سوالات کئے اور ہر سوال کے ساتھ حضورؐ کو اسی طرح قسم دیتے تھے جس طرح کہ پہلے مرتبہ دی تھی۔ یہاں تک کہ جب ضمام ان سوالوں سے فارغ ہوئے تو کہا**اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ**۔جن فرائض کا آپ نے حکم فرمایا ہے ان کو میں ادا کروں گا۔اور جن باتوں سے آپ نے منع کیا ہے اُن سے باز رہوں گا اور ان میں سے کچھ کم یا زیادہ نہ کرونگا۔

اور پھر یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے اُونٹ کی طرف آئے۔ضمام کے بال بڑے بڑے تھے اور اُن کی انہوں نے دو زلفیں بنا رکھی تھیں اب جو یہ رخصت ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا اگر زلفوں والے نے یہ بات سچ کہی ہے تو جنت میں داخل ہوگا۔

ضمام اپنا اُونٹ کھول کر اس پر سوار ہوئے اور اپنی قوم کے پاس آئے۔قوم ساری ان کے پاس جمع ہوئی۔ پس پہلی بات جو انہوں نے کہی وہ یہ تھی کہ اے قوم لات اور عزیٰ باطل ہو گئے۔

قوم نے کہا خبردار اے ضمام ایسی بات نہ کہہ تو نہیں ڈرتا کہیں تجھ کو برص یا جذام یا جنوں نہ ہو جائے ضمام نے کہا اے قوم تجھ کو خرابی ہو یہ بت قسم ہے خدا کی کچھ نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔خدا نے اپنا ایک رسول بھیجا ہے اور اُس پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور اس کے ساتھ تم کو اس جہالت اور گمراہی سے پاک کیا ہے۔پھر ضمام نے کلمہ پڑھا۔**اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ** اور اے قوم میں اس رسول سے تمہارے واسطے سب باتیں دریافت کر آیا ہوں جن کو تمہیں بجالانا چاہیئے وہ بھی اور جن سے تم کو پرہیز کرنا چاہیئے وہ بھی۔

ضمام سے یہ سن کر اسی روز شام سے پہلے پہلے تمام قوم مسلمان ہوگئی کوئی مرد یا عورت باقی نہیں رہا۔

ابن عباس کہتے ہیں ہم نے ضمام سے بہتر کسی قوم کو وفد نہیں دیکھا۔

وفد بنی عبدالقیس

بنی عبدالقیس کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جارود بن عمرو بن حنش حاضر ہوئے ابن ہشام کا قول ہے کہ انکا نام جارود بن بشر بن معلیٰ ہے اور یہ نصرانی تھے۔

جب جارود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی ایک دین رکھتا ہوں اگر میں اپنے دین کو آپ کے دین کی خاطر چھوڑں تو کیا آپ میرے واسطے ضامن ہوتے ہیں۔حضورؐ نے فرمایا ہاں میں ضامن ہوں اور کہتا ہوں کہ خدا تم کو اس سے بہتر دین کی ہدایت کرتا ہے۔پس جارود اور ان کے سب ساتھی مسلمان ہوئے اور پھر حضورؐ سے اُنہوں نے سواری مانگی حضورؐ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے پھر جارود حضورؐ سے رخصت ہو کر اپنی قوم میں آئے اور یہ بڑے پکے دین دار تھے۔ جب ان کی قوم غرور بن منذر بن نعمان بن منذر کے ساتھ مرتد ہوئی ہے تو یہ اسلام پر قائم رہے تھے۔اور لوگوں کو اسلام کی طرف انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بلایا تھا اور کہتے تھے کہ اے لوگو میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور جو شخص یہ گواہی نہیں دیتا میں اس کا دشمن اور مخالف ہوں۔

حضورؐ کا علاء بن حضرمی کو بحرین میں دعوت اسلام کے لئے بھیجنا

فتح مکہ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن الحضرمی کو منذر بن سادی عبدی کے پاس بحرین میں دعوتِ اسلام کرنے بھیجا تھا۔منذر بن سادی نے اسلام قبول کیا اور حضور کے وصال کے بعد اہلِ بحرین کے مرتد ہونے سے پہلے انتقال کیا اور علاء بن حضرمی بحرین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امیر ہو کر رہتے تھے۔

وفد بنی حنیفہ اور مسیلمہ کذاب کا ساتھ آنا

حضورؐ کی خدمت میں جب بنی حنیفہ کا وفد آیا ہے تو مسیلمہ بن حبیب حنفی کذاب بھی ان ہی میں تھا۔ یہ لوگ بنی نجار میں سے ایک عورت کے مکان پر ٹھہرے۔

جب بنی حنیفہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مسیلمہ کذاب کو انہوں نے کپڑا اوڑھا کر چھپا رکھا تھا اور حضور صحابہ کے ساتھ مسجد میں رونق افروز تھے اور آپ کے ہاتھ میں اس وقت ایک کھجور کی سنٹی تھی مسیلمہ نے حضورؐ سے گفتگو کی اور کچھ مانگا حضورؐ نے فرمایا اگر مجھ سے یہ کھجور کی سنٹی بھی مانگے گا تو میں تجھ کو نہ دوں گا۔

ایک اور دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب بنی حنیفہ حاضر ہوئے تو مسیلمہ کو یہ اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے تھے پھر جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور حضور نے ان کو انعام واکرام تقسیم کیا تب انہوں نے عرض کیا کہ حضورؐ ایک شخص ہم اپنی فرودگاہ میں چھوڑ آئے ہیں اور وہ ہمارے اسباب کی حفاظت کر رہا ہے۔حضورؐ نے فرمایا وہ بھی تم سے کم مرتبہ کا نہیں ہے اور پھر اس کے واسطے بھی حضورؐ نے اسی قدر انعام کا حکم دیا جو اُن

میں سے ہر ایک کو دیا تھا۔ جب یہ لوگ حضورؐ سے رخصت ہو کر مسلمہ کے پاس آئے تو جو اس کا حصّہ حضورؐ نے دیا تھا۔ وہ اس کو دیا اور سارا واقعہ بیان کیا پھر یہ لوگ اپنے شہر یمامہ میں چلے آئے اور دشمنِ خُدا مسیلمہ مرتد ہو کر نبوّت کا دعویٰ کر بیٹھا اور کہنے لگا میں نبوت میں محمدؐ کا شریک ہوں اور اِن لوگوں سے کہا جو اس کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں گئے تھے کہ دیکھو کیا تم سے محمدؐ نے میری نسبت نہیں کہا تھا کہ یہ تم میں کم مرتبہ کا نہیں ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اسی سبب سے کہی تھی کہ وہ مجھ کو جانتے تھے کہ یہ نبوّت میں میرا شریک ہوگا۔ پھر اس نے مسیلمہ نے مقفیٰ عبارتیں گھڑ گھڑ کر اپنی رقوم کو سنانی شروع کیں اور کہا یہ میرے اوپر وحی آتی ہے جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوتا ہے اور شراب اور زنا اس نے حلال کر دیا اور نماز بھی معاف کر دی اور باوجود ان باتوں کے حضورؐ کی نبوّت کا بھی اقرار کرتا تھا اور بنی حنیفہ اس کے مطیع ہو گئے تھے۔

وفد بنی طے

بنی طے کے سردار نے بدالخیل اس وفد کے ساتھ تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور گفتگو ہوئی تو حضورؐ نے ان پر اسلام پیش کیا یہ سب لوگ اسلام لائے اور حضورؐ نے فرمایا عرب کے جس شخص کی فضیلت میرے سامنے بیان کی گئی اور پھر وہ شخص مجھ سے ملا تو اس فضیلت سے میں نے اس کو بہت کم پایا سوا زید الخیل کے کہ ان کی جس قدر تعریف میں نے سُنی تھی اس سے اس کو بدر جہا بہتر پایا اور پھر حضورؐ نے ایک جاگیر کا فرمان لکھ کر ان کو عنایت کیا۔ اور ان کا نام زید الخیر رکھا جب یہ رخصت ہونے لگے تو حضورؐ نے فرمایا اگر زید مدینہ کے نجار سے نجات پا جائیں۔ جب بات ہے۔ جب زید نجد کے قریب ایک پانی کے چشمہ پر پہنچے جس کا نام قروہ ہے وہاں ان کو بخار ہوا۔ اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی بیوی نے اس فرمان کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگیر کا ان کو عنایت کیا تھا آگ میں جلا دیا۔

عدی بن حاتم کا خدمت نبوی میں حاضر ہونا (عدی بن حاتم کا اپنا بیان)

عدی بن حاتم کہتے ہیں کہ عرب میں مجھ سے زیادہ کوئی شخص رسولِ خدا سے نفرت کرنے والا نہ ہوگا۔ اور میں ایک شریف نصرانی تھا اور میں اپنی قوم کا سردار تھا۔ میرا ایک عربی غلام تھا اور میں نے اس سے کہا کہ تو میرے لئے عمدہ موٹے اور فربہ اُونٹ جمع کر کے تیار رکھ۔ اور جب تو محمد کے لشکر کی اس طرف آنے کی خبر سُنے تو مجھ کو خبر کر دیجیو۔ غلام نے ایسا ہی کیا اور ایک روز مجھ سے کہا کہ اے عدی تجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ اب کر لے میں نے ایک لشکر کے نشان دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

عدی بن حاتم کی فراری ملک شام کی طرف

عدی کہتے ہیں میں نے غلام سے کہا تو جلد کر اونٹوں کو لے آ۔ غلام اُونٹوں کو لے آیا اور میں اپنے اہل و عیال کو ان پر سوار کر کے ملک شام کو روانہ ہوا فقط ایک میری بہن حاتم طائی کی بیٹی رہ گئی اس کو مَیں جلدی میں اپنے ساتھ نہ لا سکا اور ملک شام میں مَیں نے سکونت اختیار کی۔

اسلامی لشکر کا حملہ بنی طے پر اور عدی کی بہن کی گرفتاری

میرے جانے کے بعد حضورؐ کے لشکر نے بنی طے پر حملہ کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ میری بہن بھی گرفتار ہوئی اور میرے شام کی طرف بھاگنے کی خبر بھی حضورؐ کو ہو گئی۔ اور ان سب قیدیوں کو ایک خیمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے دروازہ کے آگے رکھا گیا۔ اُن میں میری بہن بھی تھی اور بڑی ہمت اور جرأت اور عقل والی عورت تھی۔

بہن کی التجا حضورؐ کی خدمت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کے خیمہ کے پاس سے گذرے تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ والد ہلاک ہوا اور بھائی مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اَب حضور مُجھ پر احسان فرمائیں۔ خدا حضور پر احسان کرے گا۔ حضورؐ نے فرمایا تیرا بھائی کون ہے اُس نے عرض کیا عدی بن حاتم طائی حضور نے فرمایا وہی جو خدا اور رسول سے بھاگ گیا ہے پھر حضورؐ تشریف لے گئے۔ دوسرے روز پھر حضورؐ کا اُدھر سے گذر ہوا۔ میں نے پھر وہی عرض کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا اور تشریف لے گئے۔

حضرت علی کی سفارش پر عدی کی بہن کی رہائی

جب تیسرے روز پھر حضورؐ تشریف لائے تو میں نا امید ہو گئی تھی ایک شخص نے جو حضورؐ کے پیچھے تھے میری طرف اشارہ کیا کہ کھڑے ہو کر حضورؐ سے عرض کر۔ میں نے کھڑے ہو کر وہی عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا میں نے تمہاری درخواست منظور کی۔ اور تم کو آزاد کر دیا۔ مگر تم ابھی جانے میں جلدی نہ کرتا۔ اور جب کوئی معتبر آدمی تمہاری طرف کا جانے والا آوے تو مجھ کو خبر کرنا۔ میں اُس کے ساتھ تم کو روانہ کر دونگا۔ کہتی ہے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھے۔ جنہوں نے مجھ کو اشارہ کیا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ حضرت علی بن ابی طالب تھے۔

حضورؐ کی مہربانی عدی بن حاتم کی بہن پر

کہتی ہیں میں وہیں تھی یہاں تک کہ بنی قضاعہ کے چند لوگ آئے یہ شام کو جاتے تھے اور میں بھی اپنے بھائی عدی کے پاس شام میں جانا چاہتی تھی۔ میں حضورؐ کے پاس گئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میری قوم کے چند معتبر لوگ آئے ہیں۔ جن پر مجھ کو بھروسہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو جانے کی اجازت دیں۔ حضورؐ نے مجھ کو کپڑے اور کھانا اور سفر خرچ عنایت کیا اور سواری کے واسطے ایک اُونٹ بھی عنایت کیا۔ میں ان لوگوں کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوئی۔

بہادر بہن کا بھائی کے پاس شام پہنچنا

عدی بن حاتم طائی نے ایک روز دیکھا کہ اُونٹ پر ایک عورت سوار چلی آتی ہے۔ دل میں کہا کہ ہو نہ ہو یہ تو میری بہن ہے جب وہ قریب آئی تو دیکھا کہ وہی ہے جب وہ اُونٹ پر سے اُتری تو کہنے لگی اے ظالم اے قاطع تو اپنے بال بچوں تو لے آیا اور مجھ کو وہیں چھوڑ آیا یہ تُو نے کیا حرکت کی۔ عدی کہتے ہیں میں شرمندہ ہو کر کہا اے بہن تم کو میرے متعلق ایسا کہنا نہ چاہیئے میں اُس وقت بالکل مجبور ہو گیا تھا۔ ورنہ تم کو اپنے ساتھ ضرور لاتا۔

آنحضرت کے متعلق بھائی کا بہن سے مشورہ کرنا

پھر میں نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ تم محمد کے معاملہ میں کیا کہتی ہو۔ بہن نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ تم اُن سے جلد جا کر مِلو اگر وہ نبی ہیں تب تو تم کو سبقت کی فضیلت حاصل ہوگی۔ اور اگر وہ بادشاہ ہیں تب بھی ان کی اطاعت سے تمہاری عزت میں فرق نہیں آئے گا۔ میں نے کہا بے شک تم نے بہت اچھی رائے دی ہے۔

عدی کا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونا

پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا یہاں تک کہ مدینہ میں پہنچا اور مسجد میں داخل ہو کر حضورؐ سے ملاقی ہوا اور سلام کیا۔ حضور نے فرمایا کون ہو؟ میں نے عرض کیا میں عدی بن حاتم ہوں۔ حضورؐ کھڑے ہو گئے۔ اور مجھ کو اپنے مکان میں لے جانے لگے کہ ایک ضعیف عورت آ گئی اور اس نے بڑی دیر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اپنی حاجت عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی خاطر برابر کھڑے رہے اور اس سے باتیں کرتے رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ بادشاہ تو یقیناً نہیں ہیں کیونکہ بادشاہوں

کے ایسے اخلاق نہیں ہوتے۔

پھر حضورؐ مجھ کو لے کر اپنے مکان میں داخل ہوئے اور ایک موٹا گدا اُٹھا کر میری طرف ڈال دیا اور فرمایا اس پر بیٹھو حضورؐ زمین پر بیٹھے میں نے اپنے دل میں کہا یہ بات ہرگز بادشاہوں کی سی نہیں ہے۔

حضورؐ سے عدی کی گفتگو

پھر آپ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم اکوسی نہیں تھے۔ میں نے عرض کیا ہاں فرمایا اور پھر تم اپنی قوم سے ٹیکس وصول کرتے تھے حالانکہ یہ تمہارے مذہب میں حرام تھا میں نے عرض کیا بے شک اور میں نے جان لیا کہ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی مرسل ہیں جو اِن باتوں کی آپ کو خبر ہے۔

حضورؐ کی پیشگوئی اسلام کی ترقی کے متعلق

پھر فرمایا اے عدی شاید تم اس خیال سے اسلام کے قبول کرنے میں تامل کرتے ہو کہ مسلمان غریب لوگ ہیں پس قسم ہے خدا کی یہ اس قدر مالدار ہوں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص ڈھونڈ ھے سے بھی نہ ملے گا جو کسی کا صدقہ وغیرہ قبول کرے۔ اور شاید تم اس وجہ سے دین قبول نہ کرتے ہو کہ مسلمان تھوڑے ہیں اور دشمن ان کے بہت ہیں۔ پس قسم ہے خدا کی کہ عنقریب تنہا عورت قادسیہ سے سفر کر کے مکہ کی زیارت کو آئے گی اور راستہ میں اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ اور شاید تم اس وجہ سے تامل کرتے ہو گے کہ مسلمانوں کے پاس ملک اور سلطنت نہیں ہے۔ پس قسم ہے خدا کی تم عنقریب سُن لو گے کہ مسلمانوں نے بابل کے سفید محل فتح کر لئے۔

عدی کا مسلمان ہونا

عدی بن حاتم کہتے ہیں پھر میں مسلمان ہو گیا اور عدی کہتے تھے دو باتیں میں نے صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے مطابق دیکھ لیں یعنی قادسیہ سے مسافر عورت کو تنہا کعبہ کی زیارت کے واسطے بے خوف وخطر آتے ہوئے دیکھا اور بابل کے محل بھی مسلمانوں نے فتح کر لئے اب فقط تیسری بات یعنی مال کی کثرت کے دیکھنے کا منتظر ہوں کہ یہ کب ظہور پذیر ہوگی۔

فردہ بن مسیک کا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونا

فردہ بن مسیک مرادی شاہانِ بنی کندہ سے جُدا ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے ظہور اسلام سے پہلے قبیلہ مراد اور قبیلہ ہمدان میں جنگ ہوئی تھی اور اس جنگ میں بنی ہمدان نے بنی مراد کو بہت قتل وغارت

کیا تھا اور اس کا نام یوم الروم مشہور ہے اور اس جنگ میں بنی ہمدان کا سردار اجدع بن مالک تھا۔[1] الغرض جب فردہ بن مسیک حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا اے فردہ تمہاری قوم بنی مراد کو جو صدمہ یوم الروم کی جنگ میں پہنچا تم کو بھی اُس سے کچھ رنج ہوا یا نہیں؟ فردہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کون شخص ہوگا۔ جس کی قوم کو ایسا صدمہ پہنچے جو میری قوم کو پہنچا اور پھر اُسے رنج نہ ہو۔ حضورؐ نے فرمایا مگر اس صدمہ نے تمہاری قوم کو اسلام کے اندر خیر وخوبی میں زیادہ کیا۔

پھر حضورؐ نے فردہ بن مسیک کو بنی مراد اور بنی زبید اور قبیلہ مذحج کا حاکم بنا کر روانہ کیا اور خالد بن سعید بن عاص کو بھی ان کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے کے واسطے بھیجا۔ چنانچہ خالد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہیں رہے۔

وفد بنی زبید

بنی زبید کے چند لوگوں کے ساتھ عمرو بن معدی کرب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چلنے سے پہلے اُنہوں نے قیس بن مکشوح مرادی سے کہا کہ اے قیس تم اپنی قوم کے سردار ہو۔ ہم نے سُنا کہ قریش میں سے ایک شخص محمد نامی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ پس تم ہمارے ساتھ ان کے پاس چلو اور دیکھو کہ وہ نبی ہیں یا نبی اگر وہ نبی ہیں تو ان کی نبوّت تم پر پوشیدہ نہ رہے گی اور ہم ان کا اتباع کریں گے اور اگر وہ نبی نہیں ہیں تو ان کا حال ہم کو معلوم ہو جائے گا۔ قیس نے اس رائے سے انکار کیا اور عمرو بن معدی کرب کا جاہل بتلایا اس پر عمرو بن معدی کرب خود بنی زبید کے ساتھ خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوئے۔ جب یہ خبر قیس کو پہنچی تو اُس نے عمرو بن معدی کرب کو دھمکایا اور کہا کہ تم نے میری رائے کے خلاف کیوں کیا۔ عمرو بن معدی کرب نے بھی اس کو جواب ترکی بترکی دیا۔

عمرو بن معدی کرب اپنی قوم بنی زبید میں رہتا تھا جس کا حاکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فردہ مسیک کو مقرر فرمایا تھا۔ پھر حضورؐ کی وفات کے بعد عمرو بن معدی کرب مرتد ہو گیا۔

وفد بنی کندہ

اشعث بن قیس بنی کندہ کے اسّی آدمیوں کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان لوگوں نے ریشمی کپڑے پہن رکھے تھے۔ جب یہ حضورؐ کے سامنے آئے اور سلام کیا تو حضورؐ نے فرمایا کیا

---

[1] ابن ہشام نے اس کا نام مالک بن حریم ہمدانی لکھا ہے۔ اجدع کی روایت ابن اسحٰق کی ہے۔ (اسماعیل)

تم لوگ مسلمان نہیں ہوئے انہوں نے عرض کیا ہم تو مسلمان ہیں فرمایا پھر یہ ریشمی کپڑے کیوں پہنے ہیں۔

حضورؐ کے یہ فرماتے ہی ان لوگوں نے اُن کپڑوں کو پھاڑ کر پھینک دیا۔ پھر اشعث بن قیس نے حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بھی آکل المرار کی اولاد ہیں اور حضورؐ بھی آکل المرار کی اولاد ہیں حضورؐ نے تبسّم کیا اور فرمایا یہ نسب تم عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حرث سے بیان کرو۔

راوی کہتا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عباس اور ربیعہ جب سفر کرتے ہوئے دور دراز ملکوں میں جاتے تھے تو جب کوئی ان سے پوچھتا تھا کہ تم کون لوگ ہو تو یہ اپنی عزّت اور فخر ظاہر کرنے کے واسطے کہتے تھے ہم آکل المرار کی اولاد ہیں۔ کیونکہ آکل المرار بنی کندہ کے بادشاہ کا نام تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعث بن قیس کے جواب میں فرمایا کہ ہم نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم کو اپنے باپ کا نسب بیان کرنا چاہیئے تم کو اپنے باپ کا۔

پھر اشعث بن قیس نے کہا اے گروہِ کندہ آیا تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُن لیا۔ قسم ہے خدا کی اب جس شخص کو میں سنوں گا وہ دوسرے کے نسب میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے اس کو میں اسی کوڑے ماروںگا۔

اشعث بن قیس کی ماں آکل المرار کی اولاد سے تھی اور آکل المرار حرث بن عمرو بن حجر بن عمرو بن معاویہ بن حرث بن معاویہ بن ثور بن مرح بن معاویہ بن کندی (یا کندہ) کا لقب ہے اور اس لقب کی وجہ یہ ہوئی کہ حرث بن عمرو کہیں گیا ہوا تھا اس کے پیچھے عمرو بن ہیولہ غسانی نے اس کی قوم پر حملہ کیا اور ان کو لُوٹ کر اس کی بیوی ام اناس بنت عوف کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اُم اناس کی بیوی نے راستہ میں عمرو بن ہیولہ سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ ایک شخص سیاہ رنگ کا اُونٹ جیسے پیروں والا اور مرار کے کھانے والا آن کر تیری گردن پکڑے گا یہ تعریف اُس عورت نے اپنے خاوند حرث کی بیان کی تھی۔ اُس دن سے حرث کا لقب آکل المرار ہوگیا اور حرث نے بنی بکر بن وائل میں جا کر عمرو بن ہیولہ کو قتل کیا اور اپنی بیوی کو چھڑا لایا جو عمرو سے اس وقت تک محفوظ رہی تھی یہ قصہ بہت طویل ہے میں نے بہت مختصر بیان کیا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں آکل المرار حجر بن عمرو بن معاویہ کا لقب ہے اور اسی کا یہ واقعہ ہے جو اوپر بیان ہوا اور یہ لقب اُس کا اِس سبب سے ہوا تھا کہ کسی جنگ میں اُس نے اور اس کے لشکر نے مرار کھایا تھا اور مرار ایک درخت کا نام ہے۔

وفد بنی ازد

صرد بن عبداللہ ازدی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور ان کا اسلام

بہت اچھا ہوا قبیلہ ازد کے اور لوگ بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اسلام سے مشرف ہوئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کو ان کی قوم کے مسلمانوں پر امیر بنایا اور حکم دیا کہ جو مشرک تم سے قریب ہوں اُن پر جہاد کرو یعنی قبائل یمن وغیرہ پر۔ چنانچہ عبداللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق مسلمانوں کا لشکر لے کر شہر جرس پر حملہ آور ہوئے اس شہر کی فصیل بہت مضبوط تھی اور لشکر اسلام کی آمد کی خبر سن کر قبیلہ خثعم کے لوگ اس میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گئے تھے صرد بن عبداللہ نے ایک ماہ کے قریب اس کا محاصرہ کیا اور جب محاصرہ سے کچھ کار برآری نہ دیکھی ناچار تنگ ہو کر واپس ہوئے جب یہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچے جس کا نام شکر تھا تو جرش کے رہنے والوں نے خیال کیا کہ صرد بن عبداللہ ہمارے مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگا ہے ہم اس کا تعاقب کر کے اس کو قتل کریں۔ چنانچہ شکر پہاڑ کے نیچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ اور مسلمانوں نے بہت سے مشرکین کو قتل کیا اور اس واقعہ سے پہلے اہلِ جرش نے دو آدمیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا تھا اور ان کے آنے کے منتظر تھے۔ پس ایک روز یہ دونوں شخص نماز عصر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شکر کس شہر میں ہے؟ جرش کے ان دونوں آدمیوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے شہر میں ایک پہاڑ کشر نام ہے اور جرش کے لوگ اس کو کشر ہی کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کا نام کشر نہیں ہے۔ بلکہ اس کا نام شکر ہے۔ ان دونوں نے عرض کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ کا کیا حال ہے۔ فرمایا اس کے پاس اس وقت خدا کے اونٹ ذبح ہو رہے ہیں۔ یہ دونوں اس بات کو سُن کر بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ یا عثمانؓ نے ان سے آ کر کہا کہ یہ حضورؐ نے تمہاری قوم کی ہلاکت کی خبر دی ہے۔ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دُعا کراؤ کہ یہ ہلاکت کو ان پر سے اُٹھا دے۔

پھر یہ دونوں شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنی قوم کے پاس پہنچے اور ان کو معلوم ہوا کہ اسی وقت اور اسی دن صرد بن عبداللہ نے ان کی قوم کو قتل کیا تھا۔ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اس کی خبر ان کے سامنے بیان کی تھی۔ پھر اہلِ جرش کا ایک گروہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام سے مشرف ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے ان کے شہر کے اردگرد ایک چراگاہ حدود معلومہ کے ساتھ مقرر کر دی اور دوسرے کو اس میں جانور چرانے کی ممانعت فرمائی۔

سفیر شاہانِ حمیر کا خدمت نبوی میں آنا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو اسی وقت شاہان حمیر کا ایلچی صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذو رعین اور معافر اور ہمدان کے خطوط خدمت نبوی میں پیش کئے اور زرعہ ذویزن مالک بن مرہ رہاوی کا نامہ بھی گذرا جس میں اُنہوں نے اپنے اسلام قبول کرنے اور شرک اور اہلِ شرک سے جُدائی اختیار کرنے کا حال لکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کے جواب میں انہیں یہ خط لکھوا کر بھجوایا۔

حضور کا والا نامہ شاہانِ حمیر کے نام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِيْمِ۔ محمد رسولِ خدا نبی کی طرف سے حرث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان ذو رعین اور معافر اور ہمدان (وغیرہ شاہانِ حمیر) کو معلوم ہو کہ میں اس خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اما بعد تم کو معلوم ہے کہ تمہارا ایلچی ہمارے پاس اس وقت پہنچا جب ہم رومیوں کی جنگ سے واپس آئے اور مدینہ میں ہماری تمہارے ایلچی سے ملاقات ہوئی اور تمہارے ناموں کو ہم نے ملاحظہ کیا اور تمہارے اسلام قبول کرنے اور مشرکین کو قتل کرنے کی خبر معلوم ہوئی بیشک خدا نے اپنی ہدایت تمہارے شاملِ حال فرمائی۔ اب تم کو لازم ہے کہ نیک کام اختیار کرو اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں سرگرم رہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو مالِ غنیمت تم کو حاصل ہو۔ اُس میں سے پانچواں حصہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نکالو اور نہری و بارانی زمینوں میں سے عشر اور چاہی میں سے نِصف عشر ادا کرو اور چالیس اُونٹوں میں سے ایک اُونٹ کا بچہ[1] اور تیس میں سے ایک اونٹنی کا بچہ اور پھر ہر پانچ اونٹوں میں سے ایک بکری زکوٰۃ کی دیا کرو۔ اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس گائیوں میں سے ایک گائے کا بچہ ادا کرو۔ اور چالیس بکریوں میں سے ایک بکری ادا کرو۔ بشرطیکہ یہ سب جانور جنگل میں چرتے ہوں یہ خُدا کا فریضہ ہے جو اُس نے مسلمانوں پر قائم کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا۔ وہ اس کے واسطے بہتر ہے اور جو فقط اسی کو ادا کرے گا اور اسلام پر قائم رہ کر مسلمانوں کی مشرکوں کے مقابلہ میں مدد کرے گا۔ اس کے واسطے وہی منافع ہیں جو مومنوں کے واسطے ہیں اور وہی سزائیں ہیں جو ان کے واسطے ہیں اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کے واسطے ذمہ داری ہے اور جو یہودی و نصرانی مسلمان ہو گا۔ اس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو مسلمانوں پر جاری ہوتے ہیں اور جو یہودی یا نصرانی اپنے مذہب پر قائم رہے اس پر جزیہ ہے ہر بالغ مرد وعورت اور آزاد وغلام پر ایک دینار پورا یا اس کی قیمت کے

---

[1] یہاں ابن ہشام نے ابن لبون کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی اُونٹنی کے ایسے بچے کے ہیں جو دو سال کا ہو کر تیسرے میں لگے۔

کپڑے یا اور کوئی چیز پس جو یہ جزیہ رسولِ خدا کی خدمت میں ادا کرے گا اس کے واسطے خدا اور رسول کا ذمہ ہے اور جو نہ دے گا وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔

اور زرعہ ذویزن کو معلوم ہو کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے لوگ جب تمہارے پاس پہنچیں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ لوگ معاذ بن جبل اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور عقبہ بن نمر اور مالک بن مرہ اور ان کے ساتھی ہیں اور امیر ان سب کے معاذ بن جبل ہیں۔ جب یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تم زکوٰۃ اور جزیہ اپنے لوگوں سے وصول کر کے ان لوگوں کے ہاتھ میرے پاس روانہ کرو۔ اور ان لوگوں کو اپنے سے راضی رکھنا اور مالک بن مرہ رہادی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ تم قوم حمیر میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے اور مشرکین کو تم نے قتل کیا ہے۔ پس تم کو خیر وخوبی کی بشارت ہو اور تمہاری قوم حمیر کے متعلق بھی میں تم کو بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کی خیانت اور ترکِ مدد نہ کرنا اور رسولِ خدا تمہارے غنی اور فقیر سب کے مولیٰ ہیں۔ اور یہ جان لو کہ زکوٰۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے حلال نہیں ہے۔ یہ غریب مسلمانوں اور مسافروں کا حق ہے اور میں نے یہ لوگ نہایت نیک اور دیانت دار اور اہلِ علم تمہارے پاس روانہ کئے ہیں تم ان کے ساتھ بھلائی اور نیکی کرنا۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔[1]

حضورؐ کی نصیحت معاذ بن جبل کو

ابن اسحاق کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف رخصت کیا تو وصیت فرمائی کہ لوگوں کے ساتھ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور بشارت دینا متنفر نہ کرنا اور تم ایسے اہل کتاب کے پاس جاؤ گے۔ جو تم کو پوچھیں گے کہ جنت کی کنجی کیا ہے تم جواب دینا کہ جنت کی کنجی **لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ** کی گواہی ہے۔

جب معاذ یمن میں پہنچے تو اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا تھا کہ اسی طرح کاربند رہے ایک روز ایک عورت نے ان سے کہا اے رسولِ خدا کے صحابی یہ تو بتاؤ کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ معاذ نے کہا خاوند کا اس قدر حق ہے کہ عورت اس کو ادا نہیں کر سکتی۔ پس جہاں تک تجھ سے ہو سکے اس کے حق

---

[1] حضور علیہ السلام کا نامۂ مبارک ڈاکٹر حمید اللہ صاحب (پیرس) نے اپنی نہایت بے مثل کتاب ''اوثائق السیاسیہ'' جس میں نہایت عمدگی اور خوبی اور وضاحت سے درج کیا ہے۔ صاحب ذوق حضرات اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں۔ (اسمٰعیل)

کے ادا کرنے میں کوشش کر۔ عورت نے کہا اگر تم رسولِ خدا کے صحابی ہوتے تو تم کو ضرور خبر ہوتی کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے۔ معاذ نے کہا تجھ کو خرابی ہو۔ اگر تیرے خاوند کی ناک سے پیپ اور خون جاری ہو اور تو اُس کے اپنے منہ سے چوس کر صاف کرے تب بھی اس کا حق ادا نہ ہو۔

فردہ بن عمرو کا اسلام اور شہادت

فردہ بن عمرو جذامی قیصر روم کی طرف سے زمین معان میں اُن اہلِ عرب کے حاکم تھے جو رومیوں کی رعایا میں شمار کئے جاتے تھے اب فردہ بن عمرو نے اپنا ایلچی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے اسلام قبول کرنے کی خوشخبری پہنچانے کے واسطے بھیجا اور ایک سفید خچر بھی تحفہ کے طور پر روانہ کیا۔ جب روم کے بادشاہ کو فردہ کے اسلام کی خبر ہوئی اس نے ان کو طلب کر کے قید کیا اور پھر ملک فلسطین میں ایک چشمہ کے کنارہ پر جس کا نام عفریٰ تھا۔ فردہ بن عمرو بن نافرہ جذامی ثم النفائی کو شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا۔

خالد بن ولید کے ہاتھ پر نبی حرث بن کعب کا اسلام لانا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ ربیع الاول سنہ 10 ہجری میں خالد بن ولید کو بنی حرث کی طرف مقام نجران میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ لڑنے سے پہلے تین بات اُن کو دعوت اسلام کرنا اگر وہ قبول کریں تو بہتر ہے ورنہ پھر جنگ کرنا۔ چنانچہ خالد نے ایسا ہی کیا اور یہ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ خالد نے ان کو دین کی تعلیم کرنی شروع کی اور قرآن شریف سکھانے لگے اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو حکم دیا۔

خالد بن ولید کا عریضہ حضورؐ کی خدمت میں

اس کے بعد خالد بن ولید نے اس مضمون کا عریضہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ حضرت محمد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خالد بن ولید کی طرف سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور اَمَّا بَعْدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْکَ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا تھا کہ میں تین روز تک ان کو دعوت اسلام کروں پھر اگر وہ اسلام قبول کریں تو میں ان میں رہ کر ان کو احکامِ اسلام اور قرآن تعلیم کروں اور سنتِ رسول ان کو سکھاؤں۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو میں اُن سے جنگ کروں۔ پس میں ان کے پاس آیا اور حسب الحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین روز تک ان کو دعوتِ اسلام کی اور سواروں کو ان کے پاس بھیجا کہ اے بنی حرث اسلام قبول کرلو۔ سلامت رہو گے۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا اور جنگ سے باز رہے۔ اب میں ان میں مقیم ہوں اور دین کے اوامر و نواہی اور احکامات ان کو بتلا رہا

ہوں۔ آئندہ جو حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے صادر ہوگا۔ اس کے موافق عمل کروں گا۔ وَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔

حضورؐ کا فرمان خالد کے نام

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کو جواب روانہ فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ محمد رسولِ خدا کی طرف سے خالد بن ولید کو معلوم ہو سَلَامٌ عَلَیْکَ میں اُس خُدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اَمَّا بَعْدُ تمہارا نامہ مع قاصد کے ہمارے پاس پہنچا اور معلوم ہوا کہ بنی حرث بن کعب نے اسلام قبول کر لیا اور جنگ سے پہلے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دی اور یہ خدا کی ہدایت ہے جو اُس نے ان کے شامل حال فرمائی۔ پس تم ان کو ثوابِ الٰہی کی خوش خبری پہنچاؤ اور عذابِ الٰہی سے خوف دلاؤ اور خود ان کے چند لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر ہماری خدمت میں حاضر ہو۔ وَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ۔

وفد بنی حرث خدمت نبوی میں

پس خالد اس فرمان کو دیکھ کر بنی حرث کے ان لوگوں کو ساتھ لے کر خدمتِ عالی میں حاضر ہوئے۔

قیس بن حصین ذی فصہ اور یزید بن عبد المدان اور یزید بن المحجل اور عبد اللہ بن قراد زیادی اور شداد بن عبد اللہ قنانی اور عمرو بن عبد اللہ ضبابی جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا یہ کون لوگ ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہندی ہیں عرض کیا گیا کہ رسول یہ لوگ بنی حرث بن کعب ہیں ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ یا رسول یہ لوگ بنی حرث بن کعب ہیں۔ ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک میں اس کا رسول ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی اپنے دشمن سے لڑتے ہو تو اس کو بھگا دیتے ہو۔ یہ لوگ خاموش ہو رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا۔ پھر بھی یہ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ فرمایا کہ تم وہی لوگ ہو کہ جب کسی سے لڑتے ہو تو اُس کو بھگا دیتے ہو۔ اس وقت یزید بن عبد المدان نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہاں۔ ہم وہی لوگ ہیں کہ جب کسی سے لڑتے ہیں اس کو بھگا دیتے ہیں اور چار دفعہ اس نے بھی یہی عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خالد مجھ کو نہ لکھتے

کہ تم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہے تو میں تمہارے سروں کو تمہارے پیروں تلے ڈلوا دیتا یزید بن عبدالمدان نے عرض کیا کہ ہم آپ کے یا خالد کے شکر گزار نہیں ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کس کے شکر گزار ہو۔عرض کیا ہم خدا کے شکر گزار ہیں جس نے ہم کو آپ کے ساتھ یارسول اللہ ہدایت کی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سچ کہتے ہو پھر فرمایا یہ تو بتاؤ کہ تم لوگ کس سبب سے زمانہ جاہلیت میں اپنے مخالفوں پر غالب ہوتے تھے انہوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم تو کسی پر غالب نہیں ہوتے تھے فرمایا نہیں تم غالب ہوتے تھے۔تب انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم اکٹھے ہو کر دشمن سے لڑتے تھے اور کسی پر ظلم یا پیش قدمی نہ کرتے تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سچ کہتے ہو۔

بنی حرث کی واپسی

اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حرث کا قیس بن حصین کو امیر مقرر کیا اور شوال کے آخر یا ذیقعد کے شروع میں ان لوگوں کو رخصت فرمایا۔اور ان لوگوں کے اپنی قوم میں پہنچنے کے چار مہینہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔

بنی حرث کی تعلیم کے لئے عمرو بن حزم کا تقرر اور انہیں قابلِ قدر تحریری نصائح

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے روانہ ہونے کے بعد عمرو بن حزم صحابی کو ان کے پاس روانہ فرمایا تھا تا کہ ان کو قرآن اور احکام اسلام کی تعلیم میں اور زکوٰۃ وصول کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کریں اور ایک وصیت نامہ مشتمل بر نصائح واحکامات لکھ کر ان کو دیا تھا جس کا مضمون یہ ہے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یہ بیان ہے خدا اور اس کے رسول کی طرف سے اے ایمان والو اپنے عہدوں کو پورا کرو یہ عہد نامہ ہے محمد نبی رسولِ خدا کی طرف سے عمرو بن حزم کے واسطے جبکہ اس کو یمن کی طرف روانہ کیا ہر کام میں اس کو خدا کا تقویٰ اور اور خوف لازم ہے۔پس بیشک خدا اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ کرتے ہیں اور جو احسان کرنے والے ہیں اور میں اس کو یہ حکم دیتا ہوں کہ لوگوں کے ساتھ اسی قدر مال وصول کرے جس کا خدا نے حکم فرمایا ہے اور لوگوں کو بھلائی کی بشارت دے اور بھلائی کا حکم کرے اور قرآن اور احکام دین کی تعلیم کرے اور اس بات سے لوگوں کو منع کرے کہ قرآن کو ناپاک حالت میں کوئی ہاتھ نہ لگا دے اور لوگوں کے نفع ونقصان کی سب باتیں ان کو سمجھائے اور حق بات میں ان کے ساتھ نرمی کرے اور ظلم کے وقت سختی کرے کیونکہ خدا کے نزدیک ظلم مکروہ ہے اور خدا نے اس سے منع فرمایا کہ ''ظالموں پر خدا کی لعنت ہے'' اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور اس کے اعمال سکھائے اور لوگوں کو دین کا عالم بنا دے اور حج کے احکامات اور فرائض اور سُنن سے ان کو مطلع کر دے۔حج اکبر حج ہے اور حجِ اصغر عمرہ ہے۔اور لوگوں کو منع

کرے کہ کوئی ایک کپڑے میں جو چھوٹا ہو نماز نہ پڑھے اور اگر بڑا ہو جو اچھی طرح سے لپٹ سکے اُس میں پڑھ لے اور ستر کھول کر بیٹھنے سے بھی لوگوں کو منع کرے اور گدھی میں مردوں کو بالوں کا جُوڑا باندھنے سے بھی منع کرے اور جب آپس میں جہالت کی جنگ ہو تو قبائل کی مدد پر بلانے سے لوگوں کو منع کرے اور چاہیئے کہ خدا کی طرف یعنی جہاد کے واسطے قبائل کو بلایا جائے نہ کہ آپس کی جنگ کے واسطے اور جو اس بات کو نہ مانے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ حکم الٰہی کو مان لے اور سب خدا کی وحدانیت کے مقر ہو جائیں۔ اور چاہیئے کہ لوگوں کو اچھی طرح سے وضو کرنے کا حکم کرے۔ مُونہوں کو دھوئیں اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور پیروں کو ٹخنوں تک اور سَروں پر مسح کریں جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے اور نماز کو وقت پر پورے رکوع و سجود اور خشوع کے ساتھ ادا کریں۔ صبح کی نماز اوّل وقت پڑھیں اور ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد اور عصر کی نماز جب کہ سورج مغرب کی طرف متوجہ ہو اور مغرب کی نماز غروب کے بعد ستاروں کے نکلنے سے پہلے اور عشاء کی نماز رات کے پہلے حصہ میں ادا کریں۔ اور جب جمعہ کی اذان ہو تو نماز کے واسطے تیار ہو کر آجائیں اور نماز میں جانے سے پہلے غسل کریں اور لوگوں کو حکم کرو کہ مالِ غنیمت میں سے خُدا کا خمس جو اُس نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے نکالیں اور بارانی اور نہری زمین میں سے عشر اور چاہی میں سے نصف عشر محصول وصول کریں اور دس 10 اُونٹوں کی زکوٰۃ دو بکریاں اور بیس کی چار بکریاں وصول کریں اور چالیس گائیوں میں سے ایک گائے اور تیس میں سے ایک جذعہ[1] نر یا مادہ وصول کریں اور چالیس بکریوں جنگل کی چرنے والیوں میں سے ایک بکری وصول کریں۔ یہ خدا کا فریضہ ہے جو زکوٰۃ میں اُس نے مومنوں پر مقرر کیا ہے اور جو اس سے زیادہ دے گا اُس کے واسطے بہتر ہے اور جو یہودی یا نصرانی دین اسلام قبول کرے وہ ہر حکم میں مسلمانوں کی مثل ہے اور جو یہودی یا نصرانی اپنے دین پر قائم رہے۔ پس اُن میں سے ہر بالغ مرد اور عورت اور آزاد اور غلام پر ایک پورا دینار جزیہ کا لازم ہے یا اس کی قیمت کے موافق کپڑا یا اور کوئی چیز دے پس اگر وہ اس کو ادا کرے گا۔ تو وہ خُدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری میں ہے اور جو یہ جزیہ ادا نہ کرے گا۔ پس وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں کا دشمن ہے۔ صَلٰوۃُ اللّٰہِ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّالسَّلَامُ عَلَیْہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

رفاعہ بن زید جذامی کا قبول اسلام

خیبر کی جنگ سے پہلے حدیبیہ کی صلح میں رفاعہ بن زید جذامی ثم الصیبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا اور ایک غلام بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر گذارنا۔

---

[1] جذعہ کے معنی ہیں گائے کا ایسا بچہ جو بلوغت کے قریب ہو۔ (اسمٰعیل)

نبی جذام کے نام حضورؐ کا گرامی نامہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نامہ ان کے واسطے ان کی قوم کو لکھ دیا۔ جس کا مضمون یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ یہ نامہ محمدؐ رسولِ خدا کی طرف سے رفاعہ بن زید کے واسطے ہے۔ مشتمل برایں معنے کہ میں نے ان کو ان کی تمام قوم کی طرف بھیجا ہے تا کہ یہ اُن کو خدا اور رسول کی طرف بلائیں پس جو ان کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہو گا وہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ میں سے ہے اور جو انکار کرے گا اس کو دو مہینہ کی مہلت ہے۔

بنی جذام کا قبول اسلام

پھر جب رفاعہ اپنی قوم میں پہنچے تو ساری قوم مسلمان ہو گئی اور سب نے مقام حرۃ الرجلاء میں اپنی بود و باش اختیار کی۔

وفد ہمدان

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو ہمدان کا وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جس میں یہ لوگ روساءِ قوم تھے مالک بن نمط اور ابوتور یعنی ذوالمشعار اور مالک بن ایفع اور ضخام بن مالک السلمانی اور عمیرہ بن مالک خارنی وغیرہم اور یہ لوگ صبری چادریں اور عدنی عمامے باندھے ہوئے بڑے ادب اور جوش سے چلے آتے تھے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آن کر کھڑے ہوئے تو مالک بن ایفع نے عرض کی کہ حضورؐ ہمدان کے لوگ خدمتِ عالی میں حاضر ہیں وہ خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے بڑے بہادر ہیں۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو اُنہوں نے قبول کیا ہے اور بت پرستی چھوڑ دی ہے عہد کے یہ لوگ بڑے پکے ہیں کبھی ان کا پیمان شکستہ نہیں ہوتا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عہد نامہ لکھ کر ان کو عنایت کیا۔

حضورؐ کا عہد نامہ ہمدان کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ یہ عہد نامہ ہے محمد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے واسطے مخلاف خارف اور اہلِ جناب الہضب اور حقاف الرمل کے اور ذی المشعار اِن کے قافلے سالار اور مالک بن نمط کے اور جن لوگوں نے ان کی قوم میں سے اسلام قبول کیا ہے اس بات پر کہ یہ لوگ جس جگہ رہتے ہیں وہاں کی زمین ان کی ہے۔ جب تک کہ یہ نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اس زمین کی پیداوار نہ کھائیں

اور اپنے جانوروں کو چرائیں اور ان کے واسطے اس بات پر خدا کا عہد اور اس کے رسول کا ذمہ ہے اور مہاجرین اور انصار اس عہد نامہ کے گواہ ہیں۔

مسلمہ کذاب اور اسود عنسی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو آدمیوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ ایک مسیلمہ بن حبیب نے یمامہ میں بنی حنیفہ کے اندر اور دوسرے اسود بن کعب عنسی نے صنعاء یمن میں۔

ابوسعید حذری کہتے ہیں میں نے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! میں نے شب قدر کو دیکھا اور پھر میں اس کو بھول گیا اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھ کو وہ بُرے معلوم ہوئے ہیں میں نے اُن پر پھونک ماری وہ اُڑ گئے۔ پس میں نے ان کی تعبیر یہ لی ہے کہ اس سے یہ دونوں کذاب مراد ہیں ایک یمن والا اور دوسرا یمامہ والا۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے قیامت نہ قائم ہوگی یہاںتک کہ تیس دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک ان میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔

عرب کے مفتوحہ علاقوں میں عمال کا تقرر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک شہر مفتوحہ اسلام کی طرف ایک حاکم روانہ کیا۔ چنانچہ مہاجرین امیہ بن مغیرہ کو شہر صنعاء یمن میں بھیجا اور اسود عنسی نے ان پر خروج کیا۔

زیاد بن لبید بیاضی انصاری کو شہر حضر موت کے صدقات کی تحصیل کے واسطے روانہ کیا۔

عدی بن حاتم طائی کو بنی طے اور بنی اسد پر حاکم بنایا۔

اور مالک بن نویرہ بوعی کی بنی حنظلہ کی تحصیل پر بھیجا۔

بنی سعد کی تحصیل کے واسطے دو شخص روانہ کئے ایک طرف زبرقان بن بدر اور دوسری طرف قیس بن عاصم کو۔

اور علاء بن حضرمی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحرین پر بھیج چکے تھے۔

اور حضرت علی بن ابی طالب کو اہل نجران کی زکوٰۃ اور جزیہ کی تحصیل کرنے کے واسطے بھیجا۔

مسیلمہ کذاب کا خط حضورؐ کے نام

مسیلمہ نے اس مضمون کا خط حضورؐ کو بھیجا یہ نامہ ہے۔ مسیلمہ رسولِ خدا کی طرف سے محمد رسولِؐ خدا کو

سَلَامٌ عَلَیْکَ اَمَّا بَعْدُ میں تمہارا نبوت میں شریک کیا گیا ہوں۔ لہٰذا نصف زمین ہماری ہے اور نصف قریش کی ہے مگر قریش حد سے بڑھتے ہیں۔ یہ خط لے کر مسیلمہ کذاب کے دو قاصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے اس خط کو پڑھ کر فرمایا کہ تم دونوں کیا کہتے ہوانہوں نے کہا ہم بھی وہی کہتے ہیں جو مسیلمہ نے کہا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا اگر قاصد کے قتل کرنے کا قاعدہ ہوتا تو ضرور میں تم دونوں کو قتل کرا دیتا۔ پھر مسیلمہ کو یہ جواب لکھا۔

حضورؐ کا خط مسیلمہ کے نام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ یہ نامہ ہے محمد رسولِ خدا کی طرف سے مسیلمہ کذاب کے نام۔ سلام ہے اُس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ اما بعد زمین خدا کی ہے جس کو وہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے عنایت کرتا ہے اور عاقبت پرہیز گاروں کے واسطے ہے۔

یہ واقعہ سنہ 10 ہجری کے آخر کا ہے۔

حجۃ الوداع

حضورؐ کی مدینہ سے روانگی

جب ذیقعد کا مہینہ آیا۔ حضورؐ نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں کو تیاری کے واسطے حکم دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے پچیسویں ذیقعدہ کو حج کے واسطے سفر کیا اور مدینہ میں ابو دجانہ ساعدی اور بقول بعض سباع بن عرفطہ غفاری کو حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہؓ کا بیان

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں جب مقام شرف میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جس کے پاس قربانی نہ ہو وہ عمرہ کا احرام باندھ لے اور یہیں مجھ کو ایام آ گئے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں رو رہی تھی۔ اور انہوں نے کہا اے عائشہ کیا تم کو ایام آ گئے میں نے کہا ہاں فرماتی ہیں اس وقت میں یہ کہتی تھی کہ کاش میں اس سفر میں حضورؐ کے ساتھ نہ آتی۔ حضورؐ نے کہا ایسا نہ کہو جو حاجی کرتے ہیں وہی تم بھی کرنا فقط بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔ کہتی ہیں جب لوگ مکہ میں آئے تو جنہوں نے عمر کا احرام باندھا تھا۔ اُنہوں نے احرام کھول دیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں نے بھی عمرہ ہی کیا تھا پھر جب قربانی کا دن ہوا۔ تو بہت سا گائے کا گوشت میرے گھر میں آیا میں نے دریافت کیا یہ کیسا ہے؟ لانے والے نے کہا حضورؐ

نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے ذبح کی ہے پھر جب لیلۃ الحصبہ ہوئی تو حضورؐ نے میرے بھائی عبدالرحمان بن ابی بکر کو میرے پاس مقام تنعیم سے عمرہ کرانے کے واسطے بھیجا۔اس عمرہ کے بدلہ میں جو مجھ سے فوت ہو گیا تھا۔

حضرت حفصہ کا بیان

حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب کہتی ہیں حضورؐ نے اپنی عورتوں کو عمرہ کے بعد احرام کھول دینے کا حکم دیا میں نے عرض کیا۔آپ کیوں نہیں احرام کھولتے۔فرمایا میں قربانی ساتھ لایا ہوں اس کو ذبح کر کے احرام کھولوں گا۔

حضرت علی کا نجران سے واپسی پر مکہ معظّمہ پہنچنا

حضرت علیؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کی طرف بھیجا تھا وہاں سے واپسی پر حضرت علیؓ مکہ میں آئے۔حضورؐ حج کے واسطے پہلے سے آئے ہوئے تھے۔حضرت علیؓ اپنی زوجہ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے۔اُن کو دیکھا تو اُنہوں نے احرام کھول دیا تھا۔حضرت علیؓ نے پوچھا اے رسولِ خدا کی صاحبزادی تم نے ابھی سے احرام کھول دیا؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا ہاں حضور نے ہم کو حکم دیا تھا۔ہم نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا پھر حضرت علیؓ حضورؐ کے پاس آئے اور جب اپنے سفر کے حالات بیان کرنے سے فارغ ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا تم جا کر طواف کرو اور جیسے اور لوگوں نے احرام کھول دیئے ہیں تم بھی کھول دو۔

حضورؐ نے اپنی قربانی میں حضرت علیؓ کو شریک کیا

حضرت علیؓ نے عرض کیا حضورؐ میں نے یہ نیت کی تھی کہ اے اللہ میں وہ احرام باندھتا ہوں۔جو تیرے نبی اور تیرے بندہ اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔حضورؐ نے فرمایا تمہارے پاس قربانی بھی ہے؟ حضرت علی نے عرض کیا قربانی تو نہیں ہے۔پس حضورؐ نے اپنی قربانی میں ان کو شریک کیا اور یہ اُسی احرام کے ساتھ رہے اور حضورؐ کے ساتھ احرام کھولا اور حضورؐ نے ان کی اور اپنی دونوں کی طرف سے قربانی کی۔

لوگوں کا حضرت علیؓ کی غلط شکایت کرنا اور آپ کا جواب

یزید بن رکانہ کہتے ہیں۔جب حضرت علیؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے واسطے مکہ میں آئے تو لشکر کو پیچھے چھوڑ کر آئے تھے اور ایک شخص کو اس پر حاکم مقرر کیا تھا اس شخص نے توشہ خانہ میں سے نفیس کپڑا نکال کر سارے لشکر میں تقسیم کر دیا کہ اس کو اُوڑھ کو۔جب یہ لشکر اس صورت میں مکّہ کے قریب پہنچا حضرت

علیؓ ملنے کے واسطے تشریف لائے اور ان کپڑوں کو دیکھ کر اُس شخص سے جس کو حاکم کیا تھا پوچھا کہ یہ کیا بات ہے اُس نے کہا میں نے یہ کپڑے اس واسطے تقسیم کئے تا کہ یہ لشکر لوگوں میں اپنی عزت ظاہر کرے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تجھ کو خرابی ہو جلد یہ کپڑے ان لوگوں سے لے کر توشہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے سے پہلے داخل کر۔ چنانچہ وہ کپڑے سارے لشکر سے لے کر داخل کئے گئے۔ لشکر کے لوگوں نے حضورؐ سے حضرت علیؓ کے اس برتاؤ کی شکایت کی حضورؐ نے فرمایا اے لوگو! علیؓ کی شکایت تم نہ کرو علی خدا کے معاملہ میں بہت مضبوط ہے اس کی شکایت کرنی لائق نہیں ہے۔

حضورؐ کا مناسک حج کی تعلیم دینا

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا اور لوگوں کو مناسک حج یعنی حج کے طریقے اور قاعدے بتائے پھر حضورؐ نے ایک طویل خطبہ پڑھا اور بہت سے احکامات اُمت کے واسطے بیان فرمائے۔

حضورؐ کا مہتمم بالشان خطبہ

آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! میری بات غور سے سنو شاید کہ آئندہ میں تم سے اس جگہ کبھی ملاقات نہ کروں۔ اے لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال آپس میں ایک دوسرے پر احرام ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے جا مِلو مثل تمہارے اس دن کی حرمت کے اور اس مہینہ کی حرمت کے۔ اور بیشک تم اپنے پروردگار کی حضورؐ میں حاضر ہوگے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کا سوال کرے گا۔ اور میں سب باتیں تم کو بتا چکا ہوں پس جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی امانت ادا کر دے اور کوئی شخص اپنے قرض دار سے بجز اس راس المال کے سود نہ لے کیونکہ سود حرام کر دیا گیا ہے اور خدا نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے اور عباس بن عبدالمطلب کا سود بھی باطل کر دیا گیا اور جس قدر خون زمانہ جاہلیت کے تھے سب معاف ہیں اور سب سے پہلے جو خون زمانہ جاہلیت کا میں معاف کرتا ہوں وہ خون ابن ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب کا ہے جس کو بنی ہذیل نے قتل کیا تھا۔ پس یہ جاہلیت کے خون معاف کرنے میں مَیں ابتداء کرتا ہوں۔

اور اے لوگو! تمہارے ملک میں شیطان اپنی پرستش کئے جانے سے ناامید ہو گیا ہے۔ یعنی ملک عرب میں کبھی اس کی پرستش نہ ہوگی مگر ہاں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہ راضی ہو گیا ہے جن کو تم بڑے گناہوں میں شمار نہ کرو گے۔ پس تم کو اپنے دین کی شیطان سے حفاظت لازم ہے۔

اے لوگو! نسئی کی بدعت (حرام مہینوں کو حلال کر لینا اور اس کے بدلے میں حلال مہینوں کو حرام کر لینا) کفر ہے۔ لوگ کسی مہینے کو کسی سال (اپنی نفسانی غرض سے) حلال کر لیتے ہیں اور کسی سال (جب کوئی ذاتی

غرض نہ ہو) حرام سمجھتے ہیں اور یہ وہ اس وجہ سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کیے ہیں ان کی گنتی پوری کر لیں۔ اس طرح کا فر اللہ تعالیٰ کے حرام کئے ہوئے مہینے کو حلال کر لیتے ہیں اور اس کے حلال کئے ہوئے مہینے کو حرام۔

ابتداء میں خدا نے جب زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا زمانہ پھر پھرا کر آج پھر اسی نقطہ پر آ گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے مقرر فرمائے ہیں جن میں چار قابل احترام ہیں۔ ان میں سے تین متواتر میں (یعنی ذیقعد، ذی الحجہ اور محرم) اور ایک اکیلا مہینہ ہے یعنی رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے بیچ میں ہے۔

اور اے لوگو! تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا بھی تم پر حق ہے تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ وہ کسی غیر مرد کو اپنے قریب نہ آنے دیں اور بے حیائی کی باتوں سے بچیں۔ پس اگر وہ ایسا کریں۔ تو خدا نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم ان کو اپنے جُدا سلاؤ۔ اور ایسی مار مارو جو زیادہ تکلیف دہ نہ ہو پھر اگر وہ اُن باتوں سے باز آ جائیں تو ان کا کھانا کپڑا حسب حیثیت تمہارے ذمہ میں ہے۔

اے لوگو! عورتوں کے ساتھ بھلائی کرو۔ وہ تمہاری مددگار ہیں اور اپنے واسطے کچھ اختیار نہیں رکھتی ہیں اور تم نے اس خدا کی امانت کو اپنی تحویل میں لیا ہے اور خدا کے کلام کے ساتھ ان کو حلال کیا ہے۔ پس اے لوگو! میرے ان احکام کو خوب سمجھو اور میں نے تم میں ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اس کو تم مضبوط پکڑے رہو گے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سُنت۔

اے لوگو! میری ان باتوں کو سُنو اور خوب سمجھ لو اور جان لو کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس مسلمان کے مال میں سے دوسرے مسلمان کو کوئی چیز لینی حلال نہیں ہے سوا اس چیز کے جو وہ اپنی خوشی سے دے اور تم ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے باز رہنا۔ آپؐ نے فرمایا اے اللہ کیا میں نے تیرے احکامات تیرے بندوں کو پہنچا دیئے؟ سب حاضرین نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہاں بیشک آپ نے احکامات الٰہی ہم کو پہنچا دیئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا۔

مقام عرفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اور ربیعہ بن اُمیہ بن خلف آپ کے پاس کھڑے تھے۔ آپ اُن سے فرماتے تھے کہ تم لوگوں سے کہو کہ اے لوگو! رسولِ خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا مہینہ ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے کہ یہ مہینہ حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو بیشک خدا نے تمہارے مال ایک دوسرے پر حرام کر دیئے ہیں۔ جب تک کہ تم اپنے رب سے ملو مثل اس مہینہ کی حرمت کے۔

پھر حضورؐ ربیعہ سے فرماتے کہ لوگوں سے کہواے لوگو! رسولِ خُدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے ربیعہ لوگوں میں آواز دیتے لوگ کہتے کہ یہ شہر بلد الحرام ہے۔ حضورؐ ربیعہ سے فرماتے کہ ان سے کہہ دو کہ خدا نے تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر حرام کئے ہیں۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ مثل اس شہر کی حرمت کے۔

پھر حضورؐ ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دواے لوگو! رسولِ خدا فرماتے ہیں تم جانتے ہو کہ یہ کونسا دن ہے ربیعہ لوگوں سے کہتے لوگ جواب دیتے کہ یہ حج اکبر کا روز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ربیعہ سے فرماتے کہ کہہ دو اے لوگو! خدا نے تمہارے مال اور خون ایک دوسرے پر حرام کئے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے مِلو مثل اس دن کی حرمت کے۔

عمرو بن خارجہ کہتے ہیں مجھ کو عتاب بن اُسید نے کسی ضرورت کے واسطے حضورؐ کی خدمت میں بھیجا تھا میں جب حضورؐ کی خدمت میں آیا تو آپ مقام عرفات میں سانڈنی پر سوار کھڑے تھے میں عتاب کا پیغام پہنچا کر و ہیں آپ کی سانڈنی کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اسی طرح کہ اس کی مہار میرے سر کے اوپر تھی۔ پس میں نے سُنا آپ فرما رہے تھے۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق پہنچا دیا لہٰذا وارث کے واسطے وصیّت جائز نہیں ہے اور زنا کی اولاد عورت کو ملے گی اور زانی کے واسطے پتھر ہیں اور جو شخص دوسرے کے نسب میں ملے گا یا کسی کا آزاد غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اپنے تئیں منسوب کرے گا اُس پر خُدا کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے اور خُدا اس کا کوئی نیک کام قبول نہ فرمائے گا۔

عرفات، مزدلفہ اور منیٰ کے متعلق حضورؐ کے ارشادات

جب عرفات کے پہاڑ پر آپ کھڑے ہوئے فرمایا یہ سارا پہاڑ موقف ہے اور پھر مزدلفہ میں پہنچ کر فرمایا سارا مزدلفہ موقف ہے پھر منیٰ میں قربانی کر کے فرمایا سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے۔

تمام احکاماتِ حج کی تعلیم

اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے حج کے احکامات لوگوں کو بتلائے کنکریوں کا مارنا اور کعبہ کا طواف کرنا اور حج میں جو باتیں جائز ہیں اور ناجائز ہیں سب بتائیں۔ اسی سبب سے اس حج کو حجۃ البلاغ کہتے ہیں۔

حجۃ الوداع کی وجہ تسمیہ

اور حجۃ الوداع اس سبب سے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس کے بعد حج نہیں کیا۔

حضورؐ کا اسامہ کو سردارِ لشکر بنا کر بھیجنا

اس حج سے واپس آن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم الحج کا باقی مہینہ اور محرم اور صفر مدینہ میں رہے۔ پھر آپ نے مسلمانوں کا ایک لشکر جمع کر کے اُسامہ بن زید کو اس کا سردار کیا اور شام کے ملک میں شہر بلقار کی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیا۔ اِس لشکر میں مہاجرین اولین کثرت سے تھے۔

تبلیغ اسلام کے لئے حضورؐ کا بادشاہوں کو خطوط لکھنا

تبلیغ کے متعلق آنحضورؐ کی نصیحت اپنے صحابہ کو

حدیبیہ کے سفر سے واپس آن کر ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالم کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے پس تم میرے اوپر ایسا اختلاف نہ کرنا جیسا حواریوں نے عیسیٰ بن مریم پر اختلاف کیا۔ صحابہ نے عرض کیا حضورؐ حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اختلاف کیا تھا فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو اسی بات کی طرف بلایا تھا جس کی طرف میں تم کو بلاتا ہوں یعنی بادشاہوں کی طرف ایلچی بنا کر بھیجنے کے واسطے پس جن لوگوں کو عیسیٰ علیہ السلام نے قریب کے ملکوں میں بھیجا تھا۔ وہ تو خوشی خوشی چلے گئے اور جن کو دور دراز ملکوں میں بھیجا تھا وہ سُست ہو گئے اور وہاں جانا ان کو ناگوار گذرا۔ تم ایسا نہ کرنا اور بلکہ اسلام کو نہایت شوق اور اخلاص کے ساتھ لوگوں تک پہنچانا۔

کِن کِن لوگوں کو حضورؐ کے تبلیغی خطوط روانہ کئے

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نامے لکھ کر اپنے اصحاب کو عنایت کئے اور ان کو بادشاہوں کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر بادشاہ روم کے پاس اور عبداللہ بن حذافہ سہمی کو کسریٰ بادشاہ فارس کے پاس روانہ کیا۔ اور عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی بادشاہِ حبش کی طرف اور حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس بادشاہ مصر کے پاس اور عمرو بن عاص سہمی کو جیغر اور عیاذ جلندی کے دونوں بیٹوں کی طرف بھیجا یہ دونوں قوم اذد سے عمان کے بادشاہ تھے اور سلیط بن عمرو عامری کو ثمامہ بن اثال اور ہوذہ بن علی یمامہ کے بادشاہوں کے پاس بھیجا اور علاء بن حضرمی کو منذر بن سادی عبدی بادشاہ بحرین کے پاس روانہ فرمایا اور شجاع بن وہب اسدی کو حرث بن ابی شمر غسانی بادشاہ سرحد شام کی طرف روانہ کیا۔ جو یمن میں قبیلہ حمیر کا امیر تھا۔

مگر ابن ہشام کا قول ہے کہ شجاع بن وہب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبلہ بن ایہم غسانی کی طرف اور مہاجرین اُمیہ مخزومی کو حارث بن عبد کلال حمیری کی طرف روانہ کیا۔

ایک کتاب کا ذکر جس میں حضورؐ کے مکتوبات تھے

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھ کو یزید بن ابی حبیب مصری نے بیان کیا کہ ان کو ایک کتاب ملی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بادشاہانِ روئے زمین کی طرف ایلچیوں کے روانہ فرمانے کا ذکر تھا اور جس طرح کہ اوپر لکھا گیا ہے سب اس کتاب میں مندرج تھا۔ یزید کہتے ہیں وہ کتاب میں نے ابن شہاب زہری کو بھیج دی۔ اُنہوں نے اس کو پڑھ کر سب حال معلوم کیا جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تبلیغی مساعی

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو زمین کے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کرنے کے واسطے بھیجا تھا اور ان حواریوں کے ساتھ ان کے اتباع بھی تھے۔ چنانچہ پطرس حواری کو جس کے ساتھ بولس بھی تھا ملک رومیہ اور اندرائس کی طرف روانہ کیا۔ بولس حواریوں میں سے نہیں تھا بلکہ یہ اتباع میں سے تھا۔ اور مُنتا حواری کو اس ملک میں بھیجا جہاں کے لوگ آدمیوں کو کھا لیتے ہیں اور توماس کا ملک بابل اور قبیلیس کو افریقہ کے شہر قرطاجبنہ کی طرف اور تحنس کو ''افسوس'' کی طرف جو اصحاب کہف کا شہر ہے روانہ کیا اور یعقوبس کو یوروشلم کی طرف جو ملک ایلیاء کا ایک شہر بیت المقدس کے پاس ہے روانہ کیا۔ اور ابن ثلمانی کو ملک حجاز میں بھیجا اور سیمن کو بربر میں اور یہود کو اور یہ حواریوں میں سے تھا یووس کی جگہ مقرر کر دیا گیا تھا۔

تمام غزوات نبوی کا اجمالی تذکرہ

حضور سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ خاص ستائیس غزوات میں تشریف لے گئے جن کی تفصیل یہ ہے سب سے پہلے غزوہ ابواء پھر غزوہ ابواط مقام رضویٰ کی طرف پھر غزوہ عشیرہ شہر ینبوع کی طرف پھر غزوہ بدر اولیٰ کوز بن جابر کی تلاش میں پھر بدر کا وہ غزوہ جس میں خداوند تعالیٰ نے سردارانِ قریش کو قتل کرایا۔ پھر غزوہ بنی سلیم جس میں آپ مقام کدر تک تشریف لے گئے تھے۔ پھر غزوہ سویق ابوسفیان کی تلاش میں پھر غزوہ غطفان جس کو ذی امر کا غزوہ بھی کہتے ہیں۔ پھر غزوہ بحران خاص حجاز میں پھر غزوہ اُحد پھر غزوہ حمراء الاسد پھر غزوہ بنی نضیر پھر غزوہ ذات الرقاع مقام نخل میں پھر غزوہ بدر الآخریٰ پھر غزوہ دومۃ الجندل پھر غزوہ خندق پھر غزوہ بنی قریظہ پھر غزوہ بنی الحیان ہذیل سے پھر غزوہ ذی قرد پھر غزوہ بنی مصطلق خزاعہ سے پھر غزوہ حدیبیہ جس میں جنگ کا قصد نہیں تھا۔ اور مشرکوں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا تھا۔ پھر غزوہ خیبر۔ پھر عمرۃ القضاء پھر غزوہ فتح مکہ پھر غزوہ حنین۔ پھر غزوہ طائف۔ پھر غزوہ تبوک۔

ان سب غزوات میں سے کل نو غزوات میں جنگ ہوئی۔ ۱ بدر اور ۲ اُحد اور ۳ خندق اور ۴ قریظہ اور ۵ مصطلق اور ۶ خیبر اور ۷ فتح مکہ اور ۸ حنین اور ۹ طائف میں۔

وہ لشکر جو حضورؐ نے روانہ فرمائے

سب چھوٹے اور بڑے اڑتالیس لشکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طور پر مختلف اطراف میں اور مختلف اوقات میں روانہ فرمائے ان کی تفصیل یہ ہے۔

عبیدہ بن حرث کا لشکر شنیہ ذی المردہ کی طرف اور حضرت حمزہ کا لشکر ساحل بحر کی طرف اور بعض لوگ حضرت حمزہ کے لشکر کی روانگی عبیدہ کے لشکر سے پہلے بیان کرتے ہیں۔ پھر سعد بن ابی وقاص کا غزوہ مقام خرار میں اور عبداللہ بن جحش کا غزوہ نخلہ میں اور زید بن حارثہ کا غزوہ مقام قردہ میں اور محمد بن مسلمہ کا غزوہ کعب بن اشرف یہودی سے اور مرثد بن ابی مرثد غنوی کا غزوہ رجیع میں اور منذر بن عمرو کا غزوہ بیر معونہ میں۔ اور ابوعبیدہ بن جراح کا غزوہ عراق کے راستہ میں۔ اور عمر بن خطاب کا غزوہ بنی عامر سے اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کا غزوہ یمن میں اور غالب بن عبداللہ کا بھی کا غزوہ بنی ملوح پر جس کا حال نیچے لکھا جاتا ہے۔

غالب کا جہاد بنی ملوح پر

جندب بن مکیث جہنی کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر غالب بن عبداللہ کلبی کی سرکردگی میں بنی ملوح کی طرف جو مقام کدید میں رہتے تھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ ان پر جہاد کرنا۔ جندب کہتے ہیں مَیں اس لشکر میں تھا۔ پس ہم لوگ روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ جب ہم مقام کدید میں پہنچے تو حرث بن مالک یعنی ابن البرصاء اللیثی ہم کو ملا ہم نے اس کو گرفتار کرلیا۔ اس نے کہا میں تو اسلام قبول کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاتا تھا۔ تم نے ناحق مجھ کو گرفتار کیا ہم نے کہا اگر تم مسلمان ہو اور حضورؐ کے پاس جاتے ہو تو تم کو ایک رات ہمارے پاس رہنے سے کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔ اور پھر ہم نے اس کی مشکیں باندھ کر ایک سپاہی کے حوالہ کیا اور اُس کو تاکید کردی کہ اگر اس کی کوئی خلاف حرکت دیکھو تو فوراً اس کا سر اتار لینا۔ پھر روانہ ہو کر ہم غروب آفتاب کے وقت مقام کدید میں پہنچے پس ہم جنگل کے ایک کنارے پر اُترے ہوئے تھے۔

جندب کہتے ہیں میرے ساتھیوں نے مجھ کو لشکر کی نگہداشت اور دشمن کی خبر کے واسطے بھیجا میں ایک بلند ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس ٹیلہ پر سے بنی ملوح کے تمام مکانات خوب نظر آتے تھے میں نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے مکان سے باہر نکلا اور اپنی بیوی سے اس نے کہا مجھ کو سامنے ٹیلہ پر کچھ سیاہی نظر آتی ہے جو

پہلے میں نے نہیں دیکھی تھی تو اپنے برتنوں کو دیکھ کوئی چیز گم تو نہیں ہوئی ہے اس نے سب چیزوں کو دیکھا اور کہا نہیں کوئی چیز گم نہیں ہوئی ہے۔ مرد نے کہا میری کمان اور دو تیر مجھ کو دے عورت نے اس کو دیئے اور اس نے ایک تیر میرے پہلو میں مارا۔ میں نے اُس کو نکال کر اپنے پاس رکھ لیا اور وہاں سے حرکت نہ کی پھر دوسرا تیر اُس نے میرے شانہ پر مارا میں نے اس کو بھی نکال کر اپنے پاس رکھ لیا اور وہاں سے حرکت نہ کی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر یہ کوئی آدمی ہوتا تو ضرور حرکت کرتا میرے دو تیر اس کے لگے اور اُس نے حرکت تک نہیں کی۔ مگر معلوم ہوتا ہے یہ کوئی چیز نہیں ہے صبح کو تو جا کر میرے تیر اُٹھا لائیو اور پھر یہ شخص اپنے گھر میں چلا گیا۔

جندب کہتے ہیں رات کو ہم نے ان لوگوں سے کچھ نہیں کیا۔ چین سے سوتے رہے جب صبح کا وقت ہوا تو ہم نے ان پر حملہ کیا اور خوب قتل و غارت کر کے مال و اسباب اور جانور اُن کے لوٹ کر ہم روانہ ہوئے پھر ہمارے تعاقب میں یہ لوگ بھی جمع ہو کر آئے جب یہ ہم سے قریب پہنچے تو ہمارے ان کے درمیان میں ایک جنگل تھا ہم اُس کے پرلے کنارے پر تھے اور یہ ورلے کنارے پر پہنچے تھے کہ خدا جانے کہاں سے اس جنگل میں اس زور کی پانی کی ایک رو آئی کہ وہ لوگ اس کو عبور کر کے ہم تک نہ پہنچ سکے۔ ہم کھڑے ہو کر ان مجبوری اور پریشانی کا تماشا دیکھنے لگے۔ پھر ہم نے ان کے سب جانوروں کو اکٹھا کر کے آگے کو بڑھایا اور بہت جلد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ لوگ وہیں رُکے کنارہ پر رہ گئے۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کا شعار رات کے وقت اَمِتْ اَمِتْ تھا۔

ان لشکروں کا مزید حال جو حضورؐ نے روانہ فرمائے

حضرت علی بن ابی طالب بنی عبداللہ بن سعد اہل فدک پر جہاد کرنے تشریف لے گئے اور ابی العلوجاء سلمٰی نے بنی سلیم پر جہاد کیا اور یہ اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے اور عکاشہ بن محصن نے غمرہ پر جہاد کیا۔ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد نے نجد کی طرف بنی اسد سے ایک چشمہ پر جس کا نام قطن تھا جنگ کی اور وہیں مسعود بن عروہ شہید ہوئے اور محمد بن مسلمہ حارثی نے مقام قرطاء میں ہوازن سے جنگ کی اور بشیر بن سعد بن مرہ نے فدک پر جہاد کیا اور بشیر بن سعد نے خیبر کے قرب و جوار میں جہاد کیا اور زید بن حارثہ نے مقام جموم میں بنی سلیم کا ملک ہے جہاد کیا اور زید بن حارثہ ہی نے جذام پر ملک حشمین میں قتال کیا۔ جس کی کیفیت ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

زید بن حارثہ کا جذام پر حملہ

جذام کے چند لوگوں کا بیان ہے جو اس واقعہ کے خوب جاننے والے تھے کہ رفاعہ بن زید جذامی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو قوم کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط بھی لائے تھے جس میں حضورؐ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت کی تھی۔ پس ان لوگوں نے اسلام قبول کیا پھر تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ دحیہ بن خلیفہ کلبی ملک شام سے واپس ہوتے ہوئے اس طرح گذرے اور دحیہ قیصر روم کے پاس حضورؐ کا نامہ لے کر گئے تھے اور کچھ مالِ تجارت بھی ان کے پاس تھا۔ جب یہاں پہنچے تو ایک وادی میں جس کا وادی شنار نام تھا ٹھہرے۔ ہنید بن عوص اور اس کے بیٹے عوص بن ہنید نے ان کا مال لوٹ لیا۔ اور یہ لوگ بنی صلیع میں رہتے تھے جو جذام کی ایک شاخ ہے یہ خبر بنی خبیب یعنی رفاعہ بن زید کے لوگوں کو پہنچی یہ ہنید اور اُس کے بیٹے پر جا پڑے اور خوب جنگ ہوئی۔ قرہ بن اشقر صفادی ثم الصلعی نے ایک تیر نعمان بن ابی جعال کے مارا اور جب یہ تیر اس کے گھٹنہ میں لگا تو کہنے لگا کہ اس تیر کو ابن لبنی کی طرف سے لے۔ لبنی نعمان کی ماں کا نام تھا اور حسان بن ملہ جیبی دحیہ کا صحبت یافتہ تھا۔ اور دحیہ نے اس کو سورۂ فاتحہ سکھائی تھی غرضیکہ رفاعہ بن زید کے لوگوں نے دحیہ کلبی کا سارا مال ان سے لے کر دحیہ کے حوالہ کیا اور دحیہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا اور ہنید اور اس کے بیٹے کے قتل کرنے کی درخواست کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو لشکر کا سردار کر کے بنی جذام کی طرف روانہ کیا۔

اور جذام کی شاخ غطفان اور دائل اور سلامان اور سعد بن ہذیم کے لوگ جب رفاعہ بن زید ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ لائے ہیں تو یہ سب مقام حرہ وجلاء میں آ کر آباد ہو گئے تھے اور رفاعہ بن زید کراع ربہ میں تھے زید کے لشکر کی ان کو بالکل خبر نہ تھی اور بنی خبیب کے چند لوگ ان کے ساتھ تھے اور باقی وادی مدان میں تھے حرہ کے مشرقی کنارہ پر جہاں چشمہ جاری ہے اور اولاج کی طرف سے زید کے لشکر نے آن کر مقام ماقض میں حرہ کی طرف سے حملہ کیا اور ہنید اور اس کے بیٹے اور بنی خیف کے[1] دو آدمی اور دو بنی خصیب کے قتل کر کے تمام مال واسباب ان کا جمع کیا اور قیدی بھی گرفتار کئے۔ جب یہ واقعہ خبیب نے سُنا یہ سوار ہو کر زید بن حارثہ کے لشکر کی طرف جو فیغاء مدان میں پڑا ہوا تھا روانہ ہوئے۔ اور ان میں یہ لوگ سردار تھے۔ حسان بن ملہ سوید بن زید کے گھوڑے عجاجہ نام پر سوار تھا اور انیف بن ملہ اپنے باپ مِلَّہ کے گھوڑے رعال پر سوار تھا اور ابو زید بن عمرو شمر نام گھوڑے پر سوار تھا۔ پس جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے

---

[1] کتاب کے بعض نسخوں میں یہ نام احنف۔ بعض میں اجیف اور بعض میں خفیف لکھا ہے۔

قریب پہنچے ابوزید اور عسان نے انیف بن ملہ سے کہا کہ تم اگر واپس چلے جاؤ تو بہتر ہے کیونکہ ہم کو تمہاری زبان درازی سے ڈر لگتا ہے انیف بن ملہ ٹھہر گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے تھوڑی دور گئے ہوں گے جو انیف بن مِلّہ کے گھوڑے نے پیروں سے زمین کھودنی اور ہنہنانا شروع کیا اور آخر ان دونوں کے پیچھے دوڑنے لگا۔ جب انیف ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ خیر تم آئے تو ہو مگر اپنی زبان کو بند رکھنا۔ اور یہ قرار پائی کہ حسان بن ملہ کے سوا کوئی گفتگو نہ کرے۔

ان لوگوں کے آپس میں جاہلیت کے زمانہ میں ایک کلمہ رائج تھا کہ اس کو یہی لوگ سمجھتے تھے یعنی جب کوئی کسی کو تلوار سے مارنا چاہتا تھا تو کہتا تھابُــوری۔ اب جو یہ لوگ زید کے لشکر کے سامنے آئے۔ لشکر کے لوگ ان کے پکڑنے کو دوڑے حسان نے ان لوگوں سے کہا ہم مسلمان ہیں اور اوّل لشکر سے جو شخص ان کی طرف آیا وہ ادہم تھا جو گھوڑے پر سوار تھا ان لوگوں کو یہ شخص لشکر کے اندر لے چلا۔ انیف بن مِلّہ نے کہا بوری حسان نے کہا خبردار ایسی حرکت نہ کیجیئو پھر جب یہ لوگ زید بن حارثہ کے پاس پہنچے حسان نے کہا ہم لوگ مسلمان ہیں زید نے کہا اگر مسلمان ہو تو سورۂ فاتحہ پڑھو حسان نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر سُنائی زید بن حارثہ نے اپنے لشکر میں اعلان کرا دیا کہ یہ لوگ جو آئے ہیں مسلمان ہیں۔ کوئی ان کو تکلیف نہ پہنچائے اور ان کی چیزیں لُوٹ میں جو جو مسلمانوں کے پاس ہوں وہ واپس ان کو دے دو۔

قیدیوں میں حسان بن ملہ کی بہن جوابی وبر بن عدی کی بیوی تھی وہ بھی موجود تھی زید نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہن کو لے جاؤ۔ یہ سُن کر ام فزار صعلیہ نے حسان سے کہا کہ تم اپنی بہنوں کو تو لے جاتے ہو اور ماؤں کو چھوڑ دیتے ہو۔ بنی نصیب میں سے ایک شخص نے ام فزار کو جواب دیا کہ یہ لوگ بنی حبیب ہیں ان کی جادو بیانی ہمیشہ سے مشہور ہے۔ اب بھی اسی جادو بیانی سے اُنہوں نے اپنی بہن کو چھڑا لیا ایک لشکری نے یہ بات زید بن حارثہ سے بیان کی زید نے اُس عورت یعنی حسان کی بہن کو قید سے چھڑا کر حکم دیا کہ یہیں اور عورتوں میں جو تمہارے کنبہ کی ہیں بیٹھ جاؤ۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے حق میں فیصلہ فرمائے۔ یہ لوگ زید کے لشکر سے واپس چلے آئے اور زید نے اپنے لشکر کو اس جنگل کی طرف جدھر سے یہ لوگ آئے تھے جانے کی ممانعت کر دی۔

یہ لوگ شام کو اپنے گھر پہنچے اور سَتُو پی کر راتوں رات سوار ہو کر رفاعہ بن زید کے پاس پہنچے۔ ان لوگوں کے نام یہ ہیں:۔

ابوزید بن عمرو اور ابوشماس بن عمرو اور سوید بن زید اور ثعلبہ بن عمرو اور بعجہ بن زید اور برذع بن زید اور مخربہ بن عدی اور انیف بن مِلہ اور حسان بن ہلّہ جب رفاعہ کے پاس یہ لوگ پہنچے ہیں تو صبح کا وقت تھا اور

رفاعہ حرہ کی پشت پر ایک کنوئیں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے حسان نے جاتے ہی رفاعہ سے کہا کہ تم تو یہاں بیٹھے ہوئے بکریوں کا دودھ دھورہے ہو اور بنی جذام کی عورتیں قید بھی ہوچکیں۔ رفاعہ نے اس بات کے سُنتے ہی فوراً اپنا اُونٹ منگایا اور اس پر سوار ہوئے اور یہ لوگ بھی اُمیہ بن ضفارہ کو جو اس مقتول خصیبی کا بھائی تھا۔ جس کو زید کے لشکر نے قتل کیا تھا۔ ساتھ لے کر رفاعہ ساتھ روانہ ہوئے اور تین دن کے بعد مدینہ میں پہنچے۔ جب مدینہ کے اندر داخل ہوئے تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ تم اپنے اُونٹوں سے نیچے اُتر آؤ چنانچہ یہ لوگ اُونٹوں سے اُتر کر مسجد شریف میں داخل ہوئے حضورؐ نے جب اِن لوگوں کو دیکھا تو ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ آگے آجاؤ پھر جب رفاع نے گفتگو شروع کی تو ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ سحر بیان ہیں اور دو تین مرتبہ اس شخص نے یہی کہا تب رفاعہ بن زید نے کہا خدا اِس شخص پر رحم کرے جو اس وقت بھی ہمارے حق میں نہیں کہتا ہے مگر بھلائی کی بات۔ پھر رفاعہ نے وہ نامہ جو حضورؐ نے ان کو دیا تھا حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ حضورؐ کا قدیم عہد نامہ ہے جس میں اب نئی شکستگی واقع ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو بلند آواز سے پڑھ۔ جب اُس نے پڑھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا رفاعہ سے واقعہ حال دریافت کیا رفاعہ نے سارا قصہ زید بن حارثہ کا بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ جو لوگ ہمارے قتل ہو گئے ان کے بارے میں مَیں کیا کروں۔ رفاعہ نے عرض کیا یا رسول اللہ حضورؐ خوب واقف ہیں کہ ہم نے حضورؐ پر کسی حلال چیز کو حرام کرانا چاہتے ہیں نہ حرام کو حلال کرانا چاہتے ہیں۔ ابو یزید بن عمرو نے عرض کیا یا رسول اللہ جو لوگ ہمارے قتل ہوئے وہ میرے اس پر کے نیچے ہیں یعنی ہم اُن کے خُون کا کچھ مطالبہ نہیں کرتے جو زندہ ہیں وہ ہی ہمارے حوالہ کر دیئے جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو زید نے سچ کہا اے علی تم ان کے ساتھ جا کر ان کے سب قیدی چھڑا دو۔ اور ان کا مال بھی دلوا دو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ زید بن حارثہ میرا کہا نہیں مانتے۔ حضورؐ نے فرمایا تم یہ میری تلوار لے جاؤ پھر حضرت علی نے عرض کیا حضورؐ میرے پاس سواری بھی نہیں ہے۔ تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ثعلبہ بن عمرو کے اُونٹ پر جس کا نام ملحال تھا سوار کر کے روانہ کیا جب یہ لوگ مدینہ کے باہر نکلے تو دیکھا کہ زید بن حارثہ کا ایلچی انہیں لوگوں کے اُونٹوں میں سے ایک اُونٹ پر سوار جس کا نام شمر تھا چلا آتا ہے ان لوگوں نے اس ایلچی کو اُونٹ پر سے اُتار کر اُونٹ اُس سے لے لیا۔ اُس نے کہا اے علی یہ کیا بات ہے۔ حضرت علی نے فرمایا ان کا مال ہے۔ انہوں نے پہچان کر لے لیا۔ پھر یہ لوگ زید بن حارثہ کے لشکر سے مقام فیفاء الفلحلتین میں جا کر ملے اور سارا مال واسباب حضرت علی نے مع قیدیوں کے ان کو دلوا دیا۔ چنانچہ اگر کسی نے عورت کا کپڑا اپنے کجاوہ کے نیچے بھی باندھ لیا تھا تو اس

تک کو بھی کھلوا کر دے دیا۔

زید بن حارثہ کی جنگ بنی فزارہ سے

یہ جہاد زید بن حارثہ نے عراق کے راستہ میں مقام وادی القریٰ پر بنی فزارہ سے کیا پہلے اس غزوہ میں زید بن حارثہ کو شکست ہوئی یہ خود بھی زخمی ہوئے اور بہت سے ساتھی ان کے مارے گئے۔ جن میں ایک ورد بن عمرو بن مداش ہذیلی بھی تھے بنی بدر کے ایک شخص نے ان کو شہید کیا تھا اور جب زید بن حارثہ اس جنگ سے واپس ہوئے ہیں تو انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک بنی فزازہ سے بدلہ نہ لے لوں گا غسل نہ کروں گا۔ چنانچہ جب انکے زخم اچھے ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کو لشکر دے کر بنی فزازہ کی طرف روانہ کیا اور وادی قریٰ میں زید نے بنی فرازہ کو خوب قتل و غارت کیا اور قیس بن مسحر یعمری نے مسعدہ بن حکمہ بن مالک بن حذیفہ بن بدر کو قتل اور ام فرقہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر قید ہوئی۔ یہ ایک بڑی عمر رسیدہ عورت مالک بن حذیفہ بن بدر کے پاس تھی اور ایک بیٹی بھی اس کے تھی۔ زید بن حارثہ نے قیس بن مسحر کو ام فرقہ کے قتل کرنے کا حکم دیا اور قیس نے ان کو قتل کیا پھر زید بن حارثہ ام فرقہ کی بیٹی کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ لڑکی سلمہ بن عمرو بن اکوع کی حفاظت میں تھی کیونکہ سلمہ ہی نے اس کو گرفتار کیا تھا۔ جب حضورؐ کی خدمت میں پہنچے تو سلمہ نے اس لڑکی یعنی ام فرقہ کی بیٹی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ لیا۔ حضور نے دے دیا۔ سلمہ نے اس کو اپنے ماموں حزن بن ابی وہب کی نذر کر دیا۔ چنانچہ حزن سے اس کے ہاں عبدالرحمان بن حزن پیدا ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ ام فرقہ اپنی قوم میں ایسی بلند مرتبہ سمجھی جاتی کہ لوگ تمنا کرتے تھے کہ ہم کو ام فرقہ کی سی عزت نصیب ہو۔

عبداللہ بن رواحہ کا حملہ خیبر پر

عبداللہ بن رواحہ نے خیبر پر دو مرتبہ حملہ کیا ہے جس میں سے ایک حملہ وہ ہے جس میں یسر بن رزام کو قتل کیا۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ یسیر بن زرام نے خیبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے واسطے لشکر جمع کرنا شروع کیا۔ حضورؐ نے عبداللہ بن رواحہ کو چند لوگوں کے ساتھ وہاں بھیجا۔ جن میں ایک عبداللہ بن انیس بھی تھے جب یہ صحابہ یسیر بن رزام کے پاس آئے تو اُس سے کہا کہ تو حضورؐ کی مخالفت نہ کر ہمارے ساتھ چل کر مسلمان ہو جا ہم حضورؐ سے تجھ کو کہیں کی حکومت دلوا دیں گے اور تیری بڑی عزت ہو گی۔ اس نے منظور کر لیا عبداللہ بن انیس نے اس کو اپنے اُونٹ پر سوار کیا اور یہ چند یہودیوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا

راستہ میں اس کے دل میں بدی کا ارادہ پیدا ہوا اور صحابہ کے ساتھ آنے سے یہ پچھتایا۔ عبداللہ بن انیس اس کے ارادہ کو سمجھ گئے مگر اس نے ایک تلوار عبداللہ بن انیس کے سر پر مار ہی دی جس سے اس کے سر میں خفیف زخم آیا۔ پھر عبداللہ نے ایسی تلوار اس کے ماری کہ اس کا پیر کٹ کر الگ جا پڑا اور صحابہ نے اس کے ساتھی یہودیوں کو قتل کیا۔ صرف ایک یہودی بھاگ کر بچ گیا۔ جب عبداللہ بن انیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو حضور نے ان کے زخم پر لب مبارک لگا دی جس کی برکت سے ان کا زخم بغیر پکنے اور تکلیف دینے کے اچھا ہو گیا۔

عبداللہ بن عتیک کا حملہ ابورافع پر

اور ایک غزوہ عبداللہ بن عتیک نے ابورافع بن ابی الحقیق کے قتل کے واسطے خیبر پر کیا۔

عبداللہ بن انیس کی جنگ خالد بن سفیان سے

خالد بن سفیان مقام نخلہ یا عرنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے کے واسطے لشکر جمع کر رہا تھا۔ حضور نے عبداللہ بن انیس کو اس کی طرف روانہ فرمایا اور عبداللہ نے جاتے ہی اس کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ میں نے سنا ہے ابن سفیان بن نبیح ہذلی میرے مقابلہ کے واسطے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ نخلہ یا عرفہ میں ہے تم جا کر اس کو قتل کرو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی علامات کچھ بیان فرمایئے کہ میں اس کو پہچان لوں حضور نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو گے تو اس کے بدن میں رعشہ سا پاؤ گے۔

عبداللہ بن انیس کہتے ہیں میں اپنی تلوار لے کر چلا یہاں تک کہ جب خالد کے پاس پہنچا تو عصر کا وقت تھا اور وہ اپنی عورتوں کے واسطے خیمہ درست کر رہا تھا اور جو علامت رعشہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی وہ میں نے اس میں دیکھی۔ پس میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس مجھے دیر لگے اور عصر کی نماز میری فوت ہو جائے۔ پس میں اس کی طرف چلتا جاتا تھا اور سر کے اشارہ سے نماز پڑھتا تھا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے کہا کون ہے میں نے کہا میں ایک عرب ہوں تمہارے پاس اس خبر کو سن کر آیا ہوں کہ تم محمد کے مقابلے کے واسطے لشکر جمع کر رہے ہو۔ خالد نے کہا ہاں میں اسی کوشش میں ہوں۔ عبداللہ کہتے ہیں میں تھوڑی دور اس کے ساتھ چلا اور جب میں نے دیکھ لیا کہ بخوبی قابو میں آ گیا ہے۔ تو فوراً ایک وار ایسا کیا کہ خالد کے دو ٹکڑے کر دیئے اور میں وہاں سے روانہ ہوا۔ اس کی عورتیں اس کے گرد بیٹھ کر رونے لگیں۔

میں جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کامیاب آئے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اس کو قتل کر آیا۔ حضورؐ نے فرمایا سچ کہتے ہو اور پھر حضورؐ مجھ کو اپنے ساتھ اپنے گھر لائے اور ایک عصا مجھ کو عنایت کیا اور فرمایا اس کو اپنے پاس رکھنا میں اس کو لے کر باہر آیا۔ لوگوں نے مجھ سے پوچھا یہ عصا کیسا ہے میں نے کہا حضورؐ نے عنایت کیا ہے اور فرمایا ہے اس کو اپنے پاس رکھنا لوگوں نے کہا تم جا کر حضورؐ سے پوچھو کہ حضورؐ یہ عصا کس کے واسطے ہے میں گیا اور میں نے عرض کیا حضورؐ یہ عصا کس کام کا ہے۔ فرمایا یہ قیامت کے روز میرے اور تمہارے درمیان میں ایک نشانی ہوگا۔

عبداللہ بن انیس ہمیشہ اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ رکھتے تھے اور جب انتقال کیا ہے تو وہ عصا ان کے ساتھ دفن کیا گیا۔

ان مزید لشکروں کا بیان جو حضورؐ نے روانہ فرمائے

ابن اسحاق کہتے ہیں زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام کے شہر موتہ کی طرف روانہ فرمایا اور تینوں وہاں شہید ہوئے۔

اور کعب بن عمیر غفاری کو ذات اطلاح کی طرف جو شام کا ایک شہر ہے روانہ کیا اور وہاں کعب اور ان کے سب ساتھی شہید ہوئے۔

اور عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کو بنی عنبر کی طرف جو بنی تمیم کی ایک شاخ تھے روانہ فرمایا جس کا حال نیچے لکھا جاتا ہے۔

عینیہ کا حملہ بنی عنبر پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عینیہ بن حصن کو لشکر دے کر بنی عنبر کی مہم پر روانہ کیا عینیہ نے جاتے ہی اس قوم کو خوب قتل و غارت کیا اور سارا مال واسباب لوٹ لیا اور بہت سے آدمی گرفتار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔

حضرت عائشہ نے حضورؐ سے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنا ہے حضورؐ نے فرمایا آج ہی عینیہ بنی عنبر کے قیدی لے کر آئے گا۔ ان میں سے ایک قیدی ہم تم کو دے دیں گے تم اس کو آزاد کر دینا۔

جب عینیہ ان قیدیوں کو لے کر حضورؐ کی خدمت میں آئے بنی تمیم کے معززین بھی ان کے پیچھے ہی ان قیدیوں کے چھڑانے کے واسطے آئے۔ بنی تمیم کے سرداروں کے نام یہ ہیں ربیعہ بن رفیع اور سیرہ بن عمرو

اور قعقاع بن معبد اور دروان بن محرز اور قیس بن عاصم اور مالک بن عمرو اور اقرع بن حابس ان سب نے حضورؐ سے گفتگو کی۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض قیدیوں کو آزاد کیا اور بعض کا فدیہ لیا۔

بنی عنبر میں سے اس جنگ میں یہ لوگ قتل ہوئے تھے عبداللہ بن وہب اور اس کے دونوں بھائی اور شداد بن فراس اور حنظلہ بن دارم۔

اور قیدی عورتوں میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔اسما بنت مالک اور کاس بنت اری اور نجوت بنت نہداد رجیعہ بنت قیس اور عمرہ بنت مطر۔

بنی مرہ پر غالب بن عبداللہ کی مہم

ابن اسحاق کہتے غالب بن عبداللہ کلبی لشکر لے کر بنی مرہ پر گئے اور اسامہ بن زید اور ایک انصاری نے مل کر مرداس بن نہیک کو جو بنی حرقہ میں سے بنی مرہ کا حلیف تھا قتل کیا۔ بنی حرقہ قبیلہ جہنیہ کی ایک شاخ ہے۔

اسامہ کہتے ہیں جب میں نے اور ایک انصاری نے مرداس کو دیکھا تو ہم نے اپنی تلواریں اس پر بلند کیں اُس نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پس اُس وقت اپنا ہاتھ نہ روک سکے اور اس کو ہم نے قتل کر دیا۔ جب ہم حضورؐ کے پاس آئے اور یہ واقعہ آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا اے اسامہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے کو تو نے کیوں قتل کیا۔ میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس نے جان بچانے کی خاطر کہا تھا آپؐ نے فرمایا یہ تجھے کیونکر معلوم ہوا۔اسامہ کہتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے حضورؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ آپ نے اس قدر اس بات کو مکرر فرمایا کہ میں نے چاہا کاش میں پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا بلکہ آج ہی ہوتا اور اس شخص کو قتل نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ اب کبھی کسی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کہنے والے کو قتل نہ کرونگا۔حضورؐ نے فرمایا میرے بعد بھی قتل نہ کیجو۔میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی قتل نہ کرونگا۔

عمرو بن العاص کا غزوہ ذات السلاسل

عمرو بن عاص کو حضورؐ نے بنی عذرہ کی طرف روانہ کیا تاکہ لوگوں کو ملک شام پر جہاد کرنے کے واسطے جمع کریں اور اس کا سبب یہ تھا کہ عاص بن وائل کی ماں قبیلہ بلی سے تھی اسی سبب سے حضورؐ نے عمرو بن عاص کو ان لوگوں کے مطیع کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ جب عمرو بن عاص جذام کے ایک چشمہ پر پہنچے جس کا نام سلسل تھا (اور اسی سبب سے اس غزوہ کا نام ذات السلاسل ہوا ہے) تو عمرو بن عاص کو دشمنوں سے خوف

معلوم ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد طلب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح اور ابوبکر عمر اور مہاجرین اولین کو ان کی امداد کے واسطے روانہ کیا اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ تم اختلاف نہ کرنا۔ پس جب ابوعبیدہ عمرو بن عاص کے پاس پہنچے۔ عمرو بن عاص نے کہا کہ میں اِن کا سردار ہوں۔ کیونکہ تم امداد کو آئے ہو۔ ابوعبیدہ نے کہا تم اپنی جگہ ہو اور میں اپنی جگہ ہوں اور ابوعبیدہ ایک نرم دل اور پاک طینت شخص تھے۔ دنیاوی باتوں کا کچھ خیال نہ کرتے تھے۔ عمرو بن عاص سے کہنے لگے کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں تمہارا کہنا مانوں گا کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ تم دونوں اختلاف نہ کرنا۔ پس عمرو بن عاص ہی نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔[1]

رافع بن رافع طائی جن کو رافع بن عمیر کہتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک نصرانی شخص تھا اور میرا نام پہلے سرجس تھا اور میں اس ریگستان کے حال سے سب سے زیادہ واقف تھا جاہلیت کے زمانہ میں شتر مرغ کے انڈوں میں پانی بھر کے میں دبا دیتا تھا اور لوگوں کے اُونٹوں کو لوٹ کر میں اس ریگستان میں چلا آتا تھا۔ پھر کوئی مجھ کو تلاش نہ کر سکتا تھا اور ان انڈوں کو نکال کر میں ان میں سے پانی پیتا تھا۔ پھر جب میں مسلمان ہوا۔ تو حضورؐ نے عمرو بن عاص کے ساتھ مجھ کو بھی بھیجا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کسی شخص کو دوست بنا کر اس کی صحبت میں رہنا چاہیئے پس میں ابوبکر کے پاس آیا اور ان کی صحبت میں رہنے لگا ابوبکر کے پاس فدک کی ایک کمبل تھا جب ہم منزل پر اترتے تھے تو ابوبکر اس کو بچھا لیتے تھے اور جب سوار ہو کر چلتے تھے تو اس کو اوڑھ لیتے تھے۔

کہتے ہیں اسی سبب سے نجد کے لوگ جب ابوبکر کی خلافت میں مرتد ہوئے ہیں تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کمبل والے کی بیعت نہیں کرتے۔

رافع بن عمیر کہتے ہیں جب ہم واپسی میں مدینہ کے نزدیک پہنچے تو میں نے ابوبکر سے کہا کہ میں نے آپ کی صحبت میں رہنا اس واسطے اختیار کیا تھا تا کہ خدا مجھ کو آپ سے کچھ نفع پہنچائے۔ پس آپ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے ابوبکر نے کہا اگر تم مجھ سے اس بات کا سوال نہ بھی کرتے تب بھی میں تم کو نصیحت کرتا میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا نہ کسی کو اس کا شریک کرنا اور نماز پڑھنا اور زکوٰۃ دینا

---

[1] یہ حضورؐ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہے کہ حضورؐ کی پاک صحبت اور حضورؐ کی پاک تعلیم کی بدولت وہ انسان جو جنگل کے درندوں سے بھی زیادہ خوفناک تھے۔ حلیم، بردبار، نرم مزاج اور غریب بن گئے۔ ایسے کہ انکی نظیر کسی قوم کی تاریخ اور کسی نبی کے پیرووں میں نہیں مل سکتی اور ہرگز نہیں مل سکتی۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

اور رمضان کے روزے رکھنا اور کعبہ کا حج کرنا اور جنابت سے غسل کرنا اور کبھی دو مسلمانوں کا بھی سردار نہ بننا۔ میں نے کہا اے ابوبکر میں امید کرتا ہوں کہ کبھی میں خدا کے ساتھ شرک نہ کروں گا اور نماز کو بھی انشاء اللہ ترک نہ کروں گا۔ اور اگر میرے پاس مال ہوگا تو زکوٰۃ بھی دونگا اور رمضان کے روزے سے بھی انشاء اللہ کبھی قضا نہ کرونگا اور حج کرنے کی اگر طاقت مجھ میں ہوئی تو ضرور حج کرونگا اور جنابت سے غسل بھی کرونگا۔ مگر یہ بتاؤ کہ سردار بننے سے تم نے مجھ کو کیوں منع کیا میں تو دیکھتا ہوں کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی اور لوگوں کے نزدیک بھی امارت اور سرداری ہی سے عزت پاتے ہیں ابوبکر نے کہا اس کا سبب میں تم کو بتاتا ہوں سنو۔ خداوند تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دین کے ساتھ مبعوث کیا۔ پس حضورؐ نے جہاد کیا اور لوگ طوعاً کرہاً اس میں داخل ہوئے۔ پس وہ خدا کی پناہ اور اس کے عہد میں داخل ہو گئے۔ پس تجھ کو لازم ہے کہ خدا کے عہد کو شکستہ نہ کرے اور جب سردار ہوگا تو ضرور کسی پر ظلم زیادتی کرے گا اور یہ خدا کے غصہ اور ناراضگی کا باعث ہوگا۔

رافع بن عمیر کہتے ہیں پھر میں ابوبکر سے جدا ہو گیا اور جب حضورؐ کی وفات کے بعد ابوبکر خلیفہ ہوئے تو بھی ان کے پاس گیا اور میں نے کہا اے ابوبکر تم نے تو مجھ کو دو مسلمانوں پر بھی سردار بننے سے منع کیا تھا۔ اب تم خود کیوں تمام مسلمانوں پر سردار بنے ہو۔ ابوبکر نے کہا ہاں میں نے تم کو منع کیا تھا اور اب بھی منع کرتا ہوں بات یہ ہے کہ میں نے مجبوراً اس خدمت کو اختیار کیا ہے جبکہ مجھ کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے متفرق ہونے کا اندیشہ ہوا۔

عوف بن مالک اشجعی کہتے ہیں مجھ کو اس غزوہ میں حضورؐ نے عمرو بن عاص کے ساتھ بھیجا تھا اور میں ابوبکر اور عمر کے ساتھ تھا۔ پس میرا ایک قوم کے پاس سے گذر ہوا۔ جنہوں نے اُونٹوں کو ذبح کر رکھا تھا اور گوشت بنانا نہ جانتے تھے میں اس کام کو خوب جانتا تھا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ اگر تم لوگ مجھ کو اس گوشت میں سے حصہ دو تو میں بنا دوں۔ اُنہوں نے قبول کیا اور میں نے جھٹ پٹ گوشت بنا کر ان کے حوالہ کیا اُنہوں نے میرا حصہ مجھ کو دیا اس کو لے کر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور پکا کر خود بھی کھایا اور ان کو بھی کھلایا۔ جب کھا چکے تو ابوبکر اور عمر نے مجھ سے پوچھا کہ اے عوف یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے۔ میں نے ان سے سارا واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا تم نے یہ اچھا نہ کیا جو یہ گوشت ہم کو کھلایا۔ اور پھر وہ اُٹھ کر قے کرنے لگے۔ جب ہم اس سفر سے واپس ہوئے تو سب سے پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ حضورؐ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے جب فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا کہ کیا عوف بن مالک ہیں

میں نے عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں ہاں میں ہوں۔ فرمایا کیا اونٹوں والے؟ اور اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔

ابن حدرد کی مہم اور عامر بن اضبط کا قتل اور حضورؐ کی ناراضگی

خود عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں مجھ کو حضورؐ نے چند مسلمانوں کے ساتھ جن میں ابوقتادہ حرث بن ربعی اور معلم بن جثامہ بن قیس بھی تھے۔ بطن اضم کی طرف روانہ کیا۔ جب ہم لوگ بطن اضم میں پہنچے تو عامر بن اضبط اشجعی اپنے چند اُونٹ اور دودھ سے بھری ہوئی مشک ساتھ لئے ہوئے ہم کو ملا اور موافق طریقہ اہلِ اسلام کے اس نے ہم کو سلام کیا۔ ہم سب لوگ تو اس سے رُک گئے۔ مگر محلم بن جثامہ نے بسبب کسی عداوت کے جوان کی آپس میں تھی اس کو قتل کر دیا اور سارا سامان بھی اس کا لے لیا۔ پھر جب ہم لوگ مدینہ میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے یہ واقعہ عرض کیا کیا یہ آیت ہمارے متعلق نازل ہوئی۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا.

(سورۂ نساء آیت 95)

یعنی اے مسلمانو! جب تم جہاد کے لئے نکلو تو خوب سوچ سمجھ کر کام کیا کرو اور جو شخص تم پر سلام بھیجے اس سے یہ نہ کہو تو مومن نہیں۔

راوی کہتا ہے حنین کی جنگ میں حضورؐ ظہر کی نماز پڑھ کر ایک درخت کے سایہ میں رونق افروز ہوئے اور اقرع بن حابس اور عینیہ بن حصن حضورؐ کی خدمت میں جھگڑتے ہوئے آئے عینیہ بن حصن عامر بن اضبط کا قصاص چاہتے تھے اور یہ قبیلہ غطفان کے سردار تھے۔ اور اقرع بن حابس محلم بن جثامہ کی طرف سے اس قصاص کو دفع کرتے تھے۔ کیوں کہ یہ ان کا قریبی تھا۔

راوی کہتا ہے ہم سن رہے تھے کہ عینیہ بن حصن نے عرض کیا یا رسول اللہ جیسا اس نے میری عورتوں کو بے وارث کیا ہے میں بھی قسم ہے خدا کی جب تک اس کی عورتوں کو ایسا ہی نہ کرلوں گا اس کو نہ چھوڑوں گا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم پچاس اونٹ خونبہا کے اَب لے لو۔ اور پچاس ہم مدینہ چل کر دیں گے۔ عینیہ بن حصن اس سے انکار کرتے تھے۔

پھر ایک شخص بنی لیث میں سے جس کا نام کثیر تھا کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ اسلام کے اندر میں اس مقتول کی مثال ایسی پاتا ہوں جیسے بکریوں کے ریوڑ میں سے جو بکری آگے ہو اس کو پتھر مارے تو

پچھلی بکریوں کو بھی بھگا دے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بلند کر کے فرمایا بس تم کو خونبہا ملے گا پچاس اُونٹ اب لے لو۔ اور پچاس مدینہ میں چل کر دیں گے آخر عینیہ وغیرہ نے خونبہا قبول کر لیا۔

اس کے بعد لوگوں نے کہا کہ تمہارا مدعا علیہ کہاں ہے اس کو لاؤ حضور سے اس کے واسطے دعائے مغفرت کرائیں۔ پس ایک شخص دراز قد گندم گوں ایک حلّہ پہنے ہوئے کھڑا ہوا یہ حُلّہ اس نے اپنے قتل کی تیاری کے واسطے پہنا تھا۔ پھر یہ شخص حضورؐ کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ حضورؐ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے۔ اس نے کہا محلم بن جثامہ۔ راوی کہتا ہے ہم سب لوگ اس اُمید میں تھے کہ حضورؐ اس کے واسطے دعائے مغفرت کریں گے مگر حضورؐ نے اپنے ہاتھ بلند کر کے دعا کی کہ اے خدا اس کی بخشش نہ فرما تین بار یہی کہا۔ راوی کہتا ہے محلم حضور کی اس بد دعا کو سُن کر اپنی چادر سے آنسو پونچھتا ہوا اُٹھا۔

حسن بصری کہتے ہیں کہ جب محلم حضورؐ کے سامنے جا کر بیٹھا تو حضورؐ نے فرمایا میں نے عامر کو خدا پر ایمان لانے کے سبب امن دیا اور تُو نے اس کو قتل کر دیا پھر آپ نے اس کے واسطے بد دعا فرمائی۔ چنانچہ سات روز کے بعد مر گیا اور جب لوگوں نے اس کو دفن کیا تو زمین نے اس کو باہر نکال کر ڈال دیا۔ حسن کہتے ہیں قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں حسن کی جان ہے جتنی مرتبہ لوگوں نے اس کو دفن کیا اتنی ہی مرتبہ زمین نے باہر پھینک دیا۔ آخر مجبور ہو کر لوگوں نے اس کو ایک گڑھے میں ڈال کر اوپر سے اس قدر پتھر اس پر ڈالے کہ اس کو ڈھک دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین اس سے زیادہ گہنہ گار کو اپنے اندر لے لیتی ہے مگر خدا نے اس شخص کے ساتھ تم کو آپس میں خُون کرنے کی عظمت دکھلائی ہے۔ جس کو اس نے تم پر حرام کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں جب اقرع بن سابس اور عینیہ بن حصن میں گفتگو ہوئی تو اقرع بن حابس نے کہا اے قیس کے گروہ ایک مقتول کی بابت حضور فیصلہ فرماتے ہیں تم اس کو منظور کیوں نہیں کرتے کیا تم اس بات سے بے پرواہ ہو کہ حضور ناراض ہو کر تم پر لعنت کریں اور حضور کے لعنت کرنے سے خدا بھی تم پر لعنت کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تم پر غضب ہو اور پھر خدا کا بھی غضب ہو تم اس مقدمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر چھوڑ دو وہ جس طرح حضور چاہیں فیصلہ فرمائیں نہیں تو میں پچاس آدمی بنی تمیم کے لاتا ہوں جو قسم کھا کر اس بات کی گواہی دیں گے کہ تمہارا یعنی عامر بن اضبط شرک کی حالت میں محلم کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کبھی اس نے نماز نہیں پڑھی پھر یہ تمہارا دعویٰ بالکل باطل ہو جائے گا۔ تب عینیہ بن حصن نے خونبہا لینا قبول کیا۔

آنحضرت کا عبداللہ بن ابی حدرد کو رفاعہ بن قیس الجشمی کے قتل کے لئے روانہ کرنا

عبداللہ بن ابی حدرد کہتے ہیں میں نے اپنی قوم میں سے ایک عورت سے شادی کی اور دو سو 200 درہم اس کے مہر کے مجھ کو دینے لازم ہوئے ہیں۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تا کہ آپ سے ادائے مہر میں کچھ امداد طلب کروں حضور نے دریافت کیا کہ کس قدر مہر ہے۔ میں نے عرض کیا۔ دو سو درہم ہیں۔ حضور نے فرمایا قسم ہے خدا کی میرے پاس نہیں ہیں ورنہ میں دے دیتا۔ کہتے ہیں پھر چند ہی روز گذرے تھے کہ ایک شخص رفاعہ بن قیس بنی جشم سے اپنی قوم کو لے کر مقام غابہ میں آن کر اترا یہ شخص اپنی قوم میں بڑا اعزت دار تھا اور بنی قیس کو حضور سے جنگ پر آمادہ کرنے آیا تھا۔ حضور نے مجھ کو اور دو مسلمانوں کو میرے ساتھ بلا کر فرمایا کہ جاؤ اس شخص کی خبر لاؤ جو غابہ میں آن کر ٹھہرا ہے اور ایک اُونٹ سواری کے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دیا اور فرمایا اس پر باری باری سے سوار ہونا۔ یہ اونٹ ایسا کمزور تھا کہ جب ہم میں سے ایک آدمی اس پر سوار ہوا تو اس سے اٹھا نہ گیا۔ بمشکل لوگوں نے پیچھے سے سہارا دیکر اس کو اٹھایا۔ ہم تینوں آدمی اپنے تیر و کمان اور کل ہتھیاروں سے مسلح ہو کر روانہ ہوئے جب ہم مقام غابہ میں پہنچے تو شام ہو گئی تھی اور سورج غروب ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم دونوں اس طرف چھپ جاؤ۔ اور میں ادھر چھپ جاتا ہوں اور جب تم میری تکبیر کی آواز سُنو تو فوراً تکبیر کہتے ہوئے حملہ کرنا پھر ہم وہیں چھپے ہوئے موقع دیکھ رہے تھے اور رات کی سیاہی نے عالم پر پردہ ڈال دیا تھا کہ رفاعہ بن قیس نے اپنے لوگوں سے کہا کیا وجہ ہے کہ آج میرا چرواہا اب تک اونٹوں کو لے کر نہیں آیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی مصیبت میں گرفتار ہوا۔ میں اس کی خبر لینے جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کریں ہم جاتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میں خود جاتا ہوں۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں تکلیف کریں ہم جاتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میں خود ہی جاؤں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی ساتھ چلتے ہیں اس نے کہا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ہے تم یہیں رہو۔ میں تنہا ہی جاؤں گا۔ اور پھر یہ اکیلا چرواہے کو تلاش کرنے روانہ ہوا۔

عبداللہ بن حدرد کہتے ہیں جب رفاعہ بن قیس میرے تیر کی زد پر آیا تو میں نے ایک ایسا تیر اس کے مارا کہ اس کے دل کے پار ہو گیا۔ اور وہ گرا میں نے اس کو بولنے تک کہ مہلت نہ دی فوراً اس کا سر کاٹ لیا اور پھر اس کے لشکر کی طرف متوجہ ہو کر حملہ کیا اور تکبیر کے ساتھ آواز بلند کی میرے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہتے ہوئے حملہ کیا۔ پس قسم ہے خدا کی وہ لشکر اپنی عورتوں اور جن چیزوں کو لے جا سکا بھاگ گیا اور ہم تینوں آدمی بہت سے اونٹ اور بکریاں مالِ غنیمت کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رفاعہ کا

سر بھی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پیش کیا حضورؐ نے اس مال میں سے تیرہ اونٹ مجھ کو مہر ادا کرنے کے واسطے دیئے۔ میں ان کو لے کر اپنی بیوی کے پاس گیا۔

حضور کا عبدالرحمٰن بن عوف کو دومۃ الجندل بھیجنا اور نہایت قابلِ قدر نصیحتیں کرنا

عطا بن ابی رباح کہتے ہیں میں نے بصرہ کے ایک شخص کو سنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھا سے عمامہ کا شملہ پشت پر لٹکانے کی بابت دریافت کر رہا تھا۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں تجھ سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ ہم دس آدمی حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور عبدالرحمٰن بن عوف اور ابن مسعود اور معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان اور سعید خدری اور دسواں میں تھا کہ انصار میں سے ایک جوان حضور کی خدمت میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ مومنوں میں افضل کون شخص ہے فرمایا اچھے اخلاق والا۔ اس نے عرض کیا ہوشیار اور عقلمند کون ہے۔ فرمایا موت کو یاد رکھنے والا اس کے واسطے تیاری کرنے والا۔ وہ جوان خاموش ہو رہا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہِ مہاجرین۔ پانچ باتیں ہیں۔ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ تمام پر نازل ہوں۔ جس قوم نے علانیہ فحش فعل کرنے شروع کئے۔ ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو ان کے باپ دادا میں کبھی نہ ہوئی ہوں گی۔ اور جو لوگ کم تولنا اور کم دینا اختیار کرتے ہیں۔ وہ قحط سالی اور سختیوں اور بادشاہ کے ظلم میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے ان پر باران رحمت نازل نہیں ہوتا۔ اگر جانور نہ ہوں تو ایک قطرہ آسمان سے ان پر نہ برسے اور جو لوگ خدا اور رسول کے عہد کو توڑتے ہیں خدا ان پر ان کے دشمنوں کو مسلّط کرتا ہے۔ جو ان کی سب چیزوں پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور جو لوگ حکم خدا کے موافق فیصلہ نہیں کرتے خدا اُن کو آپس میں ایک کو دوسرے کا دشمن بنا کر ایک دوسرے سے خوفزدہ رکھتا ہے۔

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمان کو لشکر کی تیاری کا حکم دیا۔ پس صبح کو عبدالرحمان ایک نیا عمامہ باندھ کر حضور کی خدمت میں آئے حضور نے ان کے عمامہ کو کھول کر پھر عمامہ باندھا اور اس کا شملہ چار انگل یا اسی کے قریب قریب پشت پر چھوڑا۔ اور فرمایا اے عبدالرحمان اس طرح عمامہ باندھا کرو۔ یہ بہت اچھا ہے۔ پھر بلال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ نشان لے آؤ۔ بلال نشان لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر اپنے اوپر درود بھیجا اور عبدالرحمان سے فرمایا اس نشان کو لو اور اکٹھے ہو کر خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ اور کفاروں کو قتل کرو اور خیانت اور عذر نہ کرو نہ کسی کو مثلہ کرو اور نہ بچوں اور عورتوں کو قتل کرو۔ یہ خدا کا عہد اور اس کے نبی کا طریقہ ہے۔

عبدالرحمان نے نشان کرلیا اور دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔

ابوعبیدہ کی مہم سیف البحر کی طرف

حضور نے ایک چھوٹے لشکر پر ابوعبیدہ بن جراح کو سردار کر کے سیف البحر کی طرف روانہ کیا اور کچھ کھجوریں گذارہ کے واسطے عنایت کیں۔ چنانچہ جب وہ تھوڑی رہ گئیں تو ابوعبیدہ ان کو گن گن کر بانٹا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آخر میں ایک ایک کھجور ہر شخص کو تقسیم ہوئی اور وہ بھی ہر ایک آدمی کو نہ پہنچی۔

پھر جب ہم لوگ بھوک سے بہت بے تاب ہوئے تو خداوند تعالیٰ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ہم کو عنایت کی اور ہم لوگوں نے بیس روز تک اس کا گوشت خوب کھایا اور خوب اس کی چربی اپنے برتنوں میں بھر کر رکھ لی۔ پھر ہمارے امیر لشکر نے حکم دیا کہ اس مچھلی کی ایک پسلی راستہ میں رکھو پھر ایک قوی ہیکل اونٹ پر ایک زبردست آدمی کو سوار کر کے اس کے نیچے سے گذرنے کا حکم دیا۔ پس وہ پسلی اس کے سر کو نہ لگی۔ پھر جب ہم حضور کی خدمت میں آئے تو اس مچھلی کے کھانے کا ذکر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ رزق اللہ نے تم کو عنایت کیا تھا۔

ابوسفیان کو قتل کرنے کے لئے حضور کا عمرو بن امیہ ضمری کو بھیجنا

مکہ میں حضور کے صحابہ میں صخر سے خبیب بن عدی اور ان کے ساتھیوں کے شہید ہونے کے بعد حضور نے عمرو بن اُمیہ ضمری اور جبار بن صخر انصاری کو مکہ کی طرف ابوسفیان بن حرب کے قتل کے واسطے روانہ فرمایا۔ جب یہ دونوں مکہ میں پہنچے تو اپنے اونٹ کو انہوں نے ایک پہاڑ کی گھاٹی میں باندھ دیا۔ اور خود رات کے وقت مکہ میں داخل ہوئے۔ جبار نے عمرو سے کہا کہ چلو کعبہ کا طواف کر کے دو رکعتیں تو پڑھیں۔ عمرو نے کہا لوگ شام کا کھانا کھا کر کعبہ میں آن بیٹھتے ہیں اگر ہم گئے تو ہم کو پہچان لیں گے۔ جبار نے کہا نہیں ایسا انشاء اللہ نہ ہوگا۔ پس ہم دونوں نے کعبہ کا طواف کیا اور نماز پڑھی۔ پھر ہم ابوسفیان کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ مکہ کے ایک شخص نے ہم کو دیکھ کر پہچان لیا اور کہنے لگا عمرو بن امیہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے تم ضرور شرارت کے واسطے آئے ہو۔ عمرو کہتے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے کہا اب چلو یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں۔ پس ہم بھاگ کر ایک پہاڑ پر چڑھے اور لوگ ہم کو ڈھونڈنے آئے۔ چنانچہ جب ہم پہاڑ کے اوپر پہنچ گئے۔ قریش ہماری تلاش میں نا اُمید ہو گئے اور ہم نے پہاڑ کے ایک غار میں رات گذاری۔ ہم نے بہت سے پتھر اپنے پاس جمع کر لئے تھے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لئے ہوئے

جمع کر لئے تھے۔ جب صبح ہوئی تو میں نے دیکھا کہ میرے قریب ہی ایک شخص اپنے گھوڑے کو لئے ہوئے

چلا جا رہا ہے میں نے سوچا کہ اگر یہ ہم کو دیکھ لے گا تو ضرور غل مچائے گا اور پھر ہم کو قریش پکڑ کے قتل کر دیں گے اس سے یہی بہتر ہے کہ تم پہلے اس شخص کو قتل کرو۔ پس میں نے وہ خنجر جو ابوسفیان کے واسطے تیار کیا تھا لے کر اس شخص کے سینہ پر مارا۔ اس نے ایک چیخ ماری جو تمام اہل مکہ نے سُنی اور وہ دوڑ کر اس کے پاس آئے اس میں کچھ رمق باقی تھی پوچھنے لگے تجھ کو کس نے قتل کیا۔ اس نے کہا عمر بن امیہ نے پھر اسی وقت وہ مر گیا۔ اور ہمارا نشان ان کو نہ بتلا سکا۔ قریش اس کو اٹھا کر لے گئے جب شام ہوئی تو میں نے اپنی ساتھی سے کہا اب چلو اور ہم مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ پس ہم ان لوگوں کے پاس سے گذرے جو خبیب بن عدی کی لاش کی حفاظت کر رہے تھے اور ان میں سے ایک شخص نے ہم کو جاتے دیکھ کر کہا کہ اس شخص کی چال عمرو بن امیہ کی چال سے کسی قدر مشابہ ہے اگر عمرو بن امیہ مدینہ میں نہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایک لکڑی کھڑی کر رکھی تھی۔ میرا ساتھی جب اس کے قریب پہنچا تو اس کو اکھاڑ کر لے بھاگا۔ اور میں بھی بھاگا اور یہ لوگ بھی ہمارے پیچھے بھاگے میرے ساتھی نے اس کو ایک پہاڑی نالہ میں ڈال دیا اور یہ لوگ اس کے نکالنے سے عاجز ہوئے۔ پھر میں نے اپنے ساتھی سے کہا تم اونٹ پر سوار ہو کر چلے جاؤ۔ میں ان لوگوں کو تم تک پہنچنے نہ دوں گا۔ چنانچہ وہ تو مدینہ کو روانہ ہوئے اور میں مقام ضجنان میں آن کر رات کو پہاڑ کے ایک غار میں پناہ گزیں ہوا۔ میرے بعد بنی دیل میں سے ایک شخص یک چشم اس غار میں آیا اور پوچھنے لگا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ میں نے کہا بنی بکر سے پھر میں نے اس سے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے ہو۔ اس نے کہا میں بھی بنی بکر سے ہوں۔ میں نے کہا مرحبا خوب ہوا جو آپ تشریف لائے۔ وہ شخص اس غار میں لیٹ رہا اور پھر اپنی آنکھ اٹھا کر کہنے لگا۔ شعر

وَ لَسْتُ بِمُسْلِمٍ مَا دُمْتُ حَيًّا

وَ لَا اَدِيْنُ بِدَيْنِ الْمُسْلِمِيْنَا

یعنی جب تک میں زندہ ہوں کبھی مسلمان نہ ہوں گا اور نہ مسلمانوں کا دین اختیار کروں گا۔

عمرو بن اُمیہ کہتے ہیں میں نے اُس کا یہ شعر سُن کر اپنے دل میں کہا کہ دیکھو اب میں تجھ کو اچھی طرح بتاتا ہوں۔ اور جب وہ سو گیا۔ میں نے اپنی کمان کا گوشہ اس کی تندرست آنکھ میں گھسا کر ایسا زور کیا کہ ہڈی تک جا پہنچا اور میں وہاں سے بھاگ کر جب فتیع کے میدان میں پہنچا تو دو شخص مجھ کو آتے ہوئے ملے۔ یہ دونوں شخص قریش میں سے تھے۔ اور قریش نے ان کو حضور کی خبر کے واسطے مدینہ بھیجا تھا۔ وہاں سے یہ خبر لے کر آ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم دونوں میرے ہاتھ میں گرفتار ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا میں

نے ان میں سے ایک شخص کو تیرے قتل کر کے دوسرے کو گرفتار کیا۔اور مدینہ میں آن کر حضور کی خدمت میں پیش کیا۔

مدین کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ

حضرت فاطمہ بنت حسین بن علی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ حضور نے زید بن حارثہ کو لشکر دے کر مدین کی طرف روانہ کیا۔اور اس لشکر میں ضمیرہ حضرت علی کے آزاد غلام اور ان کے بھائی بھی تھے اس لشکر نے جا کر اہل مینار کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا۔اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا اور یہ مقام سمندر کی کے کنارہ پر ہے۔پس لشکر کے لوگوں نے قیدیوں کو جُدا جُدا فروخت کرنا شروع کیا یہ قیدی روتے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے حکم دیا کہ جُدا جُدا فروخت نہ کرو۔یعنی ماں کو ایک کے ہاتھ فروخت کرو اور بچہ کو دوسرے کے ہاتھ۔نہیں۔ بلکہ ماں اور بچہ کو ایک ہی شخص کے ہاتھ فروخت کرو۔

سالم بن عمیر کا تقرر ابوعفک کے قتل پر

ابوعفک بنی عمرو بن عوف کی شاخ بنی عبید میں سے تھا اور اس کا نفاق اس وقت ظاہر ہوا جب حضور نے حرث بن سعید بن صامت کو قتل کرایا ہے۔اور اس نے حضور کی ہجو میں اشعار کہے۔حضور نے فرمایا ایسا کون شخص ہے جو اس خبیث کو گوشمالی دے۔سالم بن عمیر جو بنی عوف میں سے تھے۔اس مہم پر روانہ ہوئے اور ابوعفک کو قتل کر کے گئے۔

عمیر کا عصما کو قتل کرنا

عصما بنت مردان بنی خطمہ میں سے ایک شخص کی جورو تھی۔جب اس نے ابوعفک کے قتل ہونے کا حال سُنا تو یہ مرتد ہوگئی اور اسلام اور مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے لگی۔حضور کو جب یہ خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کون شخص ہے۔جو مروان کی بیٹی کو سزا دے۔عمیر بن عدی نے حضورؐ کا یہ فرمان سن کر رات کو اس عورت کے گھر جا کر اس کو قتل کہا۔اور صبح کو حضورؐ کے پاس آن کر عرض کیا یا رسول اللہ اس کا کچھ گناہ تو مجھ پر نہیں ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں۔پھر عمیر اپنی قوم بنی خطمہ کے پاس آئے اور بنی خطمہ کی تعداد ان دلوں میں بہت مخفی خاص اس عورت کے پانچ بیٹے جوان تھے۔عمیر نے کہا اے قوم میں نے مردان کی بیٹی کو قتل کیا ہے۔تم سب اکٹھے ہو کر جو کچھ کر سکو میرا کر لو۔راوی کہتا ہے بنی خطمہ میں اُسی دن سے اسلام ظاہر ہوا اور نہ بہت سے لوگ قوم کے خوف سے پوشیدہ مسلمان تھے۔جب انہوں نے اسلام کا یہ غلبہ دیکھا علانیہ مسلمان ہوئے اور بہت

سے اور لوگ بھی مسلمان ہوئے۔

بنی خطمہ میں سے پہلے جو شخص مسلمان ہوئے وہ عمیر بن عدی ہیں اور ان ہی کا لقب قاری بھی ہے اور خزینہ بن ثابت اور عبداللہ بن اوس اور بہت سے لوگ اس دن مسلمان ہوئے۔

ثمامہ بن اثال کا قید ہونا اور پھر اس کا اسلام لانا

ایک مرتبہ حضورؐ کا لشکر جا رہا تھا راستہ میں ان کو بنی حنیفہ میں سے ایک شخص ملا اس لشکر نے اس کو گرفتار کر لیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے۔ یہاں تک کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو یہ تم نے کس کو گرفتار کیا ہے۔ یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہے اس کو اچھی طرح رکھو اور جو کچھ کھانا تمہارے پاس ہوا کرے وہ اس کو دے دیا کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی کے واسطے حکم دیا کہ اس کا دودھ صبح اور شام دونوں وقت ثمامہ کو پلایا جائے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ثمامہ سے ملتے فرماتے اے ثمامہ اسلام قبول کر لے۔ ثمامہ کہتا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم مجھ کو قتل کرو گے تو قتل کر ڈالو اور اگر فدیہ چاہتے ہو تو جو کہو میں منگوا دوں۔ اسی طرح چند دن گزر گئے۔ آخر ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ چھوڑ دیا تو ثمامہ بقیع میں گئے اور وہاں خوب اچھی طرح سے غسل اور وضو کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر کے مسلمان ہوئے۔ شام کو جب حسب معمول ان کا کھانا آیا تو اُنہوں نے اُس میں سے بہت تھوڑا سا کھانا کھایا اور ایسا ہی قلیل دودھ بھی پیا۔ مسلمانوں کو اس بات سے تعجب ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ایک شخص نے صبح کو تو کافر کی انتڑی میں کھانا کھایا اور شام کو مسلمان کی انتڑی میں۔ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور مسلمان ایک انتڑی میں کھاتا ہے۔

پھر ثمامہ عمرہ کے ارادہ سے مکہ میں گئے اور وہاں جا کر انہوں نے لبیک کہی اور یہی مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جس نے مکہ میں داخل ہو کر لبیک کہی۔ قریش نے ان کو پکڑ لیا اور قتل کرنے کے لئے چلے ایک شخص نے کہا اس کو قتل نہ کرو کیونکہ تم لوگ یمامہ سے غلہ لانے کے محتاج ہو۔ تب قریش نے ان کو چھوڑ دیا۔[1]

---

[1] ثمامہ بن اثال اپنی قوم کے سردار تھے۔ جو یمامہ میں رہتے تھے اور عرب میں یمامہ وہ مقام تھا جہاں سے اہل مکہ کے لئے غلہ آیا کرتا تھا۔ کیونکہ مکہ کی پتھریلی زمین میں کھیتی باڑی نہیں ہوتی۔ اس ڈر کے مارے کہ اگر ہم نے ثمامہ کو تکلیف پہنچائی تو پھر یمامہ سے غلہ آنا بند ہو جائے گا۔ انہوں نے ثمامہ کو کچھ نہ کہا اور انہیں جانے دیا۔ ثمامہ

اس سلسلے میں روایت یہ ہے کہ جب یمامہ مسلمان ہوئے۔ تو حضور سے عرض کیا کہ پہلے آپ کا چہرہ سب سے زیادہ مجھ کو مبغوض تھا اور اب سب سے زیادہ محبوب ہے اور ایسے ہی آپ کا دین اور آپ کا شہر میرے نزدیک سب سے بُرے تھے۔ اور اب سے اچھے ہیں۔ پھر اس کے بعد ثمامہ مکہ میں عمرہ کے واسطے گئے اہل مکہ نے کہا اے ثمامہ تُو بے دین ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ میں سب دینوں سے بہتر محمد کے دین میں داخل ہوا ہوں۔ اور قسم ہے خدا کی اے قریش اب یمامہ سے تم کو ایک دانہ نہ پہنچے گا۔ جب تک حضور حکم نہ دیں گے۔ چنانچہ جب ثمامہ یمامہ میں پہنچے اپنی قوم کو منع کر دیا کہ خبردار مکہ والوں کے ہاتھ ایک دانہ فروخت نہ کرنا اہل مکہ جب تک تنگ ہوئے۔ تو حضور کی خدمت میں عریضہ بھیجا کہ آپ تو صلہ رحم کا حکم فرماتے ہیں۔ پھر یہ کیا بات ہے کہ باپوں کو تو آپ نے تلوار سے قتل کیا اور اب اولاد کو آپ بھوک کی شدت سے ہلاک کریں گے۔ حضور نے ثمامہ کو لکھا کہ اہل مکہ کے ساتھ حسبِ دستور خرید و فروخت جاری رکھو۔

سریہ علقمہ بن مجزز

جب وقاص بن دمجزز بدلجی ذی قرد کی جنگ میں شہید ہوئے تو علقمہ بن مجزر نے حضور سے درخواست کی کہ مجھ کو لشکر کے تعاقب میں روانہ کیا جائے تا کہ میں ان سے بدلہ لوں۔!!!

ابو سعید خدری کہتے ہیں حضور نے جس لشکر کے ساتھ علقمہ کو روانہ کیا تھا میں بھی اُس میں تھا۔ جب ہم اپنے انتہائی مقام پر پہنچے یا اس کے راستہ ہی میں کسی جگہ ٹھہرے تو علقمہ نے ایک جگہ آگ جلانے کا حکم دیا۔ اور علقمہ کی طبیعت میں ہنسی مذاق کا مادہ بہت تھا۔ جب آگ تیار ہو گئی۔ تب علقمہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تمہارا سردار نہیں ہوں اور کیا میری اطاعت تم پر فرض نہیں ہے۔ سب نے کہا ہاں بیشک ہے علقمہ نے کہا بس تو میں تم سے اپنی اطاعت اور اپنے حق کی قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اس آگ میں گر پڑو۔ لوگ گرنے

نے یمامہ پہنچ کر منع کر دیا کہ مکہ غلہ نہ بھیجا جائے۔ مکہ میں قحط پڑ گیا۔ اور لوگ غلہ نہ ملنے کے باعث سخت دقت محسوس کرنے لگے ناچار یہی ترکیب سمجھ میں آئی کہ حضور علیہ السلام سے التجا کی جائے مگر درخواست نہایت گستاخی اور بے ادبی کے ساتھ کی۔ حضور علیہ السلام کا اعلیٰ اخلاق دیکھو کہ آپ نے اہل مکہ کی دشمنیوں، عداوتوں، تکلیفوں، سختیوں، ظلموں اور گستاخیوں کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور ثمامہ کو لکھ دیا کہ غلہ مت روکو۔ کیا دنیا کے کسی اور ہادی اور رہنما نے بھی ایسا اعلیٰ اور ایسا شاندار نمونہ اخلاق کا دکھایا ہے؟ کتنا حقیقت پر مبنی یہ مصرع ہے کہ

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے

(محمد اسماعیل پانی پتی)

کو تیار ہوئے تب علقمہ نے کہا میں تم سے ہنسی کرتا تھا۔ جب یہ لوگ حضور کی خدمت میں گئے اور حضور کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا جو شخص تم کو گناہ کا حکم دے اس کا حکم نہ مانا کرو۔

اس لشکر کشی میں جنگ نہیں ہوئی۔ کیونکہ قاتل لشکر اسلام کی آمد سن کر بھاگ گئے تھے۔

سریہ کرز بن جابر

بنی ثعلبہ کے غزوہ میں حضور کے ہاتھ ایک غلام یسار نام آیا تھا۔ حضور نے اس کو اپنے اونٹوں کے گلہ کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گلہ میں یہ غلام رہا کرتا تھا۔ اس کے بعد قبیلہ کے چند لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ کی آب و ہوا کے ناموافق آنے سے ان لوگوں کو استسقاء کا مرض ہو گیا۔ حضور نے ان سے فرمایا کہ اگر تم ہمارے اونٹوں کے گلہ میں چلے جاؤ اور اونٹوں کا دودھ پیو تو اچھے ہو جاؤ گے یہ لوگ گلہ میں آ گئے اور دودھ پی کر تندرست ہو گئے۔ کچھ مرض باقی نہ رہا تب ایک روز انہوں نے حضور کے چرواہے یسار کو شہید کیا۔ اور اس کی آنکھوں کو چھوڑ دیا اور سب اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے اور اسلام سے مرتد ہوئے حضور کو جس وقت یہ خبر ہوئی تو آپ نے کرز بن جابر کو ان کے گرفتار کرنے کے واسطے روانہ کیا۔ چنانچہ کرز بن جابر اس وقت ان کو گرفتار کر لائے۔ جب حضور ذی قرد کے غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ حضور نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر حرہ کے میدان میں ڈلوا دیا اور آنکھیں بھی ان کی پھوڑ دی گئیں۔

حضرت علیؓ کو حضورؐ کا یمن کی طرف بھیجنا

حضرت علی یمن کی مہم پر دو مرتبہ تشریف لے گئے ہیں۔ ابن ہشام کہتے ہیں حضرت علی کے روانہ کرنے کے بعد حضور نے خالد بن ولید کو لشکر دے کر روانہ کیا اور فرمایا اگر تمہاری علی سے ملاقات ہو تو علی تمہارے سردار ہوں گے۔

حضور کا آخری لشکر جو اسامہ کی ماتحتی میں بھیجا گیا

ابن اسحاق کہتے ہیں حضور نے اسامہ بن زید بن حارثہ کو لشکر دے کر روانہ کیا اور حکم دیا کہ بلقاء اور فلسطین کے شہروں کو پامال کریں اور اس لشکر میں اسامہ کے ہاتھ زیادہ تر مہاجرین تھے اور یہ حضور کا آخری لشکر تھا جو آپ نے روانہ فرمایا۔

حضور علیہ السلام کی علالت اور وصال

علالت کی ابتداء

آخر صفر یا شروع ربیع الاول میں حضور کی علالت شروع ہوئی۔ جس میں آخر آپؐ نے وفات پائی۔ اس

علالت کا بیان اس طرح ہے کہ ایک شب حضور بقیع عرقد کے قبرستان میں تشریف لے گئے اور وہاں کے اہل قبور کے واسطے دعاء مغفرت کر کے پھر اپنے دولت خانہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اور اسی شب کی صبح کو آپ کے سر میں درد شروع ہو گیا۔

حضور علیہ السلام کے غلام حضرت ابوموسیہ فرماتے ہیں کہ ایک شب حضور نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے ابوموسیہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت کروں۔ پس تم بھی میرے ساتھ چلو میں حضور کے ساتھ ہولیا۔ جب حضور قبرستان میں تشریف لائے تو فرمایا **اسلام علیکم یا اهل المقابر** جس حالت میں تم ہو یہ تم کو مبارک رہے۔ یہ حالت اس حالت سے بہت بہتر ہے جس میں لوگ گرفتار ہیں۔ اندھیری رات کی طرح سے فتنے ان پر آنے والے ہیں۔ آخر اُن کا اوّل کے پیچھے ہوگا۔ آخر کا فتنہ سے بدرجہا بڑھ کر ہوگا۔

پھر حضور نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوموبیہ مجھ کو دنیا کے خزانوں کی اور جنت کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ پس میں نے جنت اور پروردگار کی ملاقات کو اختیار کیا ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ حضور پر فدا ہوں۔ حضور پہلے دنیا کے خزانوں اور دنیا میں رہنے کا اختیار کریں۔ پھر اس کے بعد خدا سے ملنا اور جنت میں رہنا چاہیں۔ حضور نے فرمایا نہیں اے ابوموبیہ میں نے خدا کی ملاقات ہی کو اختیار کیا ہے پھر حضور اہل بقیع کے واسطے دعائے مغفرت کر کے اپنے حجرہ میں تشریف لائے اور صبح کو آپ کا وہ درد شروع ہوا جس میں آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت عائشہ سے مزاحیہ گفتگو

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جس وقت بقیع سے واپس تشریف لائے ہیں۔ تو میرے سر میں درد ہوا تھا اور میں کہہ رہی تھی۔ وارأساء (یعنی ہائے سر کا درد) حضور نے فرمایا اے عائشہ قسم ہے ہے خدا کی بلکہ میں وارأساہ ہوں پھر حضور نے (مزاحاً) فرمایا اے عائشہ اگر تم مجھ سے پہلے مر جاؤ تو تمہارا کچھ حرج نہیں ہے۔ میں کھڑے ہو کر تم کو کفن دوں اور تم پر نماز پڑھوں اور تم کو دفن کر دوں۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی اگر ایسا ہو تو پھر آپ اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو لا کر میرے گھر میں خوب عیش کریں گے۔ حضور میری اس بات سے ہنسے اور پھر آپ کے درد شروع ہوا۔

درد کی شدّت حضرت میمونہ کے حجرہ میں شروع ہوئی

اور حضور باری باری سے اپنی بیویوں کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے۔ جس روز آپ حضرت میمونہ

کے حجرہ میں تھے۔ درد کی بہت شدت ہوئی۔

حضرت عائشہ کے ہاں قیام

آپ نے ازواج کو جمع کر کے ان سے بحالت بیماری میرے گھر میں رہنے کی اجازت لی سب ازواج نے آپ کو اجازت دے دی اور آپ میرے گھر میں تشریف لے آئے۔

حضور دو آدمیوں کے سہارے حضرت عائشہ کے ہاں آئے

حضرت عائشہ ام المومنین فرماتی ہیں کہ علالت کی حالت میں دو آدمیوں کا کندھا پکڑے ہوئے جن میں ایک فضل بن عباس تھے۔ اور سر کا کسادہ باندھے ہوئے حضور میرے گھر میں تشریف لائے (حضرت عائشہ صدیقہ کی اس روایت میں اضافہ کرتے ہوئے) عبداللہ بن عباس کہتے ہیں تم جانتے ہو وہ دوسرے شخص کون تھے۔ وہ علی بن ابی طالب تھے۔

شدّت مرض میں سات کنوؤں کے پانی سے غُسل

پھر حضور کے درد میں بہت شدت ہوئی اور آپ نے فرمایا سات کنوؤں سے مشکیں بھر کر لاؤ اور میرے اوپر ڈالو تاکہ میں غسل کر کے لوگوں میں نکل کر اُن سے عہد لوں۔ چنانچہ ہم نے حضور کو ایک بڑے طشت میں جو حفصہ کا تھا۔ بٹھایا اور اوپر سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ جب حضور غسل کر چکے تو فرمایا بس اب ٹھہر جاؤ۔

بحالت بیماری منبر پر تشریف آوری

ایوب بن بشیر کی روایت میں اس طرح ہے کہ حضور سر کو کسادہ باندھے ہوئے منبر پر تشریف لائے اور پہلی گفتگو آپ نے یہ کی کہ اصحاب اُحد پر درود پڑھا اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کی اور بہت دیر تک درود پڑھتے رہے۔ پھر فرمایا خدا نے اپنے ایک بندہ کو دنیا کے اور اس نعمت کے اختیار کرنے میں مختار کیا۔ جو اس کے پاس ہے۔ پس اس بندہ نے اس نعمت کو اختیار کیا جو خدا کے پاس ہے۔ ابوبکر بات کو سمجھ گئے کہ یہ حضور اپنی نسبت فرمارہے ہیں۔ پس ابوبکر بہت شدت سے رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ پر اپنی جانیں اور اپنی اولاد قربان کرنے کو موجود ہیں۔ حضور نے فرمایا اے ابوبکر تم اپنی جگہ پر بیٹھو۔

حضرت ابوبکر کی فضیلت!

پھر فرمایا مسجد میں یہ جس قدر لوگوں کے گھروں کے دروازے ہیں۔ ان سب کے بند کر دو سوا ابوبکر کے دروازہ کے کیونکہ میں ان سے بہتر اپنے صحابیوں میں سے کسی کو نہیں جانتا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور نے اُسی روز یہ بھی فرمایا کہ اگر میں بندوں میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر ابوبکر سے میری صحبت اور دین کا بھائی پنا ہے۔ یہاں تک کہ خدا ان کو اور ہم کو اپنے پاس اکٹھا کرے۔

حضرت اسامہ کی تعریف

جب حضور نے اسامہ کو لشکر کا سردار بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ حضور نے ایک نوعمر لڑکے کو بڑے بڑے مہاجرین کا سردار بنایا ہے۔فرمایا اے لوگو! اسامہ کے لشکر کو بڑھاؤ اوراس میں جا کر ملو اوراگر تم اس کے امیر ہونے پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم نے اس کے باپ کے امیر ہونے پر بھی اعتراض کیا اور بیشک اسامہ سرداری کے لائق ہے۔اوراس کا باپ بھی لائق تھا پھر آپ منبر پر سے اُتر آئے۔

اورلوگ اسامہ کے ہاتھ جانے کی تیاری میں مشغول ہوئے اور حضور کا مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اسامہ مدینہ سے نکل کر مقام جرف میں ٹھہرے جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے تو اپنے لشکر کا انہوں نے قیام کیا اور حضور کی خبر کے منتظر رہے۔

انصار کے ساتھ اچھے سلوک کی وصیت

روایت ہے کہ جس روز حضور نے اصحاب اُحد پر درود پڑھا تھا اسی روز مہاجرین سے فرمایا کہ انصار کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اور انصار وہی لوگ ہیں جن میں آن کر میں پناہ گزین ہوا ان کی تعداد زیادہ نہ ہوگی۔ ان میں سے جو نیک ہیں ان کے ساتھ نیکی کرو اور جو بد ہیں ان سے درگذر کرو۔

درد کی شدت اور آپ کے کان میں دوائی ڈالنا

پھر آپ منبر سے اتر کر اپنے حجرے میں داخل ہوئے اور درد کی اس قدر شدت ہوئی کہ آپ کو غش آ گیا اور آپ کی سب ازواج اور مسلمانوں کی عورتیں جن میں اسماء بنت عمیس بھی تھیں۔ حضور کے پاس جمع ہوئیں اور حضرت عباس بھی موجود تھے۔ پس حضرت عباس کی اور سب حاضرین کی یہ رائے قرار پائی کہ حضور کے کان میں دوا ڈالیں چنانچہ ڈال دی۔

سب گھر والوں کے کان میں دوائی ڈالنے کا حکم

جب حضور کو ہوش آیا تو دریافت فرمایا کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے۔ سب نے عرض کیا حضور یہ دوا آپ کے چچا عباس نے ڈالی ہے۔اور یہ دوا مہاجرات عورتیں ملک حبش سے لائی تھیں حضور نے فرمایا یہ

حرکت تم نے کیوں کی عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو خیال ہوا کہ حضور کو شاید ذات الجنب ہو۔ حضور نے فرمایا یہ ایسا مرض ہے کہ خدا مجھ کو اس مرض سے تندرست نہ کرے گا۔ پھر حضور نے حکم دیا کہ اس وقت گھر میں جس قدر لوگ موجود ہیں سوا میرے چچا کے سب کے کانوں میں یہ دوا ڈالی جائے۔ چنانچہ میمونہ جو اس روز روزہ دار تھیں ان کے کان میں بھی دوائی ڈالی گئی۔

اسامہ کا خدمت نبوی میں حاضر ہونا

اسامہ بن زید کہتے ہیں جب حضور کی علالت کی شدت ہوئی میں لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور اس وقت خاموش تھے۔ اور اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر میرے اوراوپر رکھتے تھے میں نے خیال کیا کہ آپ میرے واسطے دعا فرما رہے ہیں۔

حضورؐ کو دنیا میں رہنے یا نہ رہنے کا اختیار

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں اکثر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتی تھی کہ آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ہر نبی کو اس کے انتقال سے پہلے دنیا میں رہنے یا جنت میں جانے کی بابت اختیار دیتا ہے۔ چنانچہ آخر کلام جو حضور سے میں نے سنا وہ یہ تھا کہ آپ فرماتے تھے۔ بل الرفیق الاعلیٰ من الجنۃِ

میں نے اس کلام کو سن کر کہا کہ بس اب حضور ہم کو اختیار نہ فرمائیں گے۔ اور میں سمجھ گئی کہ یہ حضور کو وہی اختیار دیا گیا ہے۔ جس کی نسبت آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کو اس کے انتقال سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کو امامت کا حکم

حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ جب حضور پر ضعف غالب ہوا تو آپ نے حکم فرمایا کہ ابوبکر سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا حضور ابوبکر رقیق القلب اور کمزور آواز کے آدمی ہیں۔ جب قرآن شریف پڑھتے ہیں تو بہت روتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔ میں نے پھر وہی عرض کیا حضور نے فرمایا تم عورتیں یوسف کی عورتوں کی مثل ہو۔ ابوبکر ہی کو نماز پڑھانے کا حکم کرو۔!!!

حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے یہ بات حضور سے اِس غرض سے عرض کی کہ میں جانتی تھی کہ لوگ حضور کی جگہ دوسرے شخص کو کھڑا دیکھ کر پسند نہ کریں گے اور اس کو بدشگونی سمجھیں گے اور میں اسے اچھا نہ سمجھی تھی کہ بدشگونی میرے باپ کے ساتھ ہو۔

امامت کے متعلق ایک دوسری روایت

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں جب حضور زیادہ علیل ہوئے تو میں اس وقت چند مسلمانوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس اثنا میں بلال نے آپ کو نماز کی اطلاع کی تو آپ نے فرمایا کسی شخص کو حکم کر دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں میں نے عمر سے کہا اے عمر تم لوگوں کو نماز پڑھا دو۔ عمر کھڑے ہوئے اور جس وقت عمر نے تکبیر کہی تو عمر کی بلند آواز کو حضور نے سن کر فرمایا ابوبکر کہاں ہیں؟ خدا اور مسلمان اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ ابوبکر کے سوا کوئی اور ان کو نماز پڑھائے پھر ابوبکر کو بلایا گیا۔

پہلی نماز حضرت عمر نے پڑھادی

اور یہ نماز تو عمر نے پڑھادی اس کے بعد ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔

امامت کے متعلق حضرت عمر اور عبداللہ کی باہمی گفتگو

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں مجھ سے عمر نے کہا مجھ کو خرابی ہو تو نے جو مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا تو میں سمجھا کہ حضور نے تجھ کو میرے نماز پڑھانے کی بابت حکم دیا ہے اگر میں ایسا نہ سمجھتا تو ہرگز نماز نہ پڑھاتا۔ میں نے کہا قسم ہے خدا کی مجھ کو حضور نے یہ حکم نہیں دیا تھا بلکہ جب میں نے ابوبکر کو نہ دیکھا تو تم کو زیادہ حقدار پایا اس سبب سے تم کو حکم دیا۔

حضور نے سنبھالا لیا

انس بن مالک کہتے ہیں جب دوشنبہ کا روز ہوا جس میں حضورؐ کی وفات ہوئی تو جس وقت صبح کی نماز ہو رہی تھی۔ حضور پردہ اٹھوا کر حجرہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور مسلمان نماز میں حضور کی تشریف آوری کو دیکھ کر خوشی کے مارے بے چین ہو گئے اور حضور نے مسلمانوں کو نماز میں دیکھ کر تبسم فرمایا۔

حضور کے چہرہ کی بشاشت

انس کہتے ہیں اس وقت سے زیادہ میں نے کبھی حضور کی صورت بارونق اور خوب صورت نہیں دیکھی۔ پھر اس کے بعد حضور واپس حجرہ میں تشریف لے گئے اور لوگ سمجھے کہ اب حضور کو مرض سے افاقہ ہو گیا۔ چنانچہ ابوبکر بھی خوشی خوشی اجازت لے کر اپنے گھر چلے گئے۔

حضور کا ارشاد کہ ابوبکر کہاں ہیں

قاسم بن محمد کہتے ہیں عمر کے تکبیر کہنے کے وقت جو حضور نے فرمایا کہ ابوبکر کہاں ہیں خدا اور مسلمان اِس

بات کا انکار کرتے ہیں۔ (یعنی ابوبکر کی موجودگی میں دوسرے شخص کے نماز پڑھانے کا)

خلافت کے متعلق حضرت عمر کا خیال

پس اگر عمر اپنے انتقال کے وقت یہ نہ کہتے کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بناؤں تو جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے مجھ کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور اگر میں کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو جو ابوبکر سے بہتر تھے انہوں نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا یعنی حضور نے تو لوگوں کو اس میں شک نہیں تھا کہ حضور نے ابوبکر کو خلیفہ کر دیا اور عمر ابوبکر پر تہمت لگانے والے نہیں تھے اور عمر کے اس آخری کلام سے لوگوں نے جان لیا کہ حضور نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔

حضور کا آخری مرتبہ باہر تشریف لانا

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ پیر کے روز صبح کے وقت حضور اپنے سر کو باندھے ہوئے تشریف لائے لوگوں نے حضور کی آہٹ سن کر صف میں جگہ چھوڑ دی۔ اور ابوبکر لوگوں کی آہٹ سے سمجھے کہ حضور ہی کی تشریف آوری سے صف میں یہ حرکت ہوئی ہے اور ابوبکر پیچھے کو ہٹے حضور نے اپنا ہاتھ ابوبکر کی پشت میں لگا کر اشارہ کیا کہ اپنی جگہ کھڑے رہو اور خود حضور نے ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھی۔

نماز کے بعد مجلس وعظ وتذکیر

اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر ایسی بلند آواز سے فرمایا جو مسجد کے باہر تک جاتی تھی کہ اے لوگو! آگ روشن ہوگئی ہے اور فتنے مثل اندھیری رات کے ٹکروں کے آگئے ہیں اور قسم ہے خدا کی میں نے تمہارے واسطے وہی چیز حلال کی ہے جو قرآن نے حلال کی ہے اور وہی چیز میں نے تم پر حرام کی ہے جو قرآن نے حرام کی ہے۔

حضرت ابوبکر کا اجازت لے کر گھر جانا

پھر حضور جب اس گفتگو سے فارغ ہوئے تو ابوبکر نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ نے خدا کے فضل اور نعمت کے ساتھ صبح کی ہے جیسا کہ ہم چاہتے ہیں اور آج کا دن بنتِ خارجہ[1] کا دن ہے کیا میں اس کے پاس ہو آؤں۔ حضور نے فرمایا "ہاں" پھر حضور اپنے دولت خانہ میں داخل ہو گئے اور ابوبکر اپنے گھر چلے گئے۔

---

[1] بنت خارجہ حضرت ابوبکر کی ایک بیوی تھیں جن کی آج باری تھی۔ (اسماعیل)

خلافت کے متعلق حضرت عباس اور حضرت علی میں گفتگو

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں اُسی روز حضرت علی بن ابی طالب حضور کے پاس سے باہر آئے لوگوں نے نے پوچھا اے ابوالحسن حضور کا مزاج کیسا ہے۔ حضرت علی نے کہا الحمد اللہ اچھا ہے مگر حضرت عباس نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا اے علی قسم ہے خدا کی تم تین روز کے بعد تن تنہا اور بے یار و مددگار رہ جاؤ گے۔ میں نے حضور کے چہرہ میں موت کی علامت دیکھی ہے جیسی کہ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں میں دیکھتا تھا۔ پس ہم تم حضورؐ کی خدمت میں چل کر دیکھیں اگر امر خلافت ہمارے اندر ہوگا تب تو ہم اس کو پہچان لیں گے اور اگر ہمارے سوا اور کسی میں ہوگا تب ہم حضورؐ سے اپنے واسطے وصیت کرا لیں گے حضرت علی نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کرونگا۔ اگر حضور نے ہم کو اس امر سے باز رکھا تو پھر کبھی حضور کے بعد لوگ ہم کو نہ دیں گے۔[1]

پھر اسی روز دو پہر کے وقت حضور کا وصال ہو گیا۔

پس ہم تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چل کر دیکھیں اگر امر خلافت ہمارے اندر ہوگا تب تو ہم اس کو پہچان لیں گے اور اگر ہمارے سوا اور کسی میں ہوگا تب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے واسطے وصیت کرا لیں گے حضرت علی نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ اگر حضورؐ نے ہم کو اس امر سے باز رکھا تو پھر حضورؐ کے بعد لوگ ہم کو نہ دیں گے۔[2]

پھر اس روز دو پہر کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

---

[1] چونکہ یہ ایک متنازعہ فیہ معاملہ ہے لہٰذا ہم احتیاطاً حضرت عباسؓ، اور حضرت علیؓ کے اصل الفاظ جو ابن ہشام نے نقل کئے۔ لکھ دیتے ہیں۔ ''**فان كان هذا الامر فينا عرفناه و ان كان في غيرنا امرناه فارصىٰ بنا الناس فقال له علي اني والله لا افعل والله لئن منعناه لا يؤتينا ه احد بعده**'' اس روایت کی ذمہ داری ابن ہشام پر ہے۔ صحیح بخاری میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی یا باقی تینوں خلفاء میں سے کسی نے بھی یہ کبھی خلافت کی آرزو اور تمنا کی نہ اس کے لئے کبھی کوشش اور سعی کی۔ میرے پاس اس کے متعلق دلائل بھی ہیں مگر تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

[2] چونکہ یہ ایک متنازعہ فیہ معاملہ ہے لہٰذا ہم احتیاطاً حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ کے اصل الفاظ جو ابن ہشام نے نقل کئے لکھ دیتے ہیں۔ ''**فان كان هٰذا الامر فينا عرفناه و ان كان في غيرنا امرناه فارضىٰ بنا الناس فقال لهٗ علي اني والله لا افعل و الله لئن منعناه يؤتيناهٗ احد بعده**۔''

حضورؐ کے وصال کے متعلق حضرت عائشہ کی روایت

حضرت عائشہ فرماتی ہیں اُسی روز جب حضورؐ مسجد سے واپس تشریف لائے تو میری گود میں لیٹ رہے اور ابوبکر کے گھر والوں میں سے ایک شخص سبز مسواک لئے ہوئے میرے پاس آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسواک کی طرف دیکھا۔ میں سمجھی کہ حضورؐ اس کو لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضورؐ آپ کیا چاہتے ہیں کہ یہ مسواک آپ کو دے دوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پس میں نے یہ مسواک لے کر چبائی اور نرم کر کے فرمایا۔ بل الرفیق الاعلی من الجنۃ میں نے کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ آپ کو اختیار دیا گیا اور آپ نے اختیار کر لیا۔ فرماتی ہیں پھر حضورؐ کا وصال ہو گیا۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا میری گود میں وصال ہوا۔ اور میری کم عمری اور ناواقفیت کی یہ حالت تھی کہ میں آپؐ کا سر مبارک تکیہ پر رکھ کر سر پیٹنے لگی۔

حضورؐ کے وصال پر حضرت عمرؓ کی بے حالی اور ان کا یہ کہنا کہ جو کہے گا محمدؐ مر گئے میں اُس کی گردن اُڑا دونگا

ابو ہریرہ کہتے ہیں جس وقت حضورؐ کا وصال ہوا۔ عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے منافقوں میں سے چند لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا حالانکہ قسم ہے خُدا کی حضورؐ کا وصال نہیں ہوا ہے بلکہ آپ خدا کے پاس تشریف لے گئے ہیں جیسے کہ حضرت موسیٰ گئے تھے اور چالیس روز کے بعد تشریف لے آئے اور موسیٰ کے جانے کے بعد لوگوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ پس حضرت موسیٰ کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی واپس تشریف لے آئیں گے۔ اور جو شخص کہے گا کہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اس کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالوں گا۔

حضرت ابوبکرؓ کا آنا اور عجیب طریقہ پر حضرت عمرؓ کو سمجھانا

ابو ہریرہ کہتے ہیں اُسی وقت ابوبکر آئے اور عمر کی گفتگو کی طرف کچھ متوجہ نہ ہوئے سیدھے حجرہ کے اندر داخل ہو گئے۔ حضورؐ کے اوپر ایک چادر پڑی ہوئی تھی۔ ابوبکرؓ نے حضورؐ کا چہرہ مبارک کھول کر بوسہ دیا۔ اور

اس روایت کی ذمہ داری ابن ہشام پر ہے۔ صحیح بخاری میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ حضرت علی یا باقی تینوں خلفاء میں سے کسی نے بھی نہ کبھی خلافت کی آرزو اور تمنا کی۔ نہ اس کے لئے کبھی کوشش اور سعی کی۔ میرے پاس اس کے متعلق دلائل بھی ہیں مگر تفصیل کا یہ موقع نہیں۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

فرمایا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جو موت خدا نے آپ کے واسطے لکھی تھی اُس کو آپ نے چکھ لیا اب کبھی اس کے بعد آپ کو موت نہ پہنچے گی۔ پھر ابوبکرؓ نے حضورؐ کا چہرہ ڈھک دیا اور باہر آ گئے۔ عمر لوگوں سے وہی گفتگو کر رہے تھے۔ ابوبکرؓ نے کہا اے عمر پیچھے ہٹو اور خاموش رہو۔ عمر خاموش نہ رہے جب ابوبکرؓ نے دیکھا کہ عمرؓ خاموش نہیں رہتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ لوگوں نے جب ابوبکر کی گفتگو سُنی تو سب ان کے پاس آ گئے اور عمر کو چھوڑ دیا۔ ابوبکر نے خدا کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر کہا اے لوگو! جو شخص محمد کی پرستش کرتا تھا تو محمد آج مر گئے لیکن جو خدا کی پرستش کرتا تھا تو بیشک خدا زندہ ہے کبھی نہ مرے گا۔[1] پھر ابوبکر نے یہ آیت پڑھی۔ وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَ مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَ سَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۔ اور محمد فقط رسول ہیں۔ کیا یہ اگر مر جائیں گے تو تم لوگ واپس ایڑیوں کے بل کافر ہو جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے گا۔ وہ ہرگز خدا کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور عنقریب خدا شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دے گا۔

حضورؐ کے وصال کا یقین ہو جانے پر حضرت عمر کی بیقراری

ابو ہریرہ کہتے ہیں۔ ابوبکرؓ نے جب یہ آیت پڑھی لوگ ایسے ہو گئے کہ گویا انہوں نے کبھی یہ آیت ہی نہ سُنی تھی اور اس وقت لوگوں نے ابوبکر سے اس آیت کو یاد کیا۔ عمرؓ کہتے ہیں جس وقت میں نے ابوبکرؓ سے یہ آیت سُنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرے پیر کٹ گئے اور میں کھڑا نہ رہ سکا۔ اسی وقت زمین پر گر پڑا۔ اور میں نے جانا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

سقیفہ بنی ساعدہ کی کیفیّت

حضرت فاطمہ کے مکان اور سقیفہ بنی ساعدہ میں صحابہ کا اجتماع

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوتے ہی انصار کے سب لوگ حضرت سعد بن عبادہ کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب اور زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے گھر میں جمع ہوئے اور باقی کل مہاجرین اور اسید بن عبد الاشہل میں سے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پاس جمع ہوئے اور اُسی وقت ایک شخص نے آن کر بیان کیا کہ سب انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی

---

[1] حضرت ابوبکر کے اصل الفاظ یہ تھے من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات و من کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔ (اسماعیل)

ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں۔ اگر تم لوگوں کو امر خلافت سے کچھ تعلق ہے تو تم انصار کے پاس جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا کام مستحکم کر لیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ مبارک حجرہ میں تھا اور تجہیز و تکفین کا ابھی کچھ انتظام نہیں ہوا تھا۔ گھر کے لوگوں کے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔

خلافت کے متعلق حضرت عمر کے عہد کا ایک واقعہ

عمرؓ کہتے ہیں میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ چلو ہم دیکھیں تو سہی کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں جب حضرت عمر نے آخری حج کیا ہے میں بھی اس میں شریک تھا اور عبدالرحمان بن عوف بھی منیٰ میں میرے پاس ٹھہرے ہوئے تھے۔ میں ان کو قرآن شریف پڑھاتا تھا۔ ایک روز عبدالرحمان بن عوف نے حضرت عمر کے پاس سے آن کر مجھ سے کہا کہ تم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اِس نے امیر المؤمنین کو آن کر خبر دی ہے کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اگر عمر بن خطاب کا انتقال ہو گیا تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ کیونکہ ابوبکرؓ کی بیعت یکا یک ہو گئی تھی۔ سو وہ پوری ہو گئی۔ عمر اس کو سن کر بہت غصّہ ہو گئے اور فرمایا میں انشاءاللہ شام کے وقت لوگوں میں کھڑا ہو کر ان لوگوں کو ڈراؤں گا جو لوگوں کی حکومت کو ان سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ عبدالرحمان کہتے ہیں میں نے کہا اے امیر المومنین ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ حج کا موسم ہے اور اس میں ہر قسم کے لوگ جمع ہیں جو عقل و ہوش سے بے بہرہ ہیں اور وہی ہجوم کر کے آپ کے گرد جمع ہو جائیں گے اور جو اہلِ عقل ہیں وہ آپ کے قریب تک پہنچ بھی نہ سکیں گے پھر جو آپ فرمائیں گے۔ وہ لوگ کچھ سمجھیں گے اور لوگوں سے کچھ بیان کریں گے۔ پس مناسب ہے کہ آپ مدینہ میں پہنچ کر جو کچھ بیان کرنا ہے بیان کریں۔ کیونکہ مدینہ میں عوام الناس کا ہجوم نہ ہو گا۔ اہل و عقل ہوں گے جو کچھ آپ بیان کریں گے اس کو وہ خوب سمجھیں گے اور دوسروں سے بھی صحیح بیان کریں گے۔ حضرت عمر نے فرمایا تم نے درست کہا مدینہ میں جاتے ہی میں پہلے اسی بات کو بیان کروں گا۔

ابن عباس کہتے ہیں پس آخر ذی حجہ میں ہم لوگ مدینہ میں واپس آئے اور جمعہ کے روز میں دوپہر ڈھلتے ہی مسجد شریف میں آیا اور سعید بن زید بن نفیل کو میں نے منبر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا پس میں بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ میں نے حضرت عمر کو آتے ہوئے دیکھا اور سعید بن زید سے میں نے کہا کہ آج عمر ایسی بات کہیں گے جو خلیفہ ہونے کے وقت سے آج تک نہیں کہی ہے۔ سعید کو میری بات کا یقین نہیں آیا اور کہا ایسی کیا بات ہے جو پہلے کبھی نہیں کہی آج کہیں گے۔ اتنے میں حضرت عمرؓ منبر پر آن کر بیٹھے اور مؤذن کے اذان سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا میں

آج ایسی بات کہوں گا جو میری تقدیر میں کہنی لکھی تھی اور میں نہیں جانتا کہ شاید یہ بات میری آخری ہو۔ پس جو اس کے سمجھے یاد رکھے وہ اس کو جہاں تک اس سے ہو سکے پہنچا دے۔ اور جو اس کو یاد نہ رکھے تو اس کو چاہئے کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولے۔ خداوند تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا اور ان پر اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اور اس کتاب میں آیت الرجم بھی نازل کی جس کو ہم نے پڑھا اور جانا اور سمجھا اور رسولِ خدا نے رجم کیا اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔ پس میں ڈرتا ہوں کہ جب لوگوں پر زمانہ دراز گزرے گا۔ تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہے کہ ہم کتاب اللہ میں آیت رجم نہیں پاتے پھر وہ لوگ خدا کے فریضہ کو ترک کر کے گمراہ ہو جائینگے۔ حالانکہ رجم کتاب اللہ میں حق ہے زانی پر جبکہ وہ محصن ہو مرد ہو یا عورت ہو گواہوں کے ساتھ یا حمل ہو یا اقرار ہو اور ہم کتاب الٰہی میں یہ آیت پڑھتے تھے۔[1] لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَاءِ كُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ يَا كُفْرٌ بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَاءِ كُمْ۔[2] اے لوگو! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم مجھ کو اس طرح سے نہ بڑھانا جیسے عیسیٰ بن مریم کو لوگوں نے بڑھایا ہے تم مجھ کو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہی کہنا۔

پھر میں تم سے یہ بات کہتا ہوں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی ہے کہ فلاں شخص نے کہا قسم ہے خدا کی اگر عمر مر گئے تو میں فلاں شخص کی بیعت کر لوں گا۔ پس کوئی شخص اس دھوکے میں نہ رہے کہ ابوبکر کی بیعت یکا یک ہوئی تھی اور وہ پوری ہو گئی یہ بیعت اگر چہ اس طرح ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے بچایا اور محفوظ رکھا اور تم میں ایسا شخص کونسا تھا جس کی طرف ابوبکر سے زیادہ لوگوں کی گردنیں متوجہ ہوئیں۔

پس جو شخص بغیر مسلمانوں کے مشورہ کے کسی کی بیعت کرے گا دونوں واجب القتل ہوں گے۔

---

[1] اپنے باپ دادا سے روگردانی نہ کرو (یعنی غیروں کو اپنا باپ دادا نہ بناؤ۔ کیونکہ یہ تمہارا کفرانِ نعمت کرنا ہے۔

[2] یہ بالکل بے بنیاد اور بے اصل بات ہے۔ قرآن کریم کی کوئی آیت یا کوئی ٹکڑہ ہرگز قرآن مجید سے باہر نہیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ۔ یعنی ہم نے یہ قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جس کا اللہ تعالیٰ خوف محافظ ہو۔ اس میں سے نہ کوئی چیز نکل سکتی ہے نہ داخل ہو سکتی ہے جو قرآن کریم 23 برس کی مدّت میں حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ وہ بالکل اسی طرح ایک حرف کی کمی بیشی کے ساتھ آج ہمارے ہاتھوں میں ہے نہ اس میں سے کچھ رہ گیا ہے نہ اس میں کچھ داخل ہوا ہے۔ اگر یہ بات مان لی جائے کہ قرآن کریم میں کچھ آیات درج ہونے سے رہ گئی ہیں تو پھر خُدا کی حفاظت کے کچھ معنی ہی نہیں بنتے۔ اور یہ آیت قطعاً باطل ہو جاتی ہے۔ (محمد اسماعیل پانی پتی)

حضرت عمر کی زبانی سقیفہ بنی ساعدہ کی مفصّل واقعہ

اور ابوبکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہم سب میں افضل و بہتر تھے انصار نے ہم سے مخالفت کی اور سب سردار اور اشراف ان کے سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور علی اور زبیر اور جو ان کے ساتھی تھے وہ ہم سے پیچھے رہ گئے اور تمام مہاجرین ابوبکر کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکر سے کہا چلو ہم دیکھیں گے کہ ہمارے بھائی انصار کیا کر رہے ہیں۔ پس ہم اسی ارادہ سے جا رہے تھے کہ دو نیک شخص ملے اور اُنہوں نے ہم سے انصار کے ارادہ کا حال بیان کیا اور ہم سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو ہم نے کہا ہم بھی انصار ہی کے پاس جاتے ہیں انہوں نے کہا اگر تم انصار کے پاس نہ جاؤ اور اپنے کام کو پورا کرو تو تمہارا اس میں کیا نقصان ہے؟

حضرت عمر کہتے ہیں میں نے کہا قسم ہے خُدا کی ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے اور ہم روانہ ہوئے یہانتک کہ ہم سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے اور بیچ میں ہم نے ایک شخص کو چادر اوڑھے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے۔ لوگوں نے کہا یہ سعد بن عبادہ ہیں۔ میں نے کہا ان کو کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا درد ہے۔

عمر کہتے ہیں جب ہم لوگ بیٹھے تو انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور اُس نے خُدا کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا ہم لوگ انصار اور اسلام کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم بھی ہم ہی میں سے ایک گروہ ہو اور تمہاری قوم نے تم کو تباہ کرنا چاہا۔ ہم نے تمہاری مدد کی۔ عمر کہتے ہیں اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ انصار ہم کو بالکل جڑ سے اکھیڑ کر ہماری خلافت کو ہم سے غصب کرنا چاہتے ہیں۔ پھر جب یہ شخص خاموش ہو گیا۔ عمر کہتے ہیں میں نے گفتگو کرنی چاہی اور ایک مضمون میں نے اپنے نزدیک بہت عمدہ گانٹھ رکھا تھا۔ اور میں چاہتا تھا کہ میں اس کو ابوبکرؓ کے سامنے بیان کروں اور اسی واسطے اس کو دل ہی دل میں خوب دہرا رہا تھا۔ جب میں نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابوبکر نے مجھ سے کہا اے عمر تم بیٹھے رہو۔ پس میں نے مناسب نہ جانا کہ میں ابوبکرؓ کو ناراض کروں اور ابوبکرؓ جو مجھ سے زیادہ جاننے والے تھے انہوں نے بیان کرنا شروع کیا۔ پس قسم ہے خدا کی جو جو باتیں میں نے سوچی تھیں سب انہوں نے بیان کر دیں۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ اور افضل۔ اور کہا اے انصار یہ جو تم نے کہا کہ تم میں خیر وخوبیاں ہیں بیشک تم نے سچ کہا کہ تم ایسے ہی ہو مگر اس خلافت کے امر کو تمام عرب قریش ہی کے واسطے موزوں جانیں گے کیونکہ نسب اور وطن میں سب سے افضل ہیں۔

عمرؓ کہتے ہیں پھر ابوبکرؓ نے میرا اور ابوعبیدہ بن جراح کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا اور انصار سے کہا ان دونوں

میں سے جس کو تم چاہو خلیفہ بناؤ میں راضی ہو۔ عمر کہتے ہیں ابو بکر کی یہ بات مجھے ناگوار گزری کیونکہ مجھ کو اپنی گردن کا مارا جانا آسان معلوم ہوتا تھا۔ اس بات سے کہ میں اُن لوگوں کا سردار بنوں۔ جن میں ابو بکرؓ موجود ہوں۔ پھر انصار میں سے ایک شخص نے کہا میں اس بات کا فیصلہ کرتا ہوں۔ اے قریش! ایک امیر تم میں سے ہو اور ایک امیر ہم میں سے ہو۔

عمرؓ کہتے ہیں اس کے بعد گفتگو تیز ہوگئی اور مجھ کو اختلاف کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہوا۔ پس میں نے ابو بکرؓ سے کہا۔ اے ابو بکرؓ اپنا ہاتھ پھیلاؤ۔ انہوں نے ہاتھ پھیلایا۔ میں نے ان کی بیعت کی اور پھر مہاجرین اور انصار سب نے بیعت کی۔ پھر ہم سعد بن عبادہ پر چڑھ گئے۔ ایک شخص نے کہا تم نے سعد بن عبادہ کو قتل کر دیا ہم نے کہا سعد بن عبادہ کو خدا نے قتل کیا۔

عروہ بن زبیر کہتے ہیں وہ دونوں شخص جو حضرات عمرؓ اور ابو بکرؓ کو سقیفہ بنی ساعدہ کے راستہ میں ملے تھے عویم بن ساعدہ اور معن بن عدی تھے عویم بن ساعدہ کی نسبت ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُطَّهِّرِیْنَ۔

لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا عویم بن ساعدہ ان میں سے اچھا شخص ہے۔

اور معن بن عدی کی نسبت ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ جب لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے بہت روئے اور کہنے لگے کہ کاش ہم حضورؐ سے پہلے مر جاتے۔ کیونکہ حضورؐ کے بعد ہم کو فتنوں میں پڑ جانے کا خوف ہے۔ معن بن عدی نے کہا قسم ہے خدا کی میں حضورؐ سے پہلے اپنا مرنا نہیں چاہتا۔ اس واسطے کہ میں بعد وفات بھی حضورؐ کی اسی طرح تصدیق کروں جیسی کہ آپ کی حیات میں کرتا تھا اور معن بن عدی حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں بمقام یمامہ مسیلمہ کذاب کی جنگ میں شہید ہوئے۔

حضرت ابوبکرؓ کی عام بیعت کے لئے حضرت عمر کی تحریک

انس بن مالک کہتے ہیں جس روز حضرت ابو بکرؓ کی سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت کی گئی اس کے دوسرے روز ابو بکر منبر پر آن کر بیٹھے اور عمر نے ابو بکر سے پہلے گفتگو شروع کی اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد بیان کیا کہ اے لوگوں میں نے کل تم سے ایسی بات کہی تھی کہ جس کو نہ میں نے کتاب اللہ میں پایا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق مجھ سے کوئی عہد لیا تھا مگر میں نے اس کو اس سبب سے کہا تھا میں جانتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عنقریب ہمارے امر (خلافت) کی تدبیر کر دیں گے اور بے شک خدا نے تمہارے درمیان میں اپنی

کتاب باقی رکھی ہے۔ جس کے ساتھ اس نے اپنے رسول کو ہدایت فرمائی۔ پس اگر تم لوگ اس کو مضبوط پکڑو گے۔ خدا تم کو اس کے ساتھ ہدایت کرے گا۔ اور اب خدا نے تمہارے امر (خلافت) کو تم میں بہتر شخص رسول خدا کے صحابی ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ پر جمع کیا ہے۔ پس تم کھڑے ہو کر ان کی بیعت کرو۔ چنانچہ سب لوگوں نے عام طور پر حضرت صدیق کی بیعت کی۔

حضرت ابوبکر کا خطبہ خلافت

پھر حضرت ابوبکر نے گفتگو فرمائی۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد بیان فرمایا کہ اے لوگو! میں تم پر والی بنایا گیا ہوں۔ حالانکہ میں بہتر نہیں ہوں۔ پس اگر میں نیکی کروں تم میری مدد کرو۔ اور اگر میں برائی کروں۔ پس تم مجھ کو سیدھا اور قائم کر دو۔ راست گوئی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے۔ اور جو شخص تم میں کمزور ہے۔ وہ میرے نزدیک قوی ہے۔ میں انشاءاللہ تعالیٰ اس کا حق اس کو دلواؤں گا اور جو شخص تم میں قوی اور زبردست ہے۔ وہ میرے نزدیک ضعیف اور کمزور ہے۔ میں انشاءاللہ اس سے لوگوں کا حق دلواؤں گا۔ جو اس نے جبراً لے لیا ہے۔

اے لوگو! جس قوم نے خدا کی راہ میں جہاد کرنا ترک کیا۔ خدا اس قوم کو ذلیل وخوار کرتا ہے اور جس قوم میں فحش افعال عام طور سے رواج پاتے ہیں۔ خدا ان پر طرح طرح کی بلائیں نازل فرماتا ہے۔ اے لوگو! جب تک میں خدا اور رسول کی اطاعت کروں تم میری اطاعت کرو۔ اور جب میں خدا اور رسول کی نافرمانی کروں۔ پس میری تم پر کچھ اطاعت واجب نہیں ہے۔ اب جاؤ اپنی نماز پڑھو خدا تم پر رحمت کرے۔

حضرت عمرؓ کے وصال نبویؐ کا انکار کرنے کا سبب

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں ایک دفعہ میں ان کے ساتھ جا رہا تھا اور اپنے کسی کام کے واسطے جاتے تھے۔ اور وہ اپنے دل ہی دل میں کچھ باتیں کر رہے تھے۔ میرے سوا اور کوئی ان کے ساتھ نہ تھا اور ایک درہ ہاتھ میں تھا۔ اور اپنے پیروں کی پچھلی طرف درہ کو مارتے تھے۔ پس یکا یک میری طرف مڑ کر کہنے لگے اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ جس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی ہے۔ میں نے وہ بات کیوں کہی تھی (یعنی حضور کا وصال نہیں ہوا ہے وَغَیْرُ ذَالِکَ) میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اے امیر المومنین آپ ہی واقف ہوں گے۔ عمر فرمانے لگے اس کا باعث یہ تھا کہ میں اس آیت کو پڑھا کرتا تھا۔ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ

شَہِیۡدًا ۔[1] اور میں یہ سمجھتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں قیامت تک زندہ رہ کر ان کے اعمال کے گواہ ہوں گے۔ پس اس سبب سے میں نے اس روز وہ گفتگو کی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تجہیز و تکفین اور دفن

جب حضرت ابوبکر نے بیعت لے لی تو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ حضرت علی اور عباس اور فضل بن عباس اور اُسامہ بن زید اور شقران حضور کا آزاد غلام یہ سب لوگ آپ کے غسل دینے میں شریک تھے۔ اور اوس بن خولی نے جو حضور کے صحابی انصاری اور بدری تھے آن کر حضرت علی سے کہا کہ اے علی میں تم کو خدا کا اور اس حق کا واسطہ دیتا ہوں جو حضور سے ہم کو ہے۔ حضرت علی نے فرمایا تم بھی آ جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی غسل دینے میں شریک ہوئے۔ حضرت علی حضور کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے تھے اور عباس اور فضل اور قثم حضرت علی کے ساتھ کروٹ بدلوانے میں شریک تھے اور اسامہ بن زید اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی حضور کو سینہ سے لگائے ہوئے غسل دیتے تھے اور حضور جو کرتہ پہنے ہوئے تھے۔ اس کے اوپر سے ہاتھ سے ملتے تھے۔ اپنا ہاتھ حضور کے جسم کو نہ لگاتے تھے اور فرماتے تھے میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں کیسے پاک پاکیزہ اور طیب و طاہر ہیں اور حضور کے جسم مطہر سے کوئی چیز ایسی ظاہر نہیں ہوئی جو اکثر مردوں سے ہوا کرتی ہے۔

حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب حضور کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو یہ تشویش ہوئی کہ حضور کے کپڑے بدن پر سے اتاریں یا انہیں میں غسل دیں۔ آخر جب بہت اختلاف ہوا تو سب کے سب لوگوں کو اونگھ آ گئی اور ایک دم سب کی گردنیں جھک کر تھوڑیاں سینہ سے لگ گئیں اور سب پر اللہ تعالیٰ نے نیند کو غالب کر دیا اور اس نیند میں مکان کے ایک گوشہ سے آواز آئی کہ حضور کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ اور کوئی کہنے والا دکھائی نہ دیا اور فوراً اُس آواز کو سنتے ہی سب ہوشیار ہو گئے اور کپڑوں سمیت حضور کو غسل دو۔ پانی ڈال کر کرتہ کے اوپر ہی سے حضور کے جسم کو ملتے تھے۔

پھر غسل کے بعد تین کپڑے کفن کے حضور کو پہنائے گئے۔ جن میں سے دو کپڑے صحاری تھے۔ اور ایک چادر صبری تھی۔

ابن عباس کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قبر کھدوانے کی تجویز ہوئی تو ابوعبیدہ بن جراح اہل مکّہ کے طریق پر قبر کھودتے تھے اور ابوطلحہ زید بن سہل اہل مدینہ کے موافق لحد بناتے تھے۔ پس حضرت

---

[1] اور اسی طرح کیا ہے ہم نے تم کو امت درمیانی تا کہ تم تمام لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہوں۔

عباس نے ایک آدمی کو ابوعبیدہ بن جراح کے پاس اور دوسرے آدمی کو ابی طلحہ کے پاس ان کے بلانے کو بھیجا اور دعا کی کہ اے خُدا اپنے رسول کے واسطے جیسی قبر چاہے اختیار کر۔ پس جو شخص ابوطلحہ کے پاس گیا تھا۔ وہ ابوطلحہ کو لے آیا۔ اور انہوں نے حضورؐ کے واسطے لحد تیار کی اور جب سہ شنبہ کے روز حضور کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے تو مکان ہی میں آپ کا جنازہ ایک تخت پر رکھا گیا۔ اب لوگوں میں دفن کرنے کی بابت اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا حضور کو مسجد میں دفن کرنا چاہیئے اور بعض نے کہا صحابہ کے پاس دفن کرو۔ ابوبکر نے فرمایا میں نے حضور سے سنا ہے فرماتے تھے جن نبی کا انتقال ہوا۔ وہ اُسی جگہ دفن کیا گیا جہاں اس کا انتقال ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر کے اس فیصلہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا اٹھا کر اس کے نیچے قبر کھودی گئی۔

حضور کی نماز جنازہ

اور لوگ نماز پڑھنے کے واسطے آنے شروع ہوئے۔ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور نماز پڑھ کر چلے جاتے تھے۔ مردوں کے بعد عورتوں نے نماز پڑھی اور عورتوں کے بعد بچوں نے پڑھی اور کسی نے حضور کی نماز جنازہ کی امامت نہیں کی۔ پھر بدھ کی نصف شب کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کیا گیا۔

عورتیں جنازہ میں شامل نہیں ہوئیں

حضرت عائشہ فرماتی ہیں ہم کو چہار شنبہ کی شب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن ہونے کی اُس وقت خبر ہوئی جب ہم نے بدھ کی آدھی رات کے وقت لوگوں کی آمد و رفت کی آواز سُنی۔

قبر میں اترنے والے خوش نصیب بزرگ

حضرت علی اور فضل بن عباس اور قثم بن عباس اور شقران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آپ کے دفن کرانے کے واسطے قبر میں اترے۔ اوس بن خولی نے حضرت علی کو وہی قسم دی۔ حضرت علی نے فرمایا تم بھی اتر آؤ۔ چنانچہ وہ بھی اتر کر شریک ہوئے اور شقران نے حضور کی ایک چادر جس کو آپ اوڑھا اور بچھایا کرتے تھے۔ اس کو بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا اور کہا یہ چادر آپ کے بعد کوئی نہ اوڑھے گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کی ہوشیاری

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں حضور کو دفن کرنے کے وقت میں نے اپنی انگوٹھی قبر میں گرا دی اور لوگوں سے کہا میری انگوٹھی گر پڑی ہے۔ حالانکہ میں نے اس کو قصداً اس واسطے گرایا تھا کہ سب کے بعد میں حضور کے جسم کو

ہاتھ لگاؤں اور میرے بعد کوئی نہ لگائے۔

مغیرہ کی اس ہوشیاری کے متعلق حضرت علیؓ کا بیان

عبداللہ بن حرث کہتے ہیں میں نے حضرت علی کے ساتھ حضرت عمر یا حضرت عثمان کے زمانہ میں عمرہ کیا اور حضرت علی اپنی بہن اُم ہانی بنت ابی طالب کے پاس مکہ میں جا کر ٹھہرے اور جب عمرہ سے فارغ ہوئے تو غسل فرمایا۔ پھر اُن کے پاس عراق کے چند لوگ آئے اور انہوں نے عرض کیا اے ابوالحسن ہم آپ سے ایک بات دریافت کرنے آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس سے ہم کو خبردار کریں۔ حضرت علی نے فرمایا میں خیال کرتا ہوں کہ مغیرہ بن شعبہ نے تم سے بیان کیا ہے کہ اُس نے سب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نیا عہد کیا ہے اور سب سے آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگایا ہے۔ اہل عراق نے کہا ہاں بیشک ہم بھی یہ بات دریافت کرنے آئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے سب سے آخر میں قثم بن عباس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ لگایا ہے۔

حضورؐ کی آخری نصیحتیں

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور اپنی بیماری کی حالت میں ایک سیاہ چادر اوڑھے ہوئے تھے کبھی آپ اپنا چہرہ اس چادر سے ڈھک لیتے تھے اور کبھی کھول دیتے تھے اور فرماتے تھے خدا ان لوگوں کو قتل کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا (یعنی قبروں کو سجدہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو ڈرانے کے واسطے ایسا فرماتے تھے۔)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں سب سے آخر جو عہد حضور نے کیا وہ یہ تھا کہ ملک عرب میں دو دین نہ چھوڑے جائیں۔

حضورؐ کی وفات کے بعد حوادث کا طوفان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بہت بڑے صدمہ میں مبتلا ہوئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں عرب کے لوگ مرتد ہونے لگے اور یہودیت اور نصرانیت کا زور ہونے لگا نفاق منافقوں سے ظاہر ہوا۔ اور مسلمان ایسے ہوگئے جیسے بکریاں اندھیری جاڑے کی رات میں پریشان پھرتی ہیں اور ان سب باتوں کا باعث حضور کا انتقال پُر ملال تھا۔ یہاں تک کہ خدا نے سب لوگوں کو حضرت ابوبکر پر جمع کیا۔

سہیل بن عمرو کا اہل مکہ کو ارتداد سے روکنا

حضور کی وفات کے بعد اکثر اہل مکہ نے مرتد ہونے اور اسلام سے پھر جانے کا قصد کیا یہاں تک کہ

عتاب بن اُسید جو حضورؐ کی طرف سے مکہ کے حاکم تھے ان لوگوں کے خوف کے مارے پوشیدہ ہو گئے۔ تب سہیل بن عمرو نے کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثنا بیان کی پھر حضور کی وفات کا ذکر کیا اور فرمایا حضور کی وفات سے اسلام کو کچھ کمزوری نہیں پہنچی بلکہ اسلام اور زیادہ قوی ہو گیا ہے۔ پس جو شخص اسلام میں شک کرے گا۔ ہم اس کی گردن ماریں گے۔

اس تحدید کو سُن کر لوگ اپنے ارتداد کے ارادہ سے باز رہے اور عتاب بن اسید بھی ظاہر ہوئے۔ سہیل بن عمرو کا یہی وہ مقام ہے جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن خطاب سے ارشاد کیا تھا کہ عنقریب یہ ایسے مقام میں کھڑا ہو گیا کہ تم اس کو بُرا نہ کہو گے۔ پس وہ مقام یہ تھا کہ سہیل نے کھڑے ہو کر اہل مکہ کو ارتداد سے روک دیا۔

مرثیہ حسان بن ثابت
برموقع وفات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

ما بال عینک لا تنام کانّما

کحلت ما فیها یکحل الارمل

جزعا علی المهدی أصبح ثادیا

یا خیر من وطئی الحصی لا تبعد

وجهی یقیک الترب لهلیٰ لیتنی

غیبت قبلک فی بقیع العزقد

بأبی و أمی من شهدت وفاته

فی یوم الاثنین النبی المهتد

نظلت بعد وفاته متبلدا

متلددا یا لینی لم أولد

أأقیم بعدک بالمدینه بینهم

یالیتنی صبحت سم الاسود

نــورا أمـنــاه عـلـى الـبـرية كـلـهـا
مـن يـمـد لـلنور المبارک يهتدى
يـا رب نـا جـمـعنـا مـعـاً و نبيّنـا
فـى جـنّة تـلبـى عيـون الـحسـد
فـى جنّة الـفـردوس فـاكتبهـا لنـا
يـا ذا الـجـلال و ذاالـعلا و المرود
و الـلـه أسـمـع مـا بقيت بها لک
الا بـكيـت عـلـى الـنبـىّ محمّد
يـا ويـح أنـصـار الـنبـى درهـطـه
بـعـد الـمـغيـب فـى سواء اللحد
ضـاقـت بـانـصـار البلادنا صبحوا
سـودًا وجـوههـم كـلـون الاثـمـد
و الـلـه أكـرمـنـا بـه و هدى بـه
أنـصـاره فـى كـل سـاعة مشهـد
صـلـى الالـٰـه و مـن يـحف بعرشـه
و الـطيبـون عـلى المبارک احمد

یعنی اے حسان! تیری آنکھوں کو کیا ہوا کہ وہ سونے کے لئے بند نہیں ہوتیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تو نے راکھ کا سرمہ آنکھوں میں لگا دیا ہے۔

میری نیند کے اچاٹ ہونے کا سبب اس انسان کی جدائی ہے جو ہمارا ہادی اور ہمارا رہنما تھا۔ صد ہزار افسوس کہ وہ جو زمین پر بہترین شخص تھا۔ آج زیرِ زمین مدفون ہے۔ اے میرے پیارے آقا! کاش ایسا ہوتا کہ میں تجھ سے پہلے بقیع الغرقد میں دفن ہو جاتا۔

میرے ماں باپ اس نبی کامل پر فدا ہوں جو پیر کے روز ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ اس کی وفات

کے بعد میں حیران پریشان پھر رہا ہوں۔

مدینہ کی سرزمین مجھے ویران اور سنسان دکھائی دے رہی ہے۔ کاش! میں آج کے دن پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔

اے میرے محبوب! کیا تیری جدائی کے بعد میں مدینہ میں رہ سکتا ہوں۔ ہرگز نہیں تیری موت میرے لئے زہر کے پیالے سے زیادہ تلخ ثابت ہوئی۔

میرے آقا! تیرا پاک وجود ایسا نور تھا جس نے تمام روئے زمین کو روشن کر رکھا تھا۔ جس نے بھی اس نور سے حصہ لیا اس نے ہدایت پائی۔

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پیارے رسول کے ساتھ جنت الفردوس میں اکٹھا کر دے۔

خدا کی قسم! جب تک میں زندہ رہوں گا۔ اپنے محبوب کے لئے تڑپتا اور روتا رہوں گا۔

اے محمد! تیرے مستور ہونے کے بعد انصار پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ تیرے بعد انصار کے لئے خدا کی وسیع زمین تنگ ہوگئی ہے اور رنج والم کے مارے ان کے چہرے سرمہ کی طرح سیاہ ہوگئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تیری بدولت ہمیں عزت بخشی تھی اور انصار کو تیرے ہی ذریعہ ہدایت نصیب ہوئی تھی۔

اے احمد! خدا اور اس کے فرشتے اور تمام پاکباز انسان تجھ پر ہر آن درود و سلام بھیجتے ہیں۔

ازواجِ مُطہّرات

وہ بیویاں جو وفات کے وقت زندہ تھیں

وفات کے وقت حضور علیہ السلام کی نو بیبیاں زندہ تھیں۔ عائشہ بنت ابی بکر اور حفصہ بنت عمر بن خطاب اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب اور ام سلمہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ اور سودہ بنت زمعہ بن قیس اور زینب بنت جحش بن رئاب اور میمونہ بنت حرث بن حزن اور جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار اور صفیہ بنت حی بن اخطب۔

حضور کی کل بیویاں

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کل تیرہ شادیاں فرمائی ہیں۔

1۔ حضرت خدیجہ

پہلی شادی آپ کی ام المومنین خدیجہ بنت خویلد سے ہوئی۔ اور کل اولاد آپ کی ان ہی سے ہے۔ سوا

ایک آپ کے صاحبزادے ابراہیم کے۔ خدیجہ کی شادی حضور سے ان کے والد خویلد بن اسد نے کی تھی اور بیس اونٹ کا مہر بندھا تھا۔

حضور کی ساتھ شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن مالک کے پاس تھیں۔ اور ابی ہالہ سے ان کے ہاں ہند بن ابی ہالہ اور زینب بنت ابی ہالہ پیدا ہوئے۔

اور ابی ہالہ سے شادی ہونے سے پہلے حضرت خدیجہ عتیق بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے پاس تھیں اور عتیق سے ان کے ہاں عبداللہ اور جاریہ پیدا ہوئے اور جاریہ سے صیفی بن ابی رفاعہ نے شادی کی تھی۔

2۔ حضرت عائشہ

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر سے جبکہ وہ سات برس کی تھیں نکاح کیا اور مدینہ میں جبکہ ان کی عمر نو سال کی تھی رخصتی فرمائی اور عائشہ کے سوا کسی کنواری عورت سے آپ نے شادی نہیں کی ابوبکر نے خود ان کی شادی حضور سے کی تھی اور چار سو درہم کا مہر مقرر ہوا تھا۔

3۔ حضرت سودہ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے شادی کی۔ یہ شادی سلیط بن عمرو نے حضور سے کی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں ابوطالب بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک نے کی تھی اور چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

حضرت سودہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سکران بن عمرو بن عبد شمس بن عبدوّد کے پاس تھیں۔

4 حضرت زینب بنت جحش

اور حضور نے زینب بنت جحش بن رئاب اسدیہ سے شادی کی اور حضور سے ان کی شادی ان کے بھائی ابواحمد بن جحش نے کی تھی اور حضور نے چار سو درہم ان کا مہر باندھا تھا۔ حضور سے پہلے زینب زید بن حارثہ حضور کے متبنیٰ کے پاس تھیں اور انہیں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا۔

5۔ حضرت ام سلمہ

اور حضور نے ام سلمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ مخزومیہ سے شادی فرمائی۔ یہ شادی ان کے بیٹے سلمہ بن ابی

سلمہ نے حضور سے کی تھی اور ام سلمہ کا نام ہندہ تھا اور ان کا مہر یہ بندھا تھا کہ ایک تو شک جس میں کھجور کا ریشہ بھرا ہوا۔ اور ایک پیالہ اور ایک چکی۔ اُم سلمہ حضور سے پہلے ابو سلمہ بن عبد الاسد کے پاس تھیں اور ابوسلمہ کا نام عبداللہ تھا۔ ابو سلمہ سے ان کے ہاں یہ اولاد پیدا ہوئی۔ سلمہ اور عمر و اور زینب اور رقیہ۔

6۔ حضرت حفصہ

اور حضورؐ نے حفصہ بنت عمر سے شادی فرمائی یہ شادی حضور سے ان کے والد عمر نے کی تھی اور حفصہ حضور سے پہلے حنیس بن ابی حذافہ سہمی کے پاس تھیں۔ حضور نے چار سو درہم انکا مہر باندھا تھا۔

7۔ حضرت ام حبیبہ

اور حضرت اُم حبیبہ سے جن کا نام رملہ بنت ابوسفیان بن حرب تھا شادی فرمائی۔ یہ شادی حضورؐ سے ملک حبش میں خالد بن سعید بن عاص نے کی تھی اور نجاشی شاہ حبش نے حضورؐ کی طرف سے چار سو دینار ان کے مہر میں ان کو دیئے تھے۔ ام حبیبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عبید اللہ بن جحش اسدی کے پاس تھیں۔

8۔ حضرت جویریہ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جویریہ بنت حرث بن ابی ضرار خزاعیہ سے شادی فرمائی۔ یہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی تھیں ان کا مفصل قصّہ اوپر گذر چکا ہے۔

ابن ہشام کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضور بنی مصطلق سے واپس ہوئے ہیں تو یہ جویریہ بنت حرث کو آپ نے ایک انصاری کے سپرد کر دیا تھا بطور امانت کے تا کہ وہ اس کو بحفاظت مدینہ میں پہنچا دیں۔ پھر جب حضورؐ مدینہ میں تشریف لائے تو جویریہ کے والد حرث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کے چھڑانے کے واسطے اونٹ فدیہ کے لے کر مدینہ میں روانہ ہوئے راستہ میں اُن اونٹوں میں سے دو اونٹ ان کو بہت اچھے معلوم ہوئے اور ان کو انہوں نے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں عتیق کے پاس چھپا دیا۔ باقی اونٹ لے کر حضور کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ میں اپنی بیٹی کے فدیہ کے واسطے لایا ہوں۔ ان کو آپ قبول کیجئے اور جویریہ کو مجھے دے دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ اُونٹ کہاں ہیں جو تم نے عقیق کے پہاڑ کے پاس پہاڑ کی گھاٹی میں غائب کر دیئے ہیں۔ حرث بن ابی ضرار نے کہا قسم ہے خدا کی اس حال کی ہمارے سوا کسی کو خبر نہیں ہے۔ بیشک آپ خدا کے رسول ہیں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ۔

اور حرث کے دونوں بیٹوں اور ان کی قوم کے بہت سے آدمیوں نے اسلام قبول کیا اور حرث نے وہ

دونوں اونٹ منگا کر بھی حضور کی نذر کئے حضور نے جویریہ کو چھوڑ دیا۔ جویریہ بھی مسلمان ہوگئیں۔ پھر حضور نے ان کے باپ حرث کو شادی کا پیغام دیا۔ انہوں نے حضور سے شادی کر دی۔ حضور نے چار سو درہم ان کے مہر کے مقرر فرمائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ اپنے چچازاد عبداللہ کے پاس تھیں۔

اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضورؐ نے ان کو ثابت بن قیس سے خرید کر آزاد کیا تھا۔ پھر بالعوض چار سو درہم مہر کے ان سے شادی کی۔

9۔حضرت صفیہ

اور حضور نے صفیہ بنت حی بن اخطب سے شادی فرمائی۔ یہ خیبر کے قیدیوں میں آئی تھیں اور حضور نے ان کو اپنے واسطے مخصوص کر لیا تھا اور ان کے نکاح میں ولیمہ کی دعوت بھی کی تھی جس میں صرف ستو اور کھجوریں کھلائی گئی تھیں۔ گوشت روٹی نہ تھی اور حضورؐ سے پہلے صفیہ کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق کے پاس تھیں۔

10۔حضرت میمونہ

اور حضور نے میمونہ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی فرمائی۔ میمونہ کی شادی حضور سے حضرت عباس نے کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار سو درہم کا مہر باندھا تھا۔

اور حضور سے پہلے میمونہ ابی رہم بن عبدالعزیٰ بن ابی قیس بن عبدود بن نصر بن مالک کے پاس تھیں۔ بعض کہتے ہیں کہ میمونہ ہی نے اپنے تئیں حضور کی نذر کر دیا تھا یعنی جب حضور کے پیغام کی خبر ان کو پہنچی تو یہ اس وقت اُونٹ پر سوار تھیں۔ پس انہوں نے پیغام سُن کر کہا کہ یہ اونٹ اور اس پر جو کچھ ہے سب خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے۔

11۔حضرت زینب بنت خزیمہ

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ سے شادی کی یہ عورت مسکینوں اور غریبوں پر بہت مہربانی کرتی تھیں۔ اس سبب سے ان کا نام ام المساکین تھا۔ ان کی شادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبیصہ بن عمرو بلالی نے کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سو درہم مہر کے مقرر فرمائے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہ عبیدہ بن حرث بن مطلب بن عبدمناف کے پاس تھیں اور عبیدہ سے پہلے جہم بن حرث کے پاس تھیں جو ان کا چچازاد بھائی تھا۔

حضور کی زندگی میں وفات پانیوالی بیویاں

پس یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کل گیارہ بیبیاں ہیں جن سے آپ نے نکاح کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ان میں سے دو نے انتقال فرمایا۔ ایک خدیجہ بنت خویلد نے اور دوسری زینب بنت خزیمہ نے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا ہے تو ان میں سے نو زندہ تھیں۔ جن کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

وہ عورتیں جن کو حضورؐ نے علیحدہ کر دیا

اور دو عورتیں ایسی تھیں جن کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ مگر خلوت سے پہلے ان کو جُدا کر دیا۔ اُن دونوں کی تفصیل یہ ہے

(1) ایک اسماء بنت نعمان کندیہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کی تو ان کے بدن پر سفید داغ دیکھے اس سبب سے ان کو رخصت کر دیا اور ان کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔

(2) دوسری عورت عمرہ بنت یزید کلابیہ تھی۔ جب یہ حضورؐ کے پاس آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے پناہ مانگی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کے لوگوں کے پاس بھیج دیا۔

اور بعض کہتے ہیں کندیہ نے پناہ مانگی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا ہے تو اُس نے کہا تھا کہ میں اس باعزت قوم سے ہوں جن کے پاس لوگ آتے ہیں اور ہم کسی کے پاس نہیں جاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر اس عورت کو اس کی قوم کے پاس بھیج دیا۔

ازواج کی تقسیم قبائل وار

قریش میں سے چھ

قریش میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ بیبیاں تھیں۔

1۔ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

2۔ اور عائشہ بنت ابی بکر بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

3۔ اور حفصہ بنت عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن عبد اللہ بن قرط بن رباح بن زراح بن عدی بن کعب بن لوئی۔

4۔ اور ام حبیبہ بنت ابی سفیان بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن

کعب بن لوئی۔

5۔اورام سلمہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن لقیظ بن مرہ بن کعب بن لوئی۔

6۔اورسودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدُ وڈ بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی۔

دیگر عرب قبائل میں سے چھ

اور باقی دیگر قبائل عرب سے یہ چھ بیبیاں تھیں۔

(1)زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔

(2)اورمیمونہ بنت حرث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن ردیبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان۔

(3)اورزینب بنت خزیمہ بن حرث بن عبداللہ بن عمرو بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ

(4)اورجویریہ بنت حرث بن ابی ضرارخزاعیہ ثم المصطلقیہ۔

(5)اوراسماء بنت نعمان کندیہ۔

(6)اورعمرہ بنت یزیدکلابیہ۔

ان کے علاوہ غیرعرب سے یہ بی بی تھی۔

صفیہ بنت حی بن اخطب بنی نضیر سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ مبارکہ ختم ہوئی۔**الحمد للّٰہ کثیراً و صلاته و سلامه علیٰ سیّدنا محمدٍ و اٰلهٖ الطیبین الطاهرین و صحبه الاخیار الراشدین۔**

آج 14 ذیقعد سنہ 1380 مطابق 30 اپریل 1961ء کو میں اس کتاب کی ترتیب اور تدوین سے فارغ ہوا۔میری دلی دعا اور آرزو ہے کہ اس اُردو ایڈیشن کو بھی وہی شہرت اور قبولیّت حاصل ہو جو عربی تالیف کو حاصل ہے۔**اللّٰھم آمین۔**

راقم شیخ محمد اسماعیل پانی پتی